إِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۚ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۚ

بے شک ضرور یہ یقینی صحیح ہے۔ پس اپنے بزرگ پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھا کرو۔

(سورۃ الواقعہ)

الحق المبین

حضرت مسیح العارفین سیّدنا قبلہ نوری محمد نظام الحق صاحب
قلندر اویسی قدس سرّہ العزیز

Marfat.com

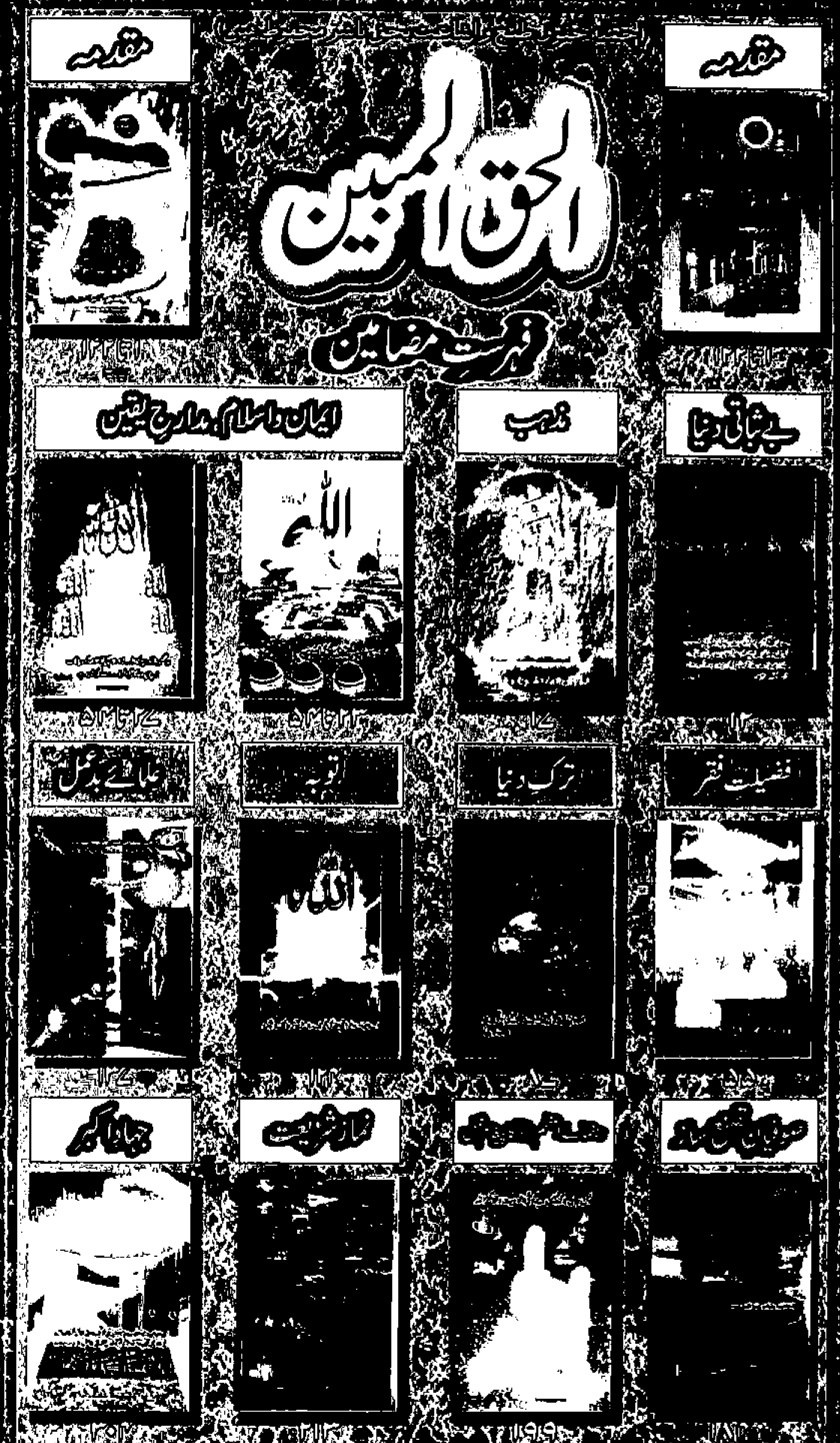

AL-HAQQ-UL-MUBIN (MAK) ®

Marfat.com

Marfat.com

(جملہ حقوق طبع و اشاعت بحق ناشر محفوظ ہیں)
الحق المبین
فہرست مضامین
ذکرِ حق سبحانہ تعالیٰ
جہادِ اکبر
بزمِ عرفان
۵۱۸
عشقِ الٰہی
تفکر
۴۵۹
فکر
بصارت اور بصیرت
جلوۂ وحدت کا نظارہ
۶۹۵
عبادتِ خاصاں
نمازِ طریقت
فقر
قضا و قدر
توجہ
AL-HAQQ-UL-MUBIN (MAK) R

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ نمبر
پیش لفظ	الف تا ج
دیباچہ	الف تا ز
ساعتِ فکریہ	ح تا ی
مقدمہ	۱ تا ۱۲۲
اصل کتاب	
حمد و نعت	۱
مناجات	۴
سببِ تالیف کتاب	۶
مناجات	۱۰
بے ثباتی دنیا	۱۲
مذہب	۱۷
ایمان و اسلام و مدارجِ یقین	۲۳
فضیلتِ فقر	۵۵
ترکِ دنیا	۸۷
توبہ	۱۲۴
علمائے بدعمل	۱۳۷
صوفیانِ تصنع ساز	۱۸۴
رہنمائے اعظم ﷺ کا پیغام عمل	۱۹۹
نمازِ شریعت	۲۱۳
جہادِ اکبر	۳۰۴
ذکرِ حق سبحانہٗ و تعالیٰ	۳۵۴
فکر	۴۳۹
تفکر	۴۵۹
عشقِ الٰہی	۴۷۴
بزمِ عرفان	۵۱۸
نمازِ طریقت	۶۷۲
عبادت حقیقت	۶۸۴
جلوۂ وحدت کا نظارہ	۶۹۵
بصارت اور بصیرت	۷۰۴
روح اور اسکی ماہیت	۷۴۳
توحید	۷۶۵
قضا و قدر	۸۶۲
فقر	۸۷۸
ملحقہ صفحات	
ملحقہ (الف) خاتمہ نظم و قطعاتِ تاریخ	i تا iv
ملحقہ (ب) اشاریہ	i تا xxxiv
ملحقہ (ج) اسماء الحسنٰی	i تا xi
کل صفحات مع رنگین صفحات	۱۱۴۳

Marfat.com

جملہ حقوق طبع و اشاعت بحق ناشر محفوظ ہیں

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ○

(الصّٰفّٰت: ۹۹)

اور بولا، میں جاتا ہوں اپنے رب کی طرف وہ مجھ کو سیدھی راہ دے گا۔

نام کتاب : الحق المبین

نام مؤلف : حضرت مسیح العارفین سیدنا قبلہ نوری محمد نظام الحق صاحب قلندر اویسی قدس سرّہ العزیز

ترتیب و مقدمۂ کتاب : حضرت نور العارفین مرشدنا مولوی محمد احمد خان صاحب قلندر اویسی قدس سرہ العزیز

اشاعت : طبع اوّل ۱۹۵۶ء تعداد: ۵۰۰

: طبع دوئم ۱۹۸۴ء تعداد: ۱۰۰۰

: طبع سوئم ۲۰۰۵ء (تزئین وتدوین کیساتھ) تعداد: ۱۰۰۰

صفحات : ۱۱۴۳ مع رنگین صفحات

تخمینہ : ۶۵۰ روپے (مع منسلک کتابچۂ لغت و اصطلاحات الحق المبین)

طابع : اقبال سنز پرنٹرز ☎ 2639900

ناشر: باجازت جناب قبلہ حافظ محمد ابراہیم صاحب اویسی مدفیوضہٗ اور نور العارفین مرشدنا مولوی محمد احمد خان صاحب قلندر اویسی قدس سرہ العزیز، ڈاکٹر سعود احمد خان نے مکان نمبر A-321 بلاک E یونٹ نمبر 9، لطیف آباد حیدر آباد سندھ سے شائع کیا۔

Marfat.com

پیش لفظ

ہر ذی فہم انسان کے ذہن میں ایسے بے شمار خیالات مثلاً میں کیا ہوں۔؟ میری اصل کیا ہے۔؟ میری ابتداء کیا ہے۔؟ میری انتہاء کیا ہے۔؟ میری تکمیل کیا ہے۔! میرا مقصدِ حیات کیا ہے۔؟ مذہب کیا ہے۔؟ عبادت اور اس کا مقصد کیا ہے۔؟ گناہ اور ثواب کیا ہے۔؟ میرا خالق کون ہے۔؟ اس نے مجھے اپنی ان گنت مخلوق میں اشرف کیوں قرار دیا۔؟ کیا میں اپنے لاثانی رحم کرنے والے، لازوال محبت کرنے والے خالق کو کسی طریقے سے دیکھ سکتا ہوں۔؟ کیا میں اس تک پہنچ سکتا ہوں۔؟ میں اس سے کیسے مل سکتا ہوں۔؟ وغیرہ وغیرہ، محسوس اور غیر محسوس طریقے سے وقتاً فوقتاً عموماً آتے رہتے ہیں۔ وہ ان کا حقیقی جواب پانے کے لئے سرگرداں اور متلاشی رہتا ہے، کیونکہ اسی میں اس کو حقیقی سکون نظر آتا ہے۔

خالق عظیم کا کرمِ عظیم ہے کہ اس نے متلاشی حقیقت کے ذہن میں آنے والے تمام خیالات کے جوابات اور ان کا حل یکجا کر کے حضرت سیدنا و مولانا، مرشدنا مسیح العارفین نظام الحق صاحب قلندر اویسی قدس سرہٗ العزیز کے توسط سے کتاب شریف ''الحق المبین'' کی شکل میں مکمل نصاب روحانی عطا فرما دیا۔ تاکہ اُن کو صراطِ مستقیم حاصل ہو اور وہ اپنی منزلِ مقصود حاصل کر لیں، سہج سہج آسانی سے۔

تمام ذی ہوش اس روشن حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ بغیر جستجو، بغیر سعی اور

Marfat.com

بغیر عمل کوئی بہترین سے بہترین علم بھی مکمل افادیت اور خاطر خواہ فائدے کا حامل نہیں ہوسکتا۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضور ﷺ سے قرآن پاک کی دس آیتیں سیکھتے تھے اور انکے بعد والی دس آیتیں اس وقت تک نہیں سیکھتے جب تک پہلی دس آیات کے معنی کو اچھی طرح نہ جان لیں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ان چیزوں پر عمل کیا جن کا اسے علم ہے اسے اللہ تعالیٰ ان چیزوں کا علم بھی عطا فرمادیتا ہے جن کا اسے ابھی تک علم نہیں تھا۔ (ابونعیم)

سچے متلاشی حقیقت کو اس علمِ روحانی ''الحق المبین'' سے مکمل فیض اٹھانے، راہِ سلوک کی ارتقائی منازل طے کرنے اور سکونِ دائمی یعنی منزل حقیقی تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ جسمانی وضو کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے گناہوں سے سچی توبہ کرکے روحانی وضو کریں۔ نصاب روحانی ''الحق المبین'' کے مطالعے سے پہلے اپنے ذہن کو تمام سفلی خیالات اور تعصبات سے مکمل خالی کرلیں، پھر یکسو ہوکر اس کا مطالعہ شروع کریں۔ مطالعہ کو مطالعے کی حد تک نہیں رہنے دیں۔ جو پڑھیں اس پر عمل کرتے ہوئے اپنی خامیوں کو مسلسل دور کرتے جائیں اور خوبیوں کو اجاگر۔ یہاں تک کہ بارگاہِ عظیم میں شرف پسندیدگی حاصل ہوجائے اور وہ مہربان ہوکر اپنے انتہائی رحم وکرم سے علم العظیم یعنی منزل حقیقی (اپنا دیدارِ پاک) عطا فرمادے۔ کیونکہ وہ انتہائی شفقت سے فرماتا ہے۔ حدیث قدسی: جو ایک بالشت مجھ سے قریب ہوتا ہے۔ میں اس سے گز بھر قریب ہوجاتا ہوں۔ جو میری طرف گز بھر بڑھتا ہے، میں دوگز اسکے قریب ہوجاتا ہوں۔ جو میری طرف خراماں خراماں آتا ہے میں اسکی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

اور جو دوڑ کر آتا ہو؟۔۔۔۔ اسکو وہ یقیناً اپنا دیدارِ پاک عطا فرماتا ہوگا۔

Marfat.com

اس نئے ایڈیشن میں خالقِ حقیقی کے کرم سے جہاں نت نئی روحانی خوبیاں عطا فرمادی گئی ہیں، وہاں دورِ حاضر کے متلاشیٔ حقیقت کے لئے فارسی اشعار کا اردو مفہوم بھی شامل کردیا گیا ہے۔ تاکہ ان کا تسلسلِ مطالعہ برقرار رہے اور اسکی یکسوئی کو جلا ملے۔

یہ نسخۂ کیمیا، نصاب روحانی ''الحق المبین''، ارحم الراحمین کے کرم سے آپ کے ہاتھ میں ہے۔ دی ہوئی ہدایات کی روشنی میں اُسکی عطا کردہ توفیق سے اِس سے فائدہ اٹھائیں اور منزل مقصود کو حاصل کرنے کی کوشش مسلسل کرتے جائیں:

ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا۔ گاہے بہ نگاہے

(کیا ہی عجب ہے کہ بادشاہ ہم جیسے گداگروں کو بھی نواز لے۔ اپنی نگاہِ کرم سے۔)

آخر میں تمام برادرانِ سلوک و طریقت کی اس نئے ایڈیشن کی تزئین و تدوین کے سلسلے میں کیئے گئے عمل کی بارگاہِ قدس میں قبولیت کی التجا اور اس کے ایسے پسندیدہ شکر کے ساتھ جو اس کو پسند آجائے۔

ع دیکھوں میں تیرے در کا سب عالم کو فدائی

ہے یہ ہی تمنا میری اور یہ ہی دعا ہے

گر تو غیر حق بہ بینی اے پسر در قیامت خستہ گردی کو روکر

چوں تنت فانی شود در بحر نور محو گردی و شوی اندر حضور

(بہلول دانا)

(اے بیٹے! اگر تو غیر حق کو دیکھے گا تو قیامت کے دن بدحال ہوگا۔ اس لئے تو فنا ہوکر نور کے سمندر میں غرق اور محو ہوجا۔ اس طرح تجھ کو حضوری نصیب ہوگی۔)

ناچیز

خاکپائے قلندران اویسیہ

۱۴۲۶ھ

Marfat.com

یادداشت

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

دیباچہ

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید عطا فرما کہ بنی نوع انسان پر احسانِ عظیم فرمایا ہے یقیناً اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ترین دین ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رحمتٌ لِلعٰلمین، خاتم النبیین والمرسلین ہیں۔ ہر شعبۂ حیات میں انسان کی رہنمائی کے لئے اسلام کی تعلیم حد درجے مکمل اور اس قدر واضح ہے کہ اب کسی پیغمبر یا نبیؑ کی آمد کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ نبوت و رسالت کے اس آخری معلم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً اس تعلیم ہدایت کو ایسی لاثانی خوبی اور وضاحت سے پیش کیا ہے کہ اس سے زیادہ کا وہم و گمان بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ؎

ہر مرتبہ کہ بود بہ عالم بروست ختم
ہر نعمتے کہ داشت خداشد برو تمام

(عالم کے تمام مراتب آپ ﷺ پر ختم ہیں ہر وہ نعمت جو اللہ نے بنائی ہے آپ ﷺ پر تمام ہے۔)

الحق المبین بارِ دوئم طبع ہو رہی ہے اور یہ اللہ کا ہم پر احسان عظیم ہے۔ دل کی گہرائیوں میں اظہارِ تشکر کے لئے جذبات میں ہل چل مچی ہوئی

Marfat.com

ہے، کاش ان جذبات کو الفاظ کا جامہ پہنایا جاسکتا۔

یہ عنایت یہ کرم یہ لطف اور یہ رحمتیں
شکر ہو جس سے ادا لاؤں کہاں سے وہ زباں

الٰہی صحیح اظہارِ تشکر کے لئے اس ذرّہ ناچیز کی بے بسی اور کم مائیگی کو ایسا اظہار تشکر بنادے جو تیری بارگاہِ ذرّہ نواز میں شرفِ قبولیت پائے۔ آمین۔

طبع دوم میں حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ وہ تمام خامیاں اور کوتاہیاں جو کتابت اور طباعت میں پہلی بار رہ گئی تھیں اس بار نہ ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے دلوں کو اس کے حُسنِ پذیرائی کے لئے کھول دیا ہے اور ہر مسلک و مشرب کے اہل علم نے اس پر گراں بہا تبصرے فرمائے ہیں مبصرین میں استاذ الاساتذہ علامہ ڈاکٹر عبدالواحد ہالی پوٹہ صاحب کی ان مساعی جمیلہ کو جو انہوں نے ''الحق المبین'' کے تعارف کے سلسلے میں کی ہیں کسی طرح بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ علامہ صاحب موصوف ۱۹۶۰ء کی دہائی میں بین الاقوامی اسلامی کولوکیم لاہور میں بحیثیت نمائندہ پاکستان نامزد تھے اس کولوکیم میں انہوں نے ''الحق المبین شریف'' سے بیرونی ممالک کے نمائندگان کو متعارف کرایا۔ اسی کولوکیم میں ہندوستانی نمائندہ کی حیثیت سے جناب ڈاکٹر ولی الدین صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ انہوں نے مطالعہ کے بعد ایک جلد بہ قیمت حاصل کرنا چاہی، لیکن ڈاکٹر صاحب موصوف نے فرمایا کہ یہ چند جلدیں نہ اپنوں میں تقسیم کے لئے ہیں اور نہ ہی فروخت کے لئے ڈاکٹر ولی الدین صاحب ''الحق المبین'' کے مضامین سے اس قدر متاثر تھے کہ

Marfat.com

اسے حاصل کرنے کے لئے لاہور سے حیدرآباد پہنچے اور علامہ موصوف سے ان کی الحق المبین لے کر فوراً واپس ہوگئے۔ یہ واقعہ علم اسلامیات کی موجودہ کساد بازاری کے دور میں کس قدر حیرت انگیز ہے لیکن

ع ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

آخر میں اس اُمید کے ساتھ کہ شاید طالبان قربِ الٰہی کو رجوع الی الحق ہونے میں رہنمائی اور پایۂ ثبات نصیب ہوجائے، کچھ مشاہیر کی چند سطور پیش ہیں:

''اسلام میں بعض ایسی عبادات بھی ہیں جن کا تعلق تمام تر قلبی احوال اور نفس کی اندرونی کیفیت سے ہے۔ اصل یہ ہے کہ فقہاء نے اپنا فرضِ منصب صرف جسمانی اور مالی فریضوں تک محدود رکھا ہے۔ اور صوفیاء نے اُن سارے فریضوں کو یکجا کیا ہے جن سے اسلام نے انسان کے قلب و رُوح کی درستگی کا کام لیا ہے۔ تقویٰ، اِخلاص، توکّل، صبر اور شکر وہ فرائض ہیں جن کا تعلق انسان کے قلب سے ہے اور اس لئے ان کا نام قلبی عبادات رکھا جاسکتا ہے۔ یہ وہ فرائض یا قلبی عبادات ہیں جو اسلام کی روح اور ہمارے تمام اعمال کا اصلی جوہر ہیں جن کے الگ کردینے سے وہ عباداتِ پنجگانہ بھی جن پر اسلام نے اس قدر زور دیا ہے، جسدِ بے روح بن جاتے ہیں۔'' (سیرت النبی ﷺ جلد پنجم از علامہ سید سلیمان ندوی صفحہ ۴۱۹ تا ۴۲۰)

''اسلام نے اپنی عبادتوں کی دو قسمیں کی ہیں۔ ایک تو وہ جن کو انسان ہر حال اور ہر صورت میں کسی قید و شرط کے بغیر ادا کرسکے، اس کا نام تسبیح و تہلیل اور ذکرِ الٰہی ہے جس کے لئے نہ قیدِ زمان ہے، نہ مکان کی شرط ہے نہ اٹھنے بیٹھنے کی پابندی ہے یہ عبادت ہر لحہ اور ہر صورت میں انجام پاسکتی

Marfat.com

ہے۔ دنیاوی مشاغل اور ظاہری کاروبار بھی انکو اس فرض سے غافل نہیں کرتے۔

قولہٗ تعالیٰ: فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ (النسآء آیت ۱۰۳ پ ۵)	پس تم اللہ کا ذکر کھڑے، بیٹھے اور کروٹوں پر کرو۔
رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (النور آیت ۳۷ پ ۱۸)	ایسے لوگ جن کو تجارتی کاروبار اور خرید و فروخت کے مشاغل اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتے۔

دوسری عبادت وہ ہے جو خاص شکل اور صورت کے ساتھ خاص اوقات میں دعاؤں کے ذریعہ سے ادا کی جائے۔ اس کا نام نماز ہے۔ نماز متحدہ طریقۂ عبادت کا نام ہے۔ پہلا طرزِ عبادت انفرادی چیز ہے۔ اس کو جماعتی حیثیت حاصل نہیں، وہ تنہائی کا راز ہے۔ جس کو اس طرح خاموشی سے ادا کرنا چاہئیے کہ ریا اور نمائش کا شائبہ بھی پیدا نہ ہوسکے دوسری قسم کی عبادت کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا واجب قرار دیا گیا ہے۔"

(سیرت النبی ﷺ از علامہ سید سلیمان ندوی جلد پنجم)

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کا ذکر تمام عبادات کا خلاصہ اور اُن کی روح ہے۔ اسلام کی جڑ اور بنیاد کلمۂ طیّبہ ہے اور یہ عین ذکر ہے اور تمام عبادات اس کی تاکید اور اس جذبہ کو مستحکم کرنے والی ہیں اور انسانی ذکر کا ثمرہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو یاد کرتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ثمرہ ہوسکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (البقرۃ آیت ۱۵۲ پ ۱)	پس تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کرونگا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر حال میں اپنی یاد کا حکم دیا، اور فرمایا کہ کسی وقت بھی اس فرض سے غافل نہ ہونا چاہئیے۔ قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ ○ (الاعراف آیت ۲۰۵ پ۹)	اپنے پروردگار کا صبح و شام اپنے دل میں عاجزی سے اور آہستہ (آواز) سے ذکر کر اور بلند آواز سے نہیں اور (کسی وقت) غفلت کرنیوالوں میں سے نہ ہو۔

حضور رسول اللہ ﷺ سے لوگوں نے پوچھا کہ تمام کاموں میں کونسا عمل افضل ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مرتے وقت تک ذکر الٰہی سے زبان کا تر رہنا، اور ایک مرتبہ فرمایا کہ میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں جو سب سے بہتر ہیں اللہ کے نزدیک، اور جو تمہارے لئے انتہائی درجات کا ذریعہ ہیں، سونا چاندی صدقہ کے طور پر دینے سے افضل ہیں حتیٰ کہ اللہ کے دشمنوں کے ساتھ اس جہاد سے بھی افضل ہیں جس میں تم دشمنوں کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں۔ صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذکر اللہ''۔ حضرت معاذ بن جبلؓ کا ارشاد ہے کہ اہل جنت کے لئے سب سے زیادہ حسرت کا باعث وہ گھڑی ہوگی جو ذکر الٰہی سے غفلت میں گزری۔

(کیمیائے سعادت پہلا رکن، اسلام اور مسلمانی کے ارکان فصل ۹)

''اللہ کی یاد میں بسا اوقات غفلت ہوجاتی ہے۔ اس سے توبہ واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھول جانا اگرچہ لمحہ بھر کے لئے ہی ہو سب قصوروں اور گناہوں کی جڑ ہے۔ اس سے توبہ نہایت ضروری ہے۔''

(کیمیائے سعادت باب چہارم فصل اول بیان توبہ)

حجۃ الاسلام موصوفؒ اپنی آخری عربی تالیف منہاج العابدین میں تحریر فرماتے ہیں:

Marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝ (المائدۃ آیت ۲۳ پ ۶)	اللہ پر بھروسا کرو اگر تم ایمان والے ہو۔
(۲) وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۝ (البقرۃ آیت ۱۷۲ پ ۲)	اللہ تعالیٰ کا شکر کرو اگر تم اس کو پوجتے ہو۔
(۳) وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ (النحل آیت ۱۲۷ پ ۱۴)	تو صبر کر اور تجھ سے صبر ہو سکے اللہ ہی کی مدد سے۔
(۴) وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ؕ (المزمل آیت ۸ پ ۲۹)	چھوٹ آ اسکی طرف سب سے الگ ہو کر۔

اسی طرح اس باب میں بہت سی آیتیں ہیں جیسی نماز و روزہ کی فرضیت میں وارد ہیں۔ پھر اب کون سا سبب ہے کہ نماز و روزہ کو تو فرض جانے اور ان کو فرض نہ جانے۔ حالانکہ فرمانے والا دونوں کا ایک ہی ہے اور کتاب بھی ایک ہی ہے بلکہ ان فرائض سے تو ایسے غافل ہو کہ کسی کا نام بھی نہیں جانتے، نہیں معلوم کس کے کہنے سے یہ اعتقاد پیدا کیا ہے شاید کسی دنیادار کے کہنے پر عمل کیا ہوگا۔ جس نے بھلے کام کو بُرا اور برے کام کو بھلا سمجھایا اور جن علموں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نور اور حکمت اور ہدایت نام رکھا ہے ان کو بالکل چھوڑ دیا۔'' (سراج السالکین ترجمہ منہاج العابدین، مترجم مولوی منیر صاحب (۱۲۸۰ھ) مطبع نظامی کانپور طبع ثانی ۱۲۸۷ھ)

احکام الٰہی، احادیث نبوی ﷺ، اولیاء اللہ اور اپنے برگزیدہ اسلاف کی تعلیمات کے مطابق یقیناً یہ کہا جاسکتا ہے کہ ذکرِ الٰہی ایسا فرضِ دائمی ہے جس کے لئے زمان و مکاں کی قید ہے اور نہ کسی طرح کی دوسری پابندی۔ ذکر حق سے غفلت کو ہمارے برگزیدہ اسلاف نے کبھی جائز نہیں قرار دیا۔

Marfat.com

اہل دنیا کافرانِ مطلق اند روز و شب درزق زق و دربق بقند

طالب حق ذکر حق دارد مُدام ذکر غیر حق حرام آمد حرام

ولے کو غافل از حق یک زماں است دراں دم کافر است اما نہان است

اگر ایں غافلی پیوستہ گردد در اسلام برویے بستہ گردد

(طالب دنیا مثل کافروں کے ہیں کہ روز و شب دنیا ہی کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ طالب حق تو ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ غیر اللہ کا خیال بھی انہیں حرام لگتا ہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ سے غفلت کفر کا درجہ رکھتی ہے اور مسلسل اللہ سے غفلت تو اسلام سے بہت دور کردیتی ہے۔)

کاش احکام اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہم سب فریضۂ ذکرالٰہی ہر وقت اور ہر حالت میں ادا کرنے کے پابند ہوجائیں، تاکہ ذکرِ الٰہی کی روشنیاں ہمارے قلوب کو جگمگادیں اور اس کی برکتوں سے مذہبی فرائض و نوافل قربِ الٰہی کے انوار سے منور ہوجائیں اور اس کی پیاری پیاری رحمتیں اور ہوشربا تجلیاں ہمیں اپنی آغوش میں لے کر سرشار کردیں۔ تاکہ ہماری مسجدیں اللہ کا گھر اور ہماری نمازیں معراج المؤمنین بن جائیں۔

ایک بار پھر اپنے بے کس نواز اَرحم الرّاحمین مالک کی بارگاہِ پاک میں دل و جان سے سجدۂ شکر ادا کرنے کی توفیق مانگتا ہوں، اور الحق المبین شریف کی طباعت و تعاون کے لئے تمام عزیزوں کی مساعی جمیلہ کی قبولیت کا خواستگار ہوں۔

اے وہ کہ بارگاہ تری درمانِ زندگی

میں بھی کھڑا ہوں دیدۂ پُرنم لئے ہوئے

۱۹۸۴ء

Marfat.com

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَاؕ وَاللّٰهُ یَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖؕ وَهُوَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ○ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِیْعًاؕ یَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍؕ وَسَیَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ○

(الرعد آیت ۴۱-۴۲ پ ۱۳)

کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے ہیں کہ ہم اس زمین پر چلے آرہے ہیں اور اس کا دائرہ ہر طرف سے تنگ کرتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ حکومت کررہا ہے۔ کوئی اُسکے فیصلوں پر نظر ثانی کرنے والا نہیں ہے اور اُسے حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ اس سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں وہ بھی بڑی بڑی چالیں چل چکے ہیں۔ مگر اصل فیصلہ کُن چال تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کون کیا کچھ کمائی کررہا ہے اور عنقریب یہ منکرین دیکھ لیں گے کہ انجام کس کا بخیر ہوتا ہے۔

Marfat.com

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ○ وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ○

(الزمر آیت ۵۳۔۵۴ پ ۲۴)

کہہ دے، اے بندو میرے! جنہوں نے زیادتی کی اپنی جان پر، نہ آس توڑو اللہ کی رحمت سے بے شک اللہ بخشتا ہے سب گناہ۔ وہ جو ہے، وہی ہے معاف کرنے والا مہربان۔ اور رجوع ہو اپنے رب کی طرف، اور اس کی حکم برداری کرو، پہلے اس سے کہ آوے تم پر عذاب، پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آوے گا۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ ○ (یونس آیت ۴۵ پ ۱۱)

بیشک جن لوگوں نے اللہ کے ملنے کو جھوٹ کہا اُنہوں نے نقصان اُٹھایا اور وہ ہدایت یافتہ نہیں ہوئے۔

Marfat.com

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ
لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُونُوا
كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ
الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ○

(الحدید آیت ۱۶ پ ۲۷)

کیا وقت نہیں پہنچا ایمان والوں کو؟ کہ گڑگڑاویں اُن کے دل اللہ کی یاد سے اور جو اترا سچا دین، اور نہ ہوں ان لوگوں کی مثل جن کو کتاب ملی اس سے پہلے، پھر لمبی گذری ان پر مدت، پھر سخت ہو گئے ان کے دل، اور بہت ان میں بدکار ہیں۔

فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ○
فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ○ (الیل آیت ۵ تا ۷ پ ۳۰)

سو جس نے دیا اور تقویٰ کیا اور سچ جانا بھلی بات کو تو اس کو ہم سہج سہج پہنچاویں گے آسانی میں۔

Marfat.com

AL-HAQQ-UL-MUBIN (MAK)
Design by AL-KHAIR 0221785561

Marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

مُقدّمہ

یَا اَللّٰہُ! یَا اَحَدُ۔! یَا صَمَدُ۔! یَا اِلٰـہَ الْاَوَّلِیْنَ۔! یَا اِلٰـہَ الْاٰخِرِیْنَ۔!
یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔! یَا وَھَّابُ۔! یَا کَرِیْمُ۔! یَا بَاسِطُ۔! یَا عَزِیْزُ۔! یَا اَعْظَمُ۔!
یَا اَکْبَرُ۔! یَا قَادِرُ یَا مُقْتَدِرُ۔! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔! یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔!

تیرے جلال الوجہ اور عظیم السلطان کے واسطے تجھ کو حمد ہے جیسی تیری شان کے لائق ہے۔
لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ''کوئی الوہیت والا نہیں سوائے تیرے، تو پاک ہے بے شک میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔'' (الانبیاء آیت ۸۷ پ ۱۷)

کاتبِ اوراق تیرا عبدِ حقیر مدتوں سے ایسے الفاظ کی تلاش میں ہے، جن سے تیری حمد کر سکے۔ لیکن آج تک کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہ مل سکا جو میرے جذبۂ حمد کی برائے نام ہی ترجمانی کر سکتا۔ تیری حمد اور ثنائے اقدس کون کر سکتا ہے، جبکہ حضور عارفِ اعظم، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں۔ لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ ''تیری تعریف کا شمار نہیں تو ایسا ہی ہے جیسے کہ تو نے اپنی تعریف کی ہے۔'' (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

میں تیری توفیق سے اپنی ناتوانی اور حقیر ترین عاجزی کا اقرار کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے عظیم الشان اور لامحدود بحرِ رحمت میں سے ایک قطرہ کا بھکاری ہوں۔ اپنی رحمت سے میرے اعترافِ عجز کو قبول فرما اور مجھے معاف فرما دے۔ تو کریم العفو ہے۔

Marfat.com

جو نہ جانے تجھ کو وہ تیری ثنا کیا کر سکے

کیفؔ اپنے عجز سے حیرت زدہ خاموش ہے

حضور خاتم المرسلین، رَحمتً لِلعَالَمِین، خلقِ عظیم الرَّحِیم، نورُالعارفین، شفیعُ المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتِ پاک جگر کی چین، آنکھوں کی ٹھنڈک، قلوب کا نور اور نزول رحمت حق کا باعث ہے۔ اس کا حق ادا کرنا مجھ جیسے کی تو کیا، کسی اچھے سے اچھے انسان کے بس کی بات نہیں۔

تُرا چنان کہ توئی دیدۂ کجا بیند

بقدر بنیش خود ہر کسے کُند ادراک

میرے حضور ﷺ جیسے کہ آپ ﷺ ہیں ایسی آپ ﷺ کو دیکھنے والی نگاہ کہاں، جس کو جتنی بینائی ملی اس نے آپ ﷺ کو اسی قدر جانا ہے۔

میرے آقا! حضور ﷺ کے دربار گوہربار کے شاعر حضرتِ حسان ابن ثابتؓ کا یہ شعر حضور ﷺ کے لئے میرے جذباتِ عقیدت کی کچھ کچھ ترجمانی کرتا ہے۔

وَشَقَّ لَهُ مِنْ اِسْمِهِ لِيُجِلَّهُ

فَذُوا الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدٌ (تفسیر ابن کثیرؒ)

اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعظیم ظاہر کرنے کے لئے اپنے نام سے اُن کا نام نکالا ہے۔ چنانچہ عرش والے کا نام محمود ہے اور یہ محمد ﷺ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى صَفْوَةِ اَوْلِيَآئِهِ الَّذِىْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْكِتَابُ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَىْءٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

اے اللہ! رحمتیں بھیج اپنے مخلص دوست ﷺ پر، وہ جس پر نازل کی کتاب جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور آپ ﷺ کی آل پر اور تمام اصحاب پر اور امت کے تمام اولیاء پر۔

Marfat.com

چودھویں صدی کہیئے یا بیسویں، بہرحال، اس زمانے میں ماڈی فلسفے اور سائنس کو جس قدر ترقی کا دعویٰ ہے، وہ محتاجِ بیان نہیں۔ طبیعیات، کیمیا، نجوم اور موسیقی وغیرہ میں برابر جدید انکشافات ہورہے ہیں۔ انسان رات دن نئی نئی مشینوں کی ایجاد میں مصروف ہے۔ تمام سابقہ نظریات اور تجربات کو از سرِ نو جانچا جارہا ہے۔ مذاہب بھی شکوک اور اوہام کا نشانہ ہورہے ہیں اور نفسانیت کی چار دیواری میں رہ کر اُن پر تنقید کی جارہی ہے۔ تمام عالم اور خاص کر مغرب کو اللہ کی الوہیت میں سوائے مادّہ اور جسمانیت کے کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ حیاتِ بعد الموت اور تزکیۂ نفس کا تو ذکر ہی کیا، اس میں حقیقی روحانیت کا برائے نام بھی احساس باقی نہیں رہا۔

دِلوں کو لذت معنی کا اب حس بھی نہیں باقی
جسے دیکھو قتیل صورت دُنیائے فانی ہے (اکبر)

جہاں تک فنون کی ترقی کا سوال ہے، کسی ذی فہم کو مناسب حد تک اس سے یارائے اختلاف نہیں ہوسکتا۔ لیکن اگر عمل کی اچھائی برائی کا فیصلہ نتائج کو سامنے رکھ کر کیا جاسکتا ہے، تو اہل نظر دیکھ رہے ہیں کہ اس انتھک انسانی محنت، مسلسل جدوجہد اور ترقی کے نتیجے میں انسانیت کو کیا ملا ــــــ؟ ہوسکتا ہے کہ بعض بھولے بھالے انسان ریلوں، جہازوں، تارِ برقی، لاسلکی، ریڈیو اور آلاتِ جرّاحی وغیرہ کے گوناگوں فوائد کو سامنے لانے کی کوشش کریں، لیکن گذشتہ جنگوں، قحطوں اور تباہیوں نے ثابت کردیا ہے کہ یہی ایجادات، جن پر یہ صدی بے حد نازاں ہے، کس قدر تباہی اور بربادی کا باعث ہوئیں۔ لاکھوں نہیں کروڑوں اُن کے نفسانیت بھرے استعمال کا شکار ہوئے۔ ذرائع رسل و رسائل کی فراوانی لاکھوں

Marfat.com

بے قصوروں کو موت اور دردناک تباہیوں سے نہ بچا سکی۔ کیا یہی انسانیت کی ترقی ہے کہ ایک جگہ غلہ کے انبار نظرِ آتش کیے جائیں اور ایک جگہ انسان حد درجہ بے کسی کے عالم میں ایک ایک دانہ کے لئے ترس ترس کر دم توڑ دے؟ طیّارے، موٹریں اور آلاتِ برقی وغیرہ، کروڑوں بے قصور عورتوں، معصوم بچوں حتیٰ کہ بے خطا چرندوں اور پرندوں تک کی بربادی کا باعث ہوں۔ نفس پرستی کا نام کسی طرح انسانیت نہیں ہوسکتا۔

آسائش بے جا سے مسرت نہیں ہوتی
سوجائیں اگر پاؤں تو راحت نہیں ہوتی

سب جانتے ہیں کہ دُنیا کو جو فراغت پہلے میسّر تھی، اب خواب و خیال ہے۔ فکرِ معاش ہے کہ کسی وقت اطمینان کا سانس لینے ہی نہیں دیتی اور ایمان وانسانیت کو برقرار رکھتے ہوئے، جینا حد درجہ دشوار ہوگیا ہے۔ خودغرضی، چالاکی، دھوکا دہی، نخوت، تکبّر، دکھاوٹ، تعصب اور بے شمار دوسرے عیوب جو انسانیت کے چہرہ پر گہرے گہرے بدنما داغ ہیں، شاید ہی کبھی ایسے اُبھرے ہوں جیسے آج کل۔ انسان ہے کہ خواہشات کے بہاؤ پر غلطاں و پیچاں بہا چلا جارہا ہے اور عجب یہ کہ اُس کو نیکی تو نیکی بُرائی کا بھی صحیح احساس نہیں ہوتا۔ ایک وہ وقت تھا جب کہ افلاطونؔ نے کہا تھا کہ کسی بُرے عمل کی بدترین سزا یہی ہے کہ بُرے انسانوں سے ایسے شخص کی مُشابہت بڑھتی جاتی ہے اور ایک آج کل کے حالات۔ اگر آج وہ موجود ہوتا تو یقیناً اُس کے الفاظ کچھ اور ہوتے۔ کیا اسی کا نام ہے انسانیت کی ترقی ــــ؟ کیا یہی ہے انسانیت کا روشن دور ــــ؟ اس پر طُرّہ یہ کہ اسی نفسانیت کی تاریکی میں تلاش ہے نورِ حقیقت کی۔

Marfat.com

اس فہم پر حقیقتِ صانع کی فکر ہے
واقف نہیں ہم اپنی حقیقت سے آج تک

موجودہ فلسفۂ ترقی زیادہ تر مادّیت کے دائرہ میں محدود ہوکر رہ گیا ہے۔ اُسے جسم اور جسمانیت سے آگے کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ نظریں اگر مادّیت کی سطح سے آگے بڑھنے کی کوشش بھی کرتی ہیں تو اُن کو اِس عالم میں ذرّات، سالمات، مختلف قسم کی شعاعوں، ایجابی اور سلبی لہروں، محرّکات، نفوذ اور انجذاب سے آگے گزر نصیب نہیں، آج ایک اصول قائم ہوتا ہے تو کل دوسرا۔ آج کے انسان کو مادّی خواہشات کے سیلاب اور دنیاوی ہَوَس کے طوفان نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ وہ جس کو اپنی ترقی اور کامیابی سمجھتا ہے، وہ ہی اُس کی بربادی کا باعث بنتا جارہا ہے۔ جہاں نام ونمود اور فانی عز وجاہ اور دولت وشہرت مطمحِ نظر ہوں، وہاں ایثار و ہمدردی اور دوسری نیکیوں سے کیا کام ——؟ جب حق کے وجودِ پاک میں شبہ، تو حقانیت کا کیا ذکر ——؟ وہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے، بھولتا ہے، چوکتا ہے اور کھو جاتا ہے اور بصد کد و کاوش کوئی مسئلہ بدانست خود طے کر بھی لیتا ہے، تو دوسرے اُسے بآسانی تسلیم کرنے اور اعتقاد کا درجہ دینے کو تیار نہیں۔ وہ اُس کو اُسی کے اُصول پر یہ کہہ کر رد کر دیتے ہیں کہ انسانی عقل سے بھول چوک اور سہو ناممکن نہیں۔ چنانچہ گذشتہ صدیوں میں سائنس کے جو نظریات تھے وہ آج کل علیٰ حالہا باقی نہیں رہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ آنے والی نسلیں موجودہ نظریات کی ترمیم اور تنسیخ نہ کریں گی ——؟ کیا ان نت نئی تبدیلیوں کے ہوتے ہوئے بھی روحانیت تو روحانیت، جسمانیت ہی کے مسائل میں مادّیت کو دلیلِ راہ بنا کر کوئی یقینی اور قطعی فیصلہ حاصل کیا جاسکتا ہے ——؟ کیا ان پر ایمان اور اعتقاد

Marfat.com

کی بنیاد تیار کرنا کسی طرح بھی درست ہوسکتا ہے ؟ لیکن جو ماننا ہی نہ چاہے اُسکو کسطرح بتایا جائے ؟ جو سمجھنے کی کوشش ہی نہ کرے، اُسکو کون سمجھائے ؟

وہ روحانیت سے بیزار ہے کہ اس کی نفسانیت میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ وہ مذہب سے متنفر ہے کہ وہ روحانیت کا سبق دیتا ہے۔ وہ عقلی شبہات میں مبتلا ہے اور مذہب و روحانیت کو خلافِ عقل کہتا ہے۔ عقائد پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ لیکن کسطرح ؟ مادّیت کی تاریکی میں رہ کر، سفلی خواہشات کے ہاتھوں میں اپنی باگ ڈور دیکر ؟ نتیجہ میں وہ حجابِ جسمانیت، حجابِ ظلمات، حجابِ نفس، حجابِ شرک، حجابِ خودی اور اللہ جانے کتنے حجابات یا ظلمتوں میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ:

ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ط (النور آیت ۴۰) | بعض پر بعض تاریکیاں ہیں۔

ان حجابات میں مُبتلا ہوکر وہ اپنے مبدأ سے دور ہوتا جارہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام عالَم بجائے دماغی سکون کے زبردست ذہنی انتشار میں دھکے کھا رہا ہے۔ اللہ اور انسان میں وسیع سے وسیع تر خلیج پیدا ہوتی جارہی ہے [illegible]ی اور ظنی علوم اور اوہام سے اور توقع بھی کیا ہوسکتی ہے۔ اس غلط روی اور حواسِ جسمانی کی رہنمائی سے انسانیت کو تباہی و بربادی کے علاوہ اور کیا حاصل ہوسکتا ہے ؟ جیسا بیج بویا گیا ہے، ویسے ہی پھل آرہے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ کوئی ترقی بغیر عمل کے نہیں ہوتی، لیکن ساتھ ہی ساتھ اس سے بھی انکار غلط ہے کہ جتنا نیک اور صالح عمل ہوگا، اُسی قدر نتیجہ بھی خوشگوار ہوگا اور خودغرضی و نفسانیت کے درخت میں کبھی ایثار و انسانیت کے پھل نہیں آسکتے۔ کہا جاسکتا ہے کہ دُنیا تیزی سے ترقی کررہی ہے اور ہوسکتا ہے کہ آج کے دُکھ کل کی راحت ہوجائیں۔ لیکن یہ بالکل ایسا ہی ہے، جیسا کنویں میں چھلانگ لگا کر چھت

Marfat.com

پر پہنچنے کی اُمید۔ حسین خواب اور اوہام کے رنگین محلوں میں رہ کر ہوائی قلعے بنانا اور بات ہے اور حقیقت کی دُنیا اور۔! انسان نے بارہا تجربہ کیا ہے کہ جب رہنمائی کی باگ مادّیت کے ہاتھوں میں آئی، اُس کو قعرِ مذلّت میں گرنا پڑا۔ کیا انسان سے روحانیت کے اِخراج کے بعد اُس کا مقام جمادات سے نیچے نہیں ہو جاتا۔ لیکن اُس کو اپنی کوتاہ نظری کا احساس بھی نہیں۔ وہ اپنی محدود اور مادّیت سے تربیت یافتہ عقل پر پھولا ہوا ہے۔ مذہب کو بھی اپنی خواہشات اور قیاسات پر جانچنا چاہتا ہے۔ اُس کے سامنے توریت ہے، زبور ہے اور انجیل کے نسخے۔ جب سائنس کے انکشافات اور اناجیل میں مطابقت نظر نہیں آتی، وہ مذہب سے بدظن ہو جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اُس کے شکوک اس سلسلے میں کسی نہ کسی وجہ سے کسی حد تک درست ہوں، لیکن اس کے ہرگز یہ معنی نہیں کہ کوئی مذہب قابلِ عمل نہیں اور اگر بائبل سائنس کی کڑی تنقید برداشت نہیں کر سکتی تو بے سوچے سمجھے قرآن مجید اور اسلام کے متعلق بھی دل میں شکوک اور اوہام قائم کر لیے جائیں۔

ہر بیشہ گمان مبر کہ خالی است
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد (سعدیؔ)

(ہر چیز کو افادیت سے خالی نہ سمجھ۔ کوشش کر شاید تو اس میں چھپے ہوئے راز پا لے۔)

یہ تو کسی طرح بھی انصاف نہیں کہ بیٹھے بیٹھے کسی مُسلّمہ اُصول، کسی نظریہ، کسی مذہب اور کسی شخصیت کے متعلق خیال پیدا ہوا کہ اُس کے خلاف کچھ نہ کچھ لکھنا چاہیئے۔ اور بے سمجھے بوجھے، نفسانیت کی تحریک پر ورق کے ورق سیاہ کر ڈالے۔ جویائے حق کا تو یہ اصول ہوتا ہے کہ اگر کوئی بات از خود سمجھ میں نہیں آتی ہے تو وہ

Marfat.com

اُس کے جاننے والے سے معلوم کرتا ہے، اگر ایک سے اطمینان نہیں ہوتا تو دوسرے سے اور تیسرے سے سمجھنے کی سعی کو جاری رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ کامیابی نصیب ہو جاتی ہے اور بصورتِ اختلاف بھی کوئی صالح انسان دُنیا میں فتنہ، فساد اور بُرائی کی اشاعت کو کبھی بھی اچھی نظر سے نہیں دیکھتا، چہ جائیکہ اس کی اشاعت میں خود قدم بڑھائے۔

خاتم المرسلین ﷺ کی تعلیمِ پاک کی بابت یہ خیال کہ اسلام انسانیت کے روحانی اِرتقاء کے سلسلے میں خاموش ہے، نگاہِ کوتاہ بین کا قصور ہے۔ قرآن مجید کی حقانیت اور اسلام کی مکمل رہنمائی کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھنا، قطعاً صحیح نہیں، ''کہ عنقا را بلند است آشیانہ''۔ یہ جس الوہیت والے کا کلامِ پاک ہے وہ خود اس کا محافظ ہے۔ اس کلامِ پاک کو نازل ہوئے تقریباً چودہ سو سال ہو چکے ہیں، لیکن ہزاروں متعصّبانہ کوششوں کے باوجود آج تک اس میں ایک نقطے کی کمی یا بیشی نہ ہوسکی۔ وہ ابتدائے نزول سے اوراق ہی میں نہیں، لاکھوں مسلمانوں کے سینوں میں بھی محفوظ رہا ہے۔ کیا دُنیا میں کسی دوسری آسمانی کتاب کی بابت ایسا صحیح دعویٰ کیا جاسکتا ہے ــــ؟ کیا یہی زبردست معجزہ قلبِ سلیم کی ہدایت کے لئے کافی نہیں ــــ؟ لیکن دُنیا والوں نے اسلام اور کلامِ الٰہی کو کبھی خلوصِ نیت سے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔

یہ اسلام کی صداقت کا اچھوتا اور اعلیٰ ثبوت نہیں تو اور کیا ہے کہ اُس کا معصوم داعی آج سے چودہ سو سال پہلے کے ماحول میں پیدا ہوا، عمر کے ابتدائی سال عرب کی دیہاتی زندگی میں گزارے، مشرکوں میں پلا بڑھا۔ اُس مظہر رحمت ﷺ نے بُت پرستی کے زور وشور، قتل وغارت گری کے چرچے اور شراب نوشی وعیاشی

Marfat.com

کی گرم بازاری اپنے چاروں طرف دیکھی۔ اللہ کی مخلوق کو ماسوا اللہ کی پرستش اور محبت میں از سرتا پاڈوبا ہوا پایا، وہ دُنیا بھر کے یتیموں کا مربی ﷺ، پیدا ہونے سے پیشتر ہی یتیم، خرد سالی ہی میں ماں کے محبت بھرے پیار سے محروم ہوگیا اور ابھی دودھ کے دانت بھی اکھڑنے نہ پائے تھے کہ دادا کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا۔ اعلیٰ اخلاقی تعلیم تو کجا، اُس کو معمولی رسمی تعلیم، لکھنا پڑھنا بھی سیکھنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ ان حالات میں اُس معصوموں کے سرتاج ﷺ کا اپنے گندے ماحول سے سرِمُو بھی متاثر نہ ہونا، تمام بداخلاقیوں اور مادّی کششوں سے بچنا، ساری غلاظتوں سے محفوظ رہ کر پروان چڑھنا، دُنیا کو طہارتِ قلب، طہارتِ رُوح اور وحدہٗ لاشریک کی پرستش کی تعلیم دینا اور تمام سابقہ انبیاء والمرسلین علیہم السلام کی تصدیق کرنا، یقیناً اُس کی سچائی کی ایسی ناقابلِ تردید اور کھلی ہوئی دلیلیں ہیں جن کو ہزاروں نہیں لاکھوں نے اُس ﷺ کی ظاہری زندگی میں ہی اچھی طرح جانچا اور اُس ﷺ کے لائے ہوئے پیغام کو قبول کرکے، اُس ﷺ کی کامل اطاعت ہی کو اپنی خوش نصیبی سمجھا۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ (النصر آیت ۱/۲ پ ۳۰)	جب آ گئی اللہ کی مدد اور فتح اور لوگوں کو تم نے دیکھ لیا کہ وہ اللہ کے دین میں، فوج درفوج داخل ہورہے ہیں۔

عموماً ہر بچہ جو کچھ بھی حاصل کرتا ہے، اپنے ماحول سے حاصل کرتا ہے۔ لیکن اس مبارک بچے کی تمام زندگی کسی بڑی سے بڑی خردبین سے دیکھ لو، کوئی چھوٹی سی چھوٹی اخلاقی کمزوری اُس ﷺ کے دامنِ اطہر کو چھوتی ہوئی بھی نظر نہ آئے گی، مگر شرط یہ ہے کہ اس سلسلے میں جو قدم بھی اُٹھایا جائے وہ غیر منصفانہ اور غیر

Marfat.com

عادِلانہ نہ ہو۔

آج اس بیسویں میں بھی جس کو دُنیا کا زرّیں دور کہا جا رہا ہے، کوئی آدمی اُس جیسے تاریک ماحول میں پلے بڑھے اور اُس مقدس انسان ﷺ کے عشرہ عشیر اوصاف کا بھی حامل نظر آ جائے تو دُنیا کیا کچھ نہ کہہ اُٹھے گی۔ وہ یتیم ﷺ! بے پڑھا لکھا! لیکن راہِ ہدایت کا سرچشمہ! وہ مسکینوں کا مربّی، جس کو خاندانی وراثت میں بھی نہ نقد روپیہ ملا اور نہ دوسری دولت۔ وہ عارفوں کا سرتاج، تمام اعلیٰ اوصاف سے موصوف، بیک وقت اللہ کے قانون کا نفاذ کرنے والا، بہترین جنرل، بہترین مجاہد، بہترین ظاہری و باطنی رہنما، دوستوں پر قابلِ مثال مہربانی فرمانے والا، جانی دشمنوں کو معاف کرنے والا، شرم وحیا کا پُتلا، ایثار و ہمدردی کا مجسمہ، ایسا فصیح اور ایسا بلیغ کہ آج تو کیا، اُس وقت بھی اچھے اچھے عالم، فاضل اور ادیب، اُس اُمّی ﷺ کے سامنے زبان کھولنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اگرچہ اُس ﷺ کی زبانِ پاک سے علی الاعلان چیلنج کیا گیا تھا کہ اگر قرآن مجید اللہ کا کلام نہیں ہے، تو اُس کی چھوٹی سی چھوٹی سورۃ کے مثل تم ایک ہی سورۃ بنا لاؤ اور ساتھ ہی مخالفوں میں جوشِ مقابلہ پیدا کرنے کے لئے یہ بھی فرما دیا گیا تھا کہ تم ہرگز ایسا نہ کر سکو گے۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ ۖ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا (البقرۃ آیت ۲۳۔۲۴ پ ۱)	پس اس کی مثل ایک ہی سورۃ بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جو تمہارے حمایتی ہیں، (انہیں بھی) بلا لو اگر تم سچے ہو، پس اگر تم نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے۔

وہ انسانیت کا رہنمائے اعظم ﷺ جوں جوں پروان چڑھتا ہے، اپنے گھناؤنے ماحول سے متنفر ہو جاتا ہے۔ اُس کو نہ مال و دولت جمع کرنے کا خیال

Marfat.com

ہوتا ہے، نہ چاندی سونے اور حکمرانی کی کشش اُس کو اپنی طرف متوجہ کرسکتی ہے۔ وہ جب بھی دیکھا گیا، ہر قسم کی خوبیوں سے مالا مال، ہر طرح کی اخلاقی کمزوریوں سے علیحدہ، اُس کے بدترین دشمن بھی اُس کی بے لوث پاکبازی کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے اور انتھک کوششوں کے باوجود، اُس کے روشن کردار میں ایک بھی خامی تلاش کر لینے میں ہمیشہ ناکامیاب رہے۔ ورنہ آسمان سر پر اُٹھالیا جاتا اور نہ معلوم اُس نورِ معصومیت ﷺ پر کس کس قسم کے آوازے کسے جاتے۔ (معاذ اللہ)

شادی خانہ آبادی کے بعد جب معاشی فراغت نصیب ہوتی ہے تو وہ مجاہدوں کا سردار ﷺ مطمئن ہو کر بیٹھ نہیں رہتا، بلکہ دُنیا پر اپنے پاکیزہ اعمال سے ثابت کر دیتا ہے کہ انسان کا مقصدِ حیات لذیذ غذائیں نہیں، عمدہ لباس نہیں، مال و دولت نہیں، نام و نمود نہیں، ساز و سامان نہیں، آرائش و زیبائش نہیں، لونڈی و غلام نہیں، شاندار عمارتیں نہیں، عمدہ باغات نہیں، دوست و احباب کی محفلیں نہیں، بازاروں کی چہل پہل نہیں — انسان کی منزلِ مقصود جسمانی خواہشات کی تکمیل ہرگز نہیں ہو سکتی۔

وہ پوری ہمت اور دل جمعی سے اپنی منزلِ مقصود کی طرف قدم بڑھاتا نظر آتا ہے اور تلاشِ حق میں سرگرداں۔

وہ حق کی جستجو میں مجاہدہ پر مجاہدہ کرتا ہے۔ کس طرح —؟ ابراہیمؑ، موسیٰؑ، داؤدؑ اور عیسیٰؑ اور دوسرے انبیاء والمرسلین علیہم السلام کی طرح۔ وہ طالبانِ حق کے دلوں کو نورِ حق سے روشن کرنے والا، آبادی سے دور غارِ حرا کی تنہائیوں میں خلوت اختیار کر لیتا ہے اور اُسی الوہیت والے کے ذکر میں مشغول، اُسی کی فکر میں محو اور اُسی کی محبت میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے، جس کی یافت ہی انسان کا اعلیٰ

Marfat.com

ترین مقصدِ حیات اور انسانیت کی تکمیل ہے۔ وہ کافی عرصے تک کے لئے سامانِ خورد و نوش ساتھ لے جاتا ہے، تاکہ روزانہ گھر کو آنے جانے اور اہلِ دُنیا کی ملاقات سے یکسوئی میں فرق نہ آنے پائے اور خلوتِ طاہرہ حاصل کر کے پوری پوری توجہ اور انہماک سے ظاہری اور باطنی مجاہدہ ہو سکے۔ کون جانتا ہے کہ اللہ عزّ وجل کی یادِ پاک اور محبت نے کیا کیا گل کھلائے ہوں گے، اُس مبارک غار میں، دن کی تنہائیوں اور رات کی تاریکیوں میں، دریائے عشقِ ربّانی نے کیسی کیسی موجیں ماری ہوں گی۔ کیسی کیسی مناجاتیں کی گئی ہوں گی، کس کس طرح گڑگڑایا گیا ہوگا اور اُن چاند سے زیادہ دلکش رخساروں پر اعلیٰ ترین اِخلاص کے کیسے کیسے آنسو بہے ہوں گے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ۔

ترجمہ: ''اے اللہ رحمتیں بھیج حضرت محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر اور آپ ﷺ کی اولاد پر، اپنے علم کی تعداد کے مطابق۔''

وہ مقدّس ترین انسان ﷺ، ایّامِ جوانی میں، شادی خانہ آبادی کے بعد، ایک دن نہیں دو دن نہیں، برسوں تک، اگرچہ مسلسل نہیں، لیکن بار بار اُس مبارک غار میں گوشہ نشین، اپنے مالک کی یاد میں کھویا ہوا، اُس کی فکر میں مستغرق اور اُس کی محبت میں سرشار نظر آتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ اخلاص و صداقت کی جستجو کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہے۔ ظہور ہوتا ہے۔ کس کا ــــ؟ حجابات یہاں تک اُٹھ جاتے ہیں کہ نظارۂ روحانی کی عظمت سے جسم مبارک میں کپکپاہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ط (عنکبوت آیت ۶۹ پ ۲۱)	اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں مجاہدہ کیا بے شک ہم ضرور اُنہیں اپنی راہیں دکھائیں گے۔

عشق و محبت کا پودا سرسبز ہوتا ہے۔ اُس میں عرفانِ ربانی کے ایسے ملکوتی

Marfat.com

پھول کھلتے ہیں، جن کی مہک سے تمام عالمِ جسمانیت عموماً اور عالمِ روحانیت خصوصاً، معطر ہو جاتا ہے اور اُس میں ایسے مستی انگیز لاہوتی پھل آتے ہیں، جن کا ہلکا سا ذائقہ معرفتِ سُبحانی کی عاشق روحوں کو آج تک ازخود رفتہ بنائے جا رہا ہے اور آئندہ بھی حق کے صالح متلاشی اُس سے بقدرِ ظرف فیضیاب ہوتے رہیں گے۔

دُنیا کے اُس محسنِ اعظم ﷺ نے کُل انبیاء والمرسلین علیہم السلام کی طرح تمام عالَم کو اللہ تعالیٰ کی توحیدِ پاک ہی کی دعوت دی، اُس کی فرمانبرداری ہی کی طرف بلایا۔ پاکیزہ ترین نیکیوں کی طرف پکارا اور اُس نے کبھی کسی مخلوق سے نیکی کا کوئی معاوضہ نہ چاہا۔ ماسوا اللہ کے پرستاروں نے اُس خلقِ عظیم ﷺ پر ہر طرح کے ستم کیے، ہر طرح کے ظلم ڈھائے، اُس پر گندگیاں اُچھالی گئیں، اُس کو لہولہان کیا گیا، اُس پر آوازے کسے گئے، اُس کا اور اُس کے دوستوں کا مقاطعہ کیا گیا اور اُس کو سالوں تک محصوری کے عالم میں وقت گزارنا پڑا۔ کیوں ــــ؟ اس لئے کہ وہ انسانیت کا غمخوار تھا، اور اُس کو انسان کی غلط روی اور معاصی کوشیاں ایک نظر بھی نہیں بھاتی تھیں۔ وہ انسانوں کو وحدہٗ لاشریک کی توحید کی طرف بلاتا تھا۔

قولہٗ تعالیٰ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ (البقرۃ آیت ۲۱ پ ۱)	اے لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو، جس نے تمہیں اور اُن کو جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، پیدا کیا، تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

اُس کے بعض قریبی رشتہ دار بھی اُس کے بدترین دشمن اور خون کے پیاسے ہو گئے۔ کیوں ــــ؟ اس لئے اور صرف اس لئے کہ وہ ان کا تزکیہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ اُن کو ظاہری و باطنی گندگیوں، آلائشوں اور آلودگیوں سے پاک و صاف کر کے انسانیت کا بلند ترین مقام دکھا رہا تھا۔ وہ فقر و اخلاص کی جان، جب دُنیا

Marfat.com

سے رخصت ہوتا ہے تو باوجودیکہ تمام عرب اُس ﷺ کی جسمانی وروحانی رہنمائی کو تسلیم کر چکا ہے، لیکن ''اس کی زِرہ ایک یہودی کے یہاں گروی ہوتی ہے۔ زندگی کی آخری رات ہے، لیکن تیل پڑوسی سے مانگ کر چراغ روشن کیا جاتا ہے۔'' (مسلم) آخر تم کسی سچے آسمانی رہنما سے اور کیا چاہتے ہو۔ اُس مقدس ذات ﷺ کے تمام حالات، اعمال، افعال اور اوصاف ہماری ہدایت کیلئے جس طرح محفوظ کئے گئے ہیں، دُنیا نے کسی شخصیت کی زندگی پر ایسی عدیم المثال صحت اور چھان بین کے اُصولوں کے تحت قلم اُٹھانے کا کبھی خواب بھی نہیں دیکھا۔

طرزِ عمل کو تیرے جو چاہے وہ دیکھ لے
لوحِ جہاں پہ کندہ ہے تیری ہر ایک بات
خُلقِ عظیم تو ہے رؤف الرحیم تو
شاہد تیری صفات پر آیات بیّنات (اقبالؔ)

اُس ذاتِ پاک ﷺ میں تمام وہ پاکیزگیاں اور تمام وہ اعلیٰ جوہر موجود تھے، جو اللہ کے سچے رسولؑ اور نبیؑ میں ہونا چاہئیں۔ اُس ﷺ کا صبر دیکھو، تحمل کو دیکھو، راضی بہ رضا ہونا دیکھو، تبلیغِ حق میں انہماک دیکھو، فقر و زہد دیکھو، ریاضت ومجاہدہ فی اللہ دیکھو، ترکِ دنیا وزینتہا دیکھو، اللہ کی تمام مخلوق اور خاص کر انسانوں سے اُس کا مثالی رحیمانہ برتاؤ دیکھو۔ تمہیں حضرت ابراہیمؑ، موسیٰؑ، ایوبؑ، داوؑدؑ اور عیسیٰؑ غرضکہ کُل انبیاء والمرسلین علیہم السلام کی خوبیوں کے دریا، اُس کی ذاتِ مقدس ﷺ میں موجیں مارتے ہوئے ملیں گے۔ سچ ہے۔

ع آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(سب کی تمام خوبیاں یکجا ہو کر، تنہا آپ ﷺ کی ذاتِ پاک میں موجود ہیں۔)

Marfat.com

اُس رہبرِ اعظم ﷺ نے دُنیا کو جو پیغام دیا، اس پر پہلے خود عمل کر کے دکھا دیا۔ اُس ﷺ نے کبھی یہ نہیں کیا کہ دوسروں کو کسی نیکی کی تبلیغ کی ہو اور خود عمل نہ کیا ہو۔ اُس منتخبِ اَزلی کا لایا ہوا دستورِ حیات تمام اعمالِ جسم، اعمالِ قلب، اعمالِ فواد، اعمالِ روح، اعمالِ خفی، اعمالِ اخفی، اعمالِ سِر، اعمالِ فنا، اعمالِ بقا غرضکہ تمام ظاہری اور باطنی اعمال کے لئے حد درجہ مکمل ہے۔ وہ کسی خاص فرد، کسی مُلک اور کسی قوم کے لئے مخصوص نہیں۔ ہر صنف، ہر طبقہ اور ہر نوع کا انسان ہر وقت اس پر عمل کر کے پاکیزہ ترین جسمانی اور روحانی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اس ربّانی دستورِ حیات میں، تمام عالم کے لئے مکمل تعلیم موجود ہے۔ تاجر ہو یا کاشتکار، صنّاع ہو یا سپاہی، مفلس ہو یا دولتمند، حاکم ہو یا محکوم، معلّم ہو یا مبلغ، زاہد ہو یا عابد، طالبِ آخرت ہو یا طالبِ مولیٰ، شوہر ہو یا بیوی، بیٹی ہو یا بیٹا، ماں ہو یا باپ، دوست ہو یا دشمن، ظالم ہو یا مظلوم، شیخ متقی ہو یا بادۂ محبتِ الٰہی سے سرشار رند، سالکِ راہ ہو یا عارفِ کامل اُس میں ہر ایک کی کامل ہدایت کا سامان نظر آئے گا۔ یہ دوسری بات ہے کہ کوئی صرف پنجگانہ نماز ہی پر اِکتفا کر لیتا ہے اور کسی کا رُواں رُواں ذاکر ہو جاتا ہے۔ کوئی خاشاکِ غیر اللہ کو پھونک کر مردانہ وار قدم بڑھائے چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ اپنی ہستی کے احساس کو بھی مٹا دیتا ہے اور سوائے ذاتِ حق کے سب کچھ اُس کی نظروں سے اوجھل کر دیا جاتا ہے۔ اب اگر کوئی لقاء الرحمٰن کی طرف بڑھنا ہی نہیں چاہتا، تو یہ کیا ضروری ہے کہ اللہ کے طالب بھی اپنے پاؤں توڑ کر بیٹھ جائیں۔ جن کے سامنے ہر وقت جلوۂ حُسنِ ازل جگمگا رہا ہے، وہ کیوں اندھوں کی خاطر نابینا ہو جائیں۔ اگر کسی کو طلبِ حق نہیں ہے تو اِس میں اُس ربّانی دستورِ حیات کا کیا قصور ـــــ؟

Marfat.com

صحیفہ مبارک الحقُّ المُبین، ایسے ہی اچھوتے اور نادِر مضامین کا مجموعہ ہے، جس میں انسان کو اس کی حقیقت سے باخبر کرنے کی سعی مشکور کی گئی ہے اور اس مسجودِ ملائک کے رُخ سے وہمی اور نفسانی تاریکیوں کے پردے اٹھا کر اُس کو تجلّی زارِ حقیقت میں، قیام کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ اس صحیفہ میں طالبانِ حق کو ذکرِ الٰہی، فکر صالح، تصفیۂ قلب، تزکیۂ نفس، مشاہدہ، مکاشفہ، معائنہ اور لقاء الرحمٰن کی طرف کامل رہنمائی ملے گی۔ اگر چہ اس مبارک کتاب کی تحریر کا سبب، جیسا کہ کتاب کے مطالعہ سے واضح ہوگا، بعض امریکہ والوں کی وہ جستجو ہے جس کے تحت وہ اسلامی تعلیمات میں انسان کے روحانی یا حقیقی مقام کا کھوج لگانا چاہتے ہیں اور نظریۂ ارتقاً کو سامنے رکھ کر یہ تحقیق کرنے کے خواہشمند ہیں کہ مذہبِ اسلام انسانیت کی تکمیل اور اعلیٰ ترین روحانی ارتقاً کے سلسلہ میں کیا تعلیم پیش کرتا ہے ـــ؟ لیکن اللہ کے فضل سے طالبانِ حق کو مُفت میں گوہرِ بے بہا مل گیا۔

اللہ ہر طرح سے خیر پیدا کر سکتا ہے۔ اہلِ امریکہ کا یہ ذوقِ تحقیق ہی تھا، جس سے متاثر ہو کر چند دردمندوں نے حضرت مسیح العارفین، مُرشدنا قبلہ نوری قدس سرّہٗ العزیز کے حضور میں معروضات پیش کیں کہ اس سلسلے میں کچھ ارشاد فرمایا جائے، تا کہ اسلامی روحانیت کا رُخِ روشن جس پر خود غرض ہاتھوں سے پردہ ڈالا جا رہا ہے، پھر بے نقاب ہو کر اہل نظر کے سامنے آجائے۔ حضور انورؒ سراپا شفقت! مجسم لطف و کرم-!! خادموں کی پیہم التجائیں اور منتیں-!!! آخر احکم الحاکمین کا حکم ہو ہی گیا اور آپؒ نے آمادگی کا اظہار فرما دیا۔

Marfat.com

لیکن یہ کوئی آسان کام نہ تھا، کیونکہ ہمہ وقت حضورؒ پر استغراق کا عالم طاری رہتا اور خادم کافی عرصہ تک آپؒ کی روح نواز گفتگو کو ترستے۔ جن کو خدمتِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل ہو چکا ہے، وہ جانتے ہیں کہ مسلسل کئی کئی روز تک جذب کی حالت رہتی اور گفتگو کی نوبت نہ آتی۔ مزید برآں جائے قیام کا تعیّن نہ ہونے کی وجہ سے کوئی کتاب ہی پاس تھی اور نہ کوئی دوسرا سامان۔ عجیب تجرّد کا عالم تھا۔ جب ایک مقام سے کسی دوسری جگہ تشریف لے جاتے تو اکثر یہ ہوتا کہ بید اُٹھایا اور چل دیئے۔ نہ کوئی کپڑا ساتھ لیا اور نہ کوئی دوسرا اسباب۔ عرب کا ریگستان، برما کے پہاڑ، سی پی کے جنگلات، دریائے کوسی کا ساحل، کاٹھیاواڑ کے بَن، اجمیر کی پہاڑیاں اور برواساگر کے کنارے شاہد ہیں کہ درختوں کے پتوں، جنگلی پھلوں اور بوٹیوں یا برائے نام چنوں کو آنجنابؒ نے بطور رزقِ جسمانی استعمال کیا۔ ایک دن نہیں، دو دن نہیں سال ہا سال اسی طرح بسر فرمائے۔ رئیسوں نے بلایا، امیروں نے خدمت کی آرزو کی۔ جودھپور، اودے پور کے راجاؤں نے وظیفے مقرر کرنے چاہے لیکن ـ

آنکس کہ ترا شناخت جاں را چہ کُند | فرزند و عیال و خانماں را چہ کُند
جس نے تجھے پہچانا وہ جان کا کیا کرے | وہ اہل و عیال و گھر بار کا کیا کرے
دیوانہ کُنی و ہردو جہانش بخشی | دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کُند
دیوانہ بناتا ہے اور دونوں جہاں دیتا ہے | تیرا دیوانہ دونوں جہاں کا کیا کرے

سب کو جواب دے دیا گیا۔ ''وَبِئْسَ الْفَقِیْرُ اِلٰی بَابِ الْاَمِیْرِ'' (یعنی وہ

Marfat.com

بُرا فقیر ہے جو امیروں کے دروازے پر جاتا ہے) جس کی طلب تھی، اسی نے سب سے علیحدہ کر کے اپنا بنالیا۔

میں سمجھتا تھا مجھے اُن کی طلب ہے اصغر
کیا خبر تھی وہی لے لیں گے سراپا مجھ کو

مال و دولت کی ضرورت ہوتی تو اللہ کا دیا کیا کچھ نہ تھا۔ لیکن ربّانی کشش نے کچھ ایسا کھینچا کہ سب سے بے نیاز کر دیا۔ تمام ساز و سامان، گھر و بار، خاندانی جائیداد غرضکہ ــــ سب کچھ کسی کی یاد پہ قربان کر دیا۔

نقدے کہ داشتیم بہ یغما بُرد عشق — وزسود و زیان وزبازار فارغیم

ہمارے پاس جو کچھ بھی نقدی تھی سب عشق نے لوٹ لی۔ ہم نفع، نقصان اور بازار سے فارغ ہیں۔

خانہ گرو نہادہٗ دور کوئے تو مقیم — دوکان خراب کردہ واز کار فارغیم

مکان گروی رکھ کر تیری گلی میں قیام کر لیا ہے۔ دُکان خراب کر کے تمام کاموں سے فارغ ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ: وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا○
(بنی اسرائیل آیت ۸۰ پ ۱۵)

اور تم کہا کرو اے میرے پروردگار! مجھے اچھی طرح داخل کر اور مجھے اچھی طرح نکال اور مجھے اپنے پاس سے ایک غالب مددگار عنایت فرما۔

نہ تپتی ہوئی گرمی کی پرواہ، نہ کڑکتی ہوئی سردی کا خیال۔ ہر وقت اور ہر حال میں اللہ کی یاد، انتھک ریاضت، لگاتار مجاہدہ۔ رحمۃ اللعالمین، نبی اُمّی، رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اتباع۔ غیر اللہ سے ہمیشہ کے لئے طبیعت متنفّر ہوگئی۔

دل پہ لیا ہے داغِ عشق کھو کے بہارِ زندگی
ایک گُلِ تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

Marfat.com

وَاذۡکُرِ اسۡمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلۡ اِلَیۡهِ تَبۡتِیۡلًا ؕ (المزمل آیت ۸ پ ۲۹)	اور تم اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور (سب سے) اسکی طرف بالکل قطع تعلق کرلو۔

ہم مٹ گئے تو صورتِ ہستی نظر پڑی
ویراں جب آپ ہوگئے بستی نظر پڑی

کیا ہوا—؟ کیا ملا—؟ اس کو تو وہی جانیں۔لیکن دیکھنے والوں نے دیکھا ہے، جاننے والے جانتے ہیں کہ شاید ہی کوئی بات زبانِ حق ترجمان سے نکلی ہو اور نہ ہوگئی ہو۔صحبتِ پاک میں رہنے والوں کو حضرت مولانا رومؒ کے اس شعر کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں رہا۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(اس کا کہا ہوا اللہ کا کہا ہوا ہوتا ہے اگرچہ بظاہر وہ بندے کے حلق سے نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔)

سراپا کرم، مجسم محبت، حقائق و معارف کے دریا۔

نخلِ قدش کہ از چمنِ جاں برآمدہ
شاخِ گُل بصورتِ انسان برآمدہ

(ان کے مبارک قد کا پودا عالمِ ارواح کے چمن سے ظاہر ہوا اور اس روحانی پھولدار شاخ نے خلاصۂ چمن یعنی انسانی صورت اختیار کرلی۔)

دل ہے کہ بے اختیار ہوتا چلا جارہا ہے۔قلم ہے کہ روکے نہیں رکتا۔ چاہتا ہوں کہ کچھ تفصیل میں جاؤں، لیکن جناب اخی محترم حافظ محمد ابراہیم صاحب اویسی دام فیوضہم کے ارشاد کی ''کہ یہ پھر کسی دوسرے وقت، پھر کبھی'' تعمیل کرنا بھی فرض سمجھتا ہوں۔

بے نمودے نشانِ زجمالِ دوست لیکن دو جہاں بہم برآید سرشور و شرندارم

Marfat.com

میں اپنے محبوب کے جمال کی ایک ہلکی سی کرن دکھا تو دیتا، مگر دونوں جہانوں میں شوروشر برپا کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں۔

اور یہ واقعہ ہے کہ یہ موقعہ اس کام کے لئے کچھ زیادہ مناسب بھی نہیں۔

مدح تیری گرچہ ممکن ہی نہیں کچھ سُناتا ہوتے گر اہلِ یقین

گر نبودے خلق محجوب و کثیف گر نبودے حلقہا تنگ و ضعیف

درِ مدیحت دادِ معنیٰ دادمے غیر ایں منطق لبے بکُشادمے

اگر مخلوق کثافت وحجاب میں نہ ہوتی، اگر یہ حلقے تنگ دل وتنگ نظر نہ ہوتے، تو میں تیری تعریف وتوصیف اس طرح کرتا کہ وہ عقل وفہم سے بالاتر ہوتی۔ لیکن

اہلِ ظاہر میں کہاں سُننے کی تاب اہلِ ظاہر ہیں حجاب اندر حجاب

ہو شبِ تاریک جس کی زندگی موت ہے اس کو ضیاء خورشید کی

شرحِ اوحیف است با اہلِ جہاں ہمچو رازِ عشق باید درنہاں

(اس کی تشریح کرنا ان جہاں والوں کے ساتھ ظلم ہے جن سے رازِ عشق پوشیدہ ہیں۔)

الحق المبین آپ کے سامنے ہے۔ پڑھیئے، بار بار پڑھیئے۔ خلوص ومحبت سے گامِ ہمّت بڑھایئے۔ کیونکہ کوشش اور وہ بھی صِدق ویقین کے ساتھ، اکثر کامیابی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ اب رہا یہ مقدمہ تو یہاں نہ علوم ومعارف کا دعویٰ، نہ تحریر کی مشق، اگر برادرم ڈاکٹر محمد نور خان صاحب اویسی کانپوری کی محبت پیہم تقاضا کی صورت اختیار نہ کر لیتی تو ایک لفظ بھی لکھنے کی جراَت نہ تھی۔ بہرحال جو کچھ بھی ہوا وہ کسی کے کرم کا نتیجہ ہے اور اگر بتوفیقِ الٰہی، طالبانِ راہِ مولیٰ میں سے کسی ایک کے لئے بھی اِس کا کوئی جملہ، کوئی فقرہ یا کوئی ایک لفظ ہی ذرّہ برابر قربِ حق کا باعث ہوا تو کیا عجب ہے کہ اس عاجز وناتواں پر رحمتِ الٰہی کا سبب ہوجائے۔

Marfat.com

رحمتِ حق بہانہ می طلبد

رحمتِ حق بہانہ می جوید

(اللہ کی رحمت کوئی بہانہ طلب نہیں کرتی، اور نہ ہی کوئی صلہ یا بدلہ ڈھونڈتی ہے۔)

جس طرح جسم توانائی کے لئے غذا کا محتاج ہے، اسی طرح مکارمِ اخلاق اور معارفِ ربانی پر روحانی نشو ونما کا مدار ہے۔ لیکن تندرست اور بیمار کی غذا میں فرق ہوتا ہے۔ جوان اور قوی المعدہ انسان سخت سے سخت غذا کے ہضم کی قابلیت رکھتا ہے اور اگر وہی غذا طفلِ شیر خوار کو کھلائی جائے تو خوفِ ہلاکت ہے۔ کم و بیش یہی حال اسرارِ رحمان کا ہے۔

درحق او مدح درحق توذم

درحق او شہد درحق تو سم (رومیؒ)

(کوئی بات کسی کے حق میں اچھی ہے تو کسی کے حق میں بُری کسی کے حق میں شہد ہے تو کسی کے حق میں زہر۔)

جس قدر قلب شکوک اور اوہام سے پاک ہوگا، علمِ معرفت سے اُسی قدر فائدے کی اُمید رکھنی چاہیئے۔ ورنہ برعکس۔

باراں کہ درلطافت طبعش خلافِ نیست

درباغ لالہ روید و درشورہ بوم و خس (سعدیؒ)

(بارش کی لطافت بھی طبیعتِ جوہر کے خلاف کام نہیں کرتی، اس لئے باغ میں برسے تو لالہ کے پھول کھلتے ہیں اور نمکین زمین پر برسے تو گھاس اُگتی ہے۔)

مطلب یہ ہے کہ شکوک اور اوہام دل کی بیماریاں ہیں اور تاوقتیکہ دل صاف نہ کرلیا جائے، انبیاء والمرسلین علیہم السلام اور فقرائے کاملین کی تعلیم اور اسرار و

Marfat.com

معارف کے بیان سے کماحقہٗ فائدے کا امکان نہیں۔

ہر کہ درشک است او خود کودک است
مرد آں باشد کہ بیروں از شک است (رومیؒ)

(جو شک میں مبتلا ہے وہ بچہ ہے، جو شکوک سے باہر ہے وہ مرد ہے۔)

فریب خوردہ اور کج فہم دماغوں کو اُن کے حال پر چھوڑیئے۔ نگاہِ نکتہ چیں کو بھلائی بہت کم نصیب ہوتی ہے۔ بھینگا کسی چیز کے واقعی حُسن سے لطف نہیں اُٹھا سکتا۔ مکھیاں تو گندگی ہی کی تلاش میں رہتی ہیں۔

معاذ اللہ: قِیلَ اَنَّ الاِلٰـہَ ذُوْ وَلَدٍ
قِیلَ اَنَّ الرَّسُوْلَ قَدْ کَھَنَا
کہا گیا کہ اللہ اولاد والا ہے
کہا گیا کہ رسول کاہن ہے
مَا نَجَّی اللّٰہُ وَالرَّسُوْلُ مَعِیَ
مِنْ لِّسَانِ الْوَرٰی فَکَیْفَ اَنَا
اللہ اور رسول دونوں نے
مخلوق کی زبان سے نجات نہ پائی تو ہماری کیا حیثیت ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا ○ (بنی اسرائیل آیت ۴۳ پ ۱۵) | اسے پاکی اور برتری ان کی باتوں سے بڑی برتری۔

سچا طالب لفظی بحثوں میں نہیں پڑتا۔ اصطلاحی مناقشات میں جا کر مطلب کو فوت نہیں کرتا۔ اُس کی نظر الفاظ کے بجائے معنوں پر ہوتی ہے۔ بے شک

Marfat.com

ہر کہ آدم را بدن دید اُو رمید
ہر کہ نور مؤتمن دید او خمید

(جس نے آدمؑ کو جسمانی شکل میں دیکھا وہ بھٹک گیا، جس نے نور کی شکل میں دیکھا وہ جھک گیا۔)

ان چند صفحات کے لکھنے سے بھی مقصد یہی ہے کہ آیاتِ کلام اللہ شریف، احادیثِ نبوی ﷺ اور اقوالِ اولیاء اللہ رحمہم اللہ علیہم سے یہ ظاہر کر دیا جائے کہ حیاتِ انسانی کا اصلی اور حقیقی منشاء کیا ہے ــــ؟ تاکہ جویائے حقیقت شکوک اور اوہام سے دل کو صاف کر کے میدانِ معرفت رحمانی میں ہمّت اور استقلال کے ساتھ گامزن ہوں اور صحیفۂ مبارک الحقُّ المُبین سے صحیح فائدہ اُٹھا سکیں۔

یقینِ محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں (اقبالؔ)

جوینده یابنده۔

درمکتب حقائق پیش ادیبِ عشق
ہاں اے پسر بکوش کہ روزے پدر شوی (حافظؒ)

(ادیبِ عشق نے حقائقِ مکتب بتا دیئے ہیں، اے بیٹے ان کو سیکھ لے کہ تجھے بھی مقام حاصل کرنا ہے۔)

وہ ایسا بخشش کرنے والا کہ کبھی اُس کے یہاں کمی نہیں۔ جیسی نیت ویسا انعام۔ جیسا خلوص ویسا پیار جیسی محبت ویسی عطا بلکہ اس سے زیادہ اکرام۔ خلوص و محبت سے کوئی قدم بڑھا کر تو دیکھے۔

عاشق کہ شُد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ دَرد نیست وگر نہ طبیب ہست (حافظؒ)

(عاشق بن جائے اور محبوب نظر نہ کرے۔؟ اے خواجہ درد نہیں ہے ورنہ طبیب تو موجود ہے۔)

Marfat.com

اُسی کا کرم۔ اُسی کی توفیق۔ اُسی کی رحمت۔ اُسی کی طلب۔ اُسی کی جستجو۔ ہاں پیہم جستجو۔ لگا تار جستجو۔

در بدر می گردد می رو کو بکو جستجو کن جستجو کن جستجو
سایہ حق برسر بندہ بود عاقبت جویندہ یابندہ بود
چوں نشینی برسرے کوئے کسے عاقبت بینی تو ہم روئے کسے
چوں زچاہے میکشی ہر روز خاک عاقبت اندر رسی در آبِ پاک (رومیؒ)

(تو در بدر گشت کر اور گلی گلی مارا مارا پھر، جستجو کر، جستجو کر، جستجو ـــ حق کا سایہ تو بندے کے سر پر ہے، مگر انجام یہ ہے کہ جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے۔ جب تو کسی کے در پر بیٹھ گیا تو پھر چوکھٹ کو مضبوطی سے پکڑ لے، یہاں تک کہ اس کا چہرہ نظر آجائے، جس طرح روزانہ کنویں سے مٹی نکالتے نکالتے آخر کار رسی کے ساتھ پاکیزہ پانی نکل آتا ہے۔)

خودساختہ شکوک اور اوہام کی دلدلوں سے جو خود ہی نہ نکلنا چاہے، اُس کی کوئی مدد نہیں کرسکتا۔ اُس کے لئے کوئی بہترین سے بہترین تعلیم بھی مفید نہیں ہوسکتی اور اگر انسان کسی نعمت یا علمِ بے زوال کے فوائد سے آگاہ ہونے کے بعد بھی اس سے فائدہ نہ اُٹھائے، شک میں رہنا اور حق سے روگردانی کرنا پسند کرے اور دنیاوی جاہ و نمود، مال و دولت کو یہ جاننے کے باوجود کہ وہ چند روز میں وبال کے ساتھ زائل ہوجائے گی، حاصلِ زندگی سمجھتا رہے، تو اس سے زیادہ غلط روی اور کیا ہوگی ـــ؟

قولہٗ تعالیٰ: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَ نَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ (الکھف آیت ۵۷ پ ۱۵)	اور کون اُس سے بڑھ کر ظالم ہے کہ نصیحت دیا گیا اپنے رب کی آیات سے سو اُس نے منہ پھیر لیا اور بھولا جو اُس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا۔

Marfat.com

اَفَاَمِنَ الَّذِیۡنَ مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنۡ یَّخۡسِفَ اللّٰہُ بِھِمُ الۡاَرۡضَ اَوۡ یَاۡتِیَھُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ۙ (النحل آیت ۴۵ پ۱۴)	کیا مکر وغرور میں بداعمالیاں کرنے والے اس سے نڈر ہوگئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو زمین میں دھنسادے یا اُن پر عذاب ایسی راہ سے آئے کہ اُن کو خبر نہ ہو۔

صحیفۂ مبارک الحقُّ المُبین کے یہ مضامینِ پُرانوار طالبانِ الٰہی کے لئے ایک دعوتِ عام ہیں اور منزلِ مقصود کی رہنمائی کے لئے زبردست روشنی۔لیکن صدقِ نظر اور صدقِ طلب شرط ہے۔اس کا ایک ایک لفظ معارفِ ربّانی اور کمالاتِ انسانی سے پُر ہے۔عقیدت سے پڑھیئے۔اس میں انسانیت کی دُکھتی ہوئی رگوں، پکتے ہوئے پھوڑوں اور رِستے ہوئے ناسوروں کا مجرب علاج ہے۔ اس میں جسمانیت کے اندھیروں میں بھٹکتی ہوئی عقلوں کو شاہراہِ حقیقت کی طرف بلاوا ہے۔یہ باہمت طالبانِ حق کے لئے بے بہا نعمت ہے۔سراپا اثر۔روحانیت کا سمندر۔عشق کی آواز۔حُسن کا خطاب۔یاد۔ہاں پیارے رحمٰن کی یاد۔۔۔۔!!

ع ''حُسن نے دستِ ناز سے چھیڑ دیا ہے سازِ عشق''

لاؤ پھر بناڈالوں اک طلسم حیرت میں
گردشیں فلک سے لوں رنگ لوں زمانے سے
زخم آپ لیتا ہوں لذتیں اُٹھاتا ہوں
تجھ کو یاد کرتا ہوں درد کے بہانے سے

اگرچہ اس مبارک صحیفہ الحقُّ المُبین کی تحریر کا باعث بظاہر بعض اہلِ امریکہ کی یہ جستجو ہے کہ پیغمبرِ اسلام روحی فداہ ﷺ نے ظاہری عبادت کے علاوہ روحانیت کے سلسلے میں کیا ارشاد فرمایا ہے،لیکن قابلِ صد ہزار شکر ہے اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡن کا

Marfat.com

کرم کہ یہ کچھ اس طرح مرتّب ہو گیا کہ نہ صرف اہلِ امریکہ بلکہ ہر اہلِ نظر دیکھ سکتا ہے کہ اسلامی تعلیم از ابتدأ تا انتہا روحانیت ہی روحانیت ہے۔ یہاں سوائے اللہ اور اللہ کے ذکر کے اور ہے ہی کیا ـــــ؟ ماسوا اللہ کی تو اسلام میں گنجائش ہی نہیں۔

عجیب حالات ہیں دُنیا مادّیت کے چکّر میں کچھ اس طرح پھنسی ہے کہ غیر تو غیر خود مذہبِ اسلام کے نام لیوا بھی روحانیت کے نام سے بے بہرہ ہوتے جا رہے ہیں۔ جاہل تو جاہل، بعض تعلیم یافتہ اور بزعمِ خود مذہبی رہنما بھی اسلامی تصوّف یا اسلامی روحانیت کو ویدانت اور ریاضتِ باطنی، حتیٰ کہ نفس کشی تک کو جوگیانہ طریقہ کار سے موسوم کرنے لگے ہیں۔

کمبخت وفاؔ تو نے کیا چھیڑ دیا قصّہ
ہاں جہل ہے دانائی ہاں علم ہے نادانی (وفا رامپوری)

مثل مشہور ہے جیسی روح ویسے فرشتے۔ دُنیا کے متوالوں کو دُنیا کے علاوہ اور کسی سے کیا واسطہ۔ خواہشاتِ نفسانی کے ہاتھوں میں اتنی سکت کہاں کہ حق کے چہرۂ زیبا سے پردہ اُٹھا سکیں، لیکن چمگاڈر کے نہ دیکھنے سے خورشیدِ تاباں کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ سچ ہزار بار نہ مانے جانے پر بھی جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ اگر بصد ہزار کوشش جھوٹ کو سچ ثابت کر بھی دیا جائے، تو حقیقت میں وہ جھوٹ ہی رہتا ہے۔

اگر کوئی شخص جس کی سچائی پر پورا پورا اعتماد ہو، جس کی صداقت کبھی بھی مشتبہ نہ ہوئی ہو، جس کے متعلق کامل یقین ہو کہ اُس کی زبان سے خلافِ حق کبھی کوئی لفظ نہیں نکلا، کوئی ایسی بات کہے جو آپ کے علم میں نہ ہو، تو یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ آپ اُس کو جھوٹا خیال کر لیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ (یونس آیت ۳۹ پ ۱۱) | بلکہ جھٹلاتے ہیں اسکو جسکو اُن کا علم نہیں پہنچتا۔

Marfat.com

لِلّٰہ غور تو کیجئے کہ ایک شخص کافی عرصے سے بیمار ہے اور اُسے جانبری کی اُمید نہیں، وہ کسی طبیبِ حاذق کے پاس علاج کے لئے جاتا ہے، طبیب کی صداقت ایک نہیں دو نہیں، ہزاروں قابلِ اعتبار شہادتوں سے ثابت ہو چکی ہے اور ایسی ایک مثال بھی نہیں کہ اُس کی کسی تجویز کو غلط کہا جاسکے۔ طبیبِ حاذق اُس بیمار کے لئے نسخہ تجویز کرتا ہے۔ تو بتایئے بغیر تجویز پر عمل کئے ہوئے، مریض کا یہ خیال کہ طبیب کی تجویز غلط ہے، کسی ذی فہم انسان کے لئے قابلِ قبول ہو سکتا ہے ——؟ اب اگر ایسے ہی ہزاروں بلکہ لاکھوں طبیب ہوں اور سب کے سب اُس مریض کے لئے ایک ہی نسخہ تجویز کریں تو اُس مریض کی غلط گمانی کس قدر مضحکہ خیز ہو جائے گی ——؟

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ ابتدائے آفرینشِ عالم سے ایک نہیں لاکھوں بلکہ کروڑوں مقدّس نفوس برابر شہادت دیتے چلے آرہے ہیں کہ انسان صرف جسم انسانی کا نام نہیں۔ جسم کی موت کے بعد بھی زندگی کا سلسلہ ختم نہیں ہو جاتا۔ موت کے بعد جس عالم میں جانا ہے وہاں کی زندگی کے مقابلے میں یہ چند روزہ حیات کسی شمار و قطار میں نہیں۔ حضرت آدمؑ نے، شیثؑ نے، نوحؑ نے، ابراہیمؑ نے، موسیٰؑ نے، داوٗدؑ نے، عیسیٰؑ نے اور ہزاروں انبیاء والمرسلین علیہم السلام نے دنیا کو کیا سکھایا ——؟ خاتم النبیین شہنشاہِ عارفین، روحی فداہ ﷺ کیا پیغام لے کر آئے ——؟ کس صداقت کے ثبوت میں زکریاؑ، یحییٰؑ اور عیسیٰؑ نے جان کی بازی لگادی ——؟ ان مقدّس نفوس نے انسان کو توحیدِ الٰہی کی طرف بلایا، مکارمِ اخلاق سے آگاہ کیا اور اُس کو دُنیاوی زندگی اللہ والا بن کر گزارنے کا طریقہ سکھایا۔

Marfat.com

یہ سچ ہے کہ شریعتیں بدلتی رہیں اور ارتقائے تمدن کے ساتھ ساتھ قوانین میں تبدیلیاں ہوئیں، لیکن روحِ شریعت کو کبھی کسی نبیؑ اور رسولؐ نے نہیں بدلا۔ مختلف مذاہب میں عبادت کے طریقے مختلف ہوسکتے ہیں، لیکن جب تک خودغرض انسانوں نے تبدیلی نہ کی، مفہوم و مقصودِ عبادت ایک ہی رہا۔ ایک ہی مطلب، ایک ہی معنی۔ لیکن الفاظ مختلف۔ کیا اس سے تعینِ مقصد میں کچھ فرق آسکتا ہے ___؟ رام، گوتم، مہابیر، کرشن، زردشت، کنفیوشس اور دوسرے بانیانِ مذاہب اگر وہ مصلحینِ برحق تھے تو ان کی واقعی تعلیم کی اہمیت سے کس کو اختلاف ہوسکتا ہے ___؟ لیکن اُن کی تعلیمات اصلی حالت میں نایاب ہیں۔ بہرحال کوئی حقیقی مصلح ایسا نہیں گزرا، جس نے بنی نوعِ انسان سے پکار پکار کر مختلف الفاظ میں، بار بار، نہ کہا ہو کہ تمام دکھوں، مصیبتوں اور تکلیفوں کا علاج اللہ واحد کے دامنِ رحمت سے وابستگی میں ہے، تمام حقیقی راحتوں، مسرّتوں اور خوشیوں کا مخزن اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کی ذاتِ پاک ہے اور دُنیاوی زندگی دھوکا ہے، سراب ہے۔

لیکن افسوس ہے انسان پر کہ جو سبق دُنیا نے لاکھوں مصیبتوں، ہزاروں سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد یاد کیا تھا، پھر بھلایا جارہا ہے اور انسان اُن قابلِ قدر ہستیوں کے پیغام اور اعمال کو دیدہ و دانستہ فراموش کرکے انسانیت سے محروم ہونے پر خوش ہے۔ وہ ایسی مصیبتوں، تاریکیوں اور تباہیوں کی طرف بڑھ رہا ہے جن سے مرکر بھی چھٹکارا نہ ہوسکے گا۔ روشنی کے اِس واحد سہارے کو چھوڑنے کا نتیجہ معلوم۔

Marfat.com

قحطِ عمل ہے پھر طبق اہلِ ہوش میں
بھولے ہیں لوگ قصہ عاد و ثمود کو

آہ! وہ ذاتِ گرامی، مظہرِ رحمت، رؤف رّحیم، خلقِ عظیم ﷺ جس کے آغوشِ تربیت میں رہ کر حضرت صدیق اکبرؓ، فاروقؓ، عثمانؓ، حیدرؓ، ابن حارثہؓ، ابوذرؓ، علاء حضرمیؓ، بلالؓ، ابوہریرہؓ، صہیبؓ، سلمانؓ وغیرہ ہزاروں اصحابؓ باصفا اوراصحابِ صُفّہ رضی اللہ عنہم اجمعین معراجِ کمال کو پہنچے۔ اُسی کے نام لیوا تصوّف کو ویدانت سے موسوم کریں۔ ''اپنا ہی نہیں اپنا بیگانہ کو کیا کہیے۔''

وہ دینِ فطرت جس میں امامِ سلسلۂ اویسیہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ، حسن بصریؒ، شعبان راعیؒ، بشر حافیؒ، داوٗد طائیؒ، حاتم آثمؒ، معروف کرخیؒ، جنید بغدادیؒ، ابوبکر شبلیؒ، عبدالقادر جیلانیؒ، خواجہ اجمیریؒ، شہاب الدین سہروردیؒ، یحییٰ منیریؒ جیسے سالکِ کامل۔ منصور حلاجؒ، بایزید بُسطامیؒ، شمس تبریزیؒ، بہلول داناؒ، ابن عربیؒ، سنائیؒ، رکن الدین شیرازیؒ، شہباز قلندرؒ، شمس ملتانیؒ، بوعلی شاہ قلندرؒ، صابر کلیریؒ، سرمد شہید دہلویؒ اور حضرت مسیح العارفین قلندر اویسی قبلہ نوری رحم اللہ علیہم اجمعین جیسے بے شمار سرشارِ بادۂ وحدت پیدا ہوئے۔ اُسی دین سے وابستگی کے مدّعی تصوّف کو غیر اسلامی کہیں۔

امتِ مرحومہ کے لاکھوں درخشاں ستاروں میں سے یہ اسماء بطور مشتے از خروارے پیش کیے گئے ہیں ورنہ کون نیک نیت تعلیم یافتہ انسان نہیں جانتا کہ ہر قصبے میں بے شمار صوفیاء کرام اور اولیاء اللہ کے مقدّس نفوس سے اُجالا رہ چکا ہے۔ اگر ان کے اسمائے پاک مختصراً بھی تحریر کیے جائیں، تو نہ معلوم ایسے ایسے کتنے اوراق ناکافی ہوں۔ اب رہے بحرِ عشق کے وہ مردانِ غوطہ خور جن کو ساحل وسطح

Marfat.com

سے کوئی واسطہ ہی نہ رہا، جن کے صحیح نام ونشان سے بھی دُنیا واقف نہ ہوسکی، جنہوں نے بجز حق نہ کچھ دیکھا، نہ سُنا، عالمِ بےخودی میں آئے، گمنامی میں وقت گزارا اور سرشاری کے عالم میں جہاں سے آئے تھے، وہیں کو رخصت ہوگئے، اُن سب پر اللہ پاک کی لاکھوں رحمتیں شب وروز نازل ہوں۔

معاذ اللہ کیا یہ سب کے سب اسلام سے ناواقف تھے، یا ان سب نے اتفاق بالکذب کرلیا تھا ــــ؟ یہ کہاں کا اسلام ہے کہ جو بات سمجھ میں نہ آئے، اُس کو غلط کہہ دیا جائے اور جس کا حال ہمارے قال کے مطابق نہ ہو، اُس پر کفر و اِلحاد کا فتویٰ صادر فرما دیا جائے ــــ؟ یہ کون سا مسلک ہے کہ جو شخص ہماری کوتاہ نظری کے معیار پر پورا نہ اُترے، اُس کو یکدم دائرۂ اسلام سے خارج کر دیا جائے ــــ؟ حالانکہ تمام عالموں کا رب صاف صاف فرماتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًاۚ (النساء آیت ۹۴ پ ۵)	اور جو کوئی تمہیں سلام کرے اُس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔

کہاں اس وسعتِ نظر کی تعلیم اور کہاں یہ کوتاہ بینی۔ اسلام تو رحمتِ عالم بن کے آیا ہے۔ اُس نے ہر ایسے شخص کی جو توحید اور رسالت ﷺ پر ایمان رکھتا ہو مغفرت کا اعلانِ عام کر دیا ہے۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر ایمان رکھنے والا چاہے کسی مُلک کا باشندہ ہو، کوئی رنگ وروپ رکھتا ہو اور کیسے ہی اعمال کیوں نہ کرتا ہو، کبھی کافر نہیں کہا جاسکتا۔ قرآن مجید اور احادیثِ نبوی ﷺ صاف صاف لفظوں میں پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ وہ الوہیت والا مشرک کے سوا جس کو چاہے گا معاف فرمادے گا۔ قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء آیت ۴۸ پ ۵)	بیشک اللہ اس کو نہیں بخشتا ہے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک کرے اور اس کے سوا جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔
قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا (الزمر آیت ۵۳ پ ۲۴)	تم فرماؤ (میرے محبوب ﷺ) اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو، بیشک اللہ سب گناہ بخش دے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شرک کے سوا اور طرح طرح کے گناہوں کو بعد مواخذہ یا بلا مواخذہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ (صحیح مسلم عن جابرؓ، مسند ابو یعلی موصلی، تفسیر ابن ابی حاتم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جن کے دلوں میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ (بخاری باب الوحی پارہ اول عن ابوسعید خدریؓ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کی شہادت دے کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس بات کی شہادت دے کہ عیسیٰؑ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ نے مریمؑ کی طرف پہنچایا اور اُس کی روح ہیں اور اس بات کی کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ چاہے وہ جس قسم کے اعمال کرتا ہو۔ (بخاری عن عبادہؓ ابن صامت)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہے اور اُس کے دل میں ذرّہ برابر بھی نیکی ہو وہ دوزخ سے نکالا جائے گا۔ (بخاری باب الوحی عن انسؓ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ اُس پر آگ

Marfat.com

حرام کر دیتا ہے۔ معاذؓ نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں لوگوں کو اس بات کی خبر نہ کر دوں تا کہ وہ خوش ہو جائیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ بھروسہ کر لیں گے انہوں نے یہ حدیث موت کے وقت بخوفِ گناہ بیان کر دی۔ (بخاری باب العلم ۱۲۸)

نفسانی ظلمتوں میں گرفتار اور کوتاہ بین نگاہیں چاہے کتنا ہی بُرا مانیں لیکن اللہ ذوالفضل العظیم ہے اُس کی عطائیں لامحدود ہیں۔ اس اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کے قربان جایئے جس کی رحمت بہانہ کی بھی محتاج نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جنت میں بے عمل اور بے طاعت لوگوں کو بھی بھیجے گا۔ (بخاری تفسیر فرقان عن ابو ہریرہؓ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس حال میں مر جائے کہ وہ اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہو وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور جو شخص اس حال میں مر جائے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا کہ اگر چہ اس نے زنا کیا ہو اور اگر چہ چوری کی ہو، آپ ﷺ نے فرمایا اگر چہ زنا کیا ہو اگر چہ چوری کی ہو۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ عن ابو ہریرہؓ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس ایک آنے والا میرے پروردگار کی طرف سے آیا اور اُس نے مجھے یہ خبر دی کہ جو شخص میری اُمت میں سے اس حال میں مرے گا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا کہ اگر چہ اُس نے زنا کیا ہو، اگر چہ اس نے چوری کی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر چہ زنا کیا ہو اگر چہ چوری کی ہو۔ ابوذرؓ کی حدیث میں یہ الفاظ مزید وارد ہیں کہ آپؓ نے تین بار (ازراہِ حیرت و تعجب) یہی سوال کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے تینوں بار یہی جواب دیا۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ عن ابی ذرؓ)

Marfat.com

بخاری کتاب الرِّقاق میں حضرت ابوذرؓ سے اسی مضمون کی دوسری روایت بھی ہے جس میں فرشتہ کا نام جبرئیلؑ آیا ہے۔ کہاں یہ مقدّس اور سراپا رحمت فرامین اور کہاں یہ کفر کے فتوے ــــ؟

عتبان بن مالکؓ راوی ہیں کہ صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے ایک شخص نے کہا کہ مالک ابن دخشن کہاں ہے؟ ہم میں سے ایک شخص نے جواب دیا کہ وہ منافق ہے۔ اللہ اور رسول سے محبت نہیں رکھتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم دیکھتے نہیں کہ وہ خاص اللہ کے واسطے لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے۔ اُس شخص نے کہا، حضور ﷺ ہاں! فرمایا جو بندہ اس کلمہ کو کہے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس پر عذابِ دوزخ حرام کردے گا۔ (بخاری شریف)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ کا یقین رکھے گا، جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم عن عثمانؓ ابن عفان)

حضرت مجدّد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ لوگ تعجب کرتے ہیں کہ ایک بار کلمہ طیّبہ کہنے والا جنت میں کیوں کر داخل ہوگا اور خلودِ جہنم سے کیونکر رہائی پائے گا۔ مجھ کو ایسا محسوس و مشہود ہوتا ہے کہ اگر تمام عالم صرف ایک مرتبہ کلمہ طیبہ کہنے پر بخش دیا جائے اور جنت میں داخل کردیا جائے تو ممکن ہے۔

کیا نعوذ باللہ صحابہ کرامؓ، اولیاء عظامؒ اور سلف صالحینؒ نے قرآن اور احادیث کو نہیں سمجھا۔ اگر سمجھا تو باوجودیکہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں شدید اختلافات اور خون ریز جنگ ہوئی، لیکن ایک فریق نے دوسرے کو دائرۂ اسلام سے خارج نہیں کیا۔ کفر کے فتوے شائع نہیں کیے گئے۔ ایک دوسرے کے مال کو مالِ غنیمت قرار نہ دیا گیا۔ لونڈیوں اور غلاموں کی تقسیم عمل میں نہیں آئی۔

Marfat.com

اعمال میں نہیں عقائد میں بھی اختلاف باعثِ تکفیر نہیں ہوا۔ معتزلہ اور اہلِ سُنت میں کس قدر اختلاف رہا۔ خود علمائے ماتریدیہ اور علمائے اشعریہ میں اختلافِ عقائد موجود ہے۔ لیکن علمائے متقدمین نے اہلِ قبلہ کی تکفیر اور تضلیل سے اپنی زبان کو آلودہ نہ ہونے دیا۔ مسلمان تو گُناہ کبیرہ سے بھی کافر نہیں ہوتا اور نہ کبیرہ کے مرتکب کا ہمیشہ دوزخ میں رہنا ثابت ہے اگر کسی نے ایک کبیرہ سے توبہ کی اور دوسرے پر اصرار کیا تو اس کی توبہ مقبول ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مشہور فیصلہ ہے کہ اعمال جزوِ ایمان نہیں۔ (ایضاح ادلہ) ایمان میں کمی بیشی نہیں ہوتی، کیونکہ ایمان کا تعلق دل سے ہے۔ پھر جب تک اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر اقرار اور یقین باقی ہے، انسان مؤمن ہے اور جب تک یہ یقین موجود ہے وہ کسی عمل سے بھی کافر نہیں ہوگا۔ اس سلسلہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ایک خط کے اقتباس کا اندراج ممکن ہے کہ کسی طالبِ حق کے مزید اطمینان کا باعث ہو۔ یہ خط امام صاحبؒ نے اپنے ہمعصر محدث عثمان بتیؒ کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ فرماتے ہیں:

"جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو لوگوں کو اس بات کی طرف دعوت دی کہ اللہ کو ایک مانیں اور جو آپ ﷺ لائے ہیں اُس کو تسلیم کریں۔ پس جو شخص اسلام میں داخل ہوتا اُس کی جان و مال حرام ہو جاتا ہے۔ پھر خاص ان لوگوں کے لئے جو ایمان لا چکے تھے فرائض کے احکام آئے پس ان کا پابند ہونا عمل ٹھہرا اور اللہ نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور اسی قسم کی دوسری آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عمل کے نہ ہونے سے ایمان جاتا نہیں رہتا۔ البتہ تصدیق اور اعتقاد نہ ہو تو مؤمن کا اطلاق

Marfat.com

نہیں ہوسکتا۔ عمل اور تصدیق کا جداگانہ ہونا اس سے بھی ظاہر ہے کہ تصدیق کے لحاظ سے سب مسلمان برابر ہیں لیکن اعمال کے لحاظ سے مراتب میں فرق ہے کیونکہ دین و مذہب سب کا ایک ہی ہے۔ آپ کو جاننا چاہیئے کہ تصدیق میں ہدایت اور اعمال میں ہدایت یہ دو چیزیں ہیں آپ ایک شخص کو جو فرائض سے ناواقف ہو، مؤمن کہہ سکتے ہیں۔ پس ایسا شخص تصدیق کے لحاظ سے مؤمن اور فرائض کے لحاظ سے جاہل ہے اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں یہ اطلاقات کیے ہیں۔

حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ امیر المؤمنین کہے جاتے تھے۔ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ صرف اُن لوگوں کے امیر تھے جو فرائض اور اعمال کے پابند تھے۔؟ حضرت علیؓ نے شام والوں کو جو اُن سے لڑے تھے مؤمن کہا۔ قتل سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔ اسے خوب سمجھ لیجئے اور غور کیجئے۔ میرا قول ہے کہ اہلِ قبلہ سب مؤمن ہیں اور فرائض کے ترک سے کافر نہیں ہوتے۔ جو شخص ایمان کے ساتھ تمام فرائض بجالاتا ہے، وہ مؤمن اور جنتی ہے اور جو ایمان اور اعمال دونوں کا تارک ہے، وہ کافر ہے۔ جو شخص ایمان رکھتا ہے اور فرائض اس سے ترک ہو جاتے ہیں، وہ مسلمان ضرور ہے لیکن گناہ گار ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے اس کو عذاب کرے یا معاف کردے۔ (تاریخ مذہب اسلام بحوالہ قلائد العقیان جلد نمبر ۶ صفحہ ۳۵۰)

کیا سلفِ صالحین اور ائمہ مجتہدین کا دوسرے فریق کو بیک جنبش قلم و زبان دائرۂ اسلام سے خارج نہ کردینا احکامِ قرآن اور احادیثِ نبوی ﷺ کے ساتھ صدقِ عمل اور اخلاص کے علاوہ کسی دوسری وجہ پر منحصر تھا۔؟ نہیں ہرگز نہیں۔ انہوں نے اسلامی تعلیم کی حتیٰ المقدور پیروی کی اور اپنے علم و تحقیق کو پندار اور خودی سے آلودہ نہ ہونے دیا۔ کس قدر برخود غلط ہے وہ انسان جو چند کتابیں پڑھ

Marfat.com

کر حواسِ جسمانی کی رہبری میں، ''ہمچو من دیگرے نیست'' کا دعویٰ کرنے لگے۔ یہاں تک کہ سلف صالحین بھی اُس کی زبان درازیوں سے محفوظ نہ رہیں۔ حالانکہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ

''جو شخص کسی مسلمان کی آبروریزی کرے، اُس پر اللہ کی اور فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت ہے۔ اس سے نہ کوئی نفل عبادت قبول ہوگی اور نہ کوئی فرض عبادت۔'' (بخاری کتاب المناسک)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مُردوں کو بُرا نہ کہو اس لئے کہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ اس کی جزا و سزا کو پہنچ گئے۔ (بخاری)

قولہ تعالیٰ: رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۧ (الحشر آیت ۱۰ پ ۲۸)	اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ، اے ہمارے رب بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

ان احکام اور ہدایات کی موجودگی میں اولیاء الرحمٰن و سرشارانِ محبتِ الٰہی کو اپنی سمجھ اور علم کے بھروسہ پر غیر مناسب الفاظ سے یاد کرنا ایسی جسارت ہے کہ کوئی صالح انسان اس کو کسی طرح پسند نہیں کر سکتا۔ لیکن اس سے ہرگز یہ منشاء نہیں کہ عمل غیر ضروری ہے۔ عملِ صالح کی اہمیت پر جس قدر اسلام نے زور دیا ہے اُس کی نظیر ناممکن ہے۔

دُنیا دار العمل ہے اور کوئی دینی اور دنیاوی ترقی صحیح عمل کے بغیر ممکن نہیں۔ قولہ تعالیٰ:

Marfat.com

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰیۙ وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰیۖ (النجم آیت ۳۹/۴۰ پ ۲۷)	اور انسان کو نہ پہنچے گا مگر وہی جو کرے اور بے شک اُس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ جو بویا جائے گا، وہی کاٹا جائے گا۔

گندم از گندم بروید جو ز جو

از مکافاتِ عمل غافل مشو

(گیہوں سے گیہوں اور جو سے جو پیدا ہوتا ہے۔ اپنے اعمال کے نتائج سے غافل مت ہو۔)

وہ وقت بالضرور آنے والا ہے کہ جس نے جو کچھ کیا ہے اسکو آنکھوں سے دیکھے گا۔ چاہے ذرّہ برابر بُرائی ہو یا ذرّہ برابر نیکی۔ سب سامنے لایا جائیگا۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ط (الکہف ۴۹ پ ۱۵)	اور پائیں گے جو انہوں نے کیا تھا حاضر۔

آخرت کے درجات اور روحانی مراتب علیٰ قدر رحمت وعمل اُن ہی پاکیزہ نفوس کا حصہ ہیں کہ جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ رحمانِ اعظم کی فرمانبرداری کے لئے وقف ہے، جن کی ہر ہر سانس اُس کی یاد میں صَرف ہورہی ہے، جن کے قلوب کے دروازے غیراللہ پر بند ہوچکے ہیں اور وہ ہمہ وقت اپنے مالک کی جانب متوجہ ہیں —— کیسے ——؟ قولہٗ تعالیٰ:

حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِهٖ ط (الحج آیت ۳۱ پ ۱۷)	اللہ کیلئے یکسو ہوکر اسکے ساتھ شرک نہ کرکے۔

یہ قانونِ قدرت ہے۔ نیک کردار، باعمل اور بدکردار، بے عمل ہرگز برابر نہیں ہوسکتے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَاسِقًا ط لَا یَسْتَوٗنَ ۞ (السجدۃ آیت ۱۸ پ ۲۱)	پس کیا جو شخص ایماندار ہو مثل اُس شخص کے ہے جو فاسق ہے۔ (یہ دونوں ہرگز) برابر نہیں ہیں۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام تمام عالموں کے لئے باعثِ رحمت تمام انسانوں کے بالعموم اور مسلمانوں کے بالخصوص غمخوار تھے۔ آنحضرت ﷺ دلوں کے طبیب تھے۔ حضور ﷺ کا ہر ہر فعل اور ہر ہر بات طالبانِ حق کے لئے مشعلِ ہدایت ہے۔

آنحضرت ﷺ ہر شخص کو اس کے حال کے مطابق تعلیم فرماتے تھے اور اُس کام کا حکم دیتے جو دریافت کرنے والے کے لئے مفید ہو۔

ایک شخص نے سوال کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا وہ مومن جو اپنی جان سے، اپنے مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس کے بعد کون ــــ؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ مومن جو پہاڑ کے کسی درّہ میں رہتا ہو اور لوگوں کو اپنے ضرر سے محفوظ رکھتا ہو۔ (بخاری عن ابو سعید خدریؓ)

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ کون سا عمل سب سے افضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا، پھر خدمتِ والدین، پھر جہاد۔ (بخاری)

عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ مجھ کو وہ اعمال بتایئے جو افضل ہوں۔ ''آپ ﷺ نے فرمایا جو تجھ سے قطعِ رحم کرے تو اس سے صلۂ رحم کر جو تجھ کو محروم کرے تو اُس کو عطا کر اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اُس سے درگذر کر۔'' (بخاری)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جس رنگ میں چاہو دیکھ لو۔ ہر حال میں اللہ واحد کا سچا پرستار پاؤ گے۔ معاملات سے حضور ﷺ کا جو کچھ بھی تعلق تھا وہ دُنیا کی اصلاح کے لئے تھا۔ حضور ﷺ چاہتے تھے کہ ہر شعبۂ حیات کو پورا پورا سدھار

Marfat.com

دیا جائے تاکہ انسان ہر پیشہ وکسب میں ربانی اصولوں پہ کاربند ہو کے بحالتِ امن وامان زندگی کی گھڑیاں اللہ والا بن کر گزار سکے۔ اس میں صفائی باطن، تزکیۂ نفس اور تکمیلِ انسانیت کا شعور پیدا ہو جائے۔ خلافت اللہ علی الارض کا ہرگز یہ منشا نہیں کہ کوئی اللہ کی زمین پر قابض ہو کر بادشاہوں کی طرح لوگوں پر حکومت کرے۔ دُنیاوی جاہ وجلال، بادشاہت اور برتری تو یکے بعد دیگرے متعدد قوموں کے ہاتھ آتی رہی ہے، خلافتِ الٰہی کا مقصد تو انسانوں کے اعمال اور اخلاق کو ملکوتی بنانا، دُنیاوی عیش وعشرت لہو ولعب اور چند روزہ لذائذِ نفسانی کی مضرتوں سے اُن کو آگاہ کرنا اور آخرت کی مسلسل زندگی کے لئے ہمہ وقت تیاری کی طرف اُن کو بلانا ہے۔

حضور انور ﷺ کی سیرت پاک موجود ہے، جب چاہو خلوص اور محبت بھرے دل سے مطالعہ کرلو۔ معاذ اللہ تمام زندگی میں کوئی ایک بات بھی نہ ملے گی جس میں للّٰہیت نظر نہ آئے، لیکن اللہ والوں کے علاوہ بہت کم انسانوں نے حقیقت کو سمجھا۔ کسی نے کلامِ الٰہی سے معاشیات کی گُتھیاں سلجھائیں۔ کہیں علمِ فرائض کی تدوین ہوئی اور کہیں فقہی مسائل کی۔ بہرحال ایسے تمام اقدامات بجائے خود مستحسن ہیں لیکن افسوس ہے کہ حقیقت سے دور ہو کر کلامِ الٰہی اور احادیث کو باہمی کفر وتکفیر کے لئے استعمال کیا جانے لگا۔ حق سے غفلت اس قدر بڑھی کہ اولیاء اللہ سے گزر کر خود حضور رؤف الرحیم ﷺ کو کسی نے بڑا بھائی کہا تو کسی نے ڈاکیہ سے تعبیر کیا معاذ اللہ۔

ترا چنان کہ توئی دیدۂ کجا بیند
بقدر بینش خود ہر کسے کند ادراک

Marfat.com

یعنی میرے حضور ﷺ جیسے کہ آپ ﷺ ہیں ایسی آپ ﷺ کو دیکھنے والی نگاہ کہاں، پس جس کو جتنی بصیرت ملی اس نے آپ ﷺ کو اسی قدر جانا ہے۔

دُنیاوی مال و دولت اور نام و نمود کی خاطر قرآن اور احادیث کو استعمال کرنا یا کسی کے فعل کو خواہشاتِ نفسانی کے تحت خلاف شریعت کہہ دینا تو آسان ہے لیکن اطاعت نفسانیت اور بُت پرستی میں فرق تلاش کر لینا مشکل۔ اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَهٗ ھَوٰىهُ ط (الفرقان: ۴۳) ''کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔'' دوسروں کی اچھائیاں عیوب، لیکن اپنی بُرائیاں حسنات۔ کتاب و سُنّت پر عمل کا زبانی دعویٰ کرنا آسان ہے۔ زبان کو ہلانے میں کچھ دقت نہیں۔ اپنے مُنہ سے جو چاہو کہہ لو لیکن رسماً پنجگانہ نماز پڑھ کر کسی کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اتباعِ سنّت کا دعویٰ کرنے لگے اور بزعمِ خود گناہ گار مسلمانوں کو بھی حقارت کی نظر سے دیکھے اور اُن کی آبروریزی کرے۔ حضور ﷺ کی مخلصانہ اتباعِ پاک کی توفیق ہر ایک کو تو نہیں ملتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو وہ اپنے صالح بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب آیت ۲۱ پ ۲۱)	بے شک تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ میں (طریقہ میں) ایک عمدہ پیروی ہے۔

حضور ﷺ راتوں کو اس قدر قیام فرماتے تھے کہ پائے مبارک متورّم ہو جاتے۔ (بخاری و مسلم)

حضور ﷺ کے یہاں تین تین ماہ متواتر چولھے پر توا نہیں چڑھتا صرف کھجوروں اور پانی وغیرہ پر اوقات مبارک بسر ہوتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضور ﷺ نے کبھی دُنیاوی مال و متاع جمع نہیں فرمایا۔ آپ ﷺ کا کوئی

Marfat.com

وقت ذکر وفکر سے خالی نہیں گذرتا۔ بازار سے ضرورت مندوں کے سودے خود خرید کر لا دیتے۔ کسی کو تکلیف دینے کا ذکر ہی کیا، دشمنوں کی ایذاؤں پر نہ صرف صبر فرماتے بلکہ اکثر دعائے ہدایت سے خالی نہ چھوڑتے۔ وہ محبوب رب العالمین تھے۔ مالک ارض وسما کے چہیتے تھے۔ لیکن ان کی پیاری صاحبزادیؓ کے ہاتھوں میں چکی پیستے پیستے چھالے پڑ گئے تھے۔ ایک ایک مہینہ ہو جاتا حضور ﷺ کے گھر والے آگ روشن نہ کرتے۔ صرف چھوہاروں اور پانی پر گزارہ ہوتا۔ (مسلم وغیرہ)

رسول اللہ ﷺ کی وفات تک آلِ محمد ﷺ نے دو روز متواتر جو کی روٹی شکم سیر ہو کر نہیں کھائی۔ (بخاری، مسلم عن عائشہؓ)

ایک مرتبہ جب حضرت عمر فاروقؓ کاشانۂ نبوت ﷺ میں حاضر ہوتے ہیں۔ تو جو کچھ دیکھا خود ان کی زبان سے سُنیئے۔ فرماتے ہیں کہ "آپ ﷺ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اس چٹائی پر کوئی فرش نہ تھا۔ چٹائی کی بناوٹ نے آپ ﷺ کے جسم مبارک میں نشان ڈال دیئے تھے۔ آپ ﷺ ایک چمڑے کے تکیہ سے جس میں چھوہارے کی چھال بھری ہوئی تھی، ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اُس کے بعد میں نے اپنی نظر آپ ﷺ کے گھر میں ڈالی، تو اللہ کی قسم میں نے کوئی چیز سوائے تین کھالوں کے ایسی نہ دیکھی جو نظر کو روکتی۔ پائے مبارک کے پاس گھاس پھوس پڑا ہوا تھا۔ یہ حال دیکھ کر میں رونے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیوں روتا ہے ؟ میں نے عرض کیا قیصر وکسریٰ کافر لوگ تو ایسے آرام ونعمتوں میں زندگی بسر کریں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہو کر ایسی تکلیفیں اُٹھاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو اس بات پہ راضی نہیں کہ ان کے واسطے دنیا ہو اور ہمارے واسطے آخرت ؟ (بخاری کتاب مظالم وقصاص)

Marfat.com

کیا یہ کتاب و سنت پر عمل کا زبانی دعویٰ کرنے اور اُن کے حوالوں سے دوسروں پر طعن و تشنیع کرنے سے اچھا نہیں ہے کہ کلام اللہ اور احادیثِ نبوی ﷺ کے معیار پر صدق اور خلوص سے اپنے طریقۂ زندگی کو جانچا جائے اور غور کیا جائے کہ اس قسم کا رویہ کہاں تک مناسب اور آخرت کے لئے مفید ہے ــــ؟

بعیبِ خویش اگر راہ بردمی صائبؔ
بعیب جوئی مردم چہ کار داشتمے

(اگر اپنے عیب پر تو اے صائبؔ نگاہ رکھے تو لوگوں کے عیوب سے تجھے کیا واسطہ۔)

حضورِ اقدس، آیۂ رحمت، روحی فداہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ طالبانِ حق کو پکار پکار کر جہاد بالنفس اور حقیقی انسانیت کی طرف رہنمائی کر رہا ہے۔ لیکن ۔

دلوں کو لذّتِ معنیٰ کا اب حس بھی نہیں باقی
جسے دیکھو قتیل صورتِ دُنیائے فانی ہے (اکبرؔ)

زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "میں انس بن مالکؓ کے پاس گیا اور وہ رو رہے تھے تو میں نے کہا کہ آپؓ کو کیا چیز رُلا رہی ہے ــــ؟ فرمایا جو باتیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پائیں اب اُن میں سے کوئی بات نہیں پاتا۔ سوائے اس نماز کے، سو یہ بھی ضائع کر دی گئی۔" (بخاری)

ذکر و فکر، تزکیہ و تصفیہ، مجاہدہ و مکاشفہ، نعمتِ باطنی، معرفتِ الٰہی اور دیدارِ رحمان کے خلاف آواز بلند کرنے۔ اولیاء اللہ اور طالبانِ حق کو بغیر سوچے سمجھے ہدفِ ملامت بنانے اور اُن کے عیوب تلاش کرنے سے تو یہ کہیں اچھا ہے کہ اپنی خامیوں پر غور کیا جائے اور حضور ﷺ کے اتباعِ پاک کی جان توڑ کوشش۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ کسی شخص کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے

Marfat.com

کہ ایسی بات کہے جس کا اسے علم نہیں ۔ (بخاری مناقب الانصار)

کسی انجینئر کو شایاں نہیں کہ وہ آلاتِ سرجری کو بیکار اور عملِ جراحی کو مُہمل قرار دے۔ کسی سرجن کا کام نہیں کہ وہ علمِ زراعت کو لغو کہے۔ اقلیدس جاننا دوسری بات اور موسیقی میں کمال اور بات۔ لوہار اپنے کام میں ماہر کہا جاسکتا ہے اور معمار اپنے ہنر میں، منطق علیحدہ علم ہے اور تفسیر علیحدہ۔ ہر کارے و ہر مردے (ہر کام کا الگ مرد ہے)۔

نہ ہر جائے مَرکَب تواں تافتن
کہ جاہا سپر باید انداختن

(تجھے ہر جگہ عقل دوڑانے کی ضرورت نہیں ہے، زندگی میں کئی موقعوں پر رکنا ہی پڑتا ہے۔)

یہ خود فریبی نہیں تو اور کیا ہے کہ درسِ نظامیہ سے فراغت کے بعد، میزانِ طب کسی لائق طبیب سے پڑھے بغیر، شیخ الرئیس بوعلی سینا پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کردی جائے اور اپنے کارناموں پر فخر کرکے، اپنے مسلک کو حق قرار دیا جائے۔ ہوسکتا ہے کہ چند سیدھے سادھے ناواقف، زورِ تحریر وتقریر سے مرعوب ہوجائیں، لیکن ذی فہم طبیب سُنیں گے اور ہنسیں گے۔ گوشِ ہوش بے سروپا باتوں پر کبھی متوجہ نہیں ہوسکتا۔

یہ تو کسی طرح بھی دانائی اور صحتِ عقل کا ثبوت نہیں کہ صوفیا کرامؒ کے احوال ومقامات پر بے سوچے سمجھے زبانِ طعن دراز کی جائے۔ تصوف کو غیر اسلامی کہا جائے۔ چلّہ کشی، ریاضت ومجاہدہ بالنفس کا مذاق اُڑایا جائے۔ طالبانِ حق پر کفر کے فتوے صادر کئے جائیں۔ یہ خودنمائی، اپنی پردہ دری اور خود اپنے ہاتھوں اپنی تباہی کا سامان ہے۔

Marfat.com

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان زند

(جب اللہ چاہتا ہے کہ کسی کا پردہ فاش کرے، ''اسے خوار و خراب کرے'' تو ایسا شخص نیک و پاکباز لوگوں پر تنقید اور طعنہ زنی کرنے لگتا ہے۔)

حضرت ابوذرؓ راوی ہیں کہ کوئی شخص کسی پر فسق کی تہمت نہیں لگاتا اور نہ کفر کی تہمت، مگر وہ تہمت اسی پر لوٹ آتی ہے اگر جس پر تہمت لگائی جائے اور وہ شخص ایسا نہ ہو۔ (بخاری کتاب الادب)

نیک اعمال اور مکارمِ اخلاق کی تعلیم فی نفسہٖ بہت اچھی ہے۔ لیکن محض نام و نمود، عزت و شہرت کے لئے کوئی نیک قدم اٹھانا، اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کی صریح نافرمانی ہے۔ اگر پند و نصیحت کا مقصد سوائے دنیا و مافیہا کے اور کچھ نہ ہو تو اس سے فلاح اور بہتری کی امید کس کو ہوسکتی ہے ــــ؟ کیا اپنے اعمال کی، جن کے متعلق یہ بھی یقین نہیں کہ وہ مقبول ہیں، شہرت سے خوش ہونا اور دوسروں پر برتری کا گمان کرنا، اپنی نفسانیت کی تعظیم و تکریم نہیں ــــ؟ ایسے شخص کی زبان سے جو اپنے نفس کے مکروں کے ادراک سے قاصر ہے، روزہ و نماز کی آواز بھی مفید نہیں ہوسکتی۔ نیکی کی تبلیغ یا کسی نیک عمل کو حصولِ رزق کے لئے ذریعہ یا پیشہ بنالینا اور للّٰہیت ہرگز ہرگز یکساں نہیں۔

جس کا عمل ہے بے غرض اُس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گزر بادہ و جام سے گزر
تیرا امام بے حضور تیری نماز بے سرور
ایسی نماز سے گزر ایسے امام سے گزر (اقبالؔ)

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے شبِ معراج میں لوگوں کو دیکھا کہ اُن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ــــ؟ جبرائیلؑ نے کہا یہ آپ ﷺ کی اُمت کے خطیب ہیں اوروں کو نیکی کا حکم کرتے تھے اور اپنی جانوں کو بھول جاتے تھے۔ (ترمذی شریف)

جسمانیت اور دُنیا و زینتہا کو سب کچھ سمجھنے والوں کے پاس نہ چشمِ بصیرت ہے، نہ گوشِ شنوا۔ جب کان ہی نہیں تو سننا کیسا ــــ؟ جب آنکھ ہی نہیں تو دیکھنے کا کیا ذکر ــــ؟ نہ دُنیا میں ان کی اصلاح کی اُمید ہے نہ وہ روزِ قیامت کلامِ الٰہی سُن سکیں گے۔ کما قولہٗ تعالیٰ:

لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (البقرۃ آیت ۱۷۴ پ ۲)	اللہ انکے ساتھ قیامت کے دن بات نہیں کریگا۔

بعض لوگ صوفیائے کرامؒ پر اعتراض کرتے ہیں کہ وہ لذائذِ جسمانی اور عمدہ کھانوں سے مریدوں کو روکتے ہیں۔ حالانکہ اللہ اور رسول ﷺ نے اُن کو جائز رکھا ہے۔ صوفیائے کرامؒ کا یہ عمل بہت زور و شور سے مداخلت فی الدین قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن ان کو اگر کوئی ڈاکٹر ایامِ بیماری میں کھانے اور پینے سے روک دیتا ہے تو اُس کی پوری پوری تعمیل کرتے ہیں۔ پانی جس کو زندگی کے لئے ہوا کے بعد سب سے زیادہ اہم خیال کیا جاتا ہے اور جس کے بغیر کوئی زندہ نہیں رہ سکتا۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ط (الانبیاء ۳۰ پ ۱۷)	اور ہر جاندار کو ہم نے پانی سے حیات بخشی ہے۔

جلندھر، قلنج وغیرہ کے مریض کو بعض حالات میں پانی پینے نہیں دیتے۔ معدہ کے امراض میں ثقیل اور دیر ہضم اشیاء کھانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ جتنا خطرناک مرض ہوتا ہے اسی قدر احتیاط کی تاکید کی جاتی ہے۔ لیکن طبیبوں اور ڈاکٹروں کو کوئی موردِ الزام نہیں ٹھہراتا۔ حتیٰ کہ مشرکوں کی طرف رجوع ہونے اور مختلف قسم

Marfat.com

کی مرکب ادویات کے استعمال میں بھی کوئی قباحت محسوس نہیں کی جاتی۔ جسمانی بیماریوں کے علاج میں تو اس قدر احتیاط اور معالجِ روحانی پر بے جا نکتہ چینیاں، طبیبوں کی حذاقت کی تعریفیں اور صوفیائے عظامؒ پر اللہ اور رسول ﷺ کی مخالفت کا الزام، جسمانی اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے یہ زور و شور اور انوارِ ربّانی کے حصول سے یہ بے پروائی! کہاں ہے وہ عقلِ سلیم جو تھوڑے سے بہت اور تخم سے درخت کا اندازہ کرسکے ——؟ حضور محبوبِ رب العالمین ﷺ کی زندگی مبارک صحیح طور پر اُن کے پیشِ نظر ہوتی، تو ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ اُن کو ان بیجا اعتراضات کے وبال سے بچا دیتا۔ امام بخاریؒ راوی ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ کو لوگوں نے بلایا جن کے سامنے بھُنی ہوئی بکری رکھی ہوئی تھی۔ انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ دُنیا سے تشریف لے گئے اور تین دن متواتر جو کی روٹی سے بھی پیٹ بھر کر کبھی نہ کھایا۔ (بخاری و مشکوٰۃ)

صوفیانِ باصفا اور مرشدانِ برحق کا تو ذکر کیا، ہر وہ طالبِ صادق، جس کو ان مقدّس ہستیوں کی نعلین برداری کا شرف حاصل ہے، دامنِ رسالت ﷺ سے وابستگی کو سب سے بڑی سعادت سمجھتا ہے۔

چھُٹ جائے اگر دامنِ کونین تو کیا غم
لیکن نہ چھُٹے ہاتھ سے دامانِ محمد ﷺ

اس کو کچھ پرواہ نہیں اگر نگاہِ کوتاہ بین اُس کے افعال میں کفریات کے علاوہ اور کچھ تلاش کرنے کی کوشش نہ کر سکے۔

تو و طوبیٰ و ما قامتِ دوست
فکر ہر کس بقدرِ ہمّت اوست

(تیرے لئے طوبیٰ اور میرے لئے بزرگی دوست، ہر شخص کی فکر اس کی ہمت کے مطابق ہے۔)

Marfat.com

دیوانۂ رحمٰن کو تو عشقِ رحمٰن ہی سب کچھ ہے۔ اس کو کسی اور کی جانب توجہ کی کیا ضرورت ــــــ؟ غمِ ماسوا سے اُلجھے اُسے ایسی کیا پڑی ہے ــــــ؟ کب اثر کرسکتی ہیں، اُس پر یہ ساری لغویات۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

اگر ہو عشق تو ہے کُفر بھی مسلمانی

نہ ہو تو مردِ مسلماں بھی کافر و زندیق

کسی چیز کا عدم علم اس چیز کے نہ ہونے کو ہرگز لازم نہیں کرتا۔ اسی دُنیا میں، اسی عالمِ جسمانیات میں اللہ جانے کتنی چیزیں ایسی ہیں، جن کو ہم نہیں جانتے اور اگر چند چیزوں کو برائے نام جانتے بھی ہیں تو کیا ان کے متعلق انصاف سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا علم کامل ہے ــــــ؟ اپنے گھر کی جس چیز کو چاہو پسند کرلو، جسم کے جس عضو کو چاہو منتخب کرلو اور غور کرو کہ اُس کی صورت، ماہیت، خاصیت، ساخت یا اجزائے ترکیبی کا پورا پورا علم تم کو حاصل ہے۔ جدید تحقیقات بتارہی ہیں کہ زمین سے لاکھوں گنا بڑے ستارے ایک نہیں دو نہیں کروڑوں موجود ہیں اور ایک کروڑ میل فی منٹ کی رفتار سے اُس راہ پر چل رہے ہیں، جو شاید پچیس کروڑ سال میں بھی طے نہ ہوسکے۔ یہ جو کچھ بھی ہے انسانی تحقیقات ہے اور مخلوق کا علم کسی طرح بھی اللہ کی لامحدود کائنات کے ایک ذرہ کا بھی پورا احاطہ نہیں کرسکتا۔ سچ ہے۔

قولہ تعالیٰ: قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ○

(الکہف آیت ۱۰۹ پ ۱۶)

کہہ دو اگر میرے رب کی باتوں کے (لکھنے کے) لئے سمندر سیاہی بن جائے تو بے شک سمندر اس سے پہلے ختم ہوجائے گا کہ میرے رب کی باتیں ختم ہوں۔ اگرچہ ہم اُس کے مثل (ایک سمندر) زیادہ کردیں۔

Marfat.com

انسان چاہے مانے یا نہ مانے، لیکن وہ کُل کائنات میں ایک ذرۂ خاک کا حقیر باشندہ ہے اور اللہ کی لامتناہی مخلوق میں ہمارے کرۂ ارض کی جسمانی حیثیت ایک ایٹم (جزو لایتجزا) سے زیادہ نہیں۔ جب صورتِ حال یہ ہو تو صرف اپنی عقل کو ہی سب کچھ سمجھ لینا کس قدر تعجب خیز نادانی ہے اور اس سے زیادہ یہ کہ دوسروں کو بے جانے بوجھے یکدم، ناسمجھ، بے وقوف اور گمراہ قرار دے دیا جائے۔ یہاں تک کہ اپنی سمجھ اور عقل کے بل بوتے پر اوروں کی جان تک کی پرواہ نہ کی جائے۔

مشو تو منکر پاکاں بترس از آہ غمنا کاں
کہ صبر جاں بے باکاں ترا فانی کند فانی

(پاکباز نفوس کا منکر مت بن، غمخواروں کی آہ وزاری سے ڈرتا رہ، کیونکہ بے باک لوگوں کا صبر تجھے تہس نہس کر دے گا۔)

دوسروں کو مذہبی اعتقادات میں اختلاف کی بناء پر، قتل گاہ میں لا ڈالنا کسی دوسرے مذہب کے محکمۂ مقدّس کے لئے کارنامہ ہو، تو ہو، لیکن پیغمبرِ اسلام ﷺ نے ایسے اقدامات کی کھلے الفاظ میں ممانعت فرمائی ہے۔

حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جب ابنِ صیاد نے حضور اقدس ﷺ سے کہا کہ "کیا آپ ﷺ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں" اور فاروقِ اعظمؓ نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو حضور ﷺ نے منع فرمایا۔ (بخاری)

اگر اختلافِ عقائد و مذہب کی بناء پر انسانی خون بہانا جائز ہوتا، تو باوجود قدرت ابنِ صیاد کے دعوائے رسالت کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے اسلام قبول کر لینے کے لئے کسی کو کبھی مجبور نہیں کیا اور آپ ﷺ کے خلفائے برحق ؓ نے بھی کسی کو جبراً مسلمان نہیں بنایا۔ انہوں نے بھی دیگر مذاہب کے پیروکاروں کو جو مقابلے میں ہتھیار نہ اٹھائیں قتل کرنے کی ممانعت فرمائی۔ ''حتیٰ کہ پھل دار درختوں کے قطع کرنے سے بھی مسلمانوں کو روکا گیا ہے۔'' (بخاری)۔

چہ حاجت است کہ تیغ از برائے دیں بکشی
نہ دین بود کہ بہ خوں ریزیش بقا باشد
چو دیں مدلل و معقول و باضیاء باشد
کدام دل کہ ازاں مذہبش ابا باشد
بہوش باش کہ جبر است خود دلیل گریز
تسلی دل مردم ازاں کجا باشد

(کیا ضرورت ہے کہ دین کی خاطر تو نیام سے تلوار نکالے۔ خود دین بھی خونریزی سے باقی نہیں رہ سکتا۔ جب دین میں دلیل، عقل اور روشنی موجود ہے تو وہ کونسا دل ہوگا جو ایسے مذہب سے انکار کرے گا؟ غور سے سن لے کہ جبر و تشدد کرنا خود دلیل سے گریز اختیار کرنا ہے۔ اس طرح انسانی دل کو تسلی و تشفی کہاں سے حاصل ہوگی۔)

اللہ عزّ وجل کی قدرتوں، حکمتوں اور بھیدوں کی کوئی انتہا نہیں اور یہ خیال کہ جو کچھ ہم جانتے ہیں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں، انتہائی خطرناک غلط فہمی اور نادانی ہے۔ چاہے کتنا ہی بظاہر سمجھدار فلسفی، علمِ طریقت اور علمِ لدنّی کا انکار کرے یا اسلامی تعلیم کو جسمانیت اور حور و قصور ہی تک محدود سمجھے، لیکن ہر وہ سیدھا سادھا مسلمان جس نے کلام اللہ کی ایک بار بھی سمجھ کر تلاوت کی ہے، اُس کے خیال کی تائید نہیں کر سکتا۔ علمِ لدنّی یا علمِ باطن کلام اللہ سے ثابت ہے۔ اس کے حصول کی

Marfat.com

نبیوںؑ نے آرزو کی ہے۔

حضرت موسیٰؑ نے، جن کو نہ صرف یہودی اور عیسائی اللہ کا رسولؑ مانتے ہیں، بلکہ مسلمانوں کے نزدیک اُن کی عظمت، بزرگی اور رسالت کا انکار کفر میں داخل ہے، اس علم کو حاصل کرنے کے لئے طولانی سفر کیا ہے۔ جس کا ذکر کلام الٰہی میں مفصّل موجود ہے۔ قولہٗ تعالیٰ: فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ○ (الکھف: ۶۵) پھر (اُنہوں نے) ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ (یعنی خضرؑ) کو پالیا جسے ہم نے اپنے ہاں سے رحمت عنایت کی تھی اور اُسے اپنے پاس سے ایک علم (علم لدنّی) سکھایا تھا۔

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ○ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِیَ صَبْرًا ○ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ○ قَالَ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا ○ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ○ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ

موسیٰؑ نے اُس سے کہا کیا میں اس امید پر تمہارے ساتھ چلوں کہ تم مجھے بھی اس میں سے سکھا دو جو حکمت تمہیں سکھائی گئی ہے وہ بولے کہ بیشک (لیکن) تم میرے ہمراہ صبر نہ کرسکو گے اور تم اُس بات پر کیسے صبر کرو گے جس کے سمجھنے پر تم قادر نہیں ہوئے۔ موسیٰؑ نے کہا اگر اللہ نے چاہا تو مجھے صبر کرنے والا پاؤ گے اور میں کسی بات میں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا۔ (خضرؑ نے) کہا کہ (اچھا) اگر تم میرے ساتھ رہتے ہو تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا۔ یہاں تک کہ میں تم سے اس کا ذکر کروں۔ پس وہ دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی پر سوار ہوئے تو اُس نے کشتی میں شگاف کردیا۔ موسیٰؑ نے کہا

Marfat.com

اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ○ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ○ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ○ فَانْطَلَقَا ۥ حَتّٰۤى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ○ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ○ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ○ فَانْطَلَقَا ۥ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ ۨاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ○ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ

کیا تم نے اس لئے شگاف کیا ہے کہ اُس کے لوگوں کو غرق کردو۔ یقیناً تم نے بڑی (گناہ کی) بات کی۔ وہ بولے کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ بیشک تم میرے ہمراہ رہ کر (میری باتوں پر) صبر نہ کرسکو گے۔ (موسیٰ) نے کہا جو کچھ میں بھول گیا اس کا مواخذہ مجھ سے نہ کرو اور میرے کام پر تنگی نہ کرو۔ پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک لڑکے سے ملے تو اُس نے اُسے قتل کرڈالا (موسیٰ) نے کہا کیا تم نے ایک بے گناہ جان بلاوجہ قتل کرڈالی۔ بیشک تم نے بُری بات کی۔ وہ بولا کہ کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ بیشک تم میرے ہمراہ رہ کر ہرگز صبر نہ کرسکو گے۔ (موسیٰ) نے کہا (اس مرتبہ اور معاف کردو) اگر اس کے بعد میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا۔ بیشک میری طرف سے تمہیں عذر پہنچ چکا۔ پھر وہ دونوں چلے، یہاں تک کہ ایک گاؤں میں پہنچے۔ وہاں کے لوگوں سے انہوں نے کھانا مانگا تو اُن لوگوں نے ضیافت کرنے سے انکار کردیا، پھر ان دونوں نے ایک ایسی دیوار پائی جو گرنا چاہتی تھی، پس اُس نے اُسے درست کردیا۔ (موسیٰ) نے کہا کہ اگر تم چاہتے تو اس پر مزدوری لے لیتے۔ اُس نے کہا کہ یہ

Marfat.com

بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ اَمَّا السَّفِيْنَةُ
فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ
اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ
غَصْبًا ۝ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ
فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَآ اَنْ
يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝
وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ
وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ
رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً
مِّنْ رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا
لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ (الکہف آیت ۷۸/۸۲ پ ۱۵/۱۶)

میرے اور تمہارے درمیان میں جدائی ہے۔ میں تمہیں ان باتوں کی حقیقت سے آگاہ کردوں گا جن پرتم صبر نہ کرسکے۔ وہ کشتی تو چند مسکینوں کی تھی جو دریا میں محنت کرلیتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ اس کشتی کو خراب کردوں اوراُن کے پیچھے ایک بادشاہ تھا جو ہر (بے عیب) کشتی کو غصب کرلیتا ہے اور وہ لڑکا تو اس کے ماں باپ مسلمان تھے، پس میں نے اس بات کا خوف کیا کہ وہ (بڑا ہوکر) سرکشی اور کفر سے ان کو عاجز کردے۔ لہٰذا میں نے چاہا کہ ان کا پروردگار انہیں بدلے میں اس سے بہتر پرہیزگار اور رحم دل (فرزند) عطا کرے اور وہ دیوار تو شہر میں دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے اُن کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک تھا، پس تمہارے پروردگار نے چاہا کہ وہ دونوں (یتیم) اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ تمہارے پروردگار کی مہربانی سے نکال لیں اور میں نے یہ اپنی راہ سے نہیں کیا۔ یہ اس کی حقیقت ہے جس پرتم صبر نہیں کرسکے۔

صحیح حدیث میں وارد ہے کہ حضور رسول اللہ ﷺ نے "هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ" تک بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ موسیٰؑ پر رحم کرے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ کاش موسیٰؑ صبر کرتے تو اللہ انکا قصہ ہم سے بیان کرتا۔ (بخاری کتاب العلم)۔

Marfat.com

کشتیٔ مسکین، جانِ پاک، دیوارِ یتیم
علمِ موسیٰؑ بھی ہے تیرے سامنے حیرت فروش (اقبالؒ)

کس قدر افسوس ناک اور قابلِ تعجب ہے اُن لوگوں کی حالت جو اس قدر روشن اور صریح آیاتِ الٰہی کی موجودگی میں بھی علمِ باطن یا تصوّف کو غیر اسلامی کہتے اور حقیقت سے برائے نام واقفیت حاصل کیے بغیر اولیاء الرحمٰن پر جنہوں نے طالبانِ صادق کی رہنمائی اور فلاح کے لئے علمِ تصوف کو مدوّن کر کے غیر معمولی احسان فرمایا ہے، بیجا اعتراض کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ قرآن کریم کی ایک ایک آیت اللہ کا پیغام ہے اور حقائق و معارف کا سمندر۔ کیا ان آیاتِ شریف کی روشنی میں بھی مندرجہ ذیل مسائل کی صحت میں کلام باقی رہتا ہے ۔۔؟

(۱) علمِ باطن، علمِ روحانی یا علمِ لدنّی کلام اللہ سے ثابت ہے۔
(۲) اللہ کے کچھ ایسے بندوں کا ہونا ممکن ہے، جن کے افعال اور اعمال خلافِ شریعت معلوم ہوتے ہیں، لیکن فی الحقیقت وہ صحیح اور رضا و منشائے الٰہی کے مطابق اور عین شریعت ہوتے ہیں۔
(۳) علمِ باطن حاصل کرنے کی کوشش اللہ کے پاکباز اور برگزیدہ بندوں کا کام ہے۔
(۴) طالب کو مرشد کی خدمت میں نہایت ادب سے اور چوں و چرا کیے بغیر رہنا چاہیئے۔

قولہٗ تعالیٰ: لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط (الحجرات آیت ۱۳ پ ۲۶)	بے شک تم میں سے پرہیزگار تر، اللہ کے نزدیک معزز تر ہے۔

Marfat.com

بندوں میں اپنے بھید خدا کے ہیں صد ہزار
تم کو نہ علم ہے نہ حقیقت ہے آشکار

اگر بشنوی قصہٗ صادقان منجبان سرخود چو مستہزیاں
تو خود را خردمند فہمیدہ ئی مقاماتِ مردان کجا دیدہ ئی
قال مرداں رانمی فہی تو نیز حالِ مرداں را کجاداری تمیز

(اگر تو سچے لوگوں کا قصہ سنے تو اپنے سر کو مذاق کرنے والوں کی مانند جنبش مت دے۔تم خود کو عقلمند سمجھتے ہو، مگر تم نے ابھی مردوں کے مقامات و مدارج دیکھے ہی کہاں ہیں؟ ابھی تو تُو ان کی قال کو ہی نہیں سمجھتا، ان کا حال کہاں سمجھ سکتا ہے؟)

اس کو باطنی کدورت کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ لوگ روحانیت، معرفتِ الٰہی اور تصوف کے نام سے چڑتے، صوفیانِ باصفا سے عداوت رکھتے اور ان کے اعمال واقوال پر معترض ہونا دانائی اور اظہارِ قابلیت سمجھتے ہیں۔قولہ تعالیٰ:

وَمَا یَتَّبِعُ اَکْثَرُھُمْ اِلَّا ظَنًّا ط (یونس آیت ۳۶ پ ۱۱)	اور وہ اکثر اتباع کرتے ہیں گمان کی۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ تصوف میں ایسی کیا بُرائی ہے کہ اس کے نام سے بھی نفرت کی جاتی ہے۔تصوف سے تو انسان کو مکارم اخلاق، تزکیہٗ نفس اور صفائی باطن کی تعلیم ملتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں مکارمِ اخلاق کی تکمیل کرنے کو بھیجا گیا ہوں۔ (موطا، امام مالک)۔تصوف کوئی نئی چیز نہیں ہے اور بقول علامہ ابن خلدونؒ، صحابہؓ اور تابعینؒ میں موجود تھا۔تصوف کیا ہے ـــــ؟ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا ط (المزمل) کے رنگ میں رنگ جانا اور اپنے جان و دل کو مکمل طور پر دُنیاوی آلائشوں سے پاک کرکے وحدہٗ لاشریک کے حضور میں بصد ہزار عجز و نیاز

Marfat.com

پیش کر دینا۔ یہ تمام اُمور صحابہؓ میں موجود تھے، جیسا کہ اصل کتاب (الحقُّ المُبین) میں اصحابِ صُفّہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات اور دوسرے مضامین سے واضح ہوگا۔

دُنیا کی محبت کو دل سے دور کر دینا طالبِ مولیٰ کا اہم ترین فریضہ ہے۔ حضور ﷺ مختلف طریقوں سے صحابہؓ کے سامنے دُنیاوی نام ونمود، مال و دولت اور عزّ و جاہ کے نقصانات کو واضح فرماتے اور حضور ﷺ کے فیضِ صحبت سے ان کے دلوں میں جذبۂ نفسانیت باقی نہیں رہا تھا اور دُنیا کی بے ثباتی ان پر منکشف ہوگئی تھی۔

حضرت حکیمؓ بن حزام کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا تو آپ ﷺ نے مجھے دیدیا۔ میں نے آپ ﷺ سے پھر مانگا، تو آپ ﷺ نے مجھے دیدیا پھر میں نے آپ ﷺ سے مانگا تو مجھے پھر دیدیا۔ اس کے بعد یہ فرمایا کہ اے حکیم! یہ مال ایک میٹھی سبزی ہے، جو شخص اس کو بے طمعی کے ساتھ لیتا ہے اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو شخص اس کو طمع کے ساتھ لیتا ہے اس میں برکت نہیں دی جاتی اور وہ مثل اس شخص کے ہوتا ہے جو کھائے اور سیر نہ ہو اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیمؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! قسم ہے اُس کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ میں آپ ﷺ کے بعد کسی سے کچھ نہ لوں گا، یہاں تک کہ دُنیا سے جدا نہ ہو جاؤں۔ جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو وہ حضرت حکیمؓ کو وظیفہ کیلئے بلاتے رہے، مگر انہوں نے اسکو قبول کرنے سے انکار کیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں انکو بلایا کہ انہیں دیں، مگر انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے مسلمانو! میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں حکیمؓ کے سامنے انکا حق پیش کرتا ہوں، مگر وہ اس مالِ

Marfat.com

غنیمت سے اپنا حق لینے سے انکار کرتے ہیں۔ القصہ حضرت حکیمؓ نے بعد رسول اللہ ﷺ کے کسی سے کچھ نہیں لیا یہاں تک کہ وفات پائی۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

حضرت جابرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بالائی مدینہ کے کسی حصے سے نکل کر بازار میں داخل ہوئے۔ لوگ دونوں طرف سے (آنحضرت ﷺ کو) گھیرے ہوئے تھے۔ ایک مردہ کوتاہ گوش بکری کے بچہ کی طرف گزر ہوا۔ حضور ﷺ نے دستِ مُبارک سے اس کا کان پکڑ کر فرمایا کہ تم میں سے کون شخص ایک درہم میں اسے لینا پسند کرے گا؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہم تو اس کو کسی قیمت پر لینا پسند نہیں کریں گے۔ اس کا کریں گے کیا؟ فرمایا کہ تم پسند کرو گے کہ یہ تم کو مل جائے؟ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ کی قسم اگر یہ زندہ ہوتا تب بھی عیب دار تھا۔ اس کے کان چھوٹے تھے۔ اب تو وہ مردہ ہے۔ فرمایا اللہ کی قسم جس قدر یہ تمہارے نزدیک حقیر ہے، اس سے زیادہ دُنیا اللہ کے نزدیک حقیر ہے۔ (مسلم)

غرضکہ حضور انور ﷺ کی تربیت پاک سے صحابہ کرامؓ کے دل انوارِ ربانی سے منوّر ہو گئے تھے اور اُن کو سوائے حق تعالیٰ کے کسی سے سروکار نہ تھا۔ وہ ہمہ وقت ذکر و فکر، تزکیۂ نفس اور مجاہدہٗ فی اللہ میں منہمک رہتے تھے۔ حتیٰ کہ اصحاب صُفّہؓ کا حصولِ معاش کے لئے کوئی کسب یا پیشہ اختیار کرنا ہنوز محتاجِ ثبوت ہے۔ اُن کے سامنے حضور ﷺ کا یہ ارشادِ پاک تھا کہ ''اللہ پرہیزگار بے لالچ گوشہ گیر سے محبت کرتا ہے۔'' (مسلم)

علامہ شبلی نعمانی بحوالہ کتاب الخراج تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے مجلسِ شوریٰ منعقد کی اور صحابہؓ سے خطاب کیا کہ آپ لوگ میری مدد نہ کریں گے، تو کون کرے گا؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا ہم آپؓ کو مدد دیں گے۔ لیکن

Marfat.com

اُس وقت ملکی انتظامات میں حصہ لینا زہد وتقویٰ کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ ''اے عمرؓ! تم رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ کو دُنیا میں آلودہ کرتے ہو۔'' حضرت عمرؓ نے فرمایا میں ان بزرگوں سے مدد نہ لوں تو کس سے لوں ـــــ؟ ابوعبیدہؓ نے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے تو تنخواہیں بیش قرار مقرر کردو کہ لوگ خیانت کی طرف مائل نہ ہونے پائیں۔ (الفاروق حصہ دوم)

لیکن جب دوسری صدی ہجری میں مسلمانوں کے دلوں پر مال و دولت نے اثر کرنا شروع کر دیا اور وہ طلبِ دُنیا میں منہمک ہوگئے، تو جن لوگوں نے خلوت، تقویٰ، یادِ الٰہی اور طہارتِ باطنی کی طرف توجہ کی تو وہ بقول علامہ ابن خلدونؒ صوفی کہلانے لگے۔ وہ ناداری، غربت اور ترکِ غیر اللہ میں اصحاب صُفّہؓ سے مشابہ اور ہمہ وقت یادِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ تصوّف اگرچہ حضور انور ﷺ کے زمانۂ مبارک میں بصورتِ علم مدوّن نہیں ہوا اور علم فقہ و دیگر اسلامی علوم کی طرح دوسری صدی ہجری میں اس کی تدوین ہوئی، لیکن اللہ کے صالح بندوں نے کتاب اللہ، سُنتِ رسول اللہ ﷺ اور اقوالِ صحابہؓ و تابعینؒ کی روشنی میں اس کو علم کی صورت میں اس طرح قائم کیا کہ ہمارے راسخ العلم اسلاف نے اس سے کسی قسم کا اختلاف نہیں کیا، بلکہ وہ اکثر صوفیاء کرام کی صحبت سے سعادت حاصل کرتے رہے۔

امام شافعیؒ کی جلالت اور علمی شان محتاجِ بیان نہیں لیکن بایں ہمہ وصف وہ حضرت شعبان راعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر مسائلِ علمی دریافت فرمایا کرتے تھے۔ شعبان راعیؒ چونکہ اُمّی تھے، لوگوں نے اعتراض کیا اور کہا کہ آپ جیسا اس بدّو سے سوال کرتا ہے؟ امام صاحبؒ نے جواب دیا ''هٰذَا وَافَقَ بِمَا عَلَّمْنَاهُ''

Marfat.com

(جو ہم نے سیکھا ہے یہ اس کی موافقت و مطابقت کرتے ہیں) سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ اگر ابو ہاشم صوفی نہ ہوتے، تو میں دقائقِ ریا کو نہ پہچان سکتا۔ میں نہ جانتا تھا کہ صوفی کیسے ہوتے ہیں۔؟ تاوقتیکہ میں نے ابو ہاشمؒ کو نہ دیکھا تھا۔ ابو ہاشمؒ کا قول ہے کہ سوئی سے پہاڑ کھودنا آسان ہے، لیکن کبر وخودی کا دل سے دور کرنا مشکل ہے۔ حضرت جنیدؒ سے سوال کیا گیا کہ تصوف کیا ہے۔؟ فرمایا دل کا صاف کرنا مخلوق کی طرف رجوع ہونے سے۔ صوفی قائم بحق ہے۔

ابوالحسن حضریؒ سے لوگوں نے پوچھا آپ کا کیا مذہب ہے؟ فرمایا پہلے حنفی تھا، پھر شافعی ہوا اور اب ایسی چیز میں مشغول ہوں کہ کوئی مذہب یاد نہیں آتا۔ لوگوں نے دریافت کیا، وہ کیا ہے۔ فرمایا تصوف۔ پھر پوچھا تصوف کیا ہے۔ آپؒ نے جواب دیا کہ دونوں جہاں میں بلاحق کے کسی چیز سے آرام نہ ملے۔

ازداغِ اُلفت است دل و سینہ گل فروش
جز از متاع درد ندارد دوکان ما

(دل وسینہ میں داغِ الفت سجا کر پھول بیچتا ہوں۔ میری دُکان کا متاعِ کل درد کے سوا کچھ نہیں۔)

امام غزالیؒ اگرچہ ابتداءً تصوف کا انکار فرماتے رہے، لیکن جب بصدق و خلوص صوفیاء کرامؒ کے علوم کی طرف توجہ کی اور حضرت بایزید بسطامیؒ، حضرت ابوطالب مکّیؒ اور حضرت حارث محاسبیؒ کی کتابیں مطالعہ کیں، تو فرماتے ہیں کہ "مجھے اس علم کے مقاصد معلوم ہو گئے اور پتہ چلا کہ صوفیاء کرامؒ صاحبِ حال ہیں نہ کہ صاحبِ قال، ان کے مقاصد علوم پڑھنے سے معلوم نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ اس پر عمل نہ کیا جائے۔"

Marfat.com

اسرارِ قلندری راچہ داند زاہد
سرّے است دریں شیوہ کہ رنداں دانند

(قلندری کے بھید زاہد کیا جانے، یہ تو وہ راز ہیں جو رندوں کے سوا کوئی نہیں جانتا۔)

انسان تمام کائنات کا کھوج لگانے میں مصروف ہے۔ اپنے گرد کی ہر ایک شے کو انتہائی غور سے دیکھنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن اپنی ابتدأ و انتہا اور اپنی ذات کے علم سے بالکل واقف ہونا نہیں چاہتا۔ اُس نے جسمانیت ہی کو سب کچھ سمجھ رکھا ہے۔ حواس اور طاقتِ جسمانی تو جانوروں میں بھی موجود ہے۔ ہاتھی یا شیر کی قوت، گدھ کی نظر، کوّے کی سحر خیزی، ہمارے سامنے ہے۔ ہزاروں پرندے اور کیڑے مکوڑے رات دن ہوا میں اُڑتے ہیں۔ حواسِ جسمانی کی تربیت سے تو یہی ہوسکتا ہے کہ حشرات الارض کی طرح یا ان سے زیادہ خوش اسلوبی سے ہم ضروریاتِ جسم فراہم کرلیں اور بس۔ کیا انسان صرف اسی جسم کا نام ہے۔؟ کیا انسانیت کی تکمیل صرف ضروریاتِ جسمانی کا حصول ہے۔؟ اِس جسمِ مادّی کو تو قرار نہیں ہے۔ بوقتِ پیدائش کچھ اور تھا۔ بچپن اور جوانی میں کچھ اور ہوا اور بڑھاپے میں کچھ اور۔ ہر وقت اور ہر آن اس کی حالت بدلتی رہتی ہے۔

غور کیجیے، کیا اس جسم میں آپ کا سب کچھ موجود ہے۔؟ کیا آئندہ اس میں کوئی نئی چیز پیدا نہ ہوگی۔؟ کیا وہ کچھ سال پہلے بالکل اسی طرح تھا۔؟ وہ تو بیماری سے کمزور، لاغر اور حوادثات سے برباد ہوجاتا ہے۔ کان، ناک، ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں وغیرہ ضائع ہوجاتی ہیں۔ لیکن جسم کی بربادی یا کمی بیشی سے لفظ انسان کا اس پر بدستور اطلاق باقی رہتا ہے۔ وہ بچپن میں بھی ''میں'' کہتا ہے، جوانی میں بھی اور بڑھاپے میں بھی۔ بیماری اور تندرستی میں بھی یہ ''میں'' فنا نہیں

Marfat.com

ہوتی ہے۔ ’’میں‘‘ جسم نہیں بلکہ جسم کے علاوہ ہے اور بقول امام رازیؒ ’’میں‘‘ بذاتِ خود مستقل چیز ہے اور جسم کے بغیر بھی ثابت ہے۔ جسم کے اجزائے ترکیبی، خون، کھال، ہڈیاں اور ہر ہر بال کا باقاعدہ مرتّب ہونا، ایک مقررہ درجہ تک نمو پانا اور پھر رفتہ رفتہ اضمحلال پیدا ہونا، کیا سالمات، ذرّات اور شعاعوں کے علاوہ کسی دوسری قوت کی طرف رہنمائی نہیں کرتا۔ کیا جسم ہی کا نام انسان ہے — ؟ نہیں ہرگز نہیں۔

ہستی کے آب و رنگ کی تعبیر کچھ تو ہو
مجھ کو فقط یہ خوابِ زلیخا نہ چاہئیے

مختلف چیزوں کو دیکھ کر، چکھ کر، سونگھ کر، سُن کر اور چھو کر ادراک کیا جاتا ہے۔ یہ ادراک کرنے والا کون ہے۔ کیا جسم — ؟ اگر جسم ہوتا تو حالتِ بیہوشی، خواب اور موت کے بعد کیوں حواس برقرار نہیں رہتے — ؟ جو چیزیں سامنے موجود نہیں، وہ ذہن میں کس طرح محفوظ ہیں — ؟ گذری ہوئی باتوں کو یاد رکھنا کس کا کام ہے — ؟ کسی بات کے سچ اور جھوٹ ہونے کا حکم کون کرتا ہے — ؟ تخیل کیا ہے — ؟ تصور کسے کہتے ہیں — ؟ کیا یہ سب کچھ حواسِ جسمانی ہی کا کام ہے — ؟ غصّہ، رحم، شجاعت، بزدلی، ایثار اور محبت کا ادراک کون کرتا ہے — ؟

دَائُکَ فِیکَ وَمَا تَشْعُرُ　　دَوَائُکَ مِنکَ وَلَا تُبْصِرُ
بیماری تیرے اندر ہے اور تو جانتا نہیں　　بیماری کی وجہ تو ہے اور تو دیکھتا نہیں

ہر قوت اور حسِ جسمانی اپنے دائرہ کے اندر محدود ہے اور اپنے محسوس خاص کے علاوہ کسی اور چیز کا ادراک نہیں کرسکتی۔ قوتِ باصرہ سے سوائے دیکھنے کے اور کوئی کام نہیں لیا جاسکتا۔ سامعہ بجز سُننے کے اور کسی چیز کی دریافت سے قاصر

Marfat.com

ہے۔علمِ مافوق کا تو ذکر کیا، کوئی حس اپنی قوتِ احساس کا بھی ادراک نہیں کر سکتی۔ باصرہ نہ بینائی کو دیکھ سکتی ہے، نہ آنکھ کے تل کو۔ وہ اپنی غلطی سے بھی مطلع نہیں ہو سکتی۔ستاروں کا جسم حقیقت کے خلاف بہت چھوٹا نظر آتا ہے، پانی میں درختوں کا سایہ معکوس معلوم ہوتا ہے۔لیکن بینائی اپنی غلطی کے ادراک اور اس کا سبب معلوم کرنے سے معذور ہے اور دوسرے حواسِ جسمانی بھی اسی طرح اپنی غلطیوں کے ادراک سے قاصر ہیں۔

یہ کوئی اور ہی ہے، جو جملہ حواس کا بیک دفعہ ادراک کرتا ہے اور جانتا ہے کہ ہر حس کی کیا قوت ہے اور کون اس کا آلہ ہے — ؟ وہ دوسرے حواس کی غلطیوں کو ثابت اور دریافت کرتا ہے اور حواسوں سے حاصل شدہ علم کے حق و باطل ہونے کا فیصلہ کرتا ہے۔ظاہر ہے کہ یہ علم اس کو حواسِ جسمانی سے حاصل نہیں ہوتا، کیونکہ جو چیز خود حواسِ جسمانی کو میسر نہیں، وہ دوسروں کو کیسے بخش سکتے ہیں — ؟ یہ کون ہے جو حکم کرتا ہے کہ آنکھ نے غلط دیکھا، کانوں نے غلط سُنا اور زبان نے ذائقہ کا صحیح ادراک نہیں کیا — ؟ وہ کہتا ہے ''میں'' ہوں اور اپنے ہونے کا علم بالذات رکھتا ہے۔

جان جملہ علمہا این است ایں — کہ بدانی اصل خود اے مردِ دیں
مولوی گشتی وآگہ نیستی — از کجا و باکجا و کیستی

(تمام علوم کا محاصلِ اصل اے دیندار یہ ہے کہ ایسا عالم نہ بن جسے اپنی اصل معلوم نہ ہو۔)

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ (یونس آیت ۳۱ پ ۱۱)	کہو کہ تمہیں آسمان اور زمین سے کون رزق دیتا ہے اور کون کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے۔

ہستی کا احساس بغیر جسم اور حواس بھی برقرار رہتا ہے اور عالمِ دیوانگی یا عالمِ

Marfat.com

خواب میں، جبکہ حواس معطل ہوں نہیں مٹتا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انسان صرف جسمِ انسانی کا نام نہیں، بلکہ وہ کم از کم روح اور جسم کا مجموعہ ہے۔ روح چونکہ جسم کے ساتھ فنا نہیں ہوتی اور جسم تکمیلِ روحانی کے لئے از بس ضروری ہے، لہٰذا رسول اللہ ﷺ اور اہل اللہ نے انسان کو ایسے علوم اور اعمال کی تعلیم دی جو حیاتِ روحانی کے لئے فلاح کا باعث اور بقائے جسم کے لئے مفید ہوں۔ اس تعلیمِ پاک سے وہی صحیح فائدہ اُٹھا سکتا ہے، جو بصدق و خلوص اُس پر عمل کرے۔ ورنہ خواہشاتِ نفسانی اور اوہام کی چار دیواری میں رہ کر حقیقت سے باخبر ہونا محال ہے۔ عمل کئے بغیر کسی بہتر سے بہتر تعلیم کا فائدہ ظاہر نہیں ہوسکتا۔ جس شخص کا مطمحِ نظر جسم اور جسمانیت ہو، اس کا دل روحانیت کی طرف راغب نہیں ہوتا——؟ طبیعت جب بُرائیوں کی خوگر ہوجاتی ہے، تو اچھائیاں بُری معلوم ہوتی ہیں۔ اکثر بیمار عمدہ عمدہ کھانوں کو بھی بدمزہ کہتے ہیں۔ نت نئی خواہشات کی تعمیل سے دل زنگ آلود ہوکر مقفّل ہوجاتا ہے اور پرتوِ روح اُس تک نہیں پہنچ سکتا۔ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا (الاعراف) ''اُن کے دل ہیں کہ سمجھتے ہی نہیں۔''

مادّی علم یا مادّی تجربہ جسم اور جسمانیت سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اُس کے اثر کا دائرہ محدود اور وقتی ہوتا ہے۔ تمام مادّی آرام، دلفریبیاں اور بہاریں جسم کے ساتھ سرد ہوجاتی ہیں۔ آنکھیں جن کی بیش قیمت چشموں سے حفاظت کی جاتی ہے، بصارت سے محروم ہوجاتی ہیں۔ دانتوں کو بیش قیمت دوائیں اور منجن بھی نہیں روک سکتے۔ زبان عمر بھر لذیذ کھانوں سے لطف اندوز ہونے کے بعد بھی، اپنی شیرینی کو برقرار نہیں رکھ سکتی۔ پاؤں چلنے سے انکار کردیتے ہیں۔ ہاتھوں میں پکڑنے کی سکت نہیں رہتی۔ یادداشت جواب دیدیتی ہے۔ چاروں طرف یاس

Marfat.com

اور حرمان کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔ چاہے کیسا ہی صاحبِ کمال کیوں نہ ہو، موت کا سرد ہاتھ اس کو ٹھنڈا کیے بغیر نہیں چھوڑتا۔

بِسِلٍّ مَّاتَ اَرَسْطَا طَالِیْسَ وَاَفْلاطُوْنُ بَافَالِجٍ
وَلُقْمَانُ بِسَرْسَامٍ وَجَالِیْنُوْسُ مَبْطُوْنًا

یعنی ارسطو سِل سے، افلاطون فالج سے، لقمان سرسام سے اور جالینوس اسہال سے مرے۔

علم تو اُسی علم کو کہہ سکتے ہیں، جو انسان کو انسانیت سکھائے، جس پر عمل کر کے انسان دائمی مسرّت حاصل کر سکے اور جس کی روشنی میں وہ نجاتِ ابدی کو تلاش کرلے۔ ورنہ جو علم حواسِ جسمانی میں مرتکز ہوگا، اس کا جسم کے ساتھ خاک میں مل جانا یقینی ہے۔

جسم اور حواسِ جسمانی چونکہ ترقی اور تکمیلِ روح کے لئے ازبس مفید ہیں، لہٰذا اُن کی پرورش اور دیکھ بھال صرف اُسی حد تک مناسب ہے، جہاں تک تکمیلِ روحانی کے لئے اُن کی ضرورت ہے۔ جسمانیت اور روحانیت ایک دوسرے کی ضد اور شناخت کا ذریعہ ہیں، جس طرح دن کی رات سے، سخاوت کی بخل سے، اخلاص کی ریا سے اور رحم کی شناخت ظلم سے ہوتی ہے۔ اسی طرح روحانیت کو جسمانیت سے پہچانا جاسکتا ہے۔ اگر خواہشاتِ جسمانی نہ ہوں، تو روحانی ترقی محال ہو جائے۔ ہوا و ہوس کے مقابلہ سے روح کو ترقی اور تکمیل کا موقع ملتا ہے۔ اگر ہوا و ہوس اور خواہشاتِ نفسانی نے روح پر غلبہ پا لیا، تو روح مضمحل ہو کر کمزور ہو جاتی ہے اور انسان اپنی اصل سے دور ہو کر بصیرتِ حقیقی سے محروم ہو جاتا ہے۔ نفس کی خودی بڑھ کر وہم کی زیادتی ہو جاتی ہے اور انسان حقیقتِ کبریٰ دیکھنے کا

Marfat.com

اہل نہیں رہتا۔ وہ جناب قدس سے مردود ہو جاتا ہے۔ لیکن جب انبیاء والمرسلینؑ اور اہل اللہ کی تعلیم کو پیش نظر رکھ کر وہ روح کی تربیت میں کوشش کرتا ہے تو وہ خواہشاتِ جسمانی اور لذّاتِ نفسانی سے مغلوب نہیں ہوتا اور روح معراجِ کمال پر پہنچ کر نورِ قدس سے فیضیاب ہوتی ہے۔ خار نہ ہوں تو گل کی قدر نہیں ہوتی۔ رکاوٹیں نہ ہوں تو ہمّت اور استقلال کی اہمیت نہیں رہتی۔ ''جوشِ پرواز کہاں جب کوئی صیّاد نہ ہو۔''

جب راہ نہیں پاتے تو چڑھ جاتے ہیں نالے
رکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اور (غالبؔ)

نورِ آدمؑ کی ترقی کے لئے ظلمتِ ابلیس، خلّتِ ابراہیمؑ کے لئے دہریتِ نمرود، تکمیلِ موسیتؑ کے لئے گمراہیٔ فرعون اور عروجِ آفتابِ محمدی ﷺ کے لئے جہالتِ ابوجہل کا ہونا ضروری ہے۔ جب تک کوئی مدمقابل نہ ہو انسان کی صلاحیتوں پر پردہ پڑا رہتا ہے۔ جس قدر راہ دشوار گذار ہوتی ہے، منزلِ مقصود پر پہنچنا اُسی قدر شاندار کہا جاتا ہے۔ ہیرو بننے کے لئے ضروری ہے کہ کوئی مدمقابل ہو۔ جس قدر مدِمقابل اعلیٰ ہو، اسی قدر فاتح یا ہیرو مبارکباد کا مستحق ہوتا ہے۔ بغیر کسی مدِمقابل کے کوئی ہیرو نہیں بن سکتا۔ لیکن ہیرو کا درجہ حاصل ہونے کے بعد مقابل کا ہونا چنداں ضروری نہیں۔ کمالِ انسانی حاصل ہونے کے بعد جسم بیکار ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہوتا۔ سیڑھی بلندی پر پہنچنے کے لئے ضروری ہے اور اُس کے بعد بیکار۔

جب انسان جسم اور حواسِ جسمانی کی پرورش میں ضرورت سے زیادہ انہاک اختیار کر لیتا ہے اور روح کو اس کی غذا نہیں ملتی، تو وہ کمزور اور ناتواں ہو جاتی ہے

Marfat.com

اور نفسانیت کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں رہتی۔ وہ مغلوب ہو جاتی ہے۔ جب وہ نفسانیت سے شکست کھا کر اس کے سامنے ہتھیار ڈال دیتی ہے، تو نفس بے لگام ہو کر دعویٰ خودی اور انانیت سے سرشار ہو جاتا ہے اور انسان کو سوائے لذاتِ جسمانی کے اور کچھ نہیں سوجھتا۔ وہ عالمِ مادیت میں محدود و مقید ہو کر جسمانیت کے خواص، حرکات اور سکنات کو بوجہ طبعی مجانست، حقائق خیال کرتا ہے۔ اس کی زبان علمِ حق کے اظہار سے، کان معارفِ ربانی کے سُننے سے اور آنکھیں راہِ ہدیٰ کے دیکھنے سے محروم ہو جاتی ہیں۔ حواسِ روحانی مفلوج ہو کر ناکارہ اور اس کا مرض لاعلاج ہو جاتا ہے۔ گویا وہ بیماری کے اُس آخری درجہ سے گذر رہا ہوتا ہے، جس کو دیکھ کر اچھے سے اچھا ڈاکٹر کہہ دیتا ہے کہ اِس کے اعصاب برباد ہو چکے ہیں اور اِس کی جانبری ممکن نہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۙ (البقرۃ آیت ۱۸ پ ۱)	بہرے، گونگے، اندھے ہیں سو وہ نہیں رجوع ہوں گے۔

انسان کی فطرت ہے کہ وہ جس چیز سے محبت کرتا ہے، اسی کا ماحول اور اسی کا رنگ اختیار کر لیتا ہے، عزت و شہرت، مال و اولاد جس بند میں پھنس جاتا ہے، اسی کا بندہ اور پجاری ہو جاتا ہے۔ چونکہ معبود کا مقام عابد کے درجہ سے کہیں زیادہ بلند ہوتا ہے۔ لہٰذا انسان کا خواہشاتِ نفسانی اور دوسرے مظاہرِ قدرت کے سامنے سرخم کر دینا، سفلیات، جمادات، نباتات اور حیوانات کی بے انتہا برتری تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ جو شخص اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بناتا اور علمِ الٰہی کے علاوہ مادّی علوم کے حاصل کرنے میں اپنی فلاح سمجھتا ہے، اُس کی پونجی سوائے مادیت کے اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ مادّی علوم اور دوسرا مادّی سرمایہ،

Marfat.com

ممکن ہے کہ عالمِ جسمانی میں کچھ کام آ جائے، لیکن عالمِ روحانیت میں بجائے مفید ہونے کے اور مضر ہو جاتا ہے۔ جس شخص نے روحانی حواس سے کچھ حاصل نہیں کیا، تو جسمانی موت کے بعد جب روحانی ظہور ہوگا، اس میں نہ دیکھنے کی اہلیت، نہ سُننے کی طاقت اور نہ گویائی کی سکت ہوگی۔ وہ روحانی ادراک سے بالکل اندھا ہوگا۔ قولہ تعالیٰ:

وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ (بنی اسرائیل آیت ۹۷ پ ۱۵)	اور ہم اُٹھائیں گے اُن کو قیامت کے دن اُن کے مُنہ کے بل اندھا، گونگا اور بہرا۔

شیخ ابن عربیؒ نے ایک خط میں کیا خوب لکھا ہے کہ انسان کو صرف وہی علم حاصل کرنا چاہئیے جو اس کے ساتھ برزخ میں جائے۔ نہ وہ جو آخرت کے سفر کے وقت ساتھ چھوڑ دے۔ صرف دو علم ہیں ایک اللہ تعالیٰ کا اور ایک معاملاتِ آخرت کا۔ تاکہ اس عالم میں جو تجلیات واقع ہوں ان کا انکار نہ کر بیٹھے۔ مثلاً علمِ طب کہ اسکی ضرورت صرف اسی عالم میں ہے، جہاں مرض اور دکھ ہے اور جبکہ تم اس عالم میں پہنچ گئے، جہاں مرض نہیں ہے وہاں اس علم کے ذریعہ کس کا علاج کرو گے ــــ؟

علمائے متکلمین نے علم کی تین قسمیں کی ہیں۔

(۱) حسیات (۲) بدیہات (۳) وجدانیات۔

(۱) حسیات وہ علم ہے جو حواسِ جسمانی کے ذریعے سے حاصل ہو۔

(۲) بدیہات وہ علم ہے جس کے تصور کا حکم عقل لگاتی ہے۔

(۳) وجدانیات وہ علم ہے جو انسان کو اپنے نفس اور قویٰ باطن سے حاصل ہوتا ہے۔

Marfat.com

علم خواہ کسی قسم کا ہو، لیکن مناسب محنت اور صحیح غور و فکر کے بغیر حاصل نہیں کیا جاسکتا اور جوں جوں اُس کی حیثیت اور درجہ بڑھتا جاتا ہے، اُس کے حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ صحیح فکر و عمل کی ضرورت ہوتی ہے، یا دوسرے الفاظ میں جس قدر عقل اور محبت مزکّٰی ہوتی ہے، اُسی قدر سہولت اور کامیابی سے واقعی علم حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ کسی چیز کے تزکیہ کے معنی ہیں اُس چیز کو میل کچیل اور گندگیوں سے پاک کرنا۔ اُس کی بیماریوں اور خامیوں کو دور کرنا۔ غرضکہ ہر قسم کے علم کا عمدگی سے حاصل ہونا متعلقہ قویٰ کی صحت اور صلاحیت پر موقوف ہے۔ علمِ ظاہری کے حصول کے لئے حواسِ ظاہری اور وجدانیات یا روحانیات کے لئے قویٰ باطنی کا صحت مند ہونا، اشد ضروری ہے۔ جبکہ کوئی ناتواں اور بصارت سے محروم شخص مُنہ زور گھوڑے پر سوار ہوکر، خطرناک پہاڑی پگڈنڈیوں پر چند قدم بھی نہیں چل سکتا، جبکہ کوئی کم فہم اور جاہل انسان، الجبرا، اقلیدس اور فلسفہ کے باریک مسائل سمجھ لینے کا اہل نہیں کہا جاسکتا، جبکہ بینائی کا کمزور ہونا، مشاہدات کے نتائج کو غیر یقینی بنا دیتا ہے اور جبکہ لکنت اچھا مقرر بننے میں بڑی رکاوٹ کہی جاسکتی ہے کیا صحت مند وجدان کے بغیر کوئی شخص اپنی ذات کا صحیح علم حاصل کرسکتا ہے ___؟ کیا کوئی بیمار اور ناتواں عقل، حقائق اور معارف کے میدان میں دو قدم بھی ڈھنگ سے چل سکتی ہے ___؟ آنکھ، ہاتھ، پاؤں، کان اور زبان سے حق کی طرف راہ نہیں ہے۔ یہ دل کا کام ہے۔ جویائے حق کوشش کرتا ہے کہ دل تندرست اور بیدار ہوجائے کیونکہ کسی سوتے ہوئے بیمار سے کوئی کام خوش اسلوبی سے انجام پذیر نہیں ہوتا۔

میلے اور داغدار کپڑے کو کسی عمدہ رنگ میں رنگنے سے پہلے، اس کا صاف

Marfat.com

کر لینا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ گندگی اور غلاظت کو پورا پورا قبول کر لینے کے بعد کپڑے میں اچھے رنگ کو اختیار کر لینے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔ کپڑے کو جس قدر عمدگی سے پاک وصاف کیا جائے گا اُسی قدر کامیابی سے اس کو کسی نفیس رنگ میں رنگنا ممکن ہے۔ نفسِ انسانی جس پر ہوا و ہوس اور گھناؤنی خواہشات کا رنگ چڑھا ہوا ہے، تاوقتیکہ اس کو مناسب طریقہ پر صاف نہ کر لیا جائے یا باالفاظ دیگر وہ مزکّٰی نہ ہو جائے۔ صِبْغَةَ اللهِ (اللہ کے رنگ) سے رنگین نہیں ہوسکتا۔

تزکیۂ نفس کے معنی ہیں افراط اور تفریط سے بچا کر نفس کو معتدل راستہ پر قائم رکھنا۔ یہ صراطِ مستقیم ہے جس پر قدم بڑھانا اور قائم رہنا بہت دشوار ہے۔ نفس کو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت آسانی سے نہیں مل جاتی۔ یہ فضلِ الٰہی ہے، جو قسمت والوں ہی کو نصیب ہوتا ہے۔ اس کے لئے سخت مجاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ انسان سفلی خواہشات، ہوا و ہوس اور ظنّیات کے اِتباع سے بچ کر حق و باطل میں تمیز کر سکے۔

خواہشاتِ جسمانی کے بندھن، ہوا و ہوس کے تلاطم اور جسمانیت کے میل سے جو کمزوریاں، بیماریاں اور اندھیرا، قلب و روح پر چھایا ہوا ہے، تاوقتیکہ صحیح طور پر اس کا علاج نہ ہو جائے نفس کو مزکّٰی نہیں کہا جا سکتا اور روحانی توانائی اور ماسوا اللہ سے نجات حاصل نہیں ہوسکتی۔

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۝ (المدثر آیت ۳۸ پ ۲۹) | ہر شخص اپنے اعمال میں مبتلا ہے۔

حقیقی اخلاص اور سلامتیٔ قلب غیر مزکّٰی نفس کا حصہ نہیں، جو عالمِ رنگ و بو ہی کو سب کچھ سمجھتا اور حسی لذّات پر فریفتہ ہے، وہ روحانیت کی طرف کیسے قدم بڑھا سکتا ہے؟ بھوکے جانوروں کو تو دانے اور گھاس ہی سے رغبت ہوتی ہے۔

Marfat.com

دشمن سے جان بچانے کے لئے، گرمی سے بوکھلائے ہوئے، بھوکے پیاسے اور مُنہ زور گھوڑے کو خوش نما میٹھے چارے، ہری بھری سبزی اور ٹھنڈے بہتے ہوئے پانی کی جانب سے، اُس بظاہر شعلہ فشاں ریگستان کی جانب موڑ دینا، جس کی گرمی دل ودماغ کو جھلسا دینے والی معلوم ہورہی ہو، جہاں جسمانی آنکھوں کو دور تک پانی کا قطرہ، سبزہ کا پتہ اور تنکے کا سایہ بھی نظر نہ آتا ہو، کیا بیماری سے سسکتے ہوئے لاغر سوار اور مرض سے نڈھال وناتواں ہاتھوں کا کام ہے۔ نفس تو بُرائی کا خوگر ہے اور بُرائی ہی کا حکم دیتا ہے۔ قولہ تعالیٰ:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ (یوسف آیت ۵۳ پ ۱۳)	بے شک نفس برائی کا حکم کرتا ہے۔

اس کو ہوا وہوس سے روک کر، جنتِ دیدارِ رحمان کی طرف پھیر دینا بہت مشکل ہے۔ عوام جو کَالانعام ہیں، ایسی باتوں اور ایسی تعلیم ہی سے خوش ہوتے ہیں، جس سے اُن کی خواہشوں کو تسکین ہو۔ دکھتی ہوئی رگوں، پکتے ہوئے پھوڑوں اور رِستے ہوئے ناسوروں کو ہنسی خوشی جرّاحوں کے حوالے کردینا، بچوں کا کام نہیں۔ اس کے لئے بڑے دل گردے کی ضرورت ہے۔ چھوٹے بچے کھلونوں کے مقابلے میں کتابوں سے بہت کم خوش ہوتے ہیں۔ جانے بوجھے کے مقابلہ میں ان جان، ظاہر کے مقابلہ میں پوشیدہ، عالَمِ شہادت کے مقابلہ میں عالَمِ غیب، جسمانیات کے مقابلہ میں روحانیات اور روحانیت کے مقابلہ میں حق تعالیٰ کو پسند کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔ فانی سے مکمل بے تعلق ہوکر، پورے انہماک، یکسوئی اور عشق کے ساتھ حق کی طلب کرنا اور صراطِ مستقیم سے اِدھر اُدھر نہ ہونا۔ بال کی طرح باریک اور تلوار کی طرح تیز راستہ پر چلنا ہے۔ خواہشات، خودی اور پندار کے تناور درختوں کی جڑوں کا جال، دل کی انتہائی گہرائیوں تک

Marfat.com

بڑی مضبوطی سے پھیلا ہوا ہے۔ جب ان درختوں کو کاٹا جاتا اور جڑوں کو اُکھیڑا جاتا ہے تو قلب میں گہرے گہرے شگاف پڑ جاتے ہیں، وہ جگہ جگہ سے اُدھڑ جاتا اور زخموں سے چور ہو جاتا ہے۔ اس کو ہموار کر کے اس میں عرفانِ حق کا تخم بونا اور اس کا نشو ونما پا کر تجلّی زارِ حقیقت میں بار آور ہونا، قطرے کے گُہر ہونے تک کے مراحل سے کہیں زیادہ صبر آزما حالتوں سے گزرنا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا (اقبالؔ)

تزکیۂ نفس انسان کے لئے اس قدر ضروری ہے کہ اس سے غفلت کر کے انسان اپنے اصلی معنوں میں انسان ہی نہیں کہا جا سکتا۔ اس کے بغیر انسان اور حیوان میں صورت کے علاوہ کوئی امتیاز نہیں رہتا۔ ظاہری نجاستوں اور گندگیوں کے انباروں سے جو تعفن پیدا ہوتا ہے اور جس سے نہایت خطرناک وتباہ کن نتائج ظاہر ہوتے ہیں، اُس سے کہیں زیادہ باطنی نجاست اور غلاظت روح کو خستہ وخراب کر دیتی ہے اور انسان روحانی حیثیت سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ جس طرح ظاہری ماحول کو توانا اور صحت مند بنانے کے لئے عمدہ سے عمدہ صفائی کی اہمیت سے انکار اچھا نہیں، اُس سے کہیں زیادہ باطنی طہارت اور تزکیۂ نفس سے چشم پوشی افسوس ناک ہے۔ کیونکہ جسم اور جسمانیت فانی ہے اور اُس سے عدم توجہی کا نتیجہ چاہے کیسا ہی خطرناک کیوں نہ ہو، لیکن پائدار نہیں۔ جسم کی تکلیف اور آرام، جسم کے ساتھ فنا ہو جائے گا۔ برخلاف اُس کے روح کی اصلاح کی طرف توجہ نہ کرنا اور اُس کی صلاحیتوں کا گلا گھونٹ دینا، نہ ختم ہونے والی دردناک مصیبتوں کو مدعو کرنا ہے ـــــ روح

Marfat.com

جسم کے ساتھ ختم نہیں ہو جاتی۔

تزکیۂ نفس، تزکیۂ جسم کے مقابلہ میں اُتنی ہی اہمیت رکھتا ہے، جتنی روح کو جسم کے مقابلہ میں حاصل ہے۔ اس طرح امراض میں مبتلا، مفلوج اور ناکارہ جسم کسی کام کا نہیں ہوتا، بلکہ تکلیف دہ اور وبالِ جان ہوتا ہے۔ اسی طرح مضمحل اور سسکتی ہوئی روح بھی خود اپنے لئے باعثِ عذاب ہو جاتی ہے۔ جسمانی اذیت کا روحانی تکلیف سے کوئی مقابلہ ہی نہیں روحانی اذیت سخت ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی دشمن کسی پر بھری محفل میں تھوک دے تو جو اذیت وہ محسوس کرے گا، وہ اُس سے بدرجہا زیادہ ہوگی جو باپ کی مار سے ہوسکتی ہے۔ اُستاد کے بیدوں کے درد کا امتحان میں ناکامیابی کے رنج سے کوئی مقابلہ نہیں۔ دُنیا ہی میں جو روحانی تکالیف شرم و ندامت اور بے عزتی کے خیال سے ہوتی ہیں، اُن کے زخم جسمانی زخموں سے بہت زیادہ گہرے ہوتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ قلبی اور روحانی بیماریوں کو کس طرح دور کیا جائے۔؟ نفسِ انسانی کی خامیاں، کمزوریاں اور گندے جسمانی میلانات کس طرح دفع ہوں۔؟ جو تاریکیاں قلب و دماغ اور عقل و فکر پر چھا گئی ہیں، اُن کا ایسا تدارک کس طرح کیا جائے کہ انسان صراطِ مستقیم پر آکر، بارگاہِ ربِّ جلیل کی جانب ذوق و شوق اور صدق و اخلاص سے بڑھتا رہے۔ صبر و تحمل، تسلیم و رضا، لافانی محبت اور دوسرے اعلیٰ روحانی جواہر سے دامن کس طرح بھرا جائے۔؟ ذہنی خطرات، نفسانی وسوسوں اور مادّی خواہشات سے قلب کو کس طرح پاک کیا جائے۔؟ تمام ظاہری اور باطنی علموں اور عملوں کی ایسی اصلاح کس طرح کی جائے کہ وہ انسان کو اس کے حقیقی مرتبہ۔ عرفانِ حق اور معرفتِ رحمان۔ تک پہنچ

Marfat.com

جانے میں معاون ہوں۔؟ نفسِ انسانی کس طرح عبادت و ریاضت کے حقیقی مفہوم کو پاکر، اُس بلندی پر پہنچے کہ اس کو پوری طمانیت اور دائمی مسرت نصیب ہو۔؟ امّارہ کس طرح ترقی پاکر لوّامہ بنے، لوّامہ کس طرح مُلہمہ کا درجہ حاصل کرے اور کس طرح نفسِ مُلہمہ راستے کی دشوار ترین گھاٹیوں سے گزر کر اور مقامِ اطمینان پر فائز ہونے کے بعد مطمئنّہ ہو جائے تاکہ اس میں رجوع الی اللہ کا استحقاق اُبلنے لگے۔؟

ہوسکتا ہے کہ اس کے جواب میں کہا جائے کہ کتاب اللہ اور احادیثِ رسول اللہ ﷺ میں سب کچھ موجود ہے اور ہر انسان اس تعلیمِ پاک سے تزکیۂ نفس کا سامان فراہم کرسکتا ہے۔ بے شک جہاں تک کتاب اللہ اور سُنّتِ پاک کا تعلق ہے، وہ نفسِ انسانی کی رہنمائی کے لئے نہایت کامل اور اعلیٰ روشنیوں کا سرچشمہ ہیں، لیکن اس تعلیم پاک کو کماحقہٗ اس طرح پالینا کہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور نازک سے نازک روحانی منازل میں، اپنی سمجھ پر بھروسہ کر کے اس پاک تعلیم سے اکتسابِ فیض کیا جاسکے، صرف عربی زبان میں مہارت حاصل کر لینے پر تو موقوف نہیں۔ اگر ایسا ہوسکتا اور قرآن و احادیث کی واقعی تعلیم تک رسائی صرف عربی زبان جاننے پر ہوتی اور اس طرح دین میں بصارت حاصل ہو جایا کرتی، تو اسلام میں کم وبیش ایسے تہتر فرقے نہ ہو جاتے، جن میں اصطلاحی نہیں معنوی اور فروعی نہیں اصولی اختلاف موجود ہے۔ کتاب اللہ اور سُنّتِ رسول ﷺ کو اپنی ناتواں عقل کی روشنی میں دیکھنا اور اپنی پسند کے لئے دلائل حاصل کرنے کی کوشش کرنا تو اس کا ثبوت نہیں کہ ہمارا رجحان و عمل مزکّیٰ ہے۔ اسلام کے تمام فرقوں میں ہمیشہ تعلیم یافتہ اصحاب موجود رہے ہیں، اور جب صرف اپنی ہی عقل وفکر کی رہنمائی میں

Marfat.com

منزلِ مقصود پر پہنچا جا سکتا ہے --- جو بلاشبہ ایک ہی ہونا چاہیے --- تو مقلّد، غیرِ مقلّد، وہابی، اہل سُنت ومعتزلہ، اہل حدیث، اشعری، ماتریدی، شیعہ اور خوارج میں اختلاف کی وجہ ___؟

ہم کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں کہ جو کچھ ہم سوچتے ہیں وہ بالکل صحیح ہے۔ ہمارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ انبیاء والمرسلین علیہم السلام کی تعلیم پاک سے جو کچھ ہم سمجھتے ہیں اس میں غلطی کا امکان نہیں اور ہماری فہم سے اعلیٰ اُس کا کوئی مفہوم ہو ہی نہیں سکتا۔ ہمیں یہ گمان کرنے کا کیا حق ہے کہ بے شمار اہل اللہ نے روحانیت کے بارے میں جو کچھ اس تعلیم پاک سے سمجھا ہے، وہ غلط ہے۔ صحتِ فکر بازار میں لٹ تو نہیں رہی ہے کہ جس کا دل چاہے، مفت میں لا کر اپنے نفس کے حوالے کر دے اور اولیاء اللہ کے مسلّمات سے بے نیاز ہو جائے۔

کتاب اللہ اور سُنتِ رسول ﷺ کو کما حقہٗ جان لینا ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ اس کے لئے بھی مزکّی دل و دماغ درکار ہے۔ اگر بالفرض کوئی اس دعویٰ میں سچا بھی ہو کہ اُس نے کتاب اور سنت کو کما حقہٗ سمجھ لیا۔ حالانکہ اس دعوے کے لئے بھی اُس کے پاس کوئی مناسب دلیل نہیں ہو سکتی ___ تو بھی بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی، کیونکہ نفسِ انسانی کا تزکیہ اس تعلیم پاک کو سمجھ لینے ہی سے نہیں ہو جاتا۔ اس کیلئے ضرورت ہے پرہیزگاری کی، انتھک مجاہدے کی اور مزکّی عمل کی۔ اپنی پسند کی کتابیں پڑھ لینا اور بات ہے اور طہارتِ قلب عن ما سوا اللہ اور۔

بعض اوقات طبیبوں اور ڈاکٹروں سے زیادہ عربی، فارسی اور انگریزی زبان جانتے ہوئے بھی اپنا علاج کتابیں دیکھ کر خود کیوں نہیں کر لیتے ___؟

Marfat.com

جسم کو تو آنکھیں دیکھتی ہیں، اس کا درد اور دُکھ تو محسوس ہوتا ہے۔ ہمیں معمولی حرف شناسی کے لئے اُستاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ فقہ، ادب، حدیث، تفسیر حاصل کرنے کے لئے اُستاد کی ضرورت ہے۔ فلسفہ اور منطق پڑھنے کے لئے اُستاد کے بغیر کام نہیں چلتا۔ جغرافیہ، ریاضی اور تاریخ سیکھنے کے لئے اُستاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ فنِ طب، فنِ تعمیر حتیٰ کہ اچھا درزی، بڑھئی، لوہار اور موچی تک بننے کے لئے بھی کسی کو اُستاد بنانا پڑتا ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ راہِ مولا، صیقلِ قلب، تصفیۂ روح اور تزکیۂ نفس کے لئے کسی اُستاد یا مرشد کی ضرورت کو بعض لوگ غلط کہتے ہیں اور اُس کی اہمیت کو تسلیم نہیں کرتے۔ وہ جسمانی علاج کے لئے تو خود کو ڈاکٹروں کے حوالے کر دیتے اور اُن کے سامنے بیکسی کا مجسمہ بن کر بیٹھ جاتے ہیں۔ تنہا خاموش وارڈوں میں رہ کر، ان کی ہدایت پر ملنا جلنا اور بات چیت کرنا بھی بند کیا جا سکتا ہے۔ عزیز و اقارب کو چھوڑ کر پہاڑی مقامات پر تنہا رہا جا سکتا ہے، لیکن ظاہری و باطنی، علمی و عملی، خیالی و عقلی، جانی و مالی آلودگیوں، کمزوریوں اور بیماریوں کے علاج کے لئے ضرورتِ مُرشد، گوشہ نشینی اور چلّہ کشی کو غلط کہا جاتا اور دُنیاوی نام و نمود، غرور و تکبّر، حسد و غیبت، ریا و کینہ، جھوٹ اور غصّہ وغیرہ سے دل کو از خود صاف کرنے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ کیا باطل کی کشش، مادیت کا لُبھاؤ، فانی لذّتوں کا عشق، نفسانی رجحانات اور ماسوا اللہ کا خیال دور کر کے طہارتِ کاملہ حاصل کرنا اور نیکیوں کی نشوونما، ایمانی جذبات کی پرورش یا نورِ ہدایت کی روشنی میں صراطِ مستقیم کو پالینا اتنا آسان اور معمولی ہے کہ اس کے لیئے

Marfat.com

سرے سے کسی اُستادِ کامل یا مُرشدِ واصل کی ضرورت ہی محسوس کرنا غلط ہے ——؟ کس قدر عجیب بات ہے کہ وہ مزکّٰی بننے کے لئے خود ہی اُستاد اور خود ہی شاگرد بننا چاہتے اور کتابیں پڑھ کر اپنے غیر مزکّٰی نفس کی تلقین سے مزکّٰی بننے کی اُمید رکھتے ہیں۔ یہیں پر بس نہیں کرتے، بلکہ بایں ہمہ حالات دوسروں کو مزکّٰی بنانے کے لئے میدان میں آ کر فخر کرتے اور صوفیاء کرامؒ پر آوازے کستے ہیں۔ کیا یہ تمام حالات یہ ظاہر نہیں کرتے کہ اُن کی نظروں میں تزکیۂ نفس کی اہمیت اور روحانیت کی حیثیت، مضحکہ سے زیادہ نہیں ہے۔ لِلّٰہ اپنے مسلّمات کی خامیوں پر ایک بار ہی بہ نظرِ انصاف غور کرو۔ شاید تم وہ کرنے لگو جس کا کرنا ہی اچھا ہے۔ ممکن ہے تم وہ کرنے سے رک جاؤ، جس کا نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

جب ہم کسی کے ظاہری جسمانی مرض کا علاج کرنا چاہتے ہیں تو ہم کو سب سے پہلے یہ جاننے کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ کون ہے ——؟ انسان ہے یا حیوان، بوڑھا ہے یا جوان، بچّہ ہے یا بڑا، کمزور ہے یا پہلوان اور امراض کا باعث کیا حالات ہیں ——؟ بغیر حالات کا جائزہ لئے ہوئے اور فنِ طب سے نابلد ہونے کے باوجود کسی کا علاج کرنے کے یہ معنیٰ ہیں کہ مرض کے بجائے مریض کو ختم کر دیا جائے۔ جن امراض میں کوئی جاہل اور خود ساختہ طبیب خود مبتلا ہو، اس کا دوسروں کے ان ہی امراض کا علاج کرنا کس طرح مفید ہوسکتا ہے ——؟ کوئی دیوانہ کسی پاگل کا کامیاب معالج نہیں ہوسکتا۔ جس کو اپنے نفس ہی کی معرفت اور حقیقت سے آگاہی نہیں وہ دوسرے نفوس کے تزکیہ کا مدعی بن کر کس سے خراجِ تحسین حاصل کرسکتا ہے ——؟

نفس کو افراط و تفریط سے بچا کر صراطِ مستقیم پر لئے چلنا یا اس کو مزکّٰی بنالینا دنیا

Marfat.com

میں سخت ترین کام ہے۔ اس راہ میں ہوا و ہوس کا مطلق گزر نہیں۔ یہاں اچھی اچھی عقل والوں کا دم گھٹ جاتا ہے۔ اس کے لئے خونِ جگر درکار ہے۔ یہاں حق کے لئے پیہم اضطراب، مسلسل بے چینی اور مکمل سوختہ سامانی کی ضرورت ہے۔ یہاں اخلاص کے نہ تھمنے والے آنسوؤں کی اُس لگاتار بارش کی مانگ ہے، جو دل سے نقوشِ نفسانیت، نشاناتِ مادیت، نفاق، کفر، شرک اور حُبِ غیر اللہ کو پورا پورا دھودے۔ اُس علمِ راسخ کی ضرورت ہے جو نور و ظلمت، باقی اور فانی، روح و جسم، حقیقی راحت اور عارضی تکلیف میں فرق کر سکے۔ اس کام کی تکمیل کے لئے عشقِ ربانی کی وہ بھڑکتی ہوئی آگ چاہیئے، جو خواہشات ماسوا اللہ کو یکسر جلا دے اور وہ نور درکار ہے جو ذرّہ ذرّہ میں حقیقت کو نمایاں کر دے۔ وہ بھینگی آنکھ نہ چاہیئے جو ایک کو دو دکھائے۔ وہ ظاہری علم جو لذائذِ جسمانی، تکمیلِ نفسانیت اور تسکینِ شیطانیت ہی کو حاصلِ عمر بنا دے، یہاں دو کوڑی کا بھی نہیں۔ وہ علم ہرگز نہیں چاہیئے جس کے عارضی فوائد جسم کے ساتھ ہی سرد ہو جائیں۔

جب تک ہمارے نفس کا تزکیہ نہیں ہوا ہے، جب تک اس کو معرفتِ الٰہی حاصل نہیں ہوئی ہے، جب تک وہ نورِ حقیقت کی ضیا پاشیوں سے دُور ہے اور جب تک وہ اخلاقِ الٰہی سے متخلق ہو کر صِبْغَةَ اللهِ (اللہ کے رنگ) میں نہیں رنگ جاتا، ہمارا دوسروں کی ہدایت کے لئے بڑھنا، فریبِ نفس اور ہوا پرستی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے ـــ؟ آخر بغیر حق کو پائے ہوئے، دوسروں کو دعوت دینا، مزکّٰی ہوئے بغیر دوسروں کا تزکیہ کرنا اور خود کو سُدھارنے سے قبل دوسروں کی اصلاح کی فکر کیوں، کیا تم کو ایسے اقدامات کے مہیب اور تباہ کن نتائج کا خیال بالکل نہیں رہا ـــ؟ غریب حق کے متلاشی ایسی دعوتوں سے جو فوائد حاصل کر رہے ہیں، وہ

Marfat.com

سب کے سامنے ہیں۔ باہمی تکفیر، بغض وعناد اور ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھالنا، رات دن فریقِ مخالف کو نیچا دکھانے کے خیال میں مصروف رہنا اور دوسروں کے ساتھ اپنے کو بھی تباہ و برباد کرنے کے سامان۔ آخر غریب مسلمانوں نے کہاں سے پائے ــــ؟

''اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست۔'' (اے بادِ صبا! یہ سب تیرا ہی لایا ہوا ہے۔)

ایک لمحہ کے لئے خالصاً توجہ مائل کیجئے اور اُس اندرونی اور بیرونی محرّک کو ٹٹولیے، جس کے اشارے پر یہ سب کچھ کیا جارہا ہے۔ جب کسی کو اپنے نفس کی اصلاح پر جیسی قدرت حاصل ہونی چاہیئے تھی، نہیں ہوئی، تو دوسروں کو اُس کی باتوں سے کیا خاک نفع ہوگا۔ جب تمہارے اندر عشقِ الٰہی کی وہ آگ پیدا نہیں ہوئی، جو خاشاکِ غیر اللہ کو جلا کر خاک کر دیتی، تو دوسروں کے میل کچیل، تمہاری زبانی شعلہ فشانیاں کیسے ختم کردیں گی ــــ؟ کیا ایک ہی چیز ایک ہی وقت میں پانی اور آگ ہوسکتی ہے ــــ؟

وَغَيْرُ التَّقِيِّ يَأْمُرُ النَّاسَ بِالتُّقَى طَبِيبٌ يُدَاوِي النَّاسَ وَهُوَ مَرِيضٌ

یعنی جو خود متقی اور پرہیزگار نہیں ہے، مگر خلق کو تقویٰ اور پرہیزگاری کا حکم کرتا ہے۔ وہ اُس طبیب کی مانند ہے جو خود مریض ہو اور دوسروں کا علاج کرے۔

اصلاحِ نفس کے لئے زبان کی پکار بے سود ہے۔ اس کے لئے تو اعمال کی آواز مطلوب ہے۔ زبان کی آواز کان کے پردوں کو چھوسکتی ہے، لیکن دل پر اثر انداز نہیں ہوسکتی۔ دلوں کے پہاڑوں میں سرنگ لگانے کے لئے اخلاص میں ڈوبے ہوئے اعمال کے پُر اثر آلات درکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی بدعمل کی زبانی باتوں کو نہ صرف ناپسند کرتا ہے، بلکہ اس کے نزدیک یہ غلط روی انسان کی اس قدر بربادی کا باعث ہے کہ اُس نے عالمِ آخرت میں نہیں اسی زندگی میں اُس کی

Marfat.com

بازپرس فرمائی ہے۔ قولہ تعالیٰ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ (الصّف آیت ۲ پ ۲۸)	اے مسلمانو! تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو نہیں کرتے۔

کتابیں پڑھنا اور بحث مباحثہ میں مشغول رہنا اور بات ہے اور تزکیۂ نفس دوسری بات۔ نفس و شیطان کے تسلط اور غیر صالح رجحانات کی اصلاح آسان نہیں۔ یہ کسی دشمن کا جسم نہیں، جس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جائے۔ کوئی شیر نہیں کہ گولی سے اُڑا دیا جائے۔ کوئی تناور درخت نہیں کہ بیخ و بُن سے اُکھاڑ ڈالا جائے اور کوئی پہاڑ نہیں کہ ڈائنامائیٹ سے اُس میں شگاف ڈال دیے جائیں۔ یہاں تو اندرونی اور آنکھوں سے اوجھل دشمنوں کا مقابلہ ہے اور ایسی زبردست چھپی ہوئی زنجیروں کا توڑنا ہے، جو اس بیسویں صدی کی جدید ترین خردبین سے بھی نہیں دیکھی جاسکتیں۔

نفسِ انسانی کا تزکیہ کرنا کام ہے انبیاء والمرسلین علیہم السلام کا اور اُن کے سچّے جانشینوں کا، جو اپنا تن، من، دھن سب کچھ اللہ کے عشق میں قربان کر کے، خود کو مٹا کر اُس کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں۔ صرف کتابیں پڑھنے پڑھانے سے تو یہ مرتبہ کسی کو نصیب نہیں ہو جاتا۔ کسی خاص رنگ و وضع کا لباس تو خداشناسی کی دلیل نہیں۔ مختلف رنگوں کے کپڑے پہن کر، یا عربی، فارسی اور اُردو یا کوئی دوسری زبان صرف جان کر، تو ہر شخص اپنے اصلی معنوں میں مسلمان بھی نہیں کہا جاسکتا۔ چہ جائیکہ وہ بارگاہِ ربِ جلیل تک دوسروں کی رہنمائی کے قابل ہو۔

اس کو مطلوب ہیں کچھ قلب و جگر کے ٹکڑے
جیب و دامن نہ کوئی پھاڑ کے دیوانہ بنے (اصغر)

Marfat.com

جو علم کہ دل کو زندہ نہ کرے، نادانی کی تاریکی سے نہ بچائے اور نفسانیت کی ظلمت کو نہ مٹائے، وہ علم نہیں، جہالت اور روشنی نہیں، تاریکی ہے، عمل کرنے کے واسطے تھوڑا علم ہی کافی ہے۔

قلندر جز دو حرف لا الہٰ کچھ بھی نہیں کہتا
فقیہ شہر قارون ہے لغت ہائے حجازی کا (اقبالؔ)

دنیا پر تحریروں اور تقریروں سے اپنے نفس کو در پردہ یا کھلم کھلا مزکیٰ ظاہر کرنے سے تو یہ بہت بہتر ہے کہ اپنے اوصاف، اعمال اور افعال کا محاسبہ کیا جائے۔ اپنا کھانا، پینا، سونا اور جاگنا دیکھا جائے۔ خوشی اور غم کی تقاریب کو پرکھا جائے، طریقۂ کسبِ معاش کی پڑتال کی جائے، شب بیداریوں پر نظر ڈالی جائے، ذکر و فکر، قلبی و روحانی اعمال کی جانچ کی جائے اور غور کیا جائے کہ کس منہ سے حسبِ منشائے اسلام، اپنی اصلاح اور دوسروں کی ہدایت کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے؟ جب ظاہری اعمال ہی میں ایسی اصلاح نہیں کی جا سکتی کہ حضور رسول اللہ ﷺ کی معمولی سی بھی جھلک ظاہر ہو جائے، تو دوسروں کی روحانی اصلاح کے متعلق زبان کھولنا نہ صرف غلط بلکہ کھلی دھاندلی ہے۔ جس سے عمل کو لے لیا جائے اور گفتار دے دی جائے، اُس کی حالت کس قدر افسوسناک ہے۔ جو کام حضور انور ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اعمال سے کیا، وہ کام صرف باتوں سے اور کتابیں لکھ کر کرنا مناسب نہیں۔

حضرت ابراہیمؑ، موسیٰؑ، داؤدؑ، زکریاؑ، یحییٰؑ اور عیسیٰ علیہم السلام کے مجاہدات کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ خود حضور ﷺ نے بھی سالہا سال تک، وقتاً فوقتاً غارِ حرا کی تنہائیوں میں، اپنے پیارے رفیق الاعلیٰ کی تلاش میں جو وقت گذارا ہے،

Marfat.com

اُس پر پردہ ڈالنا مشکل ہے۔ اس مقدّس ذات ﷺ کی جانشینی کا دعویٰ کرنے سے پہلے غور کرنا چاہئیے کہ اُسے سرکار ﷺ سے کچھ بھی ظاہری اور باطنی ورثہ ملا ہے۔ کیا حقیقی بصارت اور شرحِ صدر سے کچھ بھی واسطہ ہے۔؟ کیا حضور ﷺ کے جانشینوں کے پاس ان روحانی نعمتوں میں سے کچھ بھی نہ ہونا چاہئیے۔؟ کیا علمائے ربانی کا طہارتِ قلب عن ماسوا اللہ، انوارِ رحمانی، تجلیاتِ حقانی اور الہاماتِ سبحانی سے محروم رہنا ضروری ہے۔؟ نہیں ہرگز نہیں۔ مردِ مؤمن کو بارگاہِ حق سے کیا کیا عطا ہوتا ہے، اس کی اصل کتاب میں نہایت خوبی سے دل نشین انداز میں وضاحت فرمائی گئی ہے۔ علامہ اقبالؔ نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے۔ ؎

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

شکوک، وسواس اور اوہام کا مقابلہ ایمانی استقلال اور صالح یقین کے بغیر ممکن نہیں اور نہ صالح جذبات اللہ سے صحیح تعلق پیدا کئے بغیر حاصل ہوسکتے ہیں۔ اللہ سے سچا رابطہ پیدا کرنے کے لئے اس کے کثیر ذکرِ پاک کی ضرورت ہے۔ ذکرِ الٰہی کی برکت سے شیطان انسان سے دُور ہوجاتا ہے، اور خیالات کا انتشار اور اعمال کی کمزوریاں ختم ہوکر انسان کی صلاحیتیں نکھر جاتیں اور روحانی ترقی، تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس آسان ہوجاتا ہے۔ ذاتِ باری تعالیٰ اور اس کے اسماء و صفات جن کو ابتدأ میں تقلیداً مانا گیا تھا، ذکرِ الٰہی کی مناسب کثرت کے بعد ان پر یقین ہوجاتا ہے، یہ یقین رفتہ رفتہ عین الیقین کا درجہ اختیار کرلیتا ہے۔ اس کے بعد اعمال و افعال میں خالص ترین للّٰہیت عطا فرمائی جاتی ہے۔ جوں جوں مجاہدہ بڑھتا جاتا ہے، لطافتِ ادراک اور انوارِ بصارت میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔

Marfat.com

متلاشیٔ حق ان نعمتوں کے حصول کو آخری منزل نہیں سمجھتا اور اعلیٰ سے اعلیٰ تر کے حصول کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ جن کے گھروں میں مکمل تاریکی ہے اور جنہوں نے روشنی کی کبھی صورت نہ دیکھی ہو، وہ ٹمٹماتے ہوئے دیے کو سب کچھ سمجھ لیں، لیکن جس نے مرشدِ کامل کی خدمت میں رہ کر نورِ ایمانی اور ضیائے توحید کے جگمگاتے ہوئے آفتاب دیکھے ہوں، وہ چراغ کی روشنی کو بھی اندھیرے کے مقابلہ میں بہت کم اہمیت دے گا۔ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ (سرالاسرار) ''ابرار کی نیکیاں مقربین کے گناہ ہیں۔''

صوفیائے کاملین جنہوں نے ذکرِ الٰہی اور حُبِّ اللہ و رسول ﷺ کو اہم ترین فریضہ سمجھ کر اللہ کی طلب میں قدم بڑھایا، دُنیاوی عیش و آرام اور نام و نمود کو مرشدِ کامل کی رہنمائی میں اللہ کے لئے قربان کردیا اور جنہوں نے بادشاہوں کے دسترخوانوں اور مادّی جاہ و مرتبہ کو چھوڑ کر ظاہر کی دُرستی کے مقابلہ میں ہمیشہ صفائی باطن کو ترجیح دی، ان کے لئے محبت کی کامیابی سب سے بڑی راحت ہے، انہوں نے انتھک مجاہدہ کر کے حقیقی سکھ، دائمی مسرّت اور وہ کچھ پالیا، جس پر تمام جسمانی اور روحانی راحتیں قربان ہیں۔ محبت کا خاصہ ہے کہ جب وہ معراج پر پہنچتی ہے تو عاشق کو محبوب کے رنگ میں رنگ دیتی ہے۔ اس بنا پر بڑے وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ اولیاء اللہ کا گروہ جو حق تعالیٰ کی محبت میں خود کو فنا کردیتا اور اوصافِ الٰہی سے متصف ہوتا ہے، مسلمانوں کے تمام فرقوں میں ہدایت یافتہ اور سب سے زیادہ قابلِ اتباع ہے۔ مرشدِ کامل راستے کے نشیب و فراز سے واقف اور اللہ کے علاوہ سب سے ناآشنا ہوتا ہے۔ اس کے ہر فعل اور عمل سے صِبْغَةَ اللّٰهِ (اللہ کا رنگ) کی پوری پوری جھلک نظر آتی ہے۔ صرف اولیاء اللہ کی رہنمائی سے طالبِ

Marfat.com

صادق منزلِ مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔ ان کی مبارک تعلیمات اور زندگیاں، ہدایت اور روشنی کے مینار ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ کوئی پندار ہمہ دانی میں مبتلا رہ کر ترکِ دُنیا اور نفس کشی کو پسند نہ کرے اور سوختگانِ محبتِ الٰہی کے تذکرے اور تعلیمات سے اپنے جذباتِ خلوص ومحبت کو تازہ نہ کرے، لیکن اللہ کے پاکباز طالب ان کی تعلیمات سے ہمیشہ فیضیاب ہوتے رہیں گے۔

جو شخص اتباعِ نفس کا عادی ہوجاتا اور مادیت میں مشغول رہنے میں اپنی فلاح سمجھتا ہے، اس کی روحانی حیثیت فنا ہوجاتی ہے۔ چونکہ اس کے پاس پیغامِ حقیقت سُننے والے کان ہی نہیں ہوتے، وہ کسی بہتر سے بہتر روحانی تعلیم سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ اس کی حالت مردے جیسی ہوجاتی ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ○ (فاطر۲۲پ۲۲)	اور تم انکو جو مثل مُردوں کے ہیں نہیں سُنا سکتے۔

کھانے، پینے، چلنے، پھرنے، فضول بحث و مباحثہ کرنے اور خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل کا نام انسانی زندگی نہیں ہے۔ حیاتِ حقیقی تو نیک اعمال، صفائی باطن، تزکیۂ نفس اور عشقِ الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ دولتِ لازوال تو رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر اولیاء اللہ کی رہنمائی میں قدم بڑھانے سے ہاتھ آتی ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ (الانفال آیت ۲۴ پ۹)	اے ایمان والو! جب اللہ اور رسول ﷺ تم کو تمہارے زندہ کرنے کے اُمور کی طرف بلائیں تو فوراً مانو۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک زندہ ہو اور ایک مُردہ۔ (بخاری ومسلم)

Marfat.com

حضور ﷺ نے انسان کی روحانی ترقی کے لئے سب سے زیادہ اہم توحیدِ الٰہی کی معرفت کو قرار دیا ہے۔قولہٗ تعالیٰ: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ○ (الذاریات) ''اور میں نے بنائے جن اور انسان اپنی بندگی (معرفت) کے واسطے'' کی تفسیر حضرت ابوذرؓ سے لِيُوَاحِدُوْن منقول ہوئی ہے اور امام بخاریؒ نے اسی کو بہتر کہا ہے۔(بخاری، تفسیر الفرقان) مطلب یہ ہے کہ انسان کی سعادت توحیدِ الٰہی کی معرفت میں ہے۔ اور اس کو اسی لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اپنے رب کی وحدانیت کو پہچانے۔اسی طرح قولہٗ تعالیٰ:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ (البقرۃ:۲۱) ''اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو'' میں رب کی عبادت کرو سے اپنے رب کی توحید کرو، مراد ہے اور یہی تفسیر حضرت ابنِ عباسؓ سے صحیح وارد ہوئی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

توحیدِ الٰہی جس قدر اعلیٰ حیثیت میں حاصل ہوگی اسی قدر انسان اپنی نجات اور قربِ حق تعالیٰ سے بہرہ ور ہوگا۔

جس طرح وحدانیتِ الٰہی کی معرفت میں انسانی ترقی کا راز پنہاں ہے، اسی طرح مشرکانہ زندگی اس کی بربادی کا باعث ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اللہ کے نزدیک کونسا گناہ بہت بڑا ہے___؟ فرمایا کہ تو اللہ کا شریک بنائے باوجودیکہ اللہ نے تجھ کو پیدا کیا ہے۔(بخاری ومسلم)

صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ (الانعام آیت ۸۲ پ ۷)	جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو انہوں نے ظلم سے نہیں ملایا۔

تو اصحابِ رسول ﷺ پر بہت شاق گزری اور وہ کہنے لگے ہم میں کون ایسا ہے

Marfat.com

جس نے اپنے نفس پر ظلم نہیں کیا۔۔۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ نہیں جو تم سمجھتے ہو۔ یہ وہ ہے جس کو لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا تھا:

يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۗ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ○ (لقمان آیت ۱۳ پ ۲۱)	اے بیٹے! تو اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا۔ بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

(بخاری استتابتہ المرتدین حدیث نمبر ۱۸۲۷)

غرضکہ اسلام نے توحیدِ الٰہی کی تصدیق پر جس قدر زور دیا ہے اس کی نظیر کسی دوسری تعلیم میں ملنا ممکن نہیں۔ تزکیۂ نفس، ذکر و فکر، ریاضت و مجاہدہ، حقوق العباد کا لحاظ، یعنی کُل احکامِ اسلام اور اوامر و نواھی، عرفانِ الٰہی، تکمیلِ انسانیت، حصولِ توحید اور نجاتِ اُخروی کے لئے ضروری ہیں۔ اپنی اپنی استعداد ہے اور اپنا اپنا عمل۔ احادیث سے ثابت ہے کہ کسی کے لئے ذکرِ الٰہی مقبول ہوگا تو کسی کی نماز، کسی کا روزہ، کسی کا صدقہ، کسی کا جہاد اور کسی کا خالصتاً لوجہ اللہ کتے کو پانی پلانا اور کوئی ایسا بھی ہوگا کہ اس کے پاس ہر طرح کے اعمال ہوں گے، لیکن اعمال پر بھروسہ کر لینا غلط ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سہارا ہی سب کچھ ہے۔ صحیح اعمال پر اعتماد، خودی اور پندار کا باعث ہے اور رحمٰن پر بھروسہ بارگاہِ قدس میں باریابی کا طریقہ۔ اعمال اسباب ہیں اور اللہ عزّ وجل اسباب میں مقیّد نہیں۔ اسباب کو مؤثر سمجھنا نادانی ہے۔ مؤثر صرف اُسی کی ذاتِ پاک ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''تمہارے کسی کے اعمال نجات نہ دیں گے۔'' لوگوں نے کہا کہ ''نہ آپ ﷺ کے۔۔۔؟'' فرمایا کہ ''ہاں! اور نہ میرے عمل نجات دیں گے، مگر یہ کہ اللہ رحم فرمادے۔'' (بخاری و مسلم)

ایک دارُ العلوم کے تمام طالب علم مُنتہی اور کامل نہیں ہو جاتے اور مُنتہی طالب

Marfat.com

علموں کی صلاحیت اور ذہانت بھی علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے، جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے ممتاز ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنی راہ میں مجاہدہ کرنے والوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے، مدارج بلند فرماتا ہے۔ قولہ تعالیٰ:

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ (یوسف آیت ۷۶ پ ۱۳)	ہم جسے چاہتے ہیں باعتبار درجوں کے بلند کرتے ہیں۔

حضور رحمت للعالمین ﷺ کی صحبتِ پاک سے صحابہ کرامؓ نے اپنی اپنی استعداد کے موافق اکتسابِ فیض کیا اور برکاتِ ربّانی سے مالا مال ہو گئے۔ ابو بکرؓ نے صدیقیت پائی تو عمرؓ کی زبان ترجمانِ حق ہو گئی۔ عثمانؓ ذی النورین ہوئے تو علیؓ کو ہارونیت ملی۔ کوئی امینِ امّت بنا تو کوئی اللہ کی تلواروں میں سے تلوار۔ کسی کو حاملِ اسرار نبوی ﷺ کا خطاب ملا تو کسی کی جوتیوں کی چاپ جنت میں سنی گئی، کسی کو حواری فرمایا گیا تو کسی کو بھائی اور مولا۔

غرضکہ جسمانی زندگی ختم ہونے سے پہلے ہی ان کی آنکھیں کھل گئیں تھیں۔ اور وہ علیٰ قدرِ مراتب کمالاتِ انسانی اور انوارِ قدس سے فیضیاب تھے۔ شمس المقرّبین ﷺ کی صحبتِ پاک آشفتہ دلوں کی تربیت میں پوری پوری ہمدردی سے مصروفِ کار تھی۔

کیسا مبارک وقت تھا کہ حضور فخرِ کائنات، محبوبِ رب العالمین ﷺ بصورتِ ظاہری اس عالَم میں تشریف فرما تھے اور شمعِ نبوت ﷺ کے پروانے آپ ﷺ کے جمالِ پاک سے راحتِ لازوال پاتے تھے۔ عجیب تاثیر صحبت تھی کہ جہاں اس رحمتِ حق پر آشفتگانِ محبت کی نظریں پڑتیں، دُنیا و مافیہا کے تمام غم اور ماسوا اللہ کی ساری کدورتیں دلوں سے غائب ہو جاتیں۔ اُس ذاتِ پاک ﷺ پر لاکھوں

Marfat.com

درودیں اور بے شمار سلام، جس کی محبت بھری یاد آج بھی طالبانِ حق کے لئے قرب اور رحمتِ الٰہی کا باعث ہے۔ محبت بھی عجیب چیز ہے، وہ گزری ہوئی باتوں کو اُسی طرح سامنے لے آتی ہے کہ ماضی حال معلوم ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کے دیوانوں پر اب بھی ایسے احوال طاری ہوتے ہیں کہ وہ اپنے محبت بھرے تصور کی رہنمائی میں آپ ﷺ کو اُسی شانِ رحیمی و کریمی سے جلوہ گر دیکھتے ہیں۔

میکشو آؤ زیارت کرلو! باوضو ہو کر بیٹھو۔ انتہائی خلوص، محبت، عاجزی اور انکساری سے سراپا ادب ہو کر ظاہری آنکھیں بند کرلو۔ خاموشی سے درود شریف پڑھتے جاؤ۔ دل کی آنکھوں سے دیکھو وہ خالقِ ارض وسما کا لاڈلا ﷺ اور متوسّط القامت محبوب مشغولِ حق ہے۔ حضور ﷺ کا سرِ مقدّس بڑا ہے۔ موئے مبارک گہرے سیاہ ہیں، جن میں ہلکا ہلکا پیچ وخم ہے۔ گیسوئے عنبرین مناسب حد تک گھنگھریالے اور شانوں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ روشن پیشانی متوسّط درجہ کشادہ اور کس قدر تاباں ہے۔

ماتھے سے صاف مہر و عطا آشکار ہے
بے پردہ شانِ حُسنِ خدا آشکار ہے

اَبروئے مُبارک باریک، خمدار، چمکیلی اور سیاہ ہیں۔ اگرچہ ملی ہوئی نہیں ہیں لیکن پیوستہ معلوم ہوتی ہیں۔ دونوں ابروؤں کے درمیان ایک باریک رگ ہے۔ بادامی آنکھیں کس قدر نورانی، پُرکشش اور خوبصورت ہیں۔ ان کی سفیدی بے حد سفید اور سیاہی حد درجہ سیاہ ہے۔

Marfat.com

ان سُرمہ گین سفید اور سیاہ آنکھوں میں وہ سُرخ سُرخ ڈورے ـــــ!

آنکھیں حضورﷺ کی ہیں کہ لطف و عطا کا گھر
روحانیوں کا کعبۂ برحق خدا کا گھر

بے شک اسی کی دید سے عصیاں معاف ہے
اس پر پڑے نگاہ تو واجب طواف ہے

گھنی اور دراز پلکیں نیچی نگاہ کیے ہوئے رونق افروز ہیں۔ جب دیکھتے ہیں تو گوشۂ چشم سے نہیں، پوری نظریں اُٹھاکر دیکھتے ہیں۔ سفید رُخساروں کی تابش۔ خوبصورت، لانبی اور اونچائی میں جاذب نظر بینی مبارک پر کیسا دل کش نور نمایاں ہے ـــــ! لب ہائے مُبارک اور دندانِ منوّر کی مناسب کشادگی، چمک اور سفیدی سے لاجواب صنعتِ الٰہی آشکار ہے۔

موسیٰؑ نے جو سُنا وہ تکلّم انہی کا تھا
چمکی جو برقِ طور تبسّم انہی کا تھا

دہنِ مُبارک کی کشادگی کیسی موزوں اور دل کش ہے۔ پُرنور چہرہ کی صباحت، ملاحت، خوبصورتی اور حد درجہ موزوں گولائی کی تعریف الفاظ سے نہیں ہوسکتی۔ روئے انور کے رنگ میں سفیدی میں سُرخی نمایاں ہے۔

آئینۂ صفاتِ احد روئے لاجواب
روشن ہے جس سے عرشِ الٰہی وہ آفتاب (شادؔ عظیم آبادی)

رِیش مبارک خوب سیاہ اور گھنی۔ گردن شریف دوش مُبارک سے

Marfat.com

کیسی بلند اور کیسی دل آویز، شانے مضبوط اور پُر گوشت۔ سینۂ اطہر روشن اور کشادہ۔

سارے رموزِ حق کے ذخیرے اسی میں ہیں
گاہک خدا ہے جن کا وہ ہیرے اسی میں ہیں

فراخ و نرم ہتھیلیاں، دراز کلائیاں، انگلیاں سڈول اور لمبی۔

جو چاہیں دیں کہ فیض و عطا ان کا کام ہے
دستِ خدا حضور ﷺ کے بازو کا نام ہے

کسا ہوا مضبوط جسم۔ نورانی پنڈلیاں مضبوط اور پُر گوشت۔ پائے مبارک کی پشت گداز اور چکنی۔ انگلیاں خوبصورت اور لمبی۔ یہ پاؤں جس زمین پہ چلیں آسماں بنے۔

نگاہ برق نہیں، چہرہ آفتاب نہیں
وہ آدمی ہیں مگر دیکھنے کی تاب نہیں

(حلیہ مبارک بحوالہ بخاری، مسلم، شمائل ترمذی و دیگر)

در بشر روپوش آمد آفتاب
فہم کن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ (رومیؒ)

(بشریت کے روپ میں خود آفتاب ہی نمودار ہوا ہے۔ یہ سمجھنے کی بات ہے مزید اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔)

حضور ﷺ کے دربارِ گوہر بار سے طالبانِ حق کو جو بھی نہ ملتا، تھوڑا تھا۔ وہ بزمِ پاک صفائی باطن، توحیدِ حق اور عرفانِ الٰہی کے پیاسوں کے لئے گویا حوضِ کوثر کا نمونہ تھی، جہاں وہ حاضر ہو کر بقدرِ ظرف سیراب ہوتے تھے۔

Marfat.com

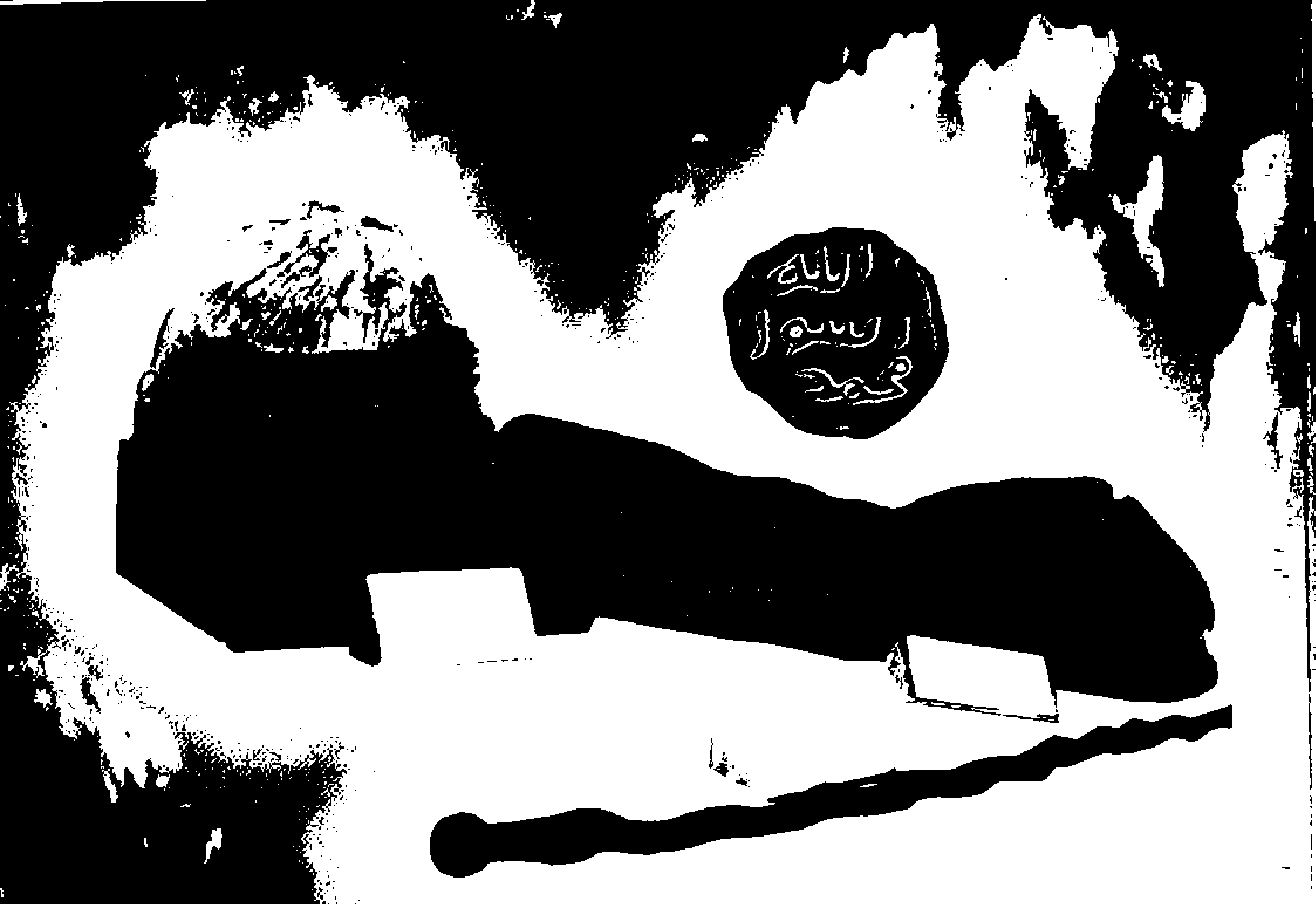

مہر نبوت، عمامہ شریف، جبہ مبارک، عصا مبارک، نقش پائے مبارک حضور اقدس ﷺ

Marfat.com

Marfat.com

حضرت حنظلہؓ راوی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جب ہم حضور ﷺ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ﷺ ہم کو جنت اور دوزخ کی یاد دلاتے ہیں تو گویا جنت و دوزخ ہم کو آنکھوں کے سامنے نظر آنے لگتی ہیں۔ لیکن جب آپ ﷺ کے پاس سے نکل کر جاتے ہیں اور بیوی بچوں اور کاروبار میں مشغول ہوتے ہیں تو بہت کچھ بھول جاتے ہیں۔ فرمایا قسم ہے اُس اللہ کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم اُسی حالت پر قائم رہو، جو میرے پاس تمہاری ہوتی ہے اور یاد میں رہو، تو بستروں پر اور راستوں میں تم سے فرشتے مصافحہ کریں۔ مگر حنظلہؓ ایک ساعت ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے یہ بات تین بار فرمائی۔ (مسلم)

حضور ﷺ کی تعلیم پاک پر عمل کرنے اور آپ ﷺ کے فیضانِ صحبت سے صحابہ کرامؓ کو جو روحانی ارتقا میسّر آیا، اس کا گمان کرنا بھی آج کل کی نگاہِ ظاہر بیں کو دشوار ہو جائے گا۔ حضرت خبیبؓ کفارِ مکہ کی قید میں تھے، لوہے میں جکڑے ہوئے تھے اور باوجودیکہ اس وقت مکہ میں میوہ موجود نہ تھا، لیکن اُن کو انگور کے خوشے کھاتے ہوئے دیکھا گیا۔ وہ اللہ کی دی ہوئی روزی تھی۔ (بخاری)

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مہمانوں کے ہمراہ کھانا کھایا، جو لقمہ وہ اُٹھاتے تھے، اُس سے زیادہ کھانا اُس کی جگہ بڑھ جاتا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے (مہمانوں کو کِھلا چکنے کے بعد اپنی بیوی سے) کہا یہ کیا بات ہے۔ انہوں نے قسم کھا کر جواب دیا کہ یہ کھانا تو اُس سے بھی زیادہ ہے، جو ہم نے کھانے سے پیشتر رکھا تھا اور پھر سب نے کھا کر اُس کھانے کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔

(بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ حدیث ۵۷۲)

Marfat.com

حضرت ابوذر غفاریؓ کو کسی کی بے پناہ محبت نے دُنیاوی مال ومنال، مادّیت کی لذّتوں اور زیب وزینت سے ایسا متنفر کردیا تھا کہ اکثر ایک کمبل کے علاوہ اور کوئی کپڑا اُن کے پاس نہ ہوتا تھا۔ انہوں نے اینٹ ومٹی کا مکان نہیں بنایا، کمبلوں کے ایک جھونپڑے ہی میں چندروزہ زندگی گزاردی۔ انقطاع الی اللہ کا یہ عالم تھا کہ بارگاہِ خلافت سے بیش قرار وظیفہ پانے کے باوجود بھی، جب اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے، تو اپنے نہیں، بلکہ ایک مسافر کے کفن میں جسدِ مُبارک کی تدفین ہوئی۔ (حضرت ابوذر غفاری از مولانا مناظر احسن گیلانی)۔

اسرارِ محبت را ہر دل نبود قابل
دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

(ہر دل محبت کے رازوں کو برداشت کرنے کے قابل نہیں ہوتا، جس طرح ہر دریا میں موتی نہیں ہوتے اور ہر کان میں سونا نہیں ہوتا۔)

سچ ہے رحمٰن کی بارگاہِ الوہیت میں بہت کم انسان رسائی پاتے ہیں۔ حق کی بلندترین چوٹی پر ہر ایک کو رسائی کہاں نصیب ہوتی ہے۔

سالہا باید کہ تا یک سنگ اصل ز آفتاب
لعل باشد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن
دورہا باید کہ تا یک مرد صاحب دل شود
بایزیدؒ اندر خراساں یا اویسؒ اندر قرن

(خاص پتھر سالہا سال سورج کی روشنی میں رہنے کے بعد بدخشاں کا لعل یا یمن کا عقیق بنتا ہے، صاحبِ دل بننے کے لئے بھی ایک دَور چاہیئے، جیسے خراساں میں بایزیدؒ اور قرن میں حضرت اویسؒ۔)

Marfat.com

شاعرِ مشرق نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

سالہا در مسجد و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

(سالہا زندگی مسجد و بتخانے میں گریہ وزاری کرتی ہے تو بزمِ عشق سے کوئی دانائے راز بنتا ہے۔)

قرآن مجید اور احادیثِ نبوی ﷺ تمام انسانوں کے لئے بارانِ رحمت ہیں اور اُن کا دائرۂ فیضان کسی ایک طبقہ کے لئے محدود نہیں۔ بچّہ ہو یا جوان، مرد ہو یا عورت، بیمار ہو یا تندرست، غریب ہو یا امیر، جاہل ہو یا عالم، زاہدِ مُرتاض ہو یا سالکِ کامل، غرضکہ ہر شخص اپنی استعداد کے موافق، بخلوصِ نیت، اس چشمۂ کرم سے فیض حاصل کرسکتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ ایک عارفِ کامل بھی اس کو کیوں اُسی مقصد کے تحت نہیں دیکھتا، جو ایک طالب علم کے پیش نظر ہوتا ہے ــــ؟ یہ بالکل اُسی طرح ہے کہ بچّے اور جوان کی مقدارِ خوراک متفاوت ہونے کی وجہ دریافت کی جائے۔

جس قدر مقصد بلند ہوتا ہے، اسی قدر جدوجہد اور راستہ کی تکالیف کو برداشت کرنے کے لئے ہمّت اور استقلال کی ضرورت ہوتی ہے۔ موتی بغیر سمندر کی تہہ میں پہنچے ہاتھ نہیں آتا۔ سعادتِ حج بدون سفر کی صعوبتیں برداشت کیے میسّر نہیں ہوتی۔ انسان جسمانی راحت و آرام حاصل کرنے کے لئے کیا کچھ نہیں کرتا۔ بڑی سے بڑی صعوبت کو بخوشی برداشت کرتا ہے اور معمولی سی معمولی رکاوٹ کو جو اُس کے مقصد میں مخل ہو، گوارا نہیں کرتا۔ اپنے کام سے کام رکھتا ہے، نہ کسی کے طعن کی پرواہ ہوتی ہے نہ تشنیع کا دھیان۔ نہ دماغ پگھلا دینے والی گرمی کا خیال، نہ ٹھٹھرا دینے والی سردی کا لحاظ۔ وہ شب و روز اپنی عافیت کے اسباب فراہم

Marfat.com

کرنے میں مشغول رہتا ہے اور جس طرح بھی ممکن ہو اس چند روزہ حیات کو کانٹوں کی باڑ سے بچا کر پھولوں کی سیج بنانا چاہتا ہے۔ لیکن معرفتِ الٰہی کے حصول کے لئے وہ کسی طرح کی تکلیف اُٹھانے کو تیار نہیں ہوتا۔ وہ چاہتا ہے کہ بغیر ریاضت ومجاہدہ، آناً فاناً، حقائق ومعارف کا انکشافی مرتبہ حاصل ہو جائے۔ حالانکہ اُس میں فہمِ حقیقی کا شائبہ بھی موجود نہیں ہوتا۔ چونکہ اس کو خلافِ قاعدہ بلا ریاضت ومحنت انکشافِ حقیقت نہیں ہوتا، وہ انوار وبرکاتِ روحانی کا منکر ہو جاتا ہے۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ط (یونس آیت ۳۹ پ ۱۱)	بلکہ جس کے علم کو یہ نہیں پہنچے۔ اُنہوں نے اُس کو جھٹلا دیا اور ابھی تک اُن کے پاس اُس کی حقیقت نہیں آئی۔

حالانکہ انوارِ خاصہ کا بغیر استعداد، کسی میں تحمل ممکن نہیں۔ کیونکہ ہم جنس اشیاء کا باہمی میلان مسلّم ہے اور تاوقتیکہ درجہ بدرجہ استعدادِ کامل پیدا نہ ہو جائے، انوارِ روحانی کی برداشت آسان نہیں اور اچانک ظہورِ روح سے خطرہ ہے کہ روحِ انسانی پرواز نہ کر جائے۔

اندک اندک آب بر آتش بزن
تا شود نار تو نور اے بوالحزن

(تھوڑا تھوڑا پانی آگ پر ڈالتا جا، تاکہ تیری آگ نور بن جائے۔ اے غمگین انسان!)

یہ کوئی نئی بات نہیں سالہا سال پہلے بھی اسی طرح کہا گیا تھا۔ قولہٗ تعالیٰ:

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً (البقرۃ آیت ۵۵ پ ۱)	ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے جب تک اعلانیہ اللہ کو نہ دیکھ لیں۔

لیکن جب کہنے والوں کی خواہش پوری کر دی گئی تو وہ تجلّیِ ربانی کو برداشت نہ

Marfat.com

کر سکے اور استعدادِ کامل نہ ہونے کی وجہ سے حد سے آگے بڑھنے اور اصرارِ بیجا کا نتیجہ کیا نکلا ـــــــ؟ وہی جو دودھ پیتے بچے کو اکسیر کھلانے کا ہوتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ (البقرۃ آیت ۵۵ پ۱) | پس پکڑ لیا اُن کو صاعقہ نے۔

طاقت کہاں مشاہدۂ بے حجاب کی
مجھ کو تو پھونک دے گی تجلی نقاب کی (اصغر)

قدرت نے انسان کو ہر کام کے لئے جداگانہ حواس عطا فرمائے ہیں۔ آنکھ دیکھنے کے لئے، کان سُننے کے لئے، زبان چکھنے کے لئے۔ حسبِ ضرورت ہر آلۂ حواس کو برمحل استعمال کر کے علم حاصل کیا جا سکتا ہے، لیکن آنکھ کے بجائے کان اور زبان کے بجائے ناک کے استعمال سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ خواب دیکھنے کے لئے نیند کا آنا ضروری ہے اور روحانیات کے ادراک کے لئے بصیرتِ حقیقی درکار، جاگتے میں خواب نہیں دیکھا جا سکتا۔ ظاہری حواس کے معطل ہوئے بغیر محویتِ محمودہ کا طاری ہونا ممکن نہیں۔

ہوں معطل جبکہ ظاہر کے حواس آئیں اس دم عقل میں روحی خواص
از بہاراں کے شود سر سبز سنگ خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ
بے حس و بے گوش و بے فکرت شوید تا خطاب ارجعی را بشنوید

(بہار سے کس طرح پتھر سرسبز ہوں گے۔ پس مٹی ہو جا، تاکہ رنگ برنگ پھول کھلیں۔ جملہ حواس سے بے فکر ہو جا کہ ارجعی ''میری طرف لوٹ'' کی صدا سُن سکے۔)

عالمِ روحانیت تو کافی ورائے عقل ہے۔ کسی علم میں بھی مناسب دست گاہ، محنتِ شاقہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ اس راہ میں تو دل کو جلائے اور خود کو پھونکے بغیر کام نہیں چلتا۔

Marfat.com

اصغرؔ حریمِ عشق میں ہستی ہی جُرم ہے
رکھنا کبھی نہ پاؤں یہاں سَر لئے ہوئے

راہِ حق کے طالب کی حالت ہی کچھ اور ہوتی ہے۔ اس کا دل جستجوئے حق میں بے چین رہتا ہے اور رحمٰن کی طلب میں رحمٰن والوں کا متلاشی۔ وہ شریعتِ مطہرہ اور اقوالِ صوفیانِ عظامؒ پر عمل کرنا باعثِ نجات خیال کرتا ہے۔ اس کا ہر اقدام اللہ کے لئے ہوتا ہے۔ وہ نہ کسی چھوٹی سی چھوٹی نیکی کو حقیر خیال کرتا ہے اور نہ کسی گناہ کو معمولی۔ وہ اپنے قلب میں اخلاقِ ذمیمہ سے نفرت اور اعمالِ صالحہ کی رغبت محسوس کرتا ہے۔ مال و دولت اور دُنیاوی ساز و سامان اس کو باعث راحت نظر نہیں آتا۔ حقیقی مسرت کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ شہر بہ شہر، کو بکو، در بدر، دامنِ طلب پھیلائے مارا مارا پھرتا ہے۔ کس کی جستجو میں ــــ؟ رحمٰن کی جستجو میں۔ اُسی کی تلاش میں، جس نے خود ارشاد فرمایا ہے:

اَلرَّحۡمٰنُ فَسۡـَٔلۡ بِهٖ خَبِيۡرًا○ (الفرقان آیت ۵۹ پ۱۹)	رحمٰن! اس کی بابت تو کسی باخبر سے پوچھو۔

ہر کبوتر می پرد در مذہبے
دیں کبوتر جانبے بے جانبے (رومیؔ)

(ہر کبوتر اپنے اپنے راستے پر اڑتا ہے۔ مگر یہ کبوتر اس طرح اڑ رہا ہے جس کا کوئی راستہ ہی نہ ہو۔)

وہ ناکامیوں سے مایوس نہیں ہوتا۔ بصد ہزار عجز و نیاز بابِ فضل کو کھٹکھٹائے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ رحمت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اُس کو خضرِ راہ، مرشدِ کامل کی صورت میں مل جاتا ہے۔

وہ رفتہ رفتہ ہادیٔ کامل کے اخلاقِ حسنہ، تاثیرِ صحبت اور بے لوث شفقت کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ دُنیاوی اغراض کی بناء پر نہیں، بلکہ اس کو مرشدِ کامل سے،

Marfat.com

خالصتاً لوجہ اللہ محبت ہو جاتی ہے۔ اور ''جو جس سے محبت کرے گا اُس کے ساتھ ہوگا۔'' (بخاری و مسلم)

عارفِ اعظم نبیٔ رحمت ﷺ کا ارشاد ہے کہ بے شک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَلْیَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ (بخاری و مسلم)	کہاں ہیں آپس میں محبت رکھنے والے بسبب میرے جلال کے، آج جگہ دوں گا ان کو اپنے سایہ میں، اس دن کہ نہیں کوئی سایہ سوائے میرے سائے کے۔

نیز ترمذی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ جَلَالِیْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُّوْرٍ یَغْبِطُهُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّهَدَآءُ (ترمذی)	وہ آپس میں محبت کرنے والے بسبب میرے جلال کے، اُن کے واسطے ہیں منبر نور کے، رشک کریں گے اُن پر نبیؑ اور شہداء۔

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَاُنَاسًا مَاهُمْ بِاَنْبِیَآءَ وَلَا شُهَدَآءَ یَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِیَآءُ وَالشُّهَدَآءُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِمَکَانِهِمْ مِنَ اللّٰهِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُخْبِرُنَا مِنْهُمْ قَالَ هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ عَلٰی غَیْرِ اَرْحَامٍ وَلَا اَمْوَالٍ یَتَعَاطُوْنَهَا فَوَاللّٰهِ اِنَّ وُجُوْهَهُمْ لَنُوْرٌ وَاِنَّهُمْ لَعَلٰی نُوْرٍ، لَا یَخَافُوْنَ اِذَا یَخَافُ النَّاسُ وَلَا یَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ. (ابوداؤد۔ مظاہر حق)

''تحقیق اللہ کے بندوں میں سے بندے ہیں کہ نہ وہ نبیؑ ہیں نہ شہید (لیکن) قیامت کے دن اُن کا مرتبہ اللہ کے نزدیک ایسا ہوگا کہ انبیاءؑ اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم کو مطلع فرمایئے

Marfat.com

وہ کون ہوں گے ---؟ ارشاد فرمایا وہ ایک جماعت ہے کہ محبت رکھتے ہیں بسبب رُوحِ اللہ کے اور اُن کی باہمی محبت رشتۂ قرابت اور مال کے لین دین کی وجہ سے نہ ہوگی۔ پس قسم ہے اللہ کی کہ وہ نفس نور ہوں گے اور نور پر متمکن ہوں گے۔ نہ ڈریں گے وہ جبکہ ڈریں گے لوگ، اور نہ غمگین ہوں گے وہ جبکہ غمگین ہوں گے لوگ۔''

طبرانی اور مسند احمد میں مزید کچھ اس طرح واضح کیا گیا ہے کہ یہ ذکرِ الٰہی پر جمع ہو کے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ یہی اللہ کے اولیاء ہیں، جن پر کوئی خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے، جبکہ غمگین ہوں گے لوگ۔ (عن ابو درداءؓ، طبرانی، ابو مالک اشعریؓ، مسند احمد)

محبت اور وہ بھی اللہ واسطے کی ---! خالص رحمٰن کے لئے ---!! ''یہ اُس کی دَین ہے جسے پروردگار دے۔'' یہ جذبۂ محبت اُس کے لئے بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس کو اپنی کمزوریاں معلوم ہوکر، اصلاح کی ضرورت شدت سے محسوس ہونے لگتی ہے۔ اس کی حالت بالکل اس مریض کی طرح ہو جاتی ہے، جو کسی طبیبِ حاذق کی ہر ہدایت پر عمل کرنا بقائے تندرستی اور حیات کے لئے از بس ضروری سمجھے۔ اُس میں چون وچرا کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

چون گرفتی پیر را تسلیم شو ہمچو موسیٰؑ زیر حکم خضرؑ رو
گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن گرچہ طفلے را کشد تو مو مکن
صبر کن برکار او اے بے نفاق تانگوید خضرؑ رو ہذا فراق (رومیؒ)

(پیر کے دامن کو مضبوطی سے تھام، تو اس کا ہر حکم تسلیم کر جیسے موسیٰؑ اور خضرؑ کے واقعہ سے اطاعت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کے ہر کام پر اے بے نفاق! صبر کر تاکہ وہ تمہیں یہ کہنے پر مجبور نہ ہو جائے کہ ''یہ ہمارے درمیان جدائی ہے۔'')۔

Marfat.com

یہ ہے طریق عاشقی چاہئیے اس میں بے خودی
اس میں چناں چنیں کہاں اس میں اگر مگر کہاں (اصغر)

مرشدِ کامل کی ہدایت وارشاد پر عمل کرنے سے اُس کی حالت میں بڑا پیارا تغیر ہوگیا ہے۔ وہ ذکرِ رحمٰن سے اُنس پا رہا ہے۔ اُسے حلاوتِ ایمانی کا احساس ہوتا جارہا ہے۔ اس کے دل میں رہ رہ کر محبتِ حق کی ہلکی ہلکی لہریں اُٹھنے لگی ہیں۔ جب اس کو بتایا جاتا ہے کہ یہ کیفیاتِ ایمانی اس کی اپنی کوشش یا ریاضت ومجاہدہ کا نتیجہ نہیں، بلکہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ (یونس آیت ۱۰۰ پ۱۱)	کسی شخص کو اختیار نہیں کہ وہ بے حکمِ الٰہی ایمان لائے۔

مری تلاش بھی تیرے کرم کا صدقہ ہے
قدم یہ اُٹھتے نہیں ہیں اُٹھائے جاتے ہیں (جگر)

ہیچ کسے بخویشتن راہ نبرد بسوئے اُو بلکہ بپائے اُو رود ہر کہ رود بکوئے اُو
تا کہ از و طلب نشد طالب اُو کسے نشد ایں ہمہ جستجوئے ما ہست ز جستجوئے اُو

(کوئی شخص بھی خود کو اُس کی طرف نہیں لے جاسکتا۔ بلکہ جو بھی اُس کے کوچہ میں جاتا ہے، اسی کے کرم سے جاتا ہے۔ جب تک اُس کی (اللہ کی) طرف سے طلب نہیں ہوتی کوئی اُس کا طالب ہو نہیں سکتا۔ ہماری یہ ساری جستجو اُسی کی جستجو ہے۔)

اِس کا دل جذبۂ ایمانی سے سرشار ہوجاتا ہے۔ اب وہ کھڑے، بیٹھے، لیٹے (انسان ان تینوں حالتوں سے کبھی خالی نہیں ہوتا) غرضکہ ہر حالت میں اللہ کریم کے ذکرِ پاک میں مصروف ہے۔ اس کو ہر ہر کروٹ پر کوئی یاد آئے چلا جارہا ہے۔ پیارے مرشد نے کیسا پیارا سبق دیا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

اُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ (آل عمران آیت ۱۹۰-۱۹۱ پ ۴)	اہل خرد (وہ ہیں) جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے، بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔

مشکل سے مشکل اور تاریک سے تاریک وقت میں بھی وہ اس آیتِ کریمہ سے روشنی پا رہا ہے۔ اور بحکم حدیث شریف:

فَعْبُدْ رَبَّكَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ (بخاری و مسلم)	پس عبادت کر اپنے رب کی اس طرح کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے۔

وہ ہے اور ربِّ حمید و مجید کا خیال پاک۔ قلب ہے کہ بے اختیار اس کی طرف کھنچا جا رہا ہے۔

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لئے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

وہ لاکھ ضبط سے کام لیتا ہے لیکن آنکھیں ہیں کہ اکثر آنسو بہانے پر تیار نظر آتی ہیں۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ؕ (الاعراف آیت ۵۵ پ ۸)	پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور پوشیدہ۔

نہ کھانے میں لطف آتا ہے، نہ پینے میں مزہ، دنیاوی ہنگامہ آرائیوں میں دل نہیں لگتا۔ اگرچہ پاس بیٹھنے والے بھی اس کے حال سے واقف نہ ہوں، لیکن اس پر گزر رہی ہے جو کچھ گزر رہی ہے۔

دل و جانم بتو مشغول نظر درچپ و راست
تا ندانند رقیباں کہ تو منظور منی

(دل و جان تجھ میں مشغول ہیں اور نظرِ خاموش تیرے در پر لگی ہے تاکہ رقیبوں کو یہ معلوم نہ ہو کہ تو میرا ہے۔)

اب وہ کسی کی محبت سے آشنا ہوتا جا رہا ہے۔ ماسوا اللہ سے کسی حالت اور کسی

Marfat.com

صورت میں اُس کو سکون نہیں ملتا۔

کشاکش ہاست درجانم، کشندہ کیست میدانم
دمے خواہم بیا سایم و لیکن نیست امکانم

(زندگی میں ایک کشمکش اور بیقراری موجود ہے، جس کی خواہش ہے اس کے لئے چند ساعتیں چاہتا ہوں، مگر وہ بس میں نہیں ہیں۔)

ہر وقت اور ہر حال میں کسی کا ذکرِ پاک جاری ہے۔ رحمٰن کی تعمیلِ حکم ہی دل و جان کی سب سے بڑی آرزو ہوگئی ہے۔

وَاذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلۡ اِلَيۡهِ تَبۡتِيۡلًا ؕ (المزمل آیت ۸ پ ۲۹)	اور یاد کر نام اپنے رب کا اور چھوٹ آ اُس کی طرف سب سے الگ ہو کر۔

غفلت سے دور رہ کر اس مسلسل ذکر، یاد، یا کسی کا نامِ مُبارک لیکر لگاتار پکارے جانے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے ـــــ؟

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۝ (توبہ آیت ۱۲۰ پ ۱۱)	اللہ محسنین (طریقۂ احسان سے عبادت کرنے والوں) کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

اُس کے دل کو آرام میسّر آتا ہے۔ دولتِ اطمینان نصیب ہوتی ہے۔

اَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ؕ (الرعد آیت ۲۸ پ ۱۳)	آگاہ رہو اللہ ہی کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں۔

اس کا درجہ بڑھا دیا جاتا اور اُس کو منزلِ تفکّر پر رسائی نصیب ہوتی ہے۔

وَيَتَفَكَّرُوۡنَ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ (آل عمران آیت ۱۹۱ پ ۴)	اور دھیان کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں۔
اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ۝ (الجاثیہ آیت ۱۳ پ ۲۵)	بے شک اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو دھیان کرتے ہیں۔

تمام کائنات پر سطحی نظریں پڑنے کے بجائے، گہری گہری نظریں پڑنا شروع

Marfat.com

ہو جاتی ہیں، وہ کسی شے کے ظاہری حُسن و بدصورتی یا آرام و تکلیف کو دیکھ کر غافل نہیں ہوتا۔ خوشی ہو یا غم، وہ ہر شے میں محیطِ اعظم کی واضح نشانیاں محسوس کرتا ہے۔

کچھ تو کہو یہ کیا ہوا، تم بھی تھے ساتھ ساتھ کیا
غم میں یہ کیوں سُرور تھا، درد نے کیوں مزا دیا

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ (آل عمران آیت ۱۹۰ پ ۴)	بے شک زمین اور آسمانوں کی پیدائش اور دن رات کے لوٹ پھیر میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے۔
اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (الجاثیہ آیت ۳ پ ۲۵)	بے شک آسمانوں اور زمینوں میں بہت نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے۔

ہر شئے سے اس کو دعوتِ نظر دی جا رہی ہے۔

اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ ۝ (الغاشیہ آیت ۱۷ پ ۳۰)	پس کیا یہ لوگ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے پیدا کیا گیا ہے۔

اس کا دل مخلوق سے ہٹ کر خالق کی طرف رجوع ہونے لگا ہے۔ آسمان و زمین کی پیدائش، دن رات کا اختلاف وسیع سمندر، تیرتی ہوئی کشتیاں، بارش، نباتات، گرم و سرد ہوائیں، کالے کالے بادل، غرضکہ ہر چیز میں ربِّ قدیر کے انوار نمایاں نظر آتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ۝ (البقرۃ آیت ۱۱۸ پ ۱)	تحقیق بیان کی ہم نے نشانیاں واسطے یقین کرنے والوں کے۔

ردائے لالہ و گل پردۂ مہ و انجم
جہاں جہاں وہ چھپے ہیں عجیب عالم ہے

اس عالمِ کائنات کی ہر شے اس کو اللہ بے نیاز کی معرفت کا پیغام دے رہی

Marfat.com

ہے۔ دوسرے چاہے اپنے چاروں طرف مختلف صورتوں اور رنگوں کے علاوہ کچھ اور نہ دیکھ سکیں، لیکن وہ جسمانیات سے گزرتا جارہا ہے۔ اور

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ (البقرۃ آیت ۱۱۵)	پس جدھر کو مُنہ پھیرو اُدھر اللہ ہی کا سامنا ہے۔

کے انکشافات کے لئے بیقرار ہے۔ اس کا تفکّر درجہ بدرجہ کامل ہوتا جارہا ہے۔ تن، من، دھن کچھ بھی اپنا نہیں معلوم ہوتا۔

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ (یونس آیت ۳۱ پ ۱۱)	کہہ کہ کون روزی دیتا ہے تم کو آسمان اور زمین سے ـــــ؟ یا کان اور آنکھوں کا کون مالک ہے ـــــ؟
اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ (یونس آیت ۵۵ پ ۱۱)	آگاہ ہوجاؤ کہ اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں۔
اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ (التوبہ آیت ۱۱۱ پ ۱۱)	اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے اُن کی جان اور ان کے مال، اُن کے لئے بہشت کے معاوضہ پر۔

اُس نے اپنا منہ، اپنی مراد، اپنا قصد اور اپنی تدبیر سب کو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کرکے، اپنے قلب کو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے خالص کردیا۔ وہ اپنے پیارے رحمٰن کے ہاتھ پورا پورا بک چکا ہے اور وقت آ گیا ہے کہ رحمت کی ٹھنڈی روح افروز ہوائیں اس کو چاروں طرف سے گھیر لیں۔

وقت آمد کز جہانِ بیکسی
پائے کوبان سوئے بام او رسی

(وقت آ گیا ہے کہ اس بے کسی کے جہاں سے گزر کر اُسی کی بارگاہ میں پہنچ جائے۔)

قولہ تعالیٰ: بَلٰیۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ	کیوں نہیں، جس نے تابع کیا مُنہ اپنا اللہ

Marfat.com

مُحۡسِنٌ فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ۖ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ (البقرۃ آیت ۱۱۲ پ ۱)	کے اور وہ محسن ہے، اسی کو ہے مزدوری اُس کی اپنے رب کے پاس اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ غم ہے اُن پر۔

مرشدِ حقیقی کا بے انتہا کرم ہے۔ حدیث نبوی ﷺ کی پوری حقیقت اس پر منکشف کردی گئی ہے۔

اَلا کُلُّ شَیءٍ مَا خَلَ اللّٰہُ بَاطِلٌ (بخاری)	آگاہ ہوجاؤ کہ اللہ کے علاوہ تمام چیزیں باطل ہیں۔

دُنیاوی مال و دولت اور عزّت و ناموس کی وقعت، اُس کے دل سے مٹائی جارہی ہے۔

حجابِ وصلِ مطلوب است دل بستن بمطلب ہا
امینؔ گر ترکِ مطلب ہا نمیکردم چہ می کردم (شاہ ولی اللہ محدثؒ)

(''دنیا کے''مَطلبوں کے ساتھ دل کو نتھی کرلینا اور باندھنا دراصل مطلوب ومحبوب ''یعنی اللہ تعالیٰ'' کے وصال کا پردہ اور رکاوٹ ہے۔ امینؔ اگر مطلب کو ترک نہ کروں تو پھر کیا کروں۔)

تفکّر، محبت بھرا تفکّر، پیہم تفکّر اور وہ بھی وَ يَتَفَكَّرُوۡنَ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ۚ (آل عمران:۱۹۱) ''اور دھیان (غور وفکر) کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں'' کو دلیل راہ بنا کر۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے۔؟ طالب کو کیا ملتا ہے؟ وہ ہی، جو قلوب کے لئے مقناطیس ہے، وہ ہی، جس کے جود و سخا کا دریا ہر وقت موجیں مار رہا ہے۔ وہ خود اپنے بے انتہا فضل وکرم سے، اپنے طالب کی آنکھوں سے پردہ اُٹھا دیتے ہیں۔ اور وہ بے ساختہ پکار اٹھتا ہے۔

رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ (آل عمران ۱۹۱ پ ۴)	اے رب ہمارے تو نے ان کو باطل نہیں پیدا کیا۔

Marfat.com

اِعراض کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔ آفتابِ حقیقت باصد ہزار آب وتاب اُفقِ اعلیٰ پر جگمگاتا نظر آتا ہے اور حجابِ خودی و پندار پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ فرماتے ہیں۔

تا ز خود دانز ہی نیست ترا ہیچ علاج
گر کنی طاعت صد سالہ بیک روز ادا

(جب تک تو خود نہیں چاہے تیرا علاج نہیں ہے۔ اگر چہ سو سال کی عبادت ایک روز میں ہی ادا کیوں نہ کرے۔)

چونکہ وہ مولائے ذرّہ نواز کے دامنِ رحمت و فضل کے سایہ میں آچکا ہے، مرشدِ کامل کی پیاری رہنمائی برابر ساتھ دیئے جاتی ہے۔ اس کو شانِ تشبیہ میں پھنسائے نہیں رکھا جاتا۔ ابرِ کرم سے مزید بارش کی جاتی ہے۔

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (النور آیت ۳۸ پ ۱۸)	تاکہ اللہ اُنہیں اُن کے اچھے کاموں کا اجر عنایت کرے، جو اُنہوں نے کیے ہیں اور اپنے فضل سے اُنہیں اور زیادہ دے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

وہ ہمہ تن سربسجود ہو کر گڑگڑاتا ہے۔

سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ (آل عمران آیت ۱۹۱ پ ۴)	تو پاک ہے ہر عیب سے ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔

اب شرک کی مکمل طور پر بیخ کنی ہوگئی۔ بیمار تندرست ہوگیا، وہم صورت شرکِ وجود سے نجات مل گئی۔ ہر شے کی صورت غائب ہو کر مادیت کا خیال معدوم ہوگیا۔ پردۂ ہستی اور خودی کی تاریکیاں فنا ہوگئیں۔

خود میں اُٹھ جاؤں کہ یہ پردۂ ہستی اُٹھ جائے
دیکھنا ہے کسی عنوان تری صورت مجھ کو

Marfat.com

انفس ہو یا آفاق، ہر حالت میں اب تو کچھ اور ہی نظر آرہا ہے۔ وعدہ اور اُس کا وعدہ، جس سے زیادہ کوئی سچا نہیں، پورا ہو گیا۔

سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ○ (حم السجدہ آیت ۵۳/۵۴ پ ۲۵)	قریب ہے کہ ہم دکھلائیں اُن کو اپنی نشانیاں آفاق میں اور اُنکے نفسوں میں یہاں تک ان کو معلوم ہو جائے کہ وہی حق ہے۔ کیا یہ کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار تمام چیزوں پر شاہد ہے۔ آگاہ ہو یہ لوگ اپنے رب سے ملنے پر شک میں ہیں آگاہ ہو تحقیق وہ ہر چیز پر محیط ہے۔

اعمال ہوں یا ارادہ ہو۔ ظاہر ہو یا باطن، ہر حال میں جلوۂ حسن ازل کی تجلیاں آشکارا ہیں۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ (الحدید آیت ۳ پ ۲۷)	وہی اوّل اور وہی آخر ہے وہی ظاہر اور وہی باطن ہے اور وہی کُل چیزوں سے واقف ہے۔

بینم رُخِ ساقی ظاہر شدہ درخود
مفتوں شدہ برخود مدہوش خود اُفتم (شاہ ولی اللہ محدثؒ)

(ساقی کا جلوہ دیکھ رہا ہوں جو میرے اندر ظاہر ہو رہا ہے۔ میں نے خود کو اس کے حوالے کیا اور مدہوش ہو گیا۔)

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ (الذاریات ۲۱ پ ۲۶)	اور خود اپنے آپ میں کیوں نہیں دیکھ لیتے۔

جانداد بادہ نوشی رندان ہے شش جہات
غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے (غالبؔ)

یہ ہے اُس علم کا ذرّہ، یہ ہے اُس یقین کا شمّہ، یہ ہے اُس دریائے معرفت کا معمولی قطرہ اور یہ ہے اُس نورِ ایمان کی طرف ہلکا سا اشارہ، جس سے تصوّف

Marfat.com

اسلامی انسانوں کو آ گاہ کرتا ہے، جس کی طرف آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے وادیٔ بطحا میں تنہا کھڑے ہوکر، نبی اُمّی، رسولِ ہاشمی، رہبرِ اعظم رحمت للعالمین، خلقِ عظیم حضرت محمد ﷺ نے بنی نوع انسان کو بلایا تھا۔ وہ رؤف الرّحیم اگرچہ بظاہر اس وقت عالمِ جسمانیات سے کنارہ کر چکا ہے، لیکن اُس کی شفقت بھری پکار اب بھی فضا میں بدستور گونج رہی ہے۔ کہاں ہیں وہ جامِ اَلَست کے متوالے کہ اس صدائے حقیقت افروز پر جان و دل قربان کر کے، بصد ہزار صدق و یقین پکار اُٹھیں۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۚ (آل عمران آیت ۱۹۳ پ ۴)	اے رب ہمارے! ہم نے سُنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے ایمان لانے کو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر سو ہم ایمان لائے۔ اے رب ہمارے! اب بخش گناہ ہمارے اور دور کر ہماری برائیاں اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ۔

یہ اُس نورِ ایمان کا ہلکا سا پَرتو ہے، جس کے آتے ہی تمام گناہ حسنات سے، تمام غفلتیں علم سے اور تمام تاریکیاں روشنی سے بدل جاتی ہیں۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○ (بنی اسرائیل آیت ۸۱ پ ۱۵)	آیا حق اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل مٹ جانے والا ہے۔

اب سالک اپنے وجود سے، اپنی خودی سے اور اپنے ارادہ سے فانی ہوگیا۔ وہ محض ایک آلۂ بیجان ہے اور ارادۂ الٰہی کے تحت متحرک۔ قولہ تعالیٰ:

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (التکویر آیت ۲۹ پ ۳۰)	اور تم نہیں چاہتے ہو مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

نہ کوئی خواہش ہے نہ کوئی آرزو۔ نہ تکلیف سے نفرت نہ راحت سے رغبت۔

Marfat.com

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ (الحشر آیت ۹ پ ۲۸)	اور جو کوئی اپنے دل کے لالچ سے بچے گا، تو وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔
لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۗ (الحدید آیت ۲۳ پ ۲۷)	تا کہ تم افسوس نہ کرو اس پر جو ہاتھ نہ آیا اور نہ رِیجھا کرو اُس پر جو تم کو اُس نے دیا۔

گویا وہ ایک ٹوٹا ہوا حباب ہے، جو عشقِ الٰہی کے بحرِ ناپیدا کنار میں بہا چلا جارہا ہے۔ جاذبۂ حق کی موجیں جس طرف چاہتی ہیں لے جاتی ہیں۔ کبھی سرگرمِ عبادت نظر آتا ہے، تو کبھی مخمورِ بادۂ خراباتیت ہے۔

سرمدؔ کہ ز جامِ عشق مستش کردند بالا بردند و باز پستش کردند
می خواست خدا پرستی و ہوشیاری مستش کردند و بت پرستش کردند

(اے سرمدؔ! جامِ عشق نے ایسا مست کردیا کہ مستی میں سرشار ہوں۔ میں ہوشیاری کا خواہشمند تھا پر مجھے تو محبوب کے جلوؤں نے مست کردیا۔)

اس کی پرہیزگاری اور خراباتیت دونوں اُلوہیتِ حق سے باہر نہیں۔ کس طرح کہا جائے کہ اُس کے ذہن کی گہرائیوں اور قلب کی پنہائیوں کا کیا عالم ہے۔ وہاں نہ اب خراباتیت کے لئے جگہ ہے نہ عبودیت کے لئے۔

قولہ تعالیٰ: اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ۧ (حٰم السجدہ آیت ۵۴ پ ۲۵)	آگاہ ہو جاؤ کہ بے شک وہ (اللہ) ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے۔

جب حواسِ مادّی اور فہمِ جسمانی ہی باقی نہیں تو اب کیسے معلوم ہو کہ وہ کون ہے اور کہاں ہے ــــ؟

صحنِ حرم نہیں ہے یہ کوئے بتاں نہیں
اب کچھ نہ پوچھیے کہ کہاں ہوں کہاں نہیں (اصغرؔ)

Marfat.com

وہ عقل جو انانیتِ نفسانی کو متحرک رکھتی تھی، وہ طریقۂ فکر جس سے معصیت و ضلالت کی نشاندہی ہوتی تھی، وہ الفاظ پرستی اور علوم جن پر ناز تھا، وہ رخصت ہو گئے۔

سرمدؔ در دیں عجب شکستے کردی ایماں بفدائے چشمِ مستے کردی
عمرے کہ بآیات واحادیث گذشت رفتی و نثار بت پرستے کردی

(سرمدؔ! دین میں عجیب شکستی پیدا کردی کہ ایمان کو ایک نگاہِ مست پر فدا کردیا۔ جو عمر آیات و احادیث کے پڑھنے میں گزاری وہ محبوب پر نثار کردی۔)

وہ ڈراؤنی اور بھیانک صورتیں جو شرک کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں، واہمہ نے تخلیق کی تھیں، نورِ قدس کے آتے ہی پینسل کی لکیروں کی طرح لوحِ دل سے مٹ گئیں۔ اب تو معاملہ ہی کچھ اور ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ (المؤمن آیت ۱۵ پ ۲۴)	اور القا کرتا ہے روح اپنے امر سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں:۔

دمبدم روح القدس اندر معینؔ می دمد
من نمی گویم مگر من ثانی عیسیٰ شدم

(ہر لحہ معینؔ کے اندر روح القدس رواں دواں رہتی ہے۔ اگرچہ میں یہ دعویٰ تو نہیں کرتا، مگر شاید میں ثانی عیسیٰ ہو گیا ہوں۔)

(۱) اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ (فاطر ۱۰ پ ۲۲)	اور ترقی کرتے ہیں کلمہ طیب اور اسکی طرف۔
(۲) تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ اِلَیْہِ (المعارج آیت ۴ پ ۲۹)	عروج کرتے ہیں ملائکہ اور روح اُس کی طرف۔

Marfat.com

(۳) وَاَنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی ۙ (النجم آیت ۴۲ پ ۲۷)	اور یہ کہ تیرے رب کے پاس سب کی منتہا ہے۔

اب وہ حیاتِ حقیقی پر فائز ہوگیا۔ مادّی تاریکی کا نام بھی باقی نہیں رہا۔ بارگاہِ قدس میں شرفِ باریابی عطا ہوا ہے۔ ہوش گم ہیں، حواس غائب، رنگ و بو، ذرّات وسالمات تمام وہمی ہستیاں معدوم ہو چکی ہیں۔

رگ رگ میں اور کچھ نہ رہا جز خیال دوست!
اُس شوخ کو ہوں آج سراپا لیے ہوئے

کچھ کہنا چاہتا ہے، لیکن اللہ جانے کیا ـــــ؟ اوّل تو کہنا ہی ممکن نہیں، کچھ کہے بھی تو کس طرح ـــــ؟ الفاظ کہاں سے لائے ـــــ؟ بہر حال وہ کچھ کہہ رہا ہے۔ مادیت کے آغوش میں تربیت پانے والے اس کی باتوں کو مجذوب کی بڑ سمجھ رہے ہیں۔ لیکن ہزاروں میں ایک آدھ ایسا بھی ہے، جس کو اُس کی زبان سے آتشِ محبت کی چنگاریاں نکلتی معلوم ہو رہی ہیں۔

اے رندِ خرابات یہ باتیں ہیں پتے کی
تو نے کہیں اُن کو تو نہیں دیکھ لیا ہے

مگر وہاں احساس بھی نہیں۔ دریائے نورِ قدس موجیں مارتا نظر آرہا ہے! کس کو ـــــ؟

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ (النور آیت ۳۵ پ ۱۸)	اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔

نورِ قدس سے فیضیاب ہو رہا ہے ـــــ کون ـــــ؟

پیر میخانہ چہ خوش گفت بدُرد و کش خویش
کہ مگو حال دل سوختہ باخامے چند

(پیرِ میخانہ نے کیا خوب بات کہی کہ اس دل جلے کا حال کسی ناسمجھ کے سامنے نہ کہنا۔)

Marfat.com

وہ کس طرح چل پھر رہا ہے ___؟ کس طرح کھا پی رہا ہے ___؟ کوئی کیا بتائے اگر اتنا ہی سمجھ میں آ جائے تو بہت ہے کہ

نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ط یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ط (النور آیت ۳۵ پ ۱۸)	نور پر نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔

چشم بتو اُفتادہ وجودم ہمہ حک شد
ہر چیز کہ درکان نمک رفت نمک شد

(میری آنکھیں تجھ پر ہیں۔ میرا تمام وجود محو ہو چکا ہے۔ جیسے نمک کی کان میں ہر چیز نمک ہو جاتی ہے۔)

وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ ط (الانعام آیت ۳ پ ۷)	اور وہی اللہ، آسمانوں اور زمین میں ہے۔

اب اگر فدائے مادّیت، اسیرِ دہریت، اور ناسمجھ انسان، جو صرف حواسِ جسمانی میں مقید ہیں اور اپنی ہم جنس اشیاء کے خواص اور حرکات ہی کو سب کچھ تسلیم کر چکے ہیں، جنہوں نے آیاتِ قرآنی اور ہدایت ربانی سے ان علُوم کو حاصل نہیں کیا، اولیاء الرحمٰن کے احوال اور مقامات تو درکنار، اُن کے اقوال بھی نہ سمجھیں تو کس کا قصور؟

قال مرداں را نمی فہمی تو نیز
حال مرداں را کجا داری تمیز

(تو ابھی مَردانِ حق کی قال کو ہی سمجھ نہیں پایا، اُن کے حال سے کیسے واقف ہو سکے گا۔)

مادّی عقل اپنی حدود سے باہر نہیں جا سکتی۔ کسی دہری کے حواس کی بارگاہِ قدس میں رسائی نہیں۔ ''کہاں بندۂ دنیا اور کہاں فدائی حق۔''

مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ كَالْاَعْمٰی وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِیْرِ وَالسَّمِیْعِ ط هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا ط (ہود آیت ۲۴ پ ۱۲)	دونوں گروہوں کی مثال جیسے ایک اندھا اور بہرا اور ایک دیکھتا اور سنتا ہو، کیا یہ دونوں برابر ہیں مثال میں۔

Marfat.com

جب نگاہِ کوتاہ بین کو نورِ حق تک رسائی نہیں ہوتی، تو اکثر کو اس حقیقت کے جھٹلانے اور مردانِ راہِ حق کے ستانے میں بڑی خوبی معلوم ہوتی ہے۔ عالمِ محسوسات ہی کو سب کچھ سمجھنے والے، اولیاء الرحمٰنؒ اور انبیاء کرامؑ کی تعلیم کے ہی منکر نہیں ہوتے بلکہ اُن کی ذات و افعال پر بھی اندھا دُھند اعتراض کرتے ہیں! کس قدر بھدے اعتراض؟ حضور تاجدارِ دو عالم ﷺ کے متعلق کہا گیا تھا:

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ط (الفرقان آیت ۷ پ۱۸)	ان لوگوں نے کہا کہ یہ کیسا پیغمبر ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے۔

صرف اعتراضات ہی پر اکتفا نہیں کیا جاتا، بلکہ ہر طرح اُن کے درپے آزار رہتے ہیں، کفر کے فتوے تیار کیے جاتے ہیں اور ان کو ناحق شہید کیا جاتا ہے۔

وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ (آل عمران ۱۱۲ پ۴)	اور مارتے رہے نبیوں کو ناحق۔

قرآن جو تمام عالم کی مکمل اصلاح کے لئے آیا ہے، انسانیت کی اس بے راہ روی، گمراہی، بدبختی اور بدگمانی کے بُرے نتائج کو، کسی طرح نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا مالک، جہاں ایمان والوں کو حکم دیتا ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ز اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات ۱۲ پ۲۶)	اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

وہاں ہر فریفتۂ دنیا کی ہرزہ سرائی پر توجہ نہ کرنے کا فرمان صادر کرتا ہے۔

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ط ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ط (النجم آیت ۲۹-۳۰ پ۲۷)	پس جو کوئی ہمارے ذکر سے مُنہ موڑے اور سوا دُنیا کی زندگی کے اُس کا کچھ مقصد نہ ہو، اُس سے اِعراض کرو۔ یہی اُن کے علم کی انتہا ہے۔

Marfat.com

پھر اگر اہلِ دُنیا اور غفلت کے مارے، اولیاء اللہ پر طعن و تشنیع کریں تو کس کو پرواہ اور اگر گرفتارانِ وہم اُن پر ترکِ عبادت، کفر اور دُنیا بھر کے الزامات قائم کرتے ہیں تو کس کو فکر ___؟ جب سالکِ ربانی میں مادّی حواس ہی نہیں رہے تو اس میں قوتِ کفر کا کب امکان ___؟

یہاں مستوں کے سر الزام ہستی ہی نہیں اصغؔر
اور اُس کے بعد ہر الزام بے بنیاد ہوتا ہے

جہاں وہ ہے، وہاں تعریف و ملامت کا مفہوم ہی بدلا ہوا ہے۔ نہ نفع کی خوشی ہے، نہ نقصان کا رنج۔ اب وہ تاجر نہیں رہا ہے۔

تن زن ز شکر و شکوہ کہ درمسلک رضا
راحت برنج وسود بہ نقصان برابر است (غالبؔ)

(عورتوں کی طرح شکر و شکوہ مت کر کہ یہ مسلکِ تسلیم و رضا ہے یہاں راحت و رنج اور نفع و نقصان برابر ہے۔)

اس کے تمام ظاہری اور باطنی قویٰ نورِ حق سے معمور اور جذبۂ حق سے مجذوب ہو گئے اور اس کا اپنا وہمی، مادّی اور فرضی رنگ غائب ہو گیا۔ اب وہ اپنے پیارے، پیارے رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ ہاں اُسی رنگ میں جس سے اچھا اور دلکش رنگ، کسی آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ز (البقرۃ آیت ۱۳۸ پ ۱)	ہم نے لیا رنگ اللہ کا اور کس کا رنگ ہے اللہ سے بہتر۔

وہ دُنیا اور آخرت دونوں سے آزاد ہے۔ مادّی مال و منال، عزت و شہرت کی تو حیثیت ہی کیا، آخرت کی بڑی سے بڑی نعمت کے بدلے بھی وہ اپنے مقصدِ

Marfat.com

حیات اپنے پیارے — رحمٰن سے غافل ہونا نہیں چاہتا — چاہے کیسا ہی نورانی کیوں نہ ہو — ''حجاب آخر حجاب ہوتا ہے۔''

قیمتی سے قیمتی زنجیر کا مرصّع بندھن، آزادی کا مناسب معاوضہ نہیں ہو سکتا۔

پھر جب تک عزت و ناموس، شہرت و نیک نامی، رواجی عذاب و ثواب کا خیال موجود اور خوفِ ملامت باقی ہے، گوہر مقصود کا ملنا معلوم، وہ غرور و پندار کا بندہ ہو کر، ایک لمحہ کے لئے بھی جینا نہیں چاہتا اور تمام اہلِ ظواہر کی بڑی سے بڑی ملامت کا خیال کیے بغیر، اللہ کے لئے ہر وہ اقدام کر گزرتا ہے، جو کسی ناسمجھ کو بظاہر کتنا ہی خلافِ عقل و دانش اور دین و شریعت کیوں نہ معلوم ہو۔

ہر آبروئے کہ اندوختم ز دانش و دین
نثار خاک رہ آں نگار خواہم کرد

(ان کے آنکھ کے ایک اشارے پر دین و دانش فدا کردی، اور اپنا سب کچھ ان کی راہ کی خاک پر نثار کر دیا۔)

وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ (المائدہ آیت ۵۴ پ ۶)	اور نہیں ڈریں گے ملامت کرنے والوں کی ملامت سے۔

حضرت عبادہ بن سامتؓ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کہ اللہ کے معاملے میں کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ (بخاری شریف کتاب الاحکام جلد سوئم)

مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی نے ''حضرت ابوذر غفاریؓ'' میں تحریر فرمایا ہے کہ:

زید بن مطرفؒ کہتے ہیں کہ ہم قریشی ایک حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور نمازیں پڑھنا شروع کیں۔ میں نے جو غور کیا تو کیا دیکھتا

Marfat.com

ہوں کہ وہ کھڑا ہوا پھر رکوع میں گیا اور سجدہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ اسی طرح پھر سجدہ میں گیا اور بغیر قعدہ یعنی بیٹھنے کے پھر کھڑا ہو گیا الغرض وہ صرف رکوع اور سجدہ کر رہا ہے، لیکن قعدہ نہیں کرتا۔ اس لئے زیدؒ نے کہا کہ یہ کون شخص ہے؟ اس کو اتنی بھی خبر نہیں کہ جفت رکعتوں پر سلام پھیرنا چاہیئے یا طاق پر؟ لوگوں نے کہا کہ بیچارہ اگر غلط پڑھ رہا ہے تو تم جا کر سمجھا دو۔ زیدؒ اُٹھے، قریب آئے اور کہا، اللہ کے بندے! آپ کو اس کی بھی خبر ہے یا نہیں کہ کہاں سلام پھیرنا چاہیئے اور کہاں بیٹھنا چاہیئے، جفت رکعتوں پر یا طاق پر؟ اس شخص نے کہا کہ مجھ کو اگر خبر نہیں ہے تو اللہ کو خبر ہے اور میں ان باتوں کو نہیں جانتا۔ میں نے اپنے رسول ﷺ سے سُنا ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے ایک سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے تین کام کر دیتا ہے: (۱) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (۲) ایک نیکی لکھ دیتے ہیں اور (۳) ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہم حساب و کتاب سے واقف نہیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے سجدہ کی یہ تعریف کی ہے۔ پس ہم سجدہ کرتے رہتے ہیں، رہا گن کر، یہ سمجھنا کہ اب ہم اتنے حقدار ہو گئے ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔

تو بندگی چو گدایاں بشرطِ مزد مکن
کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

(عبادت گداگروں کی مانند، اجرت کی شرط پر مت کر، کیونکہ اللہ تعالیٰ خود اپنی بندہ پروری کا طریقہ جانتا ہے۔)

زیدؒ کو آپ کی اس قسم کی باتوں سے حیرت ہوئی۔ پوچھنے لگے آپ ہیں کون صاحب؟ حضرت نے فرمایا "ابوذرؓ"، یہ سننا تھا کہ زیدؒ کے ہوش اُڑ گئے اور اپنی

Marfat.com

مجلس کے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے۔ تم لوگ نہایت بُرے ساتھی ہو۔ مجھے تم نے اس لئے بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی کو تعلیم کروں۔ (مسند احمد)

سعدان ابن ابی طلحہؓ راوی ہیں کہ میں نے حضرت ثوبانؓ سے سوال کیا مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ اگر میں اس پر کاربند ہو جاؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے اُس کے ذریعہ سے جنت میں داخل کرے۔ ثوبانؓ یہ سن کر خاموش رہے۔ میں نے دوبارہ کہا تو دوبارہ بھی خاموش رہے۔ میں نے تیسری مرتبہ کہا تو کہنے لگے میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی سوال کیا تھا اور حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ بکثرت کیا کرو، کیونکہ تمہارے ہر سجدہ پر اللہ تعالیٰ تمہارا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور ایک گناہ کم کردے گا۔ (مسلم)

حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ کا واقعہ تو یاد ہی ہوگا۔ اب حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی حیاتِ طیّبہ کو بغور دیکھئے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ (البقرۃ آیت ۱۲۴ پ ۱)	اور جب آزمایا ابراہیمؑ کو ان کے رب نے کئی باتوں میں اور آپؑ نے پوری کیں۔

کبھی طفلِ شیرخوار کو وادئ بے آب و گیاہ میں انسانی آبادیوں سے دور چھوڑتے نظر آتے ہیں، کبھی آتشِ نمرود میں بے خوف و خطر بیٹھے دکھائی دیتے ہیں۔ کیسی آگ؟ — ہیبتناک آگ، زندہ جلا دینے کے طاغوتی سامان، وسیع میدان شعلہ زار بنا ہوا ہے۔ لیکن اس فدائے حق کے دل میں برائے نام خوف و ہراس نہیں۔ بارگاہِ رحمٰن میں ملائکہ مقربین، امداد کے لئے بیقرار، اجازت کے خواستگار نظر آتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

اِسْتَغَاثَ بِشَیْءٍ مِّنْكُمْ فَلْيَنْصُرُوْهُ وَاِنْ لَّمْ يَدْعُ غَيْرِىْ فَاَنَالَهٗ (تفسیر ابن کثیر)	اگر وہ تمہاری امداد کے طلب گار ہوں تو تمہیں اجازت ہے اور اگر ہماری امداد پر حصر کیا، تو ہم اُس کے لئے تیار ہیں۔

Marfat.com

جبریلؑ مدد کرنے آئے ہیں۔ دریافت فرماتے ہیں: هَلْ لَكَ حَاجَةٌ؟ کیا آپ کو کوئی حاجت ہے؟ جواب ملتا ہے۔ اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا! مگر تم سے کچھ حاجت نہیں ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

بروائے عقلِ نامَحرم کہ اشب باخیال اُو
چناں خوش خلوتے دارم کہ من ہم نیستم محرم

(عاقل محبوب کے رنگ میں ایسا رنگ جاتا ہے کہ اس سے محبوب نامحرم نہیں رہتا۔)

اب آگ جلائے بھی تو کس کو ــــ؟ اسی پر بس نہیں ہوتا۔ عزیز ترین لاڈلے فرزند کی محبت کو بھی حجابِ حق ہونے نہیں دیا جاتا۔

ظاہری اور باطنی خوبیوں سے آراستہ بیٹا اور وہ بیٹا جو دُعاؤں کا ثمر تھا، جس کے لئے رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ (الصّٰفّٰت: ۱۰۰) ''اے پروردگار! مجھے ایک صالح فرزند مرحمت فرما۔'' کہہ کر حق تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی گئی تھی اور جس کی پیدائش کی آسمانی بشارت بھی عطا فرمادی گئی تھی۔ قولہ تعالیٰ:

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ○ (الصّٰفّٰت آیت ۱۰۱ پ ۲۳)	پس ہم نے اس کو ایک صالح فرزند کی خوشخبری دی۔

حضرت خلیل اللہؑ اُسی بیٹے کو لے کر اللہ کے لئے قربان کرنے کو چل دیتے ہیں۔ منتخبِ روزگار فرزندؑ بھی رموزِ محبت سے آشنا ہو چکا ہے۔ کسی کی خوشنودی کے لئے جان کی بازی، ہاں بھولی بھالی معصوم جان کی بازی لگانے کو بصد ہزار خوشی، خنداں و فرحاں تیار نظر آتا ہے۔

یا زندگیٔ نو تھی ہر موج حوادث کی
یا موت کا طالب ہوں انفاسِ مسیحا سے

Marfat.com

ہاتھ پاؤں باندھے جاتے ہیں۔ کس کے ــــ؟ بے قصور معصوم بیٹے کے ــــ چھری چلائی جاتی ہے۔ کس پر ــــ؟ بھولے بھالے، بے گناہ، اطاعت شعار بیٹے کے گلے پر...... چھُری...... دھار دار چھُری...... مقدّس باپ...... معصوم، نوعمر اور لاڈلے بیٹے کا گلا ــــ!

فلسفیانہ دماغ پریشان، ظاہر بین حیران اور مادّی عقول انگشت بدندان ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے ــ؟ کیوں ہو رہا ہے ــ؟ کیسے ہو رہا ہے ــــ؟ لیکن خلیل اللہؑ کے احوال تک رسائی کس کو نصیب ہوتی ہے ــــ؟

میری دُنیا سے ناواقف ہے دُنیا
جہاں میں ہوں وہ عالَم دوسرا ہے (یوسف رامپوری)

یہ دوسری بات ہے کہ نتیجہ خلافِ توقع ہوا اور دُنیا کو یہ سُننے کا موقع مل جائے۔

طغیان ناز بین کہ جگر گوشۂ خلیلؑ
خود زیرِ تیغ رفت و شہیدش نمی کنند

(ناز و انداز کی طغیانی بھی دیکھ! کہ خلیل اللہؑ کے جگر گوشہ (اسماعیلؑ) چھری کے نیچے جاتے ہیں، اس کے باوجود وہ انہیں شہید نہیں کرتی۔)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی پر نظر ڈالئے۔ ساری عمر تجرد میں گذاری، رہنے کو مکان تک نہ بنایا اور کبھی سفر میں بھی توشہ تک ساتھ نہ لیا، لیکن آنجنابؑ پر بھی فتوے لگائے گئے۔ دار تیار کی گئی۔ کس کے ہاتھوں ــــ؟ انہی کے ہاتھوں جو خود کو توحید پرست کہتے تھے۔ لیکن اس مقدّس شخصیت کو نہ ملامت مرعوب کر سکی، نہ فتویٰ اور نہ فیصلۂ دار ــــ یہ حقیقت ہے کہ: 'قصۂ دار و رسن بازیٔ طفلانۂ دل'۔

مادی عقل ہی کو سب کچھ سمجھنے والے نادان چاہے کچھ ہی خیال کیوں نہ کریں،

Marfat.com

لیکن اہلِ نظر آنحضرت ﷺ اور حضرت زید رضی اللہ عنہٗ، حضرت زینبؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کے حالات میں بھی دریائے سلوکِ ربانی کو ٹھاٹھیں مارتا دیکھ رہے ہیں ـــ لیکن ؎

شرح او حیف است بااہل جہاں ہمچو راز عشق باید در نہاں

(اس کی تشریح کرنا ان جہاں والوں کے ساتھ ظلم ہے۔ جن سے رازِ عشق پوشیدہ ہیں۔)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے علم اوّلین و آخرین کا وارث بنایا اور مختلف علوم کی مجھے تعلیم دی۔ ایک علم وہ ہے کہ جس کا چھپانا مجھ پر لازم قرار دیا کیونکہ وہ ایسا علم ہے کہ جس کو میرے بغیر کوئی نہیں اٹھا سکتا دوسرا علم وہ ہے کہ جس کے بتانے اور چھپانے کا مجھے اختیار دیا۔ تیسرا علم وہ ہے کہ جس کے متعلق یہ حکم ہوا کہ خاص و عام کو تبلیغ کردو۔ (تفسیر روح البیان جلد نمبر ۳، صحائف السلوک)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وِعَائَیْنِ، اَمَّا اَحَدُھُمَا فَقَدْ قَبَثْتُہٗ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُہٗ لَقُطِعَ الْبُلْعُوْمُ. ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے علم کے دو ظرف یاد کیے ہیں۔ ایک تو میں نے ظاہر کر دیا اور اگر دوسرے کو ظاہر کروں تو یہ ٹینٹوا کاٹ ڈالا جائے۔'' (بخاری کتاب العلم حدیث نمبر ۱۲۰ نیز بخاری کتاب الفتن)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر میں آیت اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ ط (الطلاق:۱۲) ''اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور ان ہی کے برابر زمینیں'' کی تفسیر بیان کروں تو تم مجھ کو سنگسار کر دو گے اور ایک روایت میں ہے کہ تم مجھے کافر کہو گے۔ (احیاء العلوم، ہدیہ مجدیہ، اسرار حق)

امام زین العابدینؒ فرماتے ہیں: ؎

یَا رَبِّ جَوْھَرُ عِلْمٍ لَوْ اَبُوْحُ بِہٖ
یُقَالُ لِیْ اَنْتَ مِمَّنْ یَّعْبُدُ الْوَثَنَا

Marfat.com

اے رب! علم کا ایک جوہر ایسا بھی ہے کہ اگر میں اس کو ظاہر کروں تو لوگ مجھے بُت پرست کہیں گے۔

وَلَاسْتَحَلَّ رِجَالٌ مُّسْلِمُوْنَ دَمِیْ
یَرَوْنَ اَقْبَحَ مَا یَاْتُوْنَہٗ حَسَنًا

اور مسلمان میرا خون بہانا حلال سمجھیں گے اور یہ بدترین کام جو وہ کرتے ہیں اچھا جانیں گے۔ (احیاء العلوم، فتوحات مکیہ (فصوص) ہدیہ مجدیہ، اسرارِ حق)

شیخ عبدالحقؒ دہلوی نے اخبار الاخیار میں اپنے خاندانی حالات تحریر کیے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک روز والد نے کہا کہ ''چوں مشاہدہ کردہ می شود کہ علماء و فضلا در طلب جاہ و عزت و کثرتِ اسباب و جمعیتِ اموال و نزاع و خصومت کہ با خلق می افتند مرا شکرانہ آید کہ بسیار نہ خواندہ ایم و از اکابر نشدیم''۔ (جیسا کہ مشاہدہ ہوتا ہے کہ عالم فاضل لوگ جاہ و عزت اور اسباب کی کثرت اور مال و دولت جمع کرنے اور عوام الناس کے ساتھ خصومت اور تنازعہ کرتے رہتے ہیں۔ اس وجہ سے میں شکر ادا کرتا ہوں کہ میں نے زیادہ تعلیم حاصل نہیں کی اور اکابر میں میرا شمار نہیں) محدث صاحب کے دادا بھی آزاد صوفیانہ خیالات کے آدمی تھے، راتوں کو جاگتے اور عاشقانہ شعر پڑھتے۔ ایک روز شیخ سیف الدین (والد محدّث صاحب) نے اُن سے دریافت کیا کہ کبیر جن کے دوہے مشہور ہیں مسلمان تھا یا کافر؟ آپ نے فرمایا کہ موحّد تھا۔ اُنہوں نے دوہرا کر پوچھا کہ موحّد کو کفر اور ایمان سے کوئی تعلق نہیں (کہ موحّد غیر کافر و مسلمان است) اُنہوں نے ٹال دیا کہ یہ نکتہ سمجھنا بڑا مشکل ہے۔ آہستہ آہستہ سمجھ جاؤ گے۔ شیخ سیف الدین کے مرشد شیخ امانؒ پانی پتی وحدتِ وجودی خیالات کے صوفی اور ابن عربیؒ کے مقلّد تھے۔ ان کے متعلق لکھتے ہیں: ''سخنِ توحید فاش گفتے۔'' یعنی توحید کی بات واضح کہتے ہو۔ انکی زندگی

Marfat.com

میں کئی باتیں ایسی ہوتی تھیں کہ جنکی شرعاً تائید نہیں ہوتی تھی۔'' اور در تصوّف طریقۂ ملامتیہ داشت'' یعنی وہ تصوّف میں ملامتیہ طریقہ رکھتے تھے۔

وحدت الوجود کا قائل ہونے کی وجہ سے خود شیخ ابن عربی ؒ کا دوسرے مذاہب کی نسبت جو طرزِ عمل ہوگیا تھا اسے انہوں نے چند عربی اشعار میں بڑی خوبی سے نظم کیا ہے۔فرماتے ہیں:

''آج کے دن سے پہلے میرا یہ حال تھا کہ جس ساتھی کا دین مجھ سے نہ ملتا تھا میں اس کا انکار کرتا تھا اور اسے اجنبی سمجھتا تھا، لیکن اب میرا دل ہر صورت کو قبول کرتا ہے۔اب وہ ایک چراگاہ بن گیا ہے غزالوں کی، دیر ہے راہبوں کا، آتش کدہ ہے آتش پرستوں کا اور کعبہ ہے حاجیوں کے لئے اور الواح ہے تورات کی، صحیفہ ہے قرآن کا۔عشق کا قافلہ جدھر چاہے مجھے لے جائے۔میرا دین بھی عشق ہے اور میرا ایمان بھی عشق۔ (رودکوثر)۔

اب کھل گئی حقیقت دُنیائے رنگ و بو کی
پھولوں نے کہدیا سب کلیوں میں جو نہاں ہے

صوفیائے کاملین کی آج بھی ایسی بے شمار تصنیفات موجود ہیں، جن میں حقائق و معارف کو اشارات میں یا واضح طور پر ظاہر کیا گیا ہے اور جن سے باصدق و یقین مطالعہ کرنے والے بجا طور پر مستفیض ہوتے ہیں۔کوئی علم و ہنر بغیر مناسب کوشش اور شوق کے حاصل نہیں ہوتا۔طالبانِ صادق کے سامنے جب اولیاء اللہ کی کوئی ایسی بات آتی ہے، جس کو وہ نہ سمجھ سکتے ہوں، تو وہ اس کا انکار نہیں کرتے اور نہ وہ لاکھوں صوفیائے کرامؒ کے متعلق اسلامی تعلیمات کے خلاف ہونے کا الزام لگا کر، غفلت اور خود بینی کی تاریکی میں خطرناک اضافہ کرتے ہیں۔عوام کے لئے بوجہ کمی استعداد حقائق و معارف کا سمجھنا دشوار ہو جاتا ہے۔ان

Marfat.com

کے لئے یہ طریقہ کار مناسب ہے کہ جو بات ان کی سمجھ میں نہ آئے تو اس کے لئے کسی مرشد کامل یا عالم ربّانی سے رجوع ہوں اور کسی علم حق یا بات کے نہ جاننے اور نہ سمجھنے کی وجہ سے اس کا انکار کر کے حق کی طرف پشت نہ کریں۔

پاک بیں از نظر پاک بمنزل برسید
احول از چشم دور بیں درطمع خام افتاد (حافظ)

(کسی کی پاک نظر سے پاک ہو جا، منزلِ مقصود تک پہنچ جائے گا۔ دور رس نگاہوں سے حالات کو مت دیکھ کہ حرص و طمع میں گرفتار ہو جائے گا۔)

کتاب شریف (الحقُّ المُبین) میں کوئی ایسی بات نہیں ہے، جو کلامِ الٰہی، احادیث نبوی ﷺ اور تعلیماتِ اولیاء اللہ کے خلاف ہو۔ اُمید ہے کہ جویائے حق کو اس کے پُرخلوص مطالعہ سے نفع کثیر ہوگا اور سالکانِ پاکباز کو اس کی نورانی تعلیمات پر عمل کرنے میں قربِ حق کی روشنیاں نظر آئیں گی۔

اگرچہ اس مبارک صحیفہ ''الحقُّ المُبین'' کو مکمل ہوئے کافی عرصہ ہو گیا اور حضرت مسیح العارفین سیدنا قبلہ نوری قلندر اویسی قدس سرہ العزیز کے پردہ فرمانے سے چند ماہ پہلے ہی طبع کرایا جا سکتا تھا، لیکن افسوس ہے کہ بعض حالات کی وجہ سے اس کی اشاعت میں تاخیر ہوتی رہی۔ اللہ کا شکر ہے کہ آنجنابؒ کے متوسّلین کی پرخلوص کوششیں اب بارآور ہوتی نظر آ رہی ہیں۔ جن حالات میں اس کی اشاعت ہو رہی ہے وہ ایسے نہیں ہیں کہ اس کو ظاہری طور پر دل خواہ خوبیوں سے آراستہ کیا جاتا۔ بہر حال

Marfat.com

آیات و احادیث اور دوسرے مضامین کی صحت کے ساتھ کتابت اور طباعت کے لئے جس قدر بھی توفیق ملی ہے، اس میں اگر کچھ تساہل یا غفلت ہوئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست ہے۔ وہ بڑا عذروں کا قبول کرنے والا اور بے انتہا معاف فرمانے والا ہے۔

مجھے اس کا وہم وگمان بھی نہ تھا کہ اس بے سروسامانی کی حالت میں، مناسب کتابوں اور مناسب ماحول سے دور ہونے کے باوجود اس کی اشاعت کا بوجھ بھی مجھ جیسے کمزور اور ناتواں کے سر پر ڈالا جائے گا۔ اللہ جانے مشکلات کی کیا حالت ہو جاتی، اگر وہ اپنے فضل وکرم سے میرے عزیز بھائی مولوی بوستان خان صاحب اویسیؒ کو سچے پیار اور محبت سے اس مبارک کام کی تکمیل کے لئے کوشش کرنے اور ہاتھ بٹانے کے لئے آمادہ نہ فرماتا۔ ہماری ناتواں آنکھیں اسی کی لاثانی رحمت اور شانِ ذرّہ نوازی پر لگی ہوئی ہیں، جو کچھ بھی اس نے اپنے فضل وکرم سے کوشش کرائی ہے، وہی اس کا قبول فرمانے والا ہے۔

آخر میں اتنا عرض کرنے کو پھر طبیعت چاہتی ہے کہ جہاں یہ ضروری نہیں کہ کسی شخص کی بات دفعتہً ہر عاقل سمجھ جائے، وہاں بارگاہِ رحمٰن سے بانتہائی عجز و نیاز کے ساتھ توفیق طلب کرنا اور اخلاص سے اس کے ذکر میں مشغول رہنا، اس کے کرم سے باعثِ ترقیٔ درجات اور نزولِ رحمت کا سبب ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝

(الاحزاب آیت ۴۱۔۴۳ پ ۲۲)

اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو۔ وہی ہے جو تم پر رحمت نازل کرتا ہے اور اُس کے فرشتے بھی۔ تاکہ وہ تمہیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال لائے اور اللہ ایمان والوں پر مہربان ہے۔

کیا اچھا ہو کہ لوگ فریبِ رنگ و بو اور دُنیا و زینتہا سے اپنے قلوب اور نظروں کو ہٹا کر حق طلبی، حق کوشی اور حق بینی کو اپنا مقصدِ حیات سمجھ لیں۔ کتاب شریف ''الحقُّ المُبین'' کا ہر ایک مضمون حقیقت کے چہرے سے پردوں کو ہٹا کر حق کے پاکباز طالبوں کو افکارِ ماسوا اللہ سے آزاد ہونے کی دعوت دے رہا ہے۔ اب یہ ان کا کام ہے کہ ہمّت اور استقلال سے حق شناسی کے لئے پُرجوش عملی اقدام کریں۔

کیے ہیں فاش رموزِ قلندری میں نے
کہ فکر مدرسہ و خانقاہ ہو آزاد (اقبالؔ)

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (المؤمن آیت ۶۵ پ ۲۴)

وہ ہے زندہ رہنے والا اور اس کے علاوہ کوئی نہیں اُلوہیت والا اُس کو پکار نری نری اُس کی اطاعت کر کے۔ سب خوبی اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا۔

''مسکین''

۱۹۵۶ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

حمد و ثنا معبود بے چون و چرا۔ خالقِ ارض وسما جل جلالہٗ وعم نوالہٗ، ونعت سیدالمرسلین رحمت اللعالمین شفیع المذنبین، راحت العاشقین، سرورِ کائنات مفخرِ موجودات تتمہ دورِ زمان صفوتِ آدمیان خواجۂ عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین ہر دو محال وغیر ممکن ہے۔

فَمَا نَظَرَ الْعُيُوْنَ مِثْلَ جَمَالِهٖ وَلَا وَضَعَتْ اُنْثٰى كَمِثْلِ مُحَمَّدٍ

وَلَا شَرَافَتْ اَرْضٌ بِمِثْلِ نَوَالِهٖ وَلَا سَمِعَتْ اُذُنٌ كَذِكْرِ مُحَمَّدٍ

(یعنی نظروں نے آپ ﷺ کے جمال جیسا جمال کہیں نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کی پیدائش کے بعد ایسی پیدائش نہ ہوئی۔ نہ ہی زمین نے آپ ﷺ کے وجود جیسی شرافت اور عزت حاصل کی۔ اور نہ ہی کسی کان نے آپ ﷺ جیسا ذکر سنا۔)

اما بعد! ہیچمدان فقیر حقیر نظام الحق المعروف بہ گل سبحانی خوشہ چین خرمنِ اربابِ رحمانی وکاشفانِ اسرارِ جلی و واقفانِ رموزِ خفی وقلندرانِ بے ریا و عاشقانِ باصدق وصفا وجویائے راہ فنا فی اللہ وفائزانِ اوجِ بقا باللہ ومقربانِ بارگاہ الٰہ وماہرانِ فقر و وِلا کی خدمت بابرکت میں ملتمس ہے کہ یہ رسالہ مسمّٰی بہ "الحق المبین" وَهُوَ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمُ جو حقیقت گلزار توحید وتفرید کی کلیوں اور پھولوں سے بصورت گلدستۂ معرفت، صداقت قلب وشگوفہ ہائے

Marfat.com

توحید و وحدت سے مزیّن ہے بایمائے پیرِ طریقت کہ جس کے دامنِ عافیت میں پناہ لی ہے، بصورت پند ونصائح اس غرض سے تالیف کیا گیا کہ بندگانِ الٰہی و طالبانِ مولیٰ حصولِ مقصد سے محروم و محجوب نہ رہیں۔

مرشدِ کامل کا وجود پاک اللہ تعالیٰ کی بہترین نعمت ہے۔

چوں گرفتی پیر را تسلیم شو ہمچو موسیٰؑ زیر حکم خضرؑ رو
ہر کہ او عاشق نشد برروئے پیر از خدا ہرگز نشد نعمت پذیر
چوں تو ذاتِ پیر را کردی قبول ہم خدا در ذاتت آمد ہم رسول
دو مبین و دومدان و دومخواں خواجہ را در خواجۂ خود محودان
گرجدا بینی زحق ایں خواجہ را گم کنی ہم متن و ہم دیباچہ را

(مولانا رومؒ)

(جب مرشد کا دامنِ پاک پکڑ لیا ہے تو سرِ تسلیم خم کردے، موسیٰؑ کی مانند خضرؑ کے پیچھے چلتا رہ۔ جب تک کوئی مرشد کا سچا عاشق نہیں ہوتا اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہرگز نعمت حاصل نہیں ہوتی۔ چونکہ تُو نے پیر کی ذات کو قبول کرلیا ہے تو اللہ تعالیٰ کا جلوہ بھی اس کی ذات میں آیا ہے اور رسول کا بھی۔ (ان کو) دو مت دیکھ، دو مت جان، دو مت پکار۔ خواجہ اپنے خواجہ میں خود محو و مشغول ہے۔ اگر حق کو اس خواجہ سے جدا دیکھے گا تو (علمِ کامل کے) متن کو بھی کھو بیٹھے گا اور دیباچہ کو بھی۔)

طالبِ حق کے لئے پیر یعنی استاد کامل ہی جو فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کی صفات سے متصف ہو رسول اور اللہ ہے اور یہ امر حق ہے۔ مفروضات اور جدّتِ ذہنی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ چونکہ یہ امر حال سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے اس کو زبان اور قلم سے ادا کرنا مشکل ہے۔ مگر ذی فہم کے سمجھنے کے لئے اس قدر ظاہر کردینا کافی ہے کہ جب تک طالب کا علم عوام

Marfat.com

کے علم کی طرح محدود ہوتا ہے وہ پیر کو پیر ہی جانتا ہے۔ جب شغل و اشغال کے ذریعہ روحانی صفائی حاصل ہوتی ہے تو اُستاد کامل کے علم کا اِس پر انکشاف ہوتا ہے۔ اُس کی عظمت اِس کے دل میں رسول کی سی ہوجاتی ہے اور رسول کے اوصاف کو اس میں نمایاں طور سے دیکھتا ہے۔ جب طالب فنا فی الشیخ کے مرتبہ سے گزر جاتا ہے، تو طالب کو استاد کامل کی ذات میں جلوۂ الٰہی نظر آتا ہے، اور کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ جب تک درجہ بدرجہ ترقی علم نہ ہوگی کسی طالب کو فیضان ہونا محال ہے۔ الغرض طالب کو مرشدِ کامل کی ایسی متابعت کرنا چاہیئے جیسی کہ حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت کی تھی۔

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝ (الکہف آیت ۱۷ پ ۱۵)	اور جسے اللہ ہدایت دے تو وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کرے تو اس کے لئے نہ کوئی ولی نہ کوئی مرشد۔

اُمید ہے کہ اس رسالہ کو غوّاصانِ دریائے وحدت و سیّاحانِ بادیۂ حقیقت بغور مطالعہ و ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہ طریقِ سلوک نبوی ﷺ و مسلکِ اسرار مرتضویؓ سے پُر، ضروریاتِ مسائلِ عرفان سے معمور، مدلل بادلّہ معقول و منقول قرآن و حدیث ہے اور تزئین مضامین آرائی سے مبرا، تعصب و کدورت سے منزہ۔ یقین ہے کہ اس کے مطالعہ سے قلوب مطمئنہ مسرور، ارواح طیبہ مبتہج و سُرور اندوز، شناورانِ بحرِ عرفان راحت پذیر اور طبائع اربابِ صدق و صفا آرام گیر و تروتازہ ہوں۔

Marfat.com

مُناجات بجنابِ مجیبُ الدّعوات

اے مرے معبود اے مالک مرے | میرا عاجز دل تجھے سجدہ کرے
میرے قلبِ زار میں فرما نزول | یا الٰہ العالمیں بہرِ رسول ﷺ
صاحبِ برکات ہے تو اے کریم | سامع الاصوات ہے تو اے علیم
خوبیاں تیری ہیں بے حد و قیاس | اک توئی ہے لائقِ حمد و سپاس
جانتا ہے تو ہی اپنی خوبیاں | اس بیاں سے ہے میری عاجز زباں
چاہتی ہے یہ مری عاجز زباں | ہو تیرے اوصاف میں رطب اللّساں
کرتے کرتے یہ ثنا ہوجائے محو | اور ہمہ تن آپ خود ہوجائے سہو
میں ہوں فانی تو ہے باقی باکمال | اے مرے اللہ تو ہے ذوالجلال
دیکھ کر تیرا جلال اے کبریا | دیکھ کر تیرا جمال اے کبریا
چشمِ باطن سے جو کی میں نے نظر | رہ گئی وا مثلِ انجم چشمِ تر
دل میں آتا ہے کہ ہوجاؤں نثار | ہوں مگر لاچار اور بے اختیار
جان بھی دی تو نے میرا اس میں کیا | کیا کروں قربان تجھ پر تو بتا
آفتاب و ماہتاب و بحر و بر | یہ زمین و آسماں، کوہ و شجر
تیری رفعت کے مقابل ہیچ ہیں | آب و آتش باد پیچاں ہیچ ہیں
آب و آتش باد کے طوفان کیا | اور مشتِ خاک یہ انسان کیا
تیرے بحرِ صنع کی لہریں ہیں یہ | اور محیطِ بدع کی لہریں ہیں یہ
ما عرفنا جبکہ فرمائیں رسول ﷺ | کیا تجھے پہچانے یہ ظالم جہول

Marfat.com

ہے نرالی ذات تیری اے احد — لم یلد ہے اور لم یولد، صمد
ایک لچک ہے اور متحرک نہیں — پائی جاتی ہے نہیں حرکت کہیں
ایک مسمّٰی اور اسما بے شمار — واہ واہ کیا شان ہے پروردگار
عرش و فرش و کرسی و جملہ مَلک — جنت و اعراف اور دوزخ فلک
جن و انساں اور جملہ کائنات — توہی ہے مشہود یہ تیری صِفات
کرتا ہوں ان سب پہ میں جس دم نظر — اِن کو فانی دیکھتا ہوں سربسر
ہے سُرورِ لَمْ یَزَلْ تیرا ہی نور — باقی رہتا ہے اَبَد ہی کا ظہور
واہ واہ نورِ ازل کی وہ جھلک — اس سے حیران خیرہ ہے چشمِ فلک
دیکھ کر اس کو یہ چشمِ ناتواں — وَا ہے مثلِ دیدۂ سیارگاں
تجھ سے قائم ہے نظامِ کائنات — اشرف و اعلیٰ ہے سب سے تیری ذات
نجم ثاقب خاص ہے تیرا ہی نور — بس ہوا اس نور سے سارا ظہور
میں ہوں ساجد اور تو مسجود ہے — میں ہوں عابد اور تو معبود ہے
ڈھونڈتا ہوں خود میں پاتا ہوں تجھے — خود کہاں میں یہ ہوا دھوکا مجھے

اب یہ دھوکا بھی مٹادے اے حکیم
عبد تیرا ہے نظامُ الحق اثیم

Marfat.com

سبب تالیفِ کتاب

یہ خاکسار صحرا نوَرد، ساکن رام پور افغانان، صحرا بصحرا خاک اُڑاتا ہوا شہر اُودے پور میواڑ پہنچا۔ تقریباً سال بھر وہاں قیام کرنے کا اتفاق ہوا۔ اگرچہ اس ناچیز نے وہاں سے کئی مرتبہ روانہ ہونے کا قصد کیا۔ مگر اکثر اصحاب خصوصاً جناب محمد حسین سابق انجینئر بمبئ جنہوں نے زمانۂ ترکِ موالات میں اپنی ملازمت سے مستعفی ہوکر بمبئ کو خیر باد کہا تھا اور حامیانِ جماعتِ خلافت کے ساتھ متحد ہوکر اُودے پور میں مقیم تھے اور مولوی حکیم بدرالدین صاحب عرف نمدے شاہ لاہوری ساکن حال اودے پور کے اخلاقِ حسنہ اور سچی محبت وخلوص نے مجھے گرویدہ بنا رکھا تھا۔ یہ دونوں حضرات مجھ کو روانگی سے اکثر مانع ہوا کرتے تھے۔ اس اثنا میں حقیر بیمار ہوگیا۔ حکیم صاحب موصوف نے معالجہ میں سعی بلیغ فرمائی اور انجینئر صاحب نے حقِ تیمارداری شاید و باید ادا کیا۔ بفضل الٰہی مجھ کو صحتِ کلی عطا ہوئی۔

اتفاقاً ایک روز محمد حسین صاحب ایک انگریزی اخبار لیے ہوئے تشریف لائے اور کہنے لگے کہ امریکہ والے یہ سوال کرتے ہیں کہ ہر علم وفن کی ابتداء و انتہاءً ہے۔ مگر حضور سرورِ عالم ﷺ نے اول اعلان کلمۂ توحید اور صوم وصلوٰۃ وغیرہ کا تو فرمایا۔ لیکن انتہاءً کے لئے کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔ عجب بات ہے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ ایسا جلیل القدر مرسل ﷺ جس کی شریعت ناسخ الادیان ہو، اس کے متعلق کچھ نہ فرمائے۔ مولوی صاحبان

Marfat.com

سوائے پابندیٔ احکامِ پنجگانہ کچھ نہیں بتاتے۔ (الخ مفہوم اخبار) اخبار کا مضمون سُنا کر انجینئر صاحب نے مجھ سے کہا کہ یورپ والے جس کام کو شروع کرتے ہیں جب تک اس کو انتہاً تک نہ پہنچادیں اس کام سے مطمئن اور دست کش نہیں ہوتے۔ میں نے عرض کیا، میں کیا کرسکتا ہوں۔ مولوی صاحبان اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ میں نہ مُلا نہ مولوی نہ عالم، نہ فاضل مگر وہ ہر دو حضرات ہمیشہ اس امر پر مصر رہے کہ میں ہی اس مسئلہ کے متعلق کچھ تحریر کروں۔ الغرض اسی طرح ان کی طرف سے اصرار اور میری طرف سے انکار ہوتا رہا۔ ۱۹۲۵ء میں جب میں اجمیر چلا آیا تو وہ ہر دو احباب بھی بتقریب عرس حضرت خواجۂ خواجگان معین الدینؒ اجمیر آئے اور مجھ سے ملے اور اسی دیرینہ ذکر کا اعادہ کیا۔

القصہ ان ہر دو حضرات کے اصرار سے اس قلیل البضاعۃ نے مسئلہ مذکور کے جواب پر بایمائے حضرت پیرِ طریقت قلم اُٹھایا اور آیاتِ قرآن پاک، احادیثِ نبوی ﷺ، اقوالِ سَلفِ صالحین، اعمال و اشغالِ صوفیائے کرام و عارفانِ والا مقام اور ادلّہ کاملہ سے ان اوراقِ پریشان کی صورت میں تالیف وتصنیف کیا۔ تاکہ طالبِ راہِ مولیٰ کے لئے ایک رہنما کا کام دے۔ لیکن صحرا نَوَردی نے کچھ پاس نہ چھوڑا تھا۔ نہ کتابیں پاس تھیں جن کو دیکھ کر فائدہ اُٹھاتا، نہ جائے قیام ایسی متعین تھی کہ سب چھوٹے ہوئے علم ظاہری کا ذخیرہ دوبارہ فراہم کیا جاتا۔ کیونکہ کبھی اجمیر، کبھی جھانسی، کبھی پنجاب، کبھی کہیں کبھی کہیں۔ ''دن کہیں، رات کہیں، صبح کہیں، شام کہیں۔''
مزید برآں دائمی آشوبِ چشم نے فرصت ہی نہ دی کہ نقلی علوم کو صحت کے

Marfat.com

ساتھ نقل کیا جاتا لیکن احباب کی خاطر ایفائے وعدہ ضرور ہوا اور کارِ خیر سمجھ کر بقول حافظ شیرازیؒ: درکارِ خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست (نیکی کے کام میں استخارہ کی ضرورت نہیں۔) لکھنے پر آمادہ ہوگیا۔ اپنی ایسی حالت میں یہ کام دشوار تھا۔ اس لئے اس کی یہ صورت رہی کہ جو شخص لکھنے والا میرے پاس آ گیا اُسے کچھ لکھوادیا۔ اکثر نقلِ عبارت و اشعار میں بھی غلطی محسوس ہوئی لیکن اس طرف کچھ توجہ نہ رہی کہ آیا صحیح ہے یا غلط؟ جو کچھ یاد آیا تحریر کرادیا۔ مگر حتی الامکان یہ خیال ضرور رہا کہ مطلب پردۂ اخفا میں نہ رہے بلکہ ہر طرح بقولِ حافظ شیرازیؒ: ؎

غرض ز مسجد و میخانہ ام وصال شماست
جز ایں خیال ندارم خدا گواہ من است

(مسجد و مے خانہ سے غرض صرف تیرا وصال ہے۔ اللہ گواہ ہے اس کے سوا کوئی خیال نہیں۔)

یہ خیال کرکے حیرت ہوتی تھی کہ علاوہ ازیں اگر تحریر بھی کیا جائے تو کیا؟ جہاں زبان کو گویائی کی طاقت نہیں، حواس بیکار اور عقل دور ہی سے محوِ حیرت ہے، وہاں کیا لکھا جائے اور کیسے لکھا جائے؟ سعدیؒ ؎

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ماہم چناں در اول وصفِ تو ماندہ ایم

(عمر کی لمبی کہانی اختتام پذیر ہوا چاہتی ہے، لیکن ہم ابھی تک اُسی طرح پہلی منزل پر تیری وصف میں پڑے ہوئے ہیں۔)

اور یہ غلط نہیں ہے کہ اس راستہ میں عقل سے گزر کر عشق کے پاؤں پر چلنا پڑتا ہے اور عشق کی باتوں سے عقل گھبرایا ہی کرتی ہے۔ ؎

Marfat.com

در دفتر طبیبِ خرد بابِ عشق نیست
اے دل بدرد خوکن و نام دوا مپرس (حافظؔ)

(طبیبِ خرد کے پاس عشق کا علاج نہیں، اے دل، درد کا خوگر بن جا۔ دوا کا نام مت لے۔)

آخرکار ان اوراقِ پریشان نے جمع ہوکر اس مجموعہ کی صورت اختیار کرلی اگر طالب اس کتاب کو بغور وفکر مطالعہ کرے تو مجھ کو اُمیدِ قوی ہے کہ وہ اپنے مقصدِ اصلی سے ضرور بہرہ ور ہوگا۔ ثاقبؔ انصاری جودھپوری ۔

طالبِ مولائی از من درس گیر تا کہ از میدان بری گوے سبق
از خیابانِ جنان گلدستہ بین مرحبا ایں گلدستہ ام توحیدِ حق

۴۷ھ ۱۳

(اے طالبِ مولا! میں نے درس دے دیا، تاکہ تو میدانِ مسابقت میں سب سے آگے نکل جائے۔ جنت کے باغوں سے گلدستہ چن دیا سبحان اللہ میرا یہ گلدستہ، ''توحیدِ حق'' ہے۔)

Marfat.com

مُناجات

یاالٰہَ العالمین! اپنے پیارے رسولِ مقبول ﷺ کی اُمّت کو بُرائیوں سے برطرف اور گناہوں سے دور رہنے کی توفیق، نیکیوں کی ہدایت، عبادات میں خلوص عطا فرما۔ اپنے محبوب ﷺ کے طفیل، اپنی رحیمی و کریمی کے صدقے، اعمال و عبادات میں دانستہ یا سہواً جس غفلت کے وہ مرتکب ہوتے ہیں اس پر نظر مت ڈال۔ اے مالکِ عزیز! اپنے رسولِ عزیز ﷺ کی عزیز اُمّت کو اپنی رحمتِ نامتناہی سے بخش دے۔ کیونکہ اگر وہ کسی خیال و خطرہ سے تیری طاعت بجا لاتے اور گُناہ بھی کرتے ہیں تو ان کی وہ طاعت تیری رضا سے ہے اور یہ معصیت تیری قضا سے۔ جو کچھ ان سے تیری رضا کے سبب صادر ہو اگر وہ تھوڑا ہو اور گناہ آمیز، تو بھی تو قبول کر۔ تُو کریم ہے۔ اور جو کچھ ان سے تیری قضا یعنی حکم کے سبب ظہور میں آئے اگر وہ طاعت سے زیادہ ہو اس سے درگزر کر۔ کیونکہ تو رحیم ہے۔ اے آفتابِ حُسنِ جہاں آراۓ۔ اے جانِ بخشِ عالَم! اے سروِ چمنِ انجمنِ آرا! اپنی خوبیِ حُسن کے تصدق اور باعثِ آفرینشِ عالَم کے جمال و کمال کے صدقے میں انہیں جنت و باغِ نعیم میں داخل کر اور اصحابِ سرور

Marfat.com

سرمدی بنادے۔ ان کے دلی ارادے اور جملہ آرزوئیں اور کُل خوشی اور خوشنودیاں پوری کردے۔ تیرے سوا مخلوق کی آرزو بَر لانے والا اور کوئی نہیں۔ تیری رحمت کے خزانے بے انتہا ہیں۔ تیرا فضل ہر شخص کی آرزوئیں برلانے والا اور ہر ایک کی خواہش پوری کرنے والا ہے۔ اس لئے مجھے اُمید ہے کہ میری آرزو جو تیرے حبیب ﷺ کی اُمّت کے بارے میں ہے ضرور بَر آئے گی۔ تیرا علم کُل چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ اس لئے تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ میں نے کبھی تجھ سے اپنی یاد میں سوائے تیرے محبوب ﷺ کی اُمّت کی آمرزش اور بخشش کے اور کچھ طلب نہیں کیا اور نہ ماسوائے اس کے کوئی خواہش کی۔ یہ صرف میری ہی خوشی اور خواہش نہیں، بلکہ یہ عین تیری خوشی اور تیرے ناز پروردہ حبیب ﷺ کی خواہش ہے۔ یہ عاجز اور ٹوٹا ہوا دل بھی تیرے سامنے دست بدعا ہے۔ کیونکہ جب خاکسار شکستہ دل تیرے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو تُو اُس کے ہاتھ پر ضرور نقد مراد رکھ دیتا ہے۔

Marfat.com

کیفیاتِ مطالعہ

Marfat.com

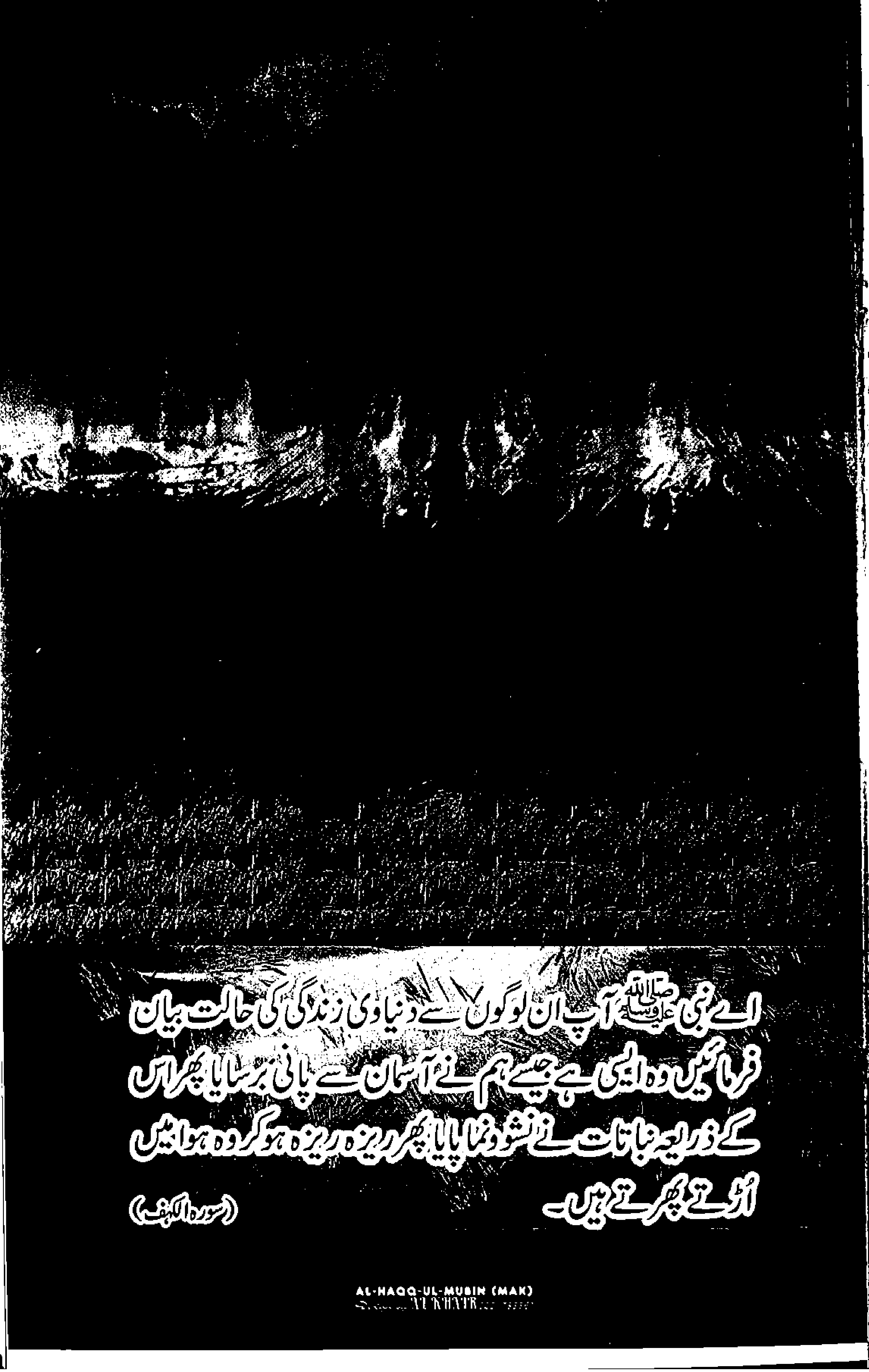

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں سے دنیاوی زندگی کی حالت بیان
فرمائیں وہ ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس
کے ذریعہ نباتات نے نشو ونما پایا پھر ریزہ ریزہ ہو کر وہ ہوائیں
اڑتے پھرتے ہیں۔
(سورہ الکہف)
AL-HAQQ-UL-MUBIN (MAK)

Marfat.com

Marfat.com

بے ثباتی دُنیا

کوئی آرہا ہے، کوئی جارہا ہے۔ کوئی پیدا ہورہا ہے، کوئی مر رہا ہے۔ ہر شخص اپنے چاروں طرف بیماری اور تندرستی، غم اور شادی کے اثرات تمام عمر دیکھتا رہتا ہے۔ بچپن کی معصومیت، جوانی کی دیوانگی، بڑھاپے کی کمزوری اور لاچاری ہر قلب کو کسی نہ کسی حد تک ضرور متاثر کرتی ہے۔ اکلوتے بیٹے کی جان کنی، شفیق والدین کی موت، محبوب صورتوں کی دائمی جدائی میں انسان کا دل خراش ماتم اور پھر ان سب کو رسم و رواج اور مذہبی اصولوں کے تحت اپنے ہی ہاتھوں سے آگ میں جلانا، پانی میں بہانا اور خاک میں دفن کرنا، ہر عقل کو حیرت میں ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ وہ کونسے لب ہیں جن پر کراہٹیں نہ آئی ہوں، وہ کونسی آنکھیں ہیں جن میں آنسو نہ ڈبڈبائے ہوں اور وہ کونسا دل ہے جو ہلا نہ ہو؟ عالم ہو یا جاہل، نامور ہو یا گمنام، خوبصورت ہو یا بدصورت، مفلس ہو یا مالدار، ظالم ہو یا مظلوم، حاکم ہو یا محکوم، راجہ ہو یا پرجا، بیمار ہو یا طبیب سب ہی ایک ناؤ پر سوار نظر آتے ہیں، سب ہی اپنی سانسوں کے پاؤں پر موت کی طرف خودبخود بڑھ رہے ہیں اور سب کے سب فنا کے گھاٹ اُترتے چلے جاتے ہیں۔ انسان کا مشاہدہ بتاتا ہے کہ اسی زمین پر بیشمار قومیں، لاتعداد تمدن اور بے گنتی تہذیبیں اُبھرتی اور برباد ہوتی رہی ہیں۔ آبادیاں ویرانوں میں، محلات کھنڈروں میں اور کھنڈر صحراؤں میں تبدیل ہوتے نظر آتے ہیں۔ کسی کیفیت و حالت اور کسی رنگ و بو کو قرار نہیں۔ کسی

Marfat.com

چیز کو ثبات نہیں۔

ملتی جلتی ہے مری عمرِ دو روزہ فانی
جی بھر آتا ہے اگر ذکر حُباب آتا ہے

اے عزیز! دُنیا فانی ہے اور ذات اللہ باقی رہنے والی ہے۔ دُنیا میں ایک سے ایک زیادہ زور آور پیدا ہوا۔ لیکن وہ گیا کہاں ——؟ بے تعداد بڑے بڑے بادشاہ ہوئے، جن میں سے بعض کو خدائی کا دعویٰ بھی رہا۔ اللہ کی وسیع زمین پر قابض رہے۔ اُن کے ظلم، مال اور افواج کے مقابلے میں کوئی دوسرا ہمسر نظر نہ آتا تھا۔ آج اُن کی قبروں کا نشان بھی نہیں۔ کوئی یہ بھی نہیں جانتا وہ کون تھے اور کیا ہوئے۔ بڑے بڑے حکماء جن کو اپنی حکمت پر ناز تھا، آج ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں۔ بڑے بڑے انبیاء و المرسلینؑ اور اولیائے کاملینؒ دُنیا میں تشریف لائے، لیکن اُن میں سے اکثر کے مزاروں کا بھی اب دُنیا میں کچھ پتہ نہیں چلتا۔ بڑی بڑی طاقتیں پیدا کرنے والے خود ناپید ہوگئے۔

جائے عبرت ہے جہانِ بے ثبات
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگیا

کہاں ہیں وہ سلیمان علیہ السلام جن کے تابع تمام جن تھے؟ کہاں ہے وہ تخت جس کا سفر غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ (صبح ایک شہر تو شام ایک شہر) تھا۔ کہاں ہیں وہ موسیٰ علیہ السلام جو طور پر مناجات فرماتے تھے ——؟ اُسی کے پاس چلے گئے جس کے پاس سب کو جانا ہے۔ کہاں ہے وہ نمرود جو خود خدا بنا بیٹھا تھا اور جس نے اللہ سے لڑنے کی تیاری کی تھی ——؟ کہاں ہے جمشید اور اس کا جامِ جہان نما ——؟ کہاں ہے وہ سکندر جو تمام روئے زمین پر

Marfat.com

اپنا قبضہ سمجھتا تھا—؟ کہاں ہیں وہ حسین جن پر دُنیا فریفتہ ہوتی تھی اور جن کو پردہ میں بھی کوئی نہ دیکھ سکتا تھا—؟ اب اُن کے خوبصورت جسموں کی خاک کوچہ بکوچہ اُڑتی پھرتی ہے۔ یہ مٹی تھے جو مٹی میں مل گئے۔ جب وقت آیا تو اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے کچھ نہ بنا سکے۔ تمام قوتیں اور تمام عُلوم بے کار ہوگئے۔ تمام افواج و اموال اور خزائن بے سود ثابت ہوئے۔ کسی کی کچھ نہ چلی۔ آخر سب فنا ہوگئے دُنیا میں کیا کیا اور کہاں گئے—؟ سوائے قصوں اور کہانیوں کے کچھ باقی نہ رہا۔

اَلَا یَاسَاکِنَ الْقَصْرِ الْمُعَلّٰی سَتُدْفَنُ عَنْقَرِیْبٍ فِی التُّرَابِ
لَهٗ مَلَکٌ یُّنَادِیْ کُلَّ یَوْمٍ لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ

اے اُونچے محلوں کے رہنے والو! قریب ہے کہ تم مٹی میں کھود کر دبا دیے جاؤ گے۔ فرشتہ روز پکارتا ہے کہ ''پیدا ہو مرنے کے واسطے اور بنو بگڑنے کے لئے۔'' (بخاری کتاب الرقاق)

مظاہرِ کائنات، عناصر کے کرشمہ ہیں۔ کہیں ایک صورت خاک کے بگولے نے اختیار کی اور کہیں دوسری صورت دکھائی۔ یہی عمدہ غذا جس کے حاصل کرنے کی سب کوشش کرتے ہیں، پیٹ میں جاکر میلے کی شکل اختیار کرلیتی ہے اور اس سے لوگ نفرت کرنے لگتے ہیں۔ پھر یہی باغوں اور کھیتوں میں پودوں کی عمدہ غذا ثابت ہوتی ہے اور لالہ و گل، پھل اور پھول کی صورت میں ظاہر ہوکر اہلِ دُنیا کو اپنے اُوپر فریفتہ کرنے لگتی ہے۔ اس میں وہ خاک بھی مل کر ایک ہوجاتی ہے، جو کسی حسین پری رو کی ہے، جس پر دُنیا فریفتہ تھی اور ہے۔ ایک بہادر جس سے دنیا ڈرتی تھی اور ایک کاملِ فن جس کی دنیا تعریف کرتی تھی۔ سب ایک روز اسی خاک کے ساتھ خاک ہوجاتے ہیں جو

Marfat.com

کوچہ و بیابانوں میں ہوا کے جھونکوں کے ساتھ اُڑتی پھرتی ہے اور پاؤں کے نیچے روندی جاتی ہے۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی جو پنہاں ہوگئیں

اے عزیز! اس دُنیا میں کسی کو قیام نہیں۔ یہاں ہر ایک مسافر کی مانند ہے۔ اس کی حالت مثل ریل کی سواری کے ہے کہ جس میں بہت سے مسافر سوار ہوں اور سفر کررہے ہوں۔ جس کا وقت آیا اور ٹکٹ کی مسافت پوری ہوئی، اُتر پڑا۔ کوئی آگے، کوئی پیچھے، ایسی جگہ یعنی ریل اور مسافرت میں کسی سے محبت کرنا اور اُس کی جدائی پر جبکہ اس کا وقت آجائے، رنج اور افسوس کرنا عقل سے بعید ہے اور جبکہ یہ حکم بھی ہو کہ ریل میں مسافروں نے جو سامان جمع کیا ہے، منزل پر ساتھ نہیں لے جایا جاسکے گا تو اُس مسافر کی عقل پر صد افسوس ہے کہ وہاں، دورانِ سفر میں، اپنی تمام قوت سامانِ آسائش وغیرہ کے جمع کرنے میں صرف کردے۔ کوشش کرکے، تکالیف اُٹھاکے، اسباب جمع کرے اور اسٹیشن پر اُترتے وقت چھوڑ جائے۔ تھوڑی دیر کی ظاہری تکلیف اور خیالی راحت کے واسطے اپنی تمام عمر ضائع کردے۔ جو شخص عقل رکھتا ہے وہ اس مدّتِ عمر میں ریل کی تمثیل سے فائدہ اُٹھا کر اس عالم میں اپنا وہ علم مکمل کرلے گا جو منزل پر پہنچنے کے بعد مفید رہے اور اُن ساتھیوں سے جو سمجھدار ہیں اس میں مدد لے گا۔

اگر بیٹھنے کو گدّہ نہیں ہے، نہ ہو۔ وہ زمین پر ہی بیٹھ کر اپنا وقت ختم کردے گا۔ اگر پانی کی ضرورت ہے تو چلّو ہی سے پی کر وقت گزار لے گا۔ لیکن بے فائدہ گدّوں، گلاسوں وغیرہ کی فکر میں تکلیف اُٹھا کر اپنے نپے تلے

Marfat.com

وقت کو برباد نہ کرے گا۔ کیونکہ یہ تمام سامان اس کو بموجب حکم چھوڑ جانا ہے۔ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ وہ شخص بہتر رہا جو اپنی محنت اور کوشش کی کمائی کچھ بھی منزل تک نہ لے جاسکا اور چلتے وقت سب کچھ یہیں چھوڑ گیا، یا وہ شخص جس نے ایسی صنعت اور علم حاصل کیا جو ہمیشہ کے لئے کارآمد ہوگیا اور اس مسافرت کے وقت کی تکلیف اور راحت کی کچھ پرواہ نہ کی۔

اب رہے یہ سوالات کہ انسان کیا ہے؟ وہ کہاں سے آیا ہے اور اُسے کہاں جانا ہے؟ وہ کونسا علم ہے اور کونسا عمل ہے جو اس کے ہمراہ جائے گا اور جسم کی جدائی کے بعد بھی کارآمد رہے گا؟ وہ کیا ہے جو جسم کے ساتھ ہی ختم ہوجائے گا اور بعد موت غیر مفید اور تباہ کن ہوگا؟ یا اس قسم کے دوسرے سوالات۔ تو اللہ رب الکریم کا بڑا احسان ہے کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے دُنیا میں ابتدأ ہی سے ایسی ہستیاں پیدا فرمائیں، جنہوں نے اپنے اعمال، افعال اور اقوال سے انسان کی حقیقت کی طرف رہنمائی کی اور اس کو نجات کا راستہ دکھایا۔

Marfat.com

کیفیاتِ مطالعہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

مذہب

تمام انبیائے کرامؑ، اولیائے عظامؒ، حکما اور عقلا کا یہ متفقہ مذہب ہے اور وہ اس بات کو تسلیم کرتے چلے آئے ہیں کہ دُنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے سب فانی ہے۔ اس کی طرف مُنہ نہ کرنا چاہیئے۔ اُنہوں نے اور اُن کے سچّے پیروؤں نے اس طرف نظر نہ کی بلکہ ذاتِ پاک ہی کی طرف ہمیشہ متوجہ رہے۔ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے، کھیتی سے مقصد پھل ہوا کرتا ہے اور پھلوں سے قوت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے نہ کہ زمین اور پودوں کی سرسبزی ہی سے خوش ہونا۔ صرف حصولِ مقصد، یعنی پھل یا نتیجہ پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ آخرت میں کارآمد وہی شے ہوسکتی ہے، جو اس سے مناسبت رکھتی ہو۔ جسمانیات جہاں ختم ہوجاتی ہے، وہاں روحانیت ہی مفید ہوسکتی ہے۔ اگر کسی نے کچھ روحانیت میں کمالیا تو البتہ وہ دائمی زندگی کو خوشی کے ساتھ پہنچ سکتا ہے۔ جس کا طریقہ بتانے کے واسطے دُنیا و آخرت کی فلاح سکھانے والے نے اپنے فضلِ عظیم سے اپنے سچے کام کرنے والوں کو انبیاءؑ اور رسولوںؑ کی حیثیت سے مبعوث فرمایا اور یوں ہی نہیں بلکہ ایسے دلائل بھی واضح طور پر اُن کے ساتھ کئے کہ کوئی اُن سے انکار نہ کرسکے، اور ہر انسان جسے عقلِ سلیم سے کچھ بھی حصہ ملا ہے، مان جائے کہ بیشک یہ سچّا اور سیدھا راستہ بتانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ عنایت کسی خاص قوم تک محدود نہیں رہی، بلکہ ہر آبادی

Marfat.com

میں ایسی برگزیدہ ہستیاں آئیں اور انسانوں کونجات کا سیدھا راستہ بتایا۔ ان سب نے توحید کی تعلیم دی۔ انسانی نجات کی اسی تعلیم کا نام مذہب ہے۔

کوئی فرد و بشر جس میں کچھ بھی عقل ہے انبیاء والمرسلین علیہم السلام کی تعلیمِ پاک کے فائدوں کا انکارنہیں کرسکتا۔ دُنیا نے جب تک اس پر عمل کیا وہ گوہرِ مراد سے اپنا دامن بھرتی رہی، لیکن رفتہ رفتہ وقت گزرنے کے بعد لوگ ان اولوالعزم ہستیوں کے بتائے ہوئے راستہ میں اپنی لاعلمی، نادانی اور دُنیاوی محبت کی وجہ سے کمی بیشی کر کے فرقہ بندی کے تفرقہ میں پڑ کر بھٹکتے پھرنے لگے اور جب سیدھے راستہ سے دور ہوکر گمراہ ہوگئے اور آپس میں بغض و عناد رکھنے اور لڑنے لگے، تو رفتہ رفتہ ہر گروہ کا راستہ یا مذہب بھی علیٰحدہ ہوتا گیا اور ہر ایک نے اپنا اپنا علیٰحدہ راستہ مقرر کرلیا۔ افسوس یہ ہے کہ اُس مقررہ راستہ پر بھی چلنا چھوڑ دیا اور اپنے مقصدِ حیات کو بالکل فراموش کرکے آپس میں جنگ و جدل شروع کردی۔ کاش اس جداگانہ راستہ ہی پر چلتے رہتے۔ شوق تو ہوتا۔ دل سے طلب تو ہوتی۔ ممکن ہے کوئی رہبر بھی مل جاتا جو سیدھا راستہ بتادیتا اور وہ اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ جاتے۔ لیکن وہ تو جنگ و جدال کی لذتوں، نفسانی جنگل کے خوشنما پھولوں اور عارضی سبزہ زاروں کی فضا میں پورا وقت ختم کرکے خود بھی وہیں ختم ہونے لگے۔

اے عزیز! اللہ تعالیٰ کا صرف ایک ہی خاص راستہ ہے اگرچہ اس راستہ کے بتانے کے لئے ہزاروں رہبر آئے، لیکن سب نے توحید ہی کی طرف بلایا اُس میں کسی نے تبدیلی ظاہر نہ کی۔ قرآن مجید میں اس مسئلہ کو جابجا وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ دُنیا میں جتنے بھی رہنما آئے وہ سب کے سب مسلمان (اللہ کے فرمانبردار) تھے اور اُن کا مذہب اسلام (فرمانبرداری) تھا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کو شروع ہی سے دینِ اسلام پسند ہے۔ یہ خالص فرمانبرداری اور کامل اطاعت کا طریقہ ہے اور یہی راہِ نجات ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (آل عمران آیت ۸۵ پ ۳)	اور جو کوئی چاہے اسلام کے سوا اور کوئی دین، سو اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارے میں ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دُنیا میں جتنے بھی صالحین گزرے ہیں، اُن کا مذہب اسلام تھا۔ اور اب بھی دُنیا میں اللہ کا کوئی بندہ، چاہے وہ کسی ملک کا باشندہ ہو اور کسی قوم سے وابستہ ہو، اسلام (اللہ کی فرمانبرداری) سے انحراف کر کے صالح نہیں ہوسکتا۔ تمام سابقہ انبیاء و المرسلین علیہم السلام نے بھی لوگوں کو توحید کی تعلیم دی اور تمام مذاہبِ حق کے اُصول ایک ہی توحید کی طرف رہنمائی سے متعلق ہیں۔ رہے فُروعات تو وہ حسبِ ضرورت وقت و معاشرت تعلیم کیئے گئے ہیں۔

ہر شخص کو اپنی نجات کا راستہ بہت غور وخوض اور چھان بین کر کے منتخب کرنا چاہیئے۔ کیونکہ مُرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ لوگوں نے حقیقت سے دور ہوکر، اپنی کم علمی، شہرت طلبی اور طمعِ زر وغیرہ کی وجہ سے تعلیماتِ ربانی میں کمی بیشی کر کے نادانوں کو بہکا کر غلط راستہ پر لگادیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ایسے زمانہ میں جبکہ طامعِ لوگوں نے بہت سے نشانات راستہ کے بنادئے ہیں کوئی غلط راہ پر چل کر خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ہوجائے۔ عقلِ سلیم کا مذہب یہ ہے کہ جو شے فانی ہے بیکار ہے اور جو باقی رہنے والا ہے وہی مقصود ہے۔

دُنیا میں اس وقت صرف ایک ہی آسمانی کتاب موجود ہے، جس کی صحت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اُس کے نازل کرنے والے ہادی

Marfat.com

مطلق نے کمی بیشی وغیرہ کا سدِ باب کرنے کے لئے اُس کی حفاظت خود اپنے ذمہ لے لی ہے۔ ارشاد باری ہے:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ○ (الحجر آیت ۹ پ ۱۴)	یعنی ہم نے کلام مجید نازل فرمایا اور ہم خود اُس کے محافظ ہیں۔

ہمیں اس کتاب کو اپنا رہبر بنانا لازمی ہے اور اگر ہم اسکو نہ سمجھیں تو کسی اہلِ ذکر سے اس کا مطلب سمجھ لینا چاہیئے۔ کیونکہ نافہموں نے اپنے نفس کی خاطر اُسکے مطالب اور معانی کے رُخ کو اپنی طرف پھیرنے کی کوشش کی ہے۔

اے عزیزو! جب ذات کے مقابل کُل اشیائے ہفت طبقات، عالمِ فانی و ناپائیدار ہیں تو پھر دل بستگی کس سے اور کیوں ـــــ؟ اپنے تجاہل اور تساہل کے نتیجہ پر غور کرو کہ تمہارے قول و فعل، علم و عمل، شغل و زبان اور دل و خیال میں باہم مطابقت ہے یا نہیں۔ اگر تم ایک بینا شخص کو دیکھو کہ راہِ راست چھوڑ کر کانٹوں میں اُلجھ گیا، یا کنوئیں میں گر گیا تو فوراً ملامت کے لئے آمادہ ہو جاؤ گے کہ باوجود بینائی کے کانٹوں میں کیوں اُلجھ گیا یا کنوئیں میں کیوں گر گیا ـــــ؟ لیکن افسوس تمہارے حال پر کہ ذی علم، دانا اور بینا ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو کچھ نہیں کہتے، صِدق و کذب میں امتیاز نہیں کرتے۔ اخلاص چھوڑ کر نمائش اختیار کرتے ہو، جس کا انجام بہتر نہیں، اُسی پر جان دیتے ہو اور تکمیلِ خواہشات کو مقصدِ زندگی سمجھتے ہو۔ افسوس صد افسوس۔ قولہٗ تعالیٰ:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَا ٚ وَلَا یَغُرَّنَّکُمۡ بِاللّٰهِ الۡغَرُوۡرُ ○ (فاطر آیت ۵ پ ۲۲)	اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پس تمہیں دُنیاوی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور تمہیں اللہ کے بارے میں شیطان دھوکہ نہ دے۔

Marfat.com

اگر کوئی ذی ہوش صاحبِ تمیز بیمار ہوجائے اور اُس کا والدِ مہربان طبیبِ حاذق ہو جس کے کمال کا شہرہ وہ ابتدائے سِنِ شعور سے سُنتا رہا ہو، اُس کے والد نے اپنے بیمار لڑکے کے لئے ایک دوائے تلخ تیار کی اور اُس سے کہا کہ یہ دوا تمہارے مرض کے واسطے باعثِ شفا ہے۔ اب بتاؤ کہ وہ بیمار، اپنے والد کے فرمانے اور تصدیق کرنے پر اس دوا کو استعمال کرلے گا یا اُس کی تکذیب کرکے یہ کہے گا کہ اس دوا کو شفا سے کیا نسبت ہے۔؟ میری عقل اس کو باور نہیں کرتی۔ میں نے کبھی اس کا تجربہ نہیں کیا۔ میں اسکو استعمال نہیں کرتا۔ کیا ایسی صورت میں آپ اُس بیمار کو بے وقوف تصور نہ کریں گے، کہ اُس نے اپنے والد مہربان طبیب حاذق کے فرمانے پر یقین نہیں کیا، دوا کو استعمال نہ کرکے مرض سے نجات حاصل نہ کی اور برباد ہوگیا۔ یہ تو تھی جسمانی امراض میں غفلت کی مثال، اب روحانی تباہ کن امراض کو دیکھئے اور غور کیجئے کہ ماں باپ سے کہیں زیادہ مہربان، طبیب روحانی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی لائی ہوئی معجونِ نجات یعنی کثرتِ ذکر وفکر، ریاضت و مجاہدہ، تزکیہ وتصفیہ وغیرہ سے، جو قرآن اور احادیث کی خاص تعلیم ہے، روگردانی کرنا کہاں تک قرینِ عقل ہے۔ یہ تعلیم پاک جو صحتِ روحانی کے لئے اکسیرِ اعظم کا حکم رکھتی ہے اگر آپ نے اس کی یعنی عباداتِ مذکورہ کی ادائیگی میں توقف اور تساہل سے کام لیا اور فائدہ نہ اُٹھایا تو اربابِ بصیرت آپ کو بھی فاطر العقل اور احمق تصور کریں گے۔ باوجود واقفیت و آگاہی، اگر زنگار قلوب و باطنی غلاظت کے دور کرنے میں سعی نہ کی جائے اور ان حوائج مکروہ اور دُنیائے دنی کی ناجائز خواہشات کو غذائے قلب و روح بنایا جائے تو تباہی اور بربادی کے سوا کیا

Marfat.com

حاصل ہوسکتا ہے؟ ارشاد باری ہے:

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا
(البقرۃ آیت ۱۰ پ ۱)

یعنی اُن کے دلوں میں بیماری ہے اور اللہ نے ان کی وہ بیماری (بوجہ اُن کی نافرمانی اور خود بینی کے) اور زیادہ بڑھادی۔

ظاہر ہے کہ بیماری کی زیادتی طبیبِ روحانی ﷺ کی تجویز کردہ معجون کے استعمال نہ کرنے سے ہوئی کیونکہ حقیقت سے مُنہ موڑنا، غلطیوں کے تباہ کن نتائج کو دعوت دینا ہے۔

اللہ کے نافرمان خواہشاتِ جسمانی اور امراضِ روحانی میں مبتلا ہیں اور رہیں گے بیماری اور علاج کی فکر تو بعد کی بات ہے وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ دل کسے کہتے ہیں اور اسکی تندرستی کے کیا معنی ہیں ___؟ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایک گوہر بے بہا عطا فرمایا ہے، لیکن وہ قدر نہیں کرتے۔ مولانا رومؒ ؎

دل بمعنی جوہر روحانی است   دل نہ از جسم است نہ از جسمانی است
کس نداند قدرِ دل جز اہلِ دل   اہل دل شو، اہل دل شو، اہل دل

(دل روحانی جوہر کے معنی میں ہے۔ دل نہ جسم ہے نہ جسمانی ہے۔ اہلِ دل کے سوا دل کی قدر کوئی نہیں جانتا۔ اہلِ دل ہوجا، اہلِ دل ہوجا، اہلِ دل ہوجا۔)

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

اِیمان اور اِسلام

یہ تو مسلّم ہے کہ انسان کو جو اس دُنیا میں مثل مسافر کے ہے، منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے کسی ایسے راستہ (مذہب) کی ضرورت ہے جو ہموار، سیدھا اور بے خطر ہو۔ اگر اس کے برعکس کسی دوسرے راستہ کا خیال کیا جائے گا تو وہ صرف نافرمانی کا راستہ ہوسکتا ہے، جو ٹیڑھا، خطرناک اور تباہ کن ہوگا۔ اس لئے ابتداً ہی سے عقلمندوں (صالحین) کا مذہب اللہ کی فرمانبرداری (اسلام) ہی رہا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آل عمران آیت ۱۹ اپ ۳)	اللہ کو دینِ اسلام ہی پسند ہے۔

اب چونکہ تمام اسلامی تعلیمات یا کتبِ آسمانی میں صرف قرآن مجید ہی ایسی مقدّس کتاب باقی ہے، جس میں کمی بیشی یا کسی دوسرے شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ لہٰذا پیغمبر آخر الزّماں حضرت محمد ﷺ کی رسالت اور آپ ﷺ کی تعلیم پاک کی صداقت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک کسی تعلیم کی سچّائی کا دل سے بھی اقرار نہ ہو اُس سے صحیح فائدہ نہیں اُٹھایا جاسکتا۔ اس موقع پر اسلام اور ایمان کو بھی سمجھ لینا چاہئیے۔

اسلام اور ایمان دو علیٰحدہ علیٰحدہ چیزیں ہیں اور ان دونوں کے درمیان نسبتِ عموم اور خصوص پائی جاتی ہے۔ اسلام کے معنی ہیں ''مسلمان شدن وگردن نہادن بطاعت خدا'' یعنی مسلمان ہونا اور اللہ کی اطاعت میں سر رکھ

Marfat.com

دینا۔ مسلمان ہونے کے واسطے اللہ کی وحدانیت اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنا ضروری ہے اور یہی اسلام جس کے معنی اللہ کی اطاعت میں سر رکھ دینا ہیں، انبیاءؑ و المرسلینؑ اور اولیائے کرامؒ کا قدیمی مذہب ہے۔ اور جس کا حکم ہزارہا سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہوا کہ: اَسْلِمْ (البقرۃ: ۱۳۱) ''یعنی ہمارے مطیع ہو جاؤ۔ یا سر ہماری طاعت کے لئے خم کر دو۔''

آپؑ نے فوراً بہ تعمیل حکم عرض کیا:

اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ (البقرۃ آیت ۱۳۱ پ ۱)	یعنی میں نے اطاعت اختیار کی اُس کی جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ (آل عمران آیت ۶۷ پ ۳)	اور ابراہیمؑ کچھ بھی مشرکوں میں سے نہ تھے۔

وہ ہمہ تن ماسوا اللہ سے بے پرواہ اور حق کی طرف متوجہ تھے۔ انہوں نے بفضلہٖ دین توحید ہی سے مرتبۂ خلیل اللہ پایا اور اسی دین پر قائم رہنے کی اپنے بیٹوں اور یعقوب علیہم السلام کو وصیت فرمائی۔ کما قولہٗ تعالیٰ:

یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؕ (البقرۃ آیت ۱۳۲ پ ۱)	اے میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے دین اسلام تمہارے لئے منتخب کیا ہے۔ پس تم بجز مسلمانی کے اور کسی حالت میں جان نہ دینا۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ؕ (آل عمران آیت ۶۷ پ ۳)	ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ (حق کی طرف مائل) مخلص فرمانبردار تھے۔

Marfat.com

اسی گردن نہادن بہ طاعتِ الٰہی کا اس درجہ تک پہنچنا کہ سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے، سُبحان اللہ۔ اسی اسلام یعنی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی تعلیم حاصل کرنا علی الاعلان ہر شخص کے واسطے اولین فرض ہے۔ ہر شخص کو چاہئیے کہ پہلے مسلمان یعنی اللہ تعالیٰ کا دل و جان سے فرمانبردار بننے کا اقرار کرے اور پھر آگے قدم بڑھائے۔ جب انسان اللہ کی فرمانبرداری کو باعثِ نجات سمجھتا ہے اور زبان کے ساتھ دل سے بھی تصدیق کرتا ہے تو وہ دائرۂ ایمان میں داخل ہوجاتا ہے۔ ایمان کا تعلق قلب سے ہے۔ اور لغت کے اعتبار سے اسلام عام ہے اور ایمان خاص۔ اسلام کے اجزاٴ میں سے اشرف کا نام ایمان ہے۔ اسلام کے معنی فرمانبرداری، ماننا، قبول کرنا، سرکشی اور عناد کو چھوڑنا ہے۔ ایمان اُس تصدیق کو کہتے ہیں جو دل اور زبان دونوں سے کی جائے۔ جو تصدیق دل سے کی جائے گی اُس کا اثر جوارح پر ضرور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعمالِ قلبی بہ نسبت اعمالِ جوارح کے زیادہ قابل قبول ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَایَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ (بخاری ومسلم)	اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتا تمہاری صورتوں کو اور اعمالوں کو بلکہ وہ دیکھتا ہے تمہارے دلوں اور نیتوں کو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خلوصِ نیت کو دیکھتا ہے۔ ایمان کا تعلق چونکہ دل سے ہے یہ راہِ فرمانبرداری میں بہت کارآمد ہے۔ کیونکہ اگر کسی چیز کا دل میں یقین ہوتا ہے، اُس کا ظہور خود ہونے لگتا ہے۔ دل بادشاہ ہے اور اعضاء دل کے تابع ہیں۔ جب بادشاہ کسی فعل کو اختیار کرتا ہے۔ رعایا بھی اُس کی تقلید کرنے لگتی ہے۔ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ (لوگ اپنے بادشاہوں کے دین

Marfat.com

پر ہوتے ہیں۔)

اکثر علماء کہتے ہیں کہ اسلام اور ایمان علیحدہ علیحدہ ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے:

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (الاحزاب آیت ۳۵ پ۲۲)	بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں۔

اس آیت شریف میں مسلمانوں کا علیحدہ ذکر ہے اور ایمانداروں کا علیحدہ۔ دونوں کے درمیان واؤ عطف ہے جو مغائرت پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن بعض کا قول ہے کہ ایمان اور اسلام ایک ہیں جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے قصہ میں ارشاد ہوا ہے کہ ''ہم نے نہ پایا اُس شہر میں سے مسلمانوں سے سوائے ایک گھر کے جو اِن میں مومنین میں سے تھا اس کو نکال لیا گیا۔''

لیکن اکثر علماء کا یہی خیال ہے کہ اسلام زبانی اقرار کو کہتے ہیں اور ایمان دل سے ماننے کو بھی۔ اسلام کوئی شخص برضا و رغبت یا تلوار کے خوف اور قید کے ڈر یا بادشاہ کی ہیبت یا کسی لالچ سے یا کسی دوسری خواہش سے قبول کرسکتا ہے اور بہ حالاتِ مختلف آئندہ فرمانبردار اور مطیع بن سکتا ہے۔ لیکن ابتداً میں ایسا شخص مومن نہیں کہا جاسکتا۔ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

> ''جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو کچھ عطا فرمایا اور دوسرے کو نہ دیا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ مؤمن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مؤمن ہے یا مسلم ــــ؟ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دوبارہ وہی عرض کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں وہی ارشاد فرمایا۔'' (بخاری)

Marfat.com

وہ شخص جسکے سینے کو اللہ نے اسلام کیلئے کشادہ کردیا پھر وہ
اپنے پروردگار کی طرف سے روشنی میں ہے (سورۃ الزمر)

AL-HAQQ-UL-MUBIN (MAK)
Design by: AL-KHATR 0221785561

Marfat.com

Marfat.com

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤمن کو مسلم پر ترجیح ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ (الحجرات آیت ۱۴ پ ۲۶)	عرب کے دیہاتی کہتے ہیں ہم ایمان لائے اے پیغمبر ﷺ! تم اُن سے کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مسلمان ہوگئے ایمان کا تو ہنوز تمہارے قلوب میں گزر تک نہیں ہوا۔

ابو منصور ماتریدیؒ کہتے ہیں کہ اسلام پہچاننا ہے تکالیف یعنی اوامر اور نواہی کا اور یہ صحیح ہے۔ اسلام کا محل سینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ (الزمر آیت ۲۲ پ ۲۳)	کیا وہ شخص جس کے سینہ کو اللہ تعالیٰ نے کشادہ کردیا اسلام کے لئے پھر وہ اپنے پروردگار کی طرف سے روشنی میں ہے۔

مدارِجِ یقین

ایمان کا محل دل ہے اور وہ تصدیق ہے اس لئے علمائے حنفیہ کا مذہب ہے کہ ایمان (تصدیق) میں کمی بیشی نہیں ہوتی اور جہاں قرآن مجید میں زیادتیٔ ایمان کا ذکر آیا ہے وہاں یقین کی زیادتی مراد ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا (التوبۃ آیت ۱۲۴ پ ۱۱)	زیادہ ہوگیا ہے اُن کا یقین۔

یقین کے درجات ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ سے (جب انہوں نے سوال کیا کہ ''الٰہی! مجھ کو دکھادے کہ تو مُردوں کو کیونکر زندہ کرے گا۔'')

Marfat.com

ارشاد ہوا:

اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ ؕ (البقرہ آیت۲۶۰پ۳)	کیا تو ایمان نہیں رکھتا۔

اور آپؑ نے جواباً عرض کیا:

بَلٰی وَلٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ ؕ (البقرہ آیت۲۶۰پ۳)	ہاں یقین تو ہے لیکن اطمینانِ قلب کے لئے (درخواست ہے)

ابراہیمؑ جیسے اولوالعزم پیغمبر پر جن کو خلیل اللہ کا خطاب عطا ہو، کس طرح گمان ہوسکتا ہے کہ اُن کو ایمان نہ ہو اور جسکا انہوں نے اقرار بھی "بَلٰی" بے شک، اور ضرور کہہ کر فرمایا۔ ظاہر ہے آپؑ باوجود اس یقین کے مزید اطمینانِ قلب چاہتے تھے۔ مطلب یہ تھا کہ علم الیقین، عین الیقین کے مرتبہ میں آجائے گا اور آنکھوں سے دیکھ لوں گا تو دل کو تسکین ہوجائے گی۔ اس یقین کے مراتب و درجات علم الیقین، عین الیقین وحق الیقین تک پہنچتے ہیں اور اسی وجہ سے ایک نبی برحق، عارف اور عام مسلمان کے یقین اور کیفیتِ قلبی میں حسبِ مراتب فرق کیا جاسکتا ہے۔

مثلاً ایک شخص نے سُنا کہ فلاں مقام پر روشنی ہورہی ہے اس کو معتبر شہادتوں کی بناء پر باور کرلیا اور دوسرے نے قدم بڑھا کر دور ہی سے دیکھ کر یقین کرلیا اور جانا کہ کہیں آگ لگی ہے۔ یا کوئی اور شے روشن ہے، تیسرے نے صرف دور ہی سے دیکھنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ قریب سے جاکر دیکھا کہ یہ کیا شے ہے۔؟ اس کو معلوم ہوا کہ بہت سے خاص قسم کے لیمپ روشن ہیں۔ چوتھے نے لیمپوں کی ساخت کا بھی علم حاصل کرلیا اور یہ بھی دریافت کرلیا کہ ایک خاص قسم کی گیس بھی جل رہی ہے۔ اس صورت میں ہر شخص

Marfat.com

کے یقین میں نمایاں فرق ہوگا۔ اگرچہ اس روشنی کا سب کو یقین ہے۔ لیکن یقین کے ان مراتب کا شمار مشکل ہے۔ یہاں یقین اطمینان ہے غیب پر۔ اب اگر یہ اطمینانی کیفیت استدلال سے ہو تو علم الیقین اور اگر عقلِ وجدانی کے سبب چشمِ بصیرت سے دیکھا تو عین الیقین اور اگر تجلیاتِ صفات ظاہر ہوکر ذات کا ظہور ہوا تو حق الیقین ہے۔ یہ تمام مراتب مقامِ وحدت میں (یعنی وجود، علم، نور اور شہود وغیرہ میں) تو سب پیدا ہیں لیکن احدیت میں کوئی نہیں۔ وہاں اس کیفیت میں بھی کمی و بیشی نہیں۔

خلاصہ یہ کہ اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کے بعد علم الیقین، عین الیقین ہے، جس سے انکشافِ حقیقت ہوتا ہے۔ جوں جوں علم بڑھتا جاتا ہے، یقین میں زیادتی ہوتی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لاکر مرتبۂ حق الیقین پر پہنچ جاؤ اور اطمینان کامل سے مکمل اور مکمل سے اکمل ہوجائے۔

ایمان کی جگہ دل ہے اور وہ قلوب کی زینت ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

حَبَّبَ اِلَیۡکُمُ الۡاِیۡمَانَ وَ زَیَّنَہٗ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ (الحجرات آیت ۷ پ ۲۶)	ایمان کو تمہارا محبوب بنایا اور اس سے تمہارے دلوں کو زینت دی۔

دل سینہ کے اندر ہے اور وہ معرفت کا محل اور سِر کا مقام ہے۔ سِر فواد کے اندر ہے۔ فواد اور قلب میں بحیثیت معرفت یہ فرق ہے کہ قلب کا مقام نیچے ہے اور فواد کا بالاتر۔ لیکن یہ ایک دوسرے سے باہم وابستہ ہیں۔ ان سب کا انکشافی علم اور حصولِ معرفت، رہبرِ کامل و واقف اسرارِ الٰہی کے افضال پر منحصر ہے۔ اگر تم اسفل سے عالمِ بالا کی طرف پرواز کرنا اور حقیقت کی طرف رجوع ہونا چاہتے ہو تو مرشدِ کامل کے سایۂ عاطفت میں رہ کر اللہ رب الکریم

Marfat.com

کی خاص محبت اور عشق میں اپنے وجود کو فنا کردو۔ یہی عرفانِ حق کا ایک ذریعہ ہے اور عرفان ہی ایمانِ حقیقی کا دوسرا نام ہے۔ عرفان کا نتیجہ غیر اللہ سے مُنہ پھیرنا ہے اور یہ ایسا ایمان ہے جو حاصل ہونے کے بعد کسی طرح نہیں جاتا اور جس پر ابلیس کا بس نہیں چلتا ہے۔

ایمانِ کامل کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی شناخت ہے اور مومن حق کا مقرّب ہے۔ وہ ہر وقت تجلیاتِ انوارِ الٰہی میں مستغرق رہتا ہے، جس ایمان میں غیرحق پر نظر پڑے اُسے اولیاء اللہ ''شرک'' کہتے ہیں۔ اس ایمان کے متعلق حضرت زید رضی اللہ عنہ کا قصہ لطائفِ اشرفی اور مثنوی مولانائے رومؒ میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ موجود ہے۔ یہی وہ ایمان ہے جس کے حصول کا اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم فرمایا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (النساء آیت ۱۳۶ پ ۵)	اے ایمان والو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

ایمانِ کامل حاصل کرنے کیلئے باطنی طاعت کے ذریعہ سے قدم بڑھایا جاتا ہے اور محبت ہی سے طاعت ہوتی ہے۔ طاعت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) طاعتِ ظاہری:- جو اعمالِ جوارح کی طرف مودّی ہوتی ہے۔ مثلاً ظاہراً صوم و صلوٰۃ، کم خوری و شب بیداری وغیرہ۔

(۲) طاعتِ باطنی:- جو ایمانِ کامل کی طرف مودّی ہے۔ مثلاً صلوٰۃِ دائمی، ہر وقت تفکر میں منہمک رہنا، اپنی حقیقت پر غور کرنا اور کُھلی نشانیوں سے اللہ تعالیٰ کو پہچاننا۔ جیسا کہ فرمایا گیا ہے:

اِذَا عَرَفَ نَفْسَهٗ عَرَفَ رَبَّهٗ (دیلمی فی الفردوس)	جب پہچانا ہے اپنے نفس کو، پہچانا ہے اپنے رب کو۔

Marfat.com

مَتٰی یَعْرِفُ الْاِنْسَانُ رَبَّہٗ؟ قَالَ اِذَا عَرَفَ نَفْسَہٗ (ماوردی عن عائشہؓ)	انسان کب پہچانتا ہے اپنے رب کو؟ فرمایا جب اپنے نفس کو پہچانتا ہے۔

اور جیسا کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ سے ظاہر ہے۔ یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا۔ انسان کو چاہئیے کہ غور کرے کہ اُسے کس نے اور کس غرض کے لئے پیدا کیا ہے۔؟ آسمان اور زمین اور اُن چیزوں پر غور کرے جو ان میں ہیں کہ ان کا کوئی صانع مطلق ہے بھی یا نہیں؟ حصولِ حقیقت کے لئے تفکر بہت ضروری ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج (آل عمران آیت ۱۹۱ پ۴)	فکر کرتے ہیں (سوچتے ہیں) زمین اور آسمان کی تخلیق کے متعلق۔
کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ تَفَکُّرُ السَّاعَةِ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ اَلْفِ سَنَةٍ	ایک ساعت کا تفکر ہزار برس کی عبادتِ ظاہری سے بہتر ہے۔

(راوی حضرت ابوہریرہؓ، غزالی احیاء العلوم الدین)

اللہ رب العالمین کی کاریگری اور صنائع بدائع میں غور کرنا ظاہری عبادتوں سے اس لئے بہتر اور افضل ہے کہ اس طرح بار بار تفکر سے انسان کے اعتقاد اور یقین میں زیادتی ہوتی ہے اور ایمان دل میں گھر کرتا چلا جاتا ہے۔

اہل اللہ نے سالکانِ طریقت کے لئے بر سبیل اجمال چار منزلیں مقرر کی ہیں جن سے گزر کر وہ اپنے مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔ (۱) عالمِ ناسوت (۲) عالمِ ملکوت (۳) عالمِ جبروت (۴) عالمِ لاہوت۔ عالمِ ناسوت، عالمِ حیوانی ہے۔ اس کو عالمِ ظاہر اور عالمِ شہادت بھی کہتے ہیں۔ اس میں بہائمی خصائل ہیں اور اس کے افعال حواسِ خمسہ سے متعلق ہیں۔ جب سالک ریاضت اور مجاہدہ کر کے اس عالم سے گزر جاتا ہے تو عالمِ ملکوت میں پہنچ جاتا

Marfat.com

ہے جو فرشتوں کا عالم ہے۔ یہاں کے افعال ذکر و فکر، تسبیح و تہلیل، حمد و ثنا، قیام، رکوع و سجود ہیں۔ جب اس منزل سے بھی گزر جاتا ہے تو عالمِ جبروت میں داخل ہوتا ہے یہ روح کا عالم ہے، یہاں صفاتِ حمیدہ حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً ذوق و شوق، محبت، طلب، وَجد، سُکر، صحو، اثبات وغیرہ۔ جب ان بہترین صفاتِ مذکورہ سے بھی منزّہ ہوجاتا ہے تو اُس کی نظر اس قابل ہوجاتی ہے کہ عالمِ لاہوت کی سیر کرے۔ سالک اپنی ذہنی و عملی ترقی سے، خودی سے رہا ہوکر کاشانۂ لاہوتی میں پہنچتا ہے جو لامکاں کہلاتا ہے۔ یہ عالمِ بے نشان ہے اس جگہ نہ جستجو، نہ اعمال، نہ عبادت کی گفتگو۔ یہی کمالِ انسانی کی معراج ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَاَنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی ۝ (النجم آیت ۴۲ پ ۲۷) | بے شک تیرے رب تک ہی پہنچنا ہے۔

صبر و دل و دین و ہوش جملہ ز من گم شدند
روحِ مجرّد بماند دامنِ دلبر گرفت

(صبر، دل، دین اور ہوش سب مجھ سے چھوٹ گئے۔ اکیلی روح نے دلبر کا دامن پکڑ لیا۔)

جس دل میں حقیقی مہر و محبت کو پیدا کیا گیا اور اس کا نام عشق کے دفتر میں لکھا گیا، خواہ وہ مسجد میں بیٹھنے والا ہو یا مندر کا پجاری خود بخود جانبِ حق کھنچتا چلا جاتا ہے۔ اربابِ عشق و محبت مسجد میں رہیں خواہ بُت خانہ میں وہ اپنے محبوب سے کہیں بھی غافل نہیں ہوتے۔ اُن کے لئے ہر جگہ یکساں ہے۔ جب رحمتِ الٰہی جوش میں ہو اور تجلیاتِ ربّانی کا ظہور ہو تو عالمِ تعینات کی کیا مجال کہ حجاب ہوسکے۔

عالمِ ناسوت میں اور عالمِ لاہوت میں
کوندتی ہے ہر طرف برقِ جمالِ مصطفٰی ﷺ

Marfat.com

عارف اس مقام یعنی کا شانہ لاہوتی میں پہنچ کر اپنے دل میں جہنم کے خوف اور جنت کی خواہش کا نشان بھی نہیں پاتا۔ وہ ماسوا اللہ سے آزاد محض اور دین و دنیا سے فارغ البال ہے۔ جس کا دل بارگاہِ محبوب میں حاضر ہے، اس کو کسی دوسرے کا کیسے خیال آسکتا ہے۔

اب اُس نگاہِ ناز سے ربطِ لطیف ہے
مجھ کو دماغ صحبتِ روحانیاں نہیں (اصغر)

لیکن یہ مقام ہر کس و ناکس کا حصّہ نہیں اور اس میں کسی کا اجارہ نہیں یہ رحمت الٰہی ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ (البقرۃ آیت ۱۰۵ پ۱)	جسے چاہے اپنی رحمتِ خاص سے مستفیض فرماتا ہے۔

حقیقی صفائی جو ظاہر اور باطن دونوں کی جامع ہے۔ محض فضلِ الٰہی پر منحصر ہے، لیکن سالک کو صفائی ظاہر و باطن اپنے لئے حاصل کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(یہ سعادت و نیک بختی زورِ بازو سے حاصل نہیں ہوتی۔ ہاں مگر جب بخشنے والا اللہ خود عطا فرمائے۔)

صوفی اپنے دل سے ماسوا اللہ کو دور کرتا اور وحدت کو کثرت میں مشاہدہ کرتا ہے۔ صوفی وہ ہے جو افعال، اعمال، رسمی جذبات اور عام کیفیات سے فارغ اور اوصافِ بشری سے گزر کر فکرِ الٰہی میں ایسا مستغرق ہوگیا ہو کہ اُس کو مٹی، سیم و زر، حرام و حلال، عذاب و ثواب، رنج و راحت سب یکساں ہوں۔ جو جذبۂ محبتِ الٰہی سے دین و آخرت کو ترک کرکے اپنی کُل حسرت بھری چاہتوں کو چھوڑ چکا ہو اور اس کا دل ماسوا اللہ کی کدورتوں اور قیاسی

Marfat.com

آرزوؤں کی خوشی سے پاک و صاف ہو، جس کی معصوم نگاہیں ہر وقت بلاقصد و تکلف مشاہدہٗ ذاتِ باری کریں اور وہ صرف ذاتِ واحد کے عشق میں اپنی وہمی ہستی سے معدوم ہوکر اُس میں فنا ہوگیا ہو۔؎

اَلصُّوفِیُ صَفَآءٌ یَرْفَعُ الْاَغْیَارَ وَیُشَاهِدُ الْوُجُوْدَ فِیْ ضَمْنِ الْاِعْتِبَارِ

(صوفی ایسا صاف دل انسان ہوتا ہے جو دل کو غیر سے پاک رکھتا ہے اور وجود کو حقیقی اعتبار سے دیکھتا ہے۔)

جس شخص کی ایسی کیفیت ہو یعنی جو اپنی ہستی سے گزر گیا ہو، اس کے پاس کچھ بھی اپنا نہیں رہتا اور اس کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کے شعور میں ذاتِ واحد کے علاوہ کوئی مذہب ہی نہیں اور اگر ہے تو کُل مذاہب ایک ہیں جس کا مسئلہ اَلْکُلُّ فِی الْکُلِّ شاہد ہے۔ یعنی ہم کُل ہیں اور کُل ہم سے ہے اور یہی معنی اس قول کے ہیں اَلصُّوفِیُ لَا مَذْھَبَ لَهٗ یعنی صوفیٔ باصفا کا دین سِوائے اللہ کے اور کچھ نہیں اور اس کا بجز "ھُوْ" کوئی مذہب نہیں۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:؎

ملّتِ عشق از ہمہ دین ہا جداست عاشقان را مذہب و ملّت خداست

(ملّتِ عشق تمام مذاہب و ادیان سے جدا ہے۔ عاشقوں کا مذہب و ملّت صرف اللہ ہے۔)

طالب کو چاہیئے کہ سوائے مطلوب (اللہ) کے کوئی مذہب نہ رکھے۔ مذہبِ عُشاق دنیوی مذہب سے بالکل نرالا ہے۔ جس طریق کو عاشقِ کامل اختیار کرے گا اس کے معتقدین کا بھی وہی طریق ہوگا۔ اس کو کسی مذہب سے منسوب نہیں کرسکتے۔ مذہبِ توحید سب کو دینی اور دنیوی بہبودی کی طرف پکارتا ہے۔ توحیدِ حقیقی کُل تعصّبات کو مٹا کر سب لوگوں میں اتحاد، محبت اور الفت بڑھاتی ہے اس حقیقت کو کبھی فراموش نہ کیجئے۔ توحید کا واحد مقصد کُل

Marfat.com

مذہبیت کو مٹا کر کُل قومیت کو فنا کر کے سب کو ایک جادۂ مستقیم پر کھڑا کر دینا، سب کو ملا کر ایک کر دینا ہے، تا کہ اس خوانِ نعمت پر سب اکٹھے ہو جائیں۔ عارفِ کامل ظاہری اعتبار سے خواہ کسی مذہب و ملت سے موسوم کیا جائے، مگر اس کا کسی مذہب سے تعلق نہیں۔ نہ وہ طہارتِ شریعہ کے لحاظ سے ظاہری اور باطنی صفائی کا خواہاں۔ حرارتِ عشق نے خیالِ ماسوا اللہ کو جلا ڈالا۔ نہ اُس کو نماز پڑھنے اور نہ ذکرِ جلی و خفی کی آرزو، نہ پوجا پاٹ کرنے، نہ مسجد، کعبہ، کلیسا، گرجا، یروشلم، پیگوڈہ، آتشکدہ، مندر اور تیرتھ یاترا جانے کی ضرورت۔ عشقِ الٰہی ماسوا اللہ کی طرف متوجہ ہونے ہی نہیں دیتا۔ ابتداً میں جن کو ذریعہ رسائی سمجھا تھا، رسائی نصیب ہونے کے بعد اُن کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔ ریل گاڑی اور موٹر یا کوئی دوسری سواری منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے درکار ہوتی ہے۔ منزل پر پہنچنے کے بعد سواری کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ تمام مذہبی قیود ابتداءً ضروری ہیں، لیکن عارف بارگاہِ قدس میں داخل ہو کر سب سے آزاد ہو جاتا ہے۔ آزاد مرد، مردِ خدا است۔ ؎

دل میں ذوقِ وصل و یادِ یار تک باقی نہیں
آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا (غالبؔ)

اے مبتلائے وہم! ذات کے علاوہ اور اُس کے مقابلے میں جو کسب و عمل، طاعت و عبادت، نیک و بد، کفر و اسلام، دین و ایمان، عرش و کرسی، لوح و قلم، ارض و سما، بہشت و دوزخ، عذاب و ثواب ہیں، سب خطرات ہیں۔ جس کے دل و دماغ میں جذباتِ حُسن و عشقِ حقیقی بھرے ہیں اور جمالِ محبوب سمایا ہے اس کا پاکیزہ ذہن اور باخبر دماغ تمام توہم سے پاک ہوتا ہے۔ وہ مخلوق کے مقابلہ میں خالق پر اور نعمت کے مقابلہ میں منعم پر

Marfat.com

قربان ہوچکا ہے اور وہی عنایتِ الٰہی کا مستحق ہے۔ حق ہے اس کا دین اور کس قدر مبارک دین!!!

ہو مُبارک تمہیں تمہارا دین اور مبارک اُسے یہ پیارا دین

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (الکافرون) اس جگہ کفر و ایمان کا عارف کے دل میں نشان تک بھی نہیں رہتا۔ اے طالبِ ذات! کفر اور ایمان دونوں سے گزر جا اور مطلوب کو پالے۔

کفر و ایمان ہر دو را در ہم بزن
بعد ازاں در یاب ایں معنی زمن (بوعلی شاہ قلندرؒ)

کفر و ایمان دونوں کی حدود سے گزر جا، پھر تو میرے مطلب سے بہرہ یاب ہوسکے گا۔ حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ میں ۷۲ مذاہب کے ساتھ ایک ہوں۔

حضرت حسین منصورؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپؒ کس مذہب پر ہیں۔ آپؒ نے فرمایا اَنَا عَلیٰ مَذْهَبِ رَبِّیْ (میں اپنے رب کے مذہب پر ہوں۔)

شیخ عطارؒ فرماتے ہیں:۔

کفر کافر را و دین دیندار را ذرۂ دردِ دلِ عطار را

(کفر کافر کو اور دین دیندار کو مبارک ہو، عطار کو تو بس! دردِ دل کا اک ذرّہ مطلوب و مقصود ہے۔)

حکیم سنائیؒ نے کہا ہے:۔

کفر و اسلام در رہش پویاں وحدہٗ لاشریک لہٗ گویاں

(کفر و اسلام کا فرق اس کی راہ میں ابتدائی مرحلہ ہوتا ہے۔ عاشق کا مذہب تو "لَاشَرِیْکَ لَهٗ" ہوتا ہے۔)

Marfat.com

امامِ سلسلۂ اویسیہ حضرت اویس قرنیؓ کا ارشاد ہے اِنَّ الْکُفْرَ وَالْاِیْمَانَ مَقَامَانِ مِنْ وَرَآءِ الْعَرْشِ حِجَابَانِ بَیْنَ اللّٰہِ عرش کے نیچے کفر اور ایمان دونوں کا مقام ہے۔ یہ دونوں حجاب ہیں درمیان اللہ اور بندے کے۔

نقاب اُس نے اُلٹ کر یہ حقیقت ہم پر عریاں کی
یہیں پر ختم ہوجاتی ہیں بحثیں کفر و ایمان کی (اصغر)

لیکن طالبِ مولیٰ ہونا تو بڑی بات ہے کوئی دنیا و دیں، مال و دولت، حور و قصور کے مقابلہ میں ذاتِ واحد کی طلب کی باتیں بھی خوشی سے سُننا نہیں چاہتا۔

ہر اِک کو ہے دین اور دُنیا کی خواہش کوئی طالبِ مولیٰ بندہ نہیں

لیکن عاشقِ صادق تو سوائے ذاتِ پاک کے غیر کی طرف نظر بھی نہیں اُٹھاتا۔

گل سے تو لاکھ بار ہی بہتر ہے روئے یار
بلبل پہ کیا ہے میں تو یہ کہدوں ہزار میں (رشک)

کفر کی دوقسمیں ہیں:

(۱) جو الوہیت پر پردہ ڈالے اور اثباتِ صفات کرے۔ گویا وہ از روئے طریقت و حقیقتِ نبی کریم ﷺ، کافر باللہ ہے۔ چاہے بظاہر مسلمان کہلاتا ہو۔

(۲) جو الوہیت کا اثبات کرے اور ماسوا کی نفی کرتے ہوئے اس سے روگردانی کرے وہ شخص باعتبار مبتدی ہونے کے عِنْدَ الصُّوْفِیْ شَطَّارٌ کافر اور عِنْدَ النَّاسِ مُؤْمِنٌ موحد ہے یعنی از روئے طریقت و حقیقت وہ مبتدی جو ماسوا کی نفی کرتا ہے کافر ہے کیونکہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط (النور) اس پر دال ہے۔

Marfat.com

تمثیلات

(۱) جہاں دھوپ ہے، اس جگہ سورج کا بھی ظہور ہے۔

(۲) جہاں انسان کا سایہ ہے اسی جگہ اس کے وجود کا بھی پتہ چلتا ہے۔

(۳) جہاں نور ہے وہاں ذات بھی موجود ہے۔

لہٰذا ہر شے اُسی کا جلوہ، اُسی کا ظہور، اُسی کا نور ہے اور جز ومن حیثیت ذاتِ کُل سے مغایرت نہیں رکھتا اور ؎

رند خالی ہاتھ بیٹھے ہیں اُڑا کر جزو کُل
اب نہ کچھ شیشہ میں ہے باقی نہ پیمانے میں ہے (اصغرؔ)

جمالِ ذات ذرہ ذرہ سے آشکار ہے، لیکن حجاباتِ شرک چاک کیے بغیر ظہورِ حق نہیں ہوتا۔ حضرت عطارؒ فرماتے ہیں:۔

شرک دوہست درخفی و جلی ہر دو را پیش تو کنم اظہار
اے پسر لا الہ الااللہ خود ز شرکِ خفی ست آئینہ دار
ہست شرک جلی رسول اللہ۔ خویشتن را ازیں دو شرک برآر
گزر شرکِ جلی خلاص شوی خویشتن را از خفی خلاص شمار
چوں ازیں شرک ہاخلاص شوی شوی آن وقت صوفی شطار

یعنی شرک کی دو قسمیں ہیں ایک شرکِ خفی دوسرا شرکِ جلی۔ میں تجھ سے دونوں کی حقیقت بیان کرتا ہوں۔ اے لڑکے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مروّجہ معنوں میں کہنا صفات کو غیر ذات سمجھنا اور ذاتِ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو موجود جاننا حقیقت میں شرک خفی ہے۔ جو آئینہ کے مثل تیرے روبرو ہے اور اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کہنا، عَبۡدٌ مَعۡبُوۡدٌ خالق مخلوق کا ثابت کرنا طریقت

Marfat.com

میں شرکِ جلی ہے۔ تو اپنے آپ کو ان دونوں شرکوں سے بچا۔ اگر تو شرکِ جلی سے پاک ہوجائے گا تو اپنے آپ کو شرکِ خفی سے پاک محسوس کرے گا۔ جب تو ان دونوں شرکوں سے پاک ہوجائے گا اس وقت تو صوفی شطّار ہوگا۔

اے نیک بخت! اگر تو ہستیٔ حقیقی کے مقابلے میں اور اس کی موجودگی میں اپنے وجودِ موہوم کا خیال رکھے اور اس مجسمۂ خیالی کو مستقل سمجھے، تو یہ شرک کی تصدیق کرنا ہے۔ اپنی انانیتِ شخصی کا اظہار نہ کر۔ خودی کو چھوڑ۔ کیونکہ یہ طریقتِ رسول الثقلین علیہ ﷺ میں شرک ہے۔ آیت مندرجہ ذیل میں اسی شرک کی طرف اشارہ ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ○ (یوسف آیت ۱۰۶ پ ۱۳)	بہت سے لوگ اللہ پر ایمان لاتے ہیں مگر اس کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔

انسانی کمال یہ ہے کہ علمی و عملی اثر سے قومی خیالات کی زنجیروں اور مذہب کی خود ساختہ رسمی پابندیوں کو توڑ دے۔

یہ عارضِ پُرنور پہ زلفیں ہیں پریشاں
کمبخت نکل گراہی شام و سحر سے (اصغرؔ)

طالبِ صادق کو چاہئے کہ صِبْغَةَ اللهِ (اللہ کے رنگ) میں غوطہ مار کر اپنی ہستی سے گزر جائے۔ جب صِبْغَةَ اللهِ سے رنگین ہوجائے گا تو وہی ہستی کا نشان اور رنگ معدوم ہوجائے گا۔ معراجِ عشق یہ ہے کہ عاشقی سے معشوقیت کے درجہ پر پہنچ کر ذاتِ یکتا کا رنگ اختیار کرے کیونکہ صوفیائے کرام کی تحقیق ہے۔ اَلْوُجُوْدُ وَاحِدٌ غَيْرُهٗ لَيْسَ بِمَوْجُوْدٍ سوائے ذاتِ واجب الوجود کے دوسرا وجود ہی نہیں۔ جب تو ذات کے سوا دوسرے وجود کا قائل نہ رہے گا تو شرک سے پاک ہوکر عَبْدٌ فِي الْمَعْبُوْدِ ہوجائے گا۔ اولیاء اللہ کا اتفاق ہے

Marfat.com

کہ تیری ہستی ایک ایسا بڑا گناہ ہے جس کے مقابل دوسرا گناہ خیال ہی نہیں کیا جاسکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ مَنْ یُّخْرِجُ نَفْسَهٗ مِنْ بَیْنَ جَنْبِهٖ (بیہقی ونسائی)	مؤمن وہ ہے جو اپنے نفس کو اپنے درمیان سے خارج کردے۔

حکمِ الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے وہمی ہستی کا خیال صفحۂ دل سے مٹادے۔

قولہٗ تعالیٰ: اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِیْمًا○ (النساء آیت ۴۸ پ ۵)	اللہ اُن لوگوں کو نہیں بخشتا جو اس کے ساتھ شرک کریں ان کے علاوہ جس کو چاہے (اپنے فضل و احسان سے) معاف کردیتا ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کیا اس نے بڑا بہتان لگایا۔

تیری ہستی معدوم ہے۔ جو سدِّ راہِ معرفت ہے۔ اپنے وہم، گمان، عقل و قیاس کی قید سے آزاد ہوجا۔ تیری زندگی میں جو لوحِ دل پر اللہ سے غیریت کا نقش منقش ہوگیا ہے اس کو صاف کر۔ اپنی آنکھوں سے پردۂ دوئی ہٹا۔ خطراتِ وہم سے نجات حاصل کر۔ لوحِ دماغ سے غیریت کا خیال مٹادے۔ روح کو راحت پہنچانے کے لئے دل سے وہمی ہستی کا دلچسپ رعنائی حجاب دور کر، پھر اپنے آپ کو ہستئ لازوال سمجھ اور اپنی حقیقت کو پالے۔

نہ ہوتی گر خودی ہم میں تو جو تُو تھا وہی ہم تھے
یہ پردہ کس لئے ڈالا ہے یا رب درمیاں تو نے

حضرت عطارؒ فرماتے ہیں:۔

لوح دل راز نقش غیر بشو
خویشتن را خدائے خود انگار

(لوحِ دل سے غیر اللہ کے نقش کو دھو ڈال۔ خود کو اپنے اللہ کے ساتھ مشغول کردے۔)

Marfat.com

جب تک تو، من و تو، کفر و اسلام کے جھگڑے میں رہے گا مالکِ حقیقی سے دور رہے گا۔ ؎

یہ دین ہے وہ دنیا یہ کعبہ وہ بت خانہ اک اور قدم بڑھ کر اے ہمّت مردانہ

عین القضاۃ ہمدانیؒ کا قول ہے کہ بہتّر مذاہب راہِ سلوک میں سالک کے نزدیک ایک ہیں۔ ؎

نفی دین و دنیا ہے سب اسکے آگے بجز ذاتِ باری کے اور کچھ نہیں ہے

اگر طالب اس میں چون و چرا کرے یا کسی قسم کا فرق کرے وہ طالبِ حق نہیں ہے۔ یہ فرق حجاب راہِ مقصود ہے۔ کفر و اسلام ہستی کے تعلقات کے باعث ہیں۔ جب اسلامی تعلیمات کی اتباع میں خود کو مٹادیا اور ہستی نیست ہوگئی تو کفر و اسلام کہاں؟ ؎

اگرچہ ہے سب کچھ پر اسکے مقابل یہ اسلام تیرا یہ تیرا یقین ہے

جو طالبِ ذات ہیں وہ تمام حجابات حتیٰ کہ کفر و اسلام کو چاک کرکے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ ؎

مارا کہ نہ اسم و جسم نہ جانے ماند نے کفر و نہ اسلام گمانے ماند
نے نفی و نہ اثبات نے نقص و کمال یعنی ہمہ رفت و جان جانے ماند

(ہمارا نہ اسم ہے نہ جسم، نہ جان باقی ہے۔ نہ کفر ہے، نہ اسلام اور نہ ہی گمان باقی ہے۔ نہ نفی ہے، نہ اثبات۔ نہ نقص ہے، نہ کمال۔ یعنی سب کچھ ختم ہوگیا اور جو جان تھی وہ بھی محبوب کے حوالے کردی۔)

طالبِ ذاتِ خاص آخری درجہ پر کفر و اسلام سے گزر جاتے ہیں۔ ؎

جہاں میں ہوں نہ ساقی ہے نہ ساغر ہے نہ صہبا ہے
یہ میخانہ ہے اس میں معصیت ہے باخبر ہونا

Marfat.com

واقفانِ اسرارِ حقیقت کی نسبت حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ فرماتے ہیں: ؎

پیش ایشاں کافر و مؤمن یکے در دلِ ایشاں یقین و نے شکے
ایں یقین و شک بود از جاہلان در دلِ پاکاں نباشد ایں وآں

(انکے سامنے کافر و مومن ایک ہیں۔ انکے دل میں نہ یقین ہے نہ ہی شک۔ یہ یقین و شک جاہلوں کا کام ہوتا ہے۔ پاکباز لوگوں کے دلوں میں ''یہ'' اور ''وہ'' نہیں ہوا کرتا۔)

عوام کے واسطے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ اور پابندیٔ اوامر و نواہی کافی اور بہت مفید ہے۔ لیکن خواص کے دل میں ماسوا اللہ کا خطرہ آنے ہی نہیں دیا جاتا وہ تمام حجابات سے گزر جاتے ہیں۔ جب عاشق ذات میں فنا ہوگیا تو کفر و ایمان دونوں عاشق کے جویاں رہتے ہیں اور پتہ نہیں پاتے۔ حضرت قلندرؒ فرماتے ہیں: ؎

گر ترا گویند کز ایمان بر آئے ور خطاب آید ترا کز جان برائے
تو ممان این را و آن رابر فشاں ترک ایمان گیر و جان رابر فشاں
منکرے گوید کہ این بس منکرست عشق گو کز کفر و ایمان برترست
عشق را با کفر و با ایمان چہ کار عاشقان را لحظہ باجان چہ کار
عاشقان آتش دریں خرمن زدند ارہ برفرقش نہندوتن زنند
ہر کرا درعشق محکم شد قدم درگزشت از کفر و از اسلام ہم
چوں ترا ایں کفر و ایں ایمان نماند ایں تنِ تو گم شدو این جان نماند

(اگر تجھے کہیں کہ ایمان کا ثبوت پیش کر، ورنہ تیری جان پر بن آئے گی۔ تو ''اِس'' اور ''اُس'' کے چکر میں مت پڑ، ایمان کو ترک کردے اور جان کی بازی لگادے۔ منکر کہیں گے کہ یہ تو بس دین کا منکر ہے۔ مگر عشق کا کلمہ پڑھنے والا کفر و ایمان سے برتر اور بڑھ کر ہے۔ عشق کو کفر و ایمان کی باتوں سے کیا سروکار؟ عاشقوں کو ایک لمحہ کے لئے بھی جان سے کیا واسطہ؟ عاشق غیر کو آگ لگادیتے ہیں۔ نفسانی سر پر آرا چلادیتے ہیں اور

Marfat.com

اپنی جان کا نذرانہ پیش کردیتے ہیں۔ جس کے بھی راہِ عشق میں قدم مستحکم اور مضبوط ہوگئے وہ کفر و اسلام کے مراحل سے گزر جاتا ہے۔ جب تیرے نزدیک ''یہ کفر'' اور ''یہ ایمان'' کا امتیاز باقی نہیں رہے گا تو تیرا یہ تن اور تیری یہ جان بھی باقی نہیں رہے گی۔)

طالبِ ذات، خاص ذات سے غرض رکھتے ہیں۔ ان کو نہ جنت کی خواہش نہ دوزخ کا خطر، نہ کسی کے کفر و اسلام سے کام۔ دین و دُنیا سے آزاد۔ دل تعصّبات و اغراض سے مبرّا اور پاک۔

دلے کہ بارخ و زلفِ توہم نشین باشد
مجرد از غم و شادی و کفر دیں باشد
بود ز کفر و ز اسلام بے خبر آں دل
کہ زلف دروئے تو اش روز شب قریں باشد

(وہ دل جو تیرے چہرے اور تیری زلف کا دن رات ہم نشیں ہے، وہ غم و خوشی اور کفر و ایمان سے خالی اور بے خبر ہوتا ہے۔)

كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلٰى فِطْرَةٍ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانَه (بخاری و مسلم)	ہر بچہ فطرت (یعنی اللہ کی دی ہوئی سرشت) پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی اور مجوسی بنادیتے ہیں۔

والدین جو کم سن بچوں کی پرورش اور پرداخت کرتے ہیں وہ اگر یہودی ہیں تو بچہ کو بھی یہودی، اور اگر نصرانی ہیں تو بچہ کو بھی نصرانی، اور اگر خود آتش پرست ہیں تو بچہ کو بھی آتش پرست بنادیتے ہیں۔ ہر ایک بچہ ماں سے ایسا پاک و صاف پیدا ہوتا ہے کہ اس کا دل آبائی مذہب کے عقائد اور پابندیٔ خیالات سے بالکل مبرّا ہوتا ہے۔ نہ اس میں کسی چیز کو پسند اور نہ کسی کو ناپسند

Marfat.com

کرنے کا احساس ہوتا ہے اور نہ کسی سے تعصب کا جوش اس کے سینہ میں موجزن ہوتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَاؕ (الروم آیت ۳۰ پ ۲۱)	اللہ کی یہی فطرت ہے جس پر اُس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔

یہ خالی الذہن ہونے کی وہی حالت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کے لئے چاہتا ہے۔ تاکہ وہ اس کے ذریعہ نورِ ایمان حاصل کرنے کے قابل ہوجائیں۔ پہلے انسان اپنی اصل صفات لئے ہوئے تھا۔ مگر افسوس اندھی تقلیدوں، آبائی باطل پرستیوں اور موروثی تعلیم و جوشِ تعصّب سے یہودی، نصرانی، مجوسی، ہندو، جین، برہمن، بت پرست، بودھ، مشرک، کافر اور بخیالِ خود دیندار بن گیا اور اپنے عقیدہ کے اندر لامحدود کو محدود کردیا۔

اگر خموش رہوں میں تو تو ہی سب کچھ ہے
جو کچھ کہا تو تیرا حُسن ہوگیا محدود

اُس کو لازم تھا کہ دُنیا داری، دین داری اور ایمانداری کو دل میں جگہ دینے کے بجائے دل کو اللہ عزّ وجل کے لئے وقف کردیتا، ماسوا اللہ سے بچ کر آدمی بن جاتا اور اپنے آپ کو کسی قید میں مقیّد نہ کرکے فِطْرَتَ اللّٰهِ پر قائم رہتا۔ لیکن مُلاّ شدن آسان است و آدمی شدن مشکل است۔

زاہد ہو کہ ناصح ہو کہ ہوں حضرتِ واعظ
سمجھا جسے انسان اُسے انسان نہیں دیکھا

فطری معصومیت حاصل کرنے کے لئے انسان کو چاہئیے کہ وہ ماسوا اللہ سے پورا پورا علیحدہ ہوجائے اور قلب کو پاک کرکے حق کا پرستار بنے۔ پرستش کا جذبہ ہر انسان میں موجود ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ سب انسان اللہ

Marfat.com

پرست نہ ہوں، یا سب میں پرستشِ الٰہی کا جذبہ بلحاظِ پاکیزگی یکساں بیدار نہ ہو، لیکن جذبۂ پرستش ہر انسان میں ہوتا ضرور ہے۔ اگر کوئی اللہ پرست نہ ہوگا تو کسی چیز، کسی خیال، کسی کیفیت یا کسی خواہش کی ضرور پرستش کرے گا اور جس کی جو پرستش کرے وہی اس کا معبود ہے۔ ؎

جس سے ہو جس کو عشق وہی اس کا ہے خدا
بے عشق اس جہاں میں کوئی بشر نہیں (جعفر رامپوری)

ہادیٔ مطلق کا ارشاد پاک ہے:

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ط (الفرقان آیت ۴۳ پ ۱۹)	کیا تو نے دیکھا اُس شخص کو جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا ہے۔

عبادت ذریعہ ہے معبود سے قرب کا، لہٰذا انسان جس کی پرستش کرے گا، اُس سے قریب ہوتا چلا جائے گا اور اُس کے دل میں معبود کی صفات اور اخلاق جگہ پکڑتے جائیں گے۔ اگر اُس کا لگاؤ یا دلی رجحان کسی مادّی صورت یا خواہش کی جانب ہے تو مادّیت سے اور اگر روحانی حالت یا خواہش کی طرف ہے تو وہ روحانیت سے اثر پذیر ہوگا اور بقدر جذبۂ رجحان و محبت اس کے اوصاف کو اختیار کرلے گا۔ احد کی بے لوث عبادت احد کے فضل سے عابد کو احد کے رنگ سے رنگین کردے گی۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ز (البقرۃ آیت ۱۳۸ پ ۱)	ہم نے لیا رنگ اللہ کا اور کون ہے جو بہتر ہو اللہ تعالیٰ سے رنگ میں۔

اسلام اللہ تبارک و تعالیٰ کی کامل فرمان برداری کا مذہب ہے اور کامل اطاعت و فرمانبرداری کی طرف کوئی بغیر محبت کے نہیں بڑھ سکتا۔ جب محبت کامل ہوجاتی ہے اور عشق معراج پر پہنچتا ہے تو عاشق معشوق کے رنگ سے

Marfat.com

رنگین ہوجاتا ہے اور اس کا اپنا رنگ باقی نہیں رہتا۔ وہ اپنے اوصاف سے جدا ہوکر محبوب کے اخلاق حاصل کرلیتا ہے اور اُس کو کامل حریت نصیب ہوتی ہے۔ انسان فطرتاً کامل آزادی چاہتا ہے، جو اس کو اللہ احد جو تمام اعلیٰ صفات اور اعلیٰ کمالوں کا مالک ہے، کی کامل اطاعت اور اُس میں فنا ہوئے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ جب تک تمام اوہام، قیود اور نفسانی بندشوں غرضکہ جملہ ظاہری اور باطنی زنجیروں کو نہ توڑ ڈالے وہ کسی نہ کسی حیثیت سے مقیّد ہی رہتا ہے۔

انسانی ترقی کے یہ معنیٰ ہیں کہ جہل سے علم، علم سے عقل، عقل سے شعور اور شعور سے نور کی طرف قدم بڑھے۔ عقلِ سلیم اور شعورِ حقیقی کا تقاضا ہے کہ آدمی کو ہر ایک قید و بند سے آزاد کرکے اپنے عقب یعنی اپنی عاقبت، اپنی اصلی فطرت اور اعلیٰ معصومیت کی طرف جہاں سے وہ آیا ہے اُسی طرف لوٹادے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:۔

صورت از بے صورتے آمد برون
بازشد انا الیہ راجعون

(صورت بے صورتی سے برآمد ہوئی۔ اس کے بعد اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہے۔)

جس طرح مذہبِ عُشاقِ الٰہی کُل مذہبوں سے جدا معلوم ہوتا ہے، ان کی عبادت و طاعت نماز و روزہ بھی عوام کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ اکثر لوگ بوجہ تعصب و بے بصری یہ خیال کرتے ہیں کہ ولایت کسی غیر مسلم کو حاصل نہیں ہوسکتی۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ جب غیر مسلم صاحبِ ولایت ہوگا تو وہ غیر مسلم نہیں رہ سکتا۔ اگرچہ ظاہر میں اس کا نام اور لباس کسی مذہب و ملّت سے تعلق رکھتا ہو۔

Marfat.com

قولہٗ تعالیٰ: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ (المائدۃ آیت ۶۹ پ ۶)

بے شک وہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور اسی طرح یہودی اور ستارہ پرست اور نصرانی ان میں جو کوئی سچے دل سے اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور اچھے کام کرے تو ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم۔

کوئی گروہ، کوئی قوم، کوئی مذہب، کوئی ملّت اور کوئی جماعت صفحۂ عالم پر ایسی نظر نہیں آتی جس میں یدِ قدرت نے قابلِ تعریف اور واجب العزت ہستیاں پیدا نہ کی ہوں۔ ہر مذہب اور ہر قوم میں خواہ مسلمان ہو یا ہندو، پارسی ہو یا عیسائی یا بدھ ایسے ایسے افراد پیدا ہوئے ہیں کہ وہ حق آشنا تھے وہ پاک طینت، نیک طبع اور عام لوگوں کے لئے بہترین ہدایت و نظامِ عمل کے رہنما اور خاص لوگوں کے لئے عشق و محبت کی مشعلِ راہ اور توحید و عرفان کے رہبر گزرے ہیں۔ ان کے قلوب میں آفتابِ وحدت کی ضیاء باریوں کا سلسلہ دائمی طور پر جاری اور ساری رہا۔ اور ان کا ہر قول و فعل مشیّت و رضائے الٰہی کے عین مطابق تھا۔ انہوں نے قدرت کے بتائے ہوئے صحیح مسلک توحید و عرفان کے خلاف اپنا قدم رکھنا حرام بلکہ قطعی حرام سمجھا۔ حضرت عمرؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ راوی ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں، پرہیز گاروں اور ان مخفی حال کے لوگوں کو پسند کرتا ہے کہ جب وہ نظروں سے غائب ہوں تو ان کو پوچھا نہ جائے۔ اور جب وہ موجود ہوں تو ان کو بلایا نہ جائے اور پاس بٹھایا نہ جائے۔ ان لوگوں کے دل چراغِ ہدایت ہیں اور یہ لوگ ہر تاریک زمین سے ظاہر اور پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ (ابن ماجہ، بیہقی، مشکوٰۃ)

Marfat.com

نادان اسلامی دوستوں نے رہبر بن کر اسلام کے روشن چہرے کو زہدِ خشک اور ریا کارانہ پند و نصائح سے مسخ کردیا اور رسول اللہ ﷺ کے تعلیم کردہ حقائق و معارف پر بوجہ ناسمجھی مسلسل پردہ ڈالتے رہے۔ اس سے حق و باطل میں تمیز دشوار ہوگئی۔ ان حضرات کو ایامِ طالبِ علمی سے اپنی ذہانت اور طاقتِ لسانی پر بڑا ناز ہوتا ہے، جن کے نتائج صاف نظر آرہے ہیں۔ ملّتِ اسلامیہ کا مستقبل ان پاکبازوں کے ہاتھوں تاریک ہوگیا۔ اصول کی غلطی کسی سے بھی ہو بہرحال تباہ کن ہوتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ پیرانِ زمان اور علمائے عہد کی غیر معمولی اکثریت اصولاً، عملاً اور شرعاً بیکار ہوگئی۔ نہ وہ منتظم رہے، نہ صائب الرائے اور نہ متحد الخیال۔ ان کا وجود حقیقتاً بے سود ہے۔

اس زمانہ میں ایک قوم دوسری قوم کی نیک باتوں کو بھی جھوٹا اور ان کے تمام ہادیوں کو مکار و دغا باز خیال کرتی ہے۔ ایسے خیالات مسلمانوں کے لئے گناہ ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ کُل انبیاء علیہم السلام ایک لاکھ چوبیس ہزار یا زیادہ ہوئے ہیں۔ ہر قوم میں مذہب کا بانی، ہوسکتا ہے کہ اس کا نبی ہو۔ مذہبی تعلیم کے مطابق ہر مذہبی پیشوا کے لئے احترام لازمی ہے۔ مذہب کا فرض ہے کہ دوسری اقوام کے بزرگان کے خلاف زبان کھولنے سے باز رکھے اور ان سے مذہبی امور میں جھگڑا کرنے سے روکے۔

جتنا جی چاہے سعی کرو، کُل دنیا ایک ہی مذہب اور طریقۂ عبادت پر نہیں آسکتی۔ کلام مجید فرقانِ حمید کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کردیا ہے کہ دنیا میں قیامِ قیامت تک ہر قسم کے مذہب و ملت قائم رہیں گے۔ اور یہ مشیّتِ الٰہی ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً (المائدہ آیت ۴۸ پ ۶)	اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک گروہ کردیتا۔

Marfat.com

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ط (بنی اسرائیل آیت ۸۴)	کہدو کہ ہر شخص عمل کرتا اپنے طریقہ پر۔
وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ط (الحج آیت ۴۰ پ ۱۷)	اور اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرتا، تو بے شک گرادی جاتیں خانقاہیں اور گرجے اور یہود کے عبادت خانے، اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام بہت یاد کیا جاتا ہے۔
فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ○ (الانعام آیت ۱۴۹ پ ۸)	پس اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت کردیتا۔

کوئی مذہبِ حق ایسا نہیں ہوتا کہ وہ قومی امتیاز کی بناء پر بنی نوعِ انسان کے درمیان منافرت، بغض اور عداوت کی آگ بھڑکائے، بلکہ وہ اپنے معتقدین میں ایسی وسعتِ قلبی پیدا کرنا چاہتا ہے کہ دنیاوی معاملات میں وہ دوسروں کے اختلاف میں روادارانہ طریقہ ملحوظ رکھیں۔ اس کے علاوہ مذہبِ حق اپنے پیروکاروں کے اندر ایسی زندگی پیدا کرتا ہے جس کے ذریعے مختلف مذاہب کے پیروؤں کے درمیان باہمی صلح، امن اور مفاہمت کا سلسلہ قائم ہوجائے۔ مذہبِ حق تطہیرِ قلب اور ایسے اعمالِ حسنہ کا موجب ہوتا ہے، جس سے دوسری اقوام اس کی طرف کھنچی چلی آئیں۔

رسولِ معظم ﷺ کے زمانہ میں اسلام میں توحید کے رنگ کی ایسی خوشنما اور دلکش جھلک تھی کہ ہر مذہب و ملت کے افراد بجلی کی کشش کی مانند اس کی طرف کھنچ کر اسلام میں جذب ہوئے چلے جاتے تھے۔ یہ ایک گروہ کے متفقہ اور پاکیزہ اعمال کا اثر اور اسلام کی وحدانیت کی نادر تعلیم تھی۔ مگر افسوس علمائے بے ادراک نے اپنی انقلابِ ذہنیت سے نفس کی دہکتی ہوئی خواہشوں

Marfat.com

اور نزاع کی برق افروزیوں سے اس کے بہتّر فرقے کر کے اس قوتِ متبرّکہ کا جو فرحت بخش قلوب تھی، شیرازہ بکھیر کر ریزہ ریزہ کردیا ہے۔ اب اگر کوئی ممتاز فرد، ماہر فلسفہ غیر مذہب سے اپنے جوش کے ساتھ اسلام میں آتا ہے اور موجودہ مذہبیت کے ہر پہلو پر غور کرتا ہے تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی بلند پایہ حقائق و معارف کی تعلیم نہیں۔ مسلمانوں کی انتہائی پست ذہنیت اور غفلت دیکھ کر اس کے دل و دماغ پر پریشانیوں کا ابر چھاجاتا ہے۔ گھبرا کر بے ساختہ اس کی زبان پر یہ کلمہ آجاتا ہے کہ میرے اللہ میں کس خلجان میں پڑگیا۔ جو تعصّبات، رسمیات اور مذاہب کے نام پر قیود وہاں تھیں اس سے زیادہ یہاں موجود ہیں۔ بے اطمینانیٔ ضمیر جو وہاں تھی وہ یہاں ہے۔ جنت کی بلندیوں، دوزخ کی پستیوں کے ذکر کے علاوہ نہ کچھ وہاں تھا نہ یہاں موجود ہے۔ میں جس کی جستجو میں گھر سے نکلا تھا، وہ یہاں بھی نہ ملا۔ اب میں کیا کروں؟ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے

الغرض اسی قسم کے سینکڑوں خیالات اس کے ایمان و اعتقاد کو کمزور کرکے واپس جانے کے لئے یا کسی مسلمانی فرقے کے قواعد وضوابط کے ماتحت طرزِ عمل اختیار کرنے پر اُسے مجبور کرتے ہیں۔

ایسے بے لوث متلاشیٔ حق کے لئے رسول اکرم ﷺ کا یہ خاص دستور العمل پیش کیا جاتا ہے، جو اُس کے لئے مفید اور ہر صورت سے تسکین دہ ثابت ہوگا۔ اسلام امن کا مذہب ہے اور وہ اس لئے آیا ہے کہ دُنیا میں امن قائم کرے۔ اسلام سے مراد احکامِ الٰہی کی اطاعت اور محبتِ خلق اللہ ہے

Marfat.com

اسلام اپنے پیروؤں کو نہ کسی پر ظلم کی اجازت دیتا ہے نہ کسی کا دل دکھانے کی۔ وہ عفو و درگزر کا سبق دیتا ہے۔ اسلام میں خدمتِ خلق اللہ، عبادت الٰہی کے مترادف سمجھی گئی ہے۔ یوں تو محبتِ الٰہی ہر مذہب و ملّت میں روحِ مذہب کہی جاتی ہے۔ مگر نبی اکرم ﷺ نے اس حقیقت کو صحیح معنوں میں اس طرح بیان فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ سے محبت کرنی چاہو تو اس کی مخلوق سے محبت کرو۔'' اور حافظ شیرازیؒ نے تو انسان کو باہمی منافرت سے روکنے کے لئے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ:

حافظا گر وصل خواہی صلح کن باخاص و عام

با مسلماں اللہ اللہ باہنوداں رام رام

(اے حافظ! اگر وصل چاہتا ہے تو ہر خاص و عام کے ساتھ صلح کر۔ مسلمان کے ساتھ اللہ اللہ، اور ہندو کے ساتھ رام رام۔)

اسلام کے ہر درد مند کو چاہیئے کہ علم وادب کے پُر بہار گلشن کو تعصّبات کے خارِ مغیلاں اور فرقہ وارانہ تنگ نظری سے پاک رکھے۔ بہت سے مدعی اس طرف بالکل ملتفت نہیں، وہ نہایت بے باکی سے ادبی میدان میں فرقہ وارانہ مست خرامی کے کمالات دکھاتے ہیں اور مذہبی و قومی تعصّب کے ترقی دینے میں مصروف رہتے ہیں۔ انہوں نے اپنے خیالات کی نشوونما کے لئے ایک خاص طرح کی فضا تیار کرلی ہے۔ انہیں اس سے کچھ بحث نہیں کہ ان کی روِش سے دُنیا کو ایک ضررِ عظیم پہنچ رہا ہے۔ اس لئے ان کے کلام کی تلخی مذہب اور غیر مذہب والوں کے لئے حد درجہ قابل شکایت ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ (ابراھیم آیت۴ پ۱۳)	ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس قوم کی زبان کے ساتھ۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ جس طرح بہت سی اقوام ہیں اور ان کی

Marfat.com

زبانیں مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لئے اس قوم میں سے رسول بھیجا ہے۔ تاکہ ان کو انہیں کی زبان میں تعلیم دے سکے۔ کیونکہ پیغمبرؑ پہلے عزیز و اقارب کو دعوتِ ہدایت دیتا ہے، اس کے بعد قوم کو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو ان کی زبان میں تعلیم دینے اور راہِ حق بتانے کو بھیجا۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝ (فاطر آیت ۲۴ پ ۲۲)	اور کوئی گروہ نہیں ہے مگر یہ کہ اس میں ایک ڈرانے والا ہوچکا ہے۔
وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ (الرعد آیت ۷ پ ۱۳)	ہر (قوم) کیلئے راہ بتانے والا پیغمبرؑ ہوا ہے۔
وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ (یونس آیت ۴۷ پ ۱۱)	ہر اُمت کے لئے ایک رسول ہوا ہے۔

چونکہ نبوت ختم ہوچکی ہے، سلسلۂ ولایت قیامِ قیامت تک جاری رہے گا۔ انبیاء علیہم السلام کا ہر قوم و ملّت میں آنا آیات بالا سے ثابت ہے۔ علیٰ ہذا اولیاء اللہ جو نمونۂ انبیاء علیہم السلام اور ان کے نائب ہیں وہ محض تعلیمِ توحید اور عرفانِ الٰہی کے لئے ہر زمانہ میں ہر قوم کی ہدایت کو آئے اور آتے رہیں گے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

اَلشَّيْخُ فِيْ قَوْمِهٖ كَالنَّبِيِّ فِيْ اُمَّتِهٖ (دیلمی، ابی رافع، و سیوطی فی الدر)	یعنی شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسا نبی اپنی اُمت میں۔

اس جگہ شیخ سے شیخِ معنوی مراد ہے نہ ظاہری کیونکہ آنجناب ﷺ نے ان کو نبی کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ اللہ کے پیارے ہر سرزمین میں ہوتے ہیں لیکن عوام کی نظریں اُن تک نہیں پہنچتیں۔ حدیث قدسی ہے:

اَوْلِيَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ (رِدَائِیْ) لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِیْ (سر الاسرار، عین الفقر)	میرے ولی میرے دامنِ رحمت کے نیچے چھپے ہوئے ہیں۔ ان کو سوائے میرے کوئی نہیں پہچانتا۔

Marfat.com

حکایت: ایک سوداگر نے جو حضرت مولانا رومؒ سے معتقد تھا، ایک روز خدمتِ والا میں عرض کیا کہ کچھ عرصہ سے تجارت میں نہ معلوم کس وجہ سے مجھ کو نقصان ہورہا ہے۔ آپؒ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم ملکِ فرنگ میں تجارت کو گئے تھے تم نے وہاں ایک فرنگی فقیر کو جو اہلِ باطن سے تھا، نظرِ حقارت سے دیکھا اور نفرت سے ان پر تھوکا تھا۔ ان کی بددعا کا تم کو نتیجہ مل رہا ہے۔

اگرچہ ہست بہ ظاہر خراب درویشی برنگِ گنج بود کامیاب درویشی

(اگرچہ مستی درویش کی ظاہری حالت کو خراب کردیتی ہے، مگر یہ ہی درویش اللہ کے رنگ میں ڈوبے ہوئے اور کامیاب ہیں۔)

لیکن ہم نے تمہارا خلوص دیکھ کر اب ان کو راضی کرلیا ہے۔ جاؤ ان سے ہمارا سلام کہو۔ وہ تاجر حسب الارشاد فرنگستان گیا اور درویش صاحبِ ولایت سے قدمبوس ہوکر عذرِ تقصیر کا خواہاں ہوا اور مولاناؒ کا سلام کہا۔ فرنگی درویش نے کہا تو نے خاکسار کو حقارت سے دیکھا اس پر اللہ کو غیرت آئی اور یہ سزا ملی۔

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد (سعدیؒ)

(خاکسارانِ جہاں کو حقارت سے نہ دیکھ، تو کیا جانے اس گرد و غبار میں کیسا سوار گزر رہا ہے۔)

میں مولاناؒ کی سفارش سے مجبور ہوں۔ ورنہ مردانِ حق کی بے ادبی کا نتیجہ دکھاتا۔ اگر تو مولاناؒ کو دیکھنا چاہتا ہے تو دیکھ لے وہ اس وقت مستی کے عالم میں مصروفِ سمع ہیں۔ درویش کے ایما سے سوداگر نے آنکھیں بند کرلیں تو دیکھا کہ مولاناؒ سماع میں مصروف ہیں۔ (سوانح مولانا رومؒ) ظاہری اعتبار سے فقیر کو مسلمان کہو یا ہندو، یہودی کہو یا نصرانی، اس کے خیال میں ناموں کی اہمیت

Marfat.com

نہیں رہتی اور اس کی توجہ جسم و اعمالِ ظاہری کی طرف سے ہٹادی جاتی ہے پھر وہ کیسے طہارتِ جسم، مداومتِ نماز، یا ذکرِ جلی وخفی سے صفائی ظاہر و باطن میں مشغول نظر آئے۔

وہ سامنے ہیں نظامِ حواس برہم ہے
نہ آرزو میں سکت ہے نہ عشق میں دم ہے (اصغر)

ایک شہر میں متعدد راستے اور مختلف سڑکیں ہوتی ہیں۔ شہر کے ہر مذہب و ملّت کے باشندے ان سڑکوں اور گلیوں میں چلتے پھرتے ہیں اور اپنے اپنے محلّوں کے نام سے گلیوں کو موسوم کرتے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک گلی یا راستہ کا ایک محلّہ سے تعلق ہوتا ہے۔ شہر سے باہر جب ایک دور مقام پر جانا ہو تو شہر کے لوگوں کو بلا امتیازِ مذہب و ملّت وہ شاہراہ اختیار کرنی ہوتی ہے جس سے تمام راستے ملحق ہیں۔ اسی طرح دوسرے مذاہب شہر کے چھوٹے چھوٹے راستے اور گلیاں ہیں اور مذہبِ حق شاہراہ۔ جب تک انسان رسمیات کو مذہب سمجھتا ہے اور پابندیوں میں رہتا ہے ایک دوسرے میں تفریق ہوتی ہے۔ لیکن جب طالبِ صادق جویائے حق راہِ مولیٰ میں قدم رکھتا ہے تو اس کو وہ شاہراہِ توحید اختیار کرنی پڑتی ہے جس میں نہ مذہب کی رسمی تفریق ہے نہ ملّت کا وہمی امتیاز۔ اسی شاہراہ یعنی صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے ہر مذہب و ملت کے لوگ اللہ کی طرف چلتے ہیں اور چلے جائیں گے۔ طَالِبَانِ اِلٰہ کو وصالِ الٰہی کا شوق اندرونی شہر کے عام راستوں اور کوچہ گردیوں سے مستثنیٰ کر کے اُس شاہراہِ حقیقت اور جادۂ مستقیم پر کھڑا کردیتا ہے جس پر ہر مذہب و ملّت کے پُرخلوص متلاشیانِ حق پہنچتے ہیں۔

شیخ کعبہ سے گیا اس تک برہمن دیر سے
ایک تھی دونوں کی منزل فرق تھا کچھ راہ کا (مینائی)

Marfat.com

مومن آئینہ ہے مومن کا

(بخاری، ابوداؤد)

جس شخص کو خدا کے قرب کی آرزو ہو وہ فقراء کی صحبت میں بیٹھے

AL-HAQQ-UL-MUBIN (MAK)
Design by AL KHATR 0221785561

Marfat.com

Marfat.com

فضیلتِ فقر

اللہ عزوجل نے انسان کو دیگر مخلوقات پر جس قدر بھی فضیلت عطا فرمائی اور فرشتوں کے مقابلے میں امتیاز بخشا ہے، وہ نہ جسمِ خاکی نہ حواس جسمانی کی وجہ سے ہے اور نہ کثرتِ عبادت، تسبیح و تقدیس اور بے گناہی کی بناء پر ہے کیونکہ فرشتوں کی عبادت اور معصومیت مسلّم ہے۔ اس کو جو کچھ بھی مرتبہ مرحمت فرمایا گیا ہے، وہ علمِ معرفتِ الٰہی، فقر اور محبت کی وجہ سے ہے۔ وہ روزِ ازل اسی پاک علم کی وجہ سے فرشتوں سے بازی لے گیا، مسجودِ ملائک بنا اور خلافتِ الٰہی کے نورانی تاج سے مشرف ہوا۔ جب تک ملائکہ کی نگاہ اُس کے اعمالِ ظاہری پر رہی، انہوں نے اس کو خون ریز اور مفسد جانا اور اُس کی کوئی اچھائی اُنکو نظر نہ آ سکی۔ انہوں نے اَرۡحَمُ الرَّاحِمِیۡنَ کے حضور میں عرض کیا:

اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡهَا وَیَسۡفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ (البقرۃ آیت ۳۰ پ ۱)	کیا تو زمین میں ایسے شخص کو رکھے گا جو وہاں فساد کرے اور خون بہائے اور (حالانکہ) ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے اور تیرے واسطے تقدیس کرتے ہیں۔

لیکن جب آدم سے معرفت اسماء و صفاتِ الٰہی کا ظہور ہوا اور اس علم کی وجہ سے اس کو صِبۡغَةَ اللّٰهِ (اللہ کے رنگ) سے رنگا ہوا دیکھا تو اُن کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ ورنہ ملائکہ جو اہلِ عبادت ہیں، آدم کے اس حُسن فضیلت

Marfat.com

سے غافل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے علم و معرفت سے آدم کو بزرگی دی اور اس کا مرتبہ یہاں تک بڑھایا کہ ملائکہ کو اس کے سجدہ کا حکم دیا اور اس شرف کی وجہ سے آدم کی طاعت و تعظیم کو عین اپنی عبادت قرار دیا۔ ابلیس جس کے فہم پر اپنی برتری اور تکبر کا پردہ پڑا ہوا تھا اس رمز کو نہ سمجھا اور بارگاہِ قدس سے مردود ہوگیا۔

روزِ ازل تو معاملہ بحسن و خوبی طے ہوگیا۔ فرشتوں اور ابلیس نے اپنے اپنے اعتراضات کے مناسب جوابات بھی پالیے۔ لیکن اب اس عالم میں علمائے ظواہر اور دنیا داروں نے شور مچا رکھا ہے، جو اپنے اعمال اور عبادت، زہدِ خشک، پاک دامنی اور مال و دولت پر بے حد نازاں ہیں اور روندگانِ راہِ ملامت، رندانِ الٰہی، قلندرانِ باصفا اور مجذوبانِ حق کے ظاہری اعمال ہی ....

.... پر نظر رکھتے ہیں۔ اور ان کو خلافِ شریعت، مفسد، بداعمال وغیرہ سمجھتے اور کہتے ہیں۔ ان مقدس نفوس کی طرح طرح سے دل شکنی کی جاتی ہے اور اپنے اعمال و قابلیت کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ ایسے افعال اُن کے واسطے اور ان کے ساتھیوں کے واسطے کس قدر دردناک ہیں ___؟

مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ: ؎

تا دلے صاحبدلے نامد بدرد ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد

(جب تک کوئی صاحبِ دل انسان کو ناراض نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی قوم کو ذلیل و خوار نہیں کرتا۔)

سوختگانِ عشق الٰہی کو ستانا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے ولی کو اذیت دی میں اس سے

Marfat.com

لڑائی کا اعلان کرتا ہوں (بخاری و مشکوٰۃ)۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مرتبہ کو دیکھو اور غور کرو کہ آنجنابؐ کو رسول اللہ ﷺ نے کس طرح فقراء کے معاملے میں ہدایت فرمائی۔ صحیح مسلم میں ہے کہ ابوسفیان (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) حضرت سلمانؓ، صہیبؓ اور بلالؓ کے پاس سے گزرے۔ اس جماعت کے لوگوں نے کہا کہ ابھی اللہ کی تلواروں نے اس دشمنِ الٰہی کی گردن کو نہیں اتارا۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ سن کر کہا کیا تم اس قریشی شیخ کی نسبت ایسا کہتے ہو جو قریش کا سردار ہے۔ اس کے بعد ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابوبکرؓ! شاید تو نے اُن کو غضبناک کردیا ہے۔ اللہ کی قسم اگر تو نے اُن کو غصہ دلایا تو گویا تو نے اپنے پروردگار کو غضب ناک بنایا۔ یہ سُن کر ابوبکرؓ اس جماعت کے پاس آئے اور کہا کہ اے میرے بھائیو! کیا میں نے تم کو غصہ دلایا اور غضبناک کیا؟ انہوں نے کہا نہیں تم نے ہم کو رنجیدہ نہیں کیا ہے۔ میرے بھائی اللہ تم کو بخشے۔

فقر اللہ تعالیٰ کی بہترین نعمت ہے اور اس کے خاص بندوں کو یہ فضلِ بے مثال اور دولتِ لازوال نصیب ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے:

اَلْفَقْرُ خَزِیْنَةٌ مِّنْ خَزَآئِنِ اللهِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللهِ مَا الْفَقْرُ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَرَامَةٌ مِّنْ کَرَامَاتِ اللهِ تَعَالٰی ثُمَّ قِیْلَ مَاالْفَقْرُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَیْءٌ لَّا یُعْطِیْهِ اِلَّا الْاَنْبِیَآءَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَبْدًا کَرِیْمًا۔
(دیلمی فی الفردوس، عیاض الشفاء، جامع الصغیر)

فقر خزانہ ہے خزانہائے اللہ تعالیٰ سے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! فقر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فقر عنایت ہے اللہ تعالیٰ کی عنایات میں سے۔ صحابہؓ نے پھر عرض کیا، فقر کیا ہے؟ آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فقر وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ بجز نبیوں و مرسلین یا بندہ کریم النفس کے کسی کو نہیں دیتا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا: اے ابوذر!

Marfat.com

جس طرح تم زمین پر تنہا چلتے ہو اور فرد رہتے ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں فرد ہے۔ وہ پاک صاف چیزوں کو پسند کرتا ہے۔ اے ابوذر! تمہیں میرا رنج و الم بخوبی معلوم ہے اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں کس کا مشتاق ہوں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ہی ارشاد فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنے اُن رفیقوں کی ملاقات کا بے حد شوق ہے جو میرے بعد آنے والے ہیں۔ وہ انبیاء علیہم السلام کے مثل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا مرتبہ شہداء کے مانند ہوگا۔ وہ اپنے ماں باپ، بھائی، بہنوں اور اپنی اولاد سے دور بھاگیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت لو لگائے رہیں گے، وہ اپنے مال و دولت کو چھوڑ دیں گے اور اس کی کچھ پرواہ نہ کریں گے۔ اپنے سرکش نفسوں کے غرور اور تکبر کو توڑ کر عاجزی اور مسکنت اختیار کریں گے۔ خواہشاتِ نفسانی اور محبت دُنیائے دنی سے نفرت کریں گے۔ ان (مجذوبوں) کے دل جوشِ اُلفت سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوں گے۔ ان کے کُل کام لوجہ اللہ ہوں گے۔ ان کی روزی ذکرِ الٰہی ہوگی۔ جب ان میں سے کوئی بیمار ہوگا ان کے ایامِ بیماری اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہوں گے!۔

اے ابوذر! ان کا کچھ اور حال بیان کروں؟ آپؓ نے التماس کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کا ذکر اور فرمائیے۔ ارشاد ہوا اگر ان میں سے کوئی فوت ہوجائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا فوت ہونا ایسا ہوگا جیسے کوئی آسمان والوں میں سے فوت ہوگیا۔ اگر ان میں سے کوئی اپنے کپڑوں میں سے ایک جوں پکڑ کر مارے گا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا مارنا ایسا ہوگا جیسے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے چالیس غلاموں کو خرید کو آزاد کیا اور ان

Marfat.com

غلاموں میں سے ہر ایک کی قیمت بارہ ہزار دینار ہو اور اس نے ستر حج وعمرہ کیے ہوں۔ اگر کوئی ان کی باہم مکالمت کرے گا تو ان ذکر کرنے والوں کے ہر سانس کے عوض ہزار ہزار بلندیٔ مراتب کا ثواب لکھا جائے گا۔ اگر ان میں سے کوئی بھی جبلِ بنات کے نیچے دو رکعت نماز ادا کرے اُس کو نوح علیہ السلام کی عمر کے برابر ثواب ملے گا۔

اے ابوذر! اگر تم کہو تو میں ان کی نسبت اور کچھ بیان کروں؟ ابوذرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! بہتر ہوگا اور ارشاد فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر ان میں سے کوئی ذکرِ الٰہی کی ایک تسبیح پڑھے گا تو اس کا ذکرِ الٰہی کرنا اس شخص کی خیرات و عبادت سے بہتر ہے جس کے ساتھ سیم و زر کے پہاڑ پھریں۔ اگر ان میں سے کوئی آپس میں ایک دوسرے کو دیکھے گا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیت اللہ کے ایک بار نظر بھر کر دیکھنے سے بہتر ہوگا، جو شخص انہیں خوش کرے اور دیکھے گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور دیکھا۔ اگر کوئی ان کو کھانا کھلائے گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے روبرو کھانا پیش کیا۔ (رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا) اے ابوذر! کیا تم ان کا اور حال سننا چاہتے ہو؟ (ابوذرؓ نے عرض کیا) ''ضرور یا رسول اللہ ﷺ'' ارشاد ہوا کہ جو خاطی اپنے جرموں پر مصر ہوں گے ان کے پاس بیٹھنے اُٹھنے سے وہ اپنے اعمالِ سیّۂ سے پاک صاف ہوجائیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر، جامع الصغیر، فوائد و کنز الحقائق)

طالبانِ ذات کو اس بات پر غور کرنا چاہئیے کہ فقر کیسی گراں قدر دولت ہے۔ اس کے حصولِ برکات کی تمنا عقیدت مندی پر موقوف ہے۔ طالبانِ حق کے لئے خصوصیت کے ساتھ اعتقاد ایک نتیجہ خیز فیض رساں چیز ہے۔ جو اللہ کا پیارا محبت کی آگ میں پھُنک چکا ہو تم اس سے بغیر کسی دنیوی غرض

Marfat.com

کے ملو اور اس سے خصوصیت کے ساتھ محبت کرو، کیونکہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔ معشوق کی گلی کے کتے کی صورت دوسرے کتوں سے زیادہ محبوب ہوا کرتی ہے۔ یہ محبت کرنے کا کھلا ثبوت ہے۔ یاد رکھو سرمایۂ ایمان کے بعد سب سے زیادہ محبت لوجہ اللہ کا درجہ ہے۔ تم کو مناسب ہے کہ اللہ کے مخلص بندہ سے خاص اللہ کے واسطے محبت کرو۔ تاکہ طریقت اور عرفانِ الٰہی کی راہِ مستقیم کا تم کو احساس ہونے لگے اور تم معراجِ کمال پر پہنچ جاؤ۔ اپنی زندگی میں ان کی پاس آتے جاتے، اُٹھتے بیٹھتے اور باخلوص خدمت کرتے رہو۔ جس قدر اس جذبے میں زیادہ استقامت اور مضبوطی ہوگی اسی قدر تمہارے رگ و پے میں ایک جوشِ حق پیدا ہوگا اور کمال میں ترقی ہوگی۔ جو آخرت میں تمہارے کام آئے گی، ان کے روبرو اپنے احسان اور منتِ خدمت نہ جتاؤ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرو کہ انہوں نے تمہاری خدمت منظور کرلی۔

اے حق سے غافل انسان! قرآن جو کچھ تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیتا ہے اسے اچھی طرح سُن اور خوب سمجھ کر اس پر عمل کر۔ قولہٗ تعالیٰ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى ۙ (البقرۃ آیت ۲۶۴ پ ۳)	اے مسلمانو! اپنے صدقوں کو احسان جتا کر اور اذیت دیکر برباد نہ کرو۔

مال اللہ کی مِلک ہے۔ ذی ثروت اور دولت مند اصحاب مال کے بار بردار ہیں۔ اس سے زیادہ ان کا کوئی مرتبہ نہیں۔ احسان اُسی عظیم المرتبت منعم کا ہے، جو کُل کائنات کا واحد مالک ہے، نہ حمّال کا۔ دینے والا جو صرف خیر کا مظہر ہوتا ہے، اُس کو چاہیئے کہ نعمت کے شکریہ میں گدایانِ بے نوا کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے۔ فقیر کا ممنون ہو اور اس کا دل سے احترام کرے۔ اُس پر اپنا بارِ احسان نہ رکھے۔ لینے والے کو اپنی زبان سے بھکاری کہہ کر یا ترش

Marfat.com

رو ہوکر اس کا دل کسی طرح نہ دُکھائے اور اپنے عطیے کو نیست و نابود نہ کرے ورنہ کی ہوئی خدمت برباد ہوجائے گی۔ تم اپنی روش بدلو، سنجیدہ بنو۔ اپنے اخلاق کو درست کرو اور اللہ کے لئے بے غرض ہوکر صاف دلی سے ایسے لوگوں کی خدمت کرو۔

اے غافل قوم! دل سے اللہ بزرگ و برتر کی طرف متوجہ ہوکر ہدایتِ غیبی سُن، خالصتاً اللہ کے واسطے عمل کر اور کسی سے بدلہ نہ طلب کر۔

قولہٗ تعالیٰ: اِنَّمَا نُطۡعِمُكُمۡ لِوَجۡهِ اللّٰهِ لَا نُرِيۡدُ مِنۡكُمۡ جَزَآءً وَّلَا شُكُوۡرًا○ (الدھر آیت ۹ پ ۲۹)	ہم تم کو یہ کھانا اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس کے دیدار کی غرض سے کھلاتے ہیں۔ ہم تم سے اس کا شکریہ اور کوئی بدلہ نہیں چاہتے۔

رنج و تکلیف کے رفع ہونے اور آرزوؤں کے بر آنے کی تمنا بھی اُن سے جزا طلبی ہوسکتی ہے۔ کیونکہ احسان کرکے احسان جتانا، بدلے کی توقع کرنا ثواب کا برباد کرنا ہے اور یہ فیصلہ اٹل حقیقت ہے۔

اے طالبانِ مولیٰ اپنی زندگی کی (دوسری) کروٹ لو۔ تم کو اس امر کی ہدایت کرتا ہوں جہاں تک ممکن ہو **گم کردہ گانِ راہِ عرفان** (راہِ عرفان سے دور جانے والے) سے کسی قسم کا سروکار نہ رکھو، ان سے دور رہو اور ان کی اُلفت سے بچو۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَاَعۡرِضۡ عَنۡ مَّنۡ تَوَلّٰى ۙ عَنۡ ذِكۡرِنَا وَلَمۡ يُرِدۡ اِلَّا الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا ؕ○ (النجم آیت ۲۹۔۳۰ پ ۲۷)	تم اس سے اعراض کرو جو ہمارے ذکر سے منہ موڑے اور سوا دنیا کے اس کی زندگی کا کچھ مقصد نہ ہو۔

مُرِيۡدِىۡ هِمۡ وَطِبۡ وَاشۡطَحۡ وَغَنِّ

وَافۡعَلۡ مَا تَشَآءُ فَالۡاِسۡمُ عَالِىۡ (حضرت غوث اعظمؒ)

Marfat.com

"اے میرے مریدو! قصد کرو، خوش ہو، بے باک ہو اور غنی ہو۔ جو کچھ میں کہوں وہ کرو کیونکہ میرا نام بزرگ ہے۔"

اولیاء اللہ کی خدمت میں پُر خلوص حاضری باعث ترقیٔ درجات ہے۔ جو لوگ ظاہری علم و عقل کی روشنی میں اولیائے کرام کی صحبت سے گریزاں ہیں وہ اللہ کی راہ سے دور اور گمراہ ہیں۔ حدیث:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰہِ فَیَجْلِسْ مَعَ الْفُقَیْرَ (بخاری، ابوداؤد)	جس شخص کو اللہ کے قرب کی آرزو ہو وہ فقراء کی صحبت میں بیٹھے۔

فقراء کی ہم نشینی سے جادۂ حق معلوم ہوتا ہے اور اللہ یاد آتا ہے۔

یک زمانے صحبتے با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا (مولانا رومؒ)

(اولیاء اللہ کیساتھ ایک ساعت کی صحبت اختیار کرنا سو سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔)

انسان کو اپنی زندگی میں سو سال کی بے ریا عبادت کرنے سے تصفیۂ دل اور عشقِ معبودِ برحق کے حصول اور عالی درجات کا ملنا یقینی اور ضروری نہیں، البتہ اے مخاطب! رندِ خراباتی جس نے میخانۂ ازل سے مئے نابِ عشق کا ساغر، اپنے تشنہ لبوں سے والہانہ انداز میں لگا کر، خشک زبان کو تر کیا، اس کے فیضانِ صحبت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ وہ ایک لمحے میں طالب کے قلب کو عشق کی لمعاتی شعاعوں سے منور کرسکتا ہے۔ اس کی ہم نشینی سے انتہائی انہماکِ حق پیدا ہوتا ہے، جس سے ریاضت کا ذوق و شوق پیدا ہوتا اور مجاہدہ کے لئے ہمّت بڑھتی ہے۔ طالب کی ہستی راہِ مستقیم پر آجاتی ہے۔ وہ توہماتِ بیجا کے تنگ و تاریک مقام سے نکل کر حقیقت کی روشنی میں آجاتا اور اس کے دل میں انوارِ الٰہی پر توفگن ہونے لگتے ہیں۔ اللہ والوں کی پیاری صحبت پیارا پیارا

Marfat.com

اثر دکھائے بغیر نہیں رہتی۔ سعدیؒ فرماتے ہیں: ؎

گلے خوشبوے درحمام روزے رسید از دستِ محبوبے بدستم
بہ او گفتم کہ مشکی یا عبیری کہ از بوئے دل آویزے تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم ولیکن مدتے باگل نشستم
جمالِ ہمنشیں درمن اثر کرد وگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(ایک دن حمام میں خوشبودار مٹی ملی۔ میں نے اس سے کہا کہ تو مشک ہے یا عبیر؟ کہ تیری دل آویز خوشبو نے مجھے مست کردیا ہے؟ وہ بولی کہ میں وہی ناچیز اور ادنیٰ مٹی ہوں مگر ایک مدت پھول کے ساتھ بیٹھی ہوں، میرے دوست کے حُسن نے میرے اندر اثر کردیا ورنہ میں وہی مٹی ہوں جو کہ ہوں۔)

جس نے اپنی قوتِ ارادی سے صحیح طور پر منتخب ذکر وفکر اور بہ کوشش ریاضت و مجاہدہ کیا اور اپنی زندگی کی منزلیں مرشدِ کامل کی صحبت میں گزار دیں وہ یقیناً بہ تفصیلاتِ رسول اللہ ﷺ اور بہ امداد امامِ اولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ، غوث، قطب، ابدال اور نجیب وغیرہ کے منصب پر فائز ہوا۔ مبارک ہیں ایسی قدر افزاء اور حوصلہ افروز ہستیاں جو سلسلہ بہ سلسلہ فنا فی الذات کے مرتبہ تک پہنچیں اور اسی جہاں میں خود سے بے خود ہوکر ذَائِقَةُ الْمَوْتِ سے آشنا ہوئیں اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا مزہ چکھا۔ جب طالبانِ مولیٰ بخوشی، رضائے حق اور شوقِ وصال میں شہید ہوئے، تو جل جلالہٗ وعم نوالہٗ کی طرف سے خطاب ہوا کہ تم اس محبت اور محنت کا کیا صلہ چاہتے ہو؟ یہ سُن کر عالَم کے حقیقی ذی ہوش افراد اور سوختگانِ محبت یعنی عشاقِ الٰہی کی زبان پر فرطِ محبت سے یہ الفاظ آئے کہ:

اے بے نیاز! ذرہ پرور! اگر اسی طرح تو ہمیں مسلسل کیفیت بخش

Marfat.com

زندگی ستّر بار عطا فرمائے اور بار بار تیری راہ میں شہید ہوں، پھر بھی دل کی گہرائیوں میں تجھ پر قربان ہونے کی تمنا باقی رہے گی اور کسی طرح سیری نہ ہوگی۔

اے خدا قربان احسانت شوم   ایں چہ احساں است قربانت شوم

(اے اللہ! تیرے احسانات پر قربان جاؤں، یہ بھی کیا خوب احسان ہے کہ تجھ پر قربان جاؤں۔)

جن بابرکات ہستیوں کو اللہ تعالیٰ نے ایسی عبادت کا ذوقِ سلیم اور ریاضت کی توفیق عطا فرمائی اور انہوں نے اول سے آخر تک دُنیا و عقبیٰ میں بجز پُرشوق عبادت، پُرمحبت ریاضت اور دیدار الٰہی کے اور کچھ آرزو نہ کی۔ عوام کا ایسے اہل اللہ کے ساتھ محبت رکھنا اور ان کا ذکر بکمالِ عقیدت و محبت کرنا، بے مشقّت و ریاضت کا ذکر و مجاہدہ اور دُنیا و عقبیٰ کی سعادت حاصل کرنا ہے۔ حضرت معاذؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: **ذکر الانبیاء والمرسلین من العبادة وذکر الصالحین کفارة** (دیلمی فی الفردوس، جامع الصغیر ج۲ ص ۱۹، الفتح الکبیر للالبانی ج ۲ ص ۱۲۰، فیض القدیر للمناوی ج ۳ ص ۵۶۴، اسراج الصغیر ج ۲ ص ۲۹۹)

''انبیاء اور رسولوں کا ذکر کرنا عبادت اور صالحین (اولیاء اللہ) کا ذکر کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔'' یہ اُن کے فیوضات و برکات سے مقاماتِ عالیہ پر پہنچنے کی سبیل ہے۔ اور

جبکہ انساں فانی حق ہوگیا   پھر کہاں باقی رہا غیرِ خدا
واقف اس سے ہر دلِ آگاہ ہے   وصف اس کا مدحت اللہ ہے

مروی ہے کہ ایک مرتبہ مہاجرین رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ انصار رضی اللہ عنہم کے پاس مال و دولت ہے جس کو وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کرتے ہیں اور دوسرے اعمال بھی بجا لاتے ہیں۔ وہ ہم

Marfat.com

سے سبقت لے گئے۔ یہ سُن کر آنحضرت ﷺ نے سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ کے ذکر کی فضیلت مہاجرینؓ کے روبرو زبان مبارک سے بیان فرمائی یعنی جو شخص باخلوص اس ذکر کو ایک مرتبہ کرے گا۔ اس کا اس قدر اجر ہے کہ گویا اس نے زمین سے آسمان تک سونا بھر کر خیرات کیا۔ یہ سُن کر انصارؓ بھی تعلیم کی منزل میں داخل ہوکر یہ ذکر کرنے لگے۔ مہاجرینؓ کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے حضور ﷺ کی خدمتِ گرامی میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! انصارؓ کا بھی یہی مطمح نظر ہے۔ اب وہ بھی ذکر، تسبیح، تحمید اور تہلیل کرتے ہیں۔ اب ہم اُن کی عبادت و مدراج اور ریاضت میں کسی طرح برابر نہیں ہوسکتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، یعنی وہ جس بے بضاعت ہستی کو جو بھلائی چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ ہاں ایک صورت ان کے برابر ہونے بلکہ ان سے بھی اَجر و عبادت میں فوقیت و برتری حاصل کرنے کی یہ ہے کہ تم انصار کا ذکر عیاناً نیک نامی سے کیا کرو۔ کیونکہ وہ اپنی ہستی کو صفت و ثنا کا جامہ نہیں پہنا سکتے۔

(شرح بخاری فتح الباری فصل فقر و مسلم شریف)

ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ بندگانِ باحقیقت اور حوصلہ مند ہستیوں کی صفت و ثنا کرنا، ان سے محبت رکھنا، ان کا پرکیف اور متبرک ذکر سُننا اور اس پر غور کرنا، ایمان کو قوت دینا اور نقصِ باطن کو رفع کرنا ہے۔ اُن کی عقیدت باعثِ امنِ دُنیا و آخرت ہے۔

آنجناب ﷺ کا ارشاد ہے جو جس کو دوست رکھتا ہے وہ اسی کے ساتھ ہوگا۔ (مسلم) اسلئیے اہل اللہ سے صدقِ دل سے محبت رکھنے اور ان کا ذکرِ خیر کرنے والے بغیر محنت و مشقت مراتبِ عالیہ حاصل کرینگے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

Marfat.com

عِنۡدَ ذِكۡرِ الصَّالِحِيۡنَ تَنۡزِلُ الرَّحۡمَةُ (دیلمی فی الفردوس، جامع الصغیر، فیض القدیر للمناوی ج ۳)	نیک ہستیوں یعنی اولیاء اللہ کے (پاک) تذکرے کے وقت اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

کیوں نہ ہو جس سرزمین پر محبوبانِ حق کا ذکر ہوتا ہے اس متبرک مقام پر خاص گرانقدر خوان نعمت اور رحمت الٰہی کے بے بہا موتی جو زاد آخرت ہیں نچھاور کیے جاتے ہیں۔

ذِكۡرُ الۡاَوۡلِيَآءِ حِكۡمَةُ الۡقُلُوۡبِ وَكَفَّارَةٌ لِلذُّنُوۡبِ (دیلمی فی الفردوس، جامع الصغیر، الفتح الکبیر للالبانی ج ۲)	اولیاء اللہ کا ذکرِ خیر دلوں کے لئے حکمت کا بیش بہا خزانہ ہے اور (نمایاں) گناہوں کا کفارہ ہے۔

سبحان اللہ! جن کا ذکر باعثِ خیر، رفعتِ درجات کا سبب اور گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے تو ان کی دید اور محبت کس درجہ برتر ہوگی۔ جن نادر وجودوں کے ذکرِ خیر کے وقت رحمتِ الٰہی کے موتیوں کی بے انتہا بارش ہونے لگے تو اُمید واثق ہے کہ ان کا دوست یقینی جنتی ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کے منکر اپنی فہم کی نارسائی اور عقل کی کجی سے خَسِرَ الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةَ کے مصداق ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

مَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ ۚ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرۡشِدًا ؑ (الکہف آیت ۱۷ پ ۱۵)	اور جسے اللہ ہدایت دے تو وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کرے تو اس کے لئے نہ کوئی ولی نہ کوئی مرشد۔

اے مسلمانو! مالکِ دُنیا اور مختارِ آخرت ﷺ کے فرمان کو مضبوط پکڑلو، فقیر کی طرف دل سے متوجہ ہو اور اس سے فیضان حاصل کرو۔

Marfat.com

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ لَّمْ يُدْرِكْ اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (مسلم شریف کتاب الامارۃ جلد ۵)

جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو جو خلیفۃ اللہ رہبر کامل ہے، اپنی عقل اور ادراکِ قلبی سے نہ جانا۔ تحقیق وہ جاہلیت (یعنی کفر) کی موت مرا۔

وَمَنْ مَاتَ بِغَيْرِ اِمَامٍ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (احمد، ترمذی، ابن حبان)

جو کوئی بغیر امام کے مرا وہ جاہلیت کی موت مرا۔

ایسا انسان جو اولیاء اللہ سے روگردان ہو سخت مجنون اور حیوانوں سے بھی بدتر، پست اور ذلیل ہے۔ فقراء باکمال کی چشمِ کرم مخلوق کے لئے سرمایۂ فضلِ ذوالجلال ہے۔ جو شخص مجرمانِ ملّت اور گناہ گارانِ مذہب میں سے ان بزرگ ہستیوں کی خدمت گرامی میں نیاز مندانہ، بحضور قلب، حاضر ہوتا اور بہ عجز و نیاز گناہوں سے توبہ کر کے ان کو اپنا حامی و مددگار بناتا ہے، تو اللہ تعالیٰ بھی ان کے فیضِ توجہات سے اس کے حال پر نظرِ کرم فرما کر اس کا گناہ معاف فرماتا اور حسبِ دلخواہ اس کی مطلب برآری کرتا ہے۔ بے چینی، سکون بن جاتی ہے۔ اے مسلمانو! تمہارے دنیوی اور اُخروی معاملات کے لئے ایک بالائی قوت کی ضرورت خاص لوازمات سے ہے۔ بارگاہِ کبریا میں اجابتِ دُعا کے لئے ان محترم ہستیوں کو وسیلہ بناؤ اور معمولِ رسول اکرم ﷺ سے، جو احادیثِ ذیل سے ثابت ہے، مُنہ نہ پھیرو۔

حدیث: عَنْ اَبِىْ مَالِكٍ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا عَلَى الْاَعْدَاءِ لِعِبَادِكَ الْفُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ (مشکوٰۃ الحسان المصابیح)

''ابی مالک؄ سے روایت ہے کہ (منبع نور وضیاء، رہبرِ راہ مولیٰ) آنحضرت ﷺ نے فرمایا یااللہ! اپنے (بندگان خاص) فقراء مہاجرین کے وسیلہ سے دشمنوں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔''

Marfat.com

سے پیش آنے، محبت نہ کرنے اور عناد رکھنے سے ان ممتاز ہستیوں نے بھی تمہاری طرف سے اپنا رُخ پھیرلیا اور تم پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ تمہارا جہاز گرداب بلا میں پھنس گیا۔ بداخلاق گرجتے چمکتے بادلوں کی اطاعت و فرمانبرداری اور خدمت گزاری کا یہ نتیجہ ہے جو تم اپنی نظروں سے دیکھ رہے ہو۔ تم کو اللہ اور رسول ﷺ کے احکاموں کی قدر کرنا چاہیئے جو تمہارا فرض ہے۔ جن احکام کو ان عقل وفہم کے دشمن اشخاص نے پسِ پشت ڈال دیا ان کی تعمیل نہ کرنے سے تم خلوص، صداقت، علوِ نفس اور بلندیٔ اخلاق سے گر گئے۔ ان کی پیروی میں اس قدر خراب ہوئے کہ کُل فرعونی خصلتیں تم میں جمع ہوگئیں۔

اے اُمتِ محمدیہ ﷺ کے دعویدارو! غور کرو جن فقراء کو دیکھ کر حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، روح اللہ نے بارگاہِ الٰہی میں التجا کی کہ اے اللہ ہمیں حضرت محمد ﷺ کی اُمت میں داخل کر اس کا یہ سبب تھا کہ انہوں نے اُمت محمدیہ ﷺ کی ایسی اعلیٰ مراتب ہستیوں کو عالم ارواح میں دیکھا کہ ان کے سر "اَعلیٰ علّیین" کے پار تھے اور پاؤں "تحت الثریٰ" پر۔ وہ ذوق و شوق اور محبتِ الٰہی میں ایسے مستغرق تھے کہ خود سے بے خبر تھے۔ یہ ان ہی فقرائے عظام کی شان تھی جن کے زیر سایہ رہنے کے لئے ملائکِ آسمان ہی نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام اور تمام کاملین آرزو مند تھے اور ان کی ثنا وصفت کیا کرتے تھے۔ ان حضرات نے تم کو یا تمہاری صور و اشکال، لغو کردار اور ریائی عبادات کا جو ابتدائی منزل کی بے کیف اور ایک حد تک مفید بندشیں ہیں، خیال کرتے ہوئے اس اُمت میں داخل ہونے کی التجا نہیں کی تھی۔ بلکہ ان جانباز، بلند پرواز اور اعلیٰ مراتب ہستیوں کو دیکھ کر دُعا کی تھی۔ مروی ہے کہ

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا:

یَا رَبِّ مَنْ اَحِبَّاؤُکَ مِنْ خَلْقِکَ حَتّٰی اُحِبُّھُمْ لِاَجْلِکَ فَقَالَ کُلُّ فَقِیْرٌ (سنن ترمذی)	اے میرے پروردگار! تیری مخلوق میں سے کون سے لوگ تیرے دوست ہیں تاکہ میں بھی انکو تیری رضا کیلئے دوست رکھوں، جواب ملا کہ ہر فقیر میرا دوست ہے۔

صحبتِ فقراء کا فیض سبحان اللہ بارک اللہ عجب نفع بخش اور فائدہ انگیز ہے۔ جس کو اللہ رب العالمین بلند اقبال اور خوش طالع پیدا کرتا ہے اس کے دل میں فقراء کا خیال ڈالتا ہے۔ جن لوگوں پر رحمتِ ازلی و فیض لم یزلی ہوتا ہے وہ دولتِ فقر کی قدر جانتے ہیں۔ اے لوگو! فقراء کو تلاش کر کے ان کی قربت اختیار کرو۔ ان کی خدمت سے تم کو ایسا فیض پہنچے گا جیسے آفتاب سے ماہتاب اور ستاروں کو پہنچتا ہے۔

حضرت رسولِ مقبول ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا:

حُبُّ الْفُقَرَآءِ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ (دیلمی فی الفردوس)	فقراء کی محبت جنت کی کنجی ہے۔

محبتِ فقراء گویا اللہ و رسول ﷺ کی محبت ہے۔ مگر افسوس ان پر جو اپنی کوتاہ نظری سے فقراء کو بد دین قرار دیتے اور نظرِ حقارت سے دیکھتے ہیں۔

اے لوگو! قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ مسلمان خود بینی کے دام میں اسیر اور خود پسندی کے خیالی جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہر شخص اپنے آپ کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہے، اگرچہ دوسرا شخص اس سے زیادہ متقی ہو۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے حکموں کے ہوتے ہوئے اپنے بے کیف نغمہ کی شہنائی بجانا بند کریں، جس کو اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے بلحاظِ

Marfat.com

زہد و پرہیزگاری مقدم کیا ہم بھی اس کی دوسرے لوگوں سے زیادہ عزت و عظمت کریں۔ جو باعثِ خوشنودی اللہ و رسول ﷺ ہے، جس سے اللہ و رسول ﷺ محبت کریں اسی سے ہم کو بھی محبت کرنا چاہیئے۔ آنجناب ﷺ کی تقلید ہر امر میں لازمی ہے۔ اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے جن لوگوں کے وحشیانہ جذبات، حرص و ہوا اور خواہشات کی برائی کی ہے ایسے وحشی پریشان حال انسانوں سے ہمارا دور رہنا ضروری ہے۔ اور جن لوگوں سے ملنے سے منع فرمایا گیا ہے ان سے رابطہ اتحاد ہرگز ہرگز روا نہ رکھنا چاہیئے، تمہاری نظروں کے سامنے جو گروہِ منافق عابدانہ لباس میں نظر آتا ہے یہ بظاہر قرآن و احادیث کا تو اقرار کرتا ہے مگر فی الحقیقت ایسا نہیں ہے۔ یہ اللہ اور رسول اللہ سے بیزار ہیں۔ اور قطعی ان زریں احکام کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں اور خود اس پر عمل نہیں کرتے۔ یہ جماعت ایسے آلاتِ موسیقی کی طرح ہے جن سے نہایت دل کش نغمات نکلتے ہیں اور خود بے شعور اور بے حس ہیں۔ بظاہر ان میں زہد کے آثار ہوتے ہیں، لیکن دل میں دُنیا کی حرص ہوتی ہے۔ خواہشات کے سیلاب میں تنکے کی طرح بہے جاتے ہیں۔ یہ لوگ گہری نظروں سے اہل ثروت سفید پوشوں کی جیبیں ٹٹولتے ہیں اور منطقی مقراضِ زبان سے جو کچھ ان میں ہوتا ہے کتر کر نکال لیتے ہیں۔ وحی، الہام، تعبیر رویا کے مدعی، خود غرضی اور شرارت کے باعث قوانین رسولِ اکرم ﷺ کی عملاً سخت مخالفت کرتے اور ان میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ جھوٹ، دھوکا اور لغویات میں مہارتِ کامل رکھتے اور صورتِ معاملہ کو کچھ کا کچھ دکھاتے ہیں۔ سچ سے انہیں کوئی غرض و مطلب نہیں۔ پیٹ کی فکر ہمیشہ دامنگیر رہتی ہے مذہبی قانون یعنی قرآن اور احادیث کے مطابق فیصلہ نہیں

Marfat.com

کرتے، بلکہ ان سے مخالفت کرتے ہیں۔ خود غرضی اور اپنی شرارتِ نفس کے سبب اپنا ذاتی فائدہ مدِنظر رکھتے ہیں۔ اُن کے اعمالوں سے اُن کی دلی حالت ظاہر ہوتی ہے۔ اے مسلمانو! تم ان خطرناک ضمیر فروشوں سے آمادۂ نفریں ہوجاؤ اور ان سے اجتناب کرو۔ ؎

یارانِ ایں زمانہ چو گلہائے کاغذاند
سرسبز و خرم اند ولے بو نمی دہند

(اس زمانہ کے دوست کاغذی پھولوں کی مانند ہوتے ہیں۔ سرسبز اور خوبصورت ہوتے ہیں لیکن ان سے خوشبو نہیں آتی۔)

اے مخلوق کے شیدائیو! دنیوی فتنوں کے عاشقو! ماسوا اللہ سے محبت کرنے والو! اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت و عشق تم کو اماناً سپرد کیا تھا۔ وہ تمہارے قلوب میں کہاں ہے ـــ؟ اس کو کیوں کھودیا ـــ؟ جب تک تم اپنے نفس سے اور کُل مخلوق سے علیحدہ نہ ہوگے اور تمہارا دل اسباب سے بے تعلق نہ ہوگا تم انبیاءؑ و اولیاءؒ کے راستے پر نہیں چل سکتے۔ ؎

تا مدرسہ و منارہ ویراں نشود
یک بندہ خاص حق مسلماں نشود
یک کارِ قلندری بہ سامان نشود

(جب تک مدرسہ و منارہ ویراں نہیں ہوتا اس وقت تک ایک بھی بندہ، خاص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ایک بھی قلندری کام کا سامان نہیں ہوگا۔)

بڑے بڑے ہوشیار علمائے فضیلت شعار اور زاہدانِ پرہیزگار بھی مراتب، مدارج، منازل، مقامات اور کشف پر فریفتہ ہوکر فقر سے رہ جاتے ہیں اور انہیں کو معراج کمال سمجھ لیتے ہیں، مولانا رومؒ فرماتے ہیں: ؎

Marfat.com

ہر دو صورت گر بہم ماندرو است آب تلخ و آبِ شیریں را صفات
کے شناسد جز کہ صاحب ذوق است او شناسد آبِ خوش از شورِ آب

(ایک ہی صورت کی دو چیزیں ہیں۔ مگر کڑوے پانی اور میٹھے پانی کی جدا جدا صفات ہیں۔ صاحبِ ذوق انسان ہی کڑوے پانی اور میٹھے پانی کا فرق کرسکتا ہے۔)

اولیاء اللہ اگرچہ ظاہری صورت میں اشقیا سے مشابہ ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ جیسے آبِ شیریں اور آب شور دونوں بظاہر یکساں معلوم ہوتے ہیں مگر پینے والا خوب جانتا ہے کہ میٹھے اور کھارے پانی میں کتنا فرق ہے۔ جو محبوبانِ الٰہی دامنِ رحمتِ قدوس کے سایہ میں اور اس کے پردۂ عظمت میں پوشیدہ ہیں ان کو نامحرم جو بابِ حق سے بہت دور ہیں، غیریت کی آنکھ سے ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ جن کا دروازہ تک گزر ہی نہیں وہ محبوبانِ الٰہی کو کیوں کر دیکھیں اور کیسے پہچانیں؟ جب پہچانتے ہی نہیں تو کیوں کر ان کے حال سے واقف ہوسکتے ہیں۔ حکیم سنائیؒ فرماتے ہیں:۔

آنکہ او نفسِ خویش نہ شناسد نفس دیگر کسے چہ شناسد
و آنکہ او دست و پائے را داند او چگونہ خدائے را داند

جو شخص اپنی ذات سے ناواقف ہو وہ دوسروں کے نفوس کو کیا جانے اور جو اپنے ہاتھ پاؤں کی خبر رکھے وہ اللہ کو کیا پہچانے؟ عاشق کی قدر عاشق ہی جانتا ہے۔ صورت پرست بوجہ بے بصری نورِ باطن اس گروہِ عالیہ کی دید سے اندھا ہے۔

جنس خود را می شناسد ہر کسے غیر جنسیّت نمی داند کسے

(اپنی جنس کو ہر شخص پہچانتا ہے۔ دوسرے کی اصلیت کو کوئی نہیں جانتا۔)

ورنہ صدہا عالی مقام صورت پرستوں سے ایک ادنیٰ اہلِ باطن اعلیٰ و ارفع

Marfat.com

ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں: ؎

کافرانِ رہِ عشقیم اگر انصاف ست
صد مسلمانِ تو اے خواجہ ویک کافر ما

(ہم عشق کی راہ کے راہی، انصاف کی بات کہیں تو یہ کہ اے خواجہ! تمہارے سو مسلمان ایک طرف اور ہمارا ایک راہی ایک طرف۔)

رسول اللہ ﷺ کو جناب باری سے ارشاد ہوا کہ اے نبی ﷺ ملامت سے مت ڈرو۔ چنانچہ آپ ﷺ کے اس پَیرو گروہ نے بھی ملامت کی چادر میں خود کو چھپالیا۔ قلندران ملامتیہ ہی...... مردانِ الٰہی ہیں۔ جس کو اللہ چاہتا ہے ملامتیہ خلعت عطا فرما کر اپنے قربِ خاص سے عبدیت میں جلوۂ معبودیت ظاہر کرکے قلندر بناتا ہے۔ یہ فضل الٰہی ہے۔ اور ان کی شان یہ ہے: ؎

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ (المائدۃ آیت ۵۴ پ ۶)	اور وہ ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اللہ بہت بڑا جاننے والا ہے۔

جبکہ لَا عِلْمَلَنَا قولِ ملائک ٹھہرا
کس سے معلوم ہوا سرِ خدا اے واعظ

فقیر اور خلافِ شریعت کیا معنی؟ بقول حافظ شیرازیؒ ؎

در خراباتِ مغان باپیر ہم منزل شویم
کایں چنیں رفت است در عہد ازل تقدیر ما

Marfat.com

خراباتِ مغاں سے عشقِ شاہد حقیقی مراد ہے۔ اب مطلب یہ ہوا کہ ہماری تمنا ہے کہ ہم بھی اسی کے عشق میں رہبر کامل کے سایۂ عاطفت میں رہتے ہوئے اس کے ہم منزل ہوجائیں، تاکہ مقام عرفانِ جبروتی حاصل کریں جو افضل العبادات ہے۔ لہٰذا پیروی فخر بنی آدم ﷺ اور اولیائے کرامؒ کی قولاً و فعلاً ہم کو کرنی واجب ہے۔ کیونکہ ازل میں ہماری تقدیر اسی طرح لکھی گئی ہے۔

قدم باقدم وہ ہیں پہنچانے والے ہو راہِ طریقت میں احمد ﷺ کا پیرو

اگر ماضیٔ بعید پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ازل میں ہمارا مقدر اسی طرح مخصوص انداز سے لکھا گیا تھا۔ اگرچہ عشق کی منزل میں داخل ہونے سے ہماری ظاہری تخریب اور تذلیلِ نفسانی ہے۔ لیکن میں تو قدرت کی طرف سے یہ مذاق لیکر اُترا ہوں۔ اس لئے مجھے لازم ہے کہ میں اس کی حلاوت بیزیوں پر وفورِ شوق سے ہزار ہزار دل تصدّق کروں، کیونکہ ظاہر آرائی سے باطن کی درستی ہزار درجہ بہتر ہے۔ جو پوست کو خراب نہ کرے وہ مغز حاصل نہیں کرسکتا۔ باطن کی اصلاح کے لئے انتہائی کوشش سے ہم کو پیروی پیرِ طریقت لازمی ہے۔

مٹادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گُل و گلزار ہوتا ہے

فقیر مُمدِ شریعت رحمانیہ ہے اور اس کا مخالف مددگار شریعتِ رحمانیہ۔ فقرائے قلندریہ جو حیاتِ سرمدی کے راز دار ہیں ان کے لئے کیفِ ملامت کی دعوت لازمی ہے۔ اس دعوت میں شریک ہونے کے لئے تو بھی قدم آگے بڑھا اور صدائے لبیک بلند کر تاکہ تجھے اس رازِ سربستہ پر عبور حاصل ہو۔ طالبِ حق بجز ذاتِ واجب الوجود کے کسی سے واسطہ نہیں رکھتا۔

Marfat.com

ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف
گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

دُنیا تو خاصانِ حق کی ہمیشہ سے مبغوضہ ہے وہ دیدارِ الٰہی کے مقابلے میں دین کو بھی ایک نظر نہیں دیکھتے۔ ؎

ما مقیمانِ کوئے دلداریم
رُخ بدنیا و دیں نمی آریم (سعدیؔ)

(ہم محبوب کی گلی کے رہنے والے ہیں، دنیا اور دین کے رخ کو نہیں دیکھتے۔)

سالکوں کو چاہیئے کہ اپنے ظاہری اعمال و عبادات کو مطعونِ خلائق بنائیں اور اپنے باطن کو ریا و کدورت سے پاک رکھیں۔ کوئے دلدار کا ساکن وہی ہے جس کا دل ہر حال میں مشغول بحق ہو۔

حدیث: اَجْسَادُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَقُلُوْبُهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ (الترمذی، تذکرۃ الموتی فی القبور)	ان لوگوں کے جسم (لوازمِ بشریت کے اعتبار سے) اس عالم فانی میں ہیں۔ مگر ان کے دل آخرت میں ہیں (ماسوا اللہ سے پاک ہیں)۔

ان کی روحیں اپنی اصل کی طرف راجع ہونے سے جمالِ الٰہی کے نظارے میں رہتی ہیں۔ عارف اگرچہ بظاہر اس عالم میں موجود ہوتا ہے لیکن وہ اپنی ہستی موہومہ سے گزر کر، حق کی طرف سفر کر کے، ہستی مطلق تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کا نام و نشان بھی نہیں رہتا اور ہمہ تن کچھ اور ہی بنادیا جاتا ہے۔ ؎

ہر گز وجود حاضر و غائب شنیدہ ای
من درمیانِ جمع و دلم جائے دیگرست

یعنی کبھی تو نے وجود حاضر و غائب بھی سُنا ہے۔ میں جماعت میں ہوں اور

Marfat.com

میرا دل دوسری جا (یعنی اللہ کے پاس)۔ عارف کا کوئی دم کسی حالت میں یادِ الٰہی سے خالی نہیں جاتا۔ اس کی بیداری اور خواب یکساں ہیں۔ برخلاف عوام الناس جن کے کُل تعلقاتِ دینی و دنیوی بیداری میں قائم رہتے اور خواب میں منقطع ہوجاتے ہیں۔ وہ بفضلہٖ تعالیٰ سلوک کے وسیع اور دشوار گذار راستے سے گذر گیا۔

آنکہ ارض اللہ واسع گفتہ اند عرصہ دان کانبیاء در رفتہ اند

(جس نے کہا ہے کہ اللہ کی زمین کشادہ ہے، عرصہ ہوا ہے ایسے لوگ (اپنی خودی سے) انبیاء کی طرح رخصت ہوگئے ہیں۔)

اللہ تعالیٰ نے اپنی پیاری کتاب میں فرمایا ہے:

اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً (النساء آیت ۹۷ پ۵)	اللہ کی زمین بہت کشادہ، بڑی فراخ اور بے حد وسیع ہے۔

افسوس کوتاہ نظروں نے اس زمین سے محض یہ ہی زمین مراد لی ہے اور اس کو صرف دارالکفر سے ہجرت کرنے کا اشارہ ہی سمجھا مگر عالمانِ علمِ الٰہی نے عالمِ ناسوت سے رفتہ رفتہ عالمِ ملکوت، جبروت اور لاہوت کی طرف ہجرت کرنا بھی مراد لیا ہے۔ ان عالموں کی وسعت بے انتہا اور فراخی بیرون از قیاس ہے۔ غرضیکہ تمام وسعتوں کو طے کرکے اللہ تعالیٰ کی طرف کُل انبیاء علیہم السلام و اولیائے عظامؒ نے ہجرت کی ہے اور واصل بحق ہوئے ہیں۔

جس طرح بادشاہ اپنے ممالکِ محروسہ میں آزادانہ طور پر سیر و تفریح اور دورہ کرتا ہے۔ نہ کوئی اس کا مانع ہوتا ہے اور نہ کسی جگہ کوئی پابند کرسکتا ہے۔ بلکہ جب چاہے اپنے اولیائے دولت کے اختیارات سلب کرکے ان کو معزول کردیتا ہے۔ اسی طرح انسانِ کامل ناسوت، ملکوت اور جبروت کی جو اس کے

Marfat.com

علاقے ہیں کی سیر کرتا ہے۔ بیداری میں ناسوت، خواب میں ملکوت پر نظر ڈالتا ہے اور محویت و استغراق کے عالم میں اپنے حواس کو معطل کر کے جبروتی علاقہ میں چلا جاتا ہے۔ وہ آزادانہ طور پر تینوں عالموں کی سیر کرتا ہے۔ وہ آزادِ مطلق، مدرکات، حسیات، تخیّلات، معقولات اور مجہولات کا پابند نہیں رہتا۔ بلکہ وہ معقولات، مجہولات وغیرہ کے اس جہل کو دیکھتا ہے جو ان کے لئے ناگزیر ہے۔ وہ حس، عقل، فکر اور جہل سب سے الگ سب سے برتر، پاک رہ کر، حیرت و استعجاب کی نگاہوں سے انہیں دیکھتا ہے۔ یہی اس کا نشیمن لاہوتی ہے۔ جو محض سرور اور عین راحت ہے۔

حدیث قدسی: اَلْاَوْلِیَآءُ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُوْنَهُمْ غَیْرِیْ (سرالاسرار، عین الفقر)

میرے اولیاء میرے دامنِ رحمت کے نیچے چھپے ہوئے ہیں۔ ان کو سوائے میرے کوئی نہیں پہچان سکتا۔

بادشاہ اپنے مصاحب، مقربین اور اراکین سلطنت کے حالات اور اوصاف سے بخوبی واقف ہوتا ہے اور مقربان شاہی بھی ایک دوسرے سے آپس میں واقفیت رکھتے اور باہم دگر میل جول اور تعلقات دوستانہ بھی رکھتے ہیں۔ عوام اہلِ بُعد جو درباری نہیں وہ بادشاہ کے راز سے واقف ہوتے ہیں اور نہ اراکین کے بھید سے۔

اولیا را می شناسد اولیا
دزد را ہم دزد داند بے ریا
غیر جنسیت نمی داند کسے
می شناسد جنسِ خود را ہر کسے (رومیؒ)

اولیاء اللہ واقفانِ اسرارِ الٰہی ایک دوسرے سے واقف ہوتے ہیں۔ دوسرا ان

Marfat.com

کو نہیں جان سکتا۔ یہ امر مسلّمہ ہے کہ جنس اپنی جنس کو پہچانتی ہے۔ عارف کو عارف، موحّد کو موحّد، چور کو چور، ریا کار کو ریا کار اور عالم کو عالم جانتا ہے، اور ہر اک اپنی جنس سے دلچسپی لیتا اور اپنے گروہ کو پسند کرتا ہے۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز (رومیؒ)

(ہم جنس، ہم جنس کیساتھ پرواز کرتا ہے، کبوتر، کبوتر کیساتھ اور باز، باز کیساتھ۔)

زہّاد، فقراء کو دیکھنے کی تاب و طاقت نہیں رکھتے۔ انکے نزدیک فقراء محض جاہل اور خلافِ شرع ہیں۔ وہ انہیں کو ولی جانتے ہیں جو انکے ہم مشرب اور ہم خیال ہیں۔ انکے اولیاء وہی ہیں جو ان سے موافقت کریں اور دُنیا سازی برتیں۔

حدیث: اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ (بخاری و ابوداؤد عن ابو ہریرہؓ حدیث: ۴۸۱۸)	مومن آئینہ ذاتِ الٰہی ہے۔

جو شخص مومن (فقیر کامل) کو دیکھتا اور بُرا بھلا کہتا ہے۔ وہ اپنی ہی بُرائی بھلائی ظاہر کرتا ہے نہ کہ اُس کی۔ اس کو اس کی مطلق پرواہ نہیں۔

حضرت غوث الثقلینؒ فرماتے ہیں کہ کسی سے محبت کرنے میں جلدی نہ کرو اور نہ عداوت و نفرت کرنے میں۔ پہلے اس کو قرآن و حدیث کی کسوٹی پر کس لو۔ ایسا نہ ہو کہ تم نفس کی شرارت سے کسی پر بدگمانی کر بیٹھو۔ یہ سخت گناہ ہے اور ارشاد فرماتے ہیں:

یَا غُلَامُ اِتَّبِعِ الْقَوْمَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ غَیْرَالْحَقِّ وَلَا یَسْمَعُوْنَ مِنْ غَیْرِہٖ وَلَا یُبْصِرُوْنَ مِنْ غَیْرِہٖ "اے میرے لڑکے! اس جماعت (یعنی اولیاء اللہ) کی پیروی کر جو ماسوا اللہ سے سروکار نہیں رکھتے اور سوائے اللہ کے کچھ نہیں سنتے اور نہ اس کے سوائے کچھ دیکھتے ہیں۔"

Marfat.com

یہ دُنیا اور اس کے اہل سے متنفّر اور ہر وقت شرابِ محبتِ الٰہی سے سرشار رہتے ہیں۔ ان کی صحبت باعثِ فلاحِ دارین ہے۔

حدیثِ قدسی: لِلصُّحْبَةِ تَاَثّرٌ (بخاری) | صحبت میں اثر ہوتا ہے۔

صحبتِ صالح ترا صالح کند صحبتِ طالح ترا طالح کند

(صالح کی صحبت تجھے صالح کرے گی اور غیر صالح کی صحبت تجھے غیر صالح بنادیگی۔)

یہ نفوسِ قدسیہ خلق کو اللہ کی طرف بلاتے، اس کی طرف رجوع ہونے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اے سادہ لوحو! کج فہمو! کثیف قلبو اور دنیا پرستو! خوابِ غفلت سے بیدار ہوکر عقل سے کام لو۔ کچھ خبر بھی ہے اللہ سے کیا وعدہ کرکے آئے ہو اور کیا کررہے ہو۔ ایفائے وعدہ کے لئے جذبۂ محبت سے اپنے مالکِ حقیقی کی طرف رجوع ہو۔ کیونکہ اس کی محبت میں دونوں جہاں کی بھلائی ہے۔ تم کو مناسب ہے کہ کسی رہبرِ کامل مرشدِ واصل کے سایۂ عاطفت میں آکر شمع جمالِ الٰہی پر پروانہ کے مانند نثار ہوجاؤ۔ کیونکہ اللہ والوں کی خواہش اور کوشش، خلق کی درستی کے لئے ہے۔

صحبتِ روشندلان دل رامنوری کند مغز انسان راچو بوئے گل معطری کند
یکدم چو رسی بہ صحبتِ اہلِ کمال افزوں شمر از عبادتِ صد سال
صحبت چو موثر است او را دریاب از شمع شود خانہ منور فی الحال

(روشن دلوں کی صحبت دل کو منور کرتی ہے۔ جس طرح انسانی دماغ کو پھول کی خوشبو معطر کرتی ہے۔ جو لمحہ اہلِ کمال کے ساتھ گزارے تو اسے سو سال کی عبادت سے بڑھ کر جان۔ چونکہ صحبت کا اثر ہوتا ہے اس لئے اسے حاصل کرنے کی کوشش کر جیسے گھر شمع سے ہی منور ہوتا ہے۔)

جب تک عاشقانِ الٰہی کی کماحقہٗ فرمانبرداری، تابعداری اور پیروی نہ کی

Marfat.com

جائے اس وقت تک حق کی یافت غیر ممکن ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ج (النساء آیت۵۹ پ۵)	اے مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی (خلوص نیت سے) اطاعت کرو اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم میں صاحب امر ہیں۔

علمائے ظاہر کے نزدیک اُولِی الْاَمْرِ سے صاحبانِ حکومت، سردارانِ فوج، اربابِ رائے، اربابِ عقل، مجتہدین، علماء اور فقہاء (بشرطیکہ فاسق و فاجر نہ ہوں اور متبعِ شرع ہوں) مراد ہیں۔ لیکن عارفان باللہ کے نزدیک اُولِی الْاَمْرِ سے مراد رہبرانِ کامل و مرشدانِ واصل ہیں جو بمقتضائے حدیث مَالِکُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ہیں۔ طالب کو خلوص دل سے ان کی فرمانبرداری کرنی چاہئیے۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔'' (بخاری ۲۹۵۷، مسلم ۱۸۳۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اُن کی شان میں فرماتے ہیں:

اُولٰٓئِکَ خُلَفَآءُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ	یہی لوگ زمین پر اللہ کے خلیفہ ہیں۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں: ؎

گرہمی خواہی کہ یابی ایں نشان   سربنہ بر خاکِ پائے کاملاں

اگر تو راس بات اور معشوق حقیقی کا پتہ، نشان اور دیدار چاہتا ہے تو کاملین کے قدموں پر سر رکھ دے۔ ان کی خاکِ پا ہوجا، تاکہ تجھے دیدارِ الٰہی حاصل ہو۔

Marfat.com

حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں: ؎

گر در سرت ہوائے وصال ست حافظا
باید کہ خاک درگہٗ اہلِ بصر شوی

اے حافظؔ! اگر تجھ کو وصالِ الٰہی کی آرزو ہے تو کُل تعلقات ماسوا اللہ کو ترک کر کے صدقِ قلب سے مرشد کامل، صاحب نظر کے در کی خاک بن جا، تاکہ تو دولتِ دیدارِ ذاتِ لازوال سے مشرف ہو۔

حدیث: وَهُمْ قَوْمٌ لَّا يُشْقٰى جَلِيْسُهُمْ (بخاری ومسلم)	ان کی صحبت میں رہنے والا ہرگز بدبخت نہیں رہ سکتا۔

اور نیز ارشاد ہوتا ہے۔

هُمْ جُلَسَآءُ اللهِ (مکارم الاخلاق)	اولیاء اللہ جلیس ہیں اللہ کے۔

اور یہ بھی ارشاد ہے:

اَلْفُقَرَاءِ الصَّبَّارُ جُلَسَآءُ الرَّحْمٰنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُلَسَآءُهُ الْيَوْمَ بِقُلُوْبِهِمْ وَغَدًا بِاَجْسَادِهِمْ (طبرانی وابونعیم)	فقراء جو (اپنے وجود ہالک سے) صبر کرنے والے ہیں کل قیامت کے دن اپنے جسموں کے ساتھ رحمٰن کے ہم نشین ہوں گے اور آج اپنے دلوں سے اس کے ہم نشین ہیں۔
قولہٗ تعالیٰ: وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ (النساء ۶۹ پ۵)	اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ارشاد فرماتے ہیں:

يَا غُلَامُ خُذْ ذَيْلَ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ بِيَدِ الزُّهْدِ لَا بِيَدِ الرَّغْبَةِ. (خطابات غوث)	اے بیٹے! جماعت اہل اللہ کا دامن زہد کے ہاتھ سے تھام نہ کہ دستِ خواہشات سے۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں: ؎

Marfat.com

ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا او نشیند در حضورِ اولیا
قال را بگزار مردِ حال شو پیشِ مردِ کامل پامال شو

(قال کو چھوڑ دے اور حال کا مرد بن جا۔ مردِ کامل کے سامنے خود کو پامال کر دے۔ جو اللہ کا ہمنشین بننا چاہتا ہے وہ اولیاءِ کاملین کی صحبت اختیار کرے۔)

اے وحدت اسلامیہ کے برباد کرنے والو! باہمی بغض اور آتشِ فساد بھڑکانے والو! شر انگیز خاکی پتلو! اگر تمہارے دلوں میں اللہ اور رسولِ کریم ﷺ کے ارشادات کی جو فقرائے کاملین کی عظمت کے بارے میں ہیں کچھ وقعت ہوتی تو تم اپنی سطح عقل سے کبھی نہ گرتے اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں ٹوٹے ہوئے دلوں سے لڑائی جھگڑا نہ کرتے۔ قوم کی یہ انتہائی بدنصیبی ہے کہ تمہارے اثر سے وہ قابلِ فخر ہستیوں کو حقارت سے دیکھنے اور ستانے لگی۔ میں آپ کی تعلیم اور اُس کے نتائج کے متعلق کچھ عرض نہیں کرتا صرف احادیث پیش کرتا ہوں تاکہ آپ متنبہ ہوکر اپنی حالتِ زبوں کو درست کر کے ملتِ اسلامیہ کے منتشر شیرازہ کو مجتمع اور تلافی مافات کریں اور اپنے گرتے ہوئے وقار کو قائم رکھ سکیں۔ حدیث قدسی ہے:

مَنْ عَادَ اللّٰہِ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَاللّٰہَ مَحَارِبَہٗ (بخاری، کتاب الانبیاء، کتاب الرقاب ج۳/۱۴۲۲)	جو شخص اللہ کے دوست سے دشمنی رکھے اس نے اللہ کے ساتھ لڑائی کا اعلان کیا۔
حدیث قدسی: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ عَادٰی وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ (بخاری، کتاب الانبیاء، مشکوٰۃ و مسلم)	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھے یا تکلیف دے۔ میں اس کو لڑائی کے لئے آگاہ کرتا ہوں۔

اے لقاء الرحمٰن کی آرزو کرنے والو! اے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ

Marfat.com

پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والو! اگر تم اپنی ظاہری اور باطنی بہتری چاہتے ہو تو اولیاء الرحمٰن، قلندرانِ باصفا اور فقرائے کاملین کو تلاش کر کے اُن کی پُرخلوص خدمت کرو۔ عقیدت بھرے دل لے کر ادب سے اُن کی صحبت اختیار کرو اور اُن کے ارشادات پر حتی المقدور عمل کرنا اشد ضروری سمجھو۔

گر در سرت ہوائے وصال است حافظاؔ
باید کہ خاک درگہٗ اہل بصر شوی

اے حافظؔ! اگر تجھ کو وصالِ الٰہی کی آرزو ہے تو کُل تعلقات ماسوا اللہ کو ترک کرے صدقِ قلب سے مرشدِ کامل و صاحب نظر کے در کی خاک بن جا، تاکہ تو دولتِ دیدارِ ذاتِ لازوال سے مشرف ہو۔

خواہ بظاہر کتنا ہی بڑا عالم ہو، کیسا ہی مشہور شیخِ طریقت ہو، لیکن جو دُنیا و زینتہا کی اُلفت میں مبتلا ہو، اُس سے بچو اور خصوصیت سے ہر اُس شخص سے دور بھاگو، جس کا قلب اللہ تعالیٰ کے ذکرِ پاک سے غافل ہے۔ اسکی اطاعت تم کو ہرگز نہ کرنا چاہیئے، ورنہ تم برباد ہوجاؤ گے۔ وہ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ جس سے زیادہ تم پر کوئی مہربان نہیں، تمہاری ہی بہتری کے لئے حکم دیتا ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا (الکہف آیت ۲۸ پ ۱۵)	اور تو اپنی ذات کو اُن لوگوں کے ہمراہ رکھ جو صبح و شام اپنے پروردگار کو یاد کرتے ہیں اسکی ذات کے طالب ہیں اور تمہاری آنکھیں اُن کی طرف سے نہ پھریں، کہ تم دُنیاوی زندگی کی آرائش چاہنے لگو گے اور اُس کی اطاعت نہ کرنا جس کا قلب ہم نے اپنے ذکر سے غافل کردیا ہے۔

Marfat.com

تم کو چاہئے کہ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ (اے اللہ حاضر، حاضر، تیرا کوئی شریک نہیں ہے اور میں حاضر) کہتے ہوئے لاثانی عظمت وجلال والے اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ کے حضور میں سرِ اطاعت جھکادو اور اُس کے ارشاد پاک کو دل پر نقش کرلو۔ بے شک وہ ہی دلوں میں ہدایت کا پیدا کرنے والا ہے۔

وَمَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِ ۚ (بنی اسرائیل آیت ۹۷ پ ۱۵)

اور جسے اللہ ہدایت کرے تو وہی ہدایت یافتہ ہے۔

Marfat.com

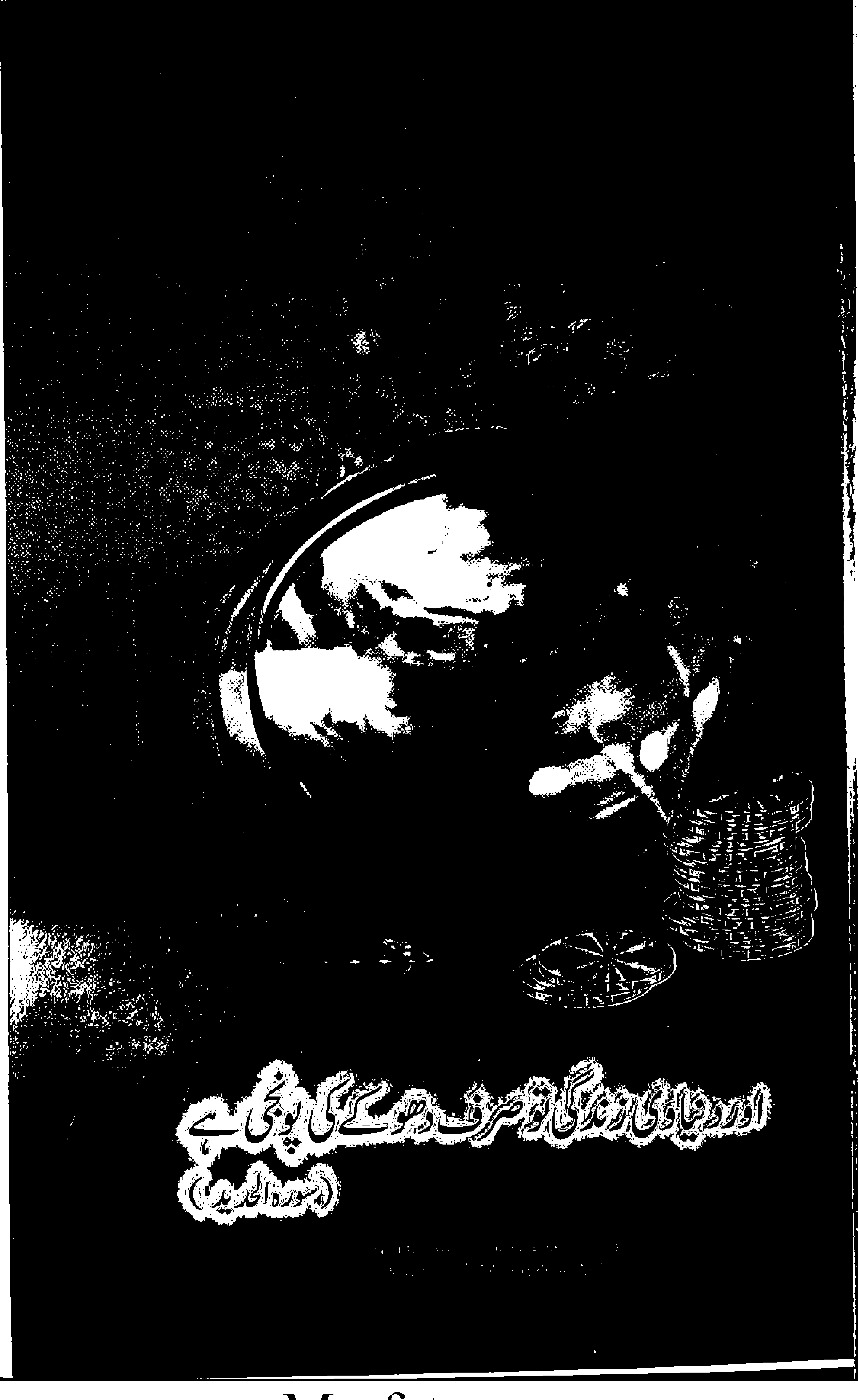

Marfat.com

Marfat.com

ترکِ دُنیا

اللہ تبارک و تعالیٰ، اس کا ذکرِ پاک اور طاعت کے نتائج باقی رہنے والے ہیں۔ دنیا اور اس کی لذّات فانی ہیں۔ جس کو بقا نہ ہو اس کے پیچھے عمر ضائع کرنا، تکلیفیں اٹھانا اور مشقتیں برداشت کرنا عقلمندی نہیں کہا جاسکتا۔ ہر ذی عقل اپنے لئے اور دوسروں کے لئے وہی چیز پسند کرتا ہے جو مفید ہو۔ جس قدر کوئی چیز فائدہ بخش ہوگی، وہ اپنے فوائد کی وسعتوں کے لحاظ سے قابل قدر اور قیمتی ہوگی۔ گندگی کے مقابلے میں موتی، ادنیٰ کے بدلے میں اعلیٰ اور تکلیف کے معاوضے میں راحت کو کوئی ذی ہوش ناپسند نہیں کرسکتا۔ ایک دن کی معمولی محنت کے نتیجے میں برسوں کی اندوہناک مصیبت سے نجات حاصل کرنا برا نہیں۔ دنیا جس کی ہر راحت میں رنج، ہر قہقہہ میں آنسو اور ہر مٹھاس میں تلخی پوشیدہ ہے، کسی طرح اس قابل نہیں کہ اس سے دل لگایا جائے۔ وہ ہر وقت رنگ بدلتی رہتی ہے۔

کبھی ہے تختِ شاہی اور کبھی ہے زہر کا پیالہ
یہ دنیا ہے، نہیں اک رنگ پر ہرگز قرار اس کو

کوئی شخص کتنا ہی مالدار اور ذی ثروت ہوجائے، کیسے ہی بڑے بڑے محلات تعمیر کرلے اور کیسا ہی جاہ وحشم اس کو میسّر ہو، لیکن وہ موت کے برفانی ہاتھوں سے نہیں بچ سکتا۔ دولت کے انبار کسی کو آنے والے بڑھاپے کی

Marfat.com

کمزوریوں اور ناتوانیوں سے نہیں بچاسکتے۔ خوشی و ناخوشی اس سے تمام مال و دولت، گھر بار، اہل و عیال غرضکہ اس کی ساری دنیا چھین لی جاتی ہے۔

دنیا کی محبت انسان کو حق سے غافل کردیتی ہے۔ مادی خواہشات کا سیلاب روح کا حجاب ہوجاتا ہے۔ نفسانیت میں انہاک حقیقت سے دور لاڈالتا ہے اور پھر ذہن مفلوج اور عقل بیکار ہوجاتی ہے۔ جب ناتواں ضمیر، بیمار روح اور پراگندہ خیالات لے کر کوئی اس عالم سے جاتا ہے اور ٹمٹماتا ہوا چراغِ ہستی گل ہوتا ہے، تو اس کو اپنی غلط روی کا دردناک احساس ہوتا ہے۔ اور وہ اپنی کمائی کو اپنے سامنے دیکھ کر حد درجہ اندوہگین ہوتا ہے۔ حسرت و الم کی آگ کے، پہاڑوں سے زیادہ بلند اور مسلسل شعلے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَاَمَّا مَنْ طَغٰی ۝ وَ اٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ۝ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی ۝ (النزعات آیت ۳۷/۳۹ پ ۳۰)	جو کوئی سرکشی کرے اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دے تو یقیناً جہنم ہی اسکا ٹھکانا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا ایسے شخص کا گھر ہے، جس کا گھر نہیں ہے اور ایسے شخص کا مال ہے جس کا مال نہیں ہے۔ (یعنی دنیا کے گھر کو گھر اور مال کو مال کسی طرح نہیں کہا جاسکتا) اور دنیا کے واسطے وہ جمع کرتا ہے، جس کو عقل نہیں ہے۔ (احمد) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جائداد نہ بناؤ کہ اس کے نتیجے میں دنیا کی طرف راغب ہوجاؤ۔'' (ترمذی کتاب الزہد، نووی ج ا ص ۴۲۵)

جو اللہ تعالیٰ سے غافل ہیں وہی دنیا میں رات دن منہمک رہتے، اس کی لذتوں کے پیچھے دوڑتے اور اس کے مال و دولت کو باعث اطمینان سمجھتے ہیں۔

Marfat.com

قولہٗ تعالیٰ: وَرَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِھَا (یونس آیت ۷پ۱۱)	اور (وہ) دنیا کی زندگی پسند کر بیٹھے اور اُسی پر مطمئن ہوگئے۔

مسلمانوں کے لئے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے: تم لوگ فنا ہونے والی چیز کو باقی پر اختیار نہ کرو۔ (احمد)

اے عزیز! دنیا میں تُو مثل مسافر کے ہے۔ یہ راہ پُر خار دشوار گزار ہے، جس میں بلا سواری سفر نہیں ہوسکتا۔ تُو سواری کے ذریعے سفر کررہا ہے۔ راکب یعنی روح اور چیز ہے اور تیرا جسم (مرکب) اور چیز ہے۔ تو دھوکے میں آ گیا ہے کہ اپنے آپے اور جسم میں فرق نہیں کرسکتا۔ سواری کو سواری سمجھ۔ اور اپنے کو پہچان تاکہ تجھے اپنی کم عقلی اور صحبتِ جسم کے باعث غیر جنس سے جو محبت ہوگئی ہے اس سے بچے اور سچی راحت و تکلیف میں فرق معلوم ہو۔ تجھے سواری کی تکلیف و راحت اپنی تکلیف و راحت معلوم ہوتی ہے۔ اپنی تکلیف و راحت کو تُو سواری کے نشۂ محبت میں بھولا ہوا ہے۔ اگر تو نے اصل معاملے کو سمجھ لیا تو تیری منزل سہولت سے کٹ جائے گی۔

تُو جہاں ہے اور جو کچھ خلاف حق کررہا ہے، اس کا نام دنیا ہے، جو نہایت پُر خطر ہے۔ جس میں ڈاکو اور درندے بھرے ہیں۔ اگر منزل سے پہلے شام ہوگئی تو بچنا مشکل ہوگا۔ اس دنیا سے کسی کو مفر نہیں۔ یہی سب کا رہ گزر ہے۔ بہتر ہے کہ تُو بھی صحیح طور پر اس سے گزرنے کے طریقے کو سمجھ لے کہ یہی "مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ" یعنی آخرت کی کھیتی ہے۔ اس سفر کو اس طرح طے کرنا چاہئیے جو سچے راہبروں نے بتایا ہے۔ دوست کو دوست، دشمن کو دشمن، برائی کو برا اور بھلائی کو اچھا سمجھ تاکہ تُو اپنے مرکب کی ضروریات کو پورا کرتا ہوا پر امن طریق سے اسے منزلِ مقصود تک پہنچنے دے۔ بلا سواری کے یہ سفر طے نہیں

Marfat.com

ہوتا۔ اس میں گوکھرو اور ہزاروں قسم کے کانٹے پاؤں کو زخمی کردینے والے بچھے ہوئے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی جا مسافروں کے قافلے چلے جارہے ہوں اور اس راستے میں جا بجا طلسمی سبزہ زار، نظر فریب باغات، خوبصورت اثمار اور خوش رنگ پھولوں کی کثرت ہو۔ دلفریب خوشنما بستیاں پڑتی ہوں۔ لیکن وہ زمین جس پر تُو چل رہا ہے، گوکھرو اور مختلف خاروں سے پُر ہے۔ جس پر تیرا پیر ٹھہر نہیں سکتا۔ نہ بلاسواری کے سفر کرسکتا ہے۔ سبزہ زار ایک نظر بندی کی مثال ہے، جو ایک حالت پر قائم نہیں۔ پھول جہاں توڑا کچھ دیر میں رنگ و بو ندارد۔ بستیوں کی ہستی موہوم۔ کبھی یہاں دکھائی دیں، کبھی وہاں۔ کبھی دلفریب، کبھی وحشتناک کھنڈر۔ برّاعظموں، ملکوں، شہروں کی تہذیب اور تمدن کا ذکر کیا، ان کی صورتوں اور ناموں تک کو قرار نہیں۔ کل جہاں آبادیاں تھیں، آج وہیں سمندر ہیں۔ غرضیکہ کسی شے کو قیام نہیں۔ دیکھتے دیکھتے آنکھوں کے سامنے مختلف حالتیں تبدیل ہوتی اور بدلتی رہتی ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ: وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○ (الحدید آیت ۲۰ پ ۲۷)	اور دنیاوی زندگی تو صرف دھوکے کی پونجی ہے۔

اس نمود بے بود میں دلچسپی نہ لے۔ اس کے دلفریب مناظر کی طرف نہ جا۔ ورنہ منزل سے دور ہوکر درندوں کا شکار ہوگا۔ اپنا بھی خیال رکھ اور اپنی سواری کا بھی۔ اس پر سوار ہوکر ایسا نہ کر کہ اس کے گھاس، دانہ، جھول اور بستر کی فکر میں تکالیف اٹھاتے اٹھاتے اپنے کو تباہ کردے۔ اس کو بقدرِ زندگی خوراک کی ضرورت ہے اور گرمی سردی کے بچاؤ کے واسطے کچھ ٹاٹ وغیرہ کی۔ اس کے رہنے کے واسطے ایک چھپر یا جھونپڑی کافی ہوسکتی ہے۔ ایسا نہ کر کہ اس کی غذا سوائے عمدہ حلوہ، مٹھائی اور لذیذ طعام کے تُو کچھ اور نہ سمجھے

Marfat.com

اور اسی کی فکر میں رہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی جھول سوائے اطلس، دیبا، مخمل وغیرہ کے کسی اور شے کی نہ چاہے۔ جھول ٹاٹ کی بھی ہوسکتی ہے۔

افسوس ایسے شخص پر جو اپنے گھوڑے کی جھول کے واسطے اعلیٰ مخمل چاہے۔ پھر کارچوب و زرکاری کی فکر کرے۔ جواہرات جڑے جانے کی فکر میں اپنے کو برباد کرے۔ اور اسی فکر میں شب و روز پریشان رہے۔ حالانکہ گھوڑے کو اس کی تمیز نہیں کہ مخمل بہتر ہے یا ٹاٹ، وہ تو یہ چاہتا ہے کہ اسے وہ چیز دی جائے جو اس کو سردی و گرمی سے نجات دلوائے۔ لیکن یہ کم عقل سوار اتنا بھی نہیں سمجھتا۔ رات دن بجائے اس کے کہ اپنی منزل کی فکر کرے، سواری کے دانہ اور جھول کی فکر میں سرگرداں رہتا ہے۔ کس قدر افسوس ہے اس شخص پر جو پرخطر راستے میں منزل سے دور ہو اور منزل کا بھی کچھ پتہ نہ ہو کہ کدھر اور کہاں ہے؟ اور جبکہ کوئی رہبر بھی نہ ہو۔ اور وہ سوائے سواری کے آرام اور راحت کے اور کوئی فکر ہی نہ کرے۔ اس راہ میں سچے رہبروں کی بتائی ہوئی نشانیوں اور ذی حس ساتھیوں کے اشارات ہی منزل مقصود کی رہنمائی کرسکتے ہیں۔ ورنہ اس سفر میں اچھے اچھے الجھ جاتے ہیں۔ کیونکہ منزل مقصود کا ہوش و حواس اور عقل سے بھی صحیح پتہ نہیں چلتا۔ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں: ؎

کس ندانست کہ منزل گہِ مقصود کجاست
ایں قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید

(کوئی نہیں جانتا کہ منزلِ مقصود کہاں ہے؟ اتنا ضرور ہے کہ سواریوں کی گھنٹی کی آواز آرہی ہے۔)

یہ آواز سننا بھی مخصوص آدمیوں کا حصہ ہے۔ ہر شخص اس کا اہل نہیں۔ ایسی حالت میں افسوس ہے غافلوں پر کہ اپنی تباہی اور بربادی کا کچھ خیال نہیں

Marfat.com

کرتے، جبکہ اس سفر سے مفر نہیں اور راستہ بھی خطرناک ہے تو حد درجہ احتیاط کے ساتھ سمجھ کر چلنا چاہئیے۔ جن مسافروں نے سمجھ کر اس راستے کو کاٹا ہے، انہوں نے اس کو مختلف طریقوں پر سمجھایا ہے۔ مولانا رومؒ اس منزل کو اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن نے قماش و نقرہ و فرزندوزن

(دنیا نام ہے اللہ تعالیٰ سے غافل ہونے کا نہ کہ دنیاوی مال و متاع اور اہل و عیال کا۔)

اپنے مرَکب کو خواہ کچھ کھلائے کچھ پہنائے لیکن اس سے محبت نہ ہو اور منزلِ مقصود یعنی اللہ سے کسی حال میں غافل نہ رہے۔ پاؤں اسی کی طرف بڑھے اور دل اس کی یاد میں وقف رہے۔ نفس کا اتباع نہ کرے، ورنہ حوائج جسمانی کے بندھنوں میں جکڑ جائے گا۔ مرَکب یعنی جسم پر جس قدر زیادہ توجہ ہوگی، اس کی خواہشات کی تکمیل کی جائے گی، اس کی سرکشی میں اضافہ ہوگا۔ جسم کو جسمانیات سے لگاؤ ہے اور اس کی باگ کو بقوتِ تمام کھینچ کر ہی اسفل سے اعلیٰ کی جانب موڑا جاسکتا ہے نہ کہ ڈھیل دیکر اور خود کو اس کی مرضی کے سپرد کرکے۔ نفس بارگاہِ صمدی کے لائق جب ہی ہوسکتا ہے کہ وہ جبلتِ جسمانی سے خارج ہو اور روح کے نورانی صفات اختیار کرلے۔ ورنہ مرَکب (جسم) کی محبت کے یہ معنی ہیں کہ روح اس کی صحبت سے متاثر ہوکر اپنے خصائص ضائع کردے اور انسان ذلیل و خوار ہوکر نور قدس سے محروم ہوجائے۔ حدیث میں ہے کہ:

جہنم ایسی چیزوں سے گھری ہوئی ہے جو نفس کے شہوات ہیں اور جنت ایسی چیزوں سے گھری ہوئی ہے جو نفس کو گوارا نہیں۔ (الصحاح)

اے عزیز! نفس کی غلامی اور جسم کی سائیسی سے آزاد ہوجا۔ دنیا کی

Marfat.com

ناپائیداری پر غور کر۔ اسکی محبت دل سے نکال ڈال۔ جو نام و نمود، عزت و جاہ والے سابق میں اس زمین پر رہ چکے ہیں، ان کے ٹوٹے پھوٹے محلات کے کھنڈر دیکھ۔ ان کے حالات سے عبرت حاصل کر۔ قبرستانوں میں جا، وہاں تجھ کو عبرت کے دفتر ملیں گے۔ نصیحت حاصل کرنے والوں کیلئے زمین میں بے شمار نشانات ہیں۔

جب فانی اور باقی میں امتیاز نصیب ہوجائے تو مقتضیاتِ جسم کے سلسلے میں کم سے کم پر قناعت کر کے، ذکر الٰہی میں بکثرت مشغول رہ کر، جسم اور جسمانیت کی قیدوں کو توڑ کر صالحین کی معیت حاصل کرے۔

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۝ (البلد آیت ۱۸ پ۳۰) | وہ لوگ بڑے نصیب والے ہیں۔

طالب جب تک دنیا اور اس کی لذتوں میں منہمک ہے، عالمِ روحانیات سے دور رہے گا۔ کیونکہ دنیا اور دنیوی زندگی ایک موہوم خیال ہے۔ دھوکے کے پیچھے دوڑ کر، حقیقت کو نہیں پایا جاسکتا۔ لفظ دنیا کے اصلی لغوی معنی بیسوا عورت کے ہیں۔ اے عزیز! تو کب تک اس بیسوا کی خاطر جمالِ حق کی تجلیات سے غافل رہے گا۔ تیری روح میں لاثانی و لاشریک عظمت وجلال والے کی اس آواز سے کیوں کپکپاہٹ نہیں ہوتی۔

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ (الانعام آیت ۹۱ پ۷) | اور نہیں قدر کی اللہ کی جیسی کہ قدر کرنا چاہئیے۔

روپیہ، پیسہ، زر و جواہر، محلات و باغات، خوبصورت عورتیں اور نفیس کپڑے، نعمت نہیں، بندشیں ہیں۔ بہترین نعمت تو رحمان کی رحم بھری اور خودی سے نجات دینے والی نظر ہے۔ تو اس کے سایہ میں آجا۔ نمرود، فرعون، قارون اور ابوجہل کے شیطانی گروہ سے دور بھاگ۔ ادریسؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، داوٗدؑ و عیسیٰ علیہم السلام اور دلیل الفقراء، محبوبِ رب العالمین، حضرت محمد ﷺ

Marfat.com

کے رحمانی گروہ میں شامل ہونے کے لئے پوری ہمت و کوشش سے بڑھ۔ اپنا سب کچھ قربان کر کے، سب کچھ پالے۔

از ہوا بگزر خدا را بندہ شو زندگی می بایدت در ژندہ شو

(ہوا و ہوس کو چھوڑ کر اللہ کا بندہ بن۔ ہمت کر اور سچی زندگی پالے۔)

نبی کریم ﷺ نے مثل سابقہ انبیاء و المرسلین کے اپنے پیروان کے واسطے منزلِ دنیا کو طے کرنے کے لیے آسمانی دستور العمل سے ہدایت فرمائی ہے۔

دنیا سے عدم دل بستگی اور اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ کی طرف کامل اخلاص اور پوری یک جہتی سے متوجہ ہونا، قرآن اور احادیث کی بنیادی تعلیم ہے۔

ارشاد ہوتا ہے: اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِیْنِ (مسلم) ''دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے۔'' اور طَالِبُ الدُّنْیَا مَرْدُوْدٌ، طَالِبُ الْعُقْبٰی مَسْعُوْدٌ، طَالِبُ الْمَوْلٰی مَحْمُوْدٌ۔ اور طَالِبُ الدُّنْیَا جَاھِلٌ، طَالِبُ الْعُقْبٰی غَافِلٌ، طَالِبُ الْمَوْلٰی کَامِلٌ بھی مشہور ہے۔

راستہ میں کتنے ہی نشیب و فراز پیش آئیں، کیسے ہی پرخار مقام سے گزر ہو، کیسی ہی دلفریب اور آرام دہ اشیاء سے سابقہ پڑے، سالک اپنا رخ منزل مقصود کی طرف رکھے، اس سے منحرف نہ ہو۔ اگر کوشش ہاتھ سے جانے نہ دے تو منزلِ مقصود کی روشنی پیش نظر رہنے لگے گی اور یہ سفر نہایت سہولت سے طے ہوگا۔ اس راہ کے پیچ و خم میں گم ہونے سے محفوظ رہنے کے لیے ایک شمع ہدایت روشن ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران ۱۰۳ پ ۴)	اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ نہ ڈالو۔

تمام اہل اللہ اسی روشنی میں منزل مقصود تک آسانی سے پہنچے ہیں۔

Marfat.com

اہل قرآنند اہل اللہ بس اندر ایشاں کے رسد ہر بوالہوس
ہر کہ اندر دام نفس ست ہوا اہل شیطان ستو نے اہل خدا

(اصل میں اہل اللہ ہی اہل قرآن ہیں۔ ان کے درمیان بوالہوس کا گزر نہیں۔ نفس کے جال میں پھنس کر شیطانی گروہ میں تو شامل ہوسکتا ہے اللہ والوں کے گروہ میں نہیں۔)

اے بوالہوس! خواہشات کو پسِ پشت پھینک کر صدقِ دل سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و اولیائے عظامؒ کے قدم بقدم چل۔ تو دنیوی حرص و ہوا کو ترک کیے بغیر فائز المرام نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جنس اپنی ہی جنس کو تلاش کرتی ہے اور جنس ہونے کے لئے جنسیت کی سخت ضرورت ہے۔ اے حریص! تو اس جانور کے مانند ہے جو تھوڑے سے آب و دانہ کے لالچ سے جال میں پھنس جاتا ہے اور چند دوسرے جانوروں کا رفیق و ہم جنس ہوجاتا ہے۔ جب تک سچے دل سے اپنی رستگاری کا ارادہ نہ کرے گا جال سے رہائی ناممکن ہے۔

اے عقلمند! کب تک جسم کی خواہشوں اور نفس کی چاہتوں میں اسیر رہے گا۔ جو اس قید کو آزادی سمجھتا ہے وہ اہل شیطان ہے، نہ کہ اہل اللہ۔ تاوقتیکہ تو دل سے دنیا کو خیرباد نہ کہے گا۔ تجھے اللہ تعالیٰ ہرگز نہ ملے گا۔ تو کل جہاں کے حقیقی مقصود کی طرف سے اپنا رُخ نہ پھیر، غافلوں کے نقش قدم پر نہ چل۔ جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہے اسے اختیار کر۔ اگر تو عرفانِ حق کا آرزومند ہے تو سمجھ لے کہ یہ سب چیزیں اہل اللہ کے نزدیک مرے ہوئے مچھر کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتیں۔ ان تمام اشیاء کی عارف کے نزدیک مری ہوئی چیونٹی کی ایک ٹانگ سے زیادہ اہمیت نہیں ہے۔ تو دین و دنیا، کفر و ایمان سے اللہ قدوس کے لیے دل کو خالی کرلے اور ان سب کو اہل قال کے لیے چھوڑ دے جو اسرارِ عشق سے غافل اور ماسوا اللہ میں مشغول

Marfat.com

ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''اَلدُّنیَا حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الْاٰخِرَۃِ وَالْاٰخِرَۃُ حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الدُّنْیَا. وَھُمَا حَرَامَانِ عَلٰی اَھْلِ اللہِ'' (دیلمی فی الفردوس ۳۱۱۰، الجامع الصغیر ۴۲۶۲) یعنی دنیا حرام ہے اہل آخرت پر اور آخرت حرام ہے اہل دنیا پر اور یہ دونوں حرام ہیں اللہ والوں پر۔

جو دو خرگوشوں کا پیچھا کرتا ہے ایک کو بھی نہیں پاتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ دین و دنیا دو سوکنوں کے مانند ہیں۔ اگر تو دین کو خوش کرے گا تو دنیا تجھ سے ناراض ہوجائے گی اور اگر تو دنیا کو خوش رکھے گا تو دین تجھ سے بیزار ہوجائے گا۔

کوئی شخص دو بیبیوں کو ان کے حسب مرضی خوش نہیں رکھ سکتا، اور کوئی ایک وقت میں دو کشتیوں پر سوار نہیں ہوسکتا۔ اگر سوار ہوگا تو ہلاکت کا اندیشہ ہے۔

دین و دنیا ہر دو گرداری طلب نیست ممکن اجتماع روز و شب
بلکہ از ہر دو شوی محروم تو ایں چنیں رنگ آورد مقسوم تو

(دین و دنیا دونوں کی ایک ساتھ طلب ایسی ناممکن ہے جس طرح دن اور رات کو یکجا کرنا۔ اس طرح کی خواہش سے سوائے محرومی کے اور کچھ حاصل نہیں۔)

مَنْ اَرَادَ الدُّنیَا فَلَہُ الدُّنیَا وَمَنْ اَرَادَ الْعُقْبٰی فَلَہُ الْعُقْبٰی وَمَنْ اَرَادَ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْمَوْلٰی – طَالِبُ الدُّنیَا مُخَنَّثٌ وَّطَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَّ طَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ (امام زین العابدینؓ) ''جس نے دنیا کا ارادہ کیا اس کے واسطے دنیا ہے اور جس نے آخرت کا ارادہ کیا اس کے واسطے آخرت ہے اور جس نے مولیٰ کا ارادہ کیا اس کے لئے مولیٰ ہے۔'' ''دنیا کا طالب مخنث، عقبیٰ کا طالب مونث اور مولیٰ کا طالب مذکر ہے۔'' ارشادِ باری تعالیٰ ہیکہ:

Marfat.com

مِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الدُّنۡيَا وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الۡاٰخِرَةَ ۚ (آل عمران آیت ۱۵۲ پ ۴)	تم میں سے بعض طالبِ دنیا اور بعض تم میں سے طالبِ آخرت۔
وَاصۡبِرۡ نَفۡسَكَ مَعَ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَالۡعَشِىِّ يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ (الکہف آیت ۲۸ پ ۱۵)	اور تو اپنی ذات کو اُن لوگوں کے ہمراہ رکھ جو صبح و شام اپنے پروردگار کو یاد کرتے ہیں اسکی ذات کے طالب ہیں (طالب مولیٰ)۔

طالب مولیٰ وہ ہے جو ریاکاری اور فریب دہی کے اعمال چھوڑے۔ نمائشی باتیں ترک کرے اور کُل خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا کر کے راضی برضائے الٰہی ہوجائے۔ ریاضت و مجاہدہ کی تلوار سے دنیا و آخرت اور کل ماسوا اللہ کی چاہتوں کے سر اڑادے۔ جو اس درجے محو ذکر و فکر ہوجائے کہ روز و شب کی تمیز نہ رہے اور جس پر اس قدر خود رفتگی و فراموشی کی حالت طاری ہو کہ ماضی و مستقبل دونوں مبدل بزمانہ حال ہوجائیں، اللہ والے دنیا کو طلاق دے کر اور عقبٰی سے دل برداشتہ ہوکر ماسوا اللہ کو وداع کر کے رجوع الی اللہ ہوتے اور محض آزاد و مجرد، مدام باقی بحق رہتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۖ (البقرۃ آیت ۲۲۹ پ ۲)	طلاق (رجعی) دو بار تک ہے۔

تم بھی دنیا اور آخرت دونوں کو طلاق دے کر محض ذاتِ الٰہی کی طرف رجوع ہوجاؤ جو ان کو طلاق نہ دے وہ دنیا دار ہے۔ عارف نہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا كَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ فَاَصۡبَحَ هَشِيۡمًا تَذۡرُوۡهُ الرِّيٰحُ ؕ (الکہف آیت ۴۵ پ ۱۵)	(اے نبی ﷺ!) اُن لوگوں سے دنیوی زندگی کی حالت بیان فرمائیں وہ ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعے نباتات نے خوب نشوونما پایا پھر ریزہ ریزہ ہوکر وہ ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں۔

Marfat.com

جو دنیا کو پسند کرے آخرت میں اس کے لیے سخت عذاب ہے۔ جویائے حق، نبی اکرم ﷺ اور اولیائے کرامؒ کے نقشِ قدم پر چلنے والا ذوقِ محبت اور ولولہ عشق سے متاثر ہوکر دنیا کو چھوڑ دیتا اور اس کے نورانی مناظر کی طرف نظر نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ پیغمبروں کی مطلقہ ہے اور ان کے پیروانِ صادق پر حرام ہے۔ جب نبی اکرم ﷺ سدرۃ المنتہیٰ سے گزر رہے تھے۔ آپ ﷺ کی روحانی آنکھوں کے سامنے کل زمین کے خزائن اور دفینے آئے لیکن آپ ﷺ کی نظرِ حقیقت نگر گوہرِ مقصود سے سرمو ادھر اُدھر نہ ہوئی۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۔ (النجم آیت ۱۷ پ ۲۷) | نہ بہکی نگاہ اور نہ حد سے بڑھی۔

عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایک روز مدینہ سے باہر نکلے۔ شہدائے احد پر نماز جنازہ پڑھی پھر منبر پر لوٹ کر آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "بے شک میں اس وقت اپنا حوض دیکھ رہا ہوں مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئی ہیں، واللہ مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں ہے کہ تم شرک میں مبتلا ہوجاؤ گے، لیکن مجھے یہ خوف ہے کہ تم دنیا کے بارے میں تنافس کرنے لگو گے۔ (بخاری و مسلم)

شیطان دُنیا کی محبت کی راہ سے دل میں در آتا ہے۔ جب تک سالک کے پاس دنیا کی کوئی چیز موجود ہے شیطان سے بے خوف نہ رہنا چاہیئے۔

نقل ہے ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام اینٹ پر سر رکھے ہوئے سورہے تھے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو شیطان کو روبرو کھڑا دیکھا، آپ نے فرمایا: اے لعین! میرے پاس کیوں آیا ہے؟ اس نے کہا آپ کے دل میں وسوسہ پیدا کرنے کے لئے۔ آپ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں میں روح اللہ ہوں؟ تو میرے دل میں وسوسہ کس طرح ڈالے گا؟ اس نے کہا کہ مٹی کی

Marfat.com

اینٹ جو آپؑ کے سر کے نیچے رکھی ہے وہ میری ملکیت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ سن کر اس کو سرہانے سے نکال کر پھینک دیا، اور شیطان بھاگ گیا۔ یہ مادّی دُنیا شیطان کی ملکیت ہے۔ یہاں کا سیاسی آئین ایک خطرناک مادی قوت ہے۔ جو کچھ مادی طاقت کرے وہی علی الاعلان جائز، واجب العمل اور اتباع کے قابل شمار کیا جاتا ہے۔ شخصی سلطنت جو آزادی اور بے اعتدالی کے زمانہ میں رونما ہوتی ہے اس سے اکثر خوفناک نتائج، عاداتِ رذیلہ، خودی، نفس پروری، حُب دنیا، اور کل اخلاق مذمومہ ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ کل مادہ پرستی کے قوانین شیطانی سلطنت کی جکڑ بندیاں ہیں۔

اللہ کا خلیفہ اسے کہنا چاہئیے جو "مُتَخَلِّقٌ بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ" اللہ کی صفتوں سے ظلّی طور پر موصوف ہو۔ مادّی طاقت کے حقوق شیطانی سلطنت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو قیامت تک مہلت دی ہے، اس وجہ سے انبیاء علیہم السلام نے بھی حقوق کی رعایت کی ہے ورنہ شیطان نابود ہوجاتا۔ اللہ رب العالمین نے اپنی شانِ رحیمی کے اقتضاء سے انسان کو اس مادی دُنیا کے مکر وفریب، خوفناک عذاب اور نئے نئے فتنہ وفساد کی سرگرمیوں سے بچانے کے لئے آسمانی ہدایتیں بھیجیں، جو اِن ہدایتوں پر عمل کرتا ہے وہ پھر اپنی معصومیت کی حالت پر بمقتضائے آیت عود کر جاتا ہے۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۝ (الفجر آیت ۲۷ تا ۳۰ پ ۳۰)	اے نفس مطمئن! (اے روح آنے جانے والی! اے جان معرفت الٰہی سے آرام پانے والی!) اپنے رب کی طرف راضی خوشی چل۔ وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے۔ میرے خاص بندوں میں شامل ہوکر میری جنت دید میں داخل ہو۔

Marfat.com

جو اس طرف سے غفلت کرتا ہے وہ عذابِ الیم کا ہمیشہ کے لئے سزا وار ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے دنیا کی بے ثباتی اور موہوم راحتوں سے انسانوں کو آگاہ کیا، اس کی مضرتوں کو دل نشین طور پر واضح کر کے اصلاح روح کی جانب لوگوں کو متوجہ کرتے رہے۔ جو انبیاءؑ، رسول کریم ﷺ سے پہلے تشریف لائے وہ زیادہ تر روحانیت کی تعلیم اس لئے دیتے رہے کہ مادہ پرستوں کے دلوں میں جو مادی خیالات جاگزیں ہوچکے تھے زائل ہوجائیں۔ عاداتِ رذیلہ جو روحانیت کی ترقی کے لئے سنگ راہ ہیں نکل جائیں اور روحانیت کے خیالات کو ان کے دلوں میں جگہ ملے اور اپنا گھر کر جائیں۔ مادّی تعلیم اور شخصی حکومت کے خوفناک نتائج کو دیکھ کر مادہ پرست سلطنتوں کو تعلیمِ روحانی کی ضرورت پیش آئی اور ان کو آسمانی ہدایتوں کا تابع بنا کر ان کی مطلق العنانی کو محدود کردیا۔ پھر کُل اخلاقِ ذمیمہ اور عاداتِ رذیلہ کی حد بندی کی گئی۔ اللہ کی مخلوق سے خوش خلقی اور ہر معاملے میں نرمی اور انصاف سے پیش آنے کی ہدایت فرما کر انسان کی مادّی طاقت کے اختیارات کو محدود کر کے اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَہِیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ کو ادا کرتے ہوئے میدان عمل میں اُترنے کے لئے نفسانی خواہشات کو ضبط کرنا سکھایا۔ اور ساتھ ہی اس ریاضت کے ذریعے انسان کو بلند ترین روحانی جذبات اور مراتب حاصل کرنے کے متعلق درس دیئے، وہ مدت مدید تک ایسی تعلیم دیتے رہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○ (الکہف آیت ۲۸ پ ۱۵)	اور تمہاری آنکھیں اُن کی طرف سے نہ پھریں، کہ تم دُنیاوی زندگی کی آرائش چاہنے لگو گے اور اُس کی اطاعت نہ کرنا جس کا قلب ہم نے اپنے ذکر سے غافل کردیا ہے۔ اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

Marfat.com

بالآخر روحانیت کی تعلیم میں اضافہ ہونے کے بعد ایسا وقت آیا کہ اگلے انبیاءؑ کی تعلیم کے خلاف لوگوں کی عادتیں تبدیل ہوگئیں اور روحانیت بھی کم ہوگئی یا برائے نام رہ گئی۔ تو ان کی اصلاح کے لئے ، ہمارے رسول اکرم نبی آخر الزّماں ﷺ جو روحانیت و اخلاق کے بحرِ ذخار تھے مبعوث ہوئے۔ آپ ﷺ نے عَامَّةُ النَّاسُ کو درسِ انسانیت دیا اور خالص روحانی تعلیم و ہدایت سے جو مقصود بالذّات ہے، خواص کو یعنی طالبانِ مولا کو مالا مال فرمایا اور اُن کے سامنے عرفانِ حق کے تمام نکات سربستہ حل کردیئے۔ دُنیا اور طالبانِ دُنیا کو آپ ﷺ نے کبھی بہ نظرِ وقعت نہیں دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص آخرت کا ارادہ کرتا ہے وہ دنیا کی زینت کو ترک کردیتا ہے۔''

(ترمذی، مسند احمد، مستدرک حاکم)

طالب کی عموماً تین قسمیں ہوتی ہیں:

۱۔ پہلا طالبِ دُنیا: جو لاشے ہے اسکا دائرہ طلب، نفسانی خواہشات اور فانی لذات ہی تک محدود رہتا ہے۔ یہ ہیز ہے جسکا وجود و عدم برابر ہے۔

۲۔ دوسرا طالبِ آخرت: یہ حق کا طالب نہیں۔ اس کی طلب میں خامی ہے۔ یہ اپنی پست ہمتی سے مرتبہ تانیث میں ہے۔ چونکہ خاص طالبِ ذات نہیں، یہ مرتبۂ وصل تک نہیں پہنچتا۔

۳۔ تیسرا محض ذات الٰہی کا طالب: یہ عالی ہمّت، مذکر اور واصل بحق ہوتا ہے۔ ؎

مذکر طالبِ مولیٰ مونث طالب عقبیٰ
بتایا فرق یہ ثاقبؔ مغان نے مرد میں زن میں

Marfat.com

زہادِ خشک کی فریب خوردہ نظر، شیطانی تجلّی، نقرئی سکے، مال و منال، نام و نمود اور دوسری بے شمار نفسانی خواہشوں، گھر کی آرائش و زیبائش اور حسین شاہد پر رہتی ہے۔ ان سے صالح قوتِ عمل جاتی رہی اور اللہ تعالیٰ کو بھول گئے ہیں اس قسم کے لوگوں کی طبیعتوں میں جوہرِ انسانیت کے بجائے حیوانیت کے کل اجزاء جمع ہوجاتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ط (آل عمران آیت ۱۴ پ ۳)	زینت دی گئی لوگوں کے واسطے محبت اور خواہشات، عورتوں، فرزندوں، سونے چاندی کے جمع کیئے ہوئے خزانوں، گھوڑے مویشی اور کھیتی سے۔
حدیث: عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنه عن النبی ﷺ قال ان الدنیا حلوۃ خضرۃ وان اللہ مستخلفکم فیھا فینظر کیف تعلمون فاتقوا الدنیا واتقوا النساء فان اول فتنة بنی اسرائیل کانت فی النساء (بخاری ۲۷۴۲، مسلم، نووی ج ۱ ص ۱۰۳-۱۰۴)	ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بے شک دنیا شیریں اور سرسبز ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ تمھیں دنیا کا وارث بنانے والا ہے، پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیا عمل کرتے ہو، لہٰذا دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو، کیونکہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں ہی میں ابتلاء کا تھا۔

جو شخص الفت الٰہی کا دم بھرے، دل کو ماسوا اللہ سے بچائے، نفسانی تمناؤں کو الوداع کہہ کر نفس کو گرانقدر ریاضت پر مستعد کرلے اور اپنے دل و دماغ کو جانِ عالم اور جہان آراء کی طرف لگائے، اس کو اصطلاح تصوّف میں زاہد کہتے ہیں۔ زہد کا مقصد اُس نورِ ازلی کی جلوہ ریزیوں کا زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنا ہے جو قلبِ سالک پر ہر ہر ساعت بلکہ ہر لحظہ جلوہ افروز رہتا ہے اور جس سے اُس کو ہدایت حاصل ہوتی ہے۔ اس آفتابِ ہدایت کی

Marfat.com

ذرہ پروری سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دُنیا سے آخرت بے انتہا اعلیٰ اور آخرت کا منتہائے شرف سرورِ ذات ہے۔

حضرت مقدام ابن معدی کربؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''انسان نے کوئی ایسا برتن نہیں بھرا جو اس کے پیٹ سے بڑا ہو۔ انسان کے لئے چند لقمے کافی ہیں جس سے اس کی پیٹھ سیدھی رہ سکے اور اگر انسان کو زیادہ کھانے پر اصرار ہی ہے تو پیٹ کا تہائی حصہ کھانے کیلئے، تہائی حصہ پینے کیلئے اور تہائی سانس لینے کیلئے ہے۔ (سنن ترمذی، مسند احمد، مستدرک حاکم)

زُہد کی تین قسمیں: ا۔ اوّل درجہ: ذی مراتب اہلِ ذوق کا ہے۔ ان کو زندگی بسر کرنے کے لئے بقدر ضرورت اکل حلال اور رہائش کے لئے مکان اور مختصر اسباب کافی ہے۔ کھانے کے لئے صرف اتنی اجازت ہے کہ وقتی بھوک زائل ہو جائے، اگر صبح کے وقت رفع اشتہا کے لئے کھانا کھالیا تو رات کے واسطے کھانا رکھنے کی اجازت نہیں۔

> ''ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ بلالؓ کے پاس آئے، اُن کے پاس کھجوروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا بلال یہ کیا ہے ___؟ بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، ایک چیز ہے جس کو میں نے کل کے لئے جمع کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تو اس سے نہیں ڈرتا کہ اس کا بخار بنے دوزخ کی آگ میں قیامت کے دن ___؟ بلال اس کو خرچ کردے اور عرش عظیم کے مالک سے فقر و افلاس کا خوف نہ کر۔'' (بیہقی، مشکوٰۃ)

Marfat.com

۲۔ اوسط درجہ: والے زہاد کے لئے صرف چالیس روز کا سامانِ خوردونوش رکھنے کی اجازت ہے۔

۳۔ ادنیٰ درجہ: کے زہاد کے لئے ایک سال کے ضروری اسباب و اشیائے خوردنی کا حکم ہے۔ اب ان میں سے جو زاہد اپنے مراتب سے زیادہ سامان رکھے گا وہ ہرگز زاہد کہلانے کا مستحق نہیں۔ اس ترتیب میں ہر شخص کی عقل اور اسکی قوتِ خیال کی وسعت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ کیونکہ ترقی کا کمال اسی وقت ممکن ہے۔ جب انسان کو مرتبے کے لحاظ سے تعلیم دی جائے۔

زاہد عاقل کا دل و دماغ ایک لمحہ بھی اللہ اور اُس کی یاد سے غافل نہیں ہوتا۔ اس کا نفس، مطلقہً انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرامؒ سے متنفر رہتا ہے۔ اس کا متقی دل عالم فانی میں یہ دریافت کرلیتا ہے کہ دُنیا و آخرت کی نعائم کو ایک جگہ جمع کرنا ممکن نہیں۔ بعد ازاں وہ حقیقی جذبات سے اپنے دل کو لبریز پاکر ظلمت کدۂ فانی سے سبکدوش ہونے کے لئے اس قدر خوش ہوتا ہے جیسے کوئی شخص زر و جواہر کے ملنے پر۔ چونکہ انسان کا دُنیا میں صرف وہی حصہ ہے جس کو قرآن مجید نے ھَویٰ سے تعبیر کیا ہے۔ جس کے معنیٰ خواہشات نفسانی کے ہیں، اکثر اصحاب ذی ہوش اس کو سمجھ لیتے ہیں اور وہ اس کے ترک کرنے ہی سے مستحق نعمائے باغِ بہشت اور سرور ابدی کے ہوئے اور ہوں گے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ وَّزِیۡنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیۡنَکُمۡ وَ تَکَاثُرٌ فِی الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَوۡلَادِ ؕ (الحدید آیت ۲۰ پ ۲۷)	(اے طالبانِ دنیا اس بات کو تم) سمجھ لو کہ دُنیا کی زندگی صرف (لڑکوں کا) کھیل کود (چند روز کی) آرائش اور باہم فخر کرنا اور مال و اولاد میں زیادتی چاہنا ہے۔

Marfat.com

مدتِ قلیل میں یہ کھیل کود کا زمانہ ختم ہوجائے گا، اس کی دلچسپی و خوشی، رنج والم سے مبدّل ہوجائے گی، عیش و عشرت کا زمانہ گزر جائے گا اور اس میں دل لگانا آخرت میں سخت عذاب کا باعث ہوگا۔ عموماً مال اور اولاد کی طرف راغب ہوکر انسان حق سے غافل ہوجاتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُس کو تنبیہ فرمائی کہ:

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ط (التغابن آیت ۱۵ پ ۲۸)	تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے فتنہ ہیں۔

جو چیزیں طالب کو اللہ تعالیٰ سے روکتی ہیں اُن میں مال اور اولاد کا بڑا حصہ ہے۔ یہ راہِ حق میں حائل ہوتے اور خواہشات کے اقتضا سے اُس کی طبیعت کو دُنیا کی محبت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

بزرگان نہ کردند پروائے مال — کہ اموال راہست راہِ زوال

(بزرگوں نے مال و دولت کی پرواہ نہیں کی۔ کیونکہ مال ہی زوال کا راستہ ہے۔)

ان آیات میں مہلکات باطن یعنی ریا، دھوکہ بازی، حسد، نفاق، کذب، تکبّر، خودی اور خود ستائی سے بچنے کی ہدایت ملتی ہے۔ یہ سب دُنیا کی محبت سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہی باطنی طور پر دُنیا کے نام سے موسوم ہیں اور یہ جو کچھ دیکھتے ہو دُنیائے خارجہ ہے۔ جس میں کُل مشاغل، پیشہ، دست کاریاں، دیگر اکتسابِ معاش کے اسباب شامل ہیں۔ انسان دنیوی ہوس اور اپنے مادی مقصد کی برآری کی طلب کے باعث اپنے مبداء اور معاد کو یہاں تک بھول گیا ہے کہ اس کو اپنی رُوح کا احساس بھی نہ رہا۔ ایسے انسانوں کی دو حالتیں ہوتی ہیں، اوّل دلی تعلقات یعنی دل کا محبتِ الٰہی سے مناسب حد تک متاثر نہ ہونے کے باعث دُنیا کی محبت میں گرفتار ہونا۔ دوم جسمانی تعلقات،

Marfat.com

یعنی جسم کا نفسانی جذبات کے زیر اثر اشغال دنیوی میں منہمک رہنا (اس کے لئے وہ نئی نئی تدابیر اختیار کرتا ہے) یہی اُمور دُنیا کی حقیقت اور ماہیت اور غیر حق میں مشغولیت کا سبب ہیں...... حدیث میں وارد ہوا ہے کہ دُنیا کی محبت کُل گناہوں کی جڑ ہے (ابوداؤد، رزین)۔ دُنیا صرف اس لئے ہے کہ اس میں رہ کر ہر ممکن کوشش سے اپنی آخرت کے لئے زادِ راہ مہیا کی جائے۔

اے عزیز! دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے روز تو جناب باری میں اپنی غفلت شعاری کی وجہ سے شرمسار ہو۔ کل تجھ کو وہی کاٹنا ہوگا جو آج بویا ہے۔ دُنیاوی انہاک و اشغال کی کثرت اور خواہشات نے نااہلوں کو سفرِ آخرت اور مقصد اصلی کی رفعت و عظمت سے غافل کردیا ہے۔ جس شخص کے دل کو زینتِ دُنیائے فانیہ کی بے وقعتی اور ماہیت اور آخرت کی خوبی معلوم ہوگئی اس نے اپنے نفس کی حقیقت اور اپنے رب کو پہچان لیا۔ پھر وہ دُنیا کی وہی زیب و زینت اور آخرت کی حقیقت کو بصیرت کی نگاہوں سے دیکھ کر ان سب سے متنفر ہوجاتا اور یہ علم حاصل کرلیتا ہے کہ سعادتِ ابدی اُس مبارک ہستی کو حاصل ہوتی ہے جو ہر حالت میں اللہ کا محبّ اور عارف ہے۔ اس کی محبت میں محو ہے۔ مبداء فیاض سے محبت جب ثابت ہوسکتی ہے کہ سالک ہر وقت اس کے ذکر میں مشغول رہے اور اس کی معرفت سے اسی وقت بہرہ یاب ہوسکتا ہے جب اس کی طلب میں ہمہ وقت اپنے دل کو جواہر افکار حق سے مالا مال رکھے۔ ان درجات کے لائق وہی ہے جو حقیقی طور پر نبی اکرم ﷺ کی ذات والا صفات اور اپنے پشت پناہ رہبرِ کامل کے سایۂ حمایت میں رہتے ہوئے دنیوی مشاغل سے کنارہ کرلے۔ جب دل ماسوا اللہ سے پاک و صاف ہوجائے گا اس وقت اُس پر عرفانِ الٰہی کی جلوہ ریزیاں

Marfat.com

ہوں گی اور خانۂ اُمید کے چاروں کونے ہر وقت روشن نظر آئیں گے۔ اہلِ بصر ہمیشہ بقدرِ ضرورت دُنیا سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور وہی اہلِ مشاہدہ ہوتے ہیں۔ اے طالب حق ـــ؟ تو بھی دنیا کی محبت سے دل کو خالی کر کے حریم قدس میں داخل ہو جا۔

حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ (رزین، بیہقی، ابوداؤد)	دُنیا کی محبت کُل گناہوں کی جڑ ہے۔

دُنیا صرف مال و جاہ کی محبت کا نام نہیں ہے، بلکہ مخلوق کے ساتھ مخصوص انداز سے محبت و دل بستگی رکھنا، اس کے قصوں میں مصروف رہنا، اس کے جھگڑے بکھیڑے میں ہر وقت منہمک رہنا۔ غرضکہ موت سے پہلے طلب حق کے علاوہ جس حالت میں زندگی بسر ہو یہ سب دُنیا ہے۔ البتہ جس چیز سے ذکرِ الٰہی اور فکرِ حق کو مدد ملے اور جو مشغلہ حصولِ معرفت کے لئے معاون ہو تو وہ انہماک اور مصروفیتِ دنیا سے مستثنیٰ ہے۔ جب تم اتباع نبی ﷺ پر کمر باندھو گے اور اپنی گہری نظریں میدانِ کارزارِ عمل پر ڈالو گے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ حوصلہ مند ہستیوں نے قرآن حمید کی اتباع میں اپنے زور دار ہاتھوں سے دُنیا کی جڑ کو اپنے دلوں سے اکھیڑ کر پھینک دیا ہے۔ مولانا عطارؒ فرماتے ہیں: ؎

گرچہ بینی ظاہر نقش و نگار　　　زہر دارد در دروں دنیا چو مار

دیکھو سانپ کیسا منقش، خوش نما، نرم اور لچکدار ہوتا ہے مگر اس کے منہ میں زہرِ ہلاہل بھرا ہوتا ہے۔ اسی طرح دُنیا کی کُل چیزیں گو بظاہر دل کش، قلب کے لئے سکون، آنکھوں کے لئے روشنی اور دماغ کے لئے قوت معلوم ہوتی ہیں، مگر ان میں زہر بھرا ہے۔ یہ زہر مادی زہر نہیں ہے۔ بلکہ جس شخص

Marfat.com

کا ان سے تعلق خاطر ہوا وہ دانستہ یا نادانستہ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑ جاتا ہے۔ جو عالمِ حقیقت کو درست جانتے ہوئے بھی اس مہلک دھوکے یعنی دُنیائے ناپائیدار پر فریفتہ ہیں وہ از خود عالمِ بقا کی برکات سے محروم ہورہے ہیں، جو شخص دُنیا کے محدود حلقے میں رہتے ہوئے اس کو اپنا اصلی مقصد سمجھ کر اغراض و مقاصد سے زیادہ رات دن دُنیا طلبی میں مصروف، سرگرداں اور پریشان رہتا ہے اس کو بہت سی ایسی الجھنیں پیش آتی ہیں کہ سلجھائے نہیں سلجھتیں۔ وہ اپنی چاہتوں کا شکار بن جاتا ہے۔ اس کی طلب کبھی ختم نہیں ہوتی اور حرص بڑھتی رہتی ہے۔ جو اُس کو ہمیشہ رنج و الم میں مبتلا رکھتی ہے۔

طالب کو اپنے رکھتی ہے دُنیا ذلیل و خوار
زر کی طلب میں چھانتے ہیں خاک نیارے (مینائی)

دُنیائے فانی کسی کیلئے ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں۔ یہاں رہ کر افراط مال و منال پر اظہارِ مسرت کرنا اور اس پر اپنی طمانیت ضمیر ظاہر کرنا دھوکہ ہے۔ انسان کو ذکرِ الٰہی کے فیض و برکت سے سکون و طمانیت حاصل ہوتی ہے، اس میں ولولۂ محبت اور جذبۂ عشق الٰہی موجزن ہوتا ہے اور اسکی روح اللہ تعالیٰ کی طرف جولانی کرنے لگتی ہے۔ ذکرِ پاک اس کو دُنیا سے ہٹاتا ہے اور رفتہ رفتہ اس کی روح کو دنیوی رنج و خوشی سے متنفر کردیتا ہے۔ دُنیا کی کُل باتوں سے مستغنیٰ اور جملہ تعلقات سے دل کے آزاد ہونے کی وجہ سے اس کی طبیعت کو دوستوں کی صفت و ثنا کرنے سے نہ مسرت ہوتی ہے اور نہ دشمنوں کی بُرائیوں کا رنج، اسکے دل سے پردہ ہائے غفلت اُٹھ جاتے ہیں، مزاج میں انکسار پیدا ہوتا ہے اور طبیعت میں بے پروائی آجاتی ہے۔ اس کا ہر کام عبادت ہے۔ سچے ہادی اور کامل پیر طریقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

Marfat.com

تَرْكُ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ (بخاری ومسلم) | دُنیا کا ترک کرنا ہی کل عبادتوں کی بنیاد ہے۔

جو شخص تارک الدّنیا ہوجاتا ہے اس پر رحمتِ الٰہی کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے جو سینہ سے میل کو صاف کرکے، دل کو روشن کرتی اور نورِ عرفان سے لبالب بھر دیتی ہے۔

راہ حق کے سچّے طالبو! جس نے دُنیا کو ترک کرکے اپنے دل کو ہوا وہوس سے پاک کیا وہ خودی کے تاریک غار سے نکل کر میدانِ فقر و فنا میں آ گیا! جب رات کی تاریکی رخصت ہوئی، آفتابِ عالمتاب نکل آیا۔ جب غفلت جاتی رہی، حضوری خود بخود نصیب ہوگئی۔ اب اس کا ہر فعل عبادتِ الٰہی ہے۔ اس کی ہر بات اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے ہے۔ اُس سے قوتِ گناہ سلب کی جاچکی ہے۔ اس سے رسمی عبادت کا ترک ہونا بھی عوام کی ظاہری عبادت سے بدرجہا بہتر ہے۔ ؎

ور اثر نبود سبب ہم مظہر ست
ہم چو خویشی کز محبت مخبر ست (مولانا رومؒ)

(ظہور کا اثر سب سے اہم ہے جس طرح سچی محبت محسوس ہوتی ہے۔)

اے نیک نیت طالبو! جو شخص تارک الدّنیا ہو اور اس کے ظاہری اعمال نماز و روزہ وغیرہ نظر نہ آئیں تو تم ہرگز اُس پر معترض نہ ہو اور اپنے اعمال پر اُس کے سامنے فخر مت کرو۔ یہ سمجھ لو کہ وہ محبتِ الٰہی میں سرشار ہے اور شدتِ احتیاط ریا اور باطنی احوال کے باعث اعمالِ ظاہری کے ادا کرنے سے قاصر ہے۔ اگر تم یہ بات نہیں سمجھ سکتے ہو تو اس کو وضاحت سے سُنو۔ اکثر تم نے دیکھا ہوگا کہ بعض اوقات حالات کے تحت قریبی عزیز باہمی تعلقات میں

Marfat.com

رسمیات کی پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت تو ضرور ہوتی ہے، لیکن انتہائی قرب کی وجہ سے نمود و نمائش کا نام و نشان بھی نہیں رہتا۔

عاشقاں را در دو عالم جز خدا محبوب نیست
پیش مجنوں ہیچ گہ جز نقش لیلےٰ کے بود (راجہ)

(عاشقوں کو دونوں جہاں میں بجز اللہ کوئی محبوب نہیں ہوتا۔ جس طرح مجنون کو ہر نقش میں لیلیٰ نظر آتی ہے۔)

غور کرو کہ دُنیا ناگن ہے، جس سے لاکھوں شکلیں اور لا انتہا ہستیاں ظہور میں آتی ہیں۔ ایک وقت میں بے شمار سپولئے پیدا ہوتے ہیں، پھر وہ ان بچوں کو گھیرے میں لے کر ایک ایک کر کے کھانا شروع کر دیتی ہے اور کوشش کرتی ہے کوئی نکل نہ جائے، لیکن جو سپولیا ہمّت کر کے اس کے گھیرے سے نکل جاتا ہے وہ ناگ کہلاتا ہے۔ اسی طرح دُنیا بھی سب کو اپنے ہی دھندوں میں گھیر کر اپنے میں محو اور فنا کرنا چاہتی ہے۔ لیکن جو بندۂ حق لات مار کر اُس کے مکر و فریب سے نکل بھاگتا ہے وہ اللہ کا شیر، مردِ عظیم اور زندہ جاوید ہوجاتا ہے۔ اسے موت فنا نہیں کرسکتی۔ لیکن

دُنیا پرست کیا رہِ عقبیٰ کریں گے طے
نکلے گا خاک گھر سے قدم زن مرید کا (امیر مینائی)

بخاری میں عبید رضی اللہ عنہ اور عوارف المعارف میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "ایک زمانہ انسان کی زندگی میں ایسا آئے گا کہ اس وقت کسی کا دین سلامت نہ رہے گا۔ بجز اس کے جو اپنے دین کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں لئے پھرے گا اور ایک

Marfat.com

پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر اور ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کی جانب۔ جس طرح لومڑی شکاری کے خوف سے بھاگی بھاگی پھرتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایسی حالت کب ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب روزی بغیر گناہ کیئے حاصل نہ ہوسکے گی۔ اس زمانے میں عقد نہ کرنا جائز ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم کو تو نکاح کا حکم ہوا ہے۔ اس زمانے میں اس کا ترک کرنا کیسے جائز ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس زمانے میں آدمی کی ہلاکت والدین کے ہاتھوں سے وقوع میں آئے گی۔ اگرکسی کے ماں باپ نہ ہوں گے تو اس کی بیوی کے ہاتھوں سے اور یہ بھی نہ ہوگی تو اس کے رشتے دار اور اقرباء کے ہاتھوں سے تباہی ہوگی۔ صحابہؓ نے التماس کیا یا رسول اللہ ﷺ! اُن لوگوں کے ہاتھوں سے کس طرح ہلاکت ظہور میں آئے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ رشتے دار اور کنبے والے اس کو تنگی معاش پر غیرت دلائیں گے اور وہ غیرت کی وجہ سے اپنی حالت کو بہتر بنانے کے لئے حرام اور معصیت پر زیادہ دلیر ہوجائے گا خود کو اور اپنے دین کو برباد کرے گا۔''

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ مِنْ أَزْوَٰجِكُمْ وَأَوْلَٰدِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَٱحْذَرُوهُمْ ۚ (التغابن آیت ۱۴ پ۲۸)	اے مسلمانو! بے شک تمہاری بعض بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن ہیں پس ان سے بچو۔

یہ کم عقل دل لبھانے والی مورتیں اور دلکش صورتیں اللہ تعالیٰ و رسول ﷺ کے تعمیل احکام سے باز رکھتی ہیں۔ انہیں کی وجہ سے دُنیا میں تمہارا دل خواہشات سفلی سے ایسا بھر جاتا ہے، جیسے ہوا سے غبارہ اور تم اُن کی خاطر مجبوراً دُنیا کے جال میں پھنس کر نامراد چاہتوں کا شکار ہوتے اور آخرت کے لئے گناہوں کے انبار جمع کرتے ہو۔ یہ ہی تمہیں روحانی عروج سے محروم کرکے تمہارے لئے دین و دُنیا کو دوزخ کردیتے ہیں۔ تمہاری زندگی ان

Marfat.com

کے عذابوں سے پھُنکتی رہتی ہے۔تم روحانی تکالیف میں گرفتار ہو اور وہ طلبِ الٰہی میں حارج ہوکر تمہیں خَسِرَ الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃَ کا مصداق بنائے جاتے ہیں۔ یہ کھلا اور زبردست نقصان ہے جو ہر شخص کی سمجھ میں آ سکتا ہے۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھو اور اپنے حقیقی فرائض کی ادائیگی میں کوشاں رہ کر مسرت جاودانی حاصل کرو۔ جو کام اپنی ذات سے تعلق نہیں رکھتا اور جس کی محرک خواہشات جسمانی ہوں، وہ کیسا ہی حسنِ عمل سے حد تکمیل کو پہنچایا جائے اچھے نتائج پیدا نہیں کرسکتا۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے میرے زمانہ کے دو سو برس بعد سب سے بہتر وہ ہوگا جو ہلکی پیٹھ والا ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہلکے بار والا کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے اہل وعیال کچھ نہ ہوں۔ (بیہقی، نسائی)

آج کل حالات کا مشاہدہ حدیث مذکورہ کی صداقت کا گواہ ہے اور لوگ اہل وعیال کی وجہ سے اکثر اس قدر پریشان خاطر ہوجاتے ہیں کہ اُنکو زندگی وبال معلوم ہوتی ہے اور وہ طرح طرح کے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔

کس کس طرح ستاتے ہیں یہ بت ہمیں نظامؔ
ہم ایسے ہیں کہ جیسے کسی کا خدا نہ ہو (نظامؔ رامپوری)

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو شخص دین کی سلامتی، جسم کا آرام اور روح کی راحت کا طالب ہو اس کو چاہیئے کہ لوگوں سے علیٰحدہ رہے کیونکہ یہ زمانہ غیر اطمینانی، خطرناک اور بے رحمی کا ہے۔ ذی فہم وہ ہے جو اس زمانہ میں گوشۂ عزلت اختیار کرلے۔

سید الطائفہؒ کا یہ ارشاد آج سے سینکڑوں برس پہلے کے حالات میں تھا۔ جبکہ معاملات اس وقت سے کہیں بہتر تھے۔ موجودہ حالات میں کسی بندۂ کریم

Marfat.com

کو صرف اپنے لئے اکلِ حلال فراہم کرنے میں جس قدر ہوشربا مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے، وہ ہر کس و ناکس کے خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ چہ جائے کہ بیوی بچوں کو ساتھ لیکر صراط المستقیم پر چلنا اور رسول اللہ ﷺ، امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگیوں کو سامنے رکھ کر منزل دنیا کو طے کرنا، جو پگھلے ہوئے سُرخ لوہے کو ہاتھ میں لیکر خاموش بیٹھے رہنے سے کہیں زیادہ مشکل ہے۔ اس وقت ایسا کون ہوسکتا ہے، جو چار بیویوں سے یکساں برتاؤ کرسکے اور ان کے لئے اکل حلال اور دوسری ضروریات زندگی قرآنی ہدایات کی روشنی میں فراہم کرنے کا دعویٰ کرنے کی جرأت صالحہ بھی کرسکے۔

ترسم کہ بکعبہ نرسی اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

(اے ناسمجھ! میں ڈرتا ہوں کہ تو کعبہ میں نہیں پہنچ سکے گا۔ کیونکہ تو جس راستے پر جارہا ہے، وہ وہاں نہیں جاتا۔)

بے شک اسلام نے حسبِ حالات چار عقد تک کی اجازت دی ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی اس اجازت کی آڑ میں نفسانی خواہشات کی تکمیل کرے۔ اسلام نے تو نفسانیت سے دور رہنے کی بڑی شدت کے ساتھ تاکید کی ہے۔ کوئی بہتر سے بہتر عمل یا عبادت جو نفس کے لئے کی جائے نیک عمل نہیں گناہ ہے، عبادت نہیں شرک ہے۔ ہوا و ہوس کی تکمیل کے لئے تو ایک نکاح کرنا بھی اچھا نہیں ہوسکتا۔ طالبانِ الٰہی مباحات اور رخصتوں سے فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ وہ بقدر واجب کھاتے، پیتے، پہنتے اور اسباب خانہ داری رکھتے ہیں تاکہ اللہ کی یاد پاک میں مشغول رہیں۔ زیب و زینت، مال و دولت جو عام مسلمانوں کے لئے جائز ہو وہ اس سے بھی کنارہ کرکے جلوۂ حسن ازل کی

Marfat.com

طرف بڑھے چلے چلتے ہیں۔

جو چیز اہلِ شرع کے لئے حلال اور ان کے خیال کے نزدیک جائز و درست ہے، طریقت میں وہی قابلِ نفرت اور مباح چیزیں مُردار ہیں۔ ؎

در شریعت بود ہر آنچہ حلال
در طریقت ہماں بود مردار (عطارؒ)

اگر کوئی زاہد بدخصال حق العباد کا خیال نہ کرے اور اپنے بال بچوں کے تعلقات کو خوشگوار حالت میں نہ رکھے، یقین جانو اس کی شرافت اور پرہیزگاری میں کوئی نقص ہے۔ برعکس اس کے طریق فقراء میں تعلقات کی زنجیر کو پاش پاش کر کے آئندہ زندگی کی معبود برحق کی محبت کے لئے وقف کردینا اور ذات ذوالجلال والاکرام کے فکر میں اس کا ہر وقت محو رہنا گناہ نہیں بلکہ فرض ہے۔ اللہ کا دیوانہ سب سے مجرد ہوکر اُسی کی ہستی مطلق سے واسطہ رکھتا ہے۔ عطارؒ فرماتے ہیں: ؎

چیست تجرید گشتنت آزاد از ہزاراں ہزار یار و دیار
بعد ازاں از برادر و خواہر بعد ازاں از تمام خویش و تبار
غم اینہا بہ ہیچ نوع مخور بگزر و جملہ را بحق بسپار

تَجرِیدُ الَّذِیْ نَاظِرٌ عَلَی اللہِ وَحَاضِرٌ مِّنَ اللہِ۔ تجرید یہ ہے کہ تیرا خیال ہر وقت بے نیاز کی طرف لگا رہے۔ دنیا کی لاکھوں خواہشیں اور آخرت کی چاہتیں جو تو نے اپنے لئے بنائی ہیں ان کو بالکل عاق کر کے صرف جلوۂ رب العزت ہی سے لطف اندوز رہے اور بہترین اُمیدوں کے ساتھ اس کی طرف اس طرح متوجہ ہو کہ اپنی ہستی کی قید سے چھوٹ جائے۔

قرآن انسان کو رضائے الٰہی کے لئے شہرت کی زندگی کو خیرباد کہنے اور

Marfat.com

دُنیا سے کنارہ کش ہوکر روحانی کمال حاصل کرنے کی تعلیم کرتا ہے۔ اے مسلمانو! وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلاً (مزمل) ''چھوٹ آ اس کی طرف سب سے الگ ہوکر۔'' کے معنیٰ پر غور کرو اور رشتۂ علائق قطع کرکے اس کے ہوجاؤ، اس کے ذکر میں ہر وقت مشغول اور اس کی فکر میں ہر وقت محو رہو۔ اپنے دل کو دُنیا کی کدورتوں سے پاک اور نفسانی آرزوؤں سے صاف رکھو۔

قولہٗ تعالیٰ: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰیo (الاعلیٰ آیت۱۴پ۳۰)	جس نے (اپنے نفس کو آلودگی دنیا سے) پاک کرلیا، بے شک اس نے نجات پائی۔

حدیث: حضرت اسامہ ابن زیدؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے اپنے بعد ایسا کوئی فتنہ نہیں چھوڑا جو مردوں کیلئے زیادہ ضرر رساں ہو، عورتوں کے فتنے سے۔ (بخاری ومسلم، نووی ج ا ص ۲۹۰)

کُلُّ یَوْمٍ اَبْتَرُ مشہور ہے اس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے موجودہ غیر صالح ماحول میں اپنے خویش و تبار سے عموماً اور خصوصاً عورتوں کی صحبت سے اجتناب کرنا ہی بہتر معلوم ہوتا ہے۔ جس خطرناک پانی میں ڈوب جانے کا خطرہ زیادہ ہو، اس میں گرمی کو دفع کرنے کے خیال سے غسل نہ کرنا ہی اولیٰ ہے۔

اے طالب حق ـــــ! کب تک بیوی بچوں کی فکر آسائش و آرائش تجھے منزلِ مقصود سے روکے رہے گی ـــــ؟ رزاق پر بھروسہ کر اور اُن سب کو اُسی کے سپرد کردے۔ فرصت کو غنیمت جان۔ موت کا قاصد تیری طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے۔

ایک بزرگ سے منقول ہے کہ جب تیرا لڑکا چھوارے کی گُٹھلیاں چننا سیکھ جائے تو اس کی طرف سے اپنی توجہ ہٹالے اور خود کو اپنے رب کے ساتھ مشغول کر۔ یعنی جب بچہ اپنا نفع ونقصان سمجھنے لگا اور کسی قسم کی محنت کا عادی

Marfat.com

ہوگیا تیرا اس کی فکر معاش میں سر کھپانا عبث ہے۔ اس کو کسی ہنر کی طرف راغب کر اور اپنا وقت ضائع نہ کر۔ اللہ رب العالمین سب کا روزی رساں ہے۔ تو گوشۂ عبادت میں ان سے فارغ ہوکر بیٹھ جا اور حق کو پالے۔ یہ بال بچے اللہ کے سامنے تیرے کام نہ آئیں گے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ فرماتے ہیں۔

قطبؔ دیں سود و زیانِ دو جہاں واں ہمہ ہیچ
گوشۂ گیرد بجز ذکر خدا لب مکشا

یعنی اے قطبؔ الدین دونوں جہاں کے نفع و نقصان کو ہیچ سمجھ، گوشہ میں بیٹھ اور سوائے ذکرِ الٰہی کے لب نہ ہلا۔

زیادہ تر مصیبتیں عیال و اطفال ہی کی وجہ سے انسان پر نازل ہورہی ہیں۔ نہ اکل حلال نصیب ہوتا ہے، نہ تقویٰ، نہ عمل، نہ صدقِ مقال ہی میسر آتا ہے نہ دل جمعی سے ذکر وفکر الٰہی۔ ان کے نان و نفقہ کے فکر جاں گداز سے دل کسی وقت خالی نہیں رہتا۔ اس کے علاوہ پیرویٔ نفس، حسنِ زنان پر فریفتگی اور محبت اطفال وغیرہ بھی عُروجِ روح کے لئے بڑے آفات ہیں۔ جب تک بندہ علائق کے بند میں ہے درگاہِ الٰہی کے لائق نہیں۔ طالب حق جب غور کرتا ہے تو بآسانی سمجھ جاتا ہے کہ ۔

جسے پہلے سمجھے تھے آرام جان اُسے اب جو دیکھا تو خلجان نکلا

اکثر انسان عیال و اطفال، نفسانی خواہشوں اور اُمور خانہ داری میں انہماک کے سبب اللہ تعالیٰ سے غافل اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع سے کوسوں دور ہوکر اور راہِ نجات سے ہٹ کر خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ ہوجاتے

Marfat.com

ہیں۔ گھر بار والوں کو چاہئیے کہ ہمّت سے کام لیں اور محبتِ الٰہی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے حاصل کریں۔

قولہٗ تعالیٰ: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران آیت ۳۱ پ ۳)

(اے میرے حبیب علیہ السلام!) کہہ دو اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری (ظاہری اور باطنی) پیروی کرو تاکہ اللہ تم کو دوست رکھے۔

اگر تم احکامِ الٰہی کی تعمیل صحیح طریق سے بخلوص کرو تو رشتۂ تعلقات کے مصائب سے محفوظ رہو گے۔ کیونکہ شجرِ تعلقات میں گونا گوں خواہشات کی شاخیں نمودار ہوتی ہیں اور بڑے بڑے عابد و زاہد حسّی لذتوں کی وجہ سے دنیوی علائق میں اُلجھ کر روحانی ترقی سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ؎

اے گرفتار پائے بند عیال
وگر آزادگی مبند خیال
غم فرزند و نان و جامۂ قوت
بازت آرد ز سیر در ملکوت (سعدیؒ)

اے نفس کے بندے مخلوق کے غلام جب تک دُنیا سے قطع تعلق نہ کرے گا اور لذائذ دُنیا و آرزوہائے آخرت پر پانی نہ پھیرے گا اس وقت تک تو واصلِ حق ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ؎

اَنَا الْمَوْجُوْدُ فَاطْلُبْنِیْ تَجِدْنِیْ فَاِنْ تَطْلُبْ سِوَائِیْ لَمْ تَجِدْنِیْ

یعنی میں موجود ہوں اگر تو مجھ کو ڈھونڈے گا تو میں مل جاؤں گا اور اگر تو میرے غیر کی جستجو کرے گا تو مجھے ہرگز نہ پائے گا۔

اَنَا الْمَقْصُوْدُ لَا تَقْصُدْ سِوَائِیْ كَثِیْرَ الْخَلْقِ فَاطْلُبْنِیْ تَجِدْنِیْ

Marfat.com

میں مقصود ہوں تو بجز میرے کسی کا ارادہ نہ کر۔ تمام مخلوق میں جہاں تو ڈھونڈے گا مجھ ہی کو پائے گا۔

بندہ کو درگاہِ بے نیاز میں اس طرح دُعا مانگنا چاہیئے:

''اے شہنشاہِ بے نیاز! کرمہائے تو مرا کرد گستاخ۔ میری گستاخی اپنے الطاف بے پایاں سے معاف کر۔ تیری ذرہ نوازیوں سے شاداں ہوں۔ میرا دلِ مبتلا محبت کے ہاتھوں مجبور ہوگیا ہے۔ اس لئے فرطِ بیخودی سے یہ الفاظ زبان پر آگئے۔ میری گذارش اور میرے حسرت بھرے دل کا مدعا یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو ایک ساعت کے لئے میرے سپرد کردے تاکہ میں یہ اچھی طرح سمجھوں اور بخوبی پہچان لوں کہ میں کون ہوں اور تو کیا ہے۔''

ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا۔ گاہے بہ نگاہے

(کیا ہی عجب ہے کہ بادشاہ ہم جیسے گداگروں کو بھی نواز لے۔ گاہے بہ نگاہے۔)

یقیناً طالب ایسی حالت میں واصلِ حق ہوجائے گا، جب طالب ہر وقت اس فکر میں رہے گا کہ عالم کیا ہے اور میں کون ہوں تو ضرور وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہوگا۔ جن لوگوں کو اپنی اصل کی خبر نہیں وہ باطن کی طرف کیوں متوجہ ہونے لگے۔ انہوں نے جسم سے ایسا ارتباط پیدا کرلیا ہے کہ اس کا قطع کرنا ان کے امکان سے باہر ہے۔ محض نادانی کے باعث وحشی جانوروں کی طرح خواہشوں کے درپے مارے مارے پھرتے ہیں اور صدہا آلام و تکالیف میں مبتلا ہوکر روحانی عیش کے سرور سے نابلد ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ ؕ

ایسے لوگوں کا کیا انجام ہوگا اسکی خبر قرآن مجید میں اس طرح دی گئی ہے:

Marfat.com

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ (البقرۃ آیت ۲۴ پ ۱)	تو پھر اس آگ سے ڈرتے رہو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

لذاتِ نفس جزوِ دوزخ ہیں۔ جزو اپنے اثرِ فطرت کی وجہ سے کُل کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ اس لئے سالک کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو جنس جو فی نفسہٖ ناقص ہے اس سے ترک تعلق پیدا کرنے میں ہر ممکن ذرائع فکر اور عمل سے کوشش کرے کیونکہ غیر کی طرف ملتفت ہونے اور اس سے تعلق رکھنے میں سوائے تفریق، خلل اور خرابی کے کچھ فائدہ نہیں۔ اے بیوی بچوں، مال اور منال کی خاطر اللہ تعالیٰ سے دور ہو جانے والو! وہ دن آنے والا ہے جبکہ نہ بیوی کام آئے گی نہ بچے، نہ دولت کے انبار مفید ہوں گے، نہ شان و شوکت۔ اُس بارگاہِ عظمت و جلال میں تو قلبِ سلیم کی مانگ ہے، اور وہاں وہی فائدہ میں رہے گا جس نے ہر قیمت پر اپنے دل کو آلودگی ماسوا اللہ سے بچائے رکھا۔ قولہٗ تعالیٰ:

لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ ط (الشعراء آیت ۸۸/۸۹ پ ۱۹)	مال اور اولاد فائدہ دینے والے نہیں ہیں مگر وہ شخص جو اپنا دل اللہ کے پاس سلامت لے جائے۔

قلبِ سلیم ہی اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہے۔ جبکہ نجات کا دارومدار قلبِ سلیم ہی پر ٹھہرا، تو اس کی اصلاح سے غافل ہو کر کسی دوسرے دُنیاوی و اُخروی فائدہ کے خیال میں انہماک کس قدر تباہ کن ہے ——؟

نقل ہے کہ حضرت بایزیدؒ کی ذاتِ گرامی کو جب چالیس سال ریاضت و مجاہدہ کرتے گزر گئے تو ایک رات کو آپؒ نے دیکھا کہ مطلع انوارِ حُسن نے درمیانی پردہ چاک کر دیا ہے۔ اس نظارۂ روح پرور کو دیکھ کر آپؒ نے عاجزانہ

Marfat.com

طور سے بآہ و زاری التجا کی۔ اے فروغِ عالمِ ایجاد! یہ تیری امانت، مست و بیخود روح، جذبۂ عشق سے اسرار کے سمندر میں تیرنے کے لئے چالیس سال سے کوشش کررہی ہے یعنی اپنی اصل وحقیقت سے ہم آغوش ہونا چاہتی ہے۔ خطاب ہوا کہ ٹوٹا ہوا بدھنا اور پھٹی پوستین جو تیرے پاس ہے ان کی وجہ سے تو بحرِ حُسن میں غوطہ زن نہیں ہوسکتا۔ یہ سُن کر آپؒ نے بدھنے اور پوستین کو پھینک دیا۔ پھر ایک ندا ہوئی کہ بایزیدؒ! تو ان مدعیوں سے کھُلم کھُلا کہدے کہ بایزید باوجود چالیس سال کی ریاضت و مجاہدۂ شاقہ کے ٹوٹے بدھنے اور پھٹی پوستین کے سبب کاشانۂ حُسن میں داخل نہ ہوسکا جب تک ان کو اپنے سے جدا نہ کیا۔

اے خود غرضو! تم نے حق پرستی کو چھوڑ کر مادی تعلقات کی کثرت میں خود کوگم کردیا ہے۔ اللہ کی راہ میں اپنی چاہتوں کے بَرآنے کے لئے مکر کے جال پھیلائے ہیں اورتم اپنی آرزو کے دانے چننے کے لئے بیٹھے ہوتم کیونکر کاشانۂ قدس میں داخل ہوسکتے ہو۔ اے مدعیانِ زبون سیرت! حاشا وکلّا تم کسی صورت سے اپنے جذبۂ ریائی و اسلاف پرستی کے سبب مقبولِ بارگاہِ الٰہی نہیں ہوسکتے۔ دُنیا پرستوں کے کل اعمال آخرت میں ضبط کرلئے جائیں گے اور بجز آگ کے اُن کوکوئی معاوضہ نہ ملے گا۔

قولہٗ تعالیٰ: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ﺻﻠﮯ	جو شخص دنیاوی زندگانی اور اس کی آرائش چاہتا ہو، انہیں ہم دُنیا میں ان کے اعمال (کے بدلے پورے) دیں گے انہیں اس میں کم نہ دیا جائے گا (مگر) یہی لوگ ہیں کہ آخرت میں ان کے لئے سوا آگ

Marfat.com

وَحَبِطَ مَا صَنَعُوۡا فِيۡهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۝ (ھود آیت ۱۵۔۱۶ پ۱۲)

کے کچھ نہیں ہے اور جو کچھ انہوں نے دُنیا میں کیا تھا ضبط ہوگیا اور جو کچھ کر رہے تھے وہ باطل تھا۔

طالب مولا کا فرض ہے کہ دُنیا کی محبت سے بچے اور دل کو غیر اللہ سے پاک و صاف رکھے۔ کیونکہ دُنیا سے کنارہ کئے بغیر نورِ حق کے لئے سینہ نہیں کھلتا۔ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نور کے لئے سینے کے کھلنے کی پہچان یہ ہے کہ دارِ غرور یعنی دُنیا سے کنارہ کرنا اور دارِ آخرت کی طرف جھکنا اور موت آنے سے پہلے اُس کا سامان مہیا کرنا۔ (بیہقی)۔

ترکِ دُنیا ہست سنتِ مصطفیٰ ﷺ عارفاں کردند ایں سنت ادا
اے برادر ترک دنیا پیشہ کن روز و شب ذکرِ خدا اندیشہ کن (رومیؒ)

(دنیا کو ترک کرنا سنتِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ عارفوں نے اس سنت کو ادا کیا ہے۔ اے بھائی! ترکِ دُنیا کو اپنا شعار بنالے، شب و روز اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فکر کر۔)

اَلسَّلَامَةُ فِي الْوَاحِدَةِ وَالْآفَاتُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ کو پیش نظر رکھو تنہائی اور تجرّد اختیار کرو۔ وحدت میں سلامتی اور امن ہے۔ دوئی میں سراسر آفات اور بلیّات ہیں۔ اُن میں لطفِ زندگی نہیں۔ انسان خواہشات میں پھنس کر ہمیشہ ذلیل وخوار اور پریشان رہتا ہے۔ اسی لئے فقیر کثرت چھوڑ کر وحدت اختیار کرتا ہے۔ وہ سوائے دیدِ جاناں کے کسی اور طرف رُخ نہیں کرتا۔

مردانہ در آز خویش و پیوند ببر خود را تو ز بندِ زن و فرزند ببر
ہر چیز کہ سَدِ راہ است ترا با بند چگونہ رہروی بند ببر

اگر تجھے اللہ تعالیٰ کی طلب ہے تو باہمت مردوں کی طرح میدانِ عمل میں آ، اپنے عزیزوں سے ترکِ تعلق کر، عورت اور بچوں کی قید سے اپنے دل کو آزاد

Marfat.com

کر، دُنیا کی سب چیزیں تیرے لئے سدِّ راہ ہیں۔ تو قید و بند کی حالت میں شاہدِ حقیقی کی طرف قدم نہیں اُٹھاسکتا۔ اللہ کے لئے ہمّت کر اور بندِ علائق کو کاٹ ڈال۔ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بگسل از سلسلہ کہ پیوستی　گل چوشد دور از تو بس رُستی
زانکہ گل مظلمت است و دل روشن　گل تو گلخن ست و دل گلشن
ہرچہ ازوے دلت مصفاتر　زو تجلی ترا مہیا تر

جس زنجیر میں تو بندھا ہے اس کو توڑ دے۔ جب تو گرد و غبارِ جسمانی سے پاک ہوجائے گا تو نجات حاصل کرلے گا۔ جسمانی تعلق کو چھوڑ کر روحانی حسن کے جلوۂ راز کی طرف متوجہ ہو۔ کیونکہ مٹی تاریک ہے اور دل مظہر انوارِ الٰہی۔ تیرا جسم بھٹی ہے اور دل باغ و بہار۔ جس قدر دل گرد و غبارِ علائق سے پاک و صاف ہوگا اسی قدر تجھ کو نورِ وحدت زیادہ حاصل ہوگا۔ دُنیا داروں کی طرح تو سُراب کا تعاقب مت کر۔

سُرَابُ كُلِّ بِبَابٍ عِنْدَهَا شَنَبٍ　وَهَوْلُ كُلِّ ظَلَامٍ عِنْدَهَا كُحُلٍ

یعنی ہر بیابان کا سراب ان کے خیال میں ایک خوبی ہے اور تاریکی کا خوف ان کے خیال کا سُرمہ ہے۔

حضرت غوث الاعظم قطب ربانی سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

يَا غُلَامُ دَعِ النَّفْسَ وَالْهَوىٰ وَكُنْ تُرَابًا تَحْتَ اَقْدَامِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ (خطاباتِ غوث)	اے بیٹے! نفس اور اس کی خواہشات کی پیروی چھوڑ دے اور گروہِ اولیاء اللہ کے قدموں کی خاک ہوجا۔

کیا تمہارے لئے یہ زیبا ہے کہ حکم الٰہی سے روگردانی کرو اور ارشادِ نبوی

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم سے گریز کرو۔ جو شخص دلفریب دُنیا کا عاشق، اس کی ظاہری دل کش چیزوں کا شیدا اور اپنی حسرت بھری نفسانی چاہتوں پر فریفتہ ہو وہ اپنے دل میں کُل گناہوں کو جگہ دیتا ہے۔ جس کے دل میں دُنیائے فانی کی جڑ تر و تازہ ہو وہ آخر کار ایک روز اس کو درخت پُرخار بنا ہوا دیکھے گا اور اپنی بداعمالی کے اثمارِ تلخ و بدمزہ بادل ناخواستہ چکھے گا۔

اے طالب حق ـــ! غور کر کہ تو کس کی مِلک ہے ـــ؟ اللہ تبارک وتعالیٰ کی، یا دنیا مردُودہ کی ـــ؟ اگر تیرا مولا وہی ہے جو کُل کائنات کا واحد مالک ہے تو دُنیا کے لئے یا کسی اور کے واسطے کیوں کوئی کام کرتا ہے ـــ؟ نیک غلام تو اپنے مہربان مالک ہی کو دوست رکھتا ہے اور جو جس کو دوست رکھتا ہے، اس کا اور اُس کے دیدار کا آرزومند ہوتا ہے۔ تو اپنے مالک کے علاوہ دوسروں کا کیوں گرویدہ ہے ـــ؟ یاد رکھ کہ غیروں کی اطاعت اور غلامی تیرے لئے سخت مضر ہوگی اور تو اپنے مالک کی نگاہِ کرم کو کھو دے گا۔

اے عزیز ـــ! مالک مہربان کی محبت میں نفس و نفسانیت سے توبہ کر اور اس طرح رہ کہ گویا تو خودی سے مرگیا ہے اور مرے پر بھی تین دن گزر چکے ہیں، پھر اُس تمام پاکیزگیوں اور تعریفوں والے مالک کی رحمتوں کی پیاری بہار دیکھ۔

Marfat.com

کیفیاتِ مطالعہ

Marfat.com

اے ایمان والو! تم اللہ کی طرف رجوع ہو کر خالص توبہ کرو

Marfat.com

Marfat.com

توبہ

انسانی زندگی بمنزلۂ ایک سفر کے ہے، لہٰذا اس کی جملہ حرکات و سکنات خواہ ظاہری ہوں یا باطنی، سفر کی صورت لیے ہوئے ہیں۔ انسان کو عالمِ نیستی سے ہستی یا بے صورتی سے عالمِ صورت میں لایا گیا ہے۔ یہ متضاد صورت اُس کے واسطے کیوں ظاہر ہوئی۔ محض اس لئے کہ وہ اپنی ماہیت کو جانے۔ نیستی اپنی پہچان سے قاصر ہے، جب تک اپنی ضد یعنی ہستی میں قدم نہ رکھے۔ بے صورتی اپنی شناخت سے عاجز ہے جب تک صورت کے پردہ میں جلوہ آرا نہ ہو۔! اسی تبدیلی کا نام سفر ہے اور اسی کو ''توبہ'' کہتے ہیں۔

لطافت بے کثافت جلوہ آرا ہو نہیں سکتی
چمن زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا

انسانی زندگی کے سفر کے دو دروازے ہیں۔ ایک حیات، دوسرا ممات۔ انسان جب ظہور میں آیا دروازۂ حیات سے ہویدا ہوا۔ جب منزل ختم کر چکا تو دروازۂ ممات میں قدم رکھا یعنی غائب ہوگیا۔ حیات سے ممات تک اس کا تمام راستہ سفر میں گزرتا ہے۔ ابتدائی حالت انسان کی عالمِ طِفلی تھی۔ رفتہ رفتہ اس نے جوانی کی حالت حاصل کی۔ اب نہ بچہ کی سی حرکات رہیں اور نہ بچے کے سے افعال۔ وہ تمام باتیں مفقود ہوگئیں اور عالمِ جوانی رگ و ریشہ سے عیاں ہونے لگا اور تمام کیفیاتِ جوانی جوش مارنے لگیں۔ اگر کسی جوان

Marfat.com

شخص سے کہا جائے کہ بچہ کی سی حرکات اختیار کرے تو اس کو ان حرکات و افعال سے قطعاً گریز ہوگا اور اگر اختیار کرے بھی تو بچے کی سی حرکات کی پوری نقل نہ کرسکے گا۔ یہ ایک بدیہی مثال ہے کہ جب انسان نے بچپن کی حالت سے جوانی کی منزلِ تک سفر کیا تو جوانی میں بچے کی تمام کیفیات و عادات سے گریز ہوا۔ جسم اور خیالات تک بدل گئے اور بچپن پورا پورا گم ہوگیا۔ اب کسی طرح حالاتِ طِفلی میں واپس آنے کی اُمید ہی نہیں رہی۔

علاوہ ازیں چونکہ جوان شخص کے لئے بچہ کی حالت اختیار کرنا تنزل ہے، ترقی نہیں، کوئی ذی فہم ترقی سے تنزل کی طرف واپس آنا گوارا نہ کرے گا۔

یہی توبہ کا مقصد ہے۔ یعنی ادنیٰ مقام سے ترقی کرکے اعلیٰ مقام کو سفر کیا جائے۔ ادنیٰ مقام سے اس قدر پرہیز کیا جائے کہ اس طرف کبھی خیال بھی نہ ہو۔

جوانی کے بعد بڑھاپا آتا ہے اور بڑھاپے کے بعد جوانی نہیں آسکتی۔ کیونکہ بڑھاپے کے مقابلے میں جوانی تنزل کی حالت ہے اور جوانی کی غلطیوں کو کوئی تجربہ کار بوڑھا پسند نہیں کرسکتا۔ بڑھاپے کے بعد سفرِ موت ہے۔ یعنی صورت سے بے صورتی کا اختیار کرنا اور اپنے مبدأ کو پہنچ جانا۔ کہا گیا ہے کہ سفر بصورتِ سَقر ہے۔ اپنے وطن یعنی مرکز پر قیام کرنے میں جو لطف ہے وہ سفر میں کہاں؟ اسی طرح موت کے بعد حیاتِ دُنیاوی کہاں؟

اس سے سمجھ لینا چاہئیے کہ ظاہری صورت سے انسان ایک منزل سے دوسری منزل کو سفر کررہا ہے اور گزری ہوئی منزل سے نفرت کا اظہار کرتا جاتا ہے اور اسی نفرت کا نام توبہ ہے۔

یہ ظاہری اور بدیہی مثالیں اس لئے پیش کی گئی ہیں کہ یہ ثابت ہوجائے کہ انسانی زندگی حقیقتاً ایک سفر ہے۔ انسان مرکب ہے جسم اور روح سے۔

Marfat.com

جس طرح جسمِ انسانی کے تغیرات ایک منزل سے دوسری منزل اختیار کرنے کی شہادت دیتے ہیں، اسی طرح روح باطنی منازل طے کرتی ہے۔ باطنی منازلِ سفر کیا ہیں؟ تعین سے غیر متعین، محدود سے غیر محدود ذات کی طرف چلنا اُس کو پہچاننا اور خود گم ہوجانا۔ اس کا حصول اور وصول تعلیم پر منحصر ہے۔ ہر انسان کو اسی قوم و مذہب و ملّت کے اخلاق و عادات کی رسمی تعلیم دی جاتی ہے۔ جس قوم میں وہ پیدا ہوتا ہے اور اس کے اخلاق اپنی قوم و ملّت کے رویہ کے مطابق آراستہ ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح بُطون کی تعلیم بھی اُسی قوم کے رویہ کے مطابق ہوتی ہے اور اسی کی شناخت اور جاننے پہچاننے کی قابلیت ویسی ہی ہوتی ہے جیسی اس قوم کے شارعین نے تعلیم کی ہے، لیکن یہاں دیگر اقوام و ملّت کی تعلیمات سے کچھ بحث نہیں۔ صرف مسلمانوں اور ان کی تعلیم سے بحث ہے۔

مذہبِ اسلام کے شارِع اور نبی حضرت رسولِ اکرم محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے بذریعۂ کلام اللہ واحادیث، درستی و آراستگیٔ بطون کے لئے جو تعلیم دی ہے، وہ مسلّمہ ہے۔ اگر اس سچّی تعلیم کے مطابق روح کو آراستہ کیا جائے تو مقصدِ سفر فوت نہ ہوگا۔ اگر اس تعلیم کو پسِ پشت ڈال کر زمانہ حال کے نام نہاد علماء اور جہلا کی تعلیم پر عمل کیا جائے تو بطون کی آراستگی و درستی معدوم ہوجائے گی۔

درستی بطون و تکمیلِ انسانی کا مقصد کیا ہے؟ جاہل سے عارف بننا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ظَلُوْمًا جَهُوْلًا (الاحزاب) پیدا کیا۔ اپنے انبیاءؑ اور اولیاءؒ اس کی ہدایت اور تعلیم کے لئے معیّن فرمائے۔ انبیاءؑ کی تعلیم کیا ہے؟ جہل کو رفع کرکے علمِ الٰہی کا اثبات کرادینا۔ جس طرح مادّی جسم یوماً فیوماً ترقی کی طرف

Marfat.com

قدم بڑھاتا ہے۔ (یعنی بچپن سے جوانی، جوانی سے بڑھاپا اور بڑھاپے سے موت کو قبول کررہا ہے) اسی طرح روح غفلت سے اپنا علم اور اپنے علم سے علمِ الٰہی تک کامل ترقی حاصل کرے۔ حتیٰ کہ موتِ اضطراری سے پہلے فنا فی الذّات ہوکر جہاں سے ظہور کیا اُسی مبدأ کو رجوع ہوجائے۔ یہی تکمیلِ انسانی اور منزلِ سفر ہے ورنہ حیوان اور انسان میں کوئی فرق نہیں۔

اگر کسی کو بچپن میں مناسب غذا اور صحیح تربیت نہ ملے تو وہ اچھا جوان نہیں بن سکتا اور جب وہ بحالتِ جوانی دوسرے تندرست ہنرمند اور تعلیم یافتہ جوانوں کو زندگی کی جسمانی مسرّتوں سے ہمکنار اور ذی عزت دیکھتا ہے تو اس کو اپنی حالت اور سفرِ زندگی کی غلطیوں پر بسا اوقات بے انتہا افسوس ہوتا ہے۔ ایسا شخص جب سِنِ کہولت کو پہنچتا ہے تو اس کے لئے ناداری، بے علمی اور اپنے متعلقین کی صحیح خدمت کرسکنے کی عدم اہلیت وغیرہ کی وجہ سے اس کی ایک ایک کروٹ اور ایک ایک سانس ہائے ہائے کرتے گذرتی اور اس کی زندگی نہایت مصیبت خیز ہوجاتی ہے۔ اسی طرح اس سفر میں روح کا درجہ بدرجہ مناسب تربیت نہ پاکر ترقی نہ کرنا، بے انتہا حقیقی مسرّتوں اور اعلیٰ مرتبے سے محرومی کا باعث ہے جو اس کے لئے بڑا دردناک عذاب ہے۔

منازلِ سفر جو شارع اِسلام ﷺ نے آراستگیٔ بُطون کیلئے مقرر فرمائی ہے، انہی منزلوں میں سے ایک منزل کا نام توبہ ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ گزشتہ منزل سے پرہیز اور آئندہ منزل کے لئے تیاری کی جائے۔ طالبِ ذات یعنی مسافر کو اس امر کی ضرورت ہے کہ جس منزل کو طے کرے اس سے توبہ کرنا چاہیئے اور شاطری سے قدم برابر مارے چلا جائے۔ یہاں تک کہ فنا فی الذّات ہوجائے۔ اگر کسی درمیانی مقام پر ٹھہرے گا یا گزشتہ منزلوں پر لوٹ آنے کا

Marfat.com

ارادہ کرے گا تو وقتِ عزیز ضائع ہوگا اور اندیشہ ہے کہ موتِ اضطراری سے پہلے تکمیلِ مقصد نہ کرسکے۔

عارف جس مقام پر ہوتا ہے، اس سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب وہ اس مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام کو جو اُس سے اعلیٰ ہے، پہنچتا ہے تو پہلے مقام سے استغفار کرتا ہے۔ کیونکہ بہ نسبت پہلے کے یہ مقام ایک نعمت ہے۔ اس لئے پہلے مقام سے اس کو توبہ ضروری ہے۔ اسی طرح وہ جب دوسرے مقام سے تیسرے مقام کی طرف جاتا ہے تو دوسرے سے استغفار کرتا ہے۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ عوام کی توبہ ظاہری گناہوں سے ہوتی ہے، صالحین کی توبہ باطنی اخلاقِ مذمومہ سے اور متقین کی توبہ تواہم اور شک کے مقامات سے، اہلِ محبت کی توبہ غفلت سے جو ذکرِ الٰہی کی فراموشی کا باعث ہے، عارفین کی توبہ کسی مقام پر ٹھہرنے سے ہوتی ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے لئے بے انتہا مقامات ہیں، عارف کی توبہ کے لئے بھی کوئی حد نہیں۔ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں: ؎

ہر کجا منزل آرام تصور کردیم
چوں نفس راست نمودیم رمیدن بہ بُوَد

(ہر منزل پر آرام کا خیال آیا، مگر نفس کو راستی پر لانے کے لئے آگے بھاگنا ہی بہتر معلوم ہوا۔)

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ط (التحریم آیت۸ پ۲۸)	اے ایمان والو! تم اللہ کی طرف رجوع ہوکر خالص توبہ کرو۔

نصوح بر وزن فعول ہے۔ مبالغہ کے واسطے۔ اس کی وجہِ اشتقاق تین طریق پر ہے۔ اَلنُّصُوْحُ مِنَ النُّصْحِ اَیْ اَلْخُلُوْصُ اَوْمِنَ النُّصْحِ وَھُوَ

Marfat.com

الْوَعْظِ اَوْ مِنَ النُّصَاحَةِ وَهِیَ الْخِیَاطَةِ. یعنی نصوح مشتق ہے نُصح سے جو بمعنی خلوص ہے یا نُصح بمعنی وعظ یا نصاحت بمعنی خیاطت، یعنی سینا۔ معنی توبہ نصوح کے یہ ہوئے کہ تم خالص توبہ کرو۔ یا پند و نصیحت سُن کر گناہوں سے باز رہو اور دین کی پاریدگیاں یعنی گناہوں سے توبہ کرو جو اس دَریدگی کی سینے والی ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (النور آیت ۳۱ پ ۱۸)

اے مسلمانو! تم سب اللہ کی طرف رجوع کرو تا کہ تم کامیاب ہوجاؤ۔

یہ آیت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ جنہوں نے کفر ترک کر کے پہلے ہی ایمان کو پسند کرلیا تھا۔ وہ گناہوں سے مُحترز اور طاعتِ الٰہی کی طرف رجوع ہوچکے تھے۔ اس لئے تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ کے یہ معنیٰ ہوئے کہ توبہ ہر سانس اور ہر ساعت ضروری ہے۔ کافروں پر فرض ہے کہ کفر سے توبہ کریں۔ فاسقوں پر فرض ہے کہ وہ طاعت اور فرمان برداری کی طرف متوجہ ہوں۔ مومنوں پر فرض ہے کہ وہ محسن ہوجائیں۔ محسنوں پر فرض ہے کہ وہ احسن بن جائیں۔ واقفوں پر فرض ہے کہ وہ نہ ٹھہریں اور آگے بڑھتے رہیں۔ مُقِیْمُوْنَ یعنی اقامت کرنے والوں پر فرض ہے کہ وہ اسفل سے اعلیٰ کی طرف رجوع ہوں۔ ابرار پر فرض ہے کہ مقرّب ہوجائیں اور مقرّبین پر فرض ہے کہ واصل ہوجائیں۔ طالبِ مولا جو اس طریق یا راستے کا رہرَو ہے اگر کسی مقام پر قیام کرے تو گناہ ہے۔ اُسے توبہ کرنا اور آگے بڑھنا چاہیئے۔

مرا در منزل جاناں چہ امن و عیش چوں ہردم
جرس فریادی دارد کہ بربندید محملہا (حافظؒ)

Marfat.com

(میرا امن و عیش تو محبوب کی طرف منزل طے کرنے میں ہے، جبکہ جرس (نفس) ہر مقام پر یہ کہتا ہے کہ محمل کھول دو، راستہ طے ہوگیا۔)

توبہ گناہِ شریعت اور گناہِ طریقت کے اندازہ پر ہوتی ہے، تاکہ رستگاری اور نجات حاصل ہو۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ○ (البقرۃ آیت ۲۲۲ پ ۲)	اللہ کو خوش آتے ہیں توبہ کرنے والے اور خوش آتے ہیں (ظاہری اور باطنی) ستھرائی والے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ سالک کے لئے جس مرتبے پر وہ ہے اس سے اعلیٰ مرتبے پر پہنچنا فرض ہے۔ ورنہ سلوک سے رہ جائے گا۔ اگر سالک سفر سلوک میں توقف کرے اور آگے نہ بڑھے تو یہ اس کے لئے گناہ ہے۔

بخاصان توبہ کردن از مقامات بہر دم فرض باشد از کرامات

(جو لوگ خاصانِ خاص ہیں، ان کے لئے اپنے مقامات اور مراتب اور کرامات کے درجے پر پہنچنے کے بعد ہر دم توبہ کرنا فرض ہے۔)

اللہ تعالیٰ کے جو نیک بندے گناہوں سے پشیمان ہوکر سچے دل سے توبہ کرتے ہیں، تو غفور الرحیم اپنی رحمت سے اُن کے گناہ معاف فرما کر نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط (الفرقان آیت ۷۰ پ ۱۹)	یہ وہ لوگ ہیں جن کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا۔

ارباب سلوک و مراقبہ جن پر الطافِ الٰہی و افضالِ الٰہی مبذول ہیں، جب اعلیٰ درجات پر فائز ہوجاتے ہیں تو نیچے چھوڑے ہوئے درجات کی اچھائیاں ان کے نزدیک کوئی قیمت نہیں رکھتیں۔ کوئی کہنہ مشق ادیب کسی

Marfat.com

نوآموز کی تحریر کو معیاری نہیں کہہ سکتا۔ مقربین کو ابرار کی خوبیاں اور نیکوکاروں کی نیکیاں پسند نہیں آتیں۔ وہ حسنات الابرار کو اپنے لئے سیّئات جانتے ہیں اور حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ. (سرالاسرار) باالفاظ دیگر وہی ہستی کو ترک کرنے کے بعد اُس کا احساس یا زاہدانِ خشک کا مطمحِ نظر حور وقصور کا خیال عارفانِ الٰہی کے لئے جہنم ہے۔ کیا ہی مبارک ہستیاں ہیں وہ جو نفس کی غلامی کے سلاسل اور اسکے بند سے آزاد ہوچکی ہیں۔ حضرت عطارؒ فرماتے ہیں۔

عاصیاں از گناہ توبہ کنند عارفاں از عبادت استغفار

(گنہگار گناہ سے توبہ کرتے ہیں اور عارف عبادت سے استغفار کرتے ہیں۔)

یہ مقام محض لطفِ الٰہی اور اُس کے عواطفِ نامتناہی سے حاصل ہوتا ہے۔ نہ کہ رسمی اعمال و عبادات سے۔ یہ فضل ربّانی افزونیٔ مرتبہ اور معبودِ برحق تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ نفوسِ قدسیہ رحمتِ الٰہی سے کامیاب ہوتی ہیں۔

قولہ تعالیٰ: لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ ط (یونس آیت ۲۶ پ ۱۱)	جن لوگوں نے (دُنیا میں) نیکی کی انہیں اُنکے اعمال سے بھی زیادہ ترقی دی جاتی ہے۔

حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے بارگاہِ العفو میں عرض کیا: اَیُّ تَوْبَۃٍ اَفْضَلُ عِنْدَکَ قَالَ تَوْبَۃُ الْمَعْصُوْمِیْنَ. اے پروردگار میرے! تیرے نزدیک کونسی توبہ افضل ہے۔ الہام ہوا کہ (نیکوں اور پاکوں اور) بے گناہوں کی توبہ۔

توبہ کی تین قسمیں ہیں۔ توبہ عام لوگوں کی گناہوں اور کفر و شرک سے۔ توبہ خاص لوگوں کی خوف عذاب، منہیات سے اور بجا آوریٔ اوامر و نواہی، طلب ثواب، سعادت، صلاحیتِ قلب، اطمینانِ قلب اور عبادت پر تکیہ کرنے سے۔ توبہ اخص الخاص خودی، استکبار، پندارِ ہستی، شعورِ طاعت اور گناہ کی

Marfat.com

خطرات کے دل میں آنے سے واجب ہوتی ہے۔ نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنھَا اگر اُن کی طبیعتوں میں خطراتِ غیر اللہ کا ذرا وسوسہ آ جائے تو وہ توبہ کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر حجابات ماسوائے اللہ میں سے اُن کے قلب پر ایک پردہ بھی رہ جائے تو جلوۂ شاہدِ حقیقی کا مشاہدہ نہ ہوگا۔ بلکہ وہ توبہ سے بھی تائب ہوکر مقبولِ الٰہی ہوجاتے ہیں۔ یہ توبہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے عظامؒ کی ہے۔ توبہ خود بینی کے ساتھ توبہ نہیں بلکہ دوسری توبہ کی محتاج ہے۔ (رابعہ)

قولہٖ تعالیٰ: ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط (المائدۃ آیت ۵۴ پ ۶)	یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے جس پر چاہتا ہے فرماتا ہے۔

چیست توبہ گزشتن از جملہ

چہ خدا و رسول و جنت و نار (عطارؒ)

توبہ کیا ہے؟ تمام اُمورِ مذکورہ بالا سے پرہیز کرنا۔ یہاں تک کہ محبتِ الٰہی میں اس قدر جذب اور محویت پیدا ہوجائے کہ تجھ کو اللہ و رسول، جنت و دوزخ کی ہی تمیز نہ رہے۔ اور تو تصویرِ حیرت، ''از خود رفتن و بیخود شدن'' کا مصداق بن جائے۔ مولانائے رومؒ فرماتے ہیں: ؎

اے تو از حال گزشتہ توبہ جو کے کنی توبہ ازیں توبہ بگو

یعنی اے گزشتہ حال سے توبہ کرنے والے! تو اپنی موجودہ توبہ سے کب توبہ کرے گا؟ حضرت امام جعفرؓ فرماتے ہیں:

اَلتَّوْبَةُ غَفْلَةٌ عَنِ الْحَقِّ	توبہ اللہ سے غافل کردیتی ہے۔

یعنی توبہ کا خیال ماسوی الحق ہے جس کی وجہ سے آدمی مغرور ہوجاتا ہے اور ترکِ گناہ کا احساس دل میں رکھتا ہے جو باعث غفلت ہے۔ حضرت ذوالنونؒ کا قول ہے:

Marfat.com

تَوْبَةُ الْعَوَامِ عَنِ الذُّنُوبِ وَتَوْبَةُ الْخَوَاصِ عَنِ الْغَفْلَةِ	عوام گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور خواص غفلت سے۔

حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں سری سقطیؒ کے پاس گیا۔ ان کا چہرہ اُترا دیکھ کر سبب پوچھا۔ آپؒ نے کہا کہ آج ایک شخص نے مجھ سے توبہ کی کیفیت پوچھی۔ میں نے کہا کہ توبہ گناہوں کے نہ بھولنے کو کہتے ہیں۔ اُس نے اِس پر اعتراض کیا اور کہا کہ توبہ گناہوں کے بھولنے کو کہتے ہیں۔ جنیدؒ کہتے ہیں میں نے سری سقطیؒ سے کہا کہ بے شک اُس کا کہنا ٹھیک ہے۔ کیونکہ جو آدمی بے خوفی سے خوف کی طرف اور گناہ سے طاعت کی طرف رجوع ہو اُس حالت میں بے خوفی اور گناہ کا خیال کرنا خود اُس میں گرفتار ہونا ہے۔

مولانا رومؒ پیر چنگی کی حکایت میں فرماتے ہیں: ؎

گاہ بانگِ زیر را قبلہ کنی　　گاہ گریہ زار را قبلہ کنی

اس قصہ میں حضرت عمرؓ، ''پیر چنگی'' سے بطور نصیحتِ عارفانہ فرماتے ہیں کہ پہلے تو نے آوازِ چنگ و سرود کو اپنا قبلہ و مقصود سمجھا تھا اور اب آہ وزاری کو محبوب رکھتا ہے۔ یہ دونوں باتیں خلافِ طریقت ہیں۔ ''گزشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط'' پچھلے گناہوں کا کبھی خیال مت کر۔ حالتِ وفا میں جفا کا کیا ذکر؟ جسطرح تو نے گناہوں کو ترک کیا ہے اُسی طرح اسکی یاد میں آہ وزاری کو بھی چھوڑ دے۔ کیونکہ آہ وزاری مقامِ ہوشیاری ہے۔ ہوشیاری مقام شرک خفی اور مخبرِ خودی ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت عمرؓ، پیر چنگی کو توبہ کرنے سے باز رکھتے ہیں۔ بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ توبۂ خاص کی جائے یعنی ظاہری گناہ سے توبہ کرنے کے بعد غفلت کے باطنی گناہ سے

Marfat.com

تائب ہونا چاہیئے اس توبہ کا نام ''توبہ خاص'' ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:۔

بعد ازاں او را ازاں حالت براند

ز اعتذارش سوئے استغراق خواند

(اس کے بعد اسے اس حالت سے باہر نکال کر لائے۔ اعتذار و استغفار سے استغراق کی طرف لے آئے۔)

حضرت عمرؓ نے ہوشیاری کی مذمت فرمائی اور پیر چنگی کو ہوشیاری و آہ وزاری، عذر و معذرت اور توبہ و استغفار سے باز رکھ کر مرتبۂ فنا اور استغراق کی طرف متوجہ کیا۔

قَالَ عَزَّوَجَلَّ یَاغَوْثَ الْاَعْظَمَ اَھْلُ الْمَعَاصِیْ مَحْجُوْبُوْنَ بِالْعِصْیَانِ وَاَھْلُ الطَّاعَةِ مَحْجُوْبُوْنَ بِالطَّاعَةِ وَلِیْ وَرَآئَھُمْ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ لَیْسَ لَھُمْ غَمُّ الْمَعْصِیَةِ وَلَاھُمُ الطَّاعَةِ. ترجمہ: الہام باری ہوا کہ اے غوث الاعظم! گناہ گار بسبب اپنے گناہوں کے مجھ سے محجوب ہیں اور اہلِ طاعت اپنی طاعت کے سبب، اور سوائے ان گنہگاروں اور اہلِ طاعت کے جو میرے خاص الخاص بندے ہیں، ان کو نہ گناہوں کا غم ہے نہ طاعت کا تکیہ۔

یعنی اہلِ معاصی مغفرتِ الٰہی سے نا اُمید ہوکر اپنے کو مستحق عذابِ دوزخ خیال کرتے ہیں اور رحمتِ الٰہی سے اپنے آپ کو دور سمجھتے ہیں۔ اس لئے یہ مجھ سے محجوب ہیں۔ اہلِ طاعت خود کو عذابِ دوزخ سے رستگار اور حصولِ جنت کا خواستگار جانتے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی مجھ سے محجوب ہیں۔ ان میں ایک گروہ دُنیا کے حجابِ ظلمانی میں ہے اور دوسرے کے لئے عقبیٰ کی نورانیت کا پردہ ہے۔ ان دونوں جماعتوں کے علاوہ جو تیسرا گروہ ہے جن کو عارفِ کامل کہتے ہیں۔ وہ خطراتِ طاعت و معصیت وغیرہ کو دل میں جگہ نہیں دیتے

Marfat.com

اور مالکِ عذاب و ثواب، نجات دینے والا اور ہلاک کرنے والا حق تعالیٰ کو ہی جانتے ہیں۔ یہ دونوں جہان سے فارغ، نہ اُن کو نامۂ اعمال کا، نہ میزان کا، نہ حسابات کا، نہ گزرِ پُل صراط کا غم ہے، نہ دوزخ کا ڈر، نہ خواہشِ باغ و انہار، نہ آرزوئے ثمراتِ جنان و حور و قصور غرضکہ وہ اپنے اللہ کے علاوہ سب سے بے نیاز ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ط (الزمر آیت ۳۶ پ ۲۴)	کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں؟

حضرت قلندرؒ فرماتے ہیں:۔

سر برہنہ نیستم دارم کلاہِ چار ترک
ترکِ دُنیا، ترکِ عقبٰی ترکِ مولیٰ ترکِ ترک

میں ننگے سر نہیں ہوں بلکہ چوگوشہ ٹوپی سر پر رکھتا ہوں۔ پہلے ترکِ دُنیا دوسرے ترکِ عقبٰی۔ تیسرے ترکِ مولیٰ۔ چوتھے ترک کو بھی ترک کر دیا۔ یعنی میکدۂ وحدت میں نغمۂ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے خیال میں اس قدر محو ہوں کہ ماسوا اللہ سے بالکل بے خبر ہوں۔ میں یہ نہیں جانتا کون ہوں اور کہاں ہوں۔

قولہ تعالیٰ: فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ط (الذاریات آیت ۵۰ پ ۲۷)	(اے نبی علیہ الصلوٰۃ! لوگوں سے کہدو کہ) تم اللہ کی طرف رجوع کرو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ قضا سے قدر کی طرف، کسب سے فضل کی طرف اور اعمال سے بزرگ بے نیاز کی طرف دوڑو۔ اس لئے اہلِ عرفان تارک الاعمال نظر آتے اور خود سے بھی بے خبر ہوجاتے ہیں۔ بندۂ مومن وہی ہے جو اپنی طاعت کو باعثِ نجات اور گناہوں کو سبب ہلاکت نہ سمجھے۔ بلکہ اپنے کل کام مشیتِ الٰہی اور ارادۂ حق سے وابستہ سمجھے۔

اَلتَّوْبَةُ هُوَ الرُّجُوْعُ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ سِوَى اللهِ. یعنی بندہ کو چاہیئے کہ کل

Marfat.com

اسباب یعنی اعمال عبادات نیکی و بدی اور دونوں جہان میں کسی کو اپنی نجات کا ذریعہ نہ سمجھے اور کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ کرے۔ اس کا باطنی مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عاجز اور متحیّر لوگ افضل ہیں۔ کیونکہ وہ اعمالِ گزشتہ اور آئندہ سے گریز کرگئے اور طاعت و حسنات کا اعتماد چھوڑ کر بالکل بندۂ عشق بن گئے۔

خاک شو خاک ازاں پیش کہ برباد شوی
بندگی پیشۂ خود ساز کہ آزاد شوی

(برباد ہوجانے سے پہلے مٹی ہوجا مٹی۔ بندگی کرنے کو اپنا وطیرہ اور معمول بنالے تاکہ تو آزاد بن جائے۔)

مرنے سے پہلے اپنے نفس، خواہشات اور ارادوں پر پانی پھیردے اور ہستی موہوم کو دریائے محبتِ الٰہی میں حُباب کے مانند فنا کردے تاکہ تو بے تکلف و بے باکانہ طور سے منزلِ مقصود پر پہنچ جائے۔ عارف باللہ بابِ خلق اور کُل اسباب و حیلوں سے گزر کر حق تعالیٰ تک پہنچ جاتے ہیں۔ ایسی فنا چاہنے والے اللہ کے نزدیک بہتر و افضل ہیں۔

Marfat.com

کیفیاتِ مطالعہ

Marfat.com

وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُواْ فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ (البقرة)
بے شک جو لوگ کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے وہ ضرور پرلے سرے کے جھگڑالو ہیں۔
وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا
أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِمْ
آگاہ ہو کہ یہ لوگ اپنے رب سے ملنے پر شک میں ہیں۔
AL-HAQQ-UL-MUBIN (MAK)
Design by: GHANI Graphics Hyd.

Marfat.com

Marfat.com

علمائے بدعمل

اللہ تبارک وتعالیٰ بہت ہی مہربان اور بے انتہا رحم والا ہے اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے جو انسان اُس کی مخلوق کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں اُن کو وہ پسند فرماتا ہے اور جو اُس سے بُری طرح پیش آتے ہیں وہ اُس کی ناراضگی مول لیتے ہیں۔ چنانچہ ایثار و ہمدردی، عفوودرگزر، رحم وکرم، جودوسخا وغیرہ اچھے اخلاق کو ہر مذہب و ملت میں نیکیاں کہا گیا ہے اور خودغرضی وایذارسانی، ظلم وستم، مکرودغا، لوٹ کھسوٹ کو سب نے گناہ، معاصی اور پاپ وغیرہ سے موسوم کیا ہے۔

اگر کوئی ایک خوش نما باغ لگائے تو جو شخص اس باغ کے پودوں کی دیکھ بھال کرے، اُن کو صاف ستھرا پانی دے اور اُن کی بیماریوں کے دفع کرنے کی تدابیر کرے وہ مالکِ باغ کی خوشنودی حاصل کرے گا۔ برخلاف اس کے جو اُن پودوں کی بلاوجہ شاخیں تراشے، پتے نوچے، کھال چھیلے اور اُن کو کوڑے کرکٹ یا ایسی گندگیوں سے آلودہ کرے، جو اُن کی شادابی کو خراب، پھلوں کو ناقص اور بیجوں کو ناکارہ کر کے باغ کو گھناؤنا بنادے، وہ باغ والے کے غُصّے کو بیدار کرے گا۔ مالکِ باغ کی خوشنودی یا غُصّے میں کمی وبیشی علی الترتیب ان دونوں شخصوں کے اُن اچھے بُرے افعال کے نتائج کے لحاظ سے واقع ہوگی جو اُن سے باغ کی آراستگی یا بربادی کے لئے ظہور میں آئے ہیں۔

انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور جو اُس کی ظاہری وباطنی خوش حالی، آرام و

Marfat.com

آسائش اور فلاح چاہتا ہے اور اُس سے ہمدردی وشفقت کا اظہار کرتا اور عملاً ثبوت دیتا ہے، اس کا سمجھدار انسانوں نے ہمیشہ احترام کیا ہے جو اُس کی مخلوق کو تکلیف دیتا، ستاتا اور تباہ و برباد کرتا ہے، اُسے بہت ہی کم وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ پاکیزہ اخلاق اور بے غرض خدمات کی کسی وقت بھی، کسی ذی عقل انسان نے مذمت نہیں کی اور ظلم وستم، قتل وغارت اور مفاد پرستی کو شاید ہی کسی روشن دماغ نے سراہا ہو۔

کسی کا مال ناحق چھین لینا، یا کسی کو بلاوجہ ستانا اور برباد کرنا، ہر معاشرے میں نہ صرف بُرا سمجھا جاتا ہے، بلکہ مختلف قوانین کی رُو سے، ایسے جرائم کا مرتکب بلحاظ نوعیتِ جرم، سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ بلاوجہ قتلِ عمد کی سزا ہر قوم میں کافی سخت رکھی گئی ہے۔ لیکن مضرت جرم کے وسیع ہونے کی وجہ سے فتنہ وفساد پھیلانا قتلِ عمد سے بھی شدید جرم ہے۔ کما قولہٗ تعالیٰ:

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ (البقرۃ آیت ۱۹۱) | فتنہ قتل سے بھی زیادہ شدید ہے۔

لیکن ان سب کے مقابلے میں وہ انسان وہ افراد اور وہ گروہ درجہ بدرجہ سخت ترین جرموں کے مرتکب اور بدترین سزا کے مستحق ہوں گے جن کے ہاتھوں کسی قوم کی دولتِ ایمان لُٹی، آخرت برباد ہوئی اور وہ دیدارِ رحمان کی دولت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہوگئی۔ نعوذ باللہ، یہ خلاف عقل نہیں کیوں کہ کسی کے مال اور جسم کو برباد کرنا اگرچہ کافی سنگین جرم ہے لیکن کسی فرد یا قوم کی آخرت کو برباد کرنا اور اس کو مسلسل تکلیفوں میں مبتلا کر دینا بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ دُنیائے فانی کی مضرت اور زندگی تھوڑے عرصے میں بعدِ موت ختم ہو جاتی ہے اور حیاتِ اُخروی کے عذاب شدید اور باقی رہنے والے ہیں۔ اس جُرم کا مرتکب وہی ہو سکتا ہے جو حقیقی ایمان سے بے بہرہ ہو اور لوگوں سے اپنا دنیاوی مفاد، مال و دولت اور عزت وشہرت حاصل کرنے کو ہی ایمان سمجھتا ہو۔

Marfat.com

چنانچہ قرآن مجید اور احادیث شریف میں منافقین اور علمائے سُوء کو جن کے ہاتھوں قوم میں فتنہ وفساد پھیلتا اور اس کی روحانی صلاحیتیں برباد ہو جاتی ہیں، شدید ترین عذاب کا سزاوار کہا گیا ہے۔ قولہ تعالیٰ:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ (النساء آیت ۱۴۵ پ ۵)	بے شک منافقین کے لئے جہنم کے طبقات میں سب سے نیچا طبقہ ہے۔

حضور علیہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

اَخْوَفُ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ مُنَافِقٌ عَلِیْمُ اللِّسَان (بخاری ومسلم)	یعنی مجھے سب سے زیادہ اپنی اُمت کے لئے منافق علماء سے خوف ہے۔ (جن کا ظاہر اچھا اور باطن خستہ خراب ہے)
اَخْوَفُ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ الْعُلَمَاءُ السُّوْءُ (بخاری)	میں سب سے زیادہ اپنی اُمت کے بارے میں بُرے علماء سے ڈرتا ہوں۔

کسی قوم کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی ترقی یا تنزل کا انحصار عموماً قوم کے ان افراد پر ہوتا ہے جن سے کسی نہ کسی حد تک اس کی رہنمائی متعلق ہوتی ہے۔ مسلمانوں کی رہنمائی کی باگ ڈور شروع ہی سے علمائے اُمت کے ہاتھوں میں رہی ہے۔ جب تک یہ گروہ پاک باطن اور صالح رہا مسلمان برابر ترقی کرتے رہے۔ لیکن مرور زمانہ کے ساتھ جب علمائے اُمت دُنیاوی زندگی، مال و دولت اور لذّات جسمانی کی طرف مائل ہو گئے تو اُن کے پیروی کرنے والوں کے دلوں میں بھی اِن مہلکات نے گھر کر لیا اور رفتہ رفتہ وہ تمام اخلاقی اور روحانی خوبیوں سے دور جا پڑے۔ آج بھی یہ جماعت کافی حد تک مسلمانوں کی رہنمائی اور تنزل کی ذمہ دار ہے اور اس میں ایسے افراد بہت ہی کم ہیں جن کے متعلق رسولِ کریم علیہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ ''میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں۔'' (بخاری) واقعی مولوی بننے کے لئے مذہبی کتابوں کا

Marfat.com

علم حاصل کر لینا ہی کافی نہیں بلکہ عالم ربانی کیلئے ان تمام اوامر پر خلوصِ نیت اور استقامت سے عمل کرنا اور ان تمام نواھی سے مردانہ وار اجتناب کرنا اشد ضروری ہے جن کے لئے کلام الٰہی اور احادیث نبوی ﷺ تاکید کرتے ہیں۔ دُنیا کی محبت نے علمائے عہد کو عموماً ناکارہ کر دیا ہے، انکے قوائے عمل جواب دے چکے ہیں۔ قولہ تعالیٰ:

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ط فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ط اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ (الجاثیہ آیت ۲۳ پ ۲۵)	بھلا دیکھ تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا اور اللہ نے علم ہوتے ساتے اسے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھ پر پٹی چڑھا دی تو کون اسے راہ پر لائے اللہ کے بعد، تو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔

وہ اکلِ حلال، صدقِ مقال، ریاضت و مجاہدہ اور ذکر و فکرِ الٰہی کی طرف مطلق راغب نہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی طرزِ زندگی کو سامنے رکھ کر اگر وہ اپنے حالات کا انصاف سے جائزہ لیں تو ان کو اپنی غلط روی کا احساس ہو جائے گا۔ نیکوں کی سی صورت بنا لینا، خاص قسم کے کپڑے پہن لینا اور چند آیات کلام اللہ و احادیث وغیرہ کو دُنیا کمانے کی غرض سے یاد کر لینا، آج کل اس گروہ کا خاص مشغلہ ہے۔

اے مسلمانو! تاج دارِ مدینہ ﷺ نے ان قطب نما مولویوں کو اپنی اُمّت کے ہلاک کرنے والے خونخوار بھیڑیوں سے تعبیر فرمایا ہے۔ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ:

فَعْلُهُمْ كَفِعْلِ الْاَنْبِيَاءِ وَقُلُوْبُهُمْ كَقُلُوْبِ الذِّيَابِ اَنَا بَرِيْءٌ مِّنْهُمْ وَاَنَّهُمْ بَرِيْئُوْنَ مِنِّيْ (متفق علیہ)	ان کے ظاہری کام انبیاء کے مانند ہوں گے اور دل مثل بھیڑیوں کے۔ میں ان سے بیزار ہوں وہ مجھ سے بے تعلق ہیں۔

یہ اپنی اغراض کے لئے رحمت للعالمین ﷺ کی اُمّت کو ہلاک کرنے میں بھیڑیوں سے کسی طرح کم نہیں۔ ان میں یہ اہلیت نہیں کہ کسی کے ساتھ ہمدردی

Marfat.com

کریں۔ اس گروہ کی داستان بہت طویل اور دردناک ہے۔ تاریخِ انسان کی ابتدا سے اس وقت تک ان کی دراز دستیاں اور فتنہ پردازیاں یکساں اخلاقِ انسانی کو برباد کرنے والی ثابت ہوتی چلی آئی ہیں۔ سابقہ اُمتوں کی بربادیوں میں انہی جیسے علمائے مذہب کا ہاتھ رہا ہے۔ زکریا، عیسیٰ اور یحییٰ علیہم السّلام کے خلاف فتوے دینے والے اُس وقت کے علمائے سوء ہی تو تھے۔ قولہٗ تعالیٰ:

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ (الجمعہ آیت ۵ پ ۲۸)	وہ جن پر توریت کا بوجھ رکھا گیا مگر انہوں نے اسے نہ اٹھایا ان کا حال اس گدھے کا سا ہے جس پر، کتابیں لدی ہوں، کیا بری مثال ہے ان کی جنہوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں اور اللہ ظالم کو ہدایت نہیں کرتا۔

ایران کی بربادی، ترکستان کی تباہی اور افغانستان کی زبوں حالی یہ سب انہیں بابرکت ہستیوں کی کارفرمائی کا نتیجہ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام میں مقلّد، غیر مقلّد، شیعہ، سُنّی، نیچری، وغیرہ کا ایک فرقہ بھی نہ تھا، وہ صرف مسلمان تھے اور خلوص، محبت، اتفاق، ہمدردی، اتحادِ قلبی اور جمیع اعمالِ شائستہ اور اخلاقِ حمیدہ سے متصف تھے۔ لیکن آج اسلام میں یک جہتی مفقود ہے۔ کیوں اور کس کے ہاتھوں اسلام کے اس قدر ٹکڑے ہوئے ہیں۔؟ کیا نادان اور بے علم مسلمانوں کے ہاتھوں۔؟ نہیں، ہرگز نہیں، اسلامی دُنیا میں اب امن وسکون کا وجود ناپید ہے۔ مذہبی تنگ نظری، حسد کے آتشیں خیالات کو ان کی ہی ناقص ذہنیت نے مشتعل کر کے کفر کی مضطرب لہروں سے زریں اسلام کی پُر کیف فضا کو گندہ اور تباہ کر دیا اور اُن کے ظاہری ہمدردانہ اور محبت آمیز برتاؤ سے آج بھی اسلام کو بُری طرح نقصان پہنچ رہا ہے۔

Marfat.com

مسلمانو—! جو تمہاری نظروں میں دہکتے ہوئے انگارے معلوم ہوں ان پر پانی ڈالکر بجھادینا تمہارا فرضِ اولین ہے۔ ورنہ اُنکی صحبت سے تم جل کر خاکستر ہو جاؤ گے۔ انگارے کبھی یاقوت نہیں ہوسکتے۔ غلط رہنمائی اور مادیت کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں پیدا کردینے سے اُن کو اور اسلام کو کبھی فائدہ پہنچنے کی اُمید نہیں۔ کیونکہ خودغرضانہ مقاصد سے زیادہ کوئی چیز مسلمانون کا شیرازہ پراگندہ نہیں کرسکتی۔ اگر بہ نظرِ غور دیکھا جائے تو اُنہیں اسلام سے زیادہ اپنی ذات سے ہمدردی ہے۔

قولہ تعالیٰ: اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۙ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۧ (الفرقان آیت ۴۳، ۴۴ پ ۱۹)	بھلا دیکھ تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا تو کیا تو اس کا ذمہ لے گا، یا تجھے گمان ہے کہ ان میں بہت سے کچھ سنتے یا عقل رکھتے ہیں، وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے، بلکہ وہ تو ان سے بھی بڑھ کر گمراہ ہیں۔

حقیقت کا جویا جب صراط المستقیم کی تلاش میں نکلتا ہے تو وہ اپنے آپ کو ایک ایسے چوراہے پر پاتا ہے جس کے ہر راستے پر ایک مقتدر مولوی اپنے علم و عقل کے زعم میں اس انداز سے ڈٹا ہوا نظر آتا ہے گویا وہ سراسر اُس کی ملکیت ہے۔ پھر یہ ننگِ اسلاف اور دُنیائے دوں کا پرستار اُس کو یہ کہتا ہوا نظر آتا ہے کہ۔ ''اے ایمان والو! خوب کان کھول کر سُنو کہ صرف یہ راستہ اور یہی ایک راستہ جس پر میں کھڑا ہوں جادۂ مستقیم ہے اور باقی دوسرے علماء جو تم دوسرے راستوں پر کھڑے دیکھتے ہو، آیات بیّنہ کی رُو سے سب کے سب حق سے دور اور کافر مطلق ہیں۔ متلاشی حق یہ سُن کر ششدر رہ جاتا ہے۔ اُس کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ کدھر جائے اور وہ خیال کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ایک دوسرے کے خلاف کلام اللہ کے صریح استدلال سے کفر کے فتوے علی الاعلان دینے والے خود گمراہ اور جاہل ہیں۔

Marfat.com

مسلمانو۔! تم کسی کی نہ سُنو۔ اگر تم کو حق کی طلب ہے، تو رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرو۔ صحابہؓ کرامؓ اور اپنے راسخ العلم اسلاف کی زندگیوں اور اُن کی تعلیم سے سبق لیکر دُنیا کی محبت کو بہ فرصتِ اولین دل سے نکال ڈالو۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ راوی ہیں کہ:

خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ ھٰذَا سَبِیْلُ اللّٰہِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ یَمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وَ قَالَ ھٰذِہٖ سُبُلٌ عَلٰی کُلِّ سَبِیْلٍ مِّنْھَا شَیْطٰنٌ یَدْعُوْا اِلَیْہِ وَ قَرَا وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ الآیۃ (احمد والنسائی والدارمی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیدھا خط ہمارے سامنے کھینچا اور فرمایا ''یہ راہ (عرفان) اللہ کی ہے۔'' پھر اس کے دائیں بائیں خطوط کھینچ کر ارشاد فرمایا کہ ''یہ ٹیڑھے طریقِ ضلالت جو ہیں ان پر شیطان مسلّط ہیں۔ صرف یہ ایک میرا سیدھا راستہ ہے۔ اُس کی پیروی کرو۔''

ہر متلاشیٔ حق کو چاہیئے کہ ان عَلَم برداران مذہب کی نفسانیت اور کشا کشِ بیجا کو دیکھے اور ان سے دور رہے۔ قرآنی تعلیم پر عمل کرنے کیلئے اگر کوئی باعمل عالم ربانی جس کو دُنیا سے نفرت ہو، مل جائے تو صرف اُس کی صحبت سے دینی فہم حاصل کرے۔

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰہِ فَیَجْلِسْ مَعَ الْفُقَرِہ (ابوداؤد)

جس شخص کو اللہ کے قرب کی آرزو ہو وہ فقراء کی صحبت میں بیٹھے۔

عہدِ حاضرہ کی عام مولویّت کی ابلہانہ ذہنیت سے اجتناب ہی مفید ہے۔ اس کے ہاتھوں وہ قوم جو وحدۂ لاشریک کی پرستار، عمدہ اخلاق اور روحانی خوبیوں سے مالا مال تھی، لُٹ گئی اب اس کے پاس سوائے نام کے کچھ نہ رہا۔ آج کل کا نام نہاد مولوی بظاہر کیسا ہی زاہد، متقی اور نیکوکار کیوں نہ ہو نفسانیت کے بدنما داغ سے اس کا دامنِ

Marfat.com

تقویٰ پاک نہیں ہوتا۔ وہ شعارِ مذہبی کی بالکل پرواہ نہیں کرتا۔ ضوابط اسلامی صرف زبانی و مفاد دنیاوی کی خاطر ماننے اور دوسروں کو بتائے جاتے ہیں۔ عملاً انتہائی بے اعتنائی اور بے پروائی کے ساتھ اس کی تحقیر کی جاتی ہے۔ زبان پر توحید کا نام ہے لیکن جب وقت آتا ہے اپنی نفسانی چاہتوں کے آگے سرِ نیاز خم کردیا جاتا اور اللہ و رسول ﷺ کے حکموں کی مطلق پرواہ نہیں رہتی جس کے ہمہ گیر اثرات سے مسلمان برابر تباہ ہو رہے ہیں۔ قولہ تعالیٰ:

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۡ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○

(البقرۃ آیت ۸۵،۸۶ پ۱)

تو کیا اللہ کے کلام کا کچھ حصہ مانتے ہو اور کچھ حصے سے منکر ہو، تو جو کوئی تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے مگر یہ کہ دنیا کی زندگی میں رسوائی اور قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب کی طرف پلٹے جائیں گے، اور اللہ تعالیٰ تمہارے کرتوتوں، عملوں سے غافل نہیں، یہ ہی لوگ ہیں جنہوں نے عقبیٰ کے بدلے دنیا خریدی تو ان پر سے نہ عذاب ہلکا ہو، نہ ان کو مدد پہنچے۔

اے مسلمانو! اگر تم دُنیا میں سلامت رہنا چاہتے ہو، تو مناسب ہے کہ مفسد مولویوں کے سنگ گراں کو اپنی راہِ ترقی سے دور کردو، اور توحید کے پلیٹ فارم پر آنے کی خود بھی کوشش کرو اور اپنے حلقۂ رفقاء میں اپنے خیالات کی تبلیغ کرو۔ تاکہ دُنیا میں ایک عالمگیر عقیدہ قائم ہوجائے اور تم اس مشترکہ حقیقی اسلام سے وابستہ ہوکر ویسے ہی

Marfat.com

مسلمان ہو جاؤ یا موحّد بن جاؤ جیسے نبی معظم ﷺ کے زمانے میں تھے۔

کل اوامر شرعیہ سے خود واقفیت حاصل کرو۔ یہ کوئی بہت لمبا چوڑا کام نہیں ہے۔ عموماً ہر معمولی پڑھا لکھا مسلمان جانتا ہے کہ ہر بالغ مسلمان پر نماز موقتہ، رمضان کے روزے اور صاحبِ استطاعت پر حج وزکوٰۃ فرض ہیں اور نواھی بھی عموماً مشہور ہیں۔ مسلمانوں کیلئے اعمال مذکورہ بس ہیں اور صراطِ مستقیم پر عمل کرنے کیلئے تھوڑا علم بھی بہت ہے۔ قولہ تعالیٰ:

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْــًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ وَاَنَّ هٰذَا

تم فرماؤ کہ آؤ میں تم کو پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرمایا یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو (نیک سلوک کرو) اور اپنی اولاد کو مفلسی کے باعث قتل نہ کرو ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دینگے اور کھلی اور چھپی ہوئی بے حیائیوں (بے شرمی) سے دور رہو اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقے سے جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچیں اور ناپ تول انصاف کے ساتھ پوری کرو ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کے مقدور بھر اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو اور اللہ سے عہد پورا کرو یہ تمہیں تاکید فرمائی ہے کہ شاید تم نصیحت مانو

Marfat.com

صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ (الانعام ۱۵۱ تا ۱۵۳ پ ۸)

اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور، اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کردیں گی یہ تمہیں حکم فرمایا کہ شاید تمہیں پرہیزگاری ملے۔

جس نے علم دین حاصل کیا قرآن اور احادیث کی تعلیم پائی اور اس پر عمل نہیں کیا، وہ کل روزِ قیامت دوزخ میں سب سے زیادہ شدید عذاب سے دوچار ہوگا۔

قولہ تعالیٰ: وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ○ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ (الاعراف آیت ۱۷۵ تا ۱۷۶ پ ۹)

انہیں سناؤ خبر اس کی جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں وہ ان سے نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا تو گمراہوں میں ہوگیا اور ہم چاہتے تو اس علم کے باعث اسے اٹھا لیتے مگر وہ تو زمین پکڑ گیا اور اپنی خواہش کا پیرو ہوگیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَالِكٌ لَمْ يَنْفَعُهُ اللّٰهُ بِعِلْمِ (مشکوٰۃ)

سخت ترین لوگوں میں ازراہ عذاب کے قیامت کے روز وہ عالم ہوگا جس کو اللہ نے اُس کے علم سے نفع نہ دیا۔

نیز ارشاد ہے:

وَيْلٌ لِلْجَاهِلِ مَرَّةً وَدَيْلٌ لِلعَالِمِ سَبْعَ مَرَّةٍ (مشکوٰۃ)

افسوس ہے جاہل کے لئے ایک بار اور عالم کے لئے سات بار۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ کے فرشتے بُت پرستوں سے پہلے انہیں پکڑیں گے۔ یہ کہیں گے کیا ہمیں بُت پوجنے والوں سے پہلے لیتے ہو، جواب ملے گا'': ''لیس من لایعلم لمن لایعلم'' جاننے والے اور انجان برابر نہیں۔ (طبرانی نے معجم الکبیر، ابونعیم نے حلیہ میں عن انسؓ)

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

يُوْشِكُ اَنْ يَّاتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُهٗ

Marfat.com

وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْهُدٰی عُلَمَاؤُهُمْ شَرٌّ مَّنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ یَخْرُجُ الْفِتْنَةُ فِیْهِمْ وَتَعُوْدُ (البیہقی فی شعب الایمان) ''عنقریب میری امت پر ایک زمانہ آئے گا کہ اسلام باقی نہ رہے گا۔ صرف اس کا نام رہ جائے گا اور قرآن کو رسماً تلاوت کیا جائے گا۔ مسجدیں آباد ہوں گی۔ (لوگ ان میں جمع ہونگے) لیکن ہدایت سے بیگانہ ہونے کی وجہ سے وہ خراب ہوں گی، ان کے (مسلمانوں کے) علماء آسمان کے نیچے بدترین خلائق میں سے ہوں گے (اپنی خواہشات کے برآنے کی غرض سے وہ ظالموں کے معاون بن کر دین و دُنیا میں) فتنہ وفساد ڈالیں گے۔''

آج کل کے حالات زبانِ حال سے حدیثِ مذکورہ بالا کی صداقت کی شہادت دے رہے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت زیادہ تر رسمی نظر آتی ہے۔ اکثر و بیشتر نام نہاد علمائے ملّت جو قرآن دانی کے مدعی ہیں از سرتا بہ قدم دنیا و زینتہا کی محبّت میں ڈوبے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ مومنوں کے دلوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبّت ہونا لازمی ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ آیت ۱۶۵ پ ۲)	اہل ایمان کو اللہ کی محبت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔

وہ علم الٰہی، معرفت رحمٰن، تزکیۂ نفس، صدق و حیا اور قلبِ سلیم کی طرف برائے نام بھی متوجہ نہیں ہیں۔ حالانکہ اُمت محمدی ﷺ کے علمائے ربانی کو بنی اسرائیل کے نبیوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ظاہر ہے نبوت میں تشبیہ مقصود نہیں ہے، بلکہ کمالِ معرفت الٰہی، اخلاق حسنہ اور نفرت دُنیا وغیرہ کی وجہ سے اُن کی انبیائے بنی اسرائیل سے مشابہت ظاہر فرمائی گئی ہے۔ تمام انبیاء والمرسلین اور اُن کے صالح متبعین نے دُنیاوی نام و نمود اور مال و اسباب کو کبھی للچائی ہوئی نظروں سے نہیں دیکھا، اُن کے دل ہمیشہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے ذکر پاک اور اُس کی محبت سے سرشار رہے اور انہوں نے قیدی کی طرح رہ کر منزل دُنیا کو طے کیا اور کسی طرح بھی اس کو جائے آرام وآسائش نہ سمجھا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''کافر کے لئے یہ دُنیا جنت اور مومن کے واسطے قید خانہ ہے۔'' (مسلم، ترمذی)

اللہ تعالیٰ تو صدق، حیا، تسلیم و رضا، تفویض وتوکل اپنا ذکرِ پاک اور قلبِ سلیم کو پسند فرماتا ہے۔ دُنیاوی جاہ ومرتبہ، نمود وشہرت اور مال ودولت سے وہ اپنے فدائیوں کو عموماً دور ہی رکھتا ہے۔ سہل ابن سعدؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُنیا کی قدر ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو وہ کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ دیتا۔'' (ترمذی)

علم دین حاصل کرنے کا مقصد اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا، قرب اور اُس کا دیدارِ پاک نہ ہو تو وہ بڑا تباہی خیز ہو جاتا ہے، کیونکہ ایسا عالم نیکی کے پردے میں بُرائی کماتا اور اعلیٰ کو چھوڑ کر اسفل کو اختیار کرتا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو اللہ عزّ وجل اور عالم آخرت پر یقین نہیں ہے۔ کیونکہ یقین ہونے کی صورت میں کوئی معمولی ہیرے کو بھی گندگی کے عوض فروخت نہیں کرسکتا، چہ جائے کہ عالم آخرت پر دُنیا کو ترجیح دے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ پر یقین نہ کرنے والا، کس طرح فلاح پاسکتا ہے۔؟

چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ: ''جس علم سے رضائے الٰہی حاصل ہوسکتی ہے اگر اُس کو اس غرض سے حاصل کیا کہ دُنیا کا کوئی اسباب حاصل کرے، تو وہ قیامت کے روز جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔'' (ابوداؤد)

مسلمانو۔! جن کے دل نفسانیت سے خالی نہیں ہوئے ہیں، جو اپنے نفسوں کے عیوب سے بے خبر ہیں، جن کی اپنی نمازوں میں یہ اثر نہیں ہے کہ اُن کو منکرات اور معاصی سے باز رکھیں، جن کے قلوب یادِ حق سے بیدار نہیں ہیں اور جن کو خود ان

Marfat.com

کے علم سے فائدہ نہیں پہنچا ہے۔ایسی ہستیوں کی اتباع کی اللہ اور اُس کے رسولِ برحق ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے۔تم کو اُن سے کوئی اچھائی نہیں مل سکتی۔کیونکہ ہر شخص وہی چیز دے سکتا ہے جو اس کے پاس ہو اور جو شے اُس کے پاس نہ ہو، وہ اگر دوسروں کو دینا بھی چاہے گا تو دے گا کہاں سے؟ کوئی ناخواندہ کسی کو پڑھنا لکھنا نہیں سکھا سکتا۔ ''او خویشتن گم است کرا رہبری کند'' کیسا عجوبہ ہے جو خود طبیب نہ ہو وہ دوسروں کو طب سکھائے، جو معمار نہ ہو وہ دوسروں کو فنِ تعمیر کی تعلیم دے، جو خود علم سائنس سے ناواقف ہو وہ دوسروں کو سائنس دان بنائے، جو خود گھڑی سازی سے ناواقف ہو وہ دوسروں کو اس کی تربیت دے اور ــ جو خود سویا ہوا ہو وہ دوسروں کو بیدار کرے۔

اگر کوئی شخص کسی علم و ہنر کے بے انتہا فوائد پر یقین رکھتا ہے تو سب سے پہلے وہ خود اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔یہ کبھی نہیں ہوتا کہ کسی شخص کو اپنے گھر میں خزانہ کا پوشیدہ ہونا یقینی طور پر معلوم ہو اور وہ خود اس کو حاصل کرنے کی ہمت نہ کرے بلکہ صرف دوسروں ہی کو اس کا پتہ بتا بتا کر لے لینے پر آمادہ کرتا رہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نام نہاد علماء کے دلوں میں اخلاص، صداقت، تزکیہٴ نفس، تصفیہٴ روح، قلبِ سلیم، ذکرِ الٰہی، محبتِ الٰہی اور دیدارِ رحمٰن کی کوئی وقعت ہی نہیں ہے، ورنہ ان لاثانی برکتوں اور لاجواب نعمتوں کے حاصل کئے بغیر اُن کو دن کا چین اور رات کی نیند حرام ہو جاتی ہے۔یہ اُن کے قلوب کی غفلتوں کا کھلا اور ناقابل تردید ثبوت ہے کہ وہ خود نعائم حقیقی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور خود اُس راہ پر قدم نہیں بڑھانا چاہتے، جس کی طرف دوسروں کو بُلاتے ہیں۔وہ جو کچھ بظاہر نیک اعمال کرتے نظر آتے ہیں اُس سے اُن کا مقصد حق کی یافت نہیں بلکہ دُنیا حاصل کرنا ہوتا ہے۔نیکی کے پردے میں بُرائی حاصل کرنا یا اللہ رب العزت اور اُس کے محبوب رسول ﷺ کی آڑ لیکر شیطانیت کی تکمیل کرنا ایسا شدید جرم اور ایسا زبردست گناہ ہے، جس کی سزا انتہائی دردناک

Marfat.com

ہے۔ حضرت انسؓ ابن مالک راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ''جس رات مجھے معراج میں لے گئے تو میرا گزر ایک قوم پر ہوا کہ آگ کی قینچیوں سے اُن کے ہونٹ کاٹے جاتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو ملائکہ کہنے لگے کہ یہ لوگ آپکی اُمت کے خطیب ہیں جو اہلِ دُنیا میں سے تھے کہ لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے اور اپنے نفوس کو بھول جاتے تھے۔ حالانکہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔

(احمد، عبد بن حمید، ابن صبان، ابن مردویہ)

حضرت اسامہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: قیامت کے روز آدمی کو لا کر دوزخ میں ڈالا جائے گا تو اس کی انتڑیاں گر پڑیں گی۔ وہ اُن کے ساتھ آگ میں چکراتا پھرے گا، جیسے گدھا اپنی چکی گھماتا ہے۔ پس دوزخی اُس کے گرد ہجوم کریں گے کہ ''اے فلاں تجھے یہ کیا مصیبت پہنچی کیا تو ہم کو نیک باتوں کی نصیحت نہیں کرتا تھا اور بُرے کاموں سے منع نہیں کرتا تھا۔'' وہ کہے گا ''ہاں کیا کرتا تھا اور خود نہیں کرتا تھا اور تم کو منع کیا کرتا تھا، اور خود کرتا تھا۔'' (بخاری، احمد)

ابتدائے اسلام میں علمائے ربانی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو ہر بات پر مقدم سمجھتے تھے اُن کو اپنی کمزوریوں کا احساس تھا اور خوفِ الٰہی کی وجہ سے وہ دوسروں کو وعظ و نصیحت کرنے سے پہلے اپنی اصلاح کو ضروری خیال کرتے تھے۔ آج کل جیسا عالم نہیں تھا کہ جس نے چند کتابیں پڑھ لیں منبر پر جا پہنچا۔

مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباسؓ سے آکر عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کو نیک نصیحت کروں اور بدی سے منع کروں۔ آپؓ نے فرمایا کیا تو اس درجے تک پہنچ گیا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ اُمید تو کرتا ہوں۔ آپؓ نے فرمایا۔ اگر قرآن مجید کی تین آیتوں سے تجھ کو رسوائی کا خوف نہ ہو تو البتہ یہ کام کر۔ اُس نے عرض کیا وہ کیا ہیں۔ آپؓ نے فرمایا ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Marfat.com

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ (البقرۃ آیت ۴۴ پ ۱)	کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو آپ کو۔

کیا تو اس بات میں مستحکم ہو گیا۔؟ اُس نے عرض کیا نہیں، اور، آپؓ دوسری آیت ارشاد فرمایئے۔حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ۔ قولہٗ تعالیٰ:

تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ (الصف آیت ۲،۳ پ ۲۸)	(اے ایمان والو!) تم کیوں ایسی بات کہتے ہو جو نہیں کرتے ہو۔ اللہ کو ناراض کرنے والے کاموں میں یہ امر گراں ہے کہ ایسی بات کہو جو نہیں کرتے ہو۔

کیا تو اس میں مستحکم ہے۔؟ اُس نے کہا نہیں، آپؓ تیسری آیت فرمایئے۔آپؓ نے کہا قول شعیب علیہ السلام:

وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَکُمْ اِلٰی مَآ اَنْھٰکُمْ عَنْہُ ط (ھود آیت ۸۸ پ ۱۲)	جس چیز سے میں تم کو منع کرتا ہوں، اُس کے مخالف عمل کرنا نہیں چاہتا ہوں۔

کیا تو نے اس آیت کو مستحکم کر لیا۔؟ اُس نے عرض کیا کہ نہیں۔حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ پہلے اپنے نفس سے شروع کر۔ (ابن مردویہ)

ابراہیم نخعیؒ (جیسے صالح تابعی) فرماتے تھے کہ مجھ کو تین آیتوں کی وجہ سے وعظ کہنا گوارہ نہیں ہوتا اور پھر وہی تین آیات بیان کیں جو ابن عباسؓ کی روایت میں گذری ہیں (تفسیر ابن کثیر)

حضرت بشر حافیؒ سے جب پوچھا گیا کہ آپؒ حدیث کی روایت کیوں نہیں کرتے۔؟ آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ میرا نفس اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ منبر پر چڑھوں اور حدثنی عن رسول اللہ ﷺ کہوں۔

نام و نمود، عزت و شہرت، اپنی تعریفوں اور نفس کو خوش کرنے کیلئے وعظ کہنے

Marfat.com

اور لوگوں کو نصیحت کرنے کا جو نتیجہ ہوا وہ سب پر ظاہر ہے۔ لوگوں میں دین کی وقعت کم ہوگئی اور اُن کے دلوں سے حیاتِ آخرت کی رغبت اور اللہ تعالیٰ کا خوف اور محبت جاتی رہی۔

سلف صالحینؒ نے دینی فعل پر اُجرت لینا جائز نہیں سمجھا۔ چنانچہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا اس بات پر فتویٰ ہے اور آپؒ نے دینی تعلیم و افعال پر اُجرت لینے سے منع فرمایا ہے۔ لیکن آج علماء کا جو عمل ہے وہ سب پر ظاہر ہے۔ نماز پڑھنے کی اُجرت، اذان دینے کی اُجرت، وعظ کہنے کی اُجرت حتیٰ کہ ایصال ثواب کیلئے اور نمازِ تراویح میں قرآن خوانی تک کی بھی اُجرت مقرر کر کے خوشی خوشی وصول کی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں کیا ان عبادات میں للّٰہیت کا شائبہ بھی باقی رہتا ہے۔ کیا یہ سب کچھ رسمیات کے تحت اور نفسانیت کیلئے نہیں ہو رہا ہے۔؟ حضور ﷺ کے ارشادات کو دیکھئے، صالحین کے فیصلوں کو دیکھئے اور پھر وہ سب کچھ دیکھئے جو اللہ اور رسول ﷺ کے مقدس اور پاک ناموں پر کیا جا رہا ہے۔

حضرت ابی کعبؓ وعبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اہل صفہؓ میں سے ایک شخص کو کچھ قرآن پڑھایا تھا۔ پھر اُس نے اُن کو ایک کمان بطور ہدیہ بھیجی (یاد رہے کہ کمان بطور اُجرت نہیں بحیثیت ہدیہ بھیجی گئی تھی) پس اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تجھ کو پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو آگ کی کمان کا طوق پہنائے تو اس کو قبول کر لے۔ پس انہوں نے واپس کر دی۔ (ابوداؤد)

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مسلمان سخت ترین معاشی تنگیوں میں مبتلا تھے لیکن اُس کے باوجود دینی تعلیم کی وجہ سے ہدیہ بھی قبول کرنے سے حضور رحمت للعالمین ﷺ نے اپنے صحابیؓ کو روک کر آئندہ کے لئے نظیر قائم فرما دی اور نیک عمل کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہی کرنے کی ہدایت فرمائی۔ علمائے راسخین نے احکام الٰہی اور ارشادات نبوی

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے پکڑا، دُنیاوی تکالیف کی وجہ سے اُن کے قدم جادۂ حق پر نہیں ڈگمگائے، اُنہوں نے ربِ عرشِ عظیم کے وعدوں کو سچا سمجھا اور اُس کے مقرر کئے ہوئے رزق کے پہنچنے کا یقین رکھا۔ اُنہوں نے حق العباد میں مبتلا ہو کر یا، اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کر کے رزق حاصل کرنے کو پسند نہیں کیا۔

مسلمانو۔۔! اگر تم واقعی اپنی بہتری چاہتے ہو اور اگر تم کو پسند ہے کہ اسلام کے پژمردہ چمن میں بہار آئے تو جو شخص یا گروہ دُنیا کی محبت میں مبتلا، نفسانیت کا شکار ہو اور جس کا دل اللہ کی یادِ پاک سے غافل ہو، اس کا اتباع کرنا اور اس کی صحبت میں رہنا ترک کر دو۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ (النجم آیت ۲۹، ۳۰ پ ۲۷)	ان سے اعراض کرو جو کوئی ہمارے ذکر سے مُنہ موڑے اور سوا دنیا کی زندگی کے اس کا کچھ مقصد نہ ہو یہی ان کے علم کی انتہا ہے۔

فقرائے کاملین کی جستجو میں رہو اور ان کی خدمت میں حاضر رہ کر خود کو پہچاننے اور اسلام کی اعلیٰ ترین روحانیت حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ پاک ہے: مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّجْلِسَ مَعَ اللهِ فَيَجْلِسُ مَعَ الْفُقْرِه (ابوداؤد) ''جس شخص کو اللہ کے قرب کی آرزو ہو وہ فقراء کی صحبت میں بیٹھے۔'' خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فُقَرَآئُهَا (مسلم) ''امت کے بہتر لوگ فقراء ہیں۔'' اَلْفُقَرَآءُ الصَّبَّارُهُمْ جُلَسَاءُ اللهِ تَعَالٰی (ترمذی) ''اللہ کے ہمنشیں فقراءِ صابر ہیں۔'' شرع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آفتابِ ہدایت ہے۔ اس کی روشنی میں اچھے کو بُرے سے، کھرے کو کھوٹے سے اور حق کو باطل سے علیحدہ کر دو۔ آج کل جو نام نہاد رہنما تمہاری دینی و دنیوی رہنمائی کے مدعی ہیں ان کے دلوں میں عموماً ذرہ بھر اخلاص، محبتِ حق اور ہیبتِ الٰہی کا پتہ نہیں۔ ان کے کل اعمال ریا، نمائش اور نفسانیت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ وہ خود بینی، خود غرضی، کاہلی، جھوٹ،

Marfat.com

غرور، کبر، غیبت، مکر، حسد، حرص، حُبِّ دنیا، سخن پروری، تصنّع، نفاق، کثرت کلام اور حُبِ جاہ و مال وغیرہ کُل قلبی و روحانی مہلک امراض میں پھنسے ہوئے ہیں اگر تم خالصتاً لوجہ اللہ اپنی بہتری کیلئے غیر معمولی غور وخوض سے کام لوگے تو تم کو معلوم ہوجائے گا کہ ان کے اعمال کا محرک وسوسۂ شیطانی یا ہویٰ نفسانی ہے اور اُن کے دل حضور سرورکائنات نبی آخرالزماں ﷺ کی تعلیم پر عمل کرنے سے بھاگے ہوئے ہیں۔

حالانکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبْعًا لِمَا جِئْتُ بِہٖ (بخاری)	تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا یہاں تک کہ اس کی نفسانی خواہشات میری شریعت کے تابع ہوجائیں۔

حضرت مولائے رومؒ فرماتے ہیں۔

او بظاہر واعظِ احکام بود ایک در باطن صیفر دام بود

(وہ بظاہر وعظ ونصیحت کرتا ہے مگر اس کا باطن بے بہرہ ہوتا ہے)

حافظ شیرازیؒ نے صدیوں پہلے غالباً مسلمانوں کو انکے دام تزویر سے بچانے کیلئے کہا تھا۔

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند

چوں بخلوت میروند آں کار دیگر می کنند

جب واعظ منبر اور محراب پر بیٹھتے ہیں تو لوگوں کو احکام اللہ و رسول اللہ ﷺ سناتے اور دُنیا سے نفرت اور آخرت کی رغبت دلاتے ہیں۔ لیکن جب تنہائی میں ہوتے ہیں تو دوسرے کام کرتے ہیں۔ ان کو افلاس کا خیال کھا تا رہتا ہے اور وہ ارشاد نبوی ﷺ الفقر فخری (عیاض فی الشفا) کو نہیں سمجھتے اور اس انمول گوہر کو پسند نہیں کرتے جس کی قیمت کوئی دولت ادا نہیں کرسکتی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فقیری کو کل اوصاف حمیدہ سے زیادہ دوست رکھتا ہے اور فقرائے کاملین کا بہترین دوست اور مددگار ہے۔

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی تو اس نے میرے ساتھ لڑائی کی مبارزت کی۔ (بخاری کتاب الانبیاء، کتاب الرقاب حدیث ۱۴۲۲ جلد سوئم، مسلم ومشکوٰۃ)

صحیح مسلم میں ہے کہ بہت لوگ ہیں جو بے حد و حال پریشان ہیں، غبار آلود ہیں اور جن کو دروازوں سے دھکے دیکر نکالا جاتا ہے۔ اگر وہ (کسی بات پر) اللہ کی قسم کھائیں تو اللہ اس کو پورا کردے۔ (مشکوٰۃ)

نیز آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم کو مدد نہیں دی جاتی اور تم کو رزق نہیں دیا جاتا مگر تمہارے ان ہی کمزوروں اور فقیروں کی دُعا کی برکت سے۔ (بخاری)

رسولِ کریم ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ "اے بلالؓ تو اللہ کے پاس فقیر بن کر جانا، غنی بن کر نہیں۔ (جامع صغیر)

نقل ہے کہ حضرت امام بن حنبلؒ حضرت بشر حافیؒ کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ آپ اپنا زیادہ وقت اُن کی خدمت میں بسر کرتے تھے۔ ایک مرتبہ امام صاحب کے شاگردوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ محدّث، مجتہد اور عالم ہیں۔ ہر علم میں آپ کو وہ دستگاہ حاصل ہے کہ اس وقت آپ کا کوئی ہم پایہ و ہم رتبہ نہیں۔ ہر وقت آپ ایک دیوانے کے پیچھے کیوں پھرا کرتے ہیں۔ یہ آپ کی شان اور متانت سے بعید ہے۔ حضرت امامؒ نے فرمایا۔ واقعی تم سچ کہتے ہو جن علوم کے تم نے نام لئے میں اُن سے یہ علوم بہتر جانتا ہوں۔ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ یہ محبت کا معاملہ ہے۔ میں ان کے جذب توجہ سے متاثر ہوں۔ میرے طریق عمل کی اس مقصد کے سوائے کوئی دوسری وجہ نہیں۔ (مفہوم تذکرۃ الاولیا)

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ اتنے بڑے ذی شان امام وقت کی انکساری کی یہ حالت کہ اپنے کل علوم کو فقراء کی دولت عرفان کے مقابل ہیچ سمجھا اور عہد حاضرہ کے وہ علماء جو

Marfat.com

جہل وتاریکی میں مبتلا ہیں اپنے تھوڑے سے علم کے گھمنڈ پر وَرَاثَۃُ الاَنبیا کے ناجائز دعویدار بنتے اور فقراء کی تضحیک کرتے ہیں۔ کبھی اُن کو دیوانہ کہا جاتا ہے کبھی مجنوں۔

کوئی کہتا ہے سودائی کوئی کہتا ہے دیوانہ
نہیں معلوم انجام محبّت اور کیا ہوگا (یوسف رامپوری)

یہ بیچارے کیا جانیں کہ دیوانگی کیا ہوتی ہے اور اللہ کا جنون کس کو ہوتا ہے؟ جنھوں نے صرف جسمانی عقل وہوش ہی کو اللہ کی نعمت سمجھ رکھا ہے وہ اس کی محبت میں دیوانگی کیسے اختیار کر سکتے ہیں؟ وہ تو اسی کو عقلمند کہتے ہیں جو ان کی ہاں میں ہاں ملائے اور اُن سے دُنیا کمانے کی باتیں کرے۔ دُنیا والوں نے ہمیشہ ہر پیغامِ حق پہنچانے والے کو ساحر اور مجنون کہا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ (الذاریات آیت ۵۲ پ ۲۷)	اسی طرح موجودہ لوگوں سے پہلے والوں کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر ان لوگوں نے یہی کہا کہ ساحر ہے یا مجنون ہے۔

ہر شخص کو اختیار ہے کہ جس قسم کے خیالات کو پسند کرے، اپنے دل میں رکھے اور جن کاموں میں چاہے مشغول رہے۔ اس کو نفع یا نقصان جو کچھ بھی پہنچے گا وہ اُس کے افعال کے نتائج کے لحاظ سے ہوگا۔ لیکن دوسروں کے اعمال پر نکتہ چینی کرنے والے ہادیانِ ملّت کو اپنے افعال پر بھی نظر ڈالنا چاہیئے کہ وہ خود کہاں تک داعی اسلام ﷺ کی اتباع کر رہے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے اسوۂ حُسنہ کو اپنائے ہوئے ہیں۔ جن مساجد میں وہ امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں، اُن کو دیکھیں اور بہ نظر انصاف غور کریں کہ وہ جس طرح تعمیر ہوئی ہیں اور اُن میں جو کچھ بھی موجود ہے، کیا وہ سب ذات اقدس ﷺ کے احکام کے مطابق ہے؟ کیا اُن کی تعمیر میں اور دوسرے موجودہ سامان کی فراہمی میں پاک سرمایہ صرف ہوا ہے؟ کیا وہ اسی طرح حاصل کیا

Marfat.com

گیا ہے جس کو اس ذاتِ گرامی ﷺ نے جائز کہا ہے۔؟ کیا چوری، رشوت ستانی، سود، دغا وفریب، ظلم وستم اور دوسری صریح حرام کمائیوں سے حاصل کی ہوئی رقم کا تعمیر مساجد یا دوسرے عبادت کے کاموں میں، ازروئے شریعتِ اسلام صَرف کرنا جائز ہے۔؟ کیا اُن کو یقین ہے کہ اُن کو جو کچھ ان کی عبادات کے معاوضہ میں ملتا ہے وہ پاکیزہ رقم ہے۔؟ کیا وہ انصاف سے کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ نذرانے اُن کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں وہ اُن ذرائع سے حاصل کی ہوئی رقم نہیں ہے، جن کو شریعتِ مطہرہ میں ناجائز کہا گیا ہے۔؟ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ خلفائے راشدینؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کا مشتبہات کے سلسلے میں کیا عمل تھا۔؟

ناجائز ذرائع سے حاصل کئے ہوئے سرمائے کو حصولِ ثواب کے لئے صرف کرنا، ثواب نہیں ہے، فقہاء نے اس کو کفر کہا ہے۔

آج کل کے حالات میں رزق حلال ''برائے زیستن و ذکر کردن'' ہی مل جانا سخت مشکل ہے اِس کو کون نہیں سمجھ سکے گا کہ چندوں اور نذرانوں وغیرہ میں جو رقوم آتی ہیں اور مساجد وغیرہ میں جو سرمایہ لگایا جاتا ہے اس کا اکثر وبیشتر حصہ ناجائز ہوتا ہے۔ کیا حلال کمائی سے نہ بنی ہوئی مساجد حقیقتاً مساجد کہی جا سکتی ہیں۔ کیا شریعتِ اسلامی کے احکام کے خلاف حاصل کئے ہوئے سرمائے سے خریدے ہوئے مصلّوں اور صفوں پر نماز کی ادائیگی یعنی اس عظمت وجلال والے کے حضور میں جس نے ناجائز طریقے سے سرمایہ حاصل کرنے کی سختی سے ممانعت فرمائی ہے، حاضری دینے میں کوئی حرج نہیں۔؟ کہا جاتا ہے کہ ہمیں ان تمام باتوں سے کیا کام۔؟ بے شک یہ اللہ اور رسول ﷺ کا معاملہ ہے جو جسم سے تعلق نہیں رکھتا اور روح سے متعلق ہے۔ جس کی جزا وسزا فوراً نمایاں طور پر نہیں ملتی۔ اگر جسمانی نفع نقصان کا معاملہ ہوتا تو اس کی کافی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی میں ایک دم کسی کنبے والے کی بات پر

Marfat.com

اعتماد نہیں کیا جاتا، اور کافی چھان بین کے بعد بات پختہ ہوتی ہے۔ بیماریوں کے علاج میں پرہیزی کھانوں میں کافی احتیاط برتی جاتی ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کو ہر مسلمان خوب جانتا ہے۔

اسلام یا انسانیت کے دردمندوں کے سامنے جب یہ تمام حالات آتے ہیں تو ان کے دلوں میں رنج والم کے فوارے اُبلنے لگتے ہیں۔ لیکن اسلام کے ان خود ساختہ رہنماؤں کو اس سے کیا۔؟ ان کا یا اُن کے بھولے بھالے متبعین کا دین جائے یا رہے، قوم برباد ہو یا تباہ، اُن کی نفسانیت کی تکمیل ہوتی رہے۔ ان کو باہمی نزاع ہی سے فرصت کہاں جو اسلام کی فکر کریں۔ دوسروں کی تحقیر کرنا اور کفر کے فتوے صادر کرنا ہی زندگی گزارنے کیلئے اُن کے نزدیک اچھا مشغلہ ہے۔ ان کفر کے فتووں سے نہ شاہ ولی اللہؒ بچ سکے، نہ شاہ عبدالقادرؒ۔ قرآن کا ترجمہ کرنا بھی ان کے نزدیک کفر تھا، انگریزی تعلیم حاصل کرنا پہلے ان کے نزدیک کفر تھا۔ لیکن آج اُن کی اولاد اور دوسرے رشتے دار اسی تعلیم کی بدولت کما کھا رہے ہیں اور وہ خاموش ہیں۔ اُن کیلئے اسلام کی پاکیزہ تعلیم، جس کی روشنی میں سوختگانِ عشق، عالم روحانیت میں داخل ہوکر، انوار رحمانی اور تجلّیات ربّانی کی طرف بڑھتے تھے، کھیل ہوکر رہ گئی ہے کہ اُس کی آڑ لے کر جو دل چاہا کر لیا اور جو چاہا کہہ ڈالا۔ اکبرالہ آبادی نے ان کفر کے طوفانوں سے متاثر ہوکر کہا تھا۔

کُھل کھیلے خوب دیو بند و بریلی کے مولوی
پاگل یہاں ہیں بند وہاں دیو بند ہے

ذوالنونؒ، بایزیدؒ، شبلیؒ، منصورؒ، محمد بن اسلم طوسیؒ، شمس التبریزؒ، محمد بن فضل خراسانیؒ، سمنون محبؒ، ابوالحسن بوشنگیؒ، ابوبکر واسطیؒ، اور ان جیسی کتنی ہی برگزیدہ ہستیوں کو ان

Marfat.com

کے ہاتھوں جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا اس کا کچھ حصہ اسلامی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ لطف یہ ہے کہ اس نظریہ اسلام کی مخالفت کرنے والے علامہ ابن تیمیہؒ وغیرہ بھی اپنے مخالفوں کی زد سے محفوظ نہ رہے۔ دوسری صدی ہجری سے شریعت اسلام کے نام پر جو مسلمانوں میں فتنہ وفساد شروع کرایا گیا ہے، وہ برابر تیزی سے بڑھ رہا ہے اور آج کوئی مذہبی ہنگامہ ایسا نظر نہیں آتا جس میں نام نہاد علماء کا ہاتھ نہ ہو۔ ان ہنگاموں میں غریب مسلمانوں کی جان و مال کو تو آفتیں پہنچتی ہیں، لیکن کسی ملّا کو اسلام پر فدا ہوتے بہت ہی کم دیکھا جاتا ہے۔

ان کے اس رویّے کو دیکھ کر آج کوئی سنجیدہ تعلیم یافتہ ان کی باتوں پر توجہ نہیں دیتا اور مذہب کی وقعت لوگوں کے دلوں میں برابر بُری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ علامہ اقبالؒ نے کہا ہے۔ ؎

واعظ ثبوت لائے جوے کے جواز میں
اقبالؔ کو یہ ضد ہے کہ پینا بھی چھوڑ دے

کیا اسلام دُنیا میں اس لئے آیا ہے کہ اُس کے نام پر ہنگامے برپا کئے جائیں، جسمانیت ہی پر ساری توجہ صرف کر دی جائے اور تربیت روح کو کوئی اہمیت نہ دیجائے۔؟ حاشا وکلا۔ ہرگز نہیں۔! اس کا مقصد تو انسان کی ظاہری اور خاص طور سے باطنی اصلاح کرنا اور اس کو دیدارِ رحمٰن کے قابل بنا دینا ہے۔ قولہ تعالیٰ:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (البقرۃ آیت ۲۵۶ پ ۳)	دین میں کچھ جبر نہیں، حق راہ صاف جدا ہوگئی ہے گمراہی سے۔

چہ حاجت است کہ تیغ از برائے دین بکشی نہ دین بود کہ بہ خوں ریزیش بقا باشد

Marfat.com

چودیں مدلّل و معقول و باضیاء باشد کدام دل کہ ازاں مذہش ابا باشد
بہوش باش کہ جبراست خود دلیل گریز تسلی دل مردم ازاں کجا باشد

(کیا ضرورت ہے کہ دین کی خاطر تو نیام سے تلوار نکالے۔ خود دین بھی خونریزی سے باقی نہیں رہ سکتا۔ جب دین میں دلیل، عقل اور روشنی موجود ہے تو وہ کون سا دل ہوگا جو ایسے مذہب سے انکار کرے گا۔؟ غور سے سن لے کہ جبر اور تشدد کرنا خود دلیل سے گریز اختیار کرنا ہے۔ پھر انسانی دل کو تسلی و تشفی کہاں حاصل ہوگی۔)

کیا صحابہ کرامؓ نعوذ باللہ عالم دین نہیں تھے؟ ان میں سے بعض کو منافقین کے نام معلوم تھے۔ لیکن ان برگزیدہ ہستیوں نے اس کا اظہار بھی پسند نہیں کیا۔ کیا قاسم ابن محمدؒ، سعید ابن مشیبؒ، سعید ابن جبیرؒ، ابراہیم نخعیؒ، ابن سیرینؒ، ابوحنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ، عبداللہ ابن مبارکؒ، سفیان ثوریؒ، حسن بصریؒ، داؤد طائیؒ، بشر حافیؒ، فریدالدین عطارؒ، محی الدین ابن عربیؒ، جلال الدین رومیؒ، شہاب الدین سہروردیؒ، حارث محاسبیؒ، ابوطالب مکیؒ، بایزید بسطامیؒ، جنید بغدادیؒ، ابوبکر شبلیؒ، محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ، معین الدین اجمیریؒ، نظام الدین محبوب الٰہیؒ، جمال الدین ہانسویؒ، صابر کلیریؒ، شاہ شرف الدین بوعلی شاہ قلندرؒ، بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ اور محدث دہلویؒ وغیرہ عالمِ دین نہیں تھے۔ بے شک تھے اور عالم باعمل تھے۔ مسلمانوں! تم علماءِ ربانی کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کرو اور ان کے سانچے میں خود کو ڈھالو ان کے حالاتِ زندگی میں تمہیں اپنی اصلاح کیلئے نہایت پاکیزہ رہنمائی ملے گی اور تم جان جاؤ گے کہ حقیقی اسلام کیا ہے۔ ان کے تذکروں میں تم کو معرفتِ نفس، عرفانِ الٰہی، عشق و محبت، سوز و گداز اور کشف و مشاہدے کے اسباق نظر آئیں گے

Marfat.com

اورتم کو معلوم ہوگا کہ حقیقی اسلام کا دائرہ حد درجہ وسیع ہے کیونکہ وہ ذاتِ لامحدود کی طرف رہنمائی کرنے والا اور اُس کا پسندیدہ دین ہے۔اسی واسطے امام اعظمؒ نے کسی اہلِ قبلہ کو اسلام سے خارج اور کافر نہیں کہا۔اہل دُنیا سے واسطہ نہ رکھو وہ تو تمہیں دُنیا ہی کی طرف متوجہ کر سکتے اور سوئے ہوئے کی نیند کو اور گہرا کر سکتے ہیں۔

عالمت خفتہ است و تو خفتہ
خفتہ راخفتہ کے کند بیدار

(عالم بھی سویا ہوا اور تو بھی سویا ہوا۔سویا ہوا،سوئے ہوئے کو کس طرح جگا سکتا ہے۔)

قولہٗ تعالیٰ: وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ (صٓ آیت ۲۶ پ ۲۳)

مت پیروی کرو خواہشات نفسانی کی کیونکہ یہ اللہ کے راستے سے تجھ کو گمراہ کردیں گی۔بے شک جو لوگ اللہ کے راستے سے گمراہ ہوجاتے ہیں ان کیلئے سخت عذاب ہے۔

یہ دُنیا عموماً دو گروہوں میں منقسم ہے۔ایک گروہ میں اہلِ دُنیا اور دوسرے میں طالبانِ حق شامل ہیں۔اہلِ دُنیا عام طور پر خودغرض ہوتے اور دُنیا اور اس کے جھگڑوں کی محبت رکھتے ہیں۔ان کا کوئی کام مکروفریب سے بہت کم خالی ہوتا ہے۔یہ فریب کاریوں،فتنہ وفساد اور لذات جسم کی طرف راغب رہتے اور اپنے علم وہنر کو دُنیا حاصل کرنے کا ذریعہ بناتے ہیں۔وہ دوسروں کے اچھے کاموں کو بُرا اور اپنے بُرے اعمالوں کو اچھا سمجھتے ہیں۔علامہ اقبالؔ نے کہا ہے۔

کار کافر فکر و تدبیر جہاد
کار ملا فی سبیل اللہ فساد

بنی نوع انسان کے ان دونوں گروہوں پر اشعار ذیل تقریباً صادق آتے ہیں۔

Marfat.com

بگفتا دو فرقہ است در ایں جہاں یکے اہل دُنیا یکے عارفاں
غرض آشنا نید اہل دول ندارند کارے بغیر از دغل
دیگر راخیال کسے درسراست کہ اور کس از فہم مابرترا است

(یہ دنیا دوگروہوں میں بٹی ہوئی ہے ایک عارفوں کا دوسرا اہل دنیا کا۔ اہل دنیا بغیر غرض کے نہیں ہوتے، وہ ایک دوسرے کو بھی غرض کی بناء پر پہچانتے ہیں۔ وہ ظاہر کا خیال رکھتے ہیں اس کے علاوہ کوئی خیال ان کی عقل سے بالاتر ہے۔)

دوسرا گروہ طالبان حق کا ہے جو اسفل سے گزر کر اعلیٰ کو اختیار کرتے ہیں۔ وہ ظاہر آرائی کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ اکثر ان کا ظاہر خراب اور باطن انوارِ حق سے آباد ہوتا ہے۔ ان کے قلوب ایسے اسرار الٰہی کے مخزن ہیں جن کا بیان فہم سے باہر ہے۔ اے طالب صادق۔! تیری سعادت اسی میں ہے کہ دنیوی خواہشوں سے کنارہ اور نفس کشی اختیار کر، تاکہ تو ان سے، جو اپنی چراگاہوں میں چوپایوں کے مانند چرا کرتے ہیں دور ہوکر فرشتوں سے برتر ہو جائے۔ اگر انسان ہر کام خلوص سے اور بے باکانہ کرے تو وہ نفسانیت کا مطیع ہو کر اپنے اصلی مقصد کو ضائع کر دیتا ہے۔ تجھ کو چاہیے کہ تحفۂ عبودیت کے سجدے الوہیّت والے کے حضور میں لگاتار پیش کرتا رہے۔ جو شخص اپنے نفس کو قابو میں نہ رکھے گا اور اس کو آزاد چھوڑ دے گا وہ کبھی فائز المرام نہ ہوگا۔ سعدیؒ فرماتے ہیں:۔

مکن نفسِ امّارہ راپیروی
کہ ناگہ گرفتار دوزخ شوی

نفسِ امّارہ کی پیروی مت کر، تاکہ تو مستوجبِ دوزخ نہ ہو۔ نفس ریاضت سے گریز کرتا ہے۔ دراصل ریاضت ہی سُنّتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ اس

Marfat.com

لئے طالب کو چاہیے کہ تزکیۂ نفس کیلئے اتباع نبی ﷺ کو اچھی طرح مدنظر رکھے اور دنیوی خیالاتِ فاسد کو دل سے نکال کر اپنی بقیہ عمر ریاضت ومجاہدہ اور عشقِ الٰہی میں بخلوص بسر کرے اور قدم بڑھاتا ہوا آگے کو چلا جائے تو وہ محبوبِ حقیقی تک انشاء اللہ پہنچ جائے گا۔ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

محال ست سعدی راہِ صفا تو ان رفت جز در پئے مصطفےٰ
خلافِ پیمبر کسے رہ گزید کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

(اے سعدیؔ! ناممکن ہے کہ کوئی بھی اچھا راستہ حضور ﷺ کے راستے کو چھوڑ کر طے ہو سکے کیونکہ آپ ﷺ کے طریقے کے برعکس چلنے والا ہرگز منزلِ مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔)

علمائے ظاہر بین غرور کے نشے میں بدمست ہو کر آنکھیں بند کر کے بلندی خیالات سے تنزل کی طرف لڑھکتے ہوئے گمنامی کے غار میں جا رہے ہیں، اور پستی کی حد سے جا ملے۔ یہ ناسمجھ، رہبر صادق ﷺ کی ہدایت بھول گئے۔ اب دُنیا کے پیچھے ہاتھ دھو کر ایسے پڑے ہیں کہ دین کو ہاتھ سے کھو چکے۔ اگر کوئی شخص روحانیت کا راستہ اختیار کرتا اور ترقی کے مدارج طے کرنا چاہتا ہے تو اپنی ناسمجھی کی بنا پر اس کو آسمانِ کمال سے پستی کی طرف گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور خود تو ریاضت ومجاہدہ کے ذریعے روحانیت کے میدان میں قدم رکھنا ہی نہیں چاہتے۔ پیچھے ہی کو ہٹتے ہیں۔ زہد وتقویٰ نہیں، ان کی کتابیں ہی ان کی بزرگی کا باعث ہیں۔ افسوس کہ جو علم آج گناہوں سے نہیں بچا سکتا وہ کل قیامت کے دن جہنّم سے کیونکر بچائے گا۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

علمہائے اہل دل حمالِ شان
علمہائے اہل تن احمالِ شان

Marfat.com

اولیاء اللہ کا علم، الہام حقانی، ان کی سواری بن کر ان کو عالم ملکوت کی سیر کراتا ہے، اور اس کے مقابل اہلِ ظواہر کا رسمی علم جو ان کے واسطے ایک قسم کا بارِگراں ہے ان کو عالمِ حقیقت تک پہنچنے میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔

لیک ۔ چوں ایں بررانیکو کشی
بار برگیرند و بخشندت خوشی

علم ظاہر سے اگر سُنّت نبی ﷺ پر عمل کیا جائے تو یقیناً یہ کبھی بوجھ کے مانند نہ رہے گا اور رفتہ رفتہ علم سبکدوشی حاصل ہو جائے گا۔ پھر طالبِ حق کو نہ صرف خوشی حاصل ہوگی بلکہ اس کا دل اللہ کی رحمت سے منور اور اس کا سینہ انوارِ الٰہی سے تاباں اور درخشاں ہو جائیگا۔

تا کہ بررہوار علم آئی سوار بعد ازاں افتد ترا از دوش بار
(تو علم کے گھوڑے پر سوار ہو جا اس کے بعد تیرے کندھوں سے یہ بوجھ ہٹا لیا جائے۔)

سنو! اور غور سے سنو۔ ! علم پر عمل کرنے سے اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے سے تم مخزنِ علوم الٰہی بن جاؤ گے۔ وہ علم تمہاری سواری بن کر تم کو عالمِ ملکوت وغیرہ کی سیر کرائے گا۔ وہ بارِگراں یعنی احساسِ ہستیِ موہوم تمہارے دوش کو دبائے ہوئے تھا علیحدہ ہو جائے گا۔ اے عزیز۔۔۔! جب تک علم الیقین سے عین الیقین اور عین الیقین سے حق الیقین تک نہ پہنچو گے اس وقت تک تم کو بمصداق "اَلْعَالِمُوْنَ مُحْجُوْبُوْنَ تَعْلِیْمَھُمْ" علم کچھ فائدہ نہ دے گا۔ علم حق حاصل ہونے کے بعد سب حجاب پارہ پارہ ہو جاتے ہیں۔ اور نبی ﷺ نے اسی علم کے اکتساب کی تاکید فرمائی ہے۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ (بخاری) | طلبِ علم ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر فرض ہے۔

Marfat.com

اے عزیز! تو کب تک اپنے مالک سے غافل رہے گا؟ حرص وطمع اور خود غرضی کے پرخار اور تباہ کن جنگل کو چھوڑ دے۔ احمقوں کے ساتھ اس میں ٹھوکریں کھاتا نہ پھر۔ اپنے اوپر رحم کھا۔ فانی کی طلب میں خود کو برباد نہ کر۔ یہ دُنیا مردار ہڈی ہے اور اس کے طالب کتے ہیں۔ نورِ حق کو چھوڑ کر دھوکا دینے والی تاریکی کے پیچھے نہ دوڑ۔ اگر تو تکمیلِ نفسانیت کے درپے رہا، تو دُنیا سے مفلس ہی جائے گا۔ ایک لمحے کیلئے غور کر تو کون ہے؟ اے اشرف المخلوقات! تو کیوں اپنے سے کم مرتبے والوں کا پجاری بنا ہوا ہے؟ کیا اللہ احد کے علاوہ کوئی اور بھی اس قابل ہے جس کی محبت کو تو اپنے دل میں جگہ دے۔ یاد رکھ! قلبِ مومن رحمٰن کا عرش ہے۔ تو اس کو شیطان کا تخت گاہ نہ بنا۔ اس بات کو ہرگز غلط نہ سمجھ کہ جو کچھ اچھے یا برے کام تجھ سے سرزد ہونگے، تجھے بارگاہِ رب العزت میں ان سب کا جواب دینا ہوگا۔ تجھ کو لازم ہے کہ جلد از جلد ہمت کر کے ماسواء الحق سے بیزار ہو جا، ورنہ اُس دن کو دور نہ جان جبکہ تجھ کو اس عالم کا سب کچھ مجبوراً جسم کے ساتھ یہیں چھوڑنا پڑے گا۔

تا کے پے شہوت و ہوا خواہی رفت   از خود خبری کہ بے نوا خواہی رفت

(تو کب تک ہوا و ہوس کے راستے پر چلتا رہے گا اپنی خبر لے ورنہ نقصان اٹھائے گا۔)

ذی فہم وہ ہے جو پہلے اپنے نفس کی اصلاح کرے۔ خود کو غفلت میں چھوڑ کر دوسروں کی فکر نادان ہی کرتے ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ ایسا ماحول اختیار کرے اور ایسے علم میں مشغول ہو، جو اس کو بے خبری سے نکال کر حقیقت سے آگاہ کرے۔ باطل کو دور کر کے حق کے قریب لائے اور عشق و معرفت کا نکتہ شناس بنا دے۔ تا کہ گلشن وجودِ افضالِ الٰہی اور رحمت نامتناہی کی سرور انگیز پھوار سے سرسبز و شاداب ہو۔ مسلمانو! اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کے ذکر پاک میں اس طرح صرف کرو

Marfat.com

کہ تم اللہ کی محبت کے مجسّمے بن جاؤ۔ وہ ذات پاک تمہارے روئیں روئیں میں سما جائے اور پھر تم پورے پورے اسی کے ہو جاؤ۔ جسمانی عبادات سے بڑھ کر روحانی عبادات سے مالا مال ہو جاؤ۔ اُس سے خاص دلی تعلق پیدا کر کے، خود ملکوتی مسرتوں کے نقاب میں چھپ جاؤ۔ کم سخنی کی عادت ڈالو اور اہل قیل وقال کی صحبت اور اُن کے جھگڑوں سے اجتناب اختیار کرو۔ سرمدؒ فرماتے ہیں۔

مصحف بہ بغل دین فرنگی دارند   یاراں چہ قدر راہ دورنگی دارند
فکر ہمہ وقت خانہ جنگی دارند   پیوستہ بہم جو مہرہ ہائے شطرنج

یعنی علمائے زمانہ کس قدر دورنگی پالیسی اختیار کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ بغل میں تو قرآن مجید ہے، لیکن دین فرنگی رکھتے ہیں۔ شطرنج کے مہروں کی مانند ہمیشہ باہم لڑتے اور دوسروں کو لڑاتے ہیں۔

میرے عزیزو! رشتۂ ایمانی و اخوتِ اسلام ایک نعمتِ عظمٰی ہے جس کی قدر کرنا تمہارا فرض ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَآدِّهِمْ وَتَرَاحِمِهِمْ وَتَعَاطِفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدُ الْوَاحِدِ اِوَشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تُدَاعِىْ لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمّٰى وَالسِّرُ (بخاری و مسلم) ''پرستارِ حق اللہ کے بندے باہمی دوستی ورحم ومہربانی میں ایک جسم کی مانند ہیں۔ اگر ایک عضو بیمار ہو جائے تو بخار وبدخوابی کے باعث کل جسم بے قرار ہو جاتا ہے۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ لِيُشَدَّ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَشَبَكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ (متفق علیہ)

ایک مخلص حق پرست کے رشتہ کی دوسرے صادق پرست کے ساتھ ایسی مثال ہے جیسے ایک عمارت، کہ اس کی اینٹیں ایک دوسرے سے پیوستہ ہو کر پختہ ہو گئی ہیں (اس مثال کو واضح کرنے کیلئے) حضور اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ڈال کر دکھادیں۔

Marfat.com

اس مضمون کی متعدد احادیث کتب صحاح میں موجود ہیں۔اور کلام الٰہی نے بھی افتراق کی ممانعت فرمائی ہے۔قولہ تعالیٰ:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران آیت ۱۰۳ پ۴)	سب مل کر اللہ کے دین کی رسی مضبوط پکڑو آپس میں تفرقہ پردازی نہ کرو۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کو آپس میں دوست بن کر اتفاق سے رہنے کی تعلیم کرتا، پھوٹ اور جھگڑوں سے منع فرماتا، مل جُل کر ایک دوسرے کی امداد کرنے اور رحم دلی ومہربانی سے پیش آنے کی ہدایت فرماتا ہے۔

ہر سمجھدار انسان کو غور کرنا چاہیے کہ نفاق میں ظاہری اور باطنی نقصانات ہیں اور باہم پیار ومحبت اچھے اخلاق اور اتفاق سے رہنا نہ صرف دنیوی زندگی کے لئے مفید ہے بلکہ روحانی ترقی اور حصولِ آخرت کے لئے انتہائی ضروری ہے۔متضاد خواہشات کی پیروی سے سکون قلب حاصل نہیں ہوتا۔مسلمانو۔۔۔!تم علمائے بدعمل کی پیروی مت کرو۔دُنیا پر آخرت کو اور آخرت سے گذر کر رحمٰن کو اختیار کرو۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کی بربادی کا باعث عالم سوء (بدکار) اور عابد جاہل ہے۔(احیاء العلوم)

آنحضرت ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کل بُرے آدمیوں سے علمائے سوء (بد) بدترین ہیں۔(احیاء العلوم)

حضرت فضل بن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے سُنا ہے کہ سب سے زیادہ پُر خطر اور دردناک دن، بت پرستوں سے پہلے، علمائے سوء سے حساب ہوگا۔(طبرانی، ابونعیم، احیاء العلوم)

نیز حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی اُمت کے گمراہ کرنے والے سرداروں سے ڈرتا ہوں۔(بخاری)

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کی ہدایات پر ہمیں مضبوطی سے عمل کرنا چاہئیے۔ اگر مسلمانوں نے آنحضرت ﷺ کے پاک ارشادات کے باوجود اب بھی اپنی نفسانیت اور علمائے سوء کے عذاب کو اپنے اوپر مسلط کر رکھا، اس کے مٹانے کیلئے آمادہ نہ ہوئے اور اپنی صحیح عقل و بالغ نظر سے اپنے عظیم المرتبت ہادی اور اپنے مہربان نبی ﷺ کے احکاموں کو پیش نظر نہ رکھا تو اس نافرمانی کی پاداش میں ان کا وہی حشر ہونے والا ہے جو اگلی اُمتوں کا ہوا۔ ان اُمتوں کے کیسے عبرت آموز قصے قرآن مجید میں جا بجا مذکور ہیں۔ قولہ تعالیٰ:

فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَٰهُ وَمَن مَّعَهُۥ فِى ٱلْفُلْكِ وَجَعَلْنَٰهُمْ خَلَٰٓئِفَ وَأَغْرَقْنَا ٱلَّذِينَ كَذَّبُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا ۖ فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُنذَرِينَ ○ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنۢ بَعْدِهِۦ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَآءُوهُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ فَمَا كَانُوا۟ لِيُؤْمِنُوا۟ بِمَا كَذَّبُوا۟ بِهِۦ مِن قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ نَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِ ٱلْمُعْتَدِينَ ○

(یونس آیت ۷۳، ۷۴ پ ۱۱)

تو انہوں نے اسے (نوحؑ) جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے ان کو نجات دی اور انہیں ہم نے نائب کیا، اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ان کو ہم نے ڈبو دیا، تو دیکھو ڈرائے ہوؤں کا انجام کیسا ہوا۔ پھر اس کے بعد اور رسول ہم نے ان کی قوموں کی طرف بھیجے تو وہ ان کے پاس روشن دلیلیں لائے تو وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے اس پر جسے پہلے جھٹلا چکے تھے ہم یوں ہی مہر لگا دیتے ہیں سرکشوں کے دلوں پر۔

یہ نام نہاد مذہبی رہنما اگر اپنے صادق العمل اور راسخ العلم اسلاف کی زندگیوں کو پیش نظر رکھتے اور رزق کے معاملے میں رزاقِ مطلق پر بھروسہ کر کے کسی جائز کسب سے روزی کماتے تو ان کیلئے کس قدر اچھا تھا۔ صدقات (یعنی دوسروں کی میل کچیل) پر جینا اور نان اوقاف پر بسر کرنا، کسی نفیس طبع اور باہمت انسان کو، یا کسی طالب مولا کو گوارا کیوں ہو۔؟

Marfat.com

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی (اقبالؒ)

اگر کوئی متقی اور پرہیزگار عالم، اپنے راسخ العلم اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے محنت و مشقت کر کے، کاندھے پر چھڑی رکھ کر بکریوں کا گلہ چرا کر، جنگلوں سے ایندھن تلاش کر کے یا برتنوں پر قلعی، جوتوں کی مرمت یا کوئی اور پیشہ اختیار کر کے خالصاً لوجہ اللہ طلباء کو علم دین سکھائے اور ایسی مساجد میں، جن میں دُنیوی زیب و زینت نہ ہو، مسلمانوں کی امامت کرے اور اُن کو تزکیۂ نفس کے سبق دے، تو اندازہ کیجئے، ایسی نمازیں کس قدر روحانی ترقی کا باعث ہوں گی اور ایسی پند و نصیحت کس قدر نتیجہ خیز ہوگی۔؟

علم ظاہر بھی اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے کیونکہ اس کے بغیر علم باطن یا علم روحانیت کا حاصل ہونا بہت دشوار ہے اور۔

ع کہ بے علم نتواں خدارا شناخت

لیکن اسی وقت جب کہ اس کو اسفل سے اعلیٰ کی طرف بڑھنے کیلئے استعمال کیا جائے۔ ایسے علماء کی کلام اللہ میں بھی تعریف کی گئی ہے اور احادیث میں تو ان کے قابل رشک فضائل آئے ہیں یہاں تک کہ ان کو انبیاء کا وارث فرمایا گیا ہے۔ حقیقی مولوی وہی ہے جو مولا والا ہو۔ ؎

علم مولا ہو جسے ہے مولوی
جیسے حضرت مولوی معنوی

ورنہ علم رسمی اگر رسم سے آگے بڑھ کر حقیقت کا جویا نہ ہو اور اگر حیات دُنیا کی محبت اختیار کر لے تو انسان کا اس سے بڑا دشمن شاید ہی کوئی دوسرا ہو۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں: ؎

علم رسمی رہزن سالک ست
ایں عقیدہ حنبل وہم مالک ست

Marfat.com

ہر کہ او در بندِ قال و قیل شد ہمچو فرعون غرق اندر نیل شد
لوحِ دل از فضلہ شیطان بشوے اے مدرّس درسِ عشقے ہم بگوے

علمِ ظاہر سالکین کے لئے رہزن ہے۔ حنبلؒ و مالکؒ کا بھی اس بارے میں یہی عقیدہ ہے۔ جو شخص بے جا بحث و مباحثہ میں رہا وہ فرعون کی طرح بحر ضلالت میں غرق ہوا۔ اس لئے اے مدرّس درس عشق پڑھ اور دوسروں کو پڑھا، اور علم ظاہر کو جو مثل فضلہ شیطان ہے، دل سے دھوڈال۔ اس کے بعد جب عنایت رب ہوتی ہے تو وہ اور ہی علم ہوتا ہے جو بارگاہ رحمان سے عطا کیا جاتا ہے اور جو مادی عقل وحواس کو بوجہ سکر وقرب بیکار کر دیتا ہے۔

حضور علیہ ﷺ نے فرمایا کہ: ”جس نے علم کے موافق عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک ایسا علم عطا فرماتا ہے جو اس نے نہیں جانا“ (ابونعیم فی الحلیت ،تخریج زین الدین عراقی جلد اوّل)

مولانائے رومؒ فرماتے ہیں:

ایں ہمہ علمے تعلیم حق ست نے ز جد و جہد نے از بق بق ست
(اصل علم تعلیمِ حق ہے یہ نہ جد و جہد نہ رٹنے سے حاصل ہوتا ہے۔)

اس لئے:

صد کتاب و صد ورق درنار کن جان و دل را جانب دلدار کن
بے نشاں راکس نیابد از فصوص ہم نیابداز فتوحات و نصوص
عمررا ضائع مکن در گفتگو گفتگو چوں پردہ ہائے تو بتو
پردہ ہائے تو بتو دردم بسوز تا بہ بینی روے آن فیروزہ روز
مولوی گشتی وآ گہ نیستی ازکجاؤ خود کجاؤ کیستی
ازخود آ گہ چوں نئی اے بے شعور پس نباید بر چنیں علمت غرور (رومیؒ)

Marfat.com

(سو کتابیں سو ورق آگ میں جھونک دے اور دلدار کی جانب اپنے دل و جاں کو رجوع کر۔ دنیاوی علم سے کسی راستے کی رہنمائی نہیں ہوتی۔ تمام عمر گفتگو میں ضائع ہوئی اور گفتگو تو مختلف پردوں کا نام ہے، تو ان پردوں کو یک دم جلا دے تو تُو سچے محبوب کو دیکھے گا۔ اپنے آپ کو مولوی سمجھتا ہے لیکن خود سے ناواقف ہے، کہ تو کون ہے اور کیسے ہے۔ اے بے شعور تو اپنے آپ سے آگاہ ہو جا کہ یہ ہی تیرے علم کی انتہا ہے۔)

انسان کی فلاح کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس امر کی تاکید فرمائی ہے کہ آیات الٰہی اور علم حق کو لذات دُنیا حاصل کرنے کیلئے استعمال نہ کیا جائے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ز (البقرۃ آیت ۴۱ پ ۱)	میری آیتوں کو کم قیمت پر (مال دنیا کے عوض) مت فروخت کرو۔

انسان کی عقل کا آئینہ خواہشات کے غبار کے سبب کسی شے کی اصلی حالت نہیں دکھاتا۔ اور اس کو صحیح علم حاصل نہیں ہوتا۔ جبکہ علم ہی کم و بیش غلط ہے، تو زندگی کی صحیح تعمیر کیسے ہو۔ آخر دھندلے اور بلا قلعی والے آئینہ میں جو تصویرِ زندگی تیرے پیشِ نظر ہے اسی پر تو اپنی زندگی کی شاہراہ قائم کرے گا۔ اس لئے اسلاف نے اس کے واسطے طریقے مقرر کئے ہیں۔ یا تو تو اپنے آئینے پر خود صیقل کر اور خود دیکھ کر چل جو حد درجہ مشکل ہے۔ ورنہ ایسے شخصوں کے ارشاد کے مطابق جن کے آئینے صاف ہو چکے ہیں عمل کر۔ یا کسی دوسرے صیقل گر سے اپنے آئینہ پر قلعی کرالے۔ صفائی بھی اعلیٰ قدر مراتب کم و بیش ہوتی ہے، اور طریق صفائی میں نرمی اور سختی کو بھی دخل ہے۔

توفیق بہ اندازۂ ہمت ہے ازل سے
آنکھوں میں وہ قطرہ ہے جو گوہر نہ ہوا تھا

قلبِ مصفا نہ ہونے کی وجہ سے انسان کی رائے احکام الٰہی کی منشا سمجھنے میں غلطی کرتی

Marfat.com

ہے اور اپنی رائے کے موافق کمی وبیشی کی جاتی ہے۔جس کی وجہ سے آپس کے جھگڑوں میں موٹی نگاہ والے معذور قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ بقول حافظؒ:

ع ''چوں ندید حقیقت راہِ افسانہ زوند''

(جب حقیقت سمجھ میں نہ آئی تو افسانے کے پیچھے پڑ گئے)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں۔

اِنِّی اَرَاکَ تَزْدَادُ عِلْمًا ظَاهِراً وَّجَهْلًا بَاطِنًا وَّمَكْتُوبٌ فِي التَّوْرٰةِ مَنِ الزَّوَادَ عِلْمًا قَلْ يَزِدُ وَجْعًا وَّتَعَلَّمُ مَا هٰذَا الْوَجْعُ هُوَ الْخَوْفُ الْآخِرَةِ

یعنی ہمارا ظاہری علم دماغ کو روشن کرتا اور دل سے نادانی وغفلت کو دور کرتا ہے۔اور توریت میں ہمارے علم کی زیادتی کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ وہ اسبابِ دادوستدوادراک اور شعور کو زیادہ کرتا اور ترقی دیتا ہے اور ہمارا خاص علم (محبت یا خوف) ہے جو دُنیا سے دل کی سیاہی اور غفلت کو دور کرتا، اس کو جلا دیتا اور اعضاء وروح کو سبک کرتا ہے، اگر اس پر من وعن عمل کیا جائے۔

کشودکار کا غم ہے نہ فکر تنگ دستی ہے
پرستار محبت تیری کیا آزاد ہستی ہے

دراصل اولیائے کرام جو نمونہ انبیائے علیہ السلام ہیں، جن میں اخلاص۔محبت۔عشق۔ ذوق۔شوق۔کثرتِ ذکروفکر الٰہی۔ رضاؤتسلیم۔ ریاضت۔ مجاہدہ۔عرفان۔خرقِ عادات۔کم خوردن۔کم خفتن۔کم آمیختن بہ خلق پائے جائیں اور جو متخلق باخلاق اللہ ہوتے ہیں وہی خاص نائبان رسول ﷺ ہیں۔حدیث:

العلماء افضل الناس بعد الانبياء (مرقاۃ شرح مشکوۃ ج۱ص۴۲۸)	علماءِ باعمل انبیائے کرام کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر ہیں۔

Marfat.com

اَلْعُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَالْاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ بِسَبَبِ الزُّهْدِ وَالتَّعَبُّدِ وَالرُّشْدِ وَالْاِرْشَادِ (ابوداؤد، دیلمی فی الفردوس)	میری اُمت کے عالم باعمل ترک دنیا، ادائے عبادت، راہِ حق پانے اور تلقین کرنے کی وجہ سے بنی اسرائیل کے نبیوں کے مانند ہیں۔

اس حدیث شریف سے عالمانِ علم الٰہی، مرشدانِ واصل الی اللہ کی، جو حقیقت آشنا اسرارِ ربانی کے کاشف اور رازِ الٰہی کے حامل ہیں، کس قدر فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان برگزیدہ حضرات کو بنی اسرائیل کے پیغمبروں سے تشبیہ دی ہے۔ بدعمل علماء کو دُنیا اور نفس کی الفت سے توبہ کر کے صالحین کے اس گروہ میں شامل ہونے کیلئے درگاہ مجیب الدعوات میں التجائیں کرنا چاہئے۔

ع ''شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را''

(بادشاہوں کیلئے کیا عجیب ہے کہ گداؤں اور فقیروں کو نوازنے پر آجائیں)

نقل ہے کہ ابوعلی فارمدیؒ مسجد نیشاپور میں وعظ کہہ رہے تھے، جہاں امام الحرمینؒ بھی موجود تھے، آپؒ نے دریافت کیا ''العلماء وراثۃ الانبیاء'' سے کونسا گروہ مراد ہے۔؟ ابوعلیؒ نے کہا ازروئے تحقیق یہ ثابت ہے کہ اصل میں نہ سائل ہے نہ مسئول۔ بلکہ وہ مرد، محمد بن اسلم، جو مسجد کے دروازہ پر لیٹا ہے۔ وراثۃ الانبیاء کہلانے کا مستحق ہے۔

اے عزیز! تجھ کو وہ اعلان باری تعالیٰ یاد رکھنا چاہئے جبکہ ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ'' کے جواب میں تو نے ''قَالُوْا بَلٰی'' جملہ ملائک اور ارواح کو شاہد بنا کر کہا تھا۔ اب تو نے کیوں سیکڑوں من گھڑت خدا بنا رکھے ہیں۔۔۔؟ تجھ کو تو:

لازم ہے ذکر دوست مناسب ہے فکر دوست
جب تک بدن میں جان دہن میں زبان رہے (امیر احمد مینائیؒ)

Marfat.com

اے بندے کچھ خبر بھی ہے۔؟ تجھے کیوں پیدا کیا گیا؟ قولہٗ تعالیٰ:

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ۝ (طٰہٰ آیت ۴۱ پ ۱۶)	میں نے تجھے اپنی محبت کیلئے خلعتِ (معرفت وشرافت) عنایت کیا۔

تجھ کو محبوب بنایا تھا کہ تو میرا ہو کر رہے گا۔ کچھ یاد بھی ہے۔؟ مجھ سے کیا وعدہ کیا تھا۔؟ یہاں آ کر یہ گُل کھلائے۔ اغیار کو دیکھ کر ریجھ گیا۔ ان سے دل بستگی اور دل لگی کی۔ مجھے چھوڑ کر ان کا بن گیا۔ ان کے دامِ محبت میں پھنس گیا۔ چپ کیوں ہے۔؟ گردن کیوں نیچے کیے ہوئے ہے۔؟ سر اٹھا، اوپر دیکھ مُنہ کھول، زبان سے بول جو میں ہوں ویسا تیرا کوئی بھی نہ ہوگا۔

اَنَا لِلْعَبْدِ اَرْحَمُ مِنْ اَخِيْهِ وَمِنْ اَبَوَيْهِ فَاطْلُبْنِيْ تَجِدْنِيْ

میں بندے کے واسطے بھائی سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں اور اس کے ماں باپ سے زیادہ شفیق ہوں تو مجھے ڈھونڈ پائے گا۔

هَلُمَّ اِلَيَّ لَاتَقْصُدْ سِوَائِيْ اَنَا الْمَنَّانُ فَاطْلُبْنِيْ تَجِدْنِيْ

میری طرف آ، بجز میرے کسی کا ارادہ نہ کر۔ میں بہتر احسان کرنے والا ہوں تو مجھ کو ڈھونڈ، پائے گا۔

من غمِ تو میخورم تو غم مخور
من تُرا مشفق ترم از صد پدر (مولانا رومؒ)

(میں تیرا غم اٹھا رہا ہوں (تیری مشکلوں کو دور کرنے والا ہوں) تو غم نہ کر۔ کیونکہ میں تیرے لئے سو والد سے زیادہ شفقت کرنے والا ہوں۔)

میری طرف بڑھنے کی جرأت کر۔ ایسا نہ ہو کہ غمزۂ نفس سے تیرے ذہن میں جوشِ بہیمہ اور تلاطم برپا ہو، اور اس کے ذوق سے دھوکا کھا کر کارِ لاطائل اور احمقانہ غلطیوں کا

Marfat.com

شکار ہو جائے۔ اپنے نقدِ حیات و سرمایۂ نجات یعنی اصل مقصد کو، ہاتھ سے کھو بیٹھے اور چمکیلی اشیائے ناقص کو، لطیف سمجھ کر خریدے جس کی قدر و اہمیت بازارِ عقبیٰ میں کچھ نہ ہوگی اور مرے یہاں سوائے شرمساری اور ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

مولانا جامیؒ فرماتے ہیں۔

توئی آں دست پرور مرغ گستاخ — کہ بودست آشیاں بیروں نکاح ازیں
چرا از آشیان بیگانہ گشتی — چو دونان چغد ایں ویرانہ گشتی

اے دست پرور مُرغ بے ادب! یعنی میرے ہاتھ سے بنے ہوئے انسان کیا تو اپنے کو بھول گیا۔؟ تیرا اصلی آشیانہ زرین اس عالمِ فانی سے باہر ہے۔ تو کچھ مدّت کے لئے یہاں سیر کو آیا تھا۔ تو کیوں دُنیائے فانی کی طرف مائل ہو کر اس کے دلچسپ اور پُر فریب مناظر میں پھنس گیا اور اس سرور اندوز کاشانے سے بیگانہ ہو گیا۔؟ دراصل تیری ذہنیت نے سفلیات سے اس قدر تعلق پیدا کر لیا کہ تیرا رجحان اپنی اصلیت کی طرف نہیں ہوتا۔ تو کیوں کمینوں اور اُلو کی طرح اس ویرانہ دُنیا میں پھنس گیا۔

اے عزیز! تو ملائک تمثال، نازنین، شاہباز اور سفید لباس ہے۔ جب تک طریق سلوک میں اپنی ہر دو چشم ظاہری کو ماسوا اللہ کے دیکھنے سے بند نہ کرے گا اس وقت تک تجھ پر بابِ عرفان ہرگز وا نہ ہوگا۔ تو غلط رہنمائی کے ہاتھوں اُلٹے سیدھے راستے پر چل پڑا اور اپنی حقیقت سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ جو خود اندھیرے کنویں میں گرے ہوئے ہیں، اُن کی آواز پر متوجہ نہ ہو اور ان کی طرف نہ بڑھ۔ ورنہ تُو بھی اسی کنویں میں گر کر پچھتائے گا اور پھر تیرا یہ غلطی کا احساس کرنا فضول اور بعد از وقت ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

تَعَوَّذُ بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ	فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ، پناہ مانگو اللہ کی جب الحزن سے۔ کہا یا رسول اللہ ﷺ جب

Marfat.com

وَادِیٍ جَهَنَّمَ یَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ کُلَّ یَوْمٍ اَرْبَعَه مَاۃٍ مَرَّۃٍ قِیْلَ یَارَسُوْلُ اللّٰہِ وَمَنْ یَدْخُلُه قَالَ الْعُلَمَاءُ وَالْقُرَّاءُ لُمَرَائِیْنَ بَاَعْمَالِھِمْ (مشکوٰۃ، ترمذی)

الحزن کیا ہے۔؟ فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے، جس سے جہنم بھی روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ کہا اس میں کون داخل ہوگا۔؟ فرمایا علماء اور قاری جو ریا کاری کریں۔

اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی اچھی پند و نصائح سے بھری ہوئی گفتگو، وعظ اور خطبات سخت ناپسند ہیں، جو خود باعمل نہ ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے شبِ معراج میں کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کترے جاتے ہوئے دیکھے اور آپ ﷺ نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں۔؟ اُنہوں نے کہا یہ آپ ﷺ کی اُمّت کے خطیب (واعظ) ہیں جو حکم کرتے تھے لوگوں کو نیکی کا اور اپنی ذاتوں کو بھول جاتے تھے۔ (مشکوٰۃ، شرح السنہ والبیہقی فی شعب الایمان)

مبارک ہیں وہ جو زیور عقل سے سنورے۔ جن کے سروں پر علم الٰہی کا تاج رکھا گیا۔ جنہوں نے مادی آرام و آسائش کو ٹھکرا کر اپنی زندگی کی روانی میں عالم روحانیت سے سروکار رکھا۔ جو سرورِ دو عالم ﷺ کی مقدس تعلیم کو عملہائے صالح سے سراہتے رہے۔ جن کے سرِ نیاز بارگاہِ احکم الحاکمین میں اطاعت سے خم رہے۔ لیکن ایسے شخص کو بھی عقلمند کہا جا سکتا ہے جو تجربہ اور تنبیہ کے بعد اپنی غلط کاریوں پر متنبہ ہو جائے۔ جو صعوبتِ ہائے گوناگوں برداشت کرنے کے بعد پُرخطر راہ کو ترک کردے۔ اللہ کرے کہ تم ویسے ہی عقلمند بن جاؤ! غور تو کرو تم کیا تھے۔؟ کیا ہوگئے۔؟ تمہاری حکومتیں برباد ہوگئیں۔ تمہارے آرام و آسائش کی دنیا لٹ گئی۔ تمہاری نجات نقش موہوم ہوگئی۔ تم شاہدِ مقصود کے ذکر کی لذت اور اس کے فکر کی سدا بہار خوبیوں سے محروم ہوگئے۔ تم حریتِ ضمیر کھو چکے۔ تمہارے

Marfat.com

دلوں کو اللہ پر اعتماد نہیں رہا۔ تمہارے سروں سے آسمانی بادشاہت نے سایہ اُٹھالیا۔ تمہاری اُمیدیں ضلالت اور ریاکاری کی خوفناک تاریکیوں میں کھو گئیں۔ تم ذلیل ہو چکے۔ رسوا ہو چکے۔ پراگندہ روزی، پراگندہ دل ہوکر کہیں کے نہ رہے۔ کیا تم اب بھی نہ سمجھو گے۔؟

حقیقت سے متاثر ہونے کے بعد، ذرا سوچو، اور یاد کرو کہ اللہ جل شانہٗ نے تم کو کس کس نعمت کا مالک کیا تھا۔؟ تم پر کیا کیا مہربانیاں کیں۔؟ تمہیں قعر مذلت سے نکال کر بام عروج پر پہنچایا۔ تمہیں محبوب بنایا۔ معرفت سکھائی۔ قرب عطا کیا۔ جو مانگا وہ دیا۔ تم نے آخر اسے کیوں چھوڑ دیا۔؟ عمل سے تمہارا دامن کیوں خالی ہو گیا۔؟ باطل پرستی نے تمہیں کیا فائدہ پہنچایا۔؟ کیا کسی اطاعت شعار غلام کو اپنے مہربان آقا کا یوں ہی حق المحبت اور شکر ادا کرنا چاہیے۔؟

گر ہمیں است مسلمانی کہ دارد حافظؔ وائے گر در پئے امروز بود فردائے

(ایسی مسلمانی پر افسوس ہے، جسے حافظؔ نے اپنایا ہوا ہے۔ اور اگر اس طرح آج کے بعد اگلا دن نکل آئے، تو اس نکلنے والے دن پر افسوس ہے۔)

یہ اللہ کی آواز ہے۔ میری آواز نہیں ہے۔ میری مانو، جو میں کہوں وہ کرو۔ اے مسجدوں کے پُر ریا سجدہ کرنے والو! اِدھر آؤ۔ اے مندروں کے پجاریو! اے اصلیت سے بھٹکے ہوؤں! کدھر جا رہے ہو۔ اِدھر آؤ۔ محبت کبھی ختم نہیں ہوتی۔ اپنی زندگی کے لمحات کو خوشگوار اور بامسرت بنانے کیلئے، روٹھے کو منانے کیلئے، روحانی تکلیف میں افسوس کرتے ہوئے آؤ۔ پچھتاتے ہوئے آؤ۔ دلی جوش و خروش سے پشیمان ہوتے ہوئے آؤ۔ سر ندامت خم کیئے ہوئے آؤ۔ چشم گریاں اور آنکھوں میں ڈبڈباتے ہوئے آنسو لئے ہوئے آؤ۔ گڑگڑاتے ہوئے، لب پر نالہ اور دل میں درد لئے، غرض جس طرح بن پڑے آؤ۔ ماں باپ سے

Marfat.com

ہزاروں درجہ مہربان الرحمٰن الرحیم کی بارگاہ سچے دل سے توبہ کرنے والوں کے لئے ہر وقت کھلی ہوئی ہے۔ وہ رب العالمین اسی جاہ وجلال سے تخت الوہیت کو جگمگا رہا ہے۔ تمہارے بے انتہا گناہوں کی، تمہاری لاتعداد خطاؤں کی، تمہاری بے شمار سیاہ کاریوں کی، اگر وہ چاہے تو اُس کی لامحدود رحمت کے سامنے کوئی اہمیت نہیں۔ وہ بڑا پردہ پوش اور بڑا معاف کرنے والا ہے۔ تمہیں معاف کردے گا۔ تمہیں بخش دے گا۔

قولہ تعالیٰ: قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ (الزمر آیت ۵۳، ۵۴ پ ۲۴)

(اے محبوب ﷺ) کہہ دو اے بندوں میرے! جنہوں نے زیادتی کی اپنی جان پر۔ ناآس توڑو اللہ کی رحمت سے بے شک اللہ بخشتا ہے، سب گناہ۔ وہ جو ہے وہی ہے معاف کرنے والا مہربان، اور رجوع ہو اپنے رب کی طرف اور اسکی حکم برداری کرو، پہلے اس سے کہ آوے تم پر عذاب پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آوے گا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (النساء آیت ۶۴ پ۵)

اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب ﷺ تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ﷺ ان کی شفاعت فرمادیں تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

باز آ، باز آ، ہر انچہ کہ ہستی باز آ — گر کافرو، گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نااُمیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

(باز آ جا، باز آ جا، توبہ کرلے، تو جو کچھ ہے اور جس طریقے پر چل رہا ہے۔ اگر کافر، آتش پرست یا بت پرست ہے تو اس سے باز آ جا۔ ہماری یہ بارگاہ نااُمیدی کی جگہ نہیں ہے۔ تو نے اگر سو بار بھی توبہ کرکے توڑ دی ہے۔ تو اس کے باوجود باز آ جا۔)

Marfat.com

قولہٗ تعالیٰ: رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۚ
(آل عمران آیت ۱۹۳ پ ۴)

اے رب ہمارے ہم نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے ایمان لانے کو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر سو ہم ایمان لائے اے رب ہمارے اب بخش گناہ ہمارے اور دور کر ہماری برائیاں اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ۔

اگر تم نے سچائی وہمت سے کام لیا، رحمت باری تمہاری معصوم ہستی کو جھانکنے لگے گی۔ پھر تم مقرب ہو جاؤ گے۔ تمہارا اُجڑا ہوا چمن جو جہالت کے ہاتھوں پامال ہو چکا ہے۔ پھر ہرا ابھرا ہو جائے گا اور اسی دھوم سے بادِ بہاری چلنے لگے گی ___ کاش! تم سمجھتے___ میرے پاس ایک پیغام ہے۔ اور میں آپ کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے دل کی سب سے بڑی آرزو دُنیا ہے یعنی دُنیا و زینتھا کی اُلفت آپ کے قلب پر چھائی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے حق اس میں نہیں پہنچتا۔ اس کو ترقیِ روحانیت کا منافی سمجھنا چاہیئے۔ اس چمن دہر میں اللہ اور انسانیت کے درمیان تعلق پیدا کرنے کیلئے زہد خشک اور نمائشی اعمال سے کام نہ چلے گا آپ کو مناسب ہے کہ نہایت اولوالعزمی وقائم مزاجی سے دُنیا میں رہتے ہوئے مقامِ معرفت پر پہنچنے اور مقبول ہونے کی کوشش کریں۔ روح کو تسکین پہنچانے کیلئے انبیا علیہم السلام اور اولیاء کرامؒ کے مانند عملی جامہ پہن کر اس جان قدس کے لئے اپنی تمام توجہ اور مصروفیت وقف کردیں۔ اس غفلت خانے کی محبت دل سے دور کر کے اور بارگاہِ حُسن ازل میں اپنی ہستی نثار کر کے، عالم انوار وتجلیات ربانی میں آباد ہو کر، حقیقی سکون اور دائمی مسرّت حاصل کریں۔

یاد رکھو! علم اسی وقت مفید ہوسکتا ہے جبکہ اسکے حصول کا مقصد نیکی اور عمل صالح

Marfat.com

ہو۔جبکہ مادی حجابات کو پارہ پارہ کر کے،نفسانیت کے بتوں کو توڑ کر، ذات وحدہ' لاشریک سے انسان کو قریب کر دے ــــ جبکہ اس کا تصور زمین و آسمان، کون و مکان سے آزاد ہو کر شاہد حقیقی کے حُسن بے حجاب میں ایسا مستغرق ہو جائے کہ راتوں کو نیند اور دن کے ہنگاموں کا خیال نہ رہے۔جبکہ ہر قطرۂ جگر آنکھوں کی راہ سے نکل کر دل سے نقوش غیر اللہ کو پورا پورا دھو دے۔جبکہ انسان کا اُٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، دیکھنا، سننا، ملنا، جُلنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا، خموشی اور گفتگو غرضکہ سب کچھ عظیم الشان رحم والے کی رضا جوئی کیلئے ہو جائے۔

جو منشا ہے ان کی میری آرزو ہے
کہوں کیا کہ ان کی رضا چاہتا ہوں

اے عزیز! طلبِ حق میں خود کو مٹا دے۔بجز دوست کے اور کسی سے مطلب نہ رکھ۔کسی وقت اور کسی حال میں اس سے غافل نہ رہ۔شیدانِ محبت تو اپنی ہستی سے فنا اور عرش والے کیلئے محو ہو جاتے ہیں۔اُن کو اجرام اور اجسام سے کیا کام ــــ؟

آنکھ کو بند کرے یار کا جلوہ دیکھے
ہے پیاسا وہی جو خواب میں دریا دیکھے

سالک کو چاہیئے کہ ہمیشہ آیات ذیل کے معانی پر غور و فکر کرے۔

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ط (الحدید آیت ۴ پ۲۷)	تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔
وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ○ (قٓ آیت ۱۶ پ ۲۶)	ہم اُس کی رگِ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

ان دو آیات کے معانی پر فکر اور غور کرنے سے فیوضِ رحمان اور چمنِ عرفان کے دروازے سالک پر کھل جاتے ہیں۔لیکن مداومت شرط ہے۔حافظؒ فرماتے ہیں:

Marfat.com

حضوری گر ہمی خواہی از و غافل مشو حافظ
متی ما تلق من تھوی دع الدنیا و امھلھا

اے حافظؔ اگر تو حضوری اور مشاہدہ جانِ جاناں چاہتا ہے تو دنیا کی خواہش کی وجہ سے اس معشوقِ حقیقی سے غافل مت ہو۔ کیونکہ دُنیا کی محبت حجابِ یار ہے جو دل کو تیرہ و تار کرتی ہے۔ جب تو دُنیا اور اہلِ دُنیا کو ترک کردیگا، اس وقت یار سے واصل ہوگا۔ دُنیا غفلت کو کہتے ہیں۔ جو مردودِ بارگاہِ الٰہی ہے اور اس کے طالب کو اللہ والوں نے کافر کہا ہے۔ مولانائے رومؒ فرماتے ہیں:ے

اہلِ دُنیا کافرانِ مطلق اند　　روز و شب در زق زق و در بق بق اند

(دنیادار کافروں کی طرح ہیں کیونکہ ان کا مشغلہ رات دن دق دق اور بک بک ہے۔)

عمر خیام فرماتے ہیں:ے

قومے ز گزاف در غرور افتادند　　قومے ز پئے حور و قصور افتادند
معلوم شود چو پردھا بردارند　　کز کوئے تو دور دور افتادند

یعنی اہلِ دولت، مال و ثروت پر فریفتہ ہیں۔ عابدوں کا گروہ جنت اور حور و قصور کے خیال پر ہے۔ جب پردہ اُٹھے گا اور قیامت برپا ہوگی تو حقیقت کھل جائے گی کہ یہ اصل کوچے سے بہت دور پڑے رہے۔

اے عزیز! ہم کو کلام اللہ اور احادیث نبوی ﷺ خاص طور سے جا بجا اس امر کی تاکید کررہے ہیں، کہ دُنیائے ظلمات میں اعمالِ قلبی، روحی، اور سرّی کو جو بیش بہا جواہر کے مانند ہیں، ذرہ بے مقدار سمجھ کر نہ چھوڑنا چاہیئے۔ ان ملکوتی جواہرات کو جہاں تک اور جس قدر ممکن ہو حاصل کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی اپنے خیالات سے خود کو بہائم کے تعین میں تصور کرتا ہے تو نہایت خوشی سے اعمالِ ظاہری کو اصل مقصد سمجھے۔ اعمال ظاہری کی اہمیت جس قدر بھی ہو صحیح ہے۔ لیکن یہ بمقابلہ اعمالِ باطنی کے تاثر

Marfat.com

میں خسیس اور پوست کے مانند ہیں۔ مثلاً اوّل ہم نے بہت سے بادام لئے اور ان کے اوپر کا سخت چھلکا دور کر دیا۔ بعد ازاں مغز کو کچھ دیر تک پانی میں بھگو دیا، اور تھوڑے عرصہ کے بعد سُرخ چھلکے کو بھی جو جھلی کے مانند تھا دور کر دیا۔ پھر روغن کشید کیا۔ اور فضلہ یعنی کھل کو دور کر کے تیل نکال لیا۔ جائے غور ہے کہ ہم کو جو نفع روحِ بادام یعنی حقیقت و معرفت سے پہنچے گا وہ پوست اور فضلہ سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ مولانا رومؒ نے اسی مفہوم کو واضح کرنے کیلئے فرمایا ہے۔

من ز قرآں مغز را برداشتم استخواں پیشِ سگان انداختم

ظاہری شریعت، طریقت کے لئے بہت مفید ہے۔ لیکن شریعت زینہ اور طریقت بالا خانہ کی مانند ہے۔ اگر کوئی تمام عمر زینہ پر کھڑا رہے اور اپنی ترقی روحانی و مدارجِ اعلیٰ کا خیال نہ کرے، تو شوق سے اپنی غفلت و پست ہمتی کی وجہ سے اسفل السافلین میں پڑا رہے۔ جو بلندئ مرتبہ نہیں چاہتا وہ آسمانِ کمال پر کیسے اور کیونکر پہنچ سکتا ہے ــــ؟

انسان چونکہ جسم اور روح کا مجموعہ ہے، اُس کے اندر روحانی اور جسمانی دونوں قسم کے تقاضے پائے جاتے ہیں۔ جس طرح جسم اپنی بقا اور تندرستی کیلئے جسمانی اعمال اور غذا کا محتاج ہے، روح بھی روحانی غذا اور روحانی اعمال کے بغیر توانائی حاصل نہیں کر سکتی۔ چونکہ بمقابلہ روح، جسم کی زندگی موہوم ہے، اس لئے وہ بلحاظ باطنی اعمال و اذکار، جو اُس کی غذا ہیں، زیادہ سے زیادہ توجہ کی مستحق ہے اور واقعی ضرورت سے زیادہ جس قدر ظاہری اعمال کا خیال کیا جائے گا، اُسی قدر روح تشنۂ تکمیل رہ جائے گی۔ چونکہ ظاہری شریعت زیادہ تر جسم سے اور باطنی شریعت یعنی طریقت اکثر و بیشتر روح سے متعلق ہے اور چونکہ بلحاظ بقا اور شرافتِ روح، جسم سے بے حد و حساب افضل ہے، اس لئے طریقت رسول ﷺ کا مرتبہ شریعت سے اعلیٰ و ارفع ہے اور اعمال طریقت

Marfat.com

کی بجا آوری اعلیٰ ترین فریضہ ہے، جو باطنی نعمت کا باعث ہے۔ قولہ تعالیٰ۔

وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ (لقمان۔ آیت ۲۰ پ ۲۱) | اور تم پر اپنی ظاہری و باطنی نعمت کو پورا کیا۔

یارے کہ تر از خود رہاندد گرست   کارے کہ ز تو ہیچ نماند گرست
ما منکر راہ مسجد و کعبہ نہ ایم   راہے کہ بہ مقصود در ساند گرست

(تیرا دوست جو تجھ کو غم والم سے نجات دے گا، کوئی اور ہے۔ اور جو کچھ نہیں کرتا، وہ کوئی اور ہے۔ ہم نہ کعبہ کے منکر ہیں، نہ مسجد کے لیکن منزل مقصود کو پہنچانے والا راستہ الگ ہے۔)

Marfat.com

کیفیاتِ مطالعہ

Marfat.com

وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا (البقرة)
میری آیتوں کو کم قیمت پر مت فروخت کرو۔
AL-HAQQ-UL-MUBIN (MAK)
Design by: GHANI Graphics Hyd.

Marfat.com

Marfat.com

صوفیان تصنّع ساز

اللہ تبارک وتعالیٰ واحد اور لاشریک ہے۔ وہ ہر حیثیت سے یکتا، اور تمام اعلیٰ سے اعلیٰ خوبیوں اور صفات کا لاثانی مالک ہے۔ وہ سمیع ہے، علیم ہے، بصیر ہے اور بڑی قدرتوں والا ہے۔ نہ عالم شہادت میں نہ عالم غیب میں، نہ عالم ظاہر میں اور نہ عالم باطن میں، غرض کہ کہیں بھی کوئی چیز، کوئی فعل، کوئی ارادہ، کوئی خیال اور کوئی ایسا عمل نہیں جو اُس کے علمِ پاک سے باہر ہو یا جس کو وہ نہ جانتا ہو۔ اُس کی عظیم الشان الوہیّت اور تمام صفات پر ایمان لائے بغیر کوئی مومن یا مسلمان نہیں کہا جا سکتا۔ اگر کوئی اُس کی الوہیّت یا صفات وغیرہ کا زبان سے اقرار کرے اور دل سے منکر ہو، یا دل سے اقرار کرے اور زبان سے انکار، تو وہ کافر ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ زبان سے اقرار کرنے والے کو ظاہر میں کافر نہیں کہا جائیگا، لیکن انکارِ قلبی کی وجہ سے نتیجے میں وہ سخت ترین عذاب اور شدید ترین دردوں کا مستحق ہوگا۔

جب انسان مسلسل جھوٹ بول کر، دھوکا دیکر اور مکروفریب سے کسی کو دکھ دے کر، مال و دولت، عزّت و شہرت حاصل کرتا اور اپنی خواہشات کی تکمیل کرتا ہے، تو اُس کا یہ مطلب ہے کہ وہ دارِ آخرت اور اللہ تعالیٰ کے علیم اور بصیر ہونے کا منکر ہے اور انسانوں کی طرح اس کو بھی دھوکا دینا چاہتا ہے۔ حالانکہ اللہ کو نہیں وہ خود کو دھوکا دیتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ: یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ (البقرۃ:۹) ’’دھوکہ دیتے ہیں اللہ کو اور ایمان والوں کو حالانکہ نہیں دھوکہ دیتے مگر اپنی ذات کو۔‘‘

Marfat.com

اگر کسی مسلمان سے اس قسم کی گناہ آمیز غلطی سہواً یا دانستہ، غلبۂ نفس یا اغوائے شیطان کی وجہ سے ہو جاتی ہے تو وہ بارگاہ غَفُوْرُ الرَّحِیْم کی طرف انتہائی ندامت سے رجوع ہوتا، اور مغفرت طلب کرتا ہے۔ اُمت مرحومہ میں اللہ کے ایسے بیشمار صالح بندے گذرے ہیں جو اُس کے حضور میں اپنے ایک ہی گناہ کو یاد کرکر کے برسوں تک عفو تقصیر کے لئے روتے رہے ہیں۔

کیا یہ اللہ تعالیٰ کو دھوکا دینا نہیں ہے کہ جو شخص صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کی اہلیت نہ رکھتا ہو وہ رہنما ہونے کا دعویٰ کرے، جو نفسانیت کی تاریکیوں میں گھرا اور مکائدِ شیطانی میں پھنسا ہوا ہو، وہ خود کو اللہ کے بندوں کا رہبر ظاہر کرے اور درپردہ اُن کے ذریعے سے، نام و نمود، مال و دولت اور عزّ وجاہ حاصل کرنے کا آرزومند ہو۔ اللہ کے سادہ دل بندوں کو جو راہِ حق کی طرف بڑھنا چاہتے ہوں مغالطہ میں مبتلا کرنا، وہ بھی اُسی کے نام پر اور اُسی کی طرف رہنمائی کے معاملے میں اور پھر اس فعل کو دنیا کمانے کے لئے پیشہ بنا لینا، کس قدر شدید اور تباہی خیز جسارت ہے۔ کون آسانی سے کہہ سکتا ہے کہ ایسے شخص کا یوم آخرت اور اللہ کے علیم ہونے پر ایمان ہے ——؟ جو روحانی صفات کسی میں موجود ہی نہیں، جو منازل اور مقام اُس کو خواب میں بھی حاصل نہ ہوئے ہوں، اُن کا دعویٰ کرنا، اپنی فرضی پارسائی، ریاضت و مجاہدہ کا اظہار کرنا، اور خود ساختہ کشف و کرامات کی تشہیر کرکے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا یا خود کو درویشِ کامل ظاہر کرنے کے لئے خاص قسم کا لباس پہننا اور رات دن مکر و فریب سے دُنیا حاصل کرنے کی فکر میں رہنا، کیا کسی ایسے شخص کا کام ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ صفات اور آخرت کی زندگی پر ایمان رکھتا ہو ——؟

حدیث میں ہے کہ جس شخص نے ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو اس کو حاصل نہیں ہے تو وہ ایسا ہو گا جیسے کسی نے مکر کا جوڑا پہنا۔ (الصحیح)

Marfat.com

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''بندۂ مومن نے جب کوئی گناہ کیا تو اُس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ پیدا ہوتا ہے، پھر اگر اُس نے توبہ کی اور گناہ سے باز آیا تو دل صاف اور صیقل شدہ ہو جاتا ہے اور اگر اُس نے گناہ میں زیادتی کی تو نکتہ بڑھتا جاتا ہے۔ اُسی کو ''رَانَ'' کہتے ہیں'' (بخاری) جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

كَلَّا بَلْ سكتہ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (المطففین آیت ۱۴ پ ۳۰)	ہرگز نہیں بلکہ یہ اُن کے دلوں پر زنگ ہے اُس چیز کا جو وہ کرتے تھے۔

شیخ ابن جریرؒ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے آگاہ فرمایا کہ جب آدمی پے در پے گناہ کرتا ہے تو اُس کے دل پر تاریکی چھا کر اُس کو ڈھانک لیتی ہے اور جب قلب ڈھک گیا تو اُس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مُہر آ جاتی ہے۔ پس اُس وقت ایمان داخل ہونے کی کوئی راہ نہیں ہوتی۔ اور نہ کفر سے چھٹکارا ہو سکتا ہے اور جب تک یہ مُہر توڑی نہ جائے کوئی چیز اُس سے خارج یا اُس میں داخل نہیں ہو سکتی۔

اے اُمّت محمدیہ ﷺ کی روحانی اصلاح کا دعویٰ کرنے والو۔۔۔! اگر تم نے خلقِ اللہ کا ہاتھ پکڑا تھا تو اول تمہیں چاہئیے تھا کہ ان کی گردنوں سے حُبِ دُنیا کا رشتۂ زنار توڑ کر سچے اسلام یعنی عشق حقیقی کا راستہ بتاتے۔ پیارے نبی آخرالزماں ختم رسل ﷺ کی اُمتِ ناواقف کی دستگیری اور ان کو ہدایت موصل الی المطلوب کی ہوتی، کیونکہ تم طبیب روحانی اور رہبر بنے تھے۔ بیمارانِ معصیت، غفلت اور فراق وغیرہ کا روحانی علاج کرتے۔ ان کے پژمردہ اور غمگین دلوں کو نغمۂ حقیقت و معرفت سُنا کر تروتازہ بناتے۔ اسرارِ باطنی کی طرف جو طمانیت قلب و مسرتِ روحانی کا باعث ہیں رہنمائی کرتے اور قرب الٰہی کا راستہ بتاتے۔ ان کو اول حسب استعداد صراط المستقیم یعنی ریاضت و مجاہدہ جو خاص طریق انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرامؒ ہے سکھاتے اور

Marfat.com

ان کی پابندی کے لئے ان کو آمادہ کرتے۔ ضیائے عشقِ حقیقی کی کرنوں سے ان کے تاریک قلوب کو منور کر کے محو لطف و مستغرق کیف بناتے۔ جہلاءِ اہل علم پابند رسوم کی صحبتوں سے خود بچتے اور اپنے معتقدین کو بھی بچاتے۔ لیکن افسوس! علمائے شریعت و صوفیانِ طریقت جو قلبی امراض کے طبیب سمجھے جاتے ہیں خود روحانی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ جب ان کو اپنے ہی علاج کی فکر نہیں، وہ دوسروں کا علاج کیا خاک کریں گے۔ یہ مجرم ہستیاں اپنے پست خیالات کے باعث نفسانی گھاتوں میں رہنے اور اللہ و رسول ﷺ کے روشن حکموں کے کیف و سرور سے رُخ پھیرنے کی وجہ سے کفر کی دلدل میں خود پھنس گئیں۔

ع او خویشتن گم ست کرا رہبری کند

(جو خود ہی گم ہو وہ کس کی رہبری کرسکتا ہے)

اس پُر آشوب زمانے میں سب سے زیادہ یہ دونوں گروہ مہلک امراض، محبتِ مال و دنیا میں گرفتار نظر آتے ہیں۔ اس وجہ سے عوام میں دُنیا کی محبت اور رغبت دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ یہ وہ حضرات ہیں، جن کی تقلید کی جاتی ہے۔ اور بھولے بھالے عوام ان کو اپنا پیشوا اور مقتدیٰ مانتے ہیں۔ جب عوام نے ان جبّہ پوشوں کو بادۂ محبت دُنیائے دنی سے سرشار دیکھا تو انہوں نے بھی اس کو اچھا سمجھ کر ان کی اقتدا کی۔ اب اُنکی اصلاح کی کوئی صورت نہیں، تاوقتیکہ علماء اور صوفیاً حق کی طرف خود متوجہ ہوں۔

افسوس جو ہستیاں دنیا میں طبیبِ روحانی بن کر آئی تھیں، خود امراضِ روحانی میں مبتلا ہیں۔ جو مصلح بن کر آئے تھے وہ مفسد بن گئے۔ جن کو رہبر سمجھا تھا عام طور پر وہ رہزن نکلے۔ اگر ان کے دستور العمل پر ایک گہری نظر ڈال کر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ جہالت کی تاریکی میں پڑے ہیں۔ راہِ عمل کو چھوڑ کر طریقِ ضلالت پر چل رہے ہیں۔ فی نفسہٖ ان کی لن ترانیاں اور دلکش چالیں، ان کی ریائی رنگ میں رنگی

Marfat.com

ہوئی عبادات و وظائف نہایت تباہ کن ہیں۔ان کے منبع ریاضت سے امواجِ کوثر یعنی مخصوص طریق کے اعلیٰ ترین اعمال، اخلاص، محبت، تفکر اور عرفان الٰہی کی نورانی برکتوں کا مسلمانوں کی طرف آنے سے رُک جانا، ان کے اعمال اور ان کی تمناؤں کا نتیجہ ہے۔نہ خود عمل کریں، نہ ذوق بھرے تشنہ لب عشاق و طالبانِ عرفان کو امواجِ کوثر کا جرعہ چکھنے کے قابل بنائیں۔وہ شرابِ حقیقی پلانے اور پینے والوں کے ذوق بھرے جذبات کو اپنے ناکارہ وریائی جوش سے بڑی حد تک روکتے ہیں، جس کی وجہ سے اسلام کے جوہر معدوم ہو گئے۔ان کا مطمحِ نظر اپنی اصلاح و ترقی اور دوسروں کی سرخ روئی نہیں۔ان کی وسعتِ نظر مسجد یا خانقاہ کی چار دیواری کے تنگ دائرہ سے، جس کو اپنی تکمیلِ خواہشات کا ذریعہ بنالیا ہے، تجاوز نہیں کرتی، اور وہ مسجد سے متعلقہ فرائض کی انجام دہی کے لئے بھی بالکل ناکارہ اور ناقابل ثابت ہو رہے ہیں۔کاش دنیا ان بزرگ ہستیوں سے خالی ہو جائے۔اگرچہ خود ناقابل اور نالائق ہیں، ہُوا کریں۔مگر طالبانِ حق سے امواجِ کوثر، خلوص اور عرفان کو کیوں روکے ہوئے ہیں ___؟ یہ ہٹیں اور علیحدہ ہوں تاکہ ان خود غرض زر کے بندوں سے صراط المستقیم قطعی طور پر صاف ہو جائے اور طالبانِ راہِ حق، محرومیت سے نجات پا کر ترقی کرسکیں، مگر افسوس ان کے حال پر انہوں نے کل معاملات دنیوی اور دینی میں خواہشات کے اقتضا سے بدعمل علما کی ریائی روش اختیار کی۔اس مقدس طریقے کو نفس پروری کا ذریعہ بنالینا کس قدر افسوسناک ہے ___؟ حافظؒ فرماتے ہیں۔ ؎

حافظا مئے خور و رندی کن و خوش باش و لے
دامِ تزویر مکن چوں دگراں قرآن را

اللہ کے لئے شرابِ معرفت پی اور افعالِ رندانہ کر اور خوش رہ۔لیکن دوسروں کو پھانسنے کے لئے قرآن کو مکر کا جال نہ بنا۔

Marfat.com

سُنّت نبی علیہ السلام کو ترک کیا اور جھوٹے فنا و بقا کی تعلیم کرتے ہیں۔ نہ خود حقیقی تعلیم کی طرف متوجہ ہیں نہ معتقدین کو راہِ عمل دکھاتے ہیں۔ بقول حافظ شیرازیؒ:

ع که اے حافظِ قرآن نگہبان اسرار ایزدی

(اے حافظِ قرآن تجھے تو تمام اسرارِ الٰہی کا نگہبان ہونا چاہیئے۔)

قرآن جیسی مقدس کتاب کو اور ایسے انمول جواہرات کو برباد نہ کریں۔ بہت سے خود غرض نفعِ دنیوی کے لئے مسندِ علم وارشاد پر بیٹھ کر، اپنی ظاہری آرائش سے تخریبِ باطن کے درپے ہوتے ہیں۔ اس لئے طالب صادق کو چاہئے کہ اپنے باطن کو ریاکاروں کے ظاہر کے مانند آراستہ وپیراستہ نہ کریں اور ظاہر آرائی کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ کیونکہ ظاہر تماشا گاہِ عالم اور باطن نظر گاہِ خالق اکبر ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ تخریب ظاہری کر کے حق جوئی وحق طلبی کریں تاکہ نفس مغرور نہ ہو اور اس راہ سے مشاہدۂ انوارِ کاملہ اور وصول الی اللہ ہو۔

وہ اپنی عمرِ عزیز کو عیش وعشرت، فسق و فجور، راگ راگنیوں کی محفلوں اور کھیل تماشوں میں برباد کرتے ہیں۔ اے طالبان صادق! تم اُن کی ہرگز اتباع مت کرو۔ تم کو مناسب ہے کہ ہر حالت اور ہر زمانے میں اللہ کا نام وردِ زبان رکھو۔ خود کو بھول جاؤ۔ حق کے ساتھ رہو تاکہ تمہارا خاتمہ بالخیر اور تمہارا حشر محبوبانِ الٰہی کے ساتھ ہو۔ تم کو چاہیئے کہ حدیث ذیل سے عبرت حاصل کرو۔ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "تم جیسی زندگی بسر کرتے ہو، ویسے ہی مرو گے۔ جیسے تم مرو گے ویسے ہی قیامت کے دن اُٹھو گے۔ جیسے تم قیامت کے دن اُٹھو گے ویسا ہی تمہارا حشر ہوگا۔" (بخاری ومسلم)

حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں۔

خدارا کم نشین باخرقه پوشاں
رُخ از رندانِ بے سامان مپوشاں

Marfat.com

یعنی ''اللہ کے لئے گدڑی پہننے والے خود بین، مادی خواہشات کے بندے، صوفی ریاکار جن کو تو اچھا سمجھتا ہے ان کے پاس مت بیٹھ اور بے سامان رند مشرب جو روحانیت کے کل مدارج طے کر کے واصل بحق ہو گئے ہیں جن کو تو بُرا جانتا ہے، ان سے اپنا رُخ نہ پھیر اور منہ نہ چھپا۔''

وائے برحال شما۔ کل بروز قیامت اپنے آقا رسول عربی ﷺ کے سامنے کس مُنہ سے حاضر ہو گے۔؟ اُس وقت کیا جواب دو گے۔؟ جبکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ یہ سوال فرمائیں گے کہ تم نے میری اُمّت کی کیا رہبری کی۔؟ ان کو سچا طریق اسلام یعنی عشق و توحیدِ حقیقی کیوں نہیں بتایا جس کے وہ محتاج تھے۔ تم نے اپنا مطلب حاصل کر کے ان کو بہائم سے بدتر سمجھ کر چھوڑ دیا اور کچھ پرواہ نہ کی۔ خود چاہِ نفس امّارہ میں گرے اور سب کو گمراہی کے کنویں میں ڈال دیا۔ تم نے شراب محبتِ دنیا پی ہے۔ ان کے متعلق قلندر پانی پتیؒ فرماتے ہیں۔

ہمہ ایں جبہ و دستار زور است
دریں تسبیح صد گو نہ فتور ست

ان ذلیل وخوار ریائی صورتوں اور تاریک دلوں کی اللہ کی طرف سے آنکھیں بند ہیں۔ دل حرصِ دنیا اور محبتِ غیراللہ سے پُر ہیں۔ یہ گریہ مسکین گروہ جبہ مکاری پہنے، سر پر دھوکے کا عمامہ رکھے، ہاتھ میں مکر کی تسبیح لئے ہوئے ہے۔ اس کا دل حسی لذتوں پر مٹا ہوا اور فتور سے بھرا ہوا ہے یہ فانی اور ہلاک ہونے والی چیزوں پر دم دیتے اور مرتے ہیں۔ خواہشات نفسانی کے پیرو، ''مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا'' کہتے تو ہیں۔ لیکن ان کے دماغ دُنیا کی منزلوں میں گردش کر رہے ہیں، اور دل اُس کی اُلجھنوں میں اُلجھے ہوئے ہیں۔ وہ میرا تیرا کہتے اور پکارتے ہیں۔ ان کی منتہائے نظر ظلمت کدہ اور ان کا اصلی مقصد صرف فانی اشیا ہیں۔ یہ صراط المستقیم یعنی راہِ حق پر ہرگز چلنے کی کوشش نہیں

Marfat.com

کرتے، اور مجاہدۂ نفس سے بھاگتے ہیں۔

ریا پیشگان سراپا و غل　　نمایند درکار مردم خلل
در آرند در دامِ تزویر خویش　　بہر رنگ سازند تسخیر خویش

''یعنی یہ ریا کاری اور سراسر مکر و فریب کا پیشہ رکھنے والے، انسانوں کے کاموں میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ اور ان کو اپنی دروغ بانی اور جھوٹے کشف و کرامات سے دھوکا دیکر دامِ تزویر میں پھانسنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ ہر پہلو اور طریقہ سے تسخیر عوام کرتے ہیں۔'' ان کی شان میں حدیث ذیل وارد ہوئی ہے۔

يَخْرُجُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَّخْتِلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ يَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّانِ مِنَ اللِّيْنِ اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ يَقُوْلُ اللهُ اَنْ يَّغْتَرُوْنَ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰى اُوْلٰئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَكِيْمَ فِيْهِمْ حَيْرَانَ (احمد)

''آخر زمانہ میں کچھ آدمی ایسے نکلیں گے کہ دُنیا کو دین سے فریب دیں گے۔ یعنی دین کے اعمال سے اہل دُنیا کو فریب دے کر ان سے دُنیا کے طالب ہونگے۔ لوگوں کو اپنی طرف رجوع کرنے کے لئے بھیڑ کے چڑے پہنیں گے۔ ان کی گفتگو ملائم اور شکر سے زیادہ شیریں ہوگی۔ اور ان کے دل بھیڑیوں کے دلوں کے مانند ہوں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ دھوکا کھاتے ہیں بلکہ مجھ پر جرأت کرتے ہیں میں اپنی قسم کھاتا ہوں کہ ان لوگوں پر انہیں میں سے ایسا فتنہ بھیجوں گا کہ اس کے فرو کرنے کا علاج دانشمندوں سے بھی نہ ہو سکے گا۔''

زمانہ حال پر یہ پیشنگوئی صادق آ رہی ہے۔

نقدِ صوفی نہ ہمہ صافی و بے غش باشد
اے بسا خرقہ کہ مستوجب آتش باشد

(صوفی کا عمل صاف ستھرا اور بے لوث ہوتا ہے۔ اور کچھ ایسے بھی خرقہ پوش ہیں کہ سزا کے مستحق ہیں۔)

Marfat.com

اے مسلمانو۔! مکار پیروں سے بچو۔ جو ظاہر میں شکل انسانی اور باطن میں سیرت شیطانی رکھتے ہیں۔ نفس کے رقص وترنم سرائی کو افضل العبادت سمجھتے ہیں۔ اور دنیا کی کمائی کو مدِنظر رکھتے ہوئے سگ جویندہٗ استخواں کے مانند پراگندہ پھرتے ہیں۔ دنیوی مال جمع کرنے کی حرص ان کو دامنگیر ہے۔

اَلدُّنْیَا زُوْرٌ لَایَحْصِلُ اِلَّا بِالزُّوْرِ | دنیا مکر ہے اور بلا مکر کئے ہاتھ نہیں آتی

اگر انصاف سے دیکھا جائے تو تلقینِ راہِ حق بوالہوسوں کا کام نہیں۔ کیونکہ یہ راہِ حق سے خود ہی واقف نہیں۔ دوسروں کو کیا تلقین کرینگے۔؟ دین کے پیرایہ میں دنیا کمانا، دین میں منہ کالا کرنا ہے۔ دراصل یہ گروہ رحمانی طریق سے گمراہ کرنے والا اور شیطانی راہ پر چلانے والا ہے۔ ایسے اشخاص سے ہر زمانے میں اجتناب بہتر ہے۔ حکیم عمر خیامؒ فرماتے ہیں۔

ازلقمۂ فقر ہرکہ پرورد جسد　　روباہ شود گرچہ بود مست اسد
گر بے غرضی من مصدّق داری　　خاصیتِ نانِ وقف بخل ست وحسد

یعنی بھیک کے لقموں سے جو بدن پالتا ہے وہ خواہ شیر ہی کیوں نہ ہو لومڑی ہو جاتا ہے۔ اگر تو میری بے غرضی کو سچ جانتا ہے تو سن کہ نانِ وقف کی خاصیت بخل اور حسد ہے۔

اے طالبانِ صادق ومتلاشیانِ راہ حق! مخلص درویش کی تلاش میں رہو۔ جب مل جائے تو اس کی ہم نشینی کو غنیمت سمجھو۔

ہم نشیں اہل معنی باش تا
ہم عطایابی وہم باشی فتا (مولانا رومؒ)

"یعنی تو اہل معنی صاحب کمال کی ہم نشینی اختیار کر، تاکہ تجھ پر الطافِ الٰہی نازل ہوں اور الوہیت کے روشن اسرار بے نقاب ہو کر عیاں ہو جائیں۔" اگر تم اپنی نادانی

Marfat.com

ولا علمی سے کسی نا اہل زرّیں قبا کے حلقۂ ارادت میں پھنس گئے ہو، تو جب تم کو خوش قسمتی سے کوئی رہبر صادق، عارف باللہ، انسانِ کامل مل جائے، تو اپنے ارادے کی تکمیل اور اپنی تمنا کی تحصیل کے لئے مدعیان نیک نام سے قطع تعلق کر کے فوراً جذبۂ نیاز مندی سے مردِ حق کے ساتھ دلی تعلق اور ارادتِ قلبی حاصل کرلو۔ اس کے دامن کو بھول کر بھی نہ چھوڑو۔ قولہ تعالیٰ:

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝ (الکہف آیت ۱۷ پ ۱۵)

اور جسے اللہ ہدایت دے تو وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کرے تو اس کے لئے نہ کوئی ولی نہ کوئی مرشد

حدیث:

ذِكْرُ الْاَوْلِيَآءِ حِكْمَةُ الْقُلُوْبِ وَ كَفَّارَةٌ لِلذُّنُوْبِ (جامع الصغیر)

اولیاء اللہ کا ذکرِ خیر دلوں کے لئے حکمت کا بیش بہا خزانہ ہے اور (نمایاں) گناہوں کا کفارہ ہے۔

حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں۔ ؎

حافظ جنابِ پیر مغاں مامن وفاست — من ترک خاک بوسی ایں در نمی کنم
واعظ بہ طنز گفت حرام ست مئے مخور — گفتم کہ چشم وگوش بہر خر نمی کنم

اے حافظ پیر مغاں ہی جائے پناہ اور اہل وفا سے ہے۔ میں اس دروازہ کی خاک بوسی سے ہرگز باز نہ آوں گا چاہے کوئی کچھ بھی کہتا رہے۔ ناصح نے طنز سے کہا کہ شراب پینا حرام ہے۔ میں نے جواب دیا کہ اپنے آنکھ اور کان کسی بے وقوف کی طرف نہیں کرتا۔

عَنْ اَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ ؓ قَالَ، قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا بُوْيِعَ بِالْخَلِيْفَتَيْنِ فَاقْتُلُوْا ثَانِيًا (مسلم)

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب دو خلیفوں کے ہاتھ پر بیعت کی جائے تو تجھ کو لازم ہے کہ دوسرے یعنی ناقص سے قطع تعلق کرلے۔

Marfat.com

اے بسا ابلیس، آدم روئے ہست

پس بہردستے نباید او دست (رومیؒ)

بہت سے مکار عالم اور صوفی جن کا باطن، باطن ابلیس اور صورت انسانی ہے، فقیروں کے لباس میں پھرتے ہیں حقیقت میں یہ لوگ شیطان بہ شکل انسان ہیں۔مکروفریب سے دنیالوٹتے ہیں۔ان سے گریز کرنا چاہئیے۔

گر بریش و خایہ مردے شدکسے

ہر بُزے راریش و موباشد بسے

(کیاصرف داڑھی ہی مرد کی علامت ہے۔کیاہر داڑھی والا ہی مکمل ہے۔)

حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں شیاطین انس وشیاطین جن سے پناہ مانگ۔ابوذرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا آدمیوں میں بھی شیاطین ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں (احمد)

زمانۂ حال میں بدعمل عالموں اور صوفیوں کی کثرت ہے۔کاملین کی صورت بنا کر مخلوق کو دام فریب میں پھانستے ہیں۔مکار درویش طالب صادق کو جو مرشدِ کامل فرشتہ خصال کی تلاش میں ہوتا ہے، فریب دیتا اور کلماتِ عارفانہ اور ملفوظاتِ اولیائے عظام سنا کر مالِ دنیا حاصل کرتا ہے۔

اولیاءاللہ کے کلام کو تو طالبان پاکباز ہی سمجھتے اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، لیکن اہل دنیا جو اہل نفوس ہیں اُسکو نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔شہتوت کے ایک ہی درخت سے کیڑا ریشم، مکھیاں شہد، اور گدھا لید بناتا ہے۔ہر شخص ہر چیز سے وہی فائدہ حاصل کرتا ہے جس کی اس میں اہلیت ہو۔

Marfat.com

برگ درختاں سبز درنظر ہوشیار
ہر ورقے دفتر ایست ازمعرفت کردگار (سعدیؒ)

(سبز درختوں کا ہر پتہ صاحب بصیرت کیلئے معرفت کا دفتر ہوتا ہے۔)

مولانائے رومؒ فرماتے ہیں۔

کار مردان روشنی و گرمی است
کار دونان حیلہ و بے شرمی است

یعنی اولیاء کا کام قلب کو روشن کرنا، حرارت عشق پیدا کرنا یعنی دل کو آبِ حیاتِ عشق سے تروتازہ کرنا ہے اور کمینوں کا کام بے حیائی اور حیلہ جوئی ہے۔ وہ اس بہانہ سے کماتے کھاتے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک رات کو حضرت غوث الثقلینؒ اپنے حجرے میں رونق افروز تھے۔ جب نصف رات گزری آپ یکا یک اُٹھ کر جنگل کی طرف چل دیئے۔ جناب کے ارادتمندوں میں سے ایک شخص آپ کے پیچھے ہولیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں ایک شخص کی نعش رکھی تھی اور اس کی تجہیز و تکفین کا کُل سامان موجود تھا۔ حضرت نے اسے غسل دیا۔ بعد تجہیز و تکفین کے کچھ عرصے تک جناب نے وہاں قیام فرمایا۔ یکا یک آپ کے بشرے پر آثارِ شگفتگی نظر آنے لگے۔ چہرہ فرطِ مسرت سے مسکراتے ہوئے پھول کی طرح تروتازہ ہوگیا۔ کچھ عرصہ بعد کسی عمیق خیال میں مستغرق ہوگئے۔ چہرے کا رنگ بدل گیا۔ سرخی بالکل کافور ہوگئی۔ اتنے ہی دیر میں آپ ایسے لاغر اور نحیف ہوگئے جیسے کوئی مدت کا مریض ہوتا ہے۔ کچھ دیر کے بعد یہ صورت بھی نہ رہی۔ آپ اصلی حالت پر آ گئے۔ پھر وہاں سے مراجعت فرما کر واپس حجرے میں تشریف لائے۔ صبح کو جو معتقدین میں سے آپ کے ہمراہ رات کو گیا تھا، اُس نے شب کا واقعہ دریافت کیا کہ وہ رات والی میت کیسی

Marfat.com

اور کس کی تھی ــــ؟ آپ کے چہرے کا رنگ کیوں متغیر ہو گیا تھا اور کچھ دیر کے بعد آپ کے اصلی حالت پر آ جانے کا کیا سبب تھا ــــ؟ اس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ مقام یہاں سے کئی سوکوس کے فاصلے پر ہے۔ تم نے جس شخص کا جنازہ رات کو دیکھا وہ متوفی اقطاب میں سے تھا۔ جب اس نے دارِفنا سے رحلت کی تو مجھے حکم الٰہی ہوا کہ تم جا کر اس کی تجہیز و تکفین کرو میں بموجب حکم غیب وہاں گیا اور رسوم تجہیز و تکفین میت عمل میں لایا۔

اس وقت ملائکہ مقربین کو حکم باری ہوا کہ اس کے بجائے کوئی دوسرا شخص تجویز کر کے ان کی تسبیح اور خرقہ اسے دیدو۔ اس بشارت کو سن کر مجھے خوشی ہوئی کہ شاید اس کی جگہ مجھے تفویض کی جائے گی۔ اس لئے فرطِ خوشی سے میرا چہرہ دمکنے لگا۔ ملائکہ نے اس جگہ کی تقرری کے لئے بہت سے صوفی منقش خیال عظیم ترین طبقے کے مسلمانوں کے نام پیش کئے۔ لیکن وہ اہل نہ ہونے کے سبب یکے بعد دیگرے رد کر دیئے گئے۔ آخر انھوں نے سکوت اختیار کیا۔ خصوصیت کے ساتھ حکم الٰہی ایک شخص کیلئے ہوا۔ اس کا نام مع پتہ اور ولدیت بتایا گیا۔ اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ وہ اس وقت فلاں بت خانہ میں بت کے روبرو سر بسجود ہے۔ یہ خرقہ اسے تفویض کیا جائے اور اس جگہ پر اُس کا تقرر کیا جائے۔

ملائکہ نے حسب الحکم فوراً تعمیل کی اور وہ انوارِ ہدایت اور رحمتِ صمد سے مالا مال ہو گیا۔ اس کے بعد یہ حکم الٰہی صادر ہوا کہ اُس برہمن کا زنار بھی کسی کو پہنایا جائے۔ اَلْعَظْمَتُ اللہ۔ جب یہ سنا میرا دل انتہائی خوف سے متاثر ہو کر چہرے کا رنگ زرد ہو گیا۔ دھڑکتے ہوئے دل میں یہ خیالات آنے لگے۔ ایسا نہ ہو کہیں یہ زنار مجھ کو پہنایا جائے۔ ملائکہ نے عابدان ریاکار کے نام لینے شروع کئے۔ ان میں سے ایک شخص کی نسبت اللہ الصمد ذات بے نیاز سے حکم ہوا کہ فلاں عابد۔ جو عالم

Marfat.com

ارواح میں میری محبت کا دعویدار بنا تھا، دنیا میں جا کر اس کی زبان و عمل میں بہت فرق ہو گیا ہے۔ اس وقت میرے غیر میں مشغول، مسجد میں بیٹھا ریا کاری سے میری یاد کر رہا ہے۔ یہ زنّار اُس کی گردن میں ڈال دو۔ فرشتوں نے حکم کی تعمیل کی اس کے بعد میری طبیعت کو اطمینان وسکون ہوا۔ میرے دل سے امید و بیم کے خطرے جاتے رہے اور میں اصلی حالت پر آ گیا۔ اللہ رب العزت کا شکریہ بجالایا مجھے اس امر کا مزید یقین ہو گیا کہ اس کا فضل کسی علت واسباب پر یعنی عبادات وریاضت پر موقوف نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص اور یقین کو کامل کرنے یا کامل سے مکمل بنانے کیلئے کیسا پیارا سبق دیا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

یہ واقعہ کس قدر قابل غور ہے۔ جبکہ ایسی جلیل القدر، بزرگ اور برتر ہستی پر خوف سے ہیبت اور امید سے مسرت طاری ہو تو ماوشما کس حساب میں ہیں۔ مگر یہ ظلمت میں گھرے ہوئے مجسمے، نفس کے بندے، خواہشات کے غلام، خودغرض، خودبیں، جو دل چاہتا ہے کہتے اور کرتے ہیں اور حق سے بہت کم اثر پذیر ہوتے ہیں۔ اپنی ریائی عبادات کے بھروسے پر غافل اپنے نفس کے فریب سے دنیوی زندگی میں اسلامی نور سے حجابِ غفلت میں ہیں اور حقیقی اسلام سے دور۔ ان کی ہستی مسلمانوں کے لئے خطرناک ہے۔ ان حضرات نے روحِ اسلام کو صفحۂ کائنات سے دانستہ یا نادانستہ مٹانے کی ہمیشہ کوشش کی اور اب بھی کر رہے ہیں۔ اس وقت، ''مسلمانان درگور و مسلمانی درکتاب'' کا مہیب مقولہ پہلے سے کہیں زیادہ سچا ہو گیا ہے۔

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں خاک کا ڈھیر ہے (اقبالؒ)

احادیث کی چند مستند روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس امت میں بعض ایسے لوگ ہوں گے جو صوف کا لباس پہن کر میٹھی میٹھی باتیں کریں گے۔ لیکن ان کا دل ایلوے

Marfat.com

سے زیادہ تلخ ہوگا اور حدیث میں ثابت ہے کہ جس نے اس واسطے علم پڑھا کہ لوگوں میں عالم کہلایا جائے تو وہ کہلایا جائے گا اور قیامت میں پیشانی کے بال پکڑ کر جہنم میں ڈالا جائیگا۔(السنن والمساند)

مسلمانوں ـــــ! تم فقرائے کاملین کی صحبت اختیار کرو۔ صوفیانِ تصنع ساز کے تسبیح وخرقہ کے جال سے دور بھاگو۔ کسی کا بھی سویا ہوا دل ریاکارانہ تسبیح گھمانے اور خرقہ پوشی سے بیدار نہیں ہو جاتا۔ حافظؒ فرماتے ہیں۔ ؎

تسبیح و خرقہ لذت مستی نہ بخشدت
ہمت دریں عمل طلب از مے فروش کن

(حقیقی مستی کی لذت تسبیح اور خرقے سے نہیں بلکہ باعمل و باہمت شرابِ معرفت بیچنے والے سے ملتی ہے۔)

اپنے ہاتھوں آپ کو اور دوسروں کو برباد کرنے والے، اس تحریر سے چراغ پا ہونے کے بجائے انصاف کے آنسو بہا کر تو دیکھیں ہزار ہا دعوہ ہائے باطل کی گرد خود بخود دب جائیگی اور ان کو حجابِ نفسانیت اٹھتا ہوا نظر آئے گا۔ خیال ماسوا اللہ اور محبتِ غیر اللہ ہی تو محبوب کے چہرے کا پردہ ہے۔ لِلّٰہ اغیار سے دل کو صاف کر کے تو دیکھو، یہ کون ـــــ ہوش وخرد پر بجلیاں گرانے والا دل ودماغ پر چھائے جارہا ہے ـــــ؟ ؎

طالب حق ذکر حق دارد مدام
ذکر غیر حق حرام آمد حرام

(جو طالب حق ہیں۔ وہ ذکر حق میں ہمیشہ لگے رہتے ہیں۔ ذکر غیر حق ان کے لئے حرام ہوتا ہے حرام۔)

Marfat.com

کیفیاتِ مطالعہ

Marfat.com

پس جان لو کہ نہیں ہے کوئی الوہیت والا مگر اللہ
(سورۃ محمد)
AL-HAQQ-UL-MUBIN (MAK)
Design by: AL KHATR 0221785561

Marfat.com

Marfat.com

رہنمائے اعظم ﷺ کا پیغامِ عمل

اللہ تعالیٰ نے انسان کو کچھ اس طرح کے متضاد رجحانات عطا فرمائے ہیں کہ اگر وہ عقلِ سلیم سے کام نہ لے اور سفلی جذبات کا اتباع کرتا رہے تو وہ اسفل السافلین میں پہنچ جاتا ہے اور بصورتِ دیگر سفلیات سے ترکِ تعلق کر کے روحانیت کی طرف قدم بڑھاتا رہے تو اپنے مبدأ سے واصل ہوکر فرشتوں سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے۔ باری تعالیٰ نے اپنی کمالِ مہربانی سے انسان میں زندگی کا صحیح شعور پیدا کرنے کے لئے اور اس کو روحانی منازل کی دشوار گذار گھاٹیوں سے عبور کرنے کا طریقہ اور مادیت یا سفلیات میں انہماک کے خوف ناک اور تباہی خیز نتائج ظاہر کرنے کے لئے، انبیاءؑ اور اولیاءِ کاملینؒ کو پیدا فرمایا۔ ان مبارک ہستیوں نے اس کو نجات کا آسمانی نسخہ تعلیم کیا۔ دُنیا کی ابتدائے آفرینش سے تمام برگزیدہ ہستیوں کا متفقہ فیصلہ اور تعلیم یہی ہے کہ انسان کی نجات توحیدِ الٰہی میں ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ذات، صفات، افعال اور اسماء میں اللہ تعالیٰ کا کسی حیثیت سے بھی شریک نہ بنائے اور اسی لاثانی الوہیت والے کی عبادت کرے۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (محمد آیت ۱۹ پ ۲۶)	پس جان لو کہ نہیں ہے کوئی الوہیت والا مگر اللہ۔

اور فرمایا:

Marfat.com

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ○ (الانبیاء آیت ۲۵ پ ۱۷)

ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کو بھی وحی کرتے رہے کہ سوائے میرے کوئی الوہیت والا نہیں ہے تم لوگ میری عبادت کرو۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے صرف زبانی اقرار اور دل سے بھی تصدیق کرنے میں فرق ہے۔ دل سے صحیح اقرار تو اسی وقت ہوسکتا ہے، جبکہ یقینِ واثق ہوجائے۔ چونکہ یقین کی کیفیات بھی مختلف ہیں، کسی چیز کا سُن کر یا استدلال سے یقین کرنا اور آنکھوں سے دیکھ کر مطمئن ہوجانا جس طرح یکساں نہیں، عین الیقین اور حق الیقین کے درجات میں بھی عظیم الشان فرق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جتنی عمدگی سے طالبِ صادق توحیدِ الٰہی حاصل کرے گا، اسی قدر آسانی سے روحانیت کی ارتقائی منزلوں میں اس کو کامیابی نصیب ہوگی۔ جب کوئی جویائے حقیقت اپنے مبدأ کی طرف اس طرح رجوع ہوتا ہے کہ اس میں تعلق جسمانیت اور آلودگیٔ مادیت سے جو کثافتیں پیدا ہوگئیں تھیں، دور ہوجاتی ہیں تو اس پر عجائبات عالمِ امر اور انوار کی فراوانی کی وجہ سے ایسی کیفیات طاری ہوتی ہیں کہ اس کو اپنی ہستی کا بھی احساس باقی نہیں رہتا۔ حواسِ جسمانی غیر منظّم سے ہوجاتے ہیں۔

وہ سامنے ہیں نظامِ حواس برہم ہے
نہ آرزو میں سکت ہے نہ عشق میں دم ہے (اصغرؔ)

جب بندہ قرب نوافل کے مرتبے پر پہنچتا ہے تو اس کو حق میں اس قدر استغراق ہوتا ہے کہ اپنی ہستی کا بھی ہوش نہیں رہتا اور اس کے دل و دماغ، عقل و فکر اور قلب و روح پر حق چھا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ دیکھتا بھی ہے اور سنتا

Marfat.com

بھی ہے۔ لیکن پوست کی آنکھوں سے نہیں۔ گوشت کے کانوں سے نہیں۔ ''اللہ عزّ وجل ہی اسکے واسطے سمع، بصر اور ہاتھ پاؤں ہوجاتا ہے۔'' (بخاری) اس میں ارادتِ حق کا ظہور ہوتا ہے۔ شبلیؒ نے کہا ہے کہ عارف وہ ہے کہ دُنیا کی اِزار بنائے اور آخرت کی چادر اور پھر دونوں سے مجرّد ہوکر حق تعالیٰ سے منفرد ہوجائے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

انسانی طبائع چونکہ مختلف ہیں اور چونکہ سب کی فلاح و بہبود توحیدِ الٰہی پر ایمان لانے میں ہے، ہادی مطلق، انبیاء و مرسلینؑ کے ذریعے، ان کو اس طرح تعلیم فرماتا ہے کہ اُن کی کم فہمی کی بناء پر اُن کے سامنے حقائق و معارف کا ذکر نہ کیا جائے، تاکہ نہ سمجھ سکنے اور انکار کرنے کی وجہ سے وہ حق سے دور نہ جا پڑیں۔ اُن کو صورت سے بے صورتی، جسم سے روح کی طرف راغب ہونے کی اس طرح درجہ بدرجہ تعلیم دی جاتی ہے کہ اُن کی عقل پر زیادہ بار نہ پڑے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اَحْسَنُ ط (النحل آیت ۱۲۵ پ ۱۴)	(اے حبیب ﷺ) اپنے رب کے راستے پر (لوگوں) کو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔
حدیث: اَلنَّاسُ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ قِسْمٌ یُشَبِّهُوْنَ الْبَهَائِمَ وَقِسْمٌ یُشَبِّهُوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ وَقِسْمٌ یُشَبِّهُوْنَ الْاَنْبِیَاءَ. قِسْمٌ یُشَبِّهُوْنَ الْبَهَائِمَ فَهِمَتِ الْاَكْلَ وَالشُّرْبَ وَالنَّوْمَ وَالْمُبَاشِرَةَ اَمَّا قِسْمٌ یُشَبِّهُوْنَ	آدمی تین قسم کے ہیں۔ اوّل قسم کے بہ سیرت بہائم، دوسری قسم کے بہ سیرتِ ملائک، تیسری قسم کے انبیاء علیہم السلام کی سیرت و اطوار پر۔ پہلی قسم کے آدمی بہائم سیرت کھانے پینے سونے اور مباشرت میں مشغول رہتے ہیں اور جو گروہ فرشتہ صفات

Marfat.com

اَلْمَلَآئِکَۃَ فَھِمَتِ التَّسْبِیْحَ وَالتَّھْلِیْلَ وَالصَّوْمَ وَالطَّوَافَ وَالْخَیْرَاتِ اَمَّا قِسْمٌ یُشْبِھُوْنَ الْاَنْبِیَآءَ فَھِمَتِ الْمُحِبَّۃَ وَ الشَّوْقَ وَالْعِشْقَ وَالْمَعْرِفَۃَ لِلّٰہِ تَعَالٰی جَلَّ جَلَالُہٗ۔	ہیں وہ روزہ، طواف، خیرات، ذکر، فکر، تسبیح، تہلیل میں ہر وقت مصروف رہتے ہیں۔ لیکن جو اصحاب انبیاء علیہم السلام کے مانند ہیں، وہ شوق، محبت، عشق اور معرفتِ الٰہی جل جلالہ وعم نوالہ میں ہمہ وقت مستغرق رہتے ہیں۔

چنانچہ کلام اللہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بلحاظِ اعمال انسان مختلف اقسام پر ہیں۔ بعض اپنی بداعمالیوں اور کمائی ہوئی ظلمتوں کی وجہ سے حقائق کے منکر اور کافر ہیں، بعض حیاتِ دُنیا کی رنگینیوں میں مبتلا اور منافق ہیں اور بعض اللہ کے خاص الخاص بندے دولت دیدارِ الٰہی سے مشرّف ہونے کی اہلیت سے سرفراز ہیں۔

قولہ تعالیٰ: وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ ۙ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ ۚ (القیامۃ آیت ۲۲/۲۳ پ ۲۹)	اس دن (قیامت کو) (انبیاء اور اولیاء) کچھ ترو تازہ چہرے اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔
قولہ تعالیٰ: وَّ کُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَۃً ؕ فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ ؕ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ ؕ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۚۙ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ (واقعہ آیت ۷۔۱۱ پ ۲۷)	اور تم تین قسم ہوجاؤ۔ دائیں والے کیا خوب ہیں دائیں والے۔ اور بائیں والے کیا برے لوگ ہیں بائیں والے۔ اور سبقت لے جانے والے تو سبقت والے ہیں اور یہ ہی مقرب بارگاہ ہیں۔

ایک حدیث شریف میں انسانوں کی اقسام کو اس طرح بھی واضح فرمایا گیا ہے: اَلْمُسَافِرُوْنَ ثَلٰثَۃُ اَصْنَافٍ صِنْفٌ یُسَافِرُ فِی الدُّنْیَا رَأْسُ مَالِہِ الدُّنْیَا وَرِبْحَۃُ الْمَعْصِیَۃُ وَالنَّدَامَۃُ وَصِنْفٌ یُسَافِرُ فِی الْاٰخِرَۃِ رَأْسُ مَالِہِ الطَّاعَۃُ

Marfat.com

وَالْعِبَادَةُ وَرِبْحَةُ الْجَنَّةُ وَصِنفُ يُسَافِرُ اِلَى اللهِ رَأسُ مَالِهِ الْمَعْرِفَةُ وَرِبْحَةُ لِقَاءِ اللهِ تَعَالىٰ. "مسافر تین قسم کے ہیں: بعض دُنیا کا سفر کرتے ہیں، ان کا سرمایہ تجارتِ دُنیا اور اس کا نفع گناہ و ندامت ہے۔ (یہ گروہ بہائم اور انعام کے مانند ہے) اور بعض آخرت کا سفر کرتے ہیں، ان کا سرمایہ طاعت و عبادت ہے اور اس کا نفع جنت ہے۔ (یہ لوگ اوصافِ ملائکہ حاصل کرتے ہیں) اور بعض اللہ کی طرف سفر کرتے ہیں۔ ان کا رأس المال معرفت ہے اور اس کا نفع دیدارِ الٰہی ہے۔ (یہ لوگ انبیاءؑ اور اولیاء اللہؒ کے مانند ہیں)"

بہر حال اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ تمام انبیاءؑ اور صالحینؒ کی اصلی اور بنیادی تعلیم انسان کو بقدرِ استعداد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے آگاہ کرنا، آگاہی اور یقین سے اُس اعلیٰ ترین منزل پر پہنچانا ہے جہاں اُس کی اُلوہیتِ پاک کے علاوہ ہر ماسوا سے انسان کا قلب، دماغ، عقل اور وجدان ایسا صاف ستھرا ہوجائے کہ کسی طرح خطرۂ غیرحق کا اس کو وہم بھی نہ رہے۔ اس تعلیم حق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ظلمتِ جسمانی سے، انوارِ روحانی اور صورت سے بے صورتی کی طرف رجوع ہوکر انسان اسفل سے اعلیٰ کی جانب ترقی کرسکتا ہے۔

اگر بہ نظر غور دیکھا جائے تو دُنیا کی ہر شے ہر آن اپنی ہستی کو محو اور فنا کرتی نظر آتی ہے اور بلحاظِ انجام ترقی کی طرف قدم بڑھاتی ہے یا تنزل کی طرف۔ جس شے کی آخیر اعلیٰ صفات پر ہوتی ہے اُس کو ترقی کی طرف مائل اور جس کا خاتمہ اخلاق ذمیمہ پر یا سفلی جذبات کے ہمراہ ہوتا ہے اس کو تنزل کی حالت پر کہا جاسکتا ہے۔ عالمِ جسمانی گویا ایک زینہ ہے جس پر چڑھ کر انسان عروج اور جس کے ذریعے نیچے اُتر کر تنزل کرتا ہے۔ طالب حق کے روحانی ارتقاء کے لئے، عالمِ جسمانی کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ اگر کثرت

Marfat.com

نہ ہو تو وحدت کی طرف ترقی محال ہوجائے۔ اندھیرے ہی سے اُجالے کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور صورت ہی سے بے صورتی کا شعور پیدا ہوسکتا ہے۔

غیر اللہ سے دل کو پورا پورا صاف کر کے وحدانیتِ حق پالینا یا انسان کا اپنے حقیقی مقام پر فائز ہوجانا چونکہ بلحاظِ استعداد، کافی وقت اور صفائی ذہن چاہتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء و المرسلین علیہم السلام اور اُن کے نائبان یعنی اولیاء اللہؒ کے ذریعہ حسب حالات و طبائعِ انسانی ایسے اعمال تعلیم فرمائے، جن پر کاربند ہوکر طالبانِ صادق، لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی حقیقت سے قریب ہوجائیں اور گوہرِ مراد سے دامن بھرلیں۔ اب اس شاہراہِ مستقیم پر چلنے والوں میں بعض چند نعمتوں پر بس کرتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جو منعم پر خود قربان ہوکر سب کچھ پالیتے ہیں۔ بقول اقبالؒ ؎

تو ہی نادان چند کلیوں پر قناعت کرگیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگی داماں بھی تھا

ان برگزیدہ ہستیوں نے انسان کو ایسے اعمال رجحانات اور تعلقاتِ مادیت سے ہمیشہ علیحدہ رہنے کی تعلیم دی، جو اُس کی ترقی میں حائل اور اسفل کی طرف گرانے والے ہوں۔ دُنیا میں عموماً ایسے ہی انسانوں کی کثرت ہوتی ہے جو حقیقت کی طرف متوجہ ہونا نہیں چاہتے اور تعلیمات مذہب کو رسمیات اور حُسنِ صورت کے دائرہ میں محدود رکھنا ہی بڑا کمال سمجھتے ہیں۔ اُن کے دل و دماغ ظہورِ حقائق کے متحمل نہیں ہوتے۔ اس واسطے کہا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اسرار و معارف کو خاصانِ حق یعنی ترقی یافتہ انسانوں کے سامنے ظاہر کرتے ہیں، عوام کے سامنے نہیں۔ کیونکہ ہر شخص اُسی بات سے ہدایت حاصل کرسکتا ہے، جو اسکی سمجھ کے مطابق ہو۔ ورنہ اظہارِ حقیقت سے عوام

Marfat.com

کا چراغ پا ہونا حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیاءؑ اور عارفینؒ کے خلاف اُنکے احمقانہ اقدامات، اُنکی جہالت کا دردناک اور کھُلا ثبوت ہیں۔

پیغمبرِ اسلام ﷺ نے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا کہ لوگوں سے اُن کی عقل کے موافق گفتگو کی جائے اور اُن کو حسب مدارج تعلیم ہدایت پہنچے۔ لیکن قرآن مجید کا یہ اعجاز، اس کے کلام اللہ ہونے کا بیّن ثبوت ہے کہ ایک ہی آیت سے ہر درجہ کا طالبِ صادق اپنی وسعتِ فہم و ذکا کے مطابق فیضیاب ہوسکتا ہے۔ مندرجہ ذیل احادیث اس بات کی شاہد ہیں۔

كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَنْبِيَآءِ اُمِرْنَا اَنْ نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ وَنُكَلِّمُهُمْ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ (ابوداؤد)	آپ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاءؑ کے گروہ کو حکم ہے کہ لوگوں کو ان کے مرتبوں میں رکھیں اور ان سے ان کی عقلوں کے موافق گفتگو کریں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے علمِ اوّلین و آخرین کا وارث بنایا اور مختلف علوم کی مجھے تعلیم دی۔ ایک علم وہ ہے کہ جس کا چھپانا مجھ پر لازم قرار دیا کیونکہ وہ ایسا علم ہے کہ جسکو میرے بغیر کوئی نہیں اٹھاسکتا۔ دوسرا علم وہ کہ جسکے بتانے اور چھپانے میں مجھے اختیار دیا، تیسرا علم وہ ہے کہ جسکے متعلق یہ حکم ہوا کہ خاص و عام کو تبلیغ کردو۔ (تفسیر روح البیان جلد نمبر ۳، صحائف السلوک)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ:

حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وِعَائَيْنِ، اَمَّا اَحَدُهُمَا فَقَدْ بَثَثْتُهٗ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْبَثَثْتُهٗ لَقُطِعَ الْبُلْعُوْمُ. (بخاری کتاب العلم حدیث ۱۲۰)	میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو ظرف (علم کے) یاد کرلئے ہیں۔ چنانچہ اُن میں سے ایک تو میں نے ظاہر کردیا اور دوسرے کو اگر ظاہر کروں تو یہ ٹینٹوا کاٹ ڈالا جائے۔

Marfat.com

نیز حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ لوگوں سے وہی بات کہو جو وہ سمجھ سکیں۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اُسکے رسول کی تکذیب کی جائے۔ (بخاری)

آنحضرت ﷺ کا لایا ہوا پیغام چونکہ آخری اور تمام عالم کے واسطے ہے اور چونکہ انسانوں کی استعداد اور طبائع مختلف ہوتی ہیں، لہٰذا اسلامی تعلیمات حد درجہ وسیع، آسان اور قابل العمل ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط (الحج آیت ۷۸ پ ۱۷)	تم پر دین میں کسی قسم کی تنگی وسختی نہیں ہے۔

یعنی ہم نے احکام دین میں تمہارے لئے ہر طرح کی آسانی ملحوظ رکھی ہے۔ جس عمل و عبادت کے کرنے کی تم کو طاقت نہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا۔

قولہٗ تعالیٰ: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط (البقرۃ آیت ۲۸۶ پ ۳)	اللہ تعالیٰ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا، مگر اسی قدر جسکے اُٹھانے کی اس کو طاقت ہو۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دین میں آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور لوگوں کو خوش خبری سناؤ اور متنفر نہ کرو۔

(بخاری کتاب العلم)

نیز ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ہمیں نصیحت کرنے کے لئے کچھ دن مقرر کردیئے تھے، ہمارے پریشان ہوجانے کے خیال سے۔

(بخاری کتاب العلم)

غرضکہ تمام اسلامی عبادات اور تعلیمات میں انسانی طبائع کے لحاظ سے ایسی آسانیوں کا خیال رکھا گیا ہے کہ وہ دل جمعی اور ذوق و شوق سے ادا کی جاسکیں۔ ہر عبادت سے مقصد ذکرِ الٰہی ہے۔ یعنی جب انسان اللہ تعالیٰ کی الوہیتِ پاک کو تسلیم کرکے اوامر و نواھی کی پابندی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی

Marfat.com

کے لئے بار بار کرے گا، تو اُس کی یادِ پاک قلب میں جاگزیں ہوجائے گی اور حق میں انہماک کے مطابق اس کو روحانی عروج حاصل ہوگا۔ سلف صالحینؒ نے کہا ہے کہ ذکرِ الٰہی اس لئے تمام عبادتوں سے افضل ہے کہ عبادتیں ذکرِ الٰہی کا وسیلہ ہوا کرتی ہیں۔ بڑا مطلب اور اعلیٰ درجہ کا مقصد صرف ذکر ہے۔ اگر کوئی طالب صادق لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی سچے دل سے تصدیق کرتا ہو اور وہ کسی آیت کلام اللہ، کسی اسمِ الٰہی یا اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے ذکر میں مشغول ہو اور اُس سے بعض دوسرے فرائض ترک ہوجاتے ہوں تو وہ جمہور علمائے صالحین کے فیصلہ کے مطابق دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوسکتا اور یہی صورت تارک الذکر نمازی کی ہے۔ البتہ کسی فریضے یا آیتِ قرآن کے انکار سے اس کو کافر کہا جائے گا۔ کیا کوئی شخص اگر دانستہ زکوٰۃ نہ ادا کرے یا باوجودِ استطاعت سعادتِ حج سے عمر بھر محروم رہے تو توحیدِ الٰہی کا اقرار کرنے کے باوجود اس کو زمرۂ کفار میں شامل کیا جاسکتا ہے؟ نہیں ایسا شخص کافر نہیں بلکہ گناہ گار کہا جاسکتا ہے۔ ربِّ غفور الرحیم کو اختیار ہے کہ اُس کو عذاب کرے یا معاف فرمادے۔

مسلمانو! تم سوختگانِ محبتِ الٰہی کو جو تارک الدّنیا ہوتے ہیں، کسی ظاہری عمل کی عدم ادائیگی کی وجہ سے بہ نظرِ حقارت نہ دیکھو اور بھول کر بھی اُن کے درپے آزار نہ ہو۔ ''کہ صبر جان غمنا کان ترا فانی کند فانی'' (غمگین لوگوں کا صبر تجھے برباد کردے گا برباد۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ بہرہ مند میری شفاعت سے قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جو اپنے خالص دل سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ دے۔ (بخاری کتاب الرقاق، کتاب التوحید)

شریعتِ اسلام کو اپنی نظر اور اپنے علم میں محدود نہ سمجھو۔ اللہ کے راستے

Marfat.com

بے شمار ہیں، وہ اپنے کسی طالب صادق کے کسی بھی عملِ صالح کو قبول کر کے اپنی راہِ ہدایت کشادہ کرسکتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط (العنکبوت آیت ۶۹ پ ۲۱)	جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم اُن کو اپنی راہیں دکھادیتے ہیں۔

عبداللہ بن عمرؓو راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چالیس باتیں ہیں جن میں سب سے عمدہ بکری کا میخہ ہے۔ (یعنی کوئی دودھ والا جانور کسی کو دے دیا ہے کہ وہ دودھ پیا کرے پھر جب دودھ ختم ہوجائے تو اُس کے مالک کو واپس کردے میخہ کہلاتا ہے) اُن چالیس باتوں میں سے ایک بات بھی جو شخص بغرض ثواب اور اُس کے وعدہ کو سچا سمجھ کر کرے گا اللہ اُس کے سبب اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ حسانؓ راوی ہیں کہ ہم نے (اُن چالیس باتوں کو) شمار کرنا چاہا کہ سلام کا جواب دینا اور چھینک کا جواب دینا اور راستہ سے موذی چیز کا ہٹادینا، مگر ہم پندرہ باتیں بھی نہ گِن سکے۔ (بخاری کتاب الہبۃ)

....

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کا اُنکی نیتوں کے موافق حشر ہوگا۔ (بخاری کتاب الصوم)

....

نیز حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو نمازی ہوگا اس کو جنت کے باب الصلوٰۃ

Marfat.com

سے، جو جہاد کرنے والا ہوگا اُس کو باب الجہاد سے، جس نے بہت خیرات کی ہے، اس کو باب الصدقہ سے، جو شخص روزہ رکھنے والا ہے اُس کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ یہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ بظاہر اُس کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ان سب دروازوں سے بلایا جائے، جبکہ اس کو بلایا جاچکا ہو اور جنت میں داخل ہو چکا ہو، لیکن کوئی ایسا بھی ہوگا جس کو سارے دروازوں سے بلایا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اُمید ہے کہ تم اُن لوگوں میں سے ہوگے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

....

حضرت ابوسعیدؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کے دن کون بندہ، اللہ کے نزدیک افضل و ارفع ہوگا درجہ میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والا مرد اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والی عورتیں۔ پھر پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا ذکرِ الٰہی کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی بہتر و افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر جہاد کرنے والا اپنی تلوار کافروں پر چلائے یہاں تک کہ اُس کی تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خود یا تلوار خون سے رنگین ہوجائے، پھر بھی اللہ کا ذکر کرنے والا اُن سے مرتبے میں بہتر ہے۔

(مسلم، احمد، ترمذی)

Marfat.com

نیز حدیث میں ہے کہ:

اَلْمُؤْمِنُ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّيْلِ وَصَائِمِ النَّهَارِ (بخاری کتاب الادب)	مومن اپنی اچھی عادت کی وجہ سے اُس شخص کا درجہ حاصل کرتا ہے جو رات کو نماز میں گزارے اور دن کو روزہ دار ہو۔

غرضکہ عبادات سے مطلب اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک ہے۔ یہاں تک کہ جمرات پر کنکریاں مارنا بھی اسی لئے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جمرات پر کنکریاں مارنا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا صرف ذکرِ الٰہی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ (ترمذی، داری)

ذکر سے مقصد فکرِ الٰہی اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی حقیقت کا انکشاف ہے۔ صراطِ مستقیم پر چلنے کے یہ معنی ہیں کہ انسان تمام عبادات، اعمال، ریاضت و مجاہدہ، تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کے ذریعے درجہ بدرجہ اسفل سے اعلیٰ کی جانب سفر کرتا ہے اور رفتہ رفتہ عشق الٰہی کی آگ سے اپنے احساس، ادراک، عقل اور فکر کو غرضکہ اپنی ہستی کو جو بذاتہٖ موہوم ہے کلیتًا پھونک کر فنا ہوجاتا ہے۔ اور سوائے الوہیت والے کے اور کچھ نہیں رہتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جو نیکی کرتا ہے اُسے قیامت کے دن ترازو میں رکھیں گے۔ مگر کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہ اگر اُسے میزان میں رکھیں تو سات زمین اور سات آسمان اور جو کچھ اُن میں ہے، اُن سب سے زیادہ نکلے۔ (ترمذی، غزالی)

اس کلمہ مبارک کے معنی حقیقت الحقائق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور جب یہ کلمہ قال سے گزر کر حال ہوجاتا ہے تو طالب صادق کو شرک فی الوجود، شرک فی الصفات اور شرک فی الافعال سے رہائی نصیب ہوتی ہے۔

Marfat.com

جبکہ قرآن واقعی اللہ کی کتاب ہے اور کُل مسلمانوں کے لئے دائمی رہنما ہے۔ تو ہمارا اپنی زندگی میں اس کی اطاعت کرنا عابدانہ اطاعت ہے۔ اس اطاعت میں جو بندوں کی طرح اپنی طرف سے فرماں روائے عالم ہستی لازوال کی رضا کے لئے دل و جان سے کوشش کرتے اور بمقتضائے آیت مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی○ (النجم آیت ۱۷) آنکھ اِدھر اُدھر نہ پھیرتے، راہِ مقصود پر ہمیشہ رہتے، ریاضت و مجاہدے کے ذریعے راہِ سلوک کو طے کئے جاتے ہیں تو اس طرح اپنے آپ کو تصرف الٰہی کے تحت میں ڈال دیتے ہیں اور پھر "مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا" سے اس کی پناہ میں آجاتے ہیں۔ وہ انہیں اپنی ربانیت دکھاتا ہے۔ حدیث:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمِرَاءُ فِی الْقُرْاٰنِ کُفْرٌ (احمد و ابوداؤد)	روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔

جھٹلانے کا یہ مطلب ہے کہ قرآن کی بعض آیات سے قرآن کی آیت کو جھٹلانے کا ارادہ کرے۔ مثلاً ذکر، فکر، تسبیح اور اعمال صالح کی بابت جو آیات، قرآن مجید میں وارد ہیں، ان کو نماز کی آیتوں سے جھٹلائے اور روکے یا کسی کو ان کے عمل کرنے سے مانع ہو یا احکامِ نماز کو اعمال مذکورہ کی آیتوں سے رد کرے وہ کافر ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَالَّذِیْنَ سَعَوْا فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ○ (الحج آیت ۵۱ پ ۱۷)	جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے رد کرنے میں ہمارے عاجز کرنے کے لئے کوشش کی وہی لوگ جہنمی ہیں۔

Marfat.com

الغرض قرآن مجید اور احادیث شریف میں مختلف احکامِ عبادات وارد ہوئے ہیں۔ اس میں جو شخص جس عبادت کو کثرت سے کرے گا کامیاب ہوگا۔ مگر کامیابی کامیابی میں بھی فرق ہے۔ ایک کامیابی یہ ہے کہ دوزخ سے رستگاری اور بہشت کا حصول۔ دوسری کامیابی یہ ہے کہ ہمیشہ دیدارِ محبوب سے مسرور اور بہرہ اندوز رہنا کہ محبوب اِن کا اور وہ محبوب کا ہوجائے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

Marfat.com

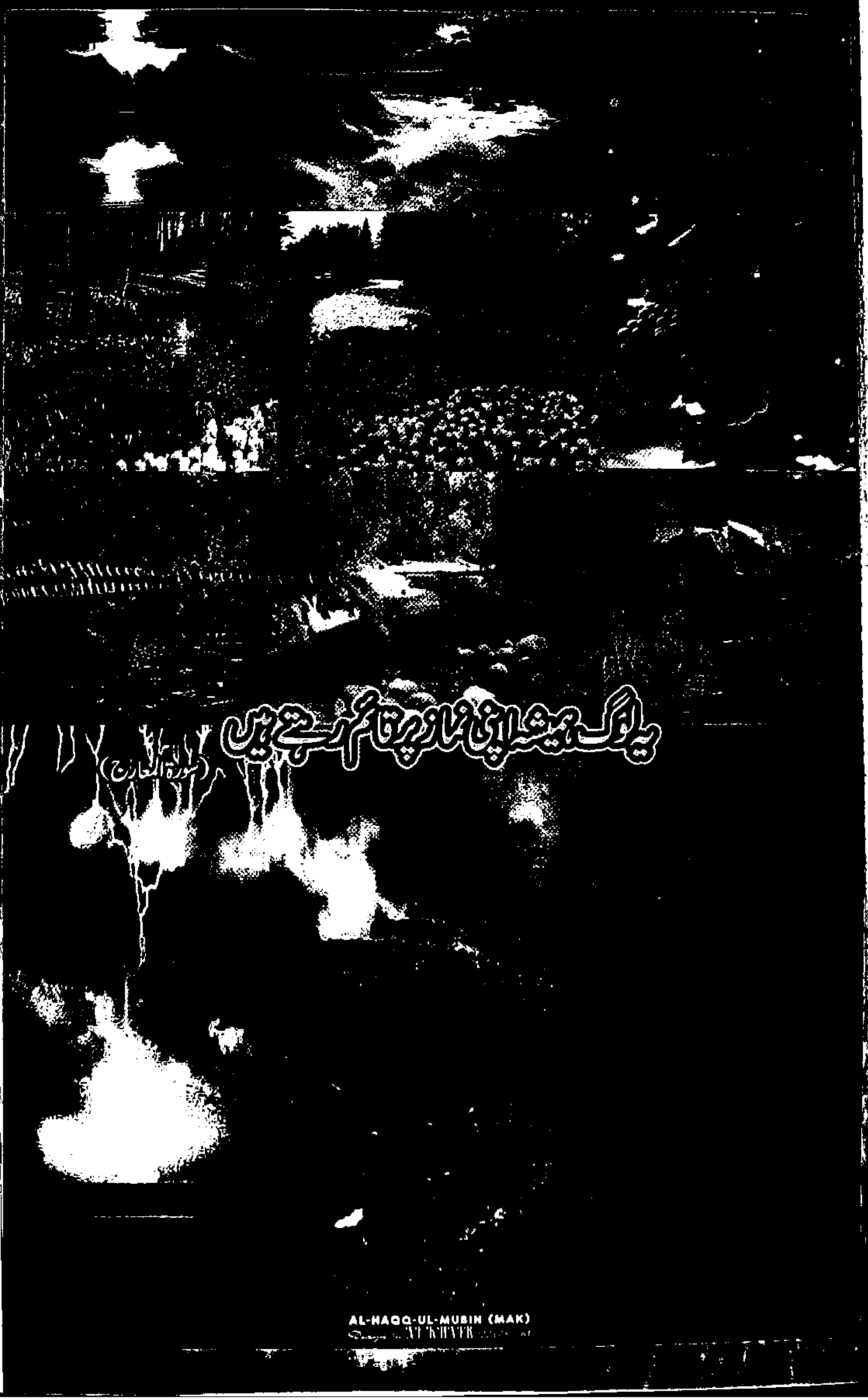
یہ لوگ ہمیشہ اپنی نماز پر قائم رہتے ہیں
(سورۃ المعارج)
AL-HAQQ-UL-MUBIN (MAK)

Marfat.com

Marfat.com

نمازِ شریعت

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اولین پرسش نماز بود

(روزِ محشر جان دلگداز سے سب سے پہلی پرسش نماز کی بابت ہوگی۔)

کلام اللہ میں جابجا نماز کی تاکید ہے اور احادیث اس کی فضیلت سے پُر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ پانچ وقت نماز باجماعت ادا فرماتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی کوئی نماز ترک نہیں ہوئی، اور آپ ﷺ نے نماز کے عمداً ترک کرنے کو قریبِ کفر فرمایا ہے اور یہ بھی ارشاد کیا ہے کہ نماز ستونِ دین ہے۔

تمام علمائے دین اور مشائخِ کُبار اس کی پابندی کرتے چلے آئیں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ سے قرب کا ذریعہ ہے۔ حدیثِ قدسی میں ارشاد ہے:

لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبَ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ اِلٰی آخِرِہٖ۔ (بخاری ومسلم)	میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا ہمیشہ تقرب حاصل کرتا ہے، یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں۔

نماز کو معراج المؤمنین فرمایا گیا ہے اور معراج میں حضور ﷺ کو قربِ حق عطا ہوا تھا۔ جلّ جلالہٗ وعمّ نوالہٗ کا کس قدر کرم ہے کہ اس عنایت سے حضور ﷺ کی اُمت کو بھی محروم نہ رکھا۔ بلکہ پانچ وقت قربِ معراج سے مشرف فرمایا۔

Marfat.com

حدیث میں ارشاد ہے کہ ''جب بندہ سجدہ میں جاتا ہے تو اس کے اور معبود کے درمیان ایک بالشت کا فرق رہ جاتا ہے۔'' (بخاری، مسلم) لوگ سلاطین، اُمرا اور اہل اللہ کے ملنے اور پاس جانے کی اجازت ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ جناب باری تعالیٰ اپنے بندوں کو پانچ بار بلکہ جتنی مرتبہ وہ چاہیں باریابی کی عام اجازت عطا فرماتا اور اپنی رحمت و مغفرت کے خلعت سے سرفراز کرتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ○ (النساء آیت ۱۰۳ پ ۵)	پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو۔ کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے پھر جب مطمئن ہوجاؤ تو نماز قائم کرو۔ بیشک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

نماز ایک ایسا عمل ہے جس کو کسی وقت چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ جب تک حواس قائم ہیں اس فریضہ کا ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر قیام کی طاقت نہیں، بیٹھ کر پڑھے۔ بیٹھنے کی طاقت نہیں، لیٹ کر پڑھے اور اعضاء حرکت نہ کریں تو اشارہ سے پڑھے۔ بغیر شرعی عذر کے نماز ترک کرنے والا فاسق اور گنہگار ہے۔ مگر دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ حکم عدولی کی پاداش میں سزا پاکر چھٹکارا پائے گا۔ یہ مذہبی فتویٰ ہے۔

ہر حال میں آقا کے حکم کی تعمیل لازمی ہے۔ عبادت یعنی نیک اعمال سے بھاگنا انسان کے لئے بُرے نتائج پیدا کرتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۧ (المومن آیت ۶۰ پ ۲۴)	بیشک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہوکر دوزخ میں جائینگے۔

قانونِ فطرت ہے کہ ہر کامل کے سامنے ناقص سرنگوں ہوتا ہے۔ شاگرد

Marfat.com

اُستاد کے سامنے، بچہ ماں باپ کے سامنے، مرید مرشد کے سامنے اور غلام آقا کے سامنے عاجز ہے۔ ربّ العالمین کی بارگاہِ عظمت و جلال میں سرِ نیاز خم کردینے کی سعادت مقدّر والوں کو نصیب ہوتی ہے۔ ورنہ انسان باوجود عطا کی ہوئی طاقتوں کے کچھ نہیں کرسکتا۔ اللہ جو چاہے کرتا ہے۔ انسان کی کُل طاقتیں اُس کی بِلا منشا بے کار ہیں۔ یہ دھوکے سے سمجھ رہا ہے کہ میں کچھ ہوں، مجھ میں قوت ہے، میرے ہاتھ، پاؤں یا جملہ اعضاء ہیں اور ان سے میں حسبِ منشاء کام لے سکتا ہوں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت نہیں ہوتی تو ان سب اعضاء اور طاقتوں کا ہونا اور نہ ہونا یکساں ہوجاتا ہے۔ انسان فانی ہے اور وہ باقی۔ یہ عبد ہے اور وہ معبود۔ وہ رازق ہے یہ مرزوق۔ یہ قصور کرنے والا ہے وہ معاف کرنے والا اور یہ مرنے والا ہے وہ حیّ و قیّوم ہے۔ یہ اُس کی عنایت اور نوازش ہے کہ انسان کو مظہرِ صفات بنا کر مخصوص نعمتوں سے بھی حصہ دیا۔ قُرب و شُکر اور وحدت کے دریا میں شناور کیا۔

سب تعریف اللہ ہی کے واسطے ہے جو تمام عالموں کا رب ہے۔ اسی لئے انسان کا اپنے عجز، اس کی قوت اور برتری، اپنی محتاجی اور اُس کے کرم، اپنی بے بسی اور اُس کی عنایات اور نوازشات کا تصور کرکے عاجزی سے اس کے حضور میں سربسجود ہونا ضروری ہے۔ ناتوانی اور عاجزی کے اعتراف کا یہی طریقہ ہوسکتا ہے کہ جان و دل سے اُس کے سامنے اپنا عجز ظاہر کرتا رہے۔ کبھی کھڑے ہوکر، کبھی ہاتھ باندھ کر، کبھی رکوع میں سرنگوں ہوکر، کبھی سَر زمین پر رکھ کر اور ناک رگڑ کر، غرض کہ مسجودِ عالمین کے سامنے ہر صورت سے اپنا عجز ثابت کرتا رہے۔ تمام کائنات میں کوئی ایسا نہیں، جو اس کے

Marfat.com

حضور میں سرنگوں نہ ہو۔ قولہٗ تعالیٰ:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَکَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ط وَکَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْہِ الْعَذَابُ ط (الحج آیت ۱۸ پ ۱۷)	کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ کیلئے سجدہ کرتے ہیں وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت آدمی اور بہت وہ ہیں جن پر عذاب مقرر ہو چکا ہے۔ (جو سجدہ نہیں کرتے)

قرآن مجید سے واضح ہے کہ: ''آسمانوں اور زمین میں سب اس کی تسبیح پڑھتے ہیں''۔ قولہٗ تعالیٰ:

تُسَبِّحُ لَہُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْھِنَّ ط وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ (بنی اسرائیل آیت ۴۴ پ ۱۵)	اس کی تسبیح (پاکی) پڑھتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں، اور کوئی چیز نہیں جو اس کی تسبیح (پاکی) نہ بولے (مگر) ہاں تم انکی تسبیح نہیں سمجھتے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو چونکہ مظہرِ صفات اور اشرفُ المخلوقات بنایا ہے، اس کو تسبیح اور عبادات کے سب جامع طریق سکھائے ہیں۔ اکابر نے حالتِ سُکر میں بھی حکم الٰہی کی تعمیل کی۔ جب ان کو ظاہری ہوش آیا، فوراً اپنے مولیٰ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے، سر جھکا دیا اور پیشانی خاک پر رکھ کر ناک رگڑی۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

چو نماز می گزارم بخدا خبر ندارم
کہ تمام شد رکوعے کہ امام شد فلانے

یعنی جب میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں اللہ کی قسم مجھے یہ خبر نہیں ہوتی

Marfat.com

کہ رکوع کب ختم ہوا اور امام کون بنا۔

نماز طہارتِ ظاہری اور باطنی کے ساتھ ہدایاتِ قرآن اور احادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں ادا کرنا چاہیئے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ○ (طٰہٰ آیت۱۴ پ۱۶)	بلاشبہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری عبادت کرو اور میری یاد کے واسطے نماز قائم رکھو۔

حدیث شریف میں آیا ہے: ''نماز قرآن پڑھنے اور اللہ کو یاد کرنے اور اس کی پاکی اور بڑائی بیان کرنے کا نام ہے''۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ سیرت النبی جلد ۵)

قولہٗ تعالیٰ: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ (الاعلیٰ آیت۱۴ پ۳۰) ''مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا۔''

وضو:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَیْدِیْكُمْ مِّنْهُ ؕ (المائدہ آیت۶ پ۵)	اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنے مُنہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوؤ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ اور اگر تمہیں غسل کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہولو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا اور اگر تم جنبی ہو اور ان صورتوں میں پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمّم کرو تو اپنے مُنہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو۔

الحدیث: عن حمران مولی عثمان بن عفان انه رأی عثمان دعا بوضوء

Marfat.com

فافرغ على يديه من إناه فغسلهما ثلاث مرات ثم أدخل يمينه في الوضوء ثم تمضمض واستنشق واستنثر ثم غسل وجهه ثلاثا ويديه إلى المرفقين ثلاثا ثم مسح برأسه ثم غسل كل رجل ثلاثا ثم قال رأيت النبی ﷺ يتوضأ نحو وضوئی هذا وقال من توضأ نحو وضوئی هذا ثم صلی ركعتين لايحدثث فيهما نفسه غفر الله له ماتقدم من ذنبه (بخاری حدیث ۱۵۹ باب ۱۱۹) ''حضرت حمران مولیٰ عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے ایک برتن منگوایا تو اپنے ہاتھوں پر تین دفعہ پانی ڈالا اور انہیں دھویا۔ پھر دایاں ہاتھ برتن میں ڈالا تو کلی کی پھر ناک میں پانی لیا، پھر تین مرتبہ چہرے کو دھویا اور دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ کہنیوں تک، پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر دونوں پیروں کو ٹخنوں تک تین دفعہ دھویا، پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو میرے وضو جیسا وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے جن میں خیالات نہ آنے دے تو اسکے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔''

طریقہ نماز:

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا ○ (بنی اسرائیل آیت ۱۱۰ پ ۱۵)	اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو اور نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز کی طرف اٹھو تو وضو پورا کرو۔ پھر کعبہ کی طرف منہ کرو، پھر تکبیر کہو، پھر جس قدر آسان ہو تو قرآن پڑھ لو، پھر رکوع کرو، حتیٰ کہ رکوع میں مطمئن ہوجاؤ۔ پھر اٹھو حتیٰ کہ سیدھے کھڑے ہوجاؤ پھر سجدہ کرو، حتیٰ کہ سجدے میں مطمئن ہوجاؤ پھر اپنی ساری نماز میں اس طرح کرو۔

(شرح مشکوٰۃ شریف جلد دوئم، بخاری جلد اوّل، مسلم شریف جلد اوّل)

Marfat.com

آغاز نماز:

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ○ (البقرۃ آیت ۲۳۸ پ۲)	اور اللہ کے آگے مؤدب کھڑے ہو۔
فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ (البقرۃ آیت ۱۴۴ پ۲)	پس تو اپنا منہ مسجد حرام (خانہ کعبہ) کی طرف پھیر اور تم لوگ جہاں بھی ہو اسی کی طرف اپنا منہ پھیرو۔

نیت:

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ (الانعام آیت ۷۹ پ۷)	میں یکسو ہوکر اپنا رخ کرتا ہوں اُس (اللہ) کی طرف جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ایک اسی کا ہوکر اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں۔
قولہ تعالیٰ: قُمْ فَاَنْذِرْ ○ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ○ (مدثر آیت ۲،۳ پ۲۹)	کھڑے ہوجاؤ اور اپنے رب کی ہی بڑائی بولو۔
قولہ تعالیٰ: وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ○ (بنی اسرائیل آیت ۱۱۱)	اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو۔

الحدیث: حدثنا يحيى بن بكير قال حدثنا الليث عن عقيل عن بن شهاب قال اخبرني ابوبكر بن عبدالرحمن بن الحارث انه سمع اباهريرة يقول كان رسول الله ﷺ انا قام إلى الصلاة يكبر حين يقوم ثم يكبر حين يركع ثم يقول سمع الله لمن حمده حين يرفع صلبه من الركعة ثم يقول وهو قائم ربنا لك الحمد ثم يكبر حين يهوى ثم يكبر حين يرفع رأسه ثم يكبر حين يسجد ثم يكبر حين يقضيها ويكبر حين يقوم من الثنتين بعد الجلوس (بخاری حدیث ۷۵۰ باب ۵۰۸)

"حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے، تو کھڑے

Marfat.com

ہوتے وقت تکبیر کہتے، پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کہتے، پھر سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے، جب کہ رکوع سے پیٹھ کو سیدھی کرتے۔ پھر سیدھے کھڑے ہوکر رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہتے، پھر جھکتے وقت تکبیر کہتے پھر سر اُٹھاتے وقت تکبیر کہتے، پھر سجدہ کرتے وقت تکبیر کہتے پھر سجدے سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے۔ پھر ساری نماز میں اسی طرح کرتے۔ یہاں تک کہ پوری نماز ہوجاتی اور جب دو رکعتوں کے آخر میں بیٹھنے کے بعد کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔''

تکبیر:

اَللهُ اَكْبَرُ (التوبہ آیت ۷۲ پ ۱۰)	اللہ بہت بڑا ہے۔
قولہٗ تعالٰی: وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ (الطور آیت ۴۸ پ ۲۷)	اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو جب تم کھڑے ہو۔

ثنا:

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُکَ (متفق علیہ)	پاک ہے تو اے اللہ اپنی تعریف کے ساتھ اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بلند ہے اور اللہ کا کوئی غیر نہیں۔

تعوذ:

اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (متفق علیہ)	پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے۔

تسمیہ:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (النمل آیت ۳۰ پ ۱۹، الفاتحہ آیت ۱)	ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔
قولہٗ تعالٰی: وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ (الحجر آیت ۸۷ پ ۱۴)	بے شک ہم نے تم کو سات آیتیں دیں جو دہرائی جاتی ہیں۔
وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ (بنی اسرائیل آیت ۱۱۱ پ ۱۵)	اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کو۔

Marfat.com

حدیث: لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ (صحیح بخاری، صحیح مسلم) اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔

ترجمہ: (سورۂ فاتحہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝	تمام تعریفیں اللہ کے لئے پروردگار ہے جو تمام جہانوں کا، بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ جزا و سزا کے دن کا مالک ہے۔ ہم تجھ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا، نہ کہ ان کا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا۔

قراءت:

فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (مزمل آیت ۲۰ پ ۲۹)	اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو۔

حدیث: عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا صلی احدکم للناس فلیخفف فان منہم الضعیف والسقیم والکبیر واذا صلی احدکم لنفسہ فلیطول ما شاء (بخاری، مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے کیونکہ ان میں کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی تنہا نماز پڑھے تو جیسے چاہے جتنا طول دے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ (حج آیت ۷۷ پ ۱۷)	اے ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی بندگی کرو۔
فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ (واقعہ آیت ۷۴ پ ۲۷)	تو اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح کرو۔

Marfat.com

رکوع:

سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡمِ (متفق علیہ)	پاک ہے اور عظیم ہے میرا رب۔

قومہ:

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنۡ حَمِدَہٗ (متفق علیہ)	سن لی اللہ نے جس نے اسکی تعریف کی۔

تحمید:

رَبَّنَا لَکَ الۡحَمۡدُ (متفق علیہ)	اے ہمارے رب ہر تعریف تیرے ہی لئے ہے۔
قولہٗ تعالیٰ: اِذَا یُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ یَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ سُجَّدًا ۙ﴿﴾ وَّ یَقُوۡلُوۡنَ سُبۡحٰنَ رَبِّنَاۤ (بنی اسرائیل آیت ۱۰۷-۱۰۸ پ ۱۵)	جب ان پر پڑھا جاتا ہے ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں پاک ہے ہمارے رب کو۔
سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ الۡاَعۡلَی ۙ﴿﴾ (اعلیٰ آیت ۱ پ ۳۰)	اپنے اعلیٰ رب کے نام کی تسبیح کر۔

سجدہ:

سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی (متفق علیہ)	پاک اور اعلیٰ و برتر ہے میرا رب۔

قعدہ:

حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو یوں کہے:

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیۡنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیۡنَ اَشۡھَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ (متفق علیہ)	تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں۔ اے نبی ﷺ! آپ ﷺ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اسکی برکتیں ہوں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

Marfat.com

كَانَ يُعَلِّمُنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّحِيَّاتُ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ (بخاری کتاب الصلوٰۃ)	نبی ﷺ ہمیں اس طرح التحیات سکھاتے تھے، جس طرح ہمیں قرآن سکھاتے تھے۔
قولہ تعالیٰ: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (الاحزاب آیت ۵۶ پ۲۲)	اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی ﷺ پر۔ مومنو! تم بھی نبی ﷺ پر درود اور سلام بھیجا کرو۔

درود:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (بخاری کتاب الانبیاء)	اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر سلامتی (درود) بھیج جیسا کہ تو نے سلامتی (درود) بھیجا حضرت ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کی آل پر۔ بیشک تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔ اے اللہ! برکت بھیج حضرت محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی حضرت ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کی آل پر۔ بیشک تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔

دعا:

قولہ تعالیٰ: اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ○ (البقرہ آیت ۱۸۶ پ۲)	جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارے تو میں اُس کی دعا قبول کرتا ہوں تو ان کو چاہئے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔

سلام:

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے دائیں اور

Marfat.com

بائیں جانب سلام پھیرتے۔ یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کے رخسار انور کی سفیدی دیکھ لیتا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ	تم پر سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ	تم پر سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔

(عن ابن مسعودؓ مسلم و اصحاب خمسہ)

نماز کو شرک، رِیا اور ماسوائے اللہ سے پاک ہوکر بحضور دل اور عجز و شوق سے ادا کرے اور جو کچھ پڑھ رہا ہے اسے سمجھے کہ کیا اور کس کے حضور میں عرض کررہا ہے؟ ورنہ رِیا اور دکھاوے کے لئے ایسا کام کرنے سے ڈرنا چاہیئے کہ ایسی ذاتِ جبار و قہار کے سامنے گستاخی کرنے سے موردِ عذاب نہ ہوجائے اور نماز سے فراغت پاکر اس بات کا پورا پورا خیال رکھے کہ بحالتِ نماز اُس عظمت و جلال والے کی حضوری میں جو کچھ بھی اقرار کیا اور عرض کیا ہے، اُس کی خلاف ورزی نہ ہو، ورنہ اللہ تعالیٰ کے روبرو جھوٹے دعوے کرنا، غلط بیانی سے کام لینا اور لغو اقرار شدید ترین گناہ ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۝ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ ھُمْ یُرَآءُوْنَ ۝ (الماعون آیت ۴ تا ۶ پ ۳۰)	عذاب کی سختی اُن نمازیوں کے لئے ہے جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

طہارتِ باطن کے بغیر نماز واقعی نماز نہیں ہوتی اور جب تک حُبّ دُنیا اور غیر اللہ کے بتوں سے دل صاف نہ کرلیا جائے انسان باطنی نجاستوں میں آلودہ رہتا ہے۔

Marfat.com

دل اگر صاف نہ ہو پاک نہ ہوگا انساں
یوں تو ابلیس کو بھی شرطِ وضو آتی ہے

صرف ارکان کی پابندیوں کو حاصل نماز سمجھنا اور دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہ ہونا، نماز ادا کرنا نہیں اس مقدّس فریضے کا مذاق اُڑانا ہے۔ کور باطنانِ بے حضور کی آگاہی کے لئے آنحضرت علیہ التحیۃ والصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ (بخاری، احمد)	نماز بغیر حضوری قلب نہیں ہوتی۔

افسوس! مسلمان نماز کی روحانی برکتوں سے غافل ہوگئے۔ نمائشی تقلید کے دُھندلے پن میں یہ رہنما اور روشن چراغ بجھ گیا۔ تاریکی چھاگئی۔ گمراہی نے منزلِ مقصود کی پگڈنڈی کو یعنی اعمالِ حسنہ اور خلوص سے عبادت کرنا بھلا دیا۔

انہوں نے قرآنِ کریم کی تعلیم اور رسولِ شفیق صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت اور پاکیزہ رہنمائی کا کچھ خیال نہ کیا۔ یہ عاقبت کے برباد کرنے والے، صوم و صلوٰۃ کو ریاکارانہ، بطور رسم و عادت اور خواہشات دُنیوی و اُخروی یعنی نفسانی اُمیدیں برآنے کی غرض سے ادا کرنے لگے اور سمجھ لیا کہ دراصل ہم منزلِ مقصود کے جادہ پر گامزنی کررہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا۠ (الکھف آیت ۱۱۰ پ ۱۶)	اپنے مالک کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کر۔

فلسفہ ارکان نماز

لب ذکر الٰہی سے ہلیں دل حمد سے بھرپور — رگ رگ تری جلواتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو معمور
ہوں منظرِ انوارِ الٰہی ترے آگے — آنکھیں تری سوئیں بھی تو دل یاد میں جاگے

Marfat.com

بیٹھے سے بھی لیٹے سے بھی ہو ذکرِ الٰہی
ہوجائے گی دل کی اسی صورت سے صفائی

قرآن و احادیث کے راز آئینہ کردوں
ساغر ترے دل کا مئے توحید سے بھردوں

یہ فلسفۂ رازِ نمازِ نبوی ﷺ تھا
تمہید تھی عنوانِ رسول عربی ﷺ تھا

مقصود تھا اس طرح سکھانے کا طریقہ
ارکان سے ہو ذکرِ الٰہی کا سلیقہ

یہ صرف نہ تھا فرض کہ ارکان کو کرلیں
بیکار میں اس زحمتِ الزام کو سرلیں

معنٔ نماز اصل میں اذکارِ خدا ہیں
وہ ہم سے جدا اور نہ ہم اس سے جدا ہیں

ہے **نون** کا یہ راز نفی کردے خودی کو
اور **میم** کا مقصد ہے مٹا نقشِ دوئی کو

مقصود **الف** ہے کہ اعانت کی دُعا کر
تا ہوئے عبادت تری دل خوب جما کر

زے کہتی ہے زائد ہو اگر ذکرِ الٰہی
ہوجائے گی کافور ترے دل کی سیاہی

یہ ترجمہ لفظی ہے صلوٰۃ نبوی ﷺ کا
مکی ﷺ مدنی ﷺ ہاشمی ﷺ ومطلبی ﷺ کا

یہ کیا کہ کہیں دل ہے کہیں سجدہ کہیں ہم
ہے اس سے نظام امتِ مرحوم کا برہم

انسان کا ہے فرض کہ عرفان کو جانے
اور وادیٔ توحید کے ہر ذرّے کو چھانے

قومہ ہو نہ سجدہ ہو نہ جلسہ نہ رکوع ہو
دل ذکرِ الٰہی سے بہ ایں شکل رجوع ہو

اخلاص سے طے کرنا ہے وادی شریعت
بن جائے گرویدۂ آثارِ طریقت

یوں زینہ بہ زینہ جو ہو معراج کی صورت
ہوجائے گا سر مرحلۂ بامِ حقیقت

ہے جادۂ عرفان یہی توحید یہی ہے
پوشیدہ اسی راز میں سب اَمر و نہی ہے

مقصود عبادت کا ہے دیدارِ الٰہی
ہو جلوہ گہِ ناز کو اس طرح سے راہی

لب بند ہوں آنکھیں بھی ہوں بند قلب ہو جاری
ہاں ہاں اسی رفتار میں راحت ہے ہماری

جو عارف و کامل ہیں انہیں دید ہے ہردم
دُنیا میں غرض ان کے لئے عید ہے ہردم

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ. "نماز مسلمانوں کے لئے معراج ہے اور نماز دین کا ایک رکن ہے۔" جب نماز ہی کی وقعت تیری نظروں میں نہ ہوگی تو پھر کون سے شرعی امر کا احترام تیرے دل

Marfat.com

میں ہوگا، جو ایمان والے صاحبِ بصیرت اور حق بین ہیں ان کے لئے نماز معراج ہے۔ لیکن جو لوگ اپنے خیال سے خود کو عابدوں کے زمرہ میں سمجھ کر رسماً یا عادتاً عوام کو دکھانے کے لئے نماز پڑھتے ہیں ان کے دل پر دُنیا کے پراگندہ خیالات اور ان کے دماغوں پر پریشان کُن اُخروی تفکرات سیاہ ابر کے مانند چھائے رہتے ہیں۔ ان کو نماز میں بجائے دید و اتصال کے ہر لمحہ بُعد اور دوری بڑھتی رہتی ہے۔ ان حضرات کو آنکھیں کھول کر آئینۂ عمل میں دیکھنا چاہئیے کہ کبھی زاہدانِ خشک کو آج تک کسی وقت نماز میں معراج بھی ہوئی ــــــ؟ اگر واقعی انہیں معراج ہوتی تو ان کے لئے اس کا کوئی محسوس اثر باقی رہتا۔ صُوری اور معنوی خوبیوں کے زیور سے آراستہ ہوتے۔ اس کے بعد ان کا اس نماز کے ادا کرنے کا دعویٰ صحیح اور اپنی طاعت و بندگی کی قبولیت کا ثبوت درست ہوتا۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ مَنْ لَا مِعْرَاجَ لَهٗ لَا صَلٰوۃَ لَهٗ.
''جس کو نماز میں معراج یعنی دیدارِ الٰہی نہیں ہوا اس کی نماز بھی نہیں ہوئی۔''

نماز کی روح اخلاص اور حضورِ قلب ہے۔ جہاں تک ممکن ہو اس کی پورے طور سے حفاظت کرنی چاہئیے۔ جب اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ (الانعام آیت ۷۹) کہے، تو اپنے روئے دل کو کُل چیزوں سے پھیر کر ہمہ تن اللہ ہی کی طرف متوجہ ہو۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے، تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سوائے دُنیا کی کسی چیز کی وقعت اس کے دل میں نہ رہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے، تو اس کا دل ربِ کریم کی نعمتوں کے شکر کے ساتھ ہو۔ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہے، تو اپنے ضعف اور عجز کو مدنظر رکھ کر یہ خیال کرے کہ کُل مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے۔ جس طرح بظاہر رکوع و سجود میں صفت و ثنا کرتا ہے اسی طرح باطن سے بھی کرے، تاکہ ظاہر و باطن موافق ہوجائیں، کیونکہ نماز عین نیاز ہے، جس سے دلی عاجزی

Marfat.com

ورزش ہی مراد ہے نہ کہ فقط جسم ہی کی حرکات۔ چونکہ انسان نماز میں اپنے پروردگار کے ساتھ ہم کلامی کرتا ہے اس لئے اس کو چاہئے کہ نماز اچھی طرح ادا کرے تاکہ اس کا نام موافقین نماز کی فہرست میں درج ہوجائے۔ نماز کو خوب کوشش اور اہتمام سے پڑھے۔ حضرت زین العابدینؓ بن حسین رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تو جنابؓ کے چہرہ مبارک کا رنگ یہ متغیر ہوجاتا کہ پہچانے نہ جاتے تھے۔ لوگوں نے جنابؓ سے اس کا سبب دریافت کیا۔ آپؓ نے جواباً فرمایا کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ میں کس کے روبرو کھڑا ہوتا ہوں——؟

حدیث نبویﷺ ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر اس طرح نماز پڑھے کہ وہ جو کچھ پڑھتا ہے اس کو سمجھتا بھی ہے۔ یہاں تک کہ نماز ختم کرے تو وہ ایسا ہوجاتا ہے کہ گویا آج ہی اس نے جنم لیا ہے۔

(بخاری شریف جلد ۱۔ مستدرک جلد ۱ ص ۱۳۰ حاکم مختصر)

چونکہ نماز خلاصہ اقرب الی اللہ ہے اور گناہوں کا کفارہ اور برائیوں کی دافع ہے۔ لہٰذا نماز بحضور قلب معنی سمجھ کر پڑھے۔ جو زبان سے کہے وہی دل..... میں ہو۔ کیونکہ اعتبار دل کا ہے نہ کہ زبان کا۔ دل و دماغ کو رخصت کر دینا۔ غفلت میں محض ادائے الفاظ ہی کو کمال سمجھ لینا اور اس کے معنی اور حقائق سے بے پرواہ ہوجانا دانشمندی نہیں بلکہ بیوقوفی ہے۔ اگر زبان دل کی ترجمان نہ ہو تو نمازی طریق مناجات حق تعالیٰ سے متکلم نہ ہوگا۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہﷺ نے جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہو تو وہ اللہ کی طرف پوری طرح متوجہ رہے۔ کیونکہ جب تک تم نماز میں ہو اللہ سے باتیں کر رہے ہو۔ (ترمذی شریف بحوالہ کنز العمال جلد ۔ صفحہ جلد ۵)

Marfat.com

اربابِ قرب کلام الٰہی سنتے اور عظمتِ عالم جبروت کا مشاہدہ کرتے ہیں، جو روح کی خاص غذا ہے اور اس کو ماسوا کی طرف متوجہ ہونے سے روکتا ہے۔ قرب حق کے اثر سے روح دریائے شہود میں ایسی مستغرق ہوجاتی ہے کہ نمازی کا احساس بھی غائب ہوجاتا ہے۔

حکایت

ایک روز مسلم بن یسارؒ مسجد بصرہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اتفاقاً ایک ستون گرا۔ کُل جماعت کو اس کے گرنے کا حال معلوم ہوا، مگر ان کو مطلق خبر نہ ہوئی۔ اسی طرح شیخ علی بن سہیل اصفہانیؒ ایک مرتبہ اپنے مکان میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ان کی خادمہ کنویں میں گرگئی۔ مکان والوں نے شور وغل کیا۔ اہلِ محلّہ نے اسے کنویں سے نکال لیا۔ جب تک وہ نماز سے فارغ نہ ہوئے اُن کو کچھ خبر نہ ہوئی۔

صلوٰۃ صلی سے مشتق ہے جس کے معنی آگ میں گرنا ہے۔ نماز میں مُصلّی تجلّی صفات کے انوار قبول کرکے، انتہائے خضوع وخشوع کی سوزش سے آگ کی مانند ہوجاتا ہے۔ اس تجلّی کی علامت خضوعِ قلب ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی شے پر تجلّی کرتا ہے تو وہ چیز نیست ہوجاتی ہے۔ خشوع عبودیت کا خاص رکن ہے۔ بغیر اس کی نماز کامل نہیں ہوتی۔

نمازی کو چاہئیے کہ وہ اُمور مستحبہ، مسنون اور واجبات کو لئے ہوئے ہو۔ لیکن ان سب کے ساتھ حضورِ قلب کی خاص ضرورت ہے۔ نماز بغیر حضورِ قلب، تکلیفِ جوارح کے سوائے، مقصد کی طرف رہنما نہیں ہوتی اور نہ بغیر حضورِ قلب، مسلمان کی نماز درست ہوسکتی ہے۔ حضورِ قلب سے خضوع پیدا ہوتا ہے اور لَوْ خَضِعَ قَلْبُهٗ لَخَشِعَ جَوَارِحُهٗ یعنی ''خضوعِ قلب کی علامت

Marfat.com

خشوعِ جوارح ہے۔" اگر دل میں خضوع ہوگا اعضاء میں بھی خشوع ہوگا۔ خشوع صفتِ نفسانی کی قید و بند سے رہا کرتا ہے۔ کما قال تعالیٰ:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ (مومنون آیت پ ۱۸)	بے شک ان مسلمانوں نے فلاح پائی جو اپنی نماز میں خشوع رکھتے ہیں۔

خشوع یہ ہے کہ نماز میں یہ سمجھے کہ میں رب العالمین کے حضور میں حاضر ہو کر سوالی رحمت کا طالب ہوں۔ دائیں بائیں دو فرشتے کھڑے مجھے دیکھ رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ بارگاہِ حق میں مجھ سے خلافِ ادب کوئی امر ظہور میں آ جائے اور میں دھتکار دیا جاؤں۔ حق تعالیٰ مجھ سے ناراض ہو کر کہیں رد نہ کر دے اور مردود نہ ہو جاؤں۔ بحالت قیام دل پر عظمتِ حق کے رعب و ہیبت سے خشوع و خضوع کی کیفیت طاری ہو اور چہرے پر مردنی چھائی ہو۔ بندہ کو خشوع ادب لازم ہے اور اکرام کے لئے ان دست بستہ کھڑا ہو اور قدموں کے درمیان شاہوں کے آگے زر خرید غلاموں کی طرح رہتے ہیں ہونا چاہئے۔ نمازی کو چاہئے کہ بحالت قیام اپنے دل میں دائیں طرف بہشت اور بائیں جانب دوزخ کا خیال رکھے اور خود کو حق تعالیٰ کے روبرو ایسا تصور کرے جیسے مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں ہو۔ نماز اگر خالصاً لوجہ اللہ ادا کی جائے تو ذریعہ قرب و درجات ہوگی۔ ورنہ ترکیبی ذریعہ عبادت ہے۔ تربیت اعضاء بغیر لگاؤ قلب اور نفع آخرت کے سوائے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ رب کریم نے نماز کا حکم فرماتے ہوئے لفظ اقامت فرمایا۔ کما قال تعالیٰ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور اَقِمِ الصَّلٰوةَ "نماز کو قائم کرو اور نماز کو قائم کر" اس سے نماز کا باقاعدہ اہتمام سے ادا کرنے کا حکم ظاہر ہوتا ہے۔ تجارت پیشہ کو تجارت کے نفع و نقصان کا حال ہمیشہ معلوم ہوتا رہتا ہے۔ افسوس کہ ہم کو تو ہر

Marfat.com

کے برابر بھی اپنی نمازوں کی نسبت یہ معلوم نہیں کہ تمہاری عبادات درجہ مقبولیت تک پہنچتی بھی ہیں یا تمہارے مُنہ پر ماری جاتی ہیں۔

دُنیا میں کُل علوم و ہنر، تجارت، کاشت اور دستکاریوں کا منشاء روپیہ حاصل کرنا ہے۔ اسی طرح دین میں کُل عبادات کا منشاء قرب، دید، عرفان اور اتصالِ الٰہی ہے۔ اس دُنیا میں انسان کو کُل محنت اور مشقت کا صلہ مل جاتا ہے، لیکن ریاکار زاہدانِ خشک کو انکی شومیٔ قسمت سے درگاہِ الٰہی سے کوئی صلہ نہیں ملتا۔ وہ اپنی کج فہمی کے سبب ہمیشہ اللہ سے دور ہی دور رہتے ہیں۔

اِسلامی ارکان کے حقیقی فلسفہ کا روشن پہلو

مسلمانوں نے عموماً نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے ارکان کی صرف ظاہری صورت پر ہی اکتفا کرلیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اصل ظاہری اور باطنی خوبیاں حاصل نہ کرسکے۔ وہ پابندِ صوم وصلوٰۃ نظر آتے ہیں، لیکن عرصۂ حیات میں اپنی قوم اور خلق اللہ کی سچی خدمت کا جذبہ نہیں رکھتے۔ اکثر مولوی وصوفی سورۂ یٰسین اور آیت کریمہ کو دُنیا کی بہبودی کے خیال سے لاکھوں بار بطور وظیفہ پڑھتے ہیں، لیکن قوم کی بہتری کے لئے جذبۂ وفاداری اور ایثار کو بیدار نہیں کرتے۔ یہ محتاج بیان نہیں کہ اسلام کا منشاء نماز سے باہمی اخوت کے حقیقی جذبات اور مسرت انگیز قومی اتحاد پیدا کرنا بھی ہے۔ جمعہ کی نماز کا مفہوم: ہفتہ بھر کے واقعات کو اسلامی برادری کے سامنے پیش کرکے اس پر رائے زنی کرنا، صحیح حل و مناسب تجاویز پر اجتماعی فیصلہ کو عملی جامہ پہنانا، اللہ کے لئے باہمی امداد کرنا اور جناب باری کی طرف رجوع ہوکر طالب امداد ہونا، نماز جمعہ کا کس قدر عمدہ ظاہری فائدہ ہے۔ اسی طرح عیدین کی

Marfat.com

نمازوں اور حج کے اجتماع سے علاوہ انمول روحانی فوائد کے، بیشمار ظاہری برکتیں سچّی اخوت کی بناء پر حاصل کی جاسکتی ہیں۔ لیکن اب نماز کا صرف ظاہری ڈھانچہ باقی ہے۔ اس کی اصل روح، معنوی اور ظاہری فوائد سے امام اور مقتدی کو کچھ واسطہ نہیں۔ یہ وجہ ہے ضعفِ اسلام کی اور اسی وجہ سے یہ عمارت دن بدن کمزور ہوتی چلی جارہی ہے۔

روزہ کے فوائد سے اپنے ابنائے جنس کی تکالیف محسوس کرکے ہمدردانہ طور پر فیاضی سے اللہ کے لئے ان کی خدمت کرنا بھی خیال کیا جاسکتا ہے۔ زکوٰۃ کے مال سے بوقتِ ضرورت، مضمحل و پریشان قوم کی پریشانیوں سے متاثر ہوکر، جذبۂ صادق سے، ان کو دور کرنے کا انتظام کس قدر اطمینان بخش تھا۔ افسوس کہ اسلامی تعلیم طاعت وعبادت کو جو دینی و دنیوی ترقی کا زینہ تھا نظر انداز کردیا گیا۔ ان کی باطنی خوبیوں تک تو اُن کی نظر پہنچتی ہی نہیں، لیکن ظاہری برکتوں سے بھی انہیں کوئی واسطہ نہیں رہا۔ غافل یہ نہ سمجھے کہ جو آیاتِ قرآنی اور نبی کریم ﷺ کی احادیث باغِ بہشت اور نارِ دوزخ کے متعلق وارد ہوئی ہیں وہ اسی عزّت و مسکنت کی سخت ترین صورت ہے جو اس دُنیا میں کسی پر مستولی ہوجاتی ہے۔ ہمارے نبی معظم ﷺ کی تعلیم کس قدر معقول اور تدریجی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّبِعُوْا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ – رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ وَابْنُ عَاصِمٍ فِي كِتٰبِ السُّنَّةِ (ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''جو مرتبہ میں بڑی جماعت ہے اس کے ساتھ رہو اور اس کی پیروی کرو۔ جو جماعت سے علیحدہ ہوا وہ آگ میں ڈالا جائے گا۔'' ابن ماجہ عن انسؓ و عاصمؒ کتاب السنۃ۔

Marfat.com

اجماع کی حقیقت کا احساس ہوتے ہوئے بھی اس سے متاثر نہ ہونا اور خود غرضی کی صورت میں کسی کا جماعت سے علیٰحدہ ہونا، ضعف و پراگندگی کا باعث اور اسی دُنیا میں اس کے تمدنی زوال کا سبب ہوگا اور اس کو حق سے چشم پوشی کی وجہ سے آخرت میں دہکتی ہوئی روحانی تکالیف ہوں گی۔

صالح اجتماعی زندگی میں بے شمار ظاہری اور باطنی فوائد ہیں اور جماعت سے علیٰحدہ ہونے والا اپنی دنیوی اور اُخروی زندگی کو، نفسانیت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے خراب کرلیتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ط (روم آیت ۳۱-۳۲ پ ۲۱)	اللہ سے ڈرتے رہو اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں میں سے نہ بنو۔ ان میں سے جنہوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالی اور بہت سے جتھے ہوگئے۔
حدیث نبوی ﷺ: مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ (احمد، ابوداؤد ۴۷۵۸)	جو شخص ایک ساعت کے لئے بھی جماعت سے ایک بالشت علیٰحدہ ہوا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ نکال دیا۔

مسلمانو! سچی اخوت اور اپنے اعمال میں للّٰہیت پیدا کرو۔ نماز تمہاری جسمانی و روحانی زندگی کے لئے بہت مفید ہے۔ صلوٰۃ کا فائدہ جو اسی زندگی میں مخلص نمازی کو پہنچتا ہے، قادرِ قیوم نے خود اس کو بکمالِ مہربانی ظاہر فرمادیا ہے کہ جو نماز کو صحیح معنوں میں پڑھے گا اُس سے تمام بُرائیاں اور آلودگیاں دور ہوجائیں گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اگر تم میں کسی کے دروازے پر کوئی نہر ہو کہ وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو تم کیا کہتے ہو کہ یہ ''نہانا'' اس کے میل کو باقی رکھے گا؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ

Marfat.com

یہ اس کے میل کو کچھ بھی باقی نہیں رکھے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانچوں نمازوں کی یہی مثال ہے۔ اللہ ان کے ذریعہ سے گناہوں کو مٹاتا ہے۔ (بخاری باب الصلوٰۃ، صحیح مسلم) نیز ذکرِ جلیل کی فضیلت، برتری اور دور رس فوائد کی وجہ سے اس کی مواظبت کی تاکید کی ہے کہ تم حقیقت کا جامہ پہننے کے قابل بن جاؤ۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُط (العنکبوت آیت ۴۵ پ۲۱)	بے شک نماز فحش باتوں اور بُرے کاموں سے روکتی ہے اور ہر آئینہ اللہ کا ذکر بڑا (درجہ رکھتا) ہے۔

یعنی نماز باز رکھتی ہے ان کاموں سے جو عقل کے نزدیک بُرے اور جن کی ممانعت ازروئے شرع ہے، جس شخص کو نماز بُرے کاموں سے نہیں روکتی وہ نمازی نہیں وہ درگاہِ الٰہی سے دور ڈالدیا جاتا ہے۔ اس آیت شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز صفاتِ مذمومہ اور جنابات سے پاک و صاف کرتی ہے۔ اگر میلے کپڑے کو صابن لگا کر اچھی طرح دھویا جائے تو سفید و شفاف ہوجاتا ہے۔ نماز جو ایک اعلیٰ، ارفع اور پاکیزہ عبادت ہے، اگر کوئی اس کو باقاعدہ ادا کرے تو بلاشبہ اُس کی زبان جھوٹ، غیبت، فحش اور کُل بُری باتوں سے، ہاتھ ناجائز کاموں سے اور پاؤں غلط راستوں سے باز رہیں گے اور اُس کا دل بُری صِفتوں یعنی کبر، کینہ، حسد اور رِیا وغیرہ سے صاف ہوجائے گا، اُس میں تزکیہِ نفس کا شعور پیدا ہوگا اور ذکرِ الٰہی کی مواظبت سے حیاتِ حقیقی پر فائز ہونے کا جذبہ بیدار ہوگا۔ لیکن جس کی نماز اُس کو بُرے کاموں سے باز نہ رکھے اور وہ منہیات، مزخرفات، فواحش اور مکروہات میں مبتلا رہے، وہ نمازی نہیں، ریاکار اور دھوکے باز ہے، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ کبھی غلط نہیں

Marfat.com

ہوسکتا۔ بے شک نماز حُبِ دُنیا اور افعالِ ذمیمہ سے نمازی کو باز رکھتی ہے۔

جُہلا اور نااہلوں نے عبادت کے معنوں کو صرف نماز و روزہ کے رسمی اور تنگ حلقہ میں محدود کردیا ہے، جس کی وجہ سے وہ اُس کے مفید اثرات سے محروم ہیں۔

عبادت کے معنی بہت وسیع ہیں۔ عبادت کی خاص غرض و غایت دیدارِ حق ہے اور نماز روزہ کی طرح ہر وہ کام کرنا جس کا حکم اللہ اور اُسکے رسول ﷺ نے دیا ہے، عبادت ہے۔ ذکر وفکر، تزکیہ، تصفیہ، ریاضت و مجاہدہ، اکلِ حلال، صدقِ مقال، دُنیا سے نفرت کرنا، مراقبہ، علم معرفت حاصل کرنا اور لقاء الرحمٰن کا شوق وغیرہ فرض عین ہے۔ حکم الٰہی کے مطابق عمل کرنا اور دوسروں کو طاعتِ الٰہی کی ترغیب دینا اوامر کہلاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے منع کیے ہوئے کاموں سے مجتنب رہنا اور دوسروں کو مُنہیات سے باز رکھنا نواہی ہے۔ جن لوگوں نے صرف نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی ہی ظاہری شکل کو عبادت سمجھ لیا ہے ان کے نزدیک دیگر ہزارہا افعال جو دراصل نیک اور داخل عبادت ہیں، عبادت نہ رہے۔ افسوس یہ اپنی کج فہمی کے باعث ان کو ترک کر بیٹھے اور اُن کے جاوِدانی فوائد سے محروم ہوگئے۔

اسلام کی بنیاد ارکانِ خمسہ یعنی کلمۂ توحید، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ پر قائم ہے۔ علمائے ظواہر نے غالبًا ان ارکان ظاہری کی ادائیگی کو اصل مقصد سمجھ لیا ہے۔ اُن کی تالیف کردہ کتابوں پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ اُن کے دماغ کی زیادہ سے زیادہ طاقت اعمالِ ظاہری کے لئے وقف رہی ہے۔ اُن کی کتابوں میں طلاق کے مسائل ملیں گے، نکاح کے ابواب ہوں گے، کپڑوں کے پاک کرنے کا ذکر ہوگا، کنوؤں کا پاک کرنا، برتنوں کا پاک کرنا،

Marfat.com

جانوروں کا ذبح کرنا، قربانی کے جانوروں، حتیٰ کہ اُن کی ہڈیوں، کھالوں کا تذکرہ، عقیقہ، عدّت، تقسیمِ غنیمت، عُشر، فطرہ کے مسائل، کفن کے کپڑے، قبروں کی قسمیں، اُن کی لمبائی، چوڑائی، گہرائی کا بیان، بیع و شِریٰ، جزیہ، غلاموں، ذِمیوں کے حقوق، لونڈیوں اور اُن کی اولاد کا تذکرہ، استنجے کے مسائل، وضو کے فرائض، سنتیں اور غسل کے فروعی مسائل تک پر بحثیں ملیں گی، حتیٰ کہ حیض کے مسائل اور نفاس تک پر ابواب پائے جائیں گے اور اُن پر اختلافی بحثوں کے صفحہ کے صفحہ نظر آئیں گے، لیکن طہارتِ قلب و روح کے سلسلہ میں اُن کی تصنیفات ایسی خاموش نظر آئیں گی کہ اُن کے مطالعہ کے بعد آپ مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ کو یہ کہنے میں بالکل حق بجانب پائیں گے کہ ؎

قصہٗ حیض و نفاس آموختی
دفترِ الہام حق را سوختی

(عورتوں کے مسائل سے تو، تُو آگاہ ہوگیا ہے، لیکن الہامی باتوں کو تو نے بھلادیا ہے۔)

اسلام نے انسان کی روحانی اصلاح پر جس قدر زور دیا ہے، وہ محتاجِ بیان نہیں۔ کلام اللہ اور احادیث کا ایک بار ہی بہ نظرِ غور مطالعہ کرنے والا، اس حقیقت کو بآسانی پاسکتا ہے۔ طہارتِ ظاہری سے یہ مقصد ہے کہ انسان میں باطنی طہارت کا شعور پیدا ہو اور جسم کے بعد قلب، قلب کے بعد روح کا ایسا تصفیہ ہوجائے کہ روح معراجِ کمال پر پہنچ کر قربِ رب العالمین اور اُس کی بے شمار اعلیٰ اعلیٰ نعمتوں سے فیضیاب ہو۔ اُن کی کتابوں میں حضورِ قلب، خضوع و خشوع، خوف و رجا، تسلیم و رضا، صدق و اخلاص، فقر و محبت، حقائق و معارف، کشف و یقین، حضوری و غفلت، ترکِ دُنیا،

Marfat.com

لقاء الرحمٰن، توکل، تصفیہ، تزکیہ، ذکر وفکر، فنا و بقا، سُکر وصحو، جذب وسلوک اور زُہد وتقویٰ غرضکہ باطنی اعمال کا بہت ہی کم یا برائے نام ذکر ملے گا۔ کبر و ریا کی بیخ کُنی، بُغض و حسد، قہر و غضب، کینہ اور تمام دیگر ذمائمِ اخلاق کے علاج کی طرف اُن کے ذہن کو رجوع ہونے کا بہت کم موقع ملا ہے۔ بے شک جسمانی اعمال اور طہارت کے سلسلہ میں اُن کی مساعیٔ جمیلہ قابل داد ہیں، لیکن اعمال باطنی سے چشم پوشی، طہارتِ قلب اور طہارتِ روح کی طرف سے ان کی عدم توجہی نے، دیگر مذاہب کے طالبانِ حق کو عموماً اور اُمتِ مرحومہ کو خصوصاً، اسلام کی اُس پاکیزہ روحانی تعلیم سے روشناس ہونے کا بہت کم موقع دیا، جس کی اتباع ہی میں انسانیت کی نجات مضمر ہے۔

مسلمانو! جس طرح جسم میں روح ہے اور بغیر روح کے جسم مردہ کہا جاتا ہے، اسی طرح وہ اعمال جو بے روح ہیں، مُردوں کی طرح کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ عمر بھر کے بے روح اور مردہ اعمال سے ہم عالمِ آخرت کی بھلائی اور لقاء الرحمٰن کی طرف ایک انچ بھی نہیں بڑھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو صدق کی قدر ہے۔ کما قولہٗ تعالیٰ:

هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ (المائدہ آیت ۱۱۹ پ ۷)	یہ وہ دن ہے جس میں صادقین کو اُن کے صدق سے نفع ہوگا۔

مارا نہ مرید وِرد خواں می باید نے زاہد و حافظ قرآں می باید
صاحب دردے سوختہ ساماں می باید آتش زدۂ نجانماں می باید

(ہمیں نہ تو کوئی مرید چاہیے اور نہ ورد و ذکر کرنے والا زاہد و حافظ، بلکہ ہمیں تو ایسا سوختہ دل صاحبِ درد چاہیے جو اپنی ذات کو آتش محبت سے پھونک چکا ہو۔)

اُس کی بارگاہِ قدس میں تو قلب سلیم کی مانگ ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ؕ (الشعراء آیت ۸۹ پ ۱۹)

(کوئی نجات نہ پائے گا) مگر وہ شخص جو اللہ کے پاس قلب سلیم لائے گا۔

ظاہر کی اہمیت سے انکار نہیں، لیکن جسم کو پانی سے پاک کرنا اور بات ہے اور قلب کو ماسوا اللہ سے پاک کرنا اور بات۔ یاد رہے کہ ارکان خمسہ یا دوسرے فرائض کی ادائیگی اصل مقصد نہیں ہے۔ یہ رہنمائے منزل تو ہوسکتے ہیں، حاصل منزل نہیں۔ عبادات انسان کی قلبی اور روحانی صلاحیتوں کو بیدار کرتی ہیں اور اُس میں علمِ حقیقی حاصل کرنے کی استعداد پیدا ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ مخلص عابد، عارف کے درجہ پر ترقی کرکے مجازی پیچیدگیوں سے گریز کرتا ہوا معرفتِ حق سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔ عبادت، جلوت یعنی ظاہر کرنا اور معرفت یعنی گوشہ گیری جو نگاہوں سے اوجھل ہے، عارف پر جلوہ پاش رہتی ہے، جس سے اس کے لطیف مزاج و نازک دماغ سے اجنبیت کا پردہ دور ہوتا ہے۔ کیونکہ محبت کے تیور چھپے نہیں رہتے اور اس میں کچھ شک و شبہ نہیں۔

دراصل حق کی یافت ہی بہشتِ نعیم ہے اور سلسلۂ ماسوا اللہ جو بلاحقیقت ہے وہ شعلۂ بلند جحیم سے بھی زیادہ ہے۔ ماسوا اللہ کا طالب بہ وجہ کم عقلی خصوصیت کے ساتھ اپنی جرأت سے اپنے آپ کو حامل دین سمجھ کر فلسفۂ قرآنی یعنی حقیقت و عرفانِ الٰہی پر اعتراض کرتا اور عُرفاء کو گمراہ خیال کرکے ان کی تکذیب کرتا ہے، وہ ان کے تقویٰ کی کیفیاتِ باطنی، خلوص و محبت سے بالکل بے خبر ہے۔

بعض لوگوں کی اصطلاح میں تقویٰ کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ اول زبوں اعمال اور بُرے کاموں کو ترک کرنا۔

۲۔ دوم عبادتِ الٰہی کو پسند اور اختیار کرنا۔

Marfat.com

بہ اعتبارِ اوّل قمار باز اور دُزد بھی سزایابی کے خیال سے اپنے کردارِ زِشت سے باز رہتے ہیں۔ حیوان بھی اپنے آپ کو مضرت سے بچاتے اور نائرہ سے مجتنب ہوتے ہیں۔ کیا یہ بھی پرہیزگاروں میں شمار کیے جائینگے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ باعتبار دوم تقوٰی کرنیوالے اولیاء اللہ ہیں۔ کما قولہٗ تعالیٰ: اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (الانفال آیت ۳۴) ''تقوٰی نصیب اولیاء اللہ ہی کا ہے'' کہ ان کے دل میں سوائے جمالِ الٰہی کے کبھی ماسوا اللہ کا خیال بھی نہیں آتا۔ چنانچہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلْمُؤْمِنُ الْعَارِفُ لَا يَطْلُبُ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ لَادُنْيَا وَالْاٰخِرَةَ وَاِنَّمَا يَطْلُبُ مِنْ مَوْلَاهُ مَوْلَاهُ	یعنی عارف جو مومنِ کامل ہے اللہ سے دنیا اور آخرت نہیں طلب کرتا۔ بلکہ اللہ سے اللہ کو چاہتا ہے۔

ابو العباس قصابؒ فرماتے ہیں کہ جو کوئی اللہ کے علاوہ کوئی اور شے طلب کرے، اُس کے دو معبود ہیں۔

عارف کے لئے سمع و بصر دو دریاؤں کے مثل ہوجاتے ہیں، جن کے ذریعہ اس کے دماغ میں عجیب و غریب لؤلوئے معارف اور جواہر حقیقت اور دل میں مدّ وجزر کے مانند بہترین جذبہ و کیفیات پیدا ہوتے ہیں۔ روحانی لحاظ سے وہ اپنے عزم و استقلال سے ہمیشہ کیلئے اپنے وجود سے نظر کو اُٹھالیتا اور اس کو بھول جاتا ہے۔ جذبات سلیم کے پیدا ہونے اور دل کے اوراق اُلٹ جانے سے منظر کائنات فراموش ہوجاتا ہے۔ اس حالت میں اس پر بے ہوشی و بے خودی اس درجہ رہنے لگتی ہے کہ مُہرِ سکوت ٹوٹ جاتی ہے اور اس پیکر حسن و خوش الحان کی زبان سے بے اختیارانہ، پرکیف اور مستانہ انداز سے حقائق و معارف کے دُرِ بے بہا بکثرت نکل آتے ہیں۔ ظاہری دریاؤں سے دُنیاوی موتی حاصل ہوتے

Marfat.com

ہیں اور مدہوشِ حق کی زبان سے لاہوتی۔ قولہٗ تعالیٰ:

یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ (الرحمٰن آیت ۲۲۔۲۳ پ ۲۷)	ان دونوں دریاؤں میں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ اپنے رب کی ان نعائم میں سے کس سے انکار کرتے ہو۔

اگر اس گروہ سے دریافت کیا جائے کیا کہتے ہو؟ کہتے ہیں اللّٰہ۔ اگر پوچھا جائے کیا چاہتے ہو؟ کہتے ہیں اللّٰہ۔ اگر کہا جائے کیا جانتے ہو؟ کہتے ہیں اللّٰہ۔ ان کے ہر بنِ مو سے اللّٰہ ہی اللّٰہ نکلتا ہے۔ یہ لوگ سَر تاپا نُورٌ علٰی نُورُ ہوتے ہیں جو ریاکاری اور ریاکاروں سے علیٰحدہ رہے۔ جذبۂ شوق سے اپنے خالق سے لو لگائے، اپنی زندگی کا ہر ہر سانس ذکرِ الٰہی کے لئے وقف کردے، جس کا دل اس کے ذکر میں ڈوبا رہے، جس کا دماغ اس کے فکر میں محو رہے، اور جو اپنے جملہ افعال کو اس کے سپرد کرکے اپنی حرکات کو بھی بھول جائے اس کے لئے حریمِ کبریا کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اُس کی عقل سے غفلت کے پردے اُٹھ کر انوارِ وحدت نظر آتے اور اس کو تجلیاتِ باری کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ بندہ وہی ہے جو ہر وقت اپنے خالق کے ساتھ رہے۔ بندہ وہی ہے جو ہر حال میں اپنے مالک کے ہمراہ رہے۔ بندہ وہی ہے جو ہر وقت اور ہر جگہ ذاتِ الٰہی میں محو و مستغرق رہے۔ اللہ سب کا ہے، لیکن کروڑوں میں سے ایک دو ایسے ہوتے ہیں جو خاص بندگانِ رب ہوں۔

اے عزیز! دل سے حق تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کر۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ''تم وہ تعلق پیدا کرو جو ایک مخلص بندہ اور اس کے خالق کے درمیان ہے۔'' تم کُل اعمال و عبادات اللہ کے واسطے کرو اور گناہوں سے بھی اُسی کے لئے باز رہو۔ کیونکہ غیر اللہ کے لئے نیک عمل کرنا اور بُرے کاموں کا ترک کرنا

Marfat.com

ریاکاری ہے۔ بہتری رجوع الی اللہ میں ہے اور اس کی طرف رجوع نہ کرنا سراسر ضرر و خسران ہے۔ ہر عمل جس کا معاوضہ تم فلاحِ دنیا یا نعیم آخرت چاہو وہ نفسانی غرض کے لئے ہوگا۔ اگر تم نے کسی عمل کا معاوضہ اللہ تعالیٰ سے مانگا تو اس کی جزا خواہ دُنیا ہو یا جنت بہرحال مخلوق ہوگی۔ تم مخلوق سے گزر کر خالق کی طرف بڑھو۔ افسوس تم اللہ کی محبت کے مدعی ہو مگر تمہارے دل غیر اللہ سے سکون پاتے ہیں اور تم شب و روز ماسوا اللہ کی فکر و تلاش میں رہتے ہو۔ اس لئے تم حق تعالیٰ سے دُور ہو۔

جس عمل سے اللہ جلَّ شانہٗ مقصود ہو وہ اللہ کے لئے ہے۔ جب تم ذاتِ حق کے لئے عمل کرو گے تو اس کی جزا اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کا دیدار ہوگا۔ اپنے کسی عمل کا معاوضہ اللہ تعالیٰ سے نہ مانگو۔ کیونکہ ذاتِ حق کے مقابلے میں دُنیا و مافیہا اور نعیم آخرت سب ہیچ ہیں۔ نعمت کی طلب میں منعم سے غافل نہ ہو۔ اگر آپ اشرف المخلوقات، ذی عقل، ذی عِلم، ذی ہوش اور صاحب تمیز ہوکر دنیوی شرم و حیا، یا بخوفِ سزا و جزا حاکمِ وقت یا دغدغۂ حشر و نشر یا عذابِ دوزخ کے خیال سے منہیات سے باز رہے اور تقویٰ کیا اور ان سے بچے یا منفعتِ دارین کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عبادت کی تو کیا کمال کیا——؟ ؎

جدا شو از دو عالم تا توانی با خدا بودن
کہ دارد دردِ سر بسیار باخلق آشنا بودن

(دونوں عالم سے قطع تعلق پر تو اللہ ملتا ہے اور مخلوق سے تعلق پر صرف دردِ سر۔)

اگر نماز ''بر زبان تسبیح و در دل گاؤخر'' کا نام ہے تو اللہ تعالیٰ ایسی نماز سے ہر مسلمان کو بچائے۔ میری یہ آرزو ہے جو نماز عارف

Marfat.com

محو فی الذّات ہوکر ادا کرتا ہے، وہ حالتِ نماز حق سبحانہٗ وتعالیٰ کُل مسلمانوں پر طاری کردے۔

ان لطیف ہستیوں یعنی عارفین کی نماز فوق الفہم ہے، وہ عملی دُنیا میں خود فراموشی کی وجہ سے، ابتدائی منزلوں سے آگے بڑھ چکے ہیں۔ اُن کی نماز کے خاص ارکان ہوتے ہیں۔ اس نماز کا ہر رکن و ہر پہلوعظیم الشان مقصد کی طرف لے جانے والا اور واصل بحق کرنے والا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ فِی الصَّلٰوۃِ شُغُلاً (مسلم باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ)	نماز میں اور ہی مصروفیت ہوتی ہے۔

وہ چیز تو کچھ اور ہی ہے، لیکن اُس کی طرف یہ ظاہر کرکے کچھ اشارہ ہوسکتا ہے کہ عارفین کی نماز کے ارکان خلوص، حضوری قلب، خشوع، خضوع، ذکر، فکر، سُکر اور حقیقی محویت و خود فراموشی وغیرہ ہیں۔ یہ حضرات ارکانِ مذکورہ کی پابندی کے ساتھ احساس ہستی کو لٹائے ہوئے ہر وقت آتشِ شوق کے مصلّے پر بیٹھے، حقیقی محویت اور خودفراموشی کے عالم میں صلوٰۃ دائمون ادا کرتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

اَلَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ (المعارج آیت ۲۳ پ ۲۹)	یہ لوگ اپنی نماز پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔

من ست خرابات نماز یکہ گزارم — دروے نہ قیامے نہ رکوعے نہ سجودے
درخلوت دل تانکنی اُلفت و توحید — حق رانتوان یافت بقومے وقعودے

(میں نے نماز میں جب تک دل کو الفت اور توحید کے لئے مکمل خالی نہ کردیا، محبوب تک رسائی نہیں ہوئی۔)

ظاہر بین ایسی پاکباز ہستیوں پر معترض ہوتے اور اُن کو بزعم ہمہ دانی ستاتے ہیں۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

کسے گوید کہ عاشق بے نماز است
وجودِ عاشقاں کُلی نماز است
نمازِ زاہداں سجدہ سجود است
نمازِ عاشقاں ترک وجود است

یعنی علمائے ظواہر کہتے ہیں کہ عاشق بے نماز ہے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ عاشقانِ الٰہی سراپا نماز یعنی عین نیاز ہیں۔ زاہدوں کی نماز سجدہ، سجود ہے اور عاشقوں کی نماز وجود ماسوا اللہ کو دل سے دور کردینا ہے۔ جو انسان بہ صد خلوص اور جذباتِ حضوری قلب کے ساتھ اپنی حیات کے لمحے عبودیت کے مالک کے آگے ہر وقت گزارے اس کی نماز اور عبادت کی قبولیت میں کس کو کلام ہوسکتا ہے۔ برخلاف اس کے اگر کوئی فرد حضوریٔ قلب سے خالی ہوکر خواہ نماز کے ارکان کسی صورت سے ادا کرے اس کی نماز بارگاہِ رب العزت میں قبول نہیں ہوتی۔ اس نے صرف ظاہر کو اختیار کرلیا ہے اور اپنے دیوانوں کو حق تعالیٰ نے اپنے ماسوا سے غافل کردیا ہے۔ ان کا دل حق تعالیٰ کے ساتھ ایسا بیدار ہے کہ کسی اور کا خیال ہی نہیں آتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

يَنَامُ عَيْنِىْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِىْ (بخاری ومسلم) | میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل جاگتا ہے۔

اس سے انکار نہیں ہوسکتا، ذاکر کی یہی حالت ہوجاتی ہے، جو کثرت سے ذکرِ الٰہی کی مشق کرتا ہے، اس کا دل خواب کی حالت میں بھی اپنے صانع کے ذکر میں مشغول رہتا ہے، جس کو وہ اپنے کانوں سے سُنا کرتا ہے۔

نماز اگر حضورِ قلب، خضوع اور خشوع سے ادا نہ ہو تو ایسی عبادت کا کرنا نہ کرنا برابر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

Marfat.com

صَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ (بخاری، ترمذی)	ایسی نماز پڑھنا اور نہ پڑھنا برابر ہے۔

نیز ارشاد پاک ہے کہ:

اَلْوَیْلُ عَلٰی مَنِ اشْتَغَلَ بِالدُّنْیَا وَغَفِلَ مِنْ شُغْلِ الْعُقْبٰی (بخاری و مسلم)	وہ آدمی بہت بُرا ہے جو دنیوی معاملات میں پھنس کر عقبٰی کے کام کو بھول گیا۔

جس نے ذکر، فکر، ریاضت اور مجاہدہ کے اعلیٰ ترین جگمگاتے کورس (نصاب) کو انتہائی خلوص سے پورا کرلیا۔ اس کے صلہ میں بارگاہِ لَمْ یَزِلْ سے لازوال نعمتِ عرفانِ الٰہی بطور انعام عطا ہوئی۔ اب اس کا شمار اللہ کے حبیب اور خاصانِ الٰہی میں سے ہوا۔ اُس کے دماغ سے غیر اللہ کا وہم تک مٹادیا گیا۔

خلیل اللہ در آتش ہمی گفت
اگر موے ز من باقی است می سوز

(حضرت ابراہیمؑ (خلیل اللہ) آگ میں یہی فرماتے رہے کہ اگر میرا ایک بال بھی باقی ہے تو مجھے جلادو۔)

جب طالبِ حق ریاضت و مجاہدہ کرتے کرتے خود سے گزر جاتا ہے، تو اس کو ماسوا اللہ کا خیال بھی نہیں رہتا اور اس کی تمام عبادات و اشغال کا حاصل ہر وقت اس کے قلب و فکر پر چھایا رہتا ہے۔ تجلّیاتِ قدس اس کو کسی دوسری طرف متوجہ ہونے ہی نہیں دیتیں۔ ایسی حالت میں جو کیفیات اور واردات اس پر گزرتی ہیں اُن کو ظاہر کرنے کے لئے اعلیٰ اور منتخب ترین الفاظ بھی ناکافی ہیں۔ اُس کے دل سے، اپنے آپے میں آنے، یا بارگاہِ ربِ جلیل کی نورانی، خاص رحمتوں سے لبریز اور عقل و ہوش پر بجلیاں گرانے والی تجلّیات کو چھوڑ کر، کسی اعلیٰ سے اعلیٰ عبادت و نعمت کا خیال بھی

Marfat.com

سلب کرلیا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں اس پر ترکِ عبادت یا بے عملی کا الزام ہی نہیں رہتا۔ ۔

یہاں مستوں کے سر الزام ہستی ہی نہیں اصغر
پھر اس کے بعد ہر الزام بے بنیاد ہوتا ہے

جو لوگ حضرت مولانا رومؒ، حضرت فرید الدین عطارؒ اور دوسرے بزرگوں کے ایسے کلام کو جس میں عاشقانِ الٰہی کو ظاہری عبادات سے فارغ ظاہر کیا گیا ہے، نہیں سمجھتے ہیں اور معترض ہوتے ہیں یہ ان کی وسعتِ نظر کی کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ ان بزرگوں کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ فرائضِ اسلام یا دوسری عبادات حد درجہ اہم نہیں ہیں۔ بلکہ ان کا مقصد عموماً ایسے کلام سے یہ ہوتا ہے کہ طالبانِ صادق عبادات سے عبادات اور اعمال کے مقصد کی طرف بڑھ کر حقیقت کو پالیں اور ہر قسم کے شرک سے بچ کر شرک فی الوجود کی منزل سے گزر جائیں۔ خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ فرماتے ہیں ۔

تاروئے تو دیدہ ام من اے شمع طراز
نے کارکنم نہ روزہ دارم نہ نماز
چوں با تو بودم مجاز من جملہ نماز
چوں بے تو بودم نماز من جملہ مجاز

یعنی جب تک تیرا دیدار پیش نظر ہے، نہ کوئی کام ہوسکتا ہے، نہ صوم و صلوٰۃ کی ادائیگی۔ تیرا دیدار ہی میری نماز ہے اور تیری جدائی میں میری نماز بھی غیر حقیقی ہے۔ آپؒ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ہمارا روزہ ماسوا اللہ کی نفی ہے اور ہماری نماز اللہ کا دیدار ہے۔ (انوار العارفین صفحہ ۴۵۷)

یہ بات تو معمولی فکر سے بھی معلوم ہوسکتی ہے کہ جن ہستیوں نے راہِ حق

Marfat.com

میں سخت سے سخت مجاہدہ کو اختیار کیا اور اپنا سب کچھ قربان کردیا ان کے لئے وقتی فرائض کا ادا کرنا کیا مشکل ہے، لیکن ان کا ظاہری اعمال میں مشغول نظر نہ آنا معاذ اللہ اس وجہ سے نہیں کہ وہ انکے منکر ہوتے ہیں۔ یقین رکھئے کہ

رندے ہزار شیوہ را طاعت حق گراں نبود
لیک صنم بہ سجدہ در ناصیہ مشترک نخواست
گفت و شنید دوستاں مایہ غبن می بود
ہر کہ نفس شمردہ زد ہمدمی ملک نخواست

(میکشِ حق کو ہزار طریقے سے طاعت حق گراں نہیں ہوتی، مگر خودی کے بت کو ایک سجدہ بارِ گراں اور قابل اعتراض ہے۔ دوست سے محبت بھری باتوں میں تکلف نہیں ہوتا۔ جبکہ ہر سانس میں تو بسا ہوا ہے تو تیری ہمدمی سے کیے اعتراض۔)

مسلمانو! تم اولیاء اللہ اور سوختگانِ حق پر اعتراض کرنے سے پرہیز کرو اور اپنی عقل وعلم کے معیار پر ان کو نہ جانچو۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں ۔

قالِ مردان را نمی فہمی تو نیز
حال مرداں را کجا داری تمیز

یعنی جو مردوں کی گفتگو کو بھی نہیں سمجھ سکے وہ ان کے حال کا کس طرح ادراک کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پاکبازوں کی خود تعریف فرمائی ہے۔ کما قولہٗ تعالیٰ:

۱۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (یونس آیت ۶۲ پ ۱۱)	آگاہ ہوجاؤ کہ بے شک خاصان الٰہی پر (قیامت کے دن) کسی قسم کا خوف طاری نہ ہوگا اور نہ وہ کسی طرح آزردہ خاطر ہوں گے۔

Marfat.com

۲۔ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ کَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ؕ (یونس آیت ۶۳ پ ۱۱)	یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ سے خائف رہے۔
۳۔ لَهُمُ الۡبُشۡرٰی فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَةِ ؕ (یونس آیت ۶۴ پ ۱۱)	ان کے لئے دُنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی۔

مسلمانوں کو لازم ہے کہ آیاتِ مذکورہ کی نورانی کرنوں سے اپنے دل و دماغ کو منوّر کرنے کی کوشش کریں، ان کے معنوں پر گہری نظر ڈال کر سوچیں اور عقلِ سلیم سے کام لیں۔

اے عزیزانِ غفلت شعار! ربِ کریم ذاتِ قدوس نے جو اپنے خاص بندوں پر انعام و اکرام کیے ہیں ان سے کیوں انکار کرتے ہو۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ؕ (التین آیت ۶ پ ۳۰)	جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کیئے انکے واسطے اجرِ غیر منقطع ہے۔

عاشقانِ الٰہی کو اللہ تعالیٰ سے معیّتِ تحقیقی حاصل ہوتی ہے اور وہ جان آفتاب یا صد ہزار آفتاب کی معیت کے عالم سوز اثرات سے، جل کر، اپنی ہستی سے نیست ہوجاتے ہیں۔ سعدیؒ فرماتے ہیں: ؎

جمالِ اُو چناں انداخت سایہ
کہ سعدؔی ناپدید است از حقیری

(جمالِ محبوب کی تجلیات نے سعدؔی کے وجود کو فنا کردیا۔)

قولہٗ تعالیٰ: وَ هُوَ مَعَكُمۡ اَیۡنَ مَا كُنۡتُمۡ ؕ (الحدید آیت ۴ پ ۲۷)	تم جہاں بھی ہو، اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

جس نے اپنے دامنِ دل سے دُنیا کی عظمتوں، دین کی کبریائیوں، غرضکہ غیر اللہ کا رشتہ کاٹ دیا وہ ماسوا سے غافل ہوگیا اور اپنے وجودِ موہوم کو بھول گیا۔ اُس نے نیا رشتۂ کامرانی حق کے ساتھ جوڑا۔ وہ ہر وقت اپنے مولیٰ کے

Marfat.com

ساتھ رہتا ہے۔ وہی جز کُل میں مل کر فنا ہوگیا۔ ایسے شخص کا نماز یا دوسری عبادت ظاہری میں مشغول نظر نہ آنا، کیوں اور کیسے قابل اعتراض ہوسکتا ہے۔

زباں پر نام کیا اُس کا دلِ ناکام آئے گا
مری دیوانگی پر ہوش کا الزام آئے گا (ایسف ہیوری)

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَا يَقُوْلُ اللّٰهُ وَمَنْ يَقُوْلُ اللّٰهُ لَا عَرَفَ اللّٰهَ صوفیاء میں مشہور ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس نے مشاہدہ کی پناہ حاصل کرلی اس نے اللہ کو پہچان لیا وہ قومی رسوم و رواج اور مذہبی ظاہری اُلجھنوں سے آزاد ہوگیا۔ وہ اس کا نہ کسی مجلس میں تذکرہ کرتا ہے اور نہ اس کو یاد کرتا ہے۔ لیکن جس نے اس کو نہیں پہچانا وہ اللہ اللہ کہتا اور تلاشِ حق میں عبادت کرتا دیکھی جاسکتا ہے، جو اپنے پروردگار کی طرف پورے طور پر انتھک ریاضت و مجاہدہ کی آسمانی رحمتوں کے ذریعے متوجہ ہوئے اور بحرِ ذاتِ لامتناہی میں مستغرق ہوگئے، ان کو اللہ تعالیٰ نے دولتِ مشاہدہ عطا فرما کر اپنے ماسوا سے غافل کردیا۔

قولہ تعالیٰ: فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ (الم نشرح آیت ۵-۶ پ ۳۰)	تحقیق ہر مشکل کے بعد راحت ہے بے شک ہر سختی کے بعد آسانی ہے۔

جب انسان صفاتِ الٰہی کے ساتھ دلی رابطہ پیدا کرلیتا ہے تو سرشارِ محبت کے لئے وہ وقت آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے رنگ میں غوطہ دیتا ہے۔ پھر رنگِ الٰہی اس کی عبودیت کو ڈھانک لیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کونسا سودا ہوسکتا ہے؟ اس وقت اس عظیم المرتبت ہستی پر تکالیفِ مجاہدہ کا دروازہ بند ہوجاتا ہے اور راحت اپنا روشن چہرہ دکھاتی ہے۔

مسلمانو! تم کو روحانی اسباق، جن میں تمہاری تکمیل کا راز پنہاں ہے، صبر اور انکساری کے ساتھ شروع کرنا چاہئے۔ چونکہ ریا تمہارے دل کی پیداوار

Marfat.com

ہے اس لئے اپنے خیالات کا نہایت غور وخوض سے تجربہ کرنے کے بعد تم اُس سے آشنا ہوسکتے ہو، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم ریا کو ہمیشہ کے لئے ترک کردوگے۔ کیونکہ ریا کی بنیاد غفلت، جہالت اور حُب ماسوا اللہ پر ہے۔ جب تک تم جاہل، غافل اور ناواقف رہوگے تم پر ہمیشہ ریا کی حکومت رہے گی۔

اولیاء اللہ کے حال کو اپنی حالت پر قیاس مت کرو۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:۔

کار پاکاں را گماں بر خود میگر گرچہ ماند در نوشتن شِیر و شَیر
آں یکے شِیر ست کا دم میخورد ویں یکے شَیرست کا دم میدرد

(پاک لوگوں کے کام تیری سمجھ سے بالاتر ہیں، جیسے شِیر اور شَیر بظاہر ایک جیسے ہیں۔ مگر شِیر آدمی پیتا ہے لیکن شَیر آدمی کو کھاسکتا ہے۔)

اللہ جَل جَلالہٗ کو خود بینی، ریا اور کِذب پسند نہیں۔ اس جنابِ تقدس مآب احدیت میں اخلاص و صدق دیکھا جاتا ہے اور تضرّع والحاہ، باعثِ مقبولیت، موجبِ درجات و افزونیٔ عزوجاہ ہے۔ صاحبِ ریا کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ وہاں سوائے خلوص نیت اور حضوریٔ قلب کے کوئی دوسرا ذریعۂ پذیرائی نہیں۔ خالصاً اللہ ہی کیلئے عبادت کرنا چاہئیے نہ کہ مخلوق کے دکھاوے کے لئے۔

كُلُّ اِنَآءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ	جو چیزیں برتن میں ہوتی ہیں، وہی ٹپکتی ہیں۔

تمہارا باطن اللہ تعالیٰ اور اس کے خاص بندوں سے پوشیدہ نہیں۔ تمہاری خواہشات جو دلوں میں پوشیدہ ہیں، وہ کُل تمہارے اعمال سے ظاہر ہیں۔ اگرچہ تمہارا نفس عبادت کی تہہ میں چھپ کر تم کو دھوکا دے، لیکن اللہ سے اس کی حالت مخفی نہیں ہے، کیونکہ وہ دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ (آل عمران آیت ۱۱۹ پ۴)	تحقیق اللہ تعالیٰ اُن چیزون کو جانتا ہے جو تمہارے سینوں میں ہیں۔

Marfat.com

تم ہی انصاف کرو کہ نماز اور دوسری عبادات میں کس حد تک تمہاری کوتاہیوں اورغفلت کی وجہ سے نقص ہے۔ جو خامی صاف نظر آئے اس کی تلافی کے لئے آمادہ ہوجاؤ۔

بیابمیکدہٗ و چہرہ ارغوانی کن
مرد بصومعہ کانجا سیاہ کارانند (حافظؒ)

رند پارسا اور آزاد بے ریا کے حلقوں کو تلاش کرو اور جام شراب پُر معرفت پیو، تاکہ تمہارے دل و دماغ نورِ معرفت الٰہی سے روشن ہوجائیں اور تم کو سرخروئی دارین حاصل ہو۔ عبادت گاہِ نمائشی میں نہ جاؤ کیوں کہ وہاں زہادِ خشک وتصنع ساز، تیرہ دلوں کی نمائشی طاعت جوحصولِ جذباتِ سفلیہ کے لئے ہے وہ اور ان کی ریائی عبادات، غرضکہ سب خواہشاتِ کثیفہ کی طرف جھکے ہوئے ہیں۔ ایسے اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی شمار میں نہیں۔ ان خودغرض نفس پرستوں نے خودنمائی کرکے ایک عالم کوحق سے دور کررکھا ہے۔ کل بروز قیامت اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بجز شرمساری اور خجالت کے اُن کے پاس کیا ہوگا ---؟

عبادت روحانی جس کا پھل نقد ہے، طاعت جسمانی سے بہتر ہے۔ عبادت روحانی کے انعام میں عارف کو دُنیا ہی میں اللہ ملتا ہے۔ یہ نمرود کی خدائی نہیں ہے کہ انسان تمام عمر عبادت کئے جائے اور اس کوحقیقت سے کچھ حاصل نہ ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے عبادتِ الٰہی جیسے کرنی چاہیئے تھی نہیں کی بلکہ طریقۂ عبادت کے نزدیک ہوکر بھی نہیں نکلے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۙ (التوبۃ آیت ۱۲۰ پ ۱۱)	بے شک اللہ (طریقہ) احسان (سے عبادت) کرنیوالوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

Marfat.com

یہاں تک کہ حجاباتِ حائلہ، عبد اور معبود کے درمیان سے اُٹھ جاتے ہیں اور اس کے دل پر عبادت کی حالت میں انوار رحمانی کی ضیاء پاشیاں ہونے لگتی ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ارشاد فرماتے ہیں:

لَا اَعْبُدُ رَبِّیْ مَالَکُمْ اَرَاہُ اَیْ بِعَیْنِ الْقَلْبِ۔	جب تک میں اپنے رب کو دل کی آنکھ سے نہیں دیکھتا اس وقت تک اس کی عبادت نہیں کرتا۔

اے عزیز! حسب الارشاد رہبر کامل، پیر طریقت معرفت حاصل کرتا کہ باعثِ فلاحِ دارین ہو۔ کیونکہ جمیع مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ قولہٗ تعالیٰ:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ○ (الذریت آیت ۵۶ پ ۲۷)	نہیں پیدا کیا جن اور انس کو مگر اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور اولیائے کرامؒ نے لِیَعْبُدُوْنِ کی تفسیر لِیَعْرِفُوْنِ کی ہے۔ فی الحقیقت لِیَعْبُدُوْنِ کے مفہوم کی اس تفسیر سے اچھی وضاحت ہوتی ہے، کیونکہ جب تک لِیَعْرِفُوْنِ یعنی محبت کے ساتھ شناسائی نہ ہو صحیح عبادت نہیں ہوسکتی۔ بغیر معرفت، بلا اخلاص اور بغیر حضور دل طاعت مثل خوانِ بے نمک ہے۔ ؎

پیشِ خدا کھڑا ہے اور دل ہے گاؤخر میں
منہ پر نہ ماری جائیں واعظ تری نمازیں

اے عزیزو! حصولِ اخلاص کیلئے مجاہدہ کرو۔ جب علم و عمل دونوں کے پلّے برابر ہوجائینگے تو نماز جو اللہ اور بندہ کے درمیان ایک راز ہے اسکی حقیقت تم پر ظاہر ہوگی۔ راز دان وہی شخص ہوتا ہے جو راز کے کہے جانے کے لائق ہو۔ نماز میں اگر تمہارا باطن حاضر ہوتا، تو البتہ اللہ سے عرض کرسکتے اور ممکن تھا کہ

Marfat.com

اُسکا جواب سُننے اور سمجھنے کے قابل ہوتے۔ اگر تمہارے دلوں کو ماسوا اللہ سے اجنبیت، دوری اور نفرت ہوتی اور ذاتِ الٰہی سے اُنس، حضوری اور رِقّتِ قلب ہوتی تو تم پر نماز میں حالتِ محمودہ کا طاری ہوجانا ناممکن نہ رہتا۔ وہ بھی تو حالتِ نماز تھی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے پائے مبارک سے تیر نکالا گیا تھا، اور آپؓ کو خبر تک نہ ہوئی تھی۔ کیونکہ جنابؓ اُس وقت خود سے غائب اور حق کے ساتھ قائم تھے۔ ایسی ہی نماز کو حضورﷺ نے معراج المؤمنین فرمایا ہے۔ نمازِ شریعت مصلی کا درگاہِ بے نیاز میں شکستگی اور درماندگی سے مناجات کرنا اور اپنا عجز و نیاز پیش کرنا، نمازِ طریقت، اپنی خودی و ہستی سے عروج کرنا ہے اور نمازِ حقیقت، ماسوا اللہ کا دل سے بالکل ہٹ جانا ہے۔ یہاں تک کہ مصلّی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے مانند آپ سے غائب اور حق کے ساتھ قائم ہو، لیکن یہ مرتبہ قیل و قال سے حاصل نہیں ہوجاتا۔ عشق بازی زبان درازی کا نہیں بلکہ جانبازی کا نام ہے۔ حضرت امیر خسروؒ فرماتے ہیں:

خسروا در عشق بازی کم زہندو زن مباش
کاں برائے مُردہ سوزد جانِ زندہ خویش را

(اے خسروؒ! عشق بازی میں ہندو عورت سے کم نہ ہو، کہ جو ایک مرے ہوئے کے ساتھ اپنی جان کو جلا دیتی ہے۔)

مصلّی کے قلب میں اگر شہود اور مشہود کا فرق باقی ہے تو اس پر افسوس کہ وہ اندھا ہے۔ حقیقتاً منظور ناظر ہے اور ناظر عین منظور، جو اس حقیقت کو نہیں سمجھتا اس کا دل نکما اور غافل ہے۔

دل جمعی، اخلاص، خضوع اور خشوع سے اگر نماز ادا کرنے کی کوشش نہ کی جائے تو اُس کے فوائد کس طرح حاصل ہوسکتے ہیں۔۔۔؟ ایسے نمازیوں کو کیا

Marfat.com

حاصل ہوگا، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ (النساء آیت ۱۴۲پ۵)

جب کھڑے ہوتے ہیں نماز کے لئے تو الکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں اور (دل سے) اللہ کو یاد نہیں کرتے، مگر کچھ یوں ہی سا۔

دوغ خوردہ مستی پیدا میکند
ہائے ہوئے سرگرانی میکند (رومیؒ)

(چھاچھ سے مستی پیدا نہیں ہوتی بلکہ دردِ سر ہوجاتا ہے۔)

ایسی عبادت سے کیا فائدہ کہ دلوں پر بجائے نورِ ایمان کی ضیاء پاشیوں کے باب الرحمۃ سے دور ہوکر اپنی جبیں پر ریاکاری کی سند لے کر اٹھے۔ اگر کوئی نماز کی روح سے واقف ہوکر باقاعدہ نماز ادا کرے تو حُبِ دُنیا، حسد، بغض، کینہ اور رنجشِ بے جا وغیرہ سے رفتہ رفتہ پاک ہوجائے اور بحالتِ عبادت دل و دماغ پر ہجوم افکار کا محیط رہنا، طبیعت کی گھبراہٹ، الکساہٹ سے نماز پڑھنا، غرضکہ تمام اس قسم کی خرابیاں جاتی رہیں گی اور نماز کی خوبیاں ظاہر ہوں گی۔ نمازی کو احتساب کرنا چاہیئے کہ اس کے اعمال کہاں تک منشاء الٰہی کے مطابق ہیں۔

عزیزو! تم نے ریاکاروں کو دیکھا ہوگا کہ ان کی کون سی بات ہے جو ظاہر آرائی کے لئے نہیں ہے۔۔۔؟ اُن کے تمام کام دُنیا طلبی اور دکھاوٹ کے لئے ہوتے ہیں اور تماشا یہ ہے کہ وہ اپنے اعمالِ ریائی کو لوگوں کے سامنے اس طور سے بیان کرتے ہیں کہ گویا وہ مقبول حق ہیں۔ اپنے اعمال کا غل مچا کر وہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے اور ان کو یہ دکھانے کی کوشش کرتے

Marfat.com

ہیں کہ ہمارا ہر عمل کیفِ محبت الٰہی سے پُر ہے۔ حالانکہ محبت الٰہی سے اُن کو واسطہ ہی نہیں ہوتا اور بادۂ وحدت کی ہوا تک نہیں لگتی۔ سعدیؒ فرماتے ہیں:۔

اے مُرغِ سحر عشق ز پروانہ بیاموز کان سوختہ راجان شدو آواز نیامد

ایں مدعیاں در طلبش۔ بے خبر انند کان راکہ خبر شد خبرش باز نیامد

(اے صبح کے پرندے عشق کرنا پروانے سے سیکھ، جو جل جاتا ہے، جان دے دیتا ہے پر آواز نہیں نکلتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طلب کے دعویدار اس کی محبت سے بے خبر ہیں، کیونکہ جن کو اس کی محبت کی خبر ہوجاتی ہے، پھر ان کو خود اپنی خبر نہیں رہتی۔)

اے طالب صادق! ریا کی جڑیں جلد از جلد اپنے دل سے اُکھیڑ ڈال۔ بارگاہِ ذرّہ نواز میں ریاکاری کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ اعمال میں اخلاص پیدا کر۔ ذمائم اخلاق کو ترقیٔ روحانی کے سفر میں زہرِ قاتل جان۔ غیبت، فخر، عُجب، حسد اعمال کو برباد کردیتے ہیں اور شاکی تقدیر، مردم آزار اور ریاکار کی کسی عبادت کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا، جیسا کہ حضرت معاذ بن جبلؓ کی روایت کردہ حدیث کے مفہوم سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر آسمان پر ایک فرشتہ مقرر ہے، جو ناقص عبادت اور دُعا کو دربارِ عظیم میں پیش ہونے سے روکتا ہے۔ پہلے آسمان پر غیبت کا، دوسرے پر حسب و نسب پر فخر کا، تیسرے پر تکبر کا، چوتھے پر عُجب کا، پانچویں پر حسد کا، چھٹے پر شکایتِ تقدیر الٰہی کرنے والوں کا، ساتویں پر مردم آزار کے اعمال کو مقرر فرشتہ روکتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ ان لوگوں کے اعمال اس قابل نہیں کہ دربارِ الٰہی میں پیش کئے جائیں۔ اگر کسی کے اعمال و عبادت ان فرشتوں کی نظر میں اچھے ہوتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور پہنچانے والے فرشتے ان کے قبول ہونے کی سفارش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم محافظِ

Marfat.com

اعمال ہو اور میں دلوں کے حال سے واقف ہوں۔ یہ اعمال میرے لئے نہیں کئے گئے اور قابل قبولیت نہیں۔ اس وقت تمام فرشتے اس شخص سے خفا ہو کر اس پر لعنت کرتے ہیں۔ (ترمذی)

اے عزیز! تو مردانِ راہ حق کی صحبت اختیار کر اور ریا کاروں سے دور بھاگ۔ کیونکہ ؎

ہر کہ بادونان نشیند خوی اوہم دون شود
ہرکہ با اہلاں نشیند عقل او افزوں شود
اسپ را با خربہ بندی مدتے یکجا بہم
رنگِ او ہمگوں نہ گردو خوئے شان ہم گوں شود

یعنی جس نے ریاکاروں اور کمینوں کی صحبت اختیار کی وہ خود بھی ریاکار، کمینہ اور پست ہمّت ہوجائے گا۔ کیونکہ صحبت کا اثر ناگزیر ہے۔ لیکن جس نے عارفانِ باللہ اور اہل اللہ کی خدمت اختیار کی وہ اُن کی صحبت کے پاکیزہ اثرات سے فیضیاب ہوگا۔ اگر گھوڑے اور گدھے کو ساتھ ساتھ کچھ مدت تک رکھیں تو دونوں میں صحبت کے اثرات ظاہر ہوں گے۔ صحبت سے خصلت بدل جاتی ہے۔ آگ کے پاس بیٹھنے والا اُس کی گرمی حاصل کرتا ہے۔ اس لئے ؎

مرید طاعتِ بیگانگاں مشو حافظؔ
ولے معاشر رنداں آشنا می باش

یعنی اے حافظؔ تجھ کو چاہئیے کہ بیگانوں (ریاکار کی عبادت اور وِرد و وظائف) کا پیرو نہ ہو، تو طالبِ مولیٰ بن کر اس کے عشق سے بہرہ ور ہونے کے لئے رندانِ حق آگاہ کے حلقہ میں شریک ہوجا۔

اے عزیزو! دُنیا کی ہوا و ہوس چھوڑو۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہایت محبت

Marfat.com

وخلوص سے کرو اور اُس کے مخلص بندے بن جاؤ۔ اس کی اور اس کے حبیب ﷺ کی آنکھوں میں وقار حاصل کرو۔ یاد رہے تمہارے عمل و عبادات کی صورت نہ دیکھی جائے گی۔ تمہاری سیرت اور دل کا ملاحظہ ہوگا۔ اس لئے تم کو چاہئیے کہ مردان راہِ حق کی صحبت اور خدمت سے مردانگی کا سبق حاصل کرو، وہ انتہائی اخلاص سے مجاہدہ کرنے کے باوجود اعمال پر بھروسہ نہیں کرتے۔ ان کی آنکھیں ہر وقت فضل الٰہی کو تکتی اور ان کے دل ہمیشہ عنایتِ الٰہی کو طلب کرتے ہیں۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:۔

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

(نیک کی صحبت تجھے نیک اور بد کی صحبت تجھے بد کردے گی۔)

کسی بشر کے اعمال ایسے نہیں ہوسکتے کہ وہ محض ان پر اعتماد کرسکے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی کو اس کا عمل (اس صورت میں کہ وہ اپنے اعمال پر نازاں ہو) بہشت میں داخل نہ کرے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ بھی ایسے نہیں ہیں کہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کا عمل بہشت میں پہنچاسکے۔ حضور ﷺ نے فرمایا وَلَااَنَا یعنی میں بھی ایسا نہیں ہوں۔ مگر یہ کہ اللہ مجھ کو اپنے فضل و رحمت میں ڈھانک لے۔ (بخاری ومسلم)۔

من نگویم کہ طاعتم بہ پذیر قلم عفو بر گناہم کش

(میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ میری عبادت و طاعت قبول کرلے، بلکہ میری یہ گزارش ہے کہ میرے گناہوں پر معافی کا قلم پھیردے۔)

سچّا آدمی ہمیشہ اپنی عبادت میں غلطی، کمزوری اور عاجزی کا مقر ہوتا ہے۔ لیکن جھوٹا اور متکبر حد سے بڑھا چڑھا کر اپنے اعمال کو ظاہر کرتا ہے، تاکہ لوگوں

Marfat.com

میں عزت و وقار حاصل کرے۔ حدیث شریف:

اَللّٰھُمَّ احْفِظْنَا عَنْ سُوْءِ الْاَعْمَالِ وَالنِّیَّاتِ (مسلم)	اے اللہ ہمیں بُرے اعمال اور بُری نیتوں سے بچا۔

آں مُرائی در صلوٰۃ و در صیام　　می نماید جدوجہدے بس تمام
تا گماں آید کہ او مست الٰہ است　　چوں حقیقت بنگری غرق ریا ست　(رومیؒ)

یعنی ریاکار نماز و روزے میں حد سے بڑھ کر کوشش کرتا ہے تاکہ لوگوں کو یقین ہوجائے کہ وہ اللہ کی محبت میں مست ہے لیکن حقیقتِ حال پر نگاہ ڈالئے تو ایسا شخص سراسر ریاکاری کے دریا میں ڈوبا ہوا نکلے گا۔

اے وہ شخص! جو قرآن و احادیث کی ہدایات کے باوجود صدق و خلوص کو چھوڑ کر ریا کو اختیار کئے ہوئے ہے اور اپنی کمزور عقلی سے غلطی کا احساس نہ کرے، اپنی نمائشی زندگی کو اچھا اور خوشگوار سمجھ رہا ہے۔ اگر اللہ اور رسول ﷺ کے حکموں کو بچشمِ بصیرت دیکھے تو تجھ کو معلوم ہوگا کہ راہ حق سے ہٹ کر تو گمراہی کی طرف جارہا ہے۔ تیرے مشاغل کا انجام یہ ہوگا کہ تو عروجِ روحانی سے محروم ہوکر اپنے لئے کاشانۂ لاہوتی تیار نہ کرسکے گا۔ ریا کی بنیاد ہوا پر ہوتی ہے اور ہوا پر کوئی عمارت نہیں بن سکتی۔

اے زبانی دلائل اور عقلی براہان سے غیب پر ایمان لانے والو! دل سے تصدیق کرنے کے بعد تحقیق کے مرتبہ پر پہنچو اور کشف کا درجہ حاصل کرلو اور شہودِ حق پر ایمان لاؤ۔ کما قولہٗ تعالیٰ:

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (النساء آیت ۱۳۶ پ ۵)	اے مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ۔

حضور ﷺ نے معراج میں قلباً و قالباً حق سے واصل ہوکر خاصانِ اُمت

Marfat.com

کے لئے نماز کی ارتقائی منازل کے ذریعے وصلِ الٰہی کا راستہ بتا کر واضح فرمادیا کہ نماز مومنوں کے واسطے معراج ہے۔ نماز معراجِ جسمانی اور روحانی کی جامع ہے، کیونکہ وہ اُن افعال پر حاوی ہے جو جسم اور روح سے متعلق ہیں۔ نماز کی عظمت و بزرگی ایسی ہے کہ ہر شخص اس کے کمال پر نہیں پہنچ سکتا۔ سب سے پہلے کمالِ نماز پر حضور ﷺ پہنچے تھے اس کے بعد مقربین اور تابعین کو بقدرِ استعداد قرب کا حصہ ملا۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے:

مِنۡکُمۡ مَنۡ یُّصَلِّی الصَّلٰوۃَ کَامِلَۃً وَّمِنۡکُمۡ مَنۡ یُّصَلِّی النِّصۡفَ وَالثُّلُثَ وَالرُّبۡعَ وَالۡخُمۡسَ حَتّٰی یَبۡلَغِ الۡعُشۡرَ (مشکوٰۃ)	تم میں بعض اشخاص پوری نماز پڑھتے ہیں، بعض آدھی، بعض تہائی، بعض چوتھائی اور بعض پانچواں حصہ یہاں تک کہ دسویں حصہ تک۔

نماز میں جس قدر خشوع یا غفلت ہوگی اسی قدر اس کی نماز کامل یا ناقص ہوگی، اور اس کے اثرات بھی ویسے ہی اچھے بُرے ظاہر ہوں گے۔ حدیث:

اِنَّ الۡمُؤۡمِنَ اِذَا تَوَضَّاءِ لِلصَّلٰوۃِ تَبَاعَدَ عَنۡہُ الشَّیۡطَانُ فِیۡ اَقۡطَارِ الۡاَرۡضِ لِاَنَّہٗ یَتَاَھَّبُ لِلدُّخُوۡلِ عَلَی الۡمَلِکِ فَاِذَا کَبَّرَ حَجَبَ عَنۡہُ اِبۡلِیۡسُ وَیُضۡرِبُ بَیۡنَہٗ وَبَیۡنَہٗ سُرَادِقُ لَایَنۡظُرُ اِلَیۡہِ وَوَجَّھَہُ الۡمَلَکُ بِوَجۡہِٖ وَاِذَا قَالَ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اَطَّلَعَ الۡمَلَکُ فِیۡ قَلۡبِہٖ فَاِذَا رَاٰہُ لَیۡسَ فِیۡ قَلۡبِہٖ اَکۡبَرُ مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ	یعنی بے شک اللہ کا سچا پرستار جب نماز کے لئے وضو کرتا ہے، شیطان اس سے دور بھاگ جاتا ہے، کیونکہ وہ مالکِ حقیقی کے حضور میں حاضری کے واسطے آمادہ ہوتا ہے۔ جب تکبیر کہتا ہے شیطان اس سے چھپ جاتا ہے اور اللہ اکبر کہتا ہے تو فرشتہ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کے دل کو غور کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اگر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کی عظمت نہیں پاتا تو وہ کہتا ہے کہ تو سچا

Marfat.com

یَقُوْلُ صَدَّقْتَ اَللّٰہُ تَعَالٰی فِی قَلْبِکَ اَکْبَرُ کَمَا تَقُوْلُ وَیَتَشَعْشَعُ مِنْ قَلْبِہٖ نُوْرٌ یَلْحَقُ بِمَلَکُوْتِ الْعَرْشِ وَیَکْشِفُ لَہٗ بِذٰلِکَ النُّوْرِ مَلَکُوْتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیُکْتَبُ لَہٗ حَسَنَاتٌ وَاِنَّ الْغَافِلَ الْجَاھِلَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ اِحْتَوَیْتُہُ الشَّیَاطِیْنُ کَمَا یَحْتَوِی الذُّبَابُ عَلٰی نُقْطَۃِ الْعَسْلِ فَاِذَا کَبَّرَ اَطْلَعَ الْمَلِکُ عَلٰی قَلْبِہٖ فَاِذَا کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ شَیْءٌ اَعْظَمُ مِنَ اللّٰہِ عِنْدَہٗ فَیَقُوْلُ لَہٗ کَذَبْتَ لَیْسَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ قَلْبِکَ کَمَا تَقُوْلُ فَیَثُوْرُ مِنْ قَلْبِہٖ دُخَانٌ یَلْحَقُ بِالسَّمَآءِ فَیَکُوْنَ حِجَاباً لِقَلْبِہٖ عَنِ الْمَلَکُوْتِ فَیَزْدَادُ ذٰلِکَ الْحِجَابُ صَلَابَۃً وَیَلْتَقِمُ الشَّیْطَانُ قَلْبَہٗ فَلَا یَزَالُ یَنْفَخُ فِیْہِ وَیَنْفُثُ وَیُوَسْوِسُ اِلَیْہِ حَتّٰی یَنْصَرِفَ مِنْ صَلٰوتِہٖ وَلَا یُقْبَلُ مَاکَانَ فِیْہِ

ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور عظمت تیرے دل میں ہے۔ پھر نمازی کے خرمن قلب سے ضیائے انوار کی دُز افشانیاں ہوتی ہیں کہ ملکوت و عرش سے مل جاتی ہیں۔ اس نور سے حجاباتِ زمین و آسمان کُھل جاتے ہیں۔ اس کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (غافل اور) جاہل (جو عبادت کے نتیجے سے بے خبر بے پرواہ ہے) جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے شیطان اس کے گرد اس طرح جمع ہوجاتے ہیں جیسے شہد کے قطرہ پر مکھیاں۔ جب تکبیر کہتا ہے فرشتہ اس کے دل کو بغور دیکھتا ہے۔ اگر اس کے دل میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے سوائے کسی چیز کی عظمت ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے تو جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بزرگی تیرے دل میں اتنی نہیں جیسا کہ تو کہتا ہے۔ پھر اس کے دل سے دھواں اُٹھ کر آسمان تک پہنچتا ہے جو اس کے دل کے لئے ملکوت سے حجاب ہوجاتا ہے۔ یہ حجاب یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ شیطان اس کے دل میں نیش زنی کرتا ہے اور نمازی کے دل میں برابر خطرے ڈالا کرتا ہے۔ (یہاں تک کہ اُسکی نماز کو برباد کردیتا ہے اور قبول نہیں کی جاتی۔)

Marfat.com

اے پست ہمت زاہد اور مسلمانی کے دعویدار! تو نطق زبان اور جنبش اعضاء سے اس پاکیزہ فریضہ کو ادا کر کے فخر کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر مانتے ہوئے، اس کی عبادت کے مسرت خیز وقت بھی تیرے دل کے پردوں میں نہایت زِشت نا قابلِ نفرت وسواسِ پنہاں کا سیلاب موجزن رہتا ہے۔ سبحان اللہ یہ عشق کی نشانی! یہ عاشق کا دل! یہ عظمت و جلال والے کی عبادت! اسی پر حسنِ عبادت کا دعویٰ! کیا خوب——؟ یاد رکھ یہ راستہ باتوں سے نہیں، دل کے قدموں سے طے ہوتا ہے۔

افسوس! تم رسمی عبادت کے عادی ہوگئے اور ریاکاری کی خندق میں گر گئے تمہاری غفلت اپنی حد تک پہنچ گئی۔ یہ کس قدر دردناک ہے کہ شیطان تمہارا مونس و دمساز بن کر تمہارے دل کو خراب کرے، اس کو اپنے وسوسوں اور خطرات کی آماجگاہ بنائے اور تم حق سے غافل ہوکر کچھ فکر نہ کرو۔ یونہی بیٹھے رہو۔ افسوس! عبادت کا بشاش کرنے والا رخ تاریک اور مقصد فوت ہوگیا۔ تمہارا یہ طریق عمل کور باطنی و سیاہ دلی کی دلیل نہیں تو کیا ہے؟ قولہٗ تعالیٰ:

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـِٕهِمْ (الانعام آیت ۱۲۱ پ ۸)	بے شک شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں خطرے ڈالا کرتے ہیں۔

جو دل غیرِ حق میں مشغول رہے حق کو اُس سے کیا کام۔ ؎

واقف ہیں زاہدانِ ریائی سے خوب ہم
لب پر صمد صمد ہے پہ دل میں صنم صنم (امیرؔ مینائی)

اے قوم! عقل سے کام لے اور ایسے بزرگ صورت کی پیروی نہ کر جو حق سے غافل ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تو شیطان کی گود میں پہنچ کر دوزخ میں جا پڑے۔

Marfat.com

اے اللہ رب العزت! اپنے امواجِ کرم سے مجھ کو ادائے عبادت میں اپنی محبت اور اپنے عشق سے سیراب فرما کر مرتبہ قربِ نوافل (یعنی فنائے صفاتِ بشریہ) عطا کر کے قربِ فرائض (یعنی بحرِ تجلیاتِ ذاتِ نامتناہی) میں حباب کی طرح فنا کر دے۔

باقی نہ میں رہوں نہ مری آرزو رہے
ہے آرزو کہ دل میں مرے تو ہی تو رہے

نبی اکرم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے ریاکار اور خلوص سے بیگانہ حضرات کی نسبت جو کچھ بھی ارشاد فرمایا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئیے کہ اُس سے عبرت پکڑیں اور اعمال میں اخلاص پیدا کریں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

سَیَاْتِیْ زَمَانٌ عَلٰی اُمَّتِیْ یَقُوْلُوْنَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ رَسْمًا وَّیُصَلُّوْنَ عَادَةً (بخاری و مسلم)	میری اُمت پر عنقریب ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ وہ بطور رسم کے کلمہ پڑھیں گے اور بطور عادت کے نماز ادا کریں گے۔

اور سرورِ عالم ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے:

سَیَاْتِیْ عَلٰی اُمَّتِیْ زَمَانٌ یَّقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَیُصَلُّوْنَ الصَّلٰوةَ وَلَیْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانُ (بخاری و مسلم)	میری اُمت پر عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ تلاوتِ قرآن کریں گے اور نماز بھی پڑھیں گے۔ مگر ان کے دل ایمان سے خالی ہوں گے۔

اے مسلمانو! غفلت کی عینک اُتار کر دیکھو اور ان احادیث پر غور کرو۔ تم علمائے سوء سے بچو۔ وہ حق الامر چھپاتے ہیں۔ حق تعالیٰ کے حکم کے باوجود وہ جب اپنی ہی نماز درست نہیں کرتے تو دوسروں کی صلوٰۃ کی اصلاح کیسے

Marfat.com

کر سکتے ہیں ــــ؟ محض بطور رسم و عادت کے نماز پڑھی جاتی ہے۔ اپنی دنیوی اغراض اور اُخروی چاہتوں کے بر آنے کے لئے نمازیں پڑھنا اور تسبیح گھمانا، گناہ ہے۔ عبادت تو اللہ ہی کے لئے ہونا چاہئیے۔ دُنیا کے خیال سے کور دماغوں کا عبادت کرنا گویا نور پر تاریکی کا پردہ ڈالنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول برحق ﷺ نے اس قسم کی عبادت پر ملامت فرمائی ہے۔ بغیر کسی خواہش و آرزو کے خلوص کے ساتھ عبادت کرنا ہی عبادت اور باعثِ نجات ہوسکتا ہے۔

آپ کو کھانا کھاتے وقت چاول، روٹی، دال وغیرہ میں اگر تھوڑی سی بھی کرکراہٹ اور خفیف سے کنکر یا پتھر کے ریزے ملے ہوں تو وہ معلوم ہوجاتے ہیں، اور آپ یا تو اُن کو نکال کر علٰیحدہ کردیتے ہیں یا اُس کھانے سے احتراز کرتے ہیں۔ لیکن نماز یا دوسری عبادت کی خراب کرنے والی چیزیں آپ کو محسوس ہی نہیں ہوتیں اور آپ اُس کو غیر اللہ کی آلودگیوں سے خالص اللہ تعالیٰ کے لئے پاک وصاف نہیں کرتے۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ جسمانیت میں مشغول ہونے اور حق سے غفلت کو پسند کرتے ہیں ــــ؟

جن اعمال و عبادات سے خالق و مخلوق کے درمیان خاص محبت کا تعلق استوار ہو، کیا وجہ ہے کہ آپ کو ان میں سراسر ریائی رنگ اور نمائشی کیف کی کرکراہٹ کا احساس نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے دل کی تہہ میں ہزاروں فانی خیالات پنہاں ہیں، جو آپ کو ریا سے مطلع نہیں ہونے دیتے ہیں۔ کتاب اللہ اور احادیث ﷺ سے یہ جاننے کے باوجود بھی کہ رِیا اعمال کے لئے زہر ہلاہل ہے، اگر آپ ریائی حجاب کے بے کیف حدود ہی میں رہنا چاہتے ہیں تو آپ کو مبارک وصد مبارک۔

Marfat.com

منقول ہے کہ جس وقت رسولِ اکرم ﷺ نماز پڑھا کرتے تو آنجناب ﷺ کا سینۂ اطہر خشوع سے دیگ کی طرح کھولنے لگتا اور بطن مبارک سے جوش کی آواز آیا کرتی تھی۔ (بخاری) اور اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نماز میں بید کی مانند کانپا کرتے تھے۔ حضرت بایزیدؒ اکثر بعد نماز عشاء چار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور ہر سلام کے بعد یہ فرماتے: میں نے یہ نماز اس بارگاہِ بے نیاز کے لائق نہیں پڑھی، پھر نیت باندھتے اور پھر اسی طرح نماز ختم ہونے پر فرماتے۔ غرضیکہ نماز پڑھتے پڑھتے صبح ہوجاتی اور آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی میں نے اس امر کی بہت کوشش کی کہ ایسی نماز پڑھوں جو تیری بارگاہِ صمدی میں پیش کرنے کی لائق ہو، لیکن افسوس مجھ سے ایسی نماز ادا نہ ہوئی، جیسا بایزید ہے ویسی ہی اس کی نماز ہے۔ اے اللہ پاک تیرے بہت سے بے شمار و بے حد بے نمازی بندے ہیں، مجھے بھی ان میں ایک شمار کر۔
حضرت عراقی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

بزمین چو سجدہ کردم ز زمیں ندا برآمد
کہ مرا خراب کردی تو بہ سجدۂ ریائی

(جب میں نے زمین پر سجدہ کیا تو زمین سے یہ آواز آئی کہ تو نے مجھ کو خراب کردیا، ریاکاری کے سجدہ سے۔)

سُبحان اللہ حضور ﷺ اور مقتدائے کاملین کا تو یہ حال، مگر بیوقوف جُہلا اور کاہلین اسلام کا یہ دعویٰ کہ ہماری نماز اور حضرت رسول کریم ﷺ کی نماز میں کچھ فرق نہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ھَفَوَاتِ الشَّیَاطِیْنِ اُن میں تو ابتدائی درجہ کی نماز پڑھنے کی بھی صلاحیت نہیں ہوتی۔ حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ فرماتے ہیں:

Marfat.com

چوں شوی استادہ از بہرِ نماز　　دل بود در گاؤخر اے حیلہ ساز
ایں نمازِ تو شود آخر تباہ　　فکر باطلہا کند رویت سیاہ

جب تو نماز کو ضروری سمجھ کر پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو تیرا دل وجود باری کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین نہیں کرتا۔ اے حیلہ ساز! تیرا دل فضولیات میں مشغول ہوتا ہے اور اُس میں ماسوا اللہ کے خطرات موجزن رہتے ہیں، تیری نماز تباہ ہوجاتی ہے اور افکارِ باطل تیرے چہرے کو سیاہ کردیتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ (الفاتحہ)	ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہم کو سیدھی راہ پر چلا۔

غور تو کیجئے اگر کسی نمازی کے دل میں حُبِ دُنیا کے خیال موجزن ہوں اور وہ زبان سے ''اِیَّاکَ نَعْبُدُ'' (میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں) کہہ رہا ہو تو بات کیا ہوگی اور کہاں پہنچے گی ــــ؟

یہ امر غور طلب ہے کہ ''صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْم'' یعنی سیدھا راستہ جس کی طرف ہدایت کے لئے مصلّی اللہ تعالیٰ سے ہر نماز اور ہر رکعت میں استعانت کا خواستگار ہے، کونسا راستہ ہے ــــ؟ کیا ظاہری صوم وصلوٰۃ و دیگر شرع کے جگمگاتے ارکان کی پُر ریا پابندی و بجا آوری اصل مقصد اور جادۂ مستقیم ہے ــــ؟ اگر جواب اَثبات میں ہے تو ہر نماز میں عجز، فروتنی اور متضرعانہ کیفیت سے اس کے حصول کے لئے بارگاہِ رب العزت میں بار بار التجا کیسی ــــ؟ کیونکہ اس صورت میں یہ التجا تحصیل حاصل ہے اور اللہ ربِّ غفور الرّحیم و کریم سے ہر رکعت میں اس کے لئے تقاضا اور اصرار، دل لگی اور استہزا سے کم نہیں۔

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے ارکان خمسہ کو مقصود بالذّات تصور کر کے اس پر مداومت اختیار کرنا مسلم کو بجائے آگے بڑھنے کے پہلی ہی منزل میں مقید کر دیتا ہے، اس لئے پرستارانِ احد اس کو درست نہیں مانتے۔ ارکانِ خمسہ و دیگر فرائض فی نفسہٖ اصل مقصد نہیں بلکہ ذرائع تکمیل مقصد ہیں۔ مقصد تو وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں سوتی ہوئی انسانیت کی رہنمائی کے لئے جابجا بیان فرمایا ہے اور جو صراط المستقیم کا حاصل ہے۔

اب اس جادۂ حق کی حقیقت سنیئے: ''یہ ان لوگوں کا راستہ یعنی طریق عمل ہے جن پر رب کریم کے لطف و کرم کی نگاہیں رہیں اور ہیں۔'' باقلبِ سلیم و روح لطیف، متلاشیٔ حق کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے عزم و استقلال کے ساتھ اُٹھے اور حصولِ مقصد کے لئے انبیائے علیہم السلام اور اولیائے عظامؒ کے روحانیت سے لبریز حالات پیش نظر رکھ کر قدم بڑھائے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِىْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ (ھود آیت ۱۲۰ پ ۱۲)	اے نبی ﷺ! ہم نے انبیاء علیہم السلام کے قصے اس لئے نازل کئے ہیں کہ تیرے دل کو تسلی ہو اور تجھے حق بات معلوم ہو جائے اور مسلمانوں کے لئے یہ نصائح اور ذکر بنیں۔

اے مسلمانو! انبیاءؑ کے طریق کار پر عمل پیرا ہو اور ان تمام عقائد کو مرتبہ حق الیقین سے حاصل کرنے کی کوشش کرو، جن کی وہ قولاً اور فعلاً تعلیم دیتے رہے۔ اِن نفوسِ اطہر اور بابرکت ہستیوں کا طریقِ عمل ذاتِ واحد کا ذکر اور فکر تھا۔ وہ ہر لحظہ اور ہر ساعت اس کے ذکر میں محو رہنے کی

Marfat.com

وجہ سے خود سراپا ریاضت و عبادت ہوگئے تھے۔ قولہ تعالیٰ:

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ○ (البقرۃ آیت ۱۵۷ پ ۲)	یہ لوگ ہیں جن پر انکے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔

مرا وجود ہی خود انقیاد و طاعت ہے
کہ ریشہ ریشہ میں ساری ہے اک جبینِ سجود

ان کا اعتقاد توحیدِ مطلق پر مبنی تھا۔ اس عقیدہ نے ان کو ذکر وفکر الٰہی کے صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کے لئے آمادہ کیا۔ تاکہ وہ ابتدائی مراحل یکے بعد دیگرے قطع کر کے قعرِ مذلت سے نکل کر، منزلِ مقصود پر پہنچیں۔ یعنی بحر ناپیدا کنار ذاتِ مطلق میں اپنی ہستی کو حباب کی طرح مٹا کر خود بحرِ ناپیدا کنار بن جائیں۔

یہ ہے صراطِ مستقیم کی حقیقت اور ارکان خمسہ اور جادۂ مستقیم کا ربطِ معنوی۔ وائے برحال دلدادگانِ فریب خودی کہ روزانہ "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ" کی رٹ لگائے جاتے ہیں۔ اور اس کے مفہوم پر ایک مرتبہ بھی غور نہیں کرتے۔ افسوس بوالعجبوں نے ساری عمر مشقتِ لایعنی میں صرف کی۔ فکرِ فضول اور عملِ بے مقصد کے ذریعے کبھی کوئی کامیاب نہیں ہوا۔

صلوٰۃ مشتق ہے صَلَت سے۔ صلت اس لکڑی کو کہتے ہیں جو آگ سے گرم کر کے سیدھی کی جائے۔ اسی طرح مسلم آتش شوق الٰہی کی حِدّت سے نماز میں سیدھا ہوجائے یعنی مومن بن جائے اور ذاتِ باری میں فنا ہوجائے تو اُس کو کوئی اچھا بُرا خیال نہیں رہتا۔ وہ ماسوا سے بے خبر اور بسا اوقات عبادت وعمل کے خیال سے بھی گزر جاتا ہے۔ نکتۂ فکریہ:

Marfat.com

مَا شَغَلَکَ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ صَنَمُکَ وَطَاغُوْتُکَ	جو چیز تجھے حق تعالیٰ سے باز رکھے وہ تیرا صنم اور معبود ہے۔

بُت کی پرستش کرنا، کافر کا کام ہے جو جہنمی ہونے کی علامت ہے۔

قَالَ الْعُرَفَآءُ مَا یَشْغُلُکَ عَنِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَهُوَ عَلَیْکَ مَشْئُوْمٌ اِنْ شَغَلَکَ ذِکْرُہٗ عَنْہُ فَهُوَ عَلَیْکَ مَشْئُوْمٌ وَالصَّلٰوۃُ وَالصَّوْمُ وَالْحَجُّ وَجَمِیْعُ اَفْعَالِ الْخَیْرِ فَکُلُّ ذٰلِکَ عَلَیْکَ مَشْئُوْمٌ	عارفین سے منقول ہے کہ جو چیز تجھے اللہ تعالیٰ سے غافل کرے، وہ تیرے لئے منحوس ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر نیز نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ جو تجھ کو اللہ تعالیٰ سے غافل کریں وہ تیرے لئے منحوس ہیں۔

مگر افسوس خواہش کا بندہ اپنے نفع نقصان اور آرام کے لئے مخلوق پر نظر کرتا ہے۔ عارف جانتا ہے کہ جنت اور دوزخ دونوں مخلوق ہیں۔ وہ ذاتِ پاک کے علاوہ نہ کسی کو چاہتا ہے اور نہ کسی سے ترساں اور لرزاں ہوتا ہے۔ اے محبتِ الٰہی کے مدعیو! افسوس صد افسوس تم سب اللہ کے توکّل کو چھوڑ کر اس کی ذات سے بہت دور جا پڑے۔ جو شخص اللہ کے سوا کسی چیز پر بھروسہ کرے گا اس کو ہرگز فلاح نہ ہوگی۔

مفتونِ حُبِّ کبریا اور سے دل لگائے کیوں
اپنے حریم قلب کو غیر کا گھر بنائے کیوں (ثاقب انصاری)

اے عزیزو! قرآن پر ایمان لاؤ اور اس پر عمل کرو۔ عمل میں اخلاص پیدا کرو۔ اللہ، رب العالمین ہے اور ہر شے سے اُس کی قدرت آشکارا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں یہ کائنات بھی باطل نہیں ہے۔ کما قولہٗ تعالیٰ:

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا (آل عمران آیت ۱۹۱ پ۴)	اے رب ہمارے! تو نے اس کو باطل نہیں پیدا کیا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اسمائے الٰہی میں ''**اللّٰہ**'' ہی فقط ایسا نام پاک ہے کہ اگر اس سے ایک ایک حرف ساقط کردیا جائے، پھر بھی الوہیت ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ ''**اللّٰہ**'' سے الف جدا کرو تو ''**لِلّٰہِ**'' اور پھر لام علیحدہ کرو تو ''**لَہٗ**'' اور دوسرا لام بھی جدا کرنے پر ''**ہٗ**'' باقی رہتا ہے۔ ''**اللّٰہ**'' اسم ذات ہے اور وہ ذاتِ پاک حروف اور اوہام سے پاک ہے۔ کوئی کسی لفظ سے اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ قبولیت صرف اس کی رحمت سے حاصل ہوتی ہے۔

طالبانِ صادق کو چاہئے کہ اللہ اکبر کے یہ معنی نہ سمجھیں کہ اللہ کسی دوسرے سے بڑا ہے۔ بلکہ غیر اللہ کے لئے اس کے ساتھ ہونے کا گمان ہی نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس سے اعلیٰ و اکبر ہے کہ اس کی بڑائی کا اندازہ کیا جاسکے اور اس کی عظمت و کبریائی کے متعلق جو کچھ بھی قیاس اور گمان پیدا ہو وہ اس سے بے حد بزرگ ہے۔ وہ اس سے بھی بڑا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی اس کی بزرگی اور کبریائی کی حقیقت سمجھ سکے۔ وہ کسی کی معرفت یا شناخت کے دائرے میں نہیں گھرتا، بلکہ اس کا علمِ پاک ہر بڑی سے بڑی یا چھوٹی سے چھوٹی چیز، کیفیت، حالت، عمل اور صفت کو گھیرے ہوئے ہے۔

جب مصلّی نماز کے لئے کھڑا ہو تو اس کو چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کے مقابلے میں کُل کائنات کو نیست خیال کرے۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ جب عارفین نے اپنے دلوں سے سوا حق عزوجل کے سب کچھ نکال دیا تو ان کو خطاب ہوا کہ بِسْمِ اللّٰہِ کہو یعنی میرے ہی نام کی جانب منسوب ہوکر کہ اللہ والے ربانی ہوجاؤ اور آدم علیہ السلام سے نسبت مت لگاؤ۔ بعض

Marfat.com

صالحین نے فرمایا ہے کہ جن چیزوں کا وجود ہے یا ہو وہ بِسْمِ اللهِ یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ ہے اس کی زینت سے ہر چیز کی خوبی اور اسی کے معیوب کرنے سے وہ قبیح ہے۔

سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد خود ادا فرما کر بندوں کی عاجزی ظاہر فرمائی، کیونکہ انسان اور کُل کائنات اس کی حقیقی حمد سے عاجز ہے اور الحمد کا الف لام جو استغراقی ہے، ظاہر کررہا ہے کہ ہر تعریف اللہ کے واسطے ہے۔ اگر کسی شخص، کسی مشین یا کسی دوسری چیز کی تعریف کی جائے گی تو وہ فی الحقیقت اس کے بنانے والے یا ایجاد کرنے والے کی تعریف ہوگی، لوہے یا لکڑی وغیرہ کے ٹکڑوں کی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی سب مخلوق کا اور ان کے افعال و اعمال کا خالق ہے، لہٰذا وہی تعریف کا مستحق ہے۔ یعنی اگر کسی فعل، عمل، صفت یا کسی چیز کی تعریف و توصیف کی جائیگی تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہوگی، کیونکہ وہی ہر شے کا بنانے والا ہے اور ہر طرح کی حمد اسی کو ہے۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے یہ معنی ہیں کہ ہم تیری ہی مدد، تیری ہی دی ہوئی قوت اور طاقت سے تیری عبادت کرتے ہیں، چونکہ ہمارا اور ہمارے فعل کا پیدا کرنے والا تو ہی ہے، اس لئے تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں کہ تیری توفیق سے تیری عبادت کرسکیں۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ درخواستِ ہدایت ہے یعنی اے اللہ! ہم کو آگاہ فرما اور اپنی رضا کے موافق اپنی پسندیدہ راہ دیدے۔ نفسانیت کے دخل سے بچا، تاکہ معارف عالیہ حاصل ہوسکیں۔ شیخ شبلیؒ نے فرمایا ہے کہ انبیاءؑ، اصفیاء اور اولیاء اللہ کے راستہ کی درخواست ہے۔ یہ وہ مبارک ہستیاں ہیں جن پر معرفت اور اپنے دیدارِ پاک کا تو نے انعام فرمایا ہے، جو کامل صدق و یقین رکھتے ہیں، جو نفس و شیطان کے مکائد سے آگاہ

Marfat.com

ہیں، جن کے قلوب تیری پاکیزہ محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور جو اپنے نفس کی خودی سے فنا اور تیری طاقت و حیات سے باقی ہیں۔

اس سورۂ پاک کے خاتمہ پر ان لوگوں کی پیروی سے روک دیئے جانے کی درخواست ہے، جن کے قلوب محفوظ نہ رہے، جو سیدھے راستے سے بھٹک گئے اور معرفت الٰہی اور مشاہدہ حق سے محجوب ہوکر اپنے نفس کی پیروی میں گمراہی کے جنگلوں میں چرتے پھرتے ہیں۔

اے عزیز! نفسانی خواہشات اور نفس کو چھوڑ دے اور خالص اللہ تعالیٰ کا ہوجا۔ تیرا نفس ہی تیرا سب سے بڑا دشمن اور راہ حق میں تیرے لئے سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ط (الفرقان آیت ۴۳ پ ۱۹)	(اے پیغمبر ﷺ) کیا آپ ﷺ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی نفسانی خواہشات کو معبود بنا رکھا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اَبْغَضُ اِلٰهٍ عَبْدٍ فِی الْاَرْضِ عِنْدَاللّٰهِ تَعَالٰی هُوَ الْهَوٰی (بخاری و مسلم)	اللہ تعالیٰ کے نزدیک زمین پر سب سے بڑے معبود نفسانی چاہتیں ہیں جن کی پرستش کی جاتی ہے۔

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو تجھے رنج و الم میں ڈالے وہی تیرا مقصود ہے۔ اگر تیری نکیل نفس کے ہاتھ میں ہے تو اس کی چاہتوں کا بندہ، اگر دُنیا کے ہاتھ میں تیری باگ ڈور ہے تو دُنیا کا بندہ، اگر مال و منال، عیال و اطفال کے ہاتھ میں تیری لگام ہے، تو ان کا بندہ اور اگر آخرت کے ہاتھ میں تیری رسی ہے تو تُو آخرت کا بندہ ہے۔

Marfat.com

اے عزیز! تو غور کر کہ تیرے دل میں کس کی محبت پنہاں ہے اور تو کس کی طلب میں اپنے قیمتی ایام زندگی گزار رہا ہے؟ اس وقت کتنے انسان ہوں گے جو طالبِ الٰہی ہوں اور انصاف سے خود کو بندۂ حق کہہ سکیں اور ان بندگان حق میں سے کتنے ایسے ہوں گے کہ اللہ کی اطاعت، محبت اور عشق میں اُن کے دل سے ماسوا اللہ کا وہم و خیال بالکل جاتا رہا ہو اور وہ اپنی ذات سے پروردگارِ عالم میں ایسے فنا ہوگئے ہوں کہ اپنی وہمی ہستی کو بھی بھول گئے ہوں۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں: ؎

چیست معراجِ فنا ایں نیستی
عاشقاں را مذہب و دیں نیستی

(معراج فنا اور مٹ جانا ہے، اس لئے عاشقوں کیلئے مذہب اور دین خود کو مٹا دینا ہے۔)

عاشق الٰہی جس کی نظر میں سوائے ذات کے کچھ نہیں رہتا، اللہ کا مخلص بندہ ہوتا ہے۔ فی الحقیقت انسان اللہ پاک کی صحیح عبادت اس وقت کرسکتا ہے جب اس کی تمام اغراض، خواہ وہ موجودہ زندگی سے متعلق ہوں یا آخرت سے مٹ جائیں اور وہ اللہ کی عبادت صرف اللہ کے لئے کرے۔ جو شخص ماسوا کے لالچ میں اپنی خواہش کی تحریک پر اللہ کی عبادت کرتا ہے، گویا خود وہ اپنی عبادت کرتا ہے، نہ کہ اللہ کی۔ افسوس شہرت کے بھوکے محض دُنیا کی وجہ سے اپنی آخرت کو برباد اور اپنی زندگی کو رسم و رواج نفسانی چاہتوں اور مخلوق کی طاعت و محبت کی خاطر، ذوالجلال والاکرام کی عبادت کو خراب کرتے اور رات دن دوسروں کی شکایت سے اپنے تقویٰ کو فاسد کرتے ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ ؎

Marfat.com

مرد جب تک نفس کے تابع رہے غیر ممکن ہے خدا اس کو ملے
کر مرادِ نفس بد سے تو حذر پرورش دشمن کی تو ہرگز نہ کر

اے عزیز! نماز کو اچھی طرح ادا کرنے کے لئے حضورِ قلب حاصل کرنے کی کوشش کر۔ حضوریٔ قلب محبت الٰہی کے بغیر بمشکل ہی حاصل ہوتی ہے اور محبت الٰہی کثرتِ ذکرِ پاک سے دل میں جلوہ فگن ہوتی ہے۔ ؎

ہزار سال عبادت کند نمازی نیست
کسے کہ عشق ندارد خدائے راضی نیست

اگر نماز نشہٗ ریا سے سرشار ہوکر ہزار سال تک پڑھی جائے تب بھی قابلِ وقعت اور نفع بخش نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ رِیا کاری کی عبادت سے ہرگز خوش نہیں ہوتا۔ جذبۂ ریا جب دل پر مسلّط ہوجاتا ہے تو انسان سے اخلاص رخصت ہوجاتا ہے اور اُس سے خود بینی اور خود نمائی کے تحت نہایت مذموم افعال صادر ہوتے ہیں۔ عمر خیام فرماتے ہیں: ؎

تو فخر بہ ایں کنی کہ من مے نمی خورم
صد کار کنی کہ مے غلام است آن را

تو فخر کرتا ہے کہ میں شراب نہیں پیتا، لیکن تو سینکڑوں کام ایسے کرجاتا ہے جن کے آگے شراب نوشی بھی بہت چھوٹا گناہ ہے۔

حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں: ؎

ریا حلال شمارند و جامِ بادہ حرام
زہے طریقت و ملّت زہے شریعت و کیش

جس میں خود گرفتار ہو، یعنی تم ریا کو حلال جانتے ہو، اور شرابِ کو حرام کہتے ہو، تمہارا مذہب و ملّت اور شریعت بھی خوب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ریا

Marfat.com

شراب نوشی سے بھی بدتر ہے۔

حضرت جندب بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عبادت تو اللہ پاک ہی کے لئے کرتا ہوں، مگر جب کوئی شخص اس عمل سے مطلع ہوتا ہے تو میرے دل کو مسرت ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن اعمال میں غیر شریک ہو، حق تعالیٰ اسے قبول نہیں کرتا۔ (بخاری و مسلم) اسی پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۟ (الکھف آیت ۱۱۰ پ ۱۶)	اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کر۔

اے طالبانِ حق! ریا سے زبردست احتیاط کرو، قوتِ عمل اور عبادت میں خلوص پیدا کرو۔ خلوص سے ایک گہرا سیرتی رنگ پیدا ہوتا اور خلوص ہی عبادت کو عبادت بنادیتا ہے۔ تمہاری عبادت تمہارا سب سے قیمتی سرمایہ ہے اس کی قدر کرو اور اُس کو رائیگاں نہ کرو۔ کیا نماز بخیال نعیم الجنت و خوف دوزخ ادا کرنا اور درود و وظائف حاجاتِ دُنیا پوری ہونے کے لئے پڑھنا اور اللہ کے واسطے عمل نہ کرنا، حق طلبی ہے ــ؟ طالب حق کا تو ہر فعل، عمل، عبادت غرضکہ ہر ہر سانس اور سب کچھ اللہ احد کے لئے ہونا چاہئیے۔

قولہ تعالیٰ: قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۟ (الانعام آیت ۱۶۲ پ ۸)	آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیجئے کہ میری نماز، میری کُل عبادات اور میرا جینا اور مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کے لئے ہے، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

انسان کو چاہئیے کہ جو کچھ عبادت و طاعت کرے، محض اللہ تعالیٰ کے واسطے کرے اور تمام اخلاق ذمیمہ سے علیحدہ ہوجائے کیونکہ جب تک نفسِ انسانی

Marfat.com

رذائل باطنی سے پاک نہ ہوگا، کوئی طاعت خالص اللہ کے واسطے نہ ہو سکے گی۔ کامل اخلاص یہ ہے کہ بے غرض، بے مطلب، بے طمع، حشر و نشر، عذاب و ثواب کے خیالات، حتیٰ کہ خود سے بھی خالص ہوکر اپنے قلب و روح کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے وقف کردے اور اللہ الصمد کے لئے صداقت و ادب سے اپنی ہستی کو قربان کر کے معبود یکتا و لاثانی کی عبادت میں مشغول رہے۔ نہ کسی کو اپنا محبوب و مقصود ٹھہرائے اور نہ کسی چیز سے ڈرے، کیونکہ جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ کسی سے نہیں ڈرتا اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ سب سے ڈرتا ہے۔ اہل جنت و دوزخ، بہشت اور دوزخ کے خیال میں رہتے ہیں اور سوختگان محبت الٰہی، عارفین اور موحدین، قدیم اور حادث میں تمیز کر کے حادث سے رُخ پھیر کر قدیم کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوتے اور اپنے آپ کو بھول جاتے اور خود کو حاضر نہیں دیکھتے ہیں۔ اگر حالتِ توحید میں کسی کی اپنے نفس پر نظر رہے تو وہ موحد نہیں، بلکہ گرفتارِ دوئی ہے اور ازروئے طریقت مشرک ہے۔ حق تعالیٰ ازل میں بھی اَحد تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور اب بھی اَحد ہے۔ اللہ کے دیوانے اللہ سے اور اللہ اُن سے محبت کرتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ (المائدہ آیت ۵۴ پ ۶)	وہ اس سے محبت کرتے ہیں اور وہ اُن سے محبت کرتا ہے۔
حدیث: عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عنہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَزَّوَجَلَّ مَنْ طَلَبَنِیْ وَجَدَنِیْ وَمَنْ طَلَبَ غَیْرِیْ لَمْ یَجِدْنِیْ	روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ جس نے مجھے طلب کیا اس نے پایا اور جس نے سوائے میرے طلب کیا، مجھے نہ پایا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، احمد)

Marfat.com

اے عزیز! جس کی روح نے خلوص اختیار کیا اور جس نے تزکیۂ اعمال میں پوری کوشش کی اس کے لئے عقبیٰ میں بہترین نشاط اور مدارج علیا کی خوش خبری ہے اور وہ ہی حقیقی بہشت ہے۔

جس طالبِ حق کو طوفانِ ماسوا اللہ سے نجات مل گئی اور اس پر محبتِ الٰہی و پرستشِ حق کا اس قدر گہرا رنگ چڑھا کہ اس کی روح مشاہدۂ انوار قدس کے سمندر میں مستغرق ہوگئی، وہ مالکِ ذرہ پرور کی بے نیازی اور ذرہ پروری کو دیکھ کر، حقیقی مسرّت کی لہریں ہر ساعت و ہر لحظہ اپنے قلب میں موجزن پاتا ہے اور حُسنِ ازل کی بے پردہ اور مسلسل جلوہ نمائیاں اس کو مدہوش کر دیتی ہیں۔ خراباتی سراپا سہو و نسیان لیکن عظیم الشان اور مرتبہ والا انسان احساس ہستی کھوکر اللہ کا معصوم بندہ بن گیا۔ اللہ اس کا اور وہ اللہ کا ہوگیا۔ اب اُس کا ہر فعل و عمل ریا و خودنمائی سے پاک ہوکر بارگاہِ بے نیاز میں قابل قبول ہے ورنہ ریا کے ہوتے ہوئے کوئی عبادت، عبادت نہیں، بلکہ گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ صَامَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ (بخاری، احمد، مسلم)	جو شخص دکھانے کو نماز پڑھے اس نے شرک کیا اور جو دکھانے کو روزہ رکھے اس نے شرک کیا اور جو دکھانے کو خیرات کرے اس نے شرک کیا۔

ریا ایسا مخفی زہر ہے کہ اُس سے انسان کے تمام اعمال بجائے فائدہ پہنچانے کے اُلٹے باعثِ عذاب ہوجاتے ہیں، لیکن اس سے موجودہ زمانے کے عوام تو عوام، اکثر نام نہاد علماء اور مشائخ تک بے خبر ہیں۔ اعمال و عبادات میں رِیا کی تمیز کرنا ایسا دشوار ہے جس طرح اندھیری رات میں چیونٹی

Marfat.com

کو چلتے دیکھنا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں ریا کے بارے میں ایک علیٰحدہ مفصل باب لکھا ہے۔ سابق انبیاء والمرسلینؑ نے بھی ریا سے اعمال کو پاک کرنے کے سلسلے میں کافی زور دیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ریا سے بچنے کے لئے بہت تاکید فرمائی ہے کہ اگر کوئی شخص روزہ رکھے اس کو مناسب ہے کہ اپنے سر، ڈاڑھی اور ہونٹوں کو روغن سے چکنا کرلیا کرے، تاکہ دیکھنے والے اس کو روزہ دار نہ سمجھیں۔ دائیں ہاتھ سے خیرات کرے تو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ اسی وجہ سے فرائض کے علاوہ دوسری نمازیں اپنے مکان پر پڑھنا فضیلت رکھتی ہیں۔ رِیا سے بچنے کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو جو سر جھکائے بیٹھا تھا، تنبیہ کے طور پر فرمایا کہ اپنی گردن اوپر اُٹھا، خشوع وخضوع قلب سے ہوا کرتا ہے، نہ کہ گردن جھکانے سے۔ ریا روحانی تنزل کا باعث ہے، اس لئے ہر متنفس کو لازم ہے کہ جو اعمال کرے ان میں اخلاص پیدا کرے، کیونکہ اخلاص سے ترقیٔ روحانیت وابستہ ہے۔ اعمال صالح ہی کے ذریعے ہم اپنے مسرت افزاء مقصود تک پہنچ سکتے ہیں۔

حضرت عمرؓ راوی ہیں کہ وہ ایک روز مسجد نبوی ﷺ کی طرف گئے تو حضرت معاذ بن جبلؓ کو رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ اس وقت رو رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا معاذؓ، تم کو کون سی چیز رُلا رہی ہے ــــ؟ معاذؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ تھوڑا رِیا بھی شرک ہے۔ (ابن ماجہ، بیہقی، مشکوٰۃ)

حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کے

Marfat.com

اعمال کی جزا عطا کرے گا، تو اُن کو حکم دے گا کہ تم ان ہی کے پاس جاؤ جو اس سلسلے میں تمہاری کشتی کے ناخدا تھے اور جن لوگوں کے دکھانے کے لئے نمازیں پڑھتے اور اچھے اعمال کرتے تھے۔ تم اپنی عبادتوں کا ثواب اور طاعتوں کا اجر ان ہی سے لو۔ دیکھو تمہارے اعمالِ حسنہ کے صلے میں وہ تم کو کیا دیتے ہیں؟ (مفہوم بخاری، مسلم)

ترمذی وغیرہ نے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس کا مفہوم مختصراً یہ ہے کہ قیامت کے روز احکم الحاکمین کی عدالت میں نمازی، سخی اور عالم کی پیشی ہوگی، یہ تینوں اپنے پراگندہ اعمالِ ریائی، جہاد فی سبیل اللہ، خیرات، صدقات، تعلّم اور مشغلۂ علم کے تذکرے پیش کریں گے۔ حکم ہوگا تم نے یہ اعمال اپنے طرز پر محض دکھاوے اور نام کی غرض سے کئے تھے تاکہ دُنیا دار تم کو یہ کہیں کہ فلاں شخص بڑا نمازی، سخی اور جیّد عالم ہے۔ لوگوں نے تم کو دُنیا ہی میں نمازی، سخی اور عالم کہہ کر پکارا۔ تم نے فائدے کے حصول کے لئے نشرِ علم اور دنیوی شہرت کے خیال سے عبادت کی تھی۔ جس مقصد کے لئے عمل کیا تھا وہ دُنیا ہی میں حاصل کرلیا، اب کیا چاہتے ہو۔ رِیاکار باطل پرستوں کے کُل اعمال غضب الٰہی کے ماتحت سوخت ہوجائیں گے اور وہ طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ (ترمذی، نیز بخاری)

فی الحقیقت ریا کی بناء عبادت کو تباہ کرنے والی ہے۔ صاحب الصلوٰۃ والتسلیم ﷺ نے اس حقیقت کو صحیح طور پر اس طرح منکشف فرمایا ہے کہ جس عمل میں ذرۂ بے مقدار کے برابر بھی ریا ہوگی اللہ تعالیٰ اس کو ہرگز منظور نہ فرمائے گا۔ دراصل ریا کی غرض و غایت یہ ہے کہ عامل کی، اعمال و عبادات کے باعث دوسروں کے دلوں میں عظمت و تکریم ہو۔ کس قدر افسوسناک بات

Marfat.com

ہے کہ عبادت کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے بجائے جہالت اور بے علمی کی تاریکی کے سبب اپنی جیسی مخلوق کی خوشی منظور ہوتی ہے، تاکہ وہ لوگ اسے مرد صالح اور نیکوکار سمجھ کر اس کے معتقد ہوں۔ افسوس اس نے اپنی ناقص رائے میں بندوں کو اللہ تعالیٰ کی نسبت اپنے فائدہ اور ضرر پر زیادہ قادر سمجھا۔ اور یہاں تک ان کی عظمت کے جذبے کا اثر اس کے دل پر ہوا کہ عبادت بھی ان کے نذر کردی اور اپنے حقیقی نجات دہندہ کو کافی نہ سمجھا۔ ریا سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خالق کی عظمت اور خوشنودی کے مقابلے میں مخلوق کی خوشنودی اور پسند کو ترجیح دی جارہی ہے اور جب طاعتِ الٰہی سے رضامندی خلق اور اُس سے حصول منزلت پیش نظر ہوگی تو یہ غیر اللہ کی برتری تسلیم کرنے کے مترادف ہے جو شرک ہے۔ مشرک کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ محبت سے خالص تصنّع آمیز الفاظ کا مسلسل استعمال حقیقی محبت کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ ریاکار کے ظاہری الفاظ میں سچی اُلفت کی کوئی علامت نہیں ہوتی اور تاوقتیکہ صدق نہ ہو، روحانیت سے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ کیا اللہ کو چھوڑ کر دُنیا کو اپنی طرف مائل کرنا عقلمندی اور ترقی یافتہ ہونے کا ثبوت ہے؟ کیا اللہ سے غافل ہوکر مدارج حاصل کرنا بزرگی کی دلیل ہے؟ کیا اہلِ ثروت کے ساتھ گھی کھچڑی ہوکر رہنا کوئی بہترین طرزِ معاشرت ہے—؟

پارسایاں کہ روئے در مخلوق
پشت بر قبلہ می کنند نماز (سعدیؒ)

(بعض ایسے پارسا ہیں جن کا مخلوق کے سامنے چہرہ ہوتا ہے اور نماز میں قبلہ کی طرف ان کی پُشت ہے۔)

اگر کوئی بادشاہ اپنی خزانے کی کنجیاں شفقت سے کسی شخص پر اعتماد کلّی کرکے

Marfat.com

سونپ دے، تو وہ سوائے بادشاہ کے لطف و کرم کے اور کسی کا رہینِ منّت نہ ہوگا۔ اگر وہ شفقت خسروانہ کو مدنظر رکھتے ہوئے شاہی خزانہ سے سیم و زر نکال کر بادشاہ کی اجازت کے مطابق اپنے تصرف میں لائے تو وہ بادشاہ کا شکرگزار ہوگا نہ کہ مال و زر کا۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص میں قوتِ عمل پیدا کردے، تو عاقل وہی ہے جس کی نظر ہمیشہ معطیٔ حقیقی پر رہے۔ ذوقِ عبادت محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر موقوف ہے۔ اگر کوئی افضالِ الٰہی سے دنیوی فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے عبادت کرے، تو اس کی عبادت قدر و منزلت کی نظر سے دیکھنے کے قابل نہیں اور نہ وہ اس کے لئے باعثِ فخر ہوسکتی ہے۔ کیونکہ جو قوت حقیقی انسان کو متحرک کررہی ہے اور اعمالِ حسنہ اس آلہ سے ظاہر ہورہے ہیں، اگر وہ نہ ہو تو عمل کا وجود بالکل نہ پایا جائے۔ اس ذات پاک جلالہٗ جامع صفات کا جس نے عبادت کرنے کی توفیق اور قوت عطا فرمائی شکر کرنا ضروری ہے، کیونکہ منعم حقیقی کا شکریہ ادا نہ کرنا کفرانِ نعمت ہے۔ اے طالب! حق کو پانے اور اختیار کرنے کی اللہ سے توفیق مانگ۔ اے نقشِ خیالی، تحریر آبی، کردار کی زبان سے عامل بن۔ علم بے عمل کا شور نہ مچا۔ مولانا حالیؒ فرماتے ہیں:؎

ہو گرجتے جس قدر اتنے برستے تم نہیں
اے فصیحو ہے یہ سب گفتار بے کردار ہیچ

آدمی تین قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) محقق (۲) مقلّد (۳) عامی۔

ان تینوں کی عبادات مختلف ہیں۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

Marfat.com

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ (بخاری و مسلم)

اللہ کی عبادت ایسی کر گویا اس کو تو دیکھ رہا ہے، اگر عبادت میں اس کو دیکھ نہ سکے تو ایسا تصور کر کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔

حدیثِ مذکورہ میں دو عابدوں کا ذکر ہے۔

(۱) پہلا عابد وہ ہے جس مخلصِ الٰہی کو عبادت میں معراج ہے۔ وہ جلوۂ رب العزت سے مشرّف ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا عابد وہ ہے جس کو عبادت میں دیدارِ الٰہی تو نہیں ہوتا۔ مگر حق کی عظمت اس کے دل میں ضرور ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اپنے دل میں یہ خیال رکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے کل حرکات و سکنات اور قلبی احوال کو دیکھ رہا ہے۔

(۳) تیسرا وہ ہے، جو نہ اللہ کو دیکھتا ہے اور نہ اس کو اس امر کا خیال ہوتا ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ناظر اور میں منظور ہوں یہ مدہوشِ غفلت رسول اکرم ﷺ کی تعلیم کے خلاف اللہ برتر سے غافل ہوکر نہ معلوم کیسی اور کس کی عبادت کرتا ہے ــــ؟

اگرچہ شرع نے ایسے شخص کو دائرۂ اسلام سے خارج نہیں کیا، لیکن وہ روحانی ترقی اور مدارج اعلیٰ سے محروم رہتا ہے اور اس کی عبادت کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

وائے غفلت! تم دُنیا کے دلفریب نظارے میں محو ہوکر حق کو بھول گئے۔ حالانکہ حُسنِ ازل کے ہوشربا نظارے کے لئے تم کو سب کچھ قربان کردینا چاہیئے تھا۔ لیکن تم بارگاہِ حق کی طرف بڑھنے کے بجائے پیچھے لوٹ آئے۔ تمہارے لئے نماز حضوری کی بجائے دوری ہوگئی۔ تم نے انسانیت

Marfat.com

کے مہربان و غمخوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیمات کی قدر نہ کی۔ نعمت کو نعمت نہ سمجھا اور جذبۂ نفسانی کی لہروں میں روحانیت کے انمول موتیوں کو ضائع کردیا۔ تم منازلِ وجود پر ترقی کرنے کے بجائے تنزل کو پسند کرنے لگے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہدایت کا روشن اور نورانی آفتاب تمہاری نگاہوں سے اوجھل ہوگیا اور اب تمہاری زندگی تاریکی کے ساتھ ہے۔ یاد رکھو کہ زبانی دعووں سے روحانی ترقی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ سے تمہارا کوئی عمل پوشیدہ نہیں ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (الحشر آیت ۱۸ پ ۲۸)	بے شک اللہ تعالیٰ باخبر ہے جو کچھ (تم کرچکے) کررہے ہو۔

کسی بادشاہ نے اپنے غلاموں اور رعایا کے واسطے دستور العمل بنایا اور حدودِ جزا و سزا مقرر کرکے نافذ کردیا۔ اگر غلاموں میں سے کوئی احکام کی پابندی نہ کرے تو وہ ازروئے دستور العمل سزا و عقوبت کا سزاوار ہوگا اور اس کا شمار نافرمانوں میں ہوکر وہ بادشاہ اور اُس کے مقربین کی نظروں میں ذلیل وخوار اور تباہ و برباد ہوجائے گا۔ اسی طرح جو شخص ریاکاری و زمانہ سازی کے ساتھ نماز ادا کرے، بارگاہِ شہنشاہ جلیل القدر میں کھڑا ہو اُنس و محبت اور نشاط آمیز مناظر دنیائے دنی کو دل سے فراموش نہ کرے، دنیاوی آسائش و راحت کو ناپائیدار نہ جانے، عقبیٰ کی عزت دل و نظر سے گرادے اور مکر و فریب سے کام لیکر خلافِ قرآن و احادیث عمل کرے تو ضرور وہ اللہ و رسول ﷺ کا مجرم اور لائق عقوبت و سزا ہے۔ مصلّی جب تک دل سے دنیوی خیالات و نفسانی چاہتیں نکال کر درگاہِ الٰہی میں کھڑا نہ ہو اُس کی عبادت سودمند نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے نمازیوں پر اظہارِ افسوس فرمایا ہے۔ حیف صد حیف ان

Marfat.com

بے خبر عابدوں کے حال پر جو قادرِ مطلق کو اظہارِ افسوس کا موقعہ دیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ (الماعون آیت ۴-۵ پ ۳۰)	افسوس ان نماز پڑھنے والوں پر جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔

ایسے لوگوں کی طرح نمائشی عبادت کرنے سے کیا فائدہ، جن کی بابت ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ (البقرۃ آیت ۹ پ ۱)	وہ فریب دیتے ہیں اللہ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے (حالانکہ) نہیں فریب دیتے مگر اپنی جانوں کو اور کچھ نہیں سمجھتے۔

عبادت کا مقصد یہ ہے کہ انسان اسفل سے اعلیٰ اور جسمانیت سے روحانیت کی طرف ترقی کرے۔ عبادت کے ذریعے سے عابد، معبود کے اخلاق حاصل کرتا ہے اور تمام نفسانی تعلقات اور جسمانی آلودگیوں سے علیحدہ ہوجاتا ہے۔ ہمارے پاکیزہ اور صالح اعمال سے ہم پر اچھا اور برے کردار سے برا اثر پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کے لئے کسی کی عبادت یا گناہ سے اثر پذیری کا خیال ہی غلط ہے۔ وہ ذاتِ پاک باہمہ وجوہ ارفع و اعلیٰ ہے۔ طالبِ حق کو چاہئے کہ اللہ کے مقابلے میں ہر ایک دینی اور دنیاوی خواہش سے اپنی توجہ کو قطعاً ہٹالے تاکہ دل و دماغ، عقل و روح سب اللہ کی طرف منجذب ہوجائیں پھر خالص اللہ کا ہوکر اللہ ہی کیلئے عبادت کرنا عبادت ہے۔

تانشوی دست، از دنیا میا ور رو بحق
در طریقت نیست جائز بے وضو کردن نماز　(صائبؔ)

(حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف رخ کرنے کے لئے دنیا سے ہاتھ دھونے کا وضو کرنا ضروری ہے کہ اس وضو کے بغیر نمازِ طریقت نہیں ہوتی۔)

Marfat.com

انسان کو چاہیئے کہ عبادت کے وقت دل کو خطرات میں نہ ڈالے اور اس کے نتائج سے اپنی نظر ہٹالے۔ یہی اخلاص اور خلاصہ اعمال ہے۔ جب تک اس کے کُل اعمال بے غرض و بے مطلب نہ ہوں اور پابندیٔ رسوم سے گذر کر حق کی یافت کو اصل مقصد نہ بنائے اور خالصاً لوجہ اللہ کثرت سے نماز نہ پڑھے یا کثرت سے یادِ الٰہی میں مشغول نہ رہے تو معرفت کی راہ کیسے پائے گا؟
اگر تم نے سب اعمال بخلوص ادا کیے اور راہِ معرفت حاصل کرلی اس وقت تم اپنی مُلتجی آنکھوں سے مُتجسانہ طور پر چاروں طرف دیکھو گے تو تم کو ایک جگمگاتا ہوا منظر انوارِ الٰہی کا نظر آئے گا اور تم کو سکونِ دل، راحتِ قلب اور نجاتِ دائمی حاصل ہوگی۔

طالبِ حق کو چاہیئے کہ عالَم اور اس کے کُل کام اور اپنی عبادت الغرض ہر شے میں اُس کی نظر بجز حق اور کسی طرف نہ جائے، کیونکہ یہ سب کچھ حق سے جدا نہیں۔ اس لئے سخت سے سخت ریاضت و مجاہدہ بے طلب اجر و ثواب، استقامت سے کرتا رہے اور نتیجے کی خواہش نہ کرے، بلکہ اپنے آپ کو محبتِ الٰہی میں فنا کردے۔

عبادت باخلاص کردن نکوست
وگر نہ چہ آید ز بے مغز پوست

جو عبادت بغیر محبت ہو اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا وہ پوست بے مغز کے مانند بے کار ہے۔ لیکن اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ طالب اکلِ حلال، کسبِ معاش اور حق العباد سے بے پرواہ ہوکر سب سے قطع تعلق کرے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ دلی تعلق سوائے اللہ کے کسی سے نہ رکھے (جو اصطلاحِ صوفیاء میں ترک تعلق کہلاتا ہے) اور بمصداق ''دل بیار، دست بکار'' اپنے اصل مقصد سے

Marfat.com

غافل نہ ہو۔

نمی گویم کہ از دُنیا جدا باش
بہر کارے کہ باشی با خدا باش

میں تجھ کو دُنیا سے قطعِ تعلق کی ہدایت نہیں کرتا، بلکہ تجھ کو چاہئیے کہ دُنیا کا جو کام بھی کرے اللہ سے غافل رہ کر نہ کر۔ طالب کو چاہئیے کہ کسی قدر کھانے اور سونے میں کمی کرے۔ دُنیا کے فضول جھگڑوں اور اُس کی محبت سے بچے۔

قولہٗ تعالیٰ: حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ○ (البقرۃ آیت ۲۳۸ پ ۲)	اے مسلمانو! کُل نمازوں کی (عموماً) اور درمیانی نماز کی (خصوصاً) محافظت کرو اور نماز میں اللہ کے سامنے ادب سے کھڑے رہو۔

''صلوٰۃ وسطیٰ'' کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے۔ کسی نے اس سے نمازِ عصر مراد لی ہے اور کسی نے ہر نماز کو صلوٰۃِ وسطیٰ کہہ کر نماز پنجگانہ کی حفاظت کی صراحت کی ہے۔ امام مسلمؒ نے حضرت عائشہؓ سے اس مفہوم کی روایت کی ہے کہ حضور ﷺ دُنیا سے تشریف لے گئے اور ہم نے آنحضرت ﷺ سے صلوٰۃِ وسطیٰ کی بابت دریافت نہیں کیا۔ صوفیائے کرامؒ نے فرمایا ہے کہ نماز پنجگانہ کی حفاظت کرنے کا حکم ''حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ'' سے صاف ظاہر ہے اور صلوٰۃ وسطیٰ سے نماز قلب مراد ہے، تاکہ اعمالِ جوارح اور اعمالِ قلب دونوں ادا کر کے انسان تمام ظاہری اور باطنی ناشائستہ اُمور سے محفوظ ہوجائے۔ اس لئے علمائے باطن صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد نمازِ دل لیتے ہیں اور ان حضرات نے ہمیں یہ طریق بتایا ہے کہ بالتخصیص صلوٰۃ وسطیٰ کی حفاظت کا یہ مطلب ہے کہ قلب کو مشغولِ حق رکھنا اور اس کی اس قدر حفاظت کرنا چاہئیے کہ اس میں غیر اللہ کا کوئی خطرہ نہ آنے پائے۔ کیونکہ علاوہ رجوع الی

Marfat.com

اللہ کے جو خطرہ نیک یا بد دل میں نشوونما پائے گا وہ خطرہ حقیقتاً کافر یعنی حق کو پوشیدہ کرنے والا ہے۔ جب تک روحانی ترقی کے لئے صفحۂ دل سے خطراتِ ماسوا اللہ کو پوری پوری طاقت سے دور نہ کیا جائے اس وقت تک حقیقی نماز صحیح طور پر ادا نہ ہوگی۔ جس دل میں بجائے تاثراتِ خلوص، محبت، حضوری حق، خشوع و خضوع کے غفلت و حُبِّ دُنیا موجزن ہو اور خودی و انانیت کے بادل اُس پر منڈلا رہے ہوں، یہاں تک کہ اُس کے باعث انوارِ الٰہی چھپ جائیں، فی الحقیقت وہ کسی ذی مرتبہ عابد کا دل نہیں اور ایسی عبادت، عبادت نہیں گناہ ہے۔ ایسا دل مقبولِ بارگاہِ الٰہی نہیں ہوسکتا اور قُوۡمُوۡا لِلّٰہِ قَانِتِیۡنَ (تابعدار بن کر اللہ کے لئے کھڑے ہوجاؤ) سے بھی یہی ارشاد ہے کہ دل کو رذیل جذبات اور فاسد خیالات سے پاک کرکے تصور اور تفکّر سے بشارتِ عظمٰی کے لئے مستعد ہوجاؤ۔

تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ نماز بغیر طہارت کے ادا نہیں ہوتی، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

لَا تُقۡبَلُ الصَّلٰوۃُ بِغَیۡرِ طُھُوۡرٍ (بخاری، کتاب الطہارۃ)	بغیر طہارت (ظاہری و باطنی) کے نماز قبول نہیں ہوتی۔

ظاہر ہے کہ طہارت کے یہ معنیٰ نہیں کہ صرف جسم کے بعض اعضاء یا تمام جسم پانی سے دھولیا جائے اور صاف ستھرے کپڑے پہن لئے جائیں۔ ظاہر پرستوں نے صرف ظاہر ہی کی صفائی کو اہمیت دی ہے اور اس کے مسائل بیان کرنے کے لئے ضخیم کتابیں تالیف کی ہیں۔ حالانکہ اگر صرف پانی ہی سے کوئی پاک ہوکر بارگاہِ رحمٰن کی باریابی کے لائق ہوجاتا اور اس پر عرفان حق کا دروازہ کھول دیا جاتا تو مچھلیاں اور دوسرے جاندار جو ہر وقت پانی میں

Marfat.com

ہی رہتے ہیں، ولایتِ ربانی کا خلعت پاتے اور تمام عمدہ قسم کے کپڑے پہننے والے مشرک اور دہریئے تجلیات الٰہی سے بہرہ مند ہوتے۔ بیشک ستر پوشی کے لحاظ سے جائز لباس کی ایک حد تک اہمیت ہے، لیکن تقویٰ کا لباس سب لباسوں سے بہتر ہے۔ کما قولہٗ تعالیٰ:

وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ (الاعراف آیت ۲۶ پ ۸)	اور پرہیزگاری کا لباس یہ (سب لباسوں سے) بہتر ہے۔

واقعی نجاست تو دل کی نجاست ہے، جس کا دور کرنا سب سے پہلا اور اہم ترین فرض ہے۔ اگر دل میں شرک، کفر، حُبِّ دُنیا اور مُفسد خیالات کی نجاستیں بھری ہوئی ہوں تو جسمانی طہارت راہِ حق کے طالبوں کی نگاہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتی اور اگر کسی پاکباز کا دل ماسوا اللہ سے آزاد ہوکر رحمٰن کی محبت میں سرشار ہوجائے تو ظاہری نجاست اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے اور میں جُنب تھا۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں آپ ﷺ کے ہمراہ چلا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے تو میں آہستہ سے نکل گیا اور جاکر غسل کیا، پھر آیا اور آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوہریرہؓ تم کہاں چلے گئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ میں ناپاک تھا (غسل کیلئے گیا تھا) آپ ﷺ نے فرمایا مومن (کسی حال میں) نجس نہیں ہوتا۔ (بخاری) ظاہری صفائی اور بیش قیمت لباس سے اہل دُنیا کی نظر میں کوئی ذی مرتبہ بن سکتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے باطنی پاکیزگی اور تقویٰ کے لباس کے مقابلے میں یعنی باطن کے مقابلے میں ظاہر کو ہمیشہ نظر انداز فرمایا ہے۔ وہاں تو قلب اور نیت دیکھی جاتی ہے۔ کما قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

لِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ (الاعراف آیت ۲۶ پ ۸) | یعنی لباسِ تقویٰ ہی بہتر ہے اور وہ آیات الٰہی سے ہے۔

لیکن ظاہر بیں نگاہیں اس نورانی لباس کو نہیں دیکھ سکتیں۔ اُنہوں نے ہر اس چیز کو جو حواسِ جسمانی سے محسوس ہو باطن پر ترجیح دینا اپنا مشغلہ بنالیا ہے۔ صفائی قلب اور طہارتِ روح سے اس قدر بے تعلقی اختیار کی گئی کہ اب عام مسلمانوں کو اس کا خیال بھی نہیں آتا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ صرف ظاہری وضو کر کے چند آیاتِ کلام اللہ اور ارکان کی ادائیگی سے نماز بارگاہِ الٰہی میں قابلِ قبول ہوجاتی ہے اور اصلاحِ قلب کا مطلق خیال نہیں کرتے، اہل اللہ کے نزدیک جب تک دل غیر اللہ سے پاک نہ ہو، کوئی عبادت، عبادت نہیں۔ مومن کے لئے تَطْهِيْرُ الْقَلْبِ عَنْ مَاسِوَى اللهِ از بس ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ کی تعلیم پاک پکار پکار کر یہ ظاہر کررہی ہے کہ کُل اعمالِ حسنہ کا یہ مقصد ہے کہ انسان عملی طور پر اسفل سے اعلیٰ اور جسم سے روح کی طرف متوجہ ہوکر اپنے قوائے ملکیہ کو ترقی دے کر، اپنے حقیقی مقام پر پہنچے اور قربِ ربانی کی نورانی اور ہوش ربا تجلّیات سے سرشار ہوکر ماسوا اللہ کو ہمیشہ کے لئے بھول جائے۔ نماز کا بھی حقیقی فائدہ یہ ہے کہ انسان بہیمیّت کا لباس اُتار کر اور انسانیت کے جامے میں آ کر قعرِ مذلّت سے نکلے اور اللہ تعالیٰ کی مقدّس صفات کو سامنے رکھتے ہوئے ربانی رنگ میں ڈوب کر اپنی روح معراجِ کمال پر پہنچائے اور آسمانِ معرفت پر نشیمن بنائے۔

اسلامی تعلیم چونکہ ظاہر اور باطن دونوں کی جامع ہے، اس لئے جسم کی طہارت اور صفائی کے متعلق جو کچھ بھی ارشاد ہوا ہے وہ جسمانیت کے لئے مفید ہونے کے علاوہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ ظاہر کی صفائی سے انسان میں

Marfat.com

باطنی صفائی کا شوق اور شعور پیدا ہو۔ یعنی وہ جسم سے قلب اور روح کی طرف متوجہ ہوکر اصلاحِ باطن کی طرف بڑھے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں: ؎

بایدش خود را بشستن از حدث
تا نمازِ فرض او نبود عبث

اوّل مصلّی کو اپنی نجاستِ ظاہری اور باطنی کا ازالہ کرنا چاہیئے تاکہ اس کی نمازِ فرض بیکار نہ ہو اور اس کا قلب نمازِ معرفتِ الٰہی کے ادا کرنے کے قابل ہوجائے۔ جب تک تَطْهِيْرُ الْقَلْبِ عَنْ مَاسِوَى اللهِ (بخاری) یعنی دل ماسوا اللہ سے پاک نہ ہوگا، نماز قبول نہ ہوگی۔ ؎

با تعلق سجدہ در درگاہِ حق مقبول نیست
از دو عالم دست شستن ایں عبادت را وضوست (صائبؒ)

جس دل میں گاؤخر ہو اُس کی عبادت اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہیں۔ دونوں جہاں سے ہاتھ دھونا یہ خاص عبادت کا وضو ہے۔ یعنی طہارتِ قلب ضروری ہے، کیونکہ اعمال کی بنیاد دل پر ہے۔ اگر دل میں فاسد خیالات ہوں اور وہ اللہ کی طرف بالکل متوجہ نہ ہو تو عمل بالکل باطل و بے کار ہے۔ اللہ باطن کو دیکھتا ہے نہ کہ ظاہر کو۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے:

اِنَّ اللهَ لَايَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا اِلٰى اَعْمَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَنِيَّاتِكُمْ (بخاری، مسلم، ابن ماجہ)	اللہ تمہاری صورتوں اور اعمالوں کو نہیں دیکھتا، بلکہ وہ دیکھتا ہے تمہارے دل اور نیتوں کو۔

جس کا دل ماسوا اللہ سے صاف ہوتا ہے اللہ اس پر مہربان ہوتا ہے۔ حضرت مولانائے روم دانائے علومؒ نے حدیثِ مذکورہ کا کیا خوب ترجمہ فرمایا ہے: ؎

Marfat.com

ما دروں را بنگریم و حال را
ما بروں را ننگریم و قال را

یعنی ہم تمہاری ظاہری حالت اور گفتگو کو نہیں دیکھتے۔ بلکہ دل اور نیت کو دیکھتے ہیں۔

جب تک تم لوحِ دل سے نقوشِ ماسوا اللہ کو صاف نہ کروگے اُس وقت تک وہ صُورِ حقائق و معارف کے قابل نہیں ہوسکتا۔ سعدیؒ فرماتے ہیں: ؎

جز یادِ دوست ہرچہ کنی عمر ضائع ست
جز سرِ عشق ہرچہ بخوانی بطالت ست
سعدیؔ بشوئے لوحِ دل از نقشِ حُبِّ غیر
علمیکہ راہ بحق نہ نماید جہالت ست

یعنی سوائے یادِ الٰہی کے جو کچھ تو کررہا ہے عمر کو برباد کررہا ہے۔ سوائے رموزِ عشق کے جو کچھ تو پڑھتا ہے وہ باطل ہے۔ اے سعدیؔ اپنی تختیٔ دل سے غیر کی محبت کا نقش مٹادے، کیونکہ جس علم سے حق کا راستہ دکھائی نہ دے وہ جہالت ہے۔ شیخ شبلیؒ نے فرمایا ہے: اَلْوُضُوْءُ اِنْفِصَالٌ وَالصَّلٰوۃُ اِتِّصَالٌ فَمَنْ لَمْ یَنْفَصِلُ لَمْ یَتَّصِلُ "یعنی قلب کا ماسوا اللہ سے پاک رکھنا وضو ہے اور نماز سے وصالِ الٰہی مراد ہے۔"

جس شخص کے قلب کی گہرائیوں میں ماسوا اللہ کے رنگین نقش اور خیالات جگمگارہے ہوں اسکو قربِ الٰہی کی مسرّت کہاں؟ جب تک دل سے غیر اللہ کے دھندلے خطرے اور اسکے تاریک مناظر دور نہ ہوں گے اس کو جلیل المنزلت شاہدِ حقیقی کا ہرگز وصال نہ ہوگا۔ انسان کے دل سے مراد حقیقتِ روحانی ہے۔ وہی حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی معرفت کی جگہ ہے۔ وہ صنوبری شکل کا مضغۂ گوشت

Marfat.com

نہیں، جو ہر ذی روح کے پہلو میں ہوتا ہے۔ مولانائے رومؒ فرماتے ہیں: ؎

دل بمعنے جوہرے روحانی است
دل نہ از جسم ست نہ از جسمانی است
کس نداند قدرِ دل جز اہلِ دل
اہلِ دل شو اہلِ دل شو اہلِ دل

(دل کے معنی جوہرِ روحانی ہے نہ کہ جسمانی۔ کسی نے دل کی قدر نہ کی، مگر اہل دل نے، اہل دل نے۔ اہل دل نے۔)

جس طرح صورتِ ہیولانی موجودہ کے لئے ایک حالتِ صحت ہوتی ہے اور ایک حالتِ مرض۔ حالتِ صحت اُس کی راحت کا باعث ہے اور حالتِ مرض اس کے لئے مصیبت کا پہاڑ اور ہلاکت کا سبب ہے۔ اسی طرح قلب کی بھی دو حالتیں ہیں:

(۱) پہلی حالتِ صحت و سعادت جس کے بغیر نجات ناممکن ہے۔ دراصل جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے قلبِ سلیم عطا فرمایا ہے، وہ ضرور نجات پائے گا۔

(۲) دوسری حالت اظہارِ معصیت اور فاسد خیالات کی ہے جو شدید گمراہی پر مبنی ہے۔ اگر بے نیازی اور بے پروائی سے ایسے دل کا علاج نہ کیا جائے تو اس کی ہلاکت کا باعث ہوگا۔ قولہٗ تعالیٰ:

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (البقرۃ آیت ۱۰ پ ۱) | ان کے دلوں میں مرض ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نہ جاننا، جہلِ مطلق ہے جو چہرۂ اسلام کو بالکل مسخ کردیتا اور ایمان کے لئے سمِّ قاتل ہے۔ اللہ کی نافرمانی سے آتشِ نفسانی بھڑکتی اور متابعتِ شیطانی سے نازیبا فعل صادر ہوتے ہیں، جو انسان کے لئے خطرناک ہیں۔ رب العالمین کی ہدایات اور احکام کی عملاً فرمانبرداری کے لئے ہر ممکن

Marfat.com

طریق سے نفس کی مخالفت کرنا چاہیئے، کیونکہ ایسا کرنا دلی بیماری کے لئے دوائے شافی اور معرفتِ الٰہی کے لئے تریاق ہے۔ قدرتی اُصول کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ جسمانی علاج بغیر دواؤں کے نہیں ہوسکتا۔ دوائیں قیامِ صحت کے لئے کافی اثر دکھاتی ہیں۔ اسی طرح قلبِ انسانی اپنے حصولِ مقاصد کے لئے بغیر باطنی ادویات کے تندرست اور صحت مند نہیں ہوسکتا۔ میرا خیال ہے جس طرح جسمانی علاج میں حکماء کی پیروی ضروری سمجھی جاتی ہے اسی طرح روحانی امراض کے گرفتار کے لئے انبیائے علیہم السلام اور اولیائے کرامؒ کی تقلید کی از حد ضرورت ہے۔ ان بزرگ ہستیوں نے مختلف امراض کے لئے مختلف ادویات تجویز فرمائی ہیں جو مخصوص عبادات کے نام سے موسوم ہیں۔ ان عبادات کے طریقے انبیائے علیہم السلام نے تعلیم فرمائے اور ان کی ایک دوسرے سے علیٰحدہ علیٰحدہ حدود مقرر کردیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے وہ دوائیں صحتِ ظاہری و باطنی کے لئے اپنی ذاتی خاصیت میں مثل تریاق کے اثر رکھتی ہیں۔ عقلِ انسانی ان عبادات کی فلسفیانہ عقدہ کشائی سے عاجز ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے نفس و روح کی نشاط اور اصلاحِ باطن کے لئے اِن پُرکیف عبادات کو بذریعہ وحی و جوہرِ عقل دریافت فرمایا ہے۔ عباداتِ قلب میں جو انسان کے دلی امراض کے لئے مختلف قسم کی ادویات ہیں، موجدِ حقیقی نے خاص اثرات اور بھید رکھے ہیں، جن کی اطلاع سوائے صاحبِ نبوّت ہستیوں اور اُن کے سچے نائبوں کے کسی اور کو نہیں ہوسکتی۔ انبیائے علیہم السلام و اولیائے کرامؒ جن کے دماغ انتہائی ترقی یافتہ ہوتے ہیں، حقائق اور واقعات پر نظر رکھنے والے اور دلی امراض کے طبیب ہیں۔ ان کی محبت بھرے دل کی کیفیت زبانِ حال سے بتارہی ہے کہ انسان

Marfat.com

کی موجودہ زندگی اور اُخروی مسرّتیں اسی میں ہیں کہ وہ اہل اللہ کی طرف باطنی اصلاح کے لئے رجوع ہو اور ان قابلِ قدر ہستیوں کے سامنے اپنے آپ کو بالکل نادان سمجھے۔ زیرِ علاج ہونے کی بنأ پر ان کے کسی معاملے میں دخل نہ دے۔ اپنے آپ کو اِس طرح اُن کے سپرد کردے، جیسے ایک اندھا کسی بینا کے ہمراہ راستہ طے کرتا ہے اسی طرح وہ مبارک ہستی اس کو صحیح راہ سے منزل مقصود تک پہنچادیتی ہے۔ اُس بابرکت ہستی نے ولایتِ نبوی ﷺ سے فیض حاصل کیا ہے۔ اُس ولی یعنی رہبرِ کامل مرشدِ واصل کی صداقت سے اتباع کرو۔ دل و جان سے اس کی قدر و منزلت کرو۔ اس کے روبرو خود کو نابینا تصور کرو اور تکمیلِ انسانیت کے لئے بھی اس کی خدمت میں عرض کرو۔ یاد رکھو کہ ہر شخص کی ہمت اور حوصلہ جداگانہ ہے۔ اس لئے وہ جتنا بھی اپنی قوتِ ارادی سے عمل و عبادت کرتا ہے، بے شک اُسی لحاظ سے اس کا اثر مرتب ہوتا ہے۔ لیکن جب تک تصفیۂ قلب عن ماسوا اللہ نہ ہوگا، کُل اعمال و عبادات ناقص ہوں گے۔ متّقی یعنی پرہیزگار وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی طرف متوجہ نہ ہو اور ماسویٰ سے پرہیز کرے۔ ایسے شخص کے اعمال اُس کی بارگاہِ ذرّہ نواز میں شرفِ قبولیت پاتے ہیں اور جو خالق کو چھوڑ کر مخلوق کیلئے عمل کرتا ہے، بلحاظِ نتائج اچھا نہیں رہتا۔

قولہٗ تعالیٰ: اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ (التوبۃ آیت ۱۰۹ پ ۱۱)	کیا وہ شخص بہتر ہے جو اللہ کی رضامندی کے لئے اپنے اعمال اور عبادات کی بنیاد تقویٰ پر رکھے؟ یا وہ شخص بہتر ہے جو اپنے اعمال کی بنیاد دریا کے گرنے والے کرارے پر قائم کرے اور پھر وہ اس کے ساتھ دوزخ کی آگ میں گر پڑے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اس آیت شریف کے دوسرے حصے میں اہل بُعد یعنی ریاکاروں کے اعمال کو عمارت سے اور ان کے جوشِ ریا کو دریا کے کرارے سے تشبیہ دیتا ہے۔ اہلِ بُعد اپنے دینی اُمور کی بنیاد نام کے لئے تقویٰ پر رکھتے ہیں۔ ان کا مقصد حقیقتاً اپنے مخصوص اعمال لوگوں کو دکھانا اور اُن سے اُجر حاصل کرنا ہوتا ہے۔ ان کے کارنامے اُن کو دوزخ کی طرف لے جاتے ہیں۔

کھرے روپے اور اچھے سکّوں کے معاوضے میں حسب الطلب خریدار، ہر دکاندار اشیائے مطلوبہ دیتا ہے۔ کھوٹے روپے اور ناقص سکّوں کے عوض کوئی چیز خریدار کو نہیں ملتی۔ بلکہ اس کو خفت و شرمندگی اُٹھانی پڑتی ہے، اور از روئے قانون وہ کھوٹے سکّے چلانے کے لئے سزا یاب ہوسکتا ہے۔ اسی طرح جو عابد خاص رضائے الٰہی و محبتِ الٰہی کے خیال سے عبادت کرتا ہے وہ کھرے سکّوں والے کے مانند ہے۔ اس کی خالص عبادت درگاہِ بے نیاز میں مقبول ہوتی ہے اور جو بلا خلوص و محبت کے ریائی و نمائشی عبادت کرتا ہے، گو ذہنیت کی کمزوری کی وجہ سے اس کی نظر میں وہ بے انتہا خوش رنگ اور خوش نما نظر آئے، مگر ہیچ ہے۔ اگر عبادت کے وقت دل کی گہرائیوں میں وجودِ باری اور اس کی محبت کی کارفرمائی کے بجائے ایک ذرّہ برابر بھی دُنیا کا لگاؤ اور آخرت کی اُمید و بیم کا خیال ہوگا تو وہ عبادت خالص نہیں بلکہ کھوٹے سکّوں اور گناہ کے مانند ہے۔ جو ذاتِ علیم و بصیر کی درگاہ میں بجائے قبول ہونے کے، مخزنِ ریا کے منہ پر ماری جاتی ہے۔ قیامت کے روز دلدادگانِ عبادتِ ریائی کے لئے بجائے راحت و خوشی کے انتہائی رنج و غم کا طوفان موجزن ہوگا۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کا منکر انکارِ وحیٔ الٰہی اور احادیث نبوی ﷺ کی مخالفت کا

Marfat.com

مرتکب ہوسکتا ہے۔ مخلص رہنما اور ان کے مقلد جن کی عبادت خلوص سے آراستہ ہوتی ہے عالمِ بالا کی طرف پرواز کرتے ہیں، اور جن کی عبادت پر سراسر ریاکاری، نفسانی جذبات کا رنگ چڑھا ہو، وہ اسفل کی طرف جاتے ہیں۔ اس مخفی ریاکاری کے تلخ اثرات کو اللہ اور اُسکے رسول ﷺ نے اس طریقے سے ظاہر کیا ہے جس سے دل ہلتے اور روح لرز جاتی ہے۔

کاش! علماء مسلمانوں کو ریا کے متعلق پند و نصائح کرتے اور اُس کی دردناک تباہی خیزیوں سے مسلمانوں کو آگاہ فرماتے۔ کیا تعجب تھا کہ اُن میں اخلاصِ عمل کا جذبہ بیدار ہوتا اور وہ اپنی نمازوں اور دیگر اعمال کو درست کرنے کی فکر کرتے۔ اس طرح ریاکاری کا بہت کچھ انسداد ہوسکتا تھا۔ ان کے سکوت، غفلت اور چشم پوشی سے مسلمانوں کی عبادات کہاں سے کہاں پہنچ گئیں، لیکن وہ تو ''خفتہ را خفتہ کے کند بیدار'' کے مصداق جب خود ہی باطنی امراض کا احساس نہیں کرتے تو دوسروں کی کیا رہنمائی کرسکتے ہیں ۔۔۔؟

اے طالبانِ حق! تم ہمت سے قدم بڑھاؤ، شریعتِ اسلامی پر عمل کرکے اُس کے مقصد کو سمجھو اور اپنی اصل و حقیقت سے باخبر ہوجاؤ۔ تمہاری طبیعت میں جو جدائی اور دوری کا خیال سمایا ہوا ہے وہ پرخلوص عبادت کی کثرت سے نکل جائے گا۔ تم علم الیقین سے، عین الیقین اور اُس کے بعد حق الیقین کے مرتبہ پر پہنچ کر قربِ ربّانی سے ممتاز ہوجاؤ گے۔ عاجزی اور انکساری سے سرفروشانہ ہمت کرو اور ریاضت و مجاہدہ کے ذریعے سے غیریت کا خار دل سے نکال ڈالو۔ تاکہ باغِ وحدت کا غنچۂ سربستہ کھِل جائے اور گُلِ مراد ہاتھ آئے۔

وصل ہوجائے یہیں حشر میں کیا رکھا ہے
آج کی بات کو کیوں کل پہ اٹھا رکھا ہے (امیر مینائی)

Marfat.com

دوائیوں کا اثر ذی روح اجسام پر ہوتا ہے اور دُعاؤں کا اثر عالمِ غیب سے تعلق رکھتا ہے۔ کوئی مریض صرف دوا کا نام لینے سے اچھا نہیں ہوسکتا بلکہ اس کے صحیح استعمال سے صحت یابی متوقع ہوتی ہے۔

قرآن پاک میں عبادت کے لئے یُؤمِنُونَ بِالْغَیْبِ (البقرۃ) وارد ہے۔ یعنی غیب پر ایمان لانے کے بعد ذوق و شوق اور ارتقائے ذہنیت سے درجہ بدرجہ حق الیقین کا مرتبہ حاصل کرے اور سب سے بے تعلق ہوکر انتہائی خلوص محبت اور روحانی جذبات کے ساتھ اللہ رب العزت کی عبادت کرے جو انسانی فرض ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: جس شخص نے اُن چیزوں پر عمل کیا جن کا اسے علم ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ ان چیزوں کا بھی علم عطا کرتا ہے، جن کا ابھی تک اسے علم نہیں تھا۔ (ابونعیم فی الحلیت، تخریج زین الدین عراقی جلد اوّل)۔

کسے کو در شریعت راسخ آید حقیقت رابروے خود کشاید

جس شخص نے شریعت میں ثابت قدمی اختیار کی۔ اس نے اپنے اوپر حقیقت کا دروازہ کھول دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور اچھا وضو کرکے مسجد میں محض نماز ہی کا ارادہ کرکے آئے تو وہ جو قدم رکھتا ہے اُس پر اللہ ایک درجہ اس کا بلند کرتا ہے یا ایک گناہ اس کا معاف کرتا ہے۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ) سالک کو چاہیئے کہ جب اچھا وضو کرکے نماز کے لئے کھڑا ہو تو اوّل خطراتِ ماسوا اللہ کو دل سے نکال کر پھینک دے اور لباسِ ندامت و خشیۃ اللہ زیب تن کرکے معرفت کی خوشبو لگائے۔ دیوارِ ریا و پندار کو اپنے سامنے سے دور کردے۔ یعنی شرکِ اصغر سے علیحدہ ہوکر اور خلوص ومحبت کے سائبان کے نیچے آکر تکبیر اولیٰ کہے اور عظمتِ حق کے خیال سے بسمل

Marfat.com

ہوجائے، کیونکہ یہ حضوریٔ دربارِ خاص ہے۔ دل سے خود کو **لا** کہہ کر جمیع صفات سے بیخود ہوکر حمد و ثنا بیان کرے۔ جب رکوع میں جائے تو خیال رکھے کہ سر کو فرطِ حیا سے کریم کے روبرو جھکائے ہوئے ہے۔ اس کے بعد جبینِ نیاز کو خاکِ مذلّت پر جلیل کے روبرو رکھ دے۔

بر خاک درش از سر دل کن سجدہ
ایں کار دل است کار بہ پیشانی نیست

(اس کے دروازے کی خاک پر دل سے سجدہ کر۔ کیونکہ یہ دل ہی کا کام ہے، پیشانی کا کام نہیں۔)

جب رحمٰن اپنے بندۂ مخلص کو عجز و انکساری کرتے ہوئے دیکھے گا تو اسکے حال پر ضرور مہربان ہوگا۔ پھر خضرِ ایمان راہِ حق کی طرف رہبری کرے گا۔ نسیمِ قرب کے جھونکوں سے حجاباتِ غفلت اُٹھ جائیں گے۔ نورِ وحدت جو نہاں ہے عیاں ہوجائے گا۔ جب اثباتِ حق ہوجائے پھر لاحق کیسے ہوسکتا ہے۔

معشوق و عشق و عاشق ہر سہ یک است این جا
چون وصل در نہ گنجد ہجراں چہ کار دارد

(اس راستے میں معشوق، عشق اور عاشق تینوں ایک ہیں۔ اور جہاں تینوں چیزیں ایک ہی ہوجاتی ہیں، وہاں جدائی کا کیا ذکر۔)

اے مسلمانو! مکر و ریاکاری سے بچو اور پرہیزگاری اختیار کرو اور اس مسئلہ کو خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر کوئی شخص دنیوی تمناؤں، نعیم الجنّۃ کی آرزوؤں، دوزخ سے رُستگاری، غرضکہ جس خیال ماسوا اللہ سے عبادت کرے اور وظیفے پڑھے، سب ریا ہے، کیونکہ عبادت کا مستحق سوائے اللہ

Marfat.com

برتر کے کوئی نہیں۔ ریا کے معنی دھوکہ بازی، نمائش، چالاکی اور حکمت عملی کے ہیں یہ عیوب عبادت کو برباد کردیتے اور انسان کو قربِ حق سے دور کرتے ہیں۔ ان کے عاملوں پر عتابِ الٰہی نازل ہوتا ہے۔

اے عزیزو! اگر تم کو دیدارِ رحمٰن کی آرزو ہے، تو حُبِّ غیر اللہ سے دل کو پورا پورا صاف کرلو اور حضرت عمرؓ کی دُعا سے سبق حاصل کرو۔ آنجنابؓ کی دُعا تھی کہ:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ عَمَلِیْ کُلَّہٗ صَالِحًا وَّاجْعَلْہُ لِوَجْھِکَ خَالِصًا وَلَا تَجْعَلْ لِاَحَدٍ فِیْہِ شَیْئًا (بخاری و مسلم)	اے اللہ! میرے ہر عمل کو صالح بنادے اور اُس کو خالص اپنی ذاتِ پاک کے لئے کرلے اور اُس میں کسی دوسرے کے لئے شائبہ بھی نہ چھوڑ۔

اللہ تعالیٰ تمہاری نیتوں اور دلوں کو دیکھتا ہے اس کو یہ سخت ناپسند ہے کہ ریاکاری سے عبادت کرو اور اُسکی عبادت میں تم کسی دوسرے کو حصہ دار بناؤ۔

ماکہ باطن بین جملہ کشوریم
دل بہ بینیم و بظاہر ننگریم (رومیؒ)

(ہم تو ہر مقام پر باطن کی طرف دیکھتے ہیں، ظاہر کو چھوڑ کر ہم دل ہی کی طرف دیکھتے ہیں۔)

اس کا ارشادِ ہدایت ہے کہ اُس کے دیدارِ پاک کے آرزومندوں کو چاہیئے کہ مکمل اخلاص سے اُسی کی اور صرف اُسی کی عبادت کریں اور کسی دوسرے کے خیال سے عبادت کرکے شرک میں مبتلا نہ ہوں۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا (الکھف آیت ۱۱۰ پ ۱۶)	جو شخص اپنے پروردگار کے دیدار (پاک) کا اُمیدوار ہے اُس سے کہدو کہ نیک عمل کرے اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

Marfat.com

حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ رو رہے تھے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں روتے ہیں؟ فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ میری اُمت شرک کرے، یہ نہیں کہ بُت پوجے یا آفتاب یا مہتاب (پوجے) لیکن عبادت ریا کے ساتھ کرے۔ (مشکوٰۃ)

افسوس! صد افسوس! کہ دنیا کا وہ عظیم ترین انسان رحمت للعالمین ﷺ اُمت کی غلط روی کے خیال سے روئے اور اُمت اور اُس کے رہنماؤں کی غفلت کا یہ عالم کہ اپنی ناقص عبادتوں پر فخر کرکے باہم مُجادلہ کریں اور ایک دوسرے کی تحقیر میں مشغول ہوں۔ کاش ان کو اپنی عبادت کو عبادت بنانے کی فکر ہوتی۔ بے شک کسی طالبِ حق کو ہرگز یہ گوارا نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنے اعمال، عارضی اور وہمی مفاد کی خاطر برباد کرکے اللہ تعالیٰ کے دیدارِ پاک کے دائمی نشاط سے محروم ہوجائے۔ عادل مطلق نے ریاکاروں کے اعمالوں کی بابت فرمایا ہے:

اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تَکُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّیَّةٌ ضُعَفَآءُ ۚ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِیْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ (البقرۃ آیت ۲۶۶ پ ۳)

(اے مسلمانو!) بھلا تم میں سے کوئی بھی اس کی خواہش کرے گا کہ جس کا کھجوروں اور انگوروں کا ایسا باغ ہو کہ اس میں نہریں بہتی ہیں، اس میں اس کے لئے ہر قسم کے میوے ہوں اور اس کو بڑھاپا آ گیا ہو، اور اس کے چھوٹے چھوٹے ناتواں بچے ہوں، جو کچھ نہ کما سکیں، اب اس حالت میں وہ باغ لُو سے جل گیا۔

Marfat.com

اس فرمانِ باری سے ظاہر ہے کہ جو نمائشی دلفریبیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور اپنے جذبات کے ساتھ اپنے لئے مخصوص طرز کی لذّت انگیز کیفیتیں پیدا کرنے والا ریائی اعمال کا نمایاں باغ اپنے ولولۂ جوش کے ہاتھوں فائدہ اُٹھانے اور اپنی راحت و نشاط کے لئے لگاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عادلانہ بادِ سموم کے چلنے سے اس کی ساری رونق اور خوبیاں جل کر خاکستر ہوجاتی ہیں اور وہ محروم رہ جاتے ہیں۔ افسوس صد افسوس یہ تو وہی مثل ہوئی کہ عمر بھر کوہ کنی کی اور نتیجہ کچھ نہیں۔

اے عزیزو! اعلیٰ ترین نعمت حق تعالیٰ کا دیدارِ پاک ہے اور اس کے حاصل کرنے کے لئے اللہ پاک کی لاثانی الوہیت پر باہمہ وجوہ ایمان لانا ازبس ضروری ہے، جو اخلاصِ کامل، ریاضت و مجاہدہ اور عملِ صالح کے بغیر میسر نہیں آتا۔ وہاں تمہارے ایک ایک لمحہ اور ایک ایک سانس کا جن کو تم ذرۂ حقیر سے بھی بدتر سمجھ کر ضائع کررہے ہو، حساب لیا جائے گا، کیونکہ اس نے یہ سب اپنی یاد کے لئے دیا تھا، مگر تم نے انہیں لہو و لعب اور ریاکاری میں ضائع کردیا۔ جو ریاکار اپنی ظاہر آرائی کی وجہ سے دنیا کے سامنے مولوی اور پیر بنے ہوئے ہیں، وہ خود غور کریں کہ وہ اپنی نگاہوں میں کیا ہیں ـــــ؟ کہاں تک ان کا باطن ظاہر سے متاثر ہے اور کس حد تک ان کا ظاہر باطن کا مظہر ہے ـــــ؟ ان کی اعلیٰ اور ادنیٰ سیرت کا استقلال و تزلزل اور ان کے ضمیر کی افتادوں کا اظہار، اُن کے کردار سے بآسانی ہوجاتا ہے۔ ان کی خصوصیات کو قرآن و احادیث کی روشنی میں لاکر اس پر گہری تنقیدی نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے خلوص، خضوع و خشوع کو جو عبادت کی جان ہے ریا کی قینچی سے بیدردی کے ساتھ کاٹ دیا ہے۔

Marfat.com

اے مصلّی! تیرا فرض ہے کہ تو اپنی عبادت کو بہترین ذخیرہ بنانے کے لئے ریا کو بالکل ترک کردے اور حضورِ قلب وخضوع کو مدام پیش نظر رکھ اور یقین کر کہ جو اپنی بے گناہ زبان، بے گناہ دل، بے ریا خیال سے خالص عبادت کرے گا، اس کے لئے اُمید کی بے حد خوشیاں ہوں گی، تُو اس بات کی پوری پوری احتیاط رکھ کہ تیری عمر ماسوا اللہ کی طلب اور محبت میں برباد نہ ہو۔ سعدیؒ فرماتے ہیں:۔

عمر گرانمایہ دریں صرف شد تاچہ خورم ضیف چہ پوشم شتا
اے شکم خیرہ بنانے بساز تانہ کنی پشت بخدمت دوتا

تیری بیش بہا عمر اسی دوڑ دھوپ میں ختم ہوگئی کہ موسم گرما میں کیا کھاؤں گا اور سرما میں کیا پہنوں گا۔ اے حریصِ شکم پُری، صرف ایک روٹی پر قناعت کرتا کہ تیری پشت کسی کے سامنے خدمت کے لئے خمیدہ نہ ہو، کیونکہ یہ غلامی کی علامت ہے نہ کہ آزادی کی۔

تمام مسلمانوں کو عموماً اور گرفتارانِ ریا کو خصوصاً چاہیئے کہ حدیث ذیل سے عبرت حاصل کر کے جلد از جلد مخلص بننے کی کوشش کریں:

حدیث: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللهِ مِنْ جُبُّ الْحُزْنِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ یَتَعَوَّذُمِنْهُ جَهَنَّمُ کُلَّ یَوْمٍ اَرْبَعُ مِاَةَ مَرَّةٍ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَنْ یَّدْخُلُهَا قَالَ اَلْقُرَّآءُ الْمُرَآءُ وْنَ بِاَعْمَالِهِمْ. (الترمذی) "حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو جُبّ الحزن (غم کے کنویں) سے۔ صحابہؓ نے عرض کیا جُبّ الحزن کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں ایک دہشت ناک کنواں ہے۔ دوزخ بھی ہر روز اس سے چار سو

Marfat.com

مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس کنویں میں کون داخل ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا قرآن پڑھنے والے جو اپنے عملوں میں ریا کاری کرتے ہیں۔'' حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں: ؎

گوئیا باور نمی دارند روزِ داوری
کیں ہمہ قلب و دغل در کار داور می کنند

گویا ریا کار روزِ محشر کی جزا و سزا اور انتقام کا یقین نہیں رکھتے اس لئے منصفِ حقیقی کے کام میں فریب اور مکر کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ (بخاری و مسلم) ''دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔'' اس حدیث شریف کا علاوہ مشہور مفہوم کے یہ بھی مطلب ہے کہ یہ وجودِ خاکی مثل زمین کے ہے۔ خیالات مانند تخم ریزی کے اور افعال مشابہ زراعت اور نتائجِ اعمال ثمرات ہیں۔ جس نے اپنے زمینِ وجود کو قُلبہٗ ریاضت سے جوتا اور پاکیزہ خیالات کی تخم ریزی کی، ضرور ہے کہ اس زراعت سے افعالِ محمودہ کے اچھے اثمار پیدا ہوں اور اگر معاملہ برعکس ہے تو ثمرات بھی بُرے حاصل ہوں گے۔ کیونکہ پیڑ بوئے ببول کے تو آم کہاں سے کھائے۔ ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافاتِ عمل غافل مشو

(گندم بونے سے گندم اور جو بونے سے جو ہی ملیں گے. اپنے اعمال کے نتیجے سے غافل نہ ہو۔)

اپنی زراعت اپنے ہاتھوں سے خراب کرنا اور اُس سے ثمرات نیک کی اُمید رکھنا کارِ خردمند اور آخر بین نہیں ہے۔ ؎

Marfat.com

نہیں بویا ہے بیج اچھا تو کب پاؤ گے پھل اچھا
نتیجہ کیوں کر اچھا ہو نہ ہو جب تک عمل اچھا

ہر اہلِ علم بلکہ کل مسلمانوں پر فرض ہے کہ عبادت میں خلوص مدنظر رکھ کر خاص جذباتِ محبت الٰہی سے عبادت کریں، تاکہ رِیاکاروں کی شمع بجھ جائے اور ان کی حکومتِ نمود و نمائش دُنیا سے ناپید ہوجائے۔ طبیعت میں انجلا اور اثراتِ روحانی پیدا ہوں۔ جب آپ اس بے بہا خزانہ کو حاصل کرلیں گے، تو آپ کی مسرتِ حقیقی اور استغناء کی کوئی حد نہ رہے گی۔ روحانی بلندی کا ایسا طرب انگیز منظر آپ کے پیش نظر ہوگا کہ اس کی خوبیوں کا احاطہ کرنا آپ کو دشوار ہوجائے گا۔

اے مسلمانو! اس کتاب میں جو تمہاری کمزوریوں کا ذکر کیا گیا ہے، وہ مخالفت کے خیال سے نہیں بلکہ ازراہ ہمدردی ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ کے احکام اور نائبان رسول ﷺ یعنی اولیائے عظامؒ کے اقوال اس کی صداقت میں پیش کئے گئے ہیں۔ حضرت داؤد طائیؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپؒ لوگوں میں کیوں نہیں بیٹھتے۔ آپؒ نے فرمایا وہ میرے عیب مجھ پر ظاہر نہیں کرتے۔ ان کی صحبت سے مجھے کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس شخص پر ہو جو میرے عیب کا تحفہ میرے روبرو لاکر رکھے۔ شاید بعض علمائے ظواہر کو میری عیب نمائی بُری معلوم ہوگی۔ لیکن وہ اقوالِ بالا کو مدِنظر رکھتے ہوئے محسوس کریں گے کہ میں ان کی کمزوریوں کا، جو انسان کا ایک جزو لازم ہوگئی ہیں، اظہار بدخواہی کی نظر سے نہیں کرتا، بلکہ میں اُن کو ظاہر کرنا اپنا فرض اور تلخ فرض تصور کرتا ہوں۔

اللہ کا شکر ہے اب صدیوں سے خواب غفلت میں پڑے ہوئے مدہوش

Marfat.com

بیداری کی کروٹ لینے لگے ہیں۔ اللہ کے فرمان کے مطابق آپ اپنے اعمال کو رِیاکاری سے پاک کر کے، عبادات میں خلوص پیدا کریں اور دُنیا میں اپنے لئے ایسے جلیس تلاش کریں جو آپ کے عیبوں کو آپ پر ظاہر کریں۔ اِسی میں آپ کی ظاہری اور باطنی ترقی مضمر ہے اور اس پر تمام علمائے ربانی اور مشائخین باصفا گواہ ہیں۔

یا رب جانیکہ جملہ ہمت زاید یا رب جسدیکہ کار طاعت آید
یا رب عملے کہ باتو نزدیک کند یا رب علمے کہ جز تو ام ننماید

(اے اللہ! ایسی جان عنایت کر کہ جس میں تیرے لئے ہمت زائدہ ہو۔ اے اللہ! ایسا جسم عنایت کر جو کہ تیری طاعت کے کام آئے۔ اے اللہ! ایسے عمل کی توفیق عطا فرما جو تیرے نزدیک کر سکے۔ اے اللہ! ایسا علم عطا فرما کہ سوائے تیرے کچھ نظر نہ آئے۔)

Marfat.com

کیفیاتِ مطالعہ

Marfat.com

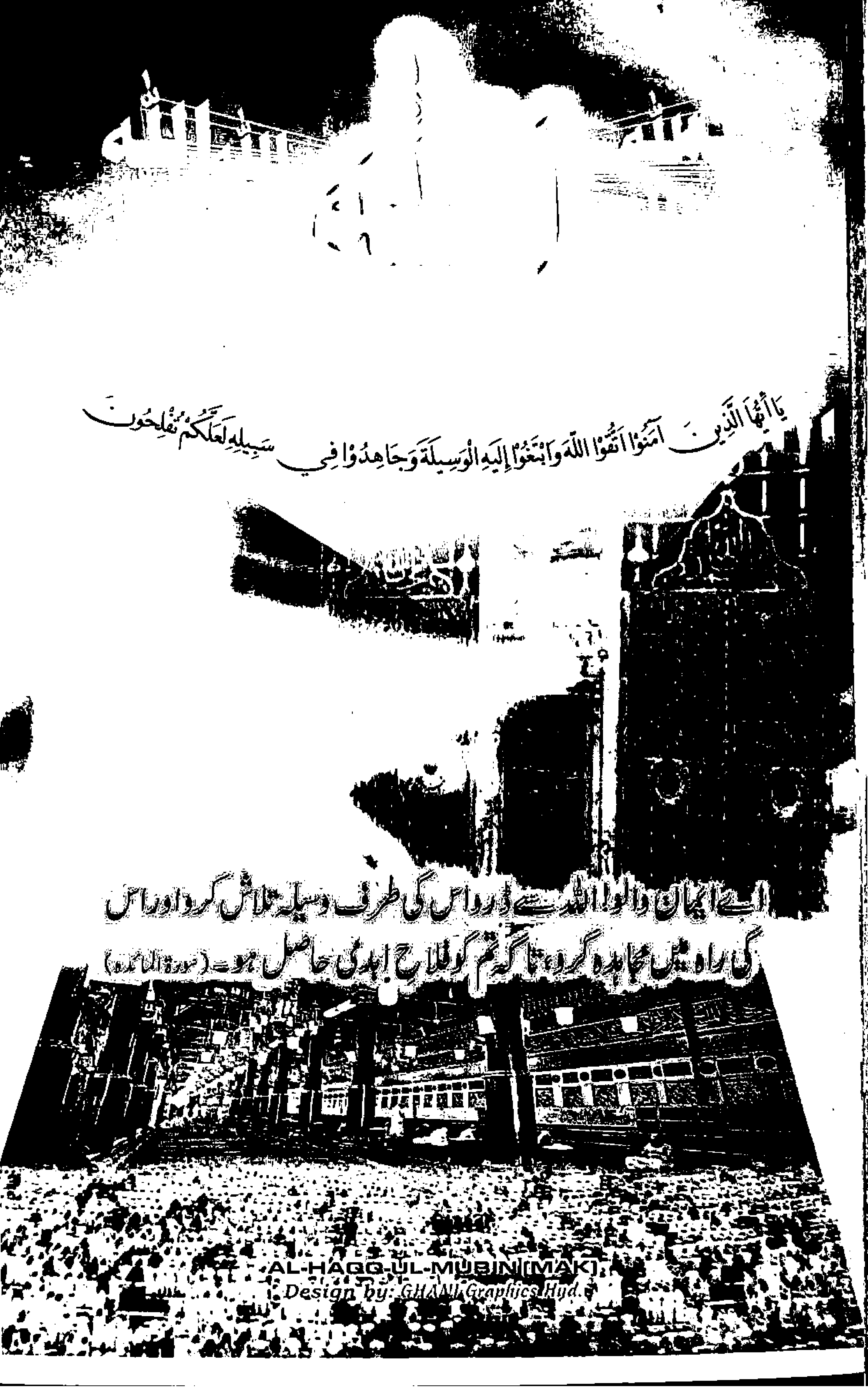
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس
کی راہ میں مجاہدہ کرو، تاکہ تم کو فلاح ابدی حاصل ہو۔ (سورۃ المائدہ)
AL-HAQQ-UL-MUBIN [MAK]
Design by: GHANI Graphics Hyd.

Marfat.com

Marfat.com

جہادِ اکبر

یعنی

نفس اور شیطان سے مقابلہ

اُٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے
مسلمِ خوابیدہ اُٹھ ہنگامہ آرا تو بھی ہو
وہ چمک اُٹھا افق گرم تقاضا تو بھی ہو (اقبالؔ)

اللہ تبارک و تعالیٰ کی وسیع کائنات پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو معمولی غور سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اس کی ہر ذی روح مخلوق جدّ وجہد میں مصروف ہے۔ جس کو دیکھو وہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے کوشاں نظر آتا ہے۔ مزید غور سے پتہ چلتا ہے کہ نوعِ انسان کے (جس سے یہاں بحث ہے) مقاصد دو اقسام پر مشتمل ہیں، جن کو ادنیٰ مقاصد اور اعلیٰ مقاصد کے نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے۔ جو چیزیں یا کیفیات وغیرہ خواہشاتِ جسمانی اور مادّی رجحانات سے متعلق ہیں، ان کو حاصل کرنے کا خیال ادنیٰ مقاصد میں شمار کیا جاتا ہے، کیونکہ وہ جسمانیت سے متعلق ہیں اور اَجسام اور اُن کا سب کچھ ناپائیدار اور فانی ہے۔ مادی دولت کے انبار، نام ونمود، عزت و جاہ، حکومت و

Marfat.com

سلطنت اور جسمانی آرام و آسائش کو کوئی سلیم العقل باعثِ اطمینان نہیں کہہ سکتا۔ مال و دولت کی کثرت سے اُس کی مزید زیادتی کی حرص کم نہیں ہوتی، بلکہ جوں جوں جسمانی عیش و آرام کے اسباب زیادہ ہوتے جاتے ہیں، طمع کو مزید وسعت ہوتی جاتی ہے۔ ؎

حرص کے پھیلتے ہیں پاؤں بقدرِ وُسعت
تنگ ہی رہتے ہیں دُنیا میں فراغت والے (ذوقؔ)

اطمینانِ حقیقی جس کو ہر شخص فطرتاً چاہتا ہے، صرف ضروریاتِ جسم کو بکثرت فراہم کرلینے سے میسر نہیں ہوجاتا۔ اس لئے جو شخص جسمانیت پر قناعت کرکے دُنیا و مافیہا کی طلب میں مجاہدہ یعنی جدّ وجہد کرتا ہے، وہ عارضی اور بہت ہی ناپائیدار مفاد کے لئے زندگی کے قیمتی لمحات کو برباد کرتا ہے اور سکون کو وہاں تلاش کرتا ہے جہاں وہ کسی وقت بھی نہ تھا۔

اللہ عزوجل جو ایسا پاک، ایسا اچھا، ایسا اعلیٰ، ایسی قدرتوں والا اور ایسی لاثانی اور پیاری پیاری صِفات کا مالک ہے، جن کو نہ کوئی عالی دماغ فلاسفر اچھی طرح سمجھ سکتا ہے اور نہ کوئی بڑے سے بڑا انسان اس کے لائق اُس کی تعریف کرسکتا ہے۔ اُس کی ذاتِ پاک کی طرف بڑھنا اور اس کی یادِ پاک میں، جسم اور جسمانیت غرضکہ کُل ماسوا کو فراموش کرکے، اس کے قُرب سے سرفراز ہونا ہی ہر طرح کی دائمی مسرت و کامرانیٔ جاوید کا باعث اور بہترین مقصد ہے۔ یہ پہلے کسی جگہ واضح کیا جاچکا ہے کہ آخرت کی بہ نسبت حیات دُنیاوی نمودِ بے بود ہے اور غالباً اب اس کی زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ وائے بر حال انسان کہ اس نے دُنیاوی زندگی کو حقیقی زندگی سمجھ کر پسند کرلیا، اور آخرت سے غافل ہوگیا۔ قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيدُ الْاٰخِرَةَ ط (انفال آیت ۶۷ پ ۱۰)	تم چاہتے ہو دُنیا کا مال اور اللہ پسند کرتا ہے آخرت کو۔

دُنیا کے تمام آسمانی مذاہب کے برگزیدہ رہنما اس بات پر متفق ہیں کہ انسان کی شرافت اور بزرگی اسی میں ہے کہ وہ جسمانیت کے مقابلے میں روحانیت، دُنیا کے مقابلے میں آخرت اور کُل کائنات کے مقابلے میں کائنات کے مالک کو اختیار کرے اور اُس کی یافت کے لئے ہر بڑی سے بڑی جسمانی و روحانی راحت کو قربان کردے۔ یہ ہے اسلام کی خاص پاکیزہ تعلیم اور یقیناً یہی انسان کا اعلیٰ ترین مقصدِ حیات ہے۔

موجودہ زمانہ میں صحیح جدّ وجہد کے مفید نتائج سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ قانونِ قدرت ظاہر کررہا ہے کہ اگر انسان کسی مقصد کو سامنے رکھ کر استقلال سے مسلسل کوشش کئے جاتا ہے اور اگر اُس کا طریقۂ کار بھی صحیح ہے، تو وہ کسی نہ کسی وقت اپنے ارادہ میں کم وبیش کامیاب ہوجاتا ہے۔ ہوائی جہاز، ریڈیو، ریلیں، آلاتِ خبر رسانی اور دوسری مفید ایجادات اس بات کا کھلا ثبوت ہیں کہ جدّ وجہد سے انسان وہ کچھ حاصل کرسکتا ہے جس کا بسا اوقات اچھے اچھے دماغوں کو گمان بھی نہیں ہوسکتا۔

ان ظاہری مشاہدات کو سامنے رکھ کر یہ تسلیم کرنے میں شاید ہی کسی ذی فہم کو رکاوٹ ہوگی کہ اگر کوئی صالح انسان صحیح رہنمائی کی روشنی میں مسلسل اور مستقل مزاجی سے اللہ کے لئے مجاہدہ کرے تو اُس کی باطنی صلاحیتیں بیدار ہوجائیں گی۔ وہ کمالِ صفات پورے حاصل کرکے اور حریمِ ذات میں پہنچ کر تجلیاتِ رحمانی اور انوارِ ربانی کی برکتوں سے ایسا لاثانی سُرور، لاہوتی سکون اور وہ کچھ پائے گا جس کا اظہار الفاظ سے کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ یہاں کی

Marfat.com

بڑی سے بڑی روشنی وہاں تاریکی ہے۔ تعجب ہے کہ انسان جسمانیت میں تو ایسی ترقی کرسکتا ہے کہ وہ ہوا پر پرندوں سے بھی بلند ہوکر برق رفتاری سے پرواز کرسکے اور سمندر کی گہرائیوں میں مچھلیوں سے بھی زیادہ سُرعت سے پہنچ سکے، لیکن روحانی ترقی کے لئے جدّ وجہد کو وہ بے نتیجہ کہے، حالانکہ اس کے سامنے انبیاء و المرسلینؑ اور اولیاءِ کاملینؒ کی زندگیاں روشن نمونوں کی حیثیت سے موجود ہیں۔

چاہے کوئی اور مانے یا نہ مانے لیکن کم از کم ہر صالح مسلمان کا اس پر ایمان ہے کہ جن ایمان والوں نے خالصاً اللہ کے لئے وہ عمل کئے جن سے وہ راضی ہوتا ہے اور اپنے نفوس کو ریاضت اور مجاہدے کے ذریعے تمام مادی آلودگیوں، جسمانی خواہشات اور فانی رجحانات سے جائز طریقے پر محض اللہ کے لئے پاک و صاف کرلیا ان کو وہ کچھ مل جائے گا، جو عقل وفہم کی رسائی سے بالاتر ہے۔ اُن کو انکشافِ حق اور عظیم الشان رحم والے کا دیدار پاک نصیب ہوگا۔ قولہٗ تعالیٰ:

لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ ؕ (یونس آیت ۲۶ پ ۱۱)	ان کے لئے جنہوں نے نیکی کی، نیکی کا ثواب ہے اور (کچھ اور بھی) زیادہ ہے۔

علامہ ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں ''زیادۃ'' کے معنی دیدارِ الٰہی لکھے ہیں اور کہا ہے کہ اکثر صحابہ اور تابعین مثل حضرت ابوبکر صدیق، حذیفہ، ابن عباس، سعید بن المسیب، ابن ابی لیلیٰ، مجاہد، عکرمہ، عطا، ضحاک، قتادہ، سُدی اور ابن اسحاق وغیرہ رضی اللہ عنہم مفسرین سلف و خلف سے ''زیادۃ'' کی تفسیر دیدارِ الٰہی ہی منقول ہے۔

اے مسلمانو! دل کے کانوں سے پنبۂ غفلت نکال کر سنو اور اپنی آنکھوں

Marfat.com

سے خود غرضی اور تعصب کی عینک اتار کر اللہ عزّ وجل اور رسول معظم ﷺ کے تجویز کردہ عبادات کے احکام کا غور سے مطالعہ کرو۔ خلوص سے عمل کا بنیادی پتھر رکھنا تمہارا فرض ہے۔ تم کو جاننا چاہئیے کہ جب حضور ﷺ نے تبلیغ دین کا کام شروع کیا، اُس وقت مجاہدے کو پیشِ نظر رکھ کر اصلاحِ باطن سے اُس کی ابتداء کی تھی اور مکارمِ اخلاق اور توحید کی طرف لوگوں کو بلایا اور ارشاد فرمایا تھا کہ اگر تمہیں کامیابی کی صورت دیکھنا ہے تو ذاتِ وحدہٗ لاشریک کے احکام کے آگے اخلاص سے سر جھکا کر دل سے غیر اللہ کی عبودیت اور ماسوا اللہ کی طلب کا خیال مٹادو۔ اللہ اور رسول ﷺ کی یہ حکیمانہ تعلیم اس قدر وسیع ہے کہ ہر شخص، ہر درجے، ہر قوم اور ہر طبقے کے لوگوں کے لئے ہر جگہ، ہر وقت اور ہر حالت میں قابلِ عمل ہے۔ مسلمانو! تم کیوں حق سے غافل ہوگئے۔ اللہ اور رسول ﷺ کی تعلیم اور ہدایت سے اب کیوں متاثر نہیں ہوتے؟ اگر تمہارا اللہ اور رسول ﷺ کی محبت پر ایمان ہے تو محبت میں محبوب کے لئے پروانہ وار بڑھو۔ پورے حوصلے سے نفس و شیطان کا سامنا کرو تاکہ مادی ارمان اور تمنا کی دُنیا کا خاتمہ ہو اور تمہاری اُخروی آرزوئیں ذاتِ الٰہی پر نثار ہوجائیں۔

ظلماتِ محبت میں اُجالا کرلو — اُس مہرِ درخشاں کو تم اپنا کرلو
جان و دل و دین و ایماں سب کچھ دیکر — ممکن ہو اگر تم سے تو سودا کرلو

خس و خاشاک (کوڑا کرکٹ) کا مقدر بغیر بھاڑ میں پڑے نہیں چمکتا۔ اگر تم کو اپنی حقیقت کے دریافت کرنے کا شوق ہے تو تم بھی اپنی وہمی ہستی کے بوجھ کو ریاضت کی بھٹی میں ڈال کر عشق کی آگ سے جلا کر فنا کردو۔ پھر تم کو اپنی شاندار حقیقت معلوم ہوجائے گی۔

Marfat.com

فنا کو سونپ کر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا
فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر (غالبؔ)

جہاد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک جہاد ظاہری جو مشرکوں اور بددینوں کے ساتھ جنگ کا نام ہے اور جس کا یہ مقصد ہے کہ فتنے اور فساد کو مٹا کر ماحول کو جہادِ اکبر کے لئے سنوارا جائے۔ دوسرا جہاد باطنی ہے جو نفسِ امارہ اور خواہشات کے خلاف ہوتا ہے اور ''جہاد اکبر'' کے نام سے موسوم ہے۔ جب رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ تبوک سے واپس آئے تو میکدۂ اُلفت کے مَست اَلست صحابۂ حق پرست رضی اللہ عنہم کو باطنی میدانِ کارزار کی طرف خصوصیت سے متوجہ فرمایا اور مجاہدۂ نفس کے ذریعے ان کو روحانی بلندی اور اصل مقصد کی طرف رجوع کرنے کے لئے فرمایا کہ:

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ (بیہقی، خطیب عن جابرؓ)	ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹے۔

اس جہاد کی حقیقت یہ ہے کہ جتنی دیر پلک جھپکنے میں لگے اتنی دیر بھی مجاہدۂ نفس سے غافل نہ رہنا چاہئیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس و شیطان کو مجاہدے کے ذریعے زیر کرنے اور روح کو اَوجِ کمال پر پہنچانے کے لئے بڑی تاکید فرمائی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اُعْدُ اِلٰى عَدُوِّكَ نَفْسَكَ الَّتِىْ بَيْنَ جَنْبَيْكَ (بیہقی عن ابن عباسؓ، دیلمی، کنز الاعمال ج۲)	تیرا سب سے بڑا دشمن نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

اے مسلمانو! تم کو چاہئیے کہ اپنے نفس و شیطان کے خلاف، جو کہ تمہارے پوشیدہ اور بدترین دشمن ہیں، مجاہدہ کرتے ہوئے طریقت کے منازل

Marfat.com

اور وادی عرفان طے کر کے بحرِ توحید میں محو و مستغرق ہو جاؤ۔ جب تم ہمت، شوق اور خلوص سے مجاہدہ بالنفس کے میدان میں قدم بڑھاؤ گے تو اُس کا وعدہ ہے کہ وہ تمہیں نواز لے گا۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَاؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ۠ (العنکبوت آیت ۶۹ پ ۲۱)	جو لوگ ہمارے بارے میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم انہیں اپنے (توحید و عرفان کے) راستے ضرور دکھا دیتے ہیں۔ تحقیق اللہ بطریقہ احسان[1] عبادت کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ نے ریاضت و مجاہدہ کرنے والوں کا ساتھ دینے اور مدد کرنے کا اظہار فرمایا ہے۔ یہاں مجاہدہ کا لفظِ مطلق اسلئے فرمایا گیا ہے کہ ظاہری و باطنی ہر دو جہادوں کو شامل کیا جا سکے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ (النحل آیت ۴۱ پ ۱۴)	جن لوگوں نے اللہ کے لئے ہجرت کی۔

جس طرح اس آیت شریف میں هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ یعنی ہر طرح کی ہجرت، ہجرتِ فی سبیل اللہ، ہجرتِ فی دین اللہ، ہجرتِ فی امر اللہ، ہجرتِ فی صفاتِ اللہ، ہجرتِ فی حُب اللہ اور ہجرتِ فی ذات اللہ سب شامل ہے، اور ہجرت کے ظاہری معنی کے علاوہ وسیع تر مفہوم کو ظاہر کر رہا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہاجر وہ ہے جس نے ان تمام چیزوں کو چھوڑ دیا ہو جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ)
وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا (العنکبوت ۲۹) سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ راہِ الٰہی میں مخالفانِ دین یا نفس اور شیطان کے خلاف جہاد کرتے ہیں، انہیں بلحاظ

(۱) اللہ کی ایسے خیال سے عبادت کرنے کو کہ عابد گویا اللہ کو یا اللہ عابد کو دیکھ رہا ہے احسان کہتے ہیں۔

Marfat.com

نیّت، ظاہری فتح وظفر اور دولتِ لقاء الرحمٰن تک پہنچنے کی راہیں دکھادی جاتی ہیں۔ امام قیصریؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جولوگ اپنے ظاہر کو ریاضت اور مجاہدے سے آراستہ کرتے ہیں، ہم ان کے باطن کو انوارِ مشاہدات سے منور کرتے ہیں۔ شیخ ابوبکر واسطیؒ نے اس کی اس طرح وضاحت فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے لئے مجاہدہ کرتا ہے میں اُسے اپنی راہِ معرفت دکھاتا ہوں۔ اور صاحب بحر الحقائق نے لکھا ہے کہ جو شخص میری طلب میں کوشش سے ریاضت اور مجاہدہ کرتا ہے میں اُسے اپنے ملنے کا راستہ دکھاتا ہوں۔ سچ ہے:

اِلَّا مَنْ طَلَبَنِیْ وَجَدَنِیْ (بخاری)	آگاہ ہوجاؤ جس نے مجھے تلاش کیا اس نے مجھے پایا۔

نیز حضور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اَفْضَلُ الْجِهَادُ اَنْ يُّجَاهِدَ الرَّجُلَ نَفْسَهٗ (ابن نجار از ابوذرؓ)	سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس سے جہاد کرے۔

ریاضت ونفس کشی بہت سخت اور مشکل کام ہے۔ اسی وجہ سے اسے ''جہادِ اکبر'' فرمایا گیا ہے۔ اس کا مقصد نفس اور شیطان پر جو غیر مرئی دشمن ہیں، حملہ کرنا اور فتح حاصل کرنا ہے۔ اس راستے میں ایک ایک قدم پھونک کر رکھنا پڑتا ہے۔ پہاڑی ڈھلوان سے پھسلے ہوئے پاؤں کا دوبارہ جمالینا آسان ہے، لیکن نفس و شیطان پر قابو پاکر صراطِ مستقیم پر قائم رہ کر بارگاہِ قدس کی طرف قدم بڑھانا مشکل ہے۔ یہاں ایک دن کا نہیں ہر دم کا مرنا جینا ہے۔ ؎

میں کیا کہوں کہ کیا ہے شبِ غم بری بلا ہے
مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا (غالبؔ)

Marfat.com

طمع کو رخصت کر کے توکّل، نام و نمود کو چھوڑ کر گمنامی اور نرم و آرام دہ بستروں سے علیٰحدہ ہوکر سُہانی نیند کو قربان کر کے کسی کی یاد میں آنسو بہانا اور ہر وقت نفسانیت کے طوفانی دھاروں میں اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ کر حق کی طرف قلب کی نظروں کو جمائے رکھنا، صرف اسکے دیوانوں ہی کا کام ہے۔ ؎

اِک ایک نفس میں صد مرگِ بلا مضمر
جینا ہے بہت مشکل مرنا بہت آسان ہے (اصغرؔ)

نفس اور شیطان کے مقابلے میں فتح یابی مرشدِ کامل کی امداد کے بغیر ناممکن ہے۔ ؎

ہیچ نکشد نفس را جز ظلِ پیر
دامنِ آں نفس کش را سخت گیر (رومیؔ)

(مرشد کی مدد کے بغیر نفس کو کون مارے گا؟ تو اس نفس کو مارنے والے کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے۔)

اے طالب حق! تو کسی مقبول بارگاہِ الٰہی کے سایہ عاطفت میں آجا اور مرشد کامل کے اسلحہ خانہ سے شمشیرِ باطن لیکر ان خوفناک اور پوشیدہ دشمنوں کے مقابلے کے لئے میدانِ عشق الٰہی میں آ۔ ضرور کامیاب ہوگا۔ فقرائے کاملین کی صحبت کو غنیمت جان، ان کی صحبت کے فیضِ عام اور ان کی اطاعت سے کسی وقت منہ نہ موڑنا۔ ؎

زانکہ او نیست آں صفاتِ خداست وصف او نیست وصف ذاتِ خداست

(کیونکہ وہ خود نہیں بلکہ اس سے صفاتِ الٰہی کا ظہور ہے۔ یہ اس کے اوصاف نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف ہیں۔)

مرشد کامل کی قدر تو کچھ طالب صادق ہی جانتا ہے۔ دیوانے کو معلوم ہے کہ

Marfat.com

جنون کیا چیز ہے۔؟ پروانے کو علم ہے کہ شمع کیا ہوتی ہے۔؟ بلبل جانتی ہے کہ گل کیا شے ہے۔؟

عیسیٰ کہ مس را زر کند، ور زر بود گوہر کند
گوہر بود بہتر کند بہتر ز ماہ و مشتری

(عیسیٰ علیہ السلام نے تانبے کو سونا بنادیا اور اگر سونا تھا تو اسے جوہر بنادیا۔ جوہر تھا تو اسے بھی بہتر بنادیا، بہتر کو چاند اور مشتری بنادیا۔)

جدوجہد یا ریاضت و مجاہدہ کا نتیجہ خواہ کتنی ہی دیر میں ظاہر ہو۔ لیکن طالب کو یہ یقین رکھنا چاہئے کہ معصوم سچائی، بے لوث نیکی اور بے غرض محبت رنگ لائے بغیر نہیں رہتی۔ عمدہ اور خالص عطر سے کبھی بدبو پیدا نہیں ہوسکتی۔ مشکلات کا پہاڑ کیسا ہی بڑا کیوں نہ ہو، رفتہ رفتہ استقلال سے ہم اس کی چوٹی تک پہنچ سکتے ہیں۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں نے سچائی سے بالاستقلال کوشش کی اور کچھ کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

کسی عالیشان عمارت کو دیکھو۔ ابتداء میں اس کا بنانا کیسا دشوار معلوم ہوا ہوگا۔ مگر جب معمار نے ایک ایک اینٹ لگانا شروع کی تو کچھ عرصے میں وہ عظیم الشان عمارت بن کر تیار ہوگئی۔ اسی طرح جب تم ریاضت و مجاہدہ کا دل سے ارادہ کرکے، ہمت کے ساتھ محبتِ الٰہی میں محنت اور کوشش کو بخوبی گوارا کروگے، تو رفتہ رفتہ منزل آسان ہوجائے گی اور روحانی دولت کی لازوال خوشی تم کو حاصل ہوگی۔ پھر تم اپنے دل میں خود کہوگے کہ ہم نہایت پست ہمّت تھے جو اس کام کو دشوار سمجھے ہوئے تھے۔

دم عارف نسیم صبح دم ہے اسی سے ریشۂ معنیٰ میں نم ہے
اگر کوئی شعیبؑ آئے میسّر شبانی سے کلیمی دو قدم ہے (اقبالؔ)

Marfat.com

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ انسان سونے چاندی کی کانوں کی مانند ہے گویا جس طرح کانوں سے سونا چاندی اور جواہرات محنت و مشقت سے نکالے جاتے ہیں، اسی طرح ریاضت و مجاہدہ اور کثرتِ ذکر سے انسان پر ''انوارِ تجلیات'' جلوہ فگن ہوتے ہیں۔ اور وہ معراجِ ترقی اور بامِ رفعت پر پہنچ جاتا ہے۔ کان کن جانتا ہے کہ کان سے سونا چاندی بلامشقت نہیں نکل سکتا۔ اسی طرح عاقل و دیندار طالبِ مولا کو معلوم ہونا چاہیئے کہ بغیر مجاہدہ اور ریاضت کے انسان بامِ رفعت پر نہیں پہنچ سکتا۔

ع غرقِ دریا ہوا غوّاص تو گوہر پایا۔

سُست، جاہل اور منافق لوگ احکام اللہ اور رسول ﷺ کو عملاً تسلیم نہیں کرتے۔ وہ بھولے سے بھی کبھی ریاضت مجاہدہ کے متعلق، جو خاص طریقِ انبیائے علیہم السلام ہے، کسی کے سامنے اپنی زبان پر ایک حرف تک نہیں لاتے۔ حالانکہ تمام انبیاء علیہم السلام نے بحالتِ خلوت طلب حق کے لئے مجاہدہ کیا ہے۔ زمانہ ماسبق میں عالمانِ علم الٰہی یعنی علومِ باطن کے ماہر جا بجا پائے جاتے تھے۔ گو بعض دھوکے باز اور فریبی بھی ہوتے تھے، تاہم بعض رہنمائے صادق بھی موجود تھے۔ اکثر اہلِ کمال باطنی طور پر مہذّب اور اپنی ریاضت اور صفائی باطن کی وجہ سے روشن ضمیر ہوتے تھے۔ بخلاف اس کے علمائے ظواہر کا طبقہ اکثر تہذیب ظاہری کی طرف متوجہ رہا۔ رفتہ رفتہ اس طبقہ میں نفس پرستی کا غلو اس قدر بڑھا کہ دل بالکل تیرہ و تار ہوگیا اور ظاہری اعمال میں بھی خلوص نہیں رہا۔ اب خوبیٔ عملداری سے عام طور پر نفس پرستی کے جذبہ کو بڑی وُسعت ہوگئی ہے اور ہر کس و ناکس خاص کر اکثر علمائے ظواہر اور نام نہاد مشائخوں کے ذہن بھی خواہشاتِ نفسانی کی آگ میں

Marfat.com

گھر گئے اور اُن پر نفس پرستی کی تاریکی چھا گئی۔ یہاں تک کہ تہذیب باطن کو بیوقوفی اور ریاضت و نفس کشی کو جنون سمجھا جانے لگا۔ کہاں وہ روشن ضمیر صاحبِ کمال اَسلاف اور کہاں یہ نا اہل، تاریک قلب اور نفسانیت کے پتلے؟

ع به بیں تفاوت رہ از کجا ست تا بہ کجا

(راہ کا فرق دیکھ لے کہ کہاں سے کہاں تک ہے۔)

مزید ستم یہ کہ اگر کسی کو ریاضت و مجاہدہ اور طلبِ حق میں مشغول پایا تو لگے اس کو ملامت کرنے یا پہنچ گئے اس کو دُنیا طلبی میں مشغول کرنے اور اپنا من مانا مذہب سمجھانے، حالانکہ کوئی سچا طالبِ حق کسی قیمت پر بھی حق سے مُنہ نہیں موڑ سکتا۔ اللہ کا مجاہد اگر حضرتِ ناصح کی بات کو سمجھے گا بھی، تو کیا؟ اس کو نمائشی قیل و قال سے اس درجہ نفرت ہوتی ہے کہ ؎

واعظ ثبوت لائے جو مے کے جواز میں
اقبالؔ کو یہ ضد ہے کہ پینا بھی چھوڑ دے

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو روحانی ترقی کے لئے مجاہدہ کا حکم فرمایا ہے، اسی وجہ سے اہل اللہ طالبانِ الٰہی کے لئے مجاہدہ کو فرض سمجھتے ہیں۔ ارشاد باری ہے:

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ط (الحج آیت ۷۸ پ ۱۷)	اور جہاد کرو اللہ کی طلب میں جیسا کہ جہاد کا حق ہے۔

احکام اللہ و رسول ﷺ و فرمانِ مرشد بگوشِ جان سُن کر بذریعہ ریاضت و مجاہدہ معرفت کی منازل طے کرنے کے لئے اللہ کے راستے میں مردانگی سے قدم بڑھانا ہر طالب حق کو لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا مجاہدہ چاہتا ہے جیسا کہ مجاہدہ کا حق ہے۔ ؎

اس کو مطلوب ہیں کچھ قلب و جگر کے ٹکڑے
جیب و دامن نہ کوئی پھاڑ کے دیوانہ بنے

Marfat.com

اے مسلمانو! دیدارِ حق سے مشرف ہونے کی پوری پوری کوشش کرو۔ ہر وقت خالق سے لو لگائے رہو۔ اُس کو چشمِ زدن کے لئے بھی تمہاری غفلت پسند نہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ○ (الاعراف آیت ۲۰۵ پ۹) | اور غافلوں میں سے مت ہو۔

دُنیا جائے ریاضت و عبادت ہے اور حیاتِ جسمانی چند روزہ۔

غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش
شاید ہمیں نفس، نفسِ واپسیں بود

(نفس سے ہوشیاری کرنے میں ایک گھڑی بھی غافل نہ ہونا، شاید یہی گھڑی تیری آخری گھڑی ہو۔)

فرصت کو غنیمت سمجھ کر آج بلکہ ابھی جو کچھ کرنا ہے کرلو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اپنا کام نہ کرنے پاؤ اور وقتِ مرگ آجائے۔

وَالرُّوْحُ فِيْكَ وَدِيْعَةٌ اُوْدِعْتُهَا
سَتُرَدُّهَا بِالرَّغْمِ مِنْكَ وَتُسْلَبُ

یعنی روح جو تجھ میں ودیعت رکھی گئی ہے وہ امانت ہے۔ اسے جلد ذات الٰہی کو (فنافی الذات ہوکر) واپس کردے ورنہ وہ زبردستی چھین لی جائے گی۔

اے طالبانِ حق! نفس کی پیروی چھوڑ دو اور اس کے ایما کے خلاف کرو۔ قرآنِ کریم کی عملاً تعظیم و تکریم کرو۔ اپنے مالک حقیقی کے حکموں اور اس کی بخشش کو حقیر سمجھ کر اس سے نفرت نہ کرو۔ اپنے پیارے نبی ﷺ کی دل سے اتباع کرو۔ آنجناب ﷺ کے مخالف نہ چلو۔ نیک بخت بندہ وہی ہے جو قانونِ الٰہی کے مطابق اپنے جسم سے پست حوصلگی کا لباس اتارے۔ ایمان کا عصا لیکر جادۂ مستقیم پر چلے۔ ہر وقت کوشش و محنت سے ریاضت میں منہمک

Marfat.com

رہے۔ کبھی نہ کبھی تو اس کا پاؤں خزانۂ عرفان پر پڑ ہی جائے گا اور وہ دولتِ سرمدی سے مالا مال ہوجائے گا۔ اے عزیز! ساری کوشش مجاہدہ میں کر اور اللہ کے فضل و کرم پر نظر رکھ۔ اپنے اعمال و عبادات پر فخر مت کر۔ نفس پر قابو پا اور اُس کے لالچ سے بچ۔ یہی کامیابی کا راستہ ہے۔ کما قولہٗ تعالیٰ:

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ (الحشر آیت۹ پ۲۸)	اور جو کوئی اپنے نفس کے لالچ سے بچے گا تو وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں: ؎

بِقَدْرِ الْكَدِّ تَنْقَسِمُ الْمَعَالِیْ
فَمَنْ طَلَبَ الْعُلٰی سَحَرُ اللَّیَالِیْ
تَرُوْمُ الْعِزُّ ثُمَّ تَنَامُ لَیْلاً
یَغُوْصُ الْبَحْرُ مَنْ طَلَبَ اللّآلِیْ
وَمَنْ طَلَبَ الْعُلٰی مِنْ غَیْرِ کَدٍّ
اَضَاعَ الْعُمْرِ فِیْ طَلَبِ الْمُحَالِیْ

یعنی تکلیف کے مطابق مرتبے تقسیم ہوتے ہیں، جو بلندی کے طالب ہیں انہیں راتوں کو جاگنا چاہیئے۔ اے مخاطب! تم عزت کے طالب ہوکر رات بھر سوتے ہو۔ سمندر میں وہی غوطہ لگاتے ہیں جو موتیوں کے خواہاں ہوتے ہیں۔ جنہوں نے بغیر مشقت کے بلندی چاہی انہوں نے اپنی عمر ناممکن چیز کی طلب میں برباد کی۔

جو شخص شرعِ نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے خلیفۂ نبی برحق ﷺ کے سایۂ عاطفت میں آ کر حریم کبریا کا راستہ دریافت کرتا ہے۔ اس کو مرشدِ کامل، عبورِ منازل میں جو مصائب پیش آتے ہیں، اچھی طرح سمجھا دیتا ہے۔

Marfat.com

گویا راہ داری کا پروانہ اسے عطا کردیا جاتا ہے۔ وہ حسبِ ہدایات مرشد، قرآن مجید کی روشنی میں اُمیدوارانہ اپنی عُقدہ کشائی کے لئے کُل نفسانی خواہشات پر پانی پھیر کر، جبرِ نفس اور خلوصیت کے ساتھ کثرت سے ذکرِ الٰہی کی مشق کرتا ہے۔ اللہ پاک کی عنایت اور شیخ کے فیضانِ باطنی سے شریعت کے نشیب و فراز، طریقت کی وادیاں اور حقیقت کے منازل صبر و استقلال کے ساتھ طے کرتا ہوا قربِ الٰہی کی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ رحمِ کبریائی سے جب معرفتِ الٰہی کا دروازہ کھلتا ہے تو اس پر ایک ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ عالمِ مادی کا شعور نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ احساسِ خودی بھی غائب ہوجاتا ہے۔

تعینات کی حد سے گذر رہی ہے نگاہ
بس اب خدا ہی خدا ہے نگاہ والوں کا (فانیؔ)

آخری ترقی کی صورت میں وہ اعلیٰ معنی ظاہر ہوتے ہیں کہ حیرت میں آکر روحانی آنکھوں سے صرف آپ ہی آپ کو دیکھتا ہے۔

اک عالم حیرت ہے فنا ہے نہ بقا ہے
حیرت بھی یہ حیرت ہے کیا جانئے کیا ہے

طالبِ صادق کو لازم ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کی پوری پوری ظاہری و باطنی پیروی کرے، کیونکہ اس کے بغیر ہرگز نجات نہ ہوگی۔ اور اصول کے مطابق صحرائے محبت میں رفاقت اور رہنمائی کے لئے کسی مضبوط و پائیدار درمیانی کڑی، یعنی خضر راہِ حقیقی کو طریقِ باطن کے لئے تلاش کرلے۔ تاکہ اُس کے فیضِ صحبت سے بہرہ ور ہوکر لطافتِ فکر اور پاکیزگیٔ ذوق حاصل ہو اور منزلِ مقصود کی راہ مل جائے۔ جو محبتِ حق سے مفلس اور اپنی عقلی و قیاسی

Marfat.com

دلائل و بیان میں گرفتار، خودی و خود نمائی کی سطح پر پڑے ہیں اور جن میں نہ ولولۂ محبت، نہ جوشِ حق، نہ دریائے عشقِ الٰہی کا وہ زبردست تلاطم، جو اِن کے خیالاتِ خودی و خود فروشی کو بہا کر بیخودی کے ساحل پر ڈال دے۔ وہ خود ہی زبانِ کردار سے ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ مردِ مجاہد نہیں اور اس راستے میں اُن کی کامیابی ممکن نہیں۔ اُن کی صحبت سے اجتناب ضروری ہے۔ طالبانِ الٰہی پر فرض ہے کہ اپنی تمام دماغی قوتوں اور کُل قلبی طاقتوں سے خلیفۂ معبودِ برحق کا دامن مضبوطی سے پکڑلیں اور قرآن و احادیث کے موافق صِدق و اخلاص سے اوامر و نواہی پر عمل کریں۔ تعلیم مرشد اور ریاضت کے خلاف دلائل اور حُجت نہ کریں، ورنہ راہِ حق نہ ملے گی۔

کلام اللہ شریف میں حضرتِ موسیٰؑ اور خضرؑ کا قصّہ موجود ہے۔ جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ راشد سے ہدایت و ارشاد کی درخواست کی گئی ہے اور ادب کے بہت انواع کے ساتھ اس طرح اجازت چاہنا ظاہر ہوتا ہے کہ میں اپنے نفس کو آپ کے تابع کردوں۔ کیونکہ جب تک نفس مرشد کے حکم کا تابع نہ ہوگا، اس کی رہنمائی سے فائدہ مشکل ہے۔ موسیٰؑ نے وہ علم طلب کیا تھا جو خضرؑ کو معلوم تھا اور فرمایا تھا کہ آپؑ کے حکم کی نافرمانی نہ کروں گا۔ اس لئے مرید پر واجب ہے کہ پوری تواضع اور عاجزی کا اظہار کرے اور مرشد کی شان میں نظرِ عظمت رکھے۔ اس رُشد و ہدایت کے قصّے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مرید علم نہ ہونے کی وجہ سے مرشد کے باطنی احوال کو نہیں سمجھ سکتا اور اس کو مرشد کی بعض باتیں ظاہر میں منکر و مذموم نظر آنے کی وجہ سے صبر کرنا دشوار ہوجاتا ہے۔ لیکن مرشدِ کامل سے پورا پورا فیض پانے کے لئے طالب کو چاہئیے کہ اس کے افعال و احوال پر نکتہ چینی نہ کرے

Marfat.com

اور صدقِ دل سے اس کی اطاعت اور حق تعالیٰ کے لئے مجاہدہ کئے جائے۔

اند کی جنبش بکن ہمچو جنین
تابہ بخشذت حواسِ نوربین (مولانا رومؒ)

دنیا جو شکم مادر کی مانند نہایت مختصر ہے اس میں رہ کر بچے کے فطری جذبات کی طرح تجھے طاعت اور ذکرِ الٰہی میں باذوق و شوق کوشش کرنا، اعمالِ نیک میں بے تابی سے ہاتھ پاؤں ہلانا اور جذباتِ حقیقی کا سامان پیدا کرنا چاہیئے تاکہ تجھے جمالِ الٰہی کے محسوس کرنے والے حواسِ معنوی خاص طور پر مرحمت کئے جائیں، یعنی کشف حاصل ہو۔

وز جہاں از رحم چون بیرون شوی
از زمیں در عرصہٗ واسع شوی

تو حصولِ مراد کے لئے ذکرِ الٰہی و اعمالِ نیک میں دل و جان سے کوشش کر، تاکہ اس دُنیا سے جس کی وسعت نہایت مختصر تنگ و تار ہے، باہر نکل کر وسیع میدانِ عالم ملکوت و حریم قدس میں داخل ہوجائے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ○ (الصفت آیت ۱۰۵-۱۰۶ پ۲۳)	بے شک اسی طرح ہم جزا دیتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو بے شک یہ کام اس کے واسطے کھلی ہوئی آزمائش ہے۔

سچا طالبِ حق تکلیف و آرام، بلا اور مصیبت غرضکہ ہر آزمائش میں، جس سے مخلص اور غیر مخلص میں امتیاز ہوتا ہے، نفس اور شیطان سے بچ کر حق سے وابستہ رہتا اور دل کی پُر محبت زبان سے بارگاہِ ذرہ نواز میں رحم و کرم کی التجائیں کئے جاتا ہے۔ کیونکہ

وہ بارگاہ حُسن ادب کا مقام ہے جز درد و اشتیاق تقاضا نہ چاہئیے

Marfat.com

اے اللہ کے طلب کرنے والو! تم کو چاہئیے کہ جو کچھ کرو نہایت خلوص و محبت سے خاص اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے لئے کرو، تم کو نہ دُنیا سے کوئی غرض رکھنا چاہئیے اور نہ جنّت کا خیال۔ اللہ سے زیادہ اچھا کوئی نہیں۔ ذیل کی مثال سے خوب سمجھ لو۔

ایک شخص ہے جو بادشاہ سے ملاقات کا آرزومند ہے۔ اس کا ارادہ ہے کہ درِ شاہی تک پہنچے۔ چنانچہ وہ چل دیتا ہے، لیکن درمیان راہ میں اس کو شدت سے بھوک محسوس ہوتی ہے۔ جب ایک عرصے کی کوشش کے بعد دشوار گزار راستہ اور منازلِ سفر طے کرکے، وہ درِ شاہی تک پہنچتا ہے، تو وہاں ایک کُتے کو بیٹھے ہوئے دیکھتا ہے، جس کے سامنے کچھ کھانا رکھا ہے اور کتا اس کو بشوقِ تمام کھارہا ہے۔ یہ بھوکا تو تھا ہی کھانا دیکھ کر اس کی بھوک اور تیز ہوگئی۔ خواہش پوری کرنے کے خیال سے وہیں کھڑا ہوگیا۔ کتا اس کے ارادے کو فوراً تاڑ گیا اور نہایت بلند آواز سے غرانے لگا، بلکہ کاٹنے کے ارادے سے اسکی طرف لپکنے لگا۔ یہ شخص نہایت پریشان ہوکر بھاگ کھڑا ہوا۔

یاد رکھو! یہ کتا شیطان ہے، جو تم کو تمہاری دنیوی خواہشات کی وجہ سے آقائے حقیقی کے دربار تک پہنچنے سے روکتا ہے۔ حضرت بو علی شاہ قلندرؒ فرماتے ہیں:

حُبِّ دُنیا رشتۂ زنار تست
سدِّ راہت ریش و ایں دستار تست

دُنیا کی محبت تیرے گلے کا جنیؤ ہے اور داڑھی اور پگڑی (جن پر تم اپنی پارسائی کا گھمنڈ کرتے ہو) ایسی دیواریں ہیں جو حریم کبریا تک تمہاری رسائی کے لئے رکاوٹ ہیں۔ جب تک تمہاری آنکھوں پر دنیا اور نفسانیت کی پٹی

Marfat.com

بندھی ہے، تمہارے دل کی نظروں پر دنیوی خواہشات پردہ ڈالتی رہیں گی۔ تمہاری ہمتیں ضعیف، تمہارے قلب قدرتی جوش و خروش سے خالی اور تمہارے تمام خیالات اسفل کی جانب مائل رہیں گے۔

اے عزیزو ! جب تک تم عالمِ اسفل میں مقیّد ہو، جب تک تمہارے دل دنیوی خواہشات سے بھرے ہوئے ہیں، تم کو چاہیئے کہ اپنے نفس کو وقار اور عظمت کی نظر سے ہرگز نہ دیکھو۔ بلکہ تم کو لازم ہے کہ اپنی ہمت کی باگ نہایت سُرعت کے ساتھ عالمِ بالا کی جانب موڑو اور استقلال سے ریاضت و مجاہدہ کرو، تاکہ روح کو سُرورِ دائمی حاصل ہو۔ اپنے افلاس اور رزق کے خیال سے قلب کو پریشان نہ ہونے دو تمہارے رزق کا ذمہ دار تمہارا خالق ہے اگر مسلمان ہو تو اپنے رب کے وعدہ اور قسم کا اعتبار کرو۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ○ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُۥ لَحَقٌّ (الذّٰریٰت آیت ۲۲-۲۳ پ ۲۶)	اور آسمان میں تم سب کا رزق ہے اور وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ پس قسم آسمان اور زمین کے پروردگار کی کہ بیشک یہ بات ضرور یقینی ہے۔

مجاہدے کے اثر و رسوخ سے روح اُس عشق کو سمجھ سکتی ہے، جس کے لئے وہ پیدائش کے دن سے بے قرار ہے۔ جو اُس میں موجود ہے، اس کے ملنے کا پتہ لگاؤ، اللہ نے صرف اپنی محبت اور اظہارِ عشق کے لئے انسان کو پیدا کیا ہے۔ محبت ہی سے انسان اپنی اصل وحقیقت سے قریب ہوسکتا ہے۔ مجاہدہ دُنیوی زندگی میں بہترین مسرت اور وصلِ الٰہی کا خوشگوار ذریعہ ہے۔ مجاہدہ عذابِ الٰہی سے نجات دلانے کا ایک بڑا وسیلہ ہے۔ مجاہدے کی اس قدر خوش گوار حلاوتیں اور لطافتیں ہیں کہ عوام الناس کے فہم و ادراک میں نہیں آسکتیں۔

Marfat.com

عالمِ روحانی کی معصوم نورانی ہستیاں مجاہدِ ربانی کی طرف خاص شفقت اور پیار سے متوجہ ہوجاتی ہیں۔ یہاں تک کہ۔

از برون آوازِ شان آید برین
کہ رہِ رستن ترا این ست این (رومیؒ)

(باہر سے ان کی آواز آرہی ہے کہ صراط مستقیم یہی ہے یہی۔)

عالمِ ارواح سے اس عالمِ دُنیا میں انبیاءؑ اور اولیاءؒ کی سچی محبت سے معمور اور پُرجوش آوازیں آتی ہیں۔ یہ آوازیں اس کو اپنی طرف مائل کر کے کہتی ہیں کہ اسی میں تیری بھلائی ہے جو طریق ہم نے اختیار کیا ہے، اُسی طرف سے آؤ، یہی نجات کا اکیلا راستہ ہے۔ اے عزیز! اگر تو بھی اپنی مغفرت چاہتا ہے، تو قابلِ قدر ہستیوں کی دل سے پوری پیروی کر اور واصل بحق ہوجا۔

اے حق کے طالبو! اگر انصاف کی روشنی میں نظرِ غور سے دیکھو، تو تم کو اپنے عملی تنزل کا سبب معلوم ہوجائے، تم کو اپنی پست ہمتی کا اور حق سے بے اعتنائی کے مضر اثرات کا احساس نہیں ہوتا۔ تمہاری فلاح صرف اسی میں ہے کہ اللہ کے لئے مجاہدہ کرو۔ چشمہ کی طرح جوش سے اُبل کر بحرِ ذاتِ ناپیدا کنار کا قرب حاصل کر کے، اس میں محو ہوجاؤ۔ دوسروں کو جہاد بالنفس و شیطان کی ترغیب دو۔ حوصلہ مندی کی روح پھونکو۔ پژمردہ طبائع کو اُبھارو۔ یقین کرو کہ دین و دُنیا میں تمہاری بہتری اور تمہارے حقیقی مفاد کے لئے مجاہدہ سے زیادہ دلچسپ اور خوشگوار کوئی دوسرا کام نہیں۔ جب سے تم نے مجاہدہ بالنفس کو ترک کیا، اسلام کی لاثانی تعلیم غیروں کی نظروں میں چند رسومات کا مجموعہ ہوکر رہ گئی اور تم حق تعالیٰ کی محبت کی بجائے، دُنیا و زینتہا کی اُلفت میں مبتلا ہوکر، بیشمار روحانی بیماریوں میں مبتلا ہوگئے۔ یاد رکھو! راحت محنت کا

Marfat.com

پھل ہے۔ انصاف ہمیں یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ راحتِ حقیقی حاصل کرنے کے لئے خالص اطاعت اور اللہ کے احکام پاک پر سچے دل سے عمل کئے بغیر، سربسجود ہوکر اور ہاتھ پھیلا پھیلا کر صرف رسمی دُعا مانگنے سے کام نہیں چلتا۔ مجھے تم سے ہمدردی اور تمہارے اعمال سے ایک حد تک اُنس ہے۔ مگر تمہارے اعمال کا نشیب و فراز معلوم۔ باہمت مردانِ حق اور سالکِ راہِ طریقت کے لئے کسی لالچ سے عبادت کرنا عار ہے۔

حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (تمام) دوستوں میں میرے نزدیک (میرا) بڑا دوست وہ ہے جو عبادت کرے واسطے غیر عطا کے۔ یعنی خالص اُسکے واسطے عبادت کرے نہ اُمیدِ عطا کے واسطے۔ (مظاہر حق، کتاب الدعوات)

حضور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَا یَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اَلَّا کَانَ لَہٗ خَالِصًا وَّابْتَغِیَ بِہٖ وَجْھَہٗ (ابوداؤد، نسائی)	یعنی اللہ عزّ وجل صرف وہ عمل قبول فرماتا ہے، جو خالصاً اسی کیلئے کیا گیا ہو اور جس سے اُس کی ذات (پاک) مطلوب ہو۔

جس کا عمل ہے بے غرض اُسکی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گذر بادہ و جام سے گذر (اقبالؔ)

باہمت سالکِ صادق نے کمالِ اخلاص حاصل کر کے محبت سے اللہ کے لئے مجاہدہ کیا۔ وہ جذبِ دلی اور بڑی بے نفسی سے اپنے فرائضِ احسن کے ادا کرنے میں کوشاں اور اپنی پیاری دُھن میں برابر لگا رہا۔ اپنے پاکیزہ عمل سے روشنی پاکر منزل بمنزل آگے بڑھتا گیا اور کمالِ انسانی کے عروج پر پہنچ کر روحانیت کا چاند بن کر چمکا اور ماسوا اللہ سے بالکل بے نیاز ہوگیا۔

اب نہ وہ قیل وقال ہے، اب نہ وہ ذوق و حال ہے
میرا مقام ہے وہاں، میرا گذر جہاں نہیں! (اصغرؔ)

Marfat.com

مسلمانو! تمہارے لئے جو ریاضت و مجاہدہ کے بارے میں اللہ اور رسول ﷺ کے تاکیدی احکام وارد ہوئے ہیں، اُن کو تمہارے نام نہاد ناصحوں نے اپنی دُنیا طلبی، نفسانی راحت و آرام اور پست ہمتی کی وجہ سے نظر انداز کردیا۔ جس عبادت پر اسلام کے حُسن اور ترقیوں کا اَزمنۂ گذشتہ میں دارومدار تھا۔ اس سے تغافُل اختیار کیا۔ وہ اللہ کی محبت اور اُس کے رسول پاک ﷺ کی بہترین طرزِ زندگی کو چھوڑ کر، دُنیا اور دُنیا داروں کو پسند کرنے لگے اور کثرتِ ذکرِ الٰہی، ریاضت و مجاہدہ کو اسلام کا اہم ترین فریضہ نہ سمجھ کر، گلدستہ طاق نسیاں کردیا۔ اگر وہ ذکرِ الٰہی کرنے اور اللہ کی طرف رجوع ہونے والوں میں سے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ کی اسوۂ حسنہ کے خلاف اپنی زندگیوں کی تعمیر نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ؕ (الاحزاب آیت ۲۱ پ ۲۱)	بے شک یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ میں ایک عمدہ پیروی ہے، اُس شخص کیلئے جو اللہ اور قیامت کی طرف رجوع ہونے والا ہو اور اللہ کا بہت ذکر کرے۔

جو اللہ رب العزت کے دیدار کو عملاً پسند نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ بھی اُن سے بے پروا ہوکر ان کو اپنے ذکرِ پاک کی بے بہا دولت سے محروم کردیتا ہے۔ اُس کا ذکرِ پاک وہ خاص عبادت ہے جو اُس کی اجازت کے بغیر کوئی نہیں کرسکتا۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ؕ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ (المدثر آیت ۵۵-۵۶ پ ۲۹)	پس جو شخص چاہے اُس کا ذکر کرے اور یہ نہیں ذکر کرسکتے مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

مخلص طالب پر، جو فلسفۂ معنوی میں تیز فہم اور بلند پرواز ہے، مجاہدے

Marfat.com

کے ذریعے سے جو لطف و کرم اور رحمت کی ضیاء پاشیاں اللہ بزرگ و برتر کی طرف سے ہوتی ہیں، یہ سب بفضلہٖ اس معصوم مزاج کی سچی جانبازی و جانفشانی کا نتیجہ ہے۔ اُس کے ہونٹوں پر مُہرِ خاموشی ثبت اور وہ اپنے حال میں مست ہے۔ اس کی روح میں مسرت کی برقی رو دوڑ رہی ہے اس کی کیفیات نشۂ حق سے لبریز او روح فراوانیٔ لذات سے سرشار ہو چکی۔ اب وہ خود فراموشانہ حالت میں نظر آتا ہے۔

خدا جانے کیا کھویا کیا مل گیا
محبت کا لیکن مزا مل گیا (صہبائی)

انسان کو پایۂ تکمیل تک پہنچنے میں بہت زیادہ وقت اور مشقت کی ضرورت ہے۔ عہدِ حاضرہ میں اس تعلیم کے اُٹھ جانے اور ہر جگہ قحطِ عمل ہونے سے اب مسلمانوں سے مجاہدہ فی اللہ کی اُمید نہیں رہی۔ ترکِ مجاہدہ کی وجہ سے اسلام روز بروز تنزل کی طرف جا رہا ہے۔ یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئیے کہ جو محنت نہ کرے وہ کبھی انسان کہلانے کا مستحق نہیں۔ جب تک کوشش اور محنت نہ کی جائے، کسی طرح کی کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔ محنت کے بعد اس کا ثمرہ ملتا اور تکلیف کے بعد راحت کا لطف حاصل ہوتا ہے، بلکہ اللہ کی طلب میں محنت خود اپنا انعام ہے۔

جس نے ریاضت کی وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ جس نے مجاہدہ کیا وہ عشق کی حرارت سے جل کر ''اَلْعِشْقُ هُوَ اللهُ'' ہو گیا۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

اللہ اللہ گفت اللہ می شود
ایں سخنِ حق است واللہ می شود

(اللہ اللہ کہتا ہے تو اللہ ہو جاتا ہے۔ یہ بات مبنی برحق ہے۔ اللہ کی قسم، ہو جاتا ہے۔)

Marfat.com

اے پیارے طالبو! تم کو چاہئیے کہ حصولِ مقصد میں ہمہ تن مشغول ہو جاؤ۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ گنّے کا رس نکال کر اسی کی پتی و کھوئی سے اس کو پکا کر راب تیار کرتے ہیں۔ پھر اس سے شکر، مصری اور قند وغیرہ درجہ بدرجہ تیار کرتے ہیں، یہاں تک کہ اس کی لطیف روح نکال لیتے ہیں۔ اسی طرح عاشقانِ الٰہی نفس کے لوہے کو مجاہدے کی بھٹی میں ڈال کر، ذکر و فکر الٰہی سے آتشِ عشق کو بھڑکاتے اور اُس میں نفس کو برسوں تک تاؤ دیتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی کُل جسمانی خواہشات، نفسانی کثافت اور بشریت کا میل کچیل جل جاتا ہے اور وہ خالص نور ہی نور رہ جاتے ہیں۔ مجاہدہ سے عرفان حاصل ہوتا ہے اور عرفانِ الٰہی کا نام ایمانِ حقیقی ہے۔ یہ ایسی رحمت ہے جس سے طالب حق تعالیٰ زندہ ہوکر، دوسرے مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔

معمولی انسان سے عرفانِ الٰہی اور انکشافِ حقیقت برداشت نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اُس میں روحانی توانائی نہیں ہوتی۔ اس کے لئے بڑا مضبوط دل اور اعلیٰ فہم و ذکا درکار ہے۔ تاکہ طالب ظہورِ تجلیات کے وقت استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اس لئے جب تک انسان میں کامل ضبط اور روحانی صلاحیت، ریاضت و مجاہدہ کے ذریعہ پیدا نہ ہوجائے، عالمانِ علمِ باطن اور عارفانِ ذاتِ نامتناہی اس کی بہتری کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے تعلیماتِ اسرارِ الٰہی سے گریز اور رازِ دروں پردہ فاش ہونے کے خیال سے حقِ رازداری ادا کرتے ہیں۔ چونکہ آئینِ قدرت کی بناء محض رحم پر ہے۔ ان کا یہ حذر بھی محض بنظر ترحّم ہے نہ کہ منافرت و بخل کی وجہ سے۔ وہ صالح اور خوش فکر طالبانِ الٰہی کے متلاشی رہتے اور اُن کو پاکر اُن کی تربیت کو اپنے خیال سے باہر نہیں جانے دیتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ جو سُرور اور مسرّتِ دائمی ان کو

Marfat.com

حاصل ہے۔ دوسرے بھی اس کو پالیں۔ جب تک احکام اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے ذریعے طالب کی خودی دُور نہ ہوجائے اور طبیعت اصلاح کا جامہ پہن کر امتحان میں پوری نہ اُترے۔ اس کو اَسرار و معارف سے مطلع نہ کرنا چاہئیے۔ یہ مبارک اور مقدّس علم نااہلوں اور نادانوں کے روبرو بیان نہ کیا جائے۔ جس طرح متحرک پانی میں کسی چیز کا صحیح عکس قبول کرنے کی قابلیت نہیں ہوتی، اسی طرح جب تک انسان کو اپنے قلب پر پورا پورا ضبط اور قابو نہ ہو، اس میں اَسرارِ الٰہی منعکس نہیں ہوتے۔ علمِ باطن ہر جگہ نہیں ملتا۔ حکماء، فلاسفر اور علمائے ظواہر اس سے قطعاً نا آشنا ہیں۔ یہ تو اللہ کے پاک باطن رندوں ہی کا حصہ ہے۔ اس کو وہیں تلاش کرنا چاہئیے۔ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں: ؎

رازِ درونِ پردہ ز رندانِ مست پرس
کیں حال نیست زاہدِ عالی مقام را

(رندوں سے پس پردہ راز جان، کیوں کہ زاہدِ عالی مقام اپنے حال میں نہیں ہوتا۔)

اے عزیز ــــ! اس چند روزہ زندگی کو ہمت اور استقلال سے اللہ پاک کی یاد میں لگا کر حیاتِ جاودانی حاصل کرلے۔ ایسا نہ ہو کہ کوچ کا نقارہ بجادیں اور تجھ کو یہاں سے افسوس کے ساتھ خالی ہاتھ جانا پڑے اور اُس عالم میں پہنچ کر حسرت وندامت کی آگ کے گھیرے میں ہمیشہ کے لئے پھنس جائے۔ ؎

لے اسی ظلمت کدے میں اس سے محرومی کی داد
اس سے آگے اے دلِ مضطر حجابِ نور ہے (اصغرؔ)

جواس زندگی اور اس جہان میں حق سے غافل رہا اسکو آخرت میں بھی محرومی

Marfat.com

کے علاوہ اور کچھ اچھائی نصیب نہ ہوگی۔ شیخ فرید الدینؒ عطار فرماتے ہیں:۔

رَمْزِ مَنْ کَانَ هٰذِهٖ اَعْمٰی بشنوید اے خراں کودن سار
ہر کہ ایں جاندید محروم است در قیامت زلذت دیدار

جو نادانی وغفلت کی وجہ سے نفس اور شیطان کے دامِ فریب میں پھنس کر اللہ سے بے خبر رہے اور ذات حق کی طرف متوجہ نہ ہوئے وہ بروزِ قیامت بھی جلوۂ ربانی سے بے بہرہ رہیں گے۔ ان اشعار میں شیخؒ نے قولہٗ تعالیٰ: وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ○ (بنی اسرائیل آیت ۷۲) ''اور جو کوئی رہا اس جہاں میں اندھا سو وہ پچھلے جہاں میں بھی اندھا ہے اور بہت دور پڑا ہوا راہ سے۔'' کے اعلیٰ مفہوم کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

اے طالب حق۔۔۔! اگر تو پابندیٔ احکام الٰہی، ریاضت و مجاہدہ اور کثرتِ ذکر وفکر الٰہی میں رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کے مطابق مشغول رہے گا تو رہبرِ کامل تیرے دیدۂ قلب میں سُرمۂ عشقِ الٰہی لگادے گا۔ تیری آنکھوں سے ہوا و ہوس کا پردہ اٹھ کر، توحید محض کا نظارہ تیرے پیشِ نظر ہوجائے گا اور تو ماسوا اللہ سے نجات پاکر مالک حقیقی تک پہنچ جائے گا۔ تیرا فرض ہے کہ رہبرِ واصل کی جستجو میں سرگرداں رہے، اللہ سے توفیق مانگے جا اور مرشدِ کامل کو پاکر اس کے سایۂ عاطفت میں خلوص اور سچائی سے منازلِ روحانی کو طے کرکے، خود سے گذر جا۔ مولانا رومؒ نے اسی مفہوم کی حدیث کا مطلب اشعار ذیل میں بڑی خوبی سے اس طرح ظاہر فرمایا ہے کہ:۔

یا علی از جملہ طاعات راہ برگزیں تو سایۂ خاص الہ
از ہمہ طاعات ایں نت لائق است سبق یابی بر ہرآں کو سابق است
پس تقرب جوید اوسوئے الہ سر پیچ از طاعتِ او ہیچ گاہ

Marfat.com

عالمِ انسانیت کے سچے غم خوار اور طالبان حق کے مہربان مربیؐ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے پیارے بھائی، حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو نصیحت فرمائی کہ اے علیؓ! تمام طاعات سے (یعنی کُل عبادات اور اعمال حسنہ سے جو اللہ کی راہ میں کام آئیں، جو اس کی ذات کے واسطے کی جائیں اور جن کو اس کے قُرب کا وسیلہ بنایا جاسکتا ہو) کسی خاص مقرب بارگاہِ الٰہی کا برکت بھرا سایہ حاصل کرنا اچھا ہے۔ یعنی تم خلیفۂ الٰہی یا بالفاظ دیگر مرشد کامل کی صحبت میں اپنی زندگی بسر کرو۔ اے علیؓ! اس کی صحبت تمام عبادتوں سے بہتر اور تمہارے لائق ہے۔ یہی وہ اطاعت ہے جو تم کو ان سے آگے بڑھا لے جائے گی جو تم سے نیکیوں اور قربِ الٰہی میں آگے ہیں اور تمہارا شمار وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۚ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ کے زمرہ میں ہوگا۔ یعنی تم اللہ کے خاص مقرب ہوجاؤ گے۔ تیسرے شعر میں رہبر واصل کی اطاعت کی وجہ ظاہر فرمائی گئی ہے کہ چونکہ مرشد کامل ہر وقت رب کریم کا زیادہ سے زیادہ قرب ڈھونڈتا رہتا ہے، تم کو اس کی کامل اطاعت سے روگردانی نہ کرنا چاہئیے بلکہ اس کے سامنے سراپا تسلیم و رضا بنے رہو اور اس کے ارشادات پر دل و جان سے عمل کرو۔ سبحان اللہ! پیارے واصلِ حق کی پیاری پیاری صحبت، اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن کا کیسا اچھا انعام اور کیسا لاثانی فضل ہے——؟

ظاہر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کو حضور سرور کائنات، فخر موجودات، خاتم النبیین ﷺ جیسا اور کون رہبرِ کامل اور مرشدِ یکتا مل سکتا تھا؟ حضور ﷺ نے یہ زرّیں درسِ ہدایت باکمالِ مہربانی اپنی اُمّت کے کُل طالبانِ صادق کی رہنمائی کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ رہبرانِ واصل کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

اُولٰٓئِکَ خُلَفَآءُ اللهِ فِی الْاَرْضِ	یہی لوگ زمین پر اللہ کے نائب ہیں۔
قولہٗ تعالیٰ: اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ (المؤمنون)	یہی وہ ہیں جو وارث (خلیفۃ اللہ) ہیں۔

اے طالبانِ پاکباز! اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ تم کو مرشدِ کامل کی صحبت میں رہ کر اس کے افعال اختیار کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے اور اگر اس کی صحبتِ پاک کی بے بہا دولت میسر نہ ہو، تو ان تمام اعمال و اوراد پر جو مرشدِ کامل بتائے، مضبوطی سے کاربند رہو۔ تم کو اپنی خواہش سے کسی وِرد میں مشغول نہ ہونا چاہیئے۔ اگر خود اپنی طبیعت سے دوسرا وِرد اختیار کروگے تو وہ ہر حالت میں نفسانی حرص و ہوا سے ہوگا۔ غیر اللہ کے خیال سے چاہے تمام سال متواتر روزے رکھو اور شبانہ روز نماز ہی کیوں نہ پڑھو۔ کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ نفس اور شیطان کے پاس بے شمار نئے نئے فریب ہیں۔ ریاضت و مجاہدے اور عبادت کے نورانی پردوں میں ان کے مکروں سے بچنا آسان کام نہیں ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ (الفرقان آیت ۴۳ پ ۱۹)	(اے حبیب ﷺ میرے) کیا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے جس نے اپنی نفسانی چاہتوں کو (خود) اپنا معبود بنا رکھا ہے۔
وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ؕ (النزعٰت آیت ۴۰-۴۱ پ ۳۰)	جو اپنے نفس کو خواہشات سے روکے بے شک جنت اس کا مقام ہے۔

اے عزیز! تو بارگاہ ذرّہ نواز میں مرشدِ کامل کے ملنے کے لئے التجائیں کئے جا اور بار بار عرض کئے جا۔

Marfat.com

دامن او گیر محکم بے گمان
تا رہی از آفت آخر زمان (مولانا رومؒ)

اس باکمال ہستی سے اپنی سفارش آپ کر۔ نیک اعمال اور پُرخلوص خدمت سے اُس کی نگاہِ شفقت کو حاصل کر۔ اس کا دامن جرأت و محبت سے جلد تھام لے، تاکہ تو دمِ واپسیں اور میدان عقبیٰ تک تمام آفات سے بچا رہے۔ کیونکہ مرشدِ کامل اپنی قوم میں نبی کی مانند اور گناہوں کا طبیب ہے۔ وہ راہِ طریقت کا رہبر، روحانی والد، مریدوں کو جہالت کی تاریکی سے نکالنے والا اور انوارِ معرفت، نجاتِ ابدی اور سرورِ سرمدی کی طرف لے جاکر، فرشتوں میں ملانے والا ہے۔ مرشد کے ایک ہاتھ میں شمعِ نورِ ہدایت ہے اور دوسرے ہاتھ میں جامِ توحید ہے۔ رہبرانِ صادق کو جب کوئی طالبِ صادق نظر آتا ہے، وہ اس کو راہِ حق دکھاتے اور اس کے منہ میں آبِ حیات کے چند قطرے ٹپکا دیتے ہیں۔ طالب کی صورت نہیں بدلتی لیکن اس کی پیشانی پر نورانی حرفوں میں عارفِ موحد لکھ دیا جاتا ہے۔

آنکہ از حق یابد او وحی و خطاب ۞ ہرچہ فرماید بود عینِ ثواب
(جس کو حق تعالیٰ کی طرف سے وحی و خطاب ہوتا ہے، وہ جو کچھ بھی فرمائے گا وہ بالکل برحق وثواب ہوگا۔)

اے عزیزو — نبی علیہ السلام کا فرمان از روئے وحی، اور اہل اللہ کا از روئے الہام ہوتا ہے جو نہ صرف حق ہے بلکہ تمہارے واسطے واجب العمل ہے۔ جہاں تک ممکن ہو انبیاءؑ اور رہبرانِ کامل کے ارشادات پر عمل کرو، کیونکہ وحی والہام پیامِ الٰہی ہیں جن سے وہ اپنی مخلوق کو اپنے نیک و صادق بندوں کے ذریعے مطلع کرتا ہے۔ شاید تم کو خضر علیہ السلام کا دیوار بنانا، کشتی توڑنا، طفل نابالغ کا قتل کرنا اور کلیم اللہ کا اختلاف یاد ہوگا۔ تم کو بھی ایسے خضرِ راہ کی

Marfat.com

ضرورت ہے جو تمہاری کشتیِ وجود کو توڑ دے، نفس کو جو شریر اور ضدی لڑکے کے مانند ہے قتل کردے اور دیوارِ ہستی کے رُخ کو اسفل سے اعلیٰ کی طرف سیدھا کرکے اُس کے فوائد سے مطلع کرے۔

تمہارے جسم خاکی کے اندر یا دوسرے لفظوں میں دیوارِ عناصر کے پردے میں اسرارِ حقیقت کا لاہوتی خزانہ، قدرت کے رازوں کا نورانی گنجینہ اور معرفتِ الٰہی کا حقانی دفینہ پوشیدہ ہے جو تمہاری علمی آنکھوں سے بھی اوجھل ہے۔ تم کسی خضرِ طریقت کو تلاش کرکے اور واقفِ راہ کی جستجو کرکے جتنی بھی کوشش اور محنت ہوسکتی ہو اس خزانہ کو حاصل کرنے کے لئے کرو، تاکہ تمہارے دل سے ماسوا اللہ کی کثافت دور ہوجائے۔ تمہارے سینوں سے انوارِ الٰہی کے تاباں اور درخشاں فوارے اُبلنے لگیں۔

ساعتے صحبت بمردِ اولیا

بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا (مولانا رومؒ)

(اولیاء کرام کی صحبت میں ایک گھڑی گزارنا، سو سال کی بے ریا اطاعت سے بہتر ہے۔)

یاد رہے کہ عاشقانِ الٰہی کو روحانی مسرت کے لبالب جام اس وقت نصیب ہوتے ہیں جب مرشدانِ کامل انہیں اپنے روحانی ہاتھوں سے مار ڈالتے اور ان کی خواہشات کا اپنے مبارک خیالات سے خاتمہ کردیتے ہیں۔ اُن کی حالت اُس مزروعہ زمین کی سی ہوتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ آفتاب کی حرارت سے ایسا خشک اور گرم کردیتا ہے کہ فضول روئیدگی جل جائے اور زراعت کے تباہ کرنے والے جراثیم مرجائیں، تاکہ اُس میں آئندہ فصل اچھی طرح پرورش پاسکے گویا وہ زمین کو مردہ کرکے بارش کے پانی سے ازسرِ نو تروتازگی بخشتا اور دوبارہ زندگی عطا فرماتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
غارِ حراء
خدا کا کام دیکھو بعد کیا ہے اور کیا پہلے
نظر آتا ہے مجھ کو بدر سے غارِ حرا پہلے (اکبر)
نکل کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور ایک نسخہ کیمیا ساتھ لایا (حالی)
AL-HAQQ-UL-MUBIN (MAK)

Marfat.com

Marfat.com

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ (الحدید آیت ۱۷پ ۲۷)	یقین کرو کہ زمین کو اس کے مُردہ ہونے کے بعد اللہ جلاتا ہے۔

یہ خوشی انہیں طالبوں کو حاصل ہوتی ہے جو اللہ کی طلب میں اپنے دنیوی عیش و آرام کو خیر باد کہتے اور اپنے مرشد کی تعمیل حکم میں ہر وقت کمربستہ رہتے ہیں۔ ان محبت بھرے دلوں پر ذاتِ اقدس کی رحمت موسلا دھار برستی ہے، ان کے دلوں کے پودے انوارِ الٰہی کی روشنی میں پرورش پاکر بار آور ہوتے ہیں اور ان کو حیاتِ ابدی عطا کی جاتی ہے۔

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت فرماتا ہے کہ رہبرِ کامل اور مرشدِ واصل کے وسیلہ سے بحرِ ریاضت و مجاہدے کو عبور کرتے ہوئے آسمانِ معرفت پر پہنچ جاؤ۔ قولہٗ تعالیٰ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (المائدہ آیت ۳۵ پ ۶)	اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں مجاہدہ کرو تاکہ تم کو فلاحِ ابدی حاصل ہو۔

آیت مذکورہ میں اٰمَنُوا سب پر واضح ہے۔ اتَّقُوا اللّٰهَ میں جملہ اوامر و نواہی شامل ہیں۔ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ سے بیعتِ رہبر کامل۔ وَجَاهِدُوْا سے ریاضت و مجاہدہ اور نفس و شیطان سے مقابلہ کرنا۔ فِيْ سَبِيْلِهٖ سے راہِ توحید اور عرفانِ الٰہی مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ رہبرِ کامل و مرشدِ واصل سے قلبی تعلق پیدا کرکے حسب الحکم مرشدِ کامل بغرض تحصیلِ عرفانِ الٰہی ریاضت و مجاہدہ میں مدام مشغول رہو، تاکہ فلاحِ دارین، سرورِ سرمدی اور دیدارِ حق، جو انسان کا مقصود ہے، حاصل ہوجائے۔

رسول اللہ ﷺ نے قبل از نبوت کئی سال تک وقتاً فوقتاً غارِ حرا میں مصروفِ ریاضت ہوکر اپنے ہاتھوں سے ریاضت اور مجاہدے کا عملی دروازہ

Marfat.com

اس لئے کھولا تھا کہ انسان اس طریقے پر کار بند ہوکر انسانیت کے اعلیٰ درجے کو حاصل کرے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ اعلانِ قبل از نبوت بھی آپ ﷺ نے کسی غیر مفید اور غیر ضروری کام میں اپنا مبارک وقت صرف نہیں فرمایا۔ بعد اعلانِ نبوت بھی اللہ کا وہ مجاہد اعظم ﷺ راتوں کو اس قدر مسلسل قیام کرتا کہ آپ ﷺ کے پائے مُبارک متورّم ہوجاتے تھے۔ احادیث سے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ ہر وقت اور ہر حال میں اللہ کے ذکرِ پاک میں مشغول رہتے تھے۔

ذیل میں دی گئی فہرست سے واضح ہوگا کہ نائبانِ رسول ﷺ یعنی اولیاء عظام اور مشائخ کبارؒ نے اللہ کے لئے کس قدر طویل مدّت تک صبر و استقلال سے نفس کشی اور ریاضت و مجاہدہ کیا اور مدارجِ روحانی اور انوارِ ربّانی سے سرفراز ہوئے۔ یہاں فرزندانِ اسلام میں سے چند برگزیدہ ہستیوں کے اسمائے گرامی تحریر ہوئے ہیں، ورنہ حضور ﷺ کی امت کے بے شمار اولیاء اللہ کے مفید تذکرے مستند تاریخوں میں بکثرت موجود ہیں۔

نمبر شمار	اسمائے گرامی	مقام مجاہدہ	میعاد مجاہدہ
۱	حضرت حسن بصریؒ	بصرہ وغیرہ	۷۰ سال
۲	حضرت مالک دینارؒ	دمشق وغیرہ	۷۰ سال
۳	حضرت سری سقطیؒ	بغداد	۹۸ سال
۴	حضرت حارث محاسبیؒ	متفرق مقامات	۶۰ سال
۵	حضرت ابوالحسن نوریؒ	بغداد و متفرق مقامات	۶۰ سال
۶	حضرت ابراہیم ادھمؒ	نیشاپور کے غار میں ۹ سال	
		مکہ معظمہ میں ۴۰ سال	۴۹ سال

Marfat.com

۷	حضرت بایزید بسطامیؒ	شام کے بیابان میں	۳۰ سال
۸	حضرت شاہ شجاع کرمانیؒ	نیشاپور	۴۰ سال
۹	حضرت جنید بغدادیؒ	بغداد	۴۰ سال
۱۰	حضرت ابوالحسن خرقانیؒ	خرقان	۴۰ سال
۱۱	حضرت فضیل بن عیاضؒ	بغداد وغیرہ	۳۰ سال
۱۲	حضرت منصورؒ	متفرق مقامات	۲۰ سال
۱۳	حضرت غوث الاعظمؒ	غارِ حرا و متفرق مقامات	۲۵ سال
۱۴	حضرت معین الدین چشتیؒ	متفرق مقامات	۱۲ سال
۱۵	حضرت فرید شکر گنجؒ	متفرق مقامات	۳۶ سال

مسلمانو! چند لمحوں کے لئے انصاف سے غور کرو کہ اگر صرف فریضۂ نماز کی ادائیگی سے نجاتِ حقیقی، تکمیلِ انسانیت اور انکشافِ حق ہو جایا کرتا، تو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی اُمت کے دوسرے بے شمار برگزیدہ انسان اس قدر شدید نفس کشی، ریاضت و مجاہدہ کیوں اختیار کرتے، حالانکہ یقین مانیے کہ ان مقدس ہستیوں کی پُرخلوص نماز کے مقابلے میں تمہاری نماز برائے نام ہی رسمیات سے کچھ زیادہ ہے۔ کیا ستم ہے کہ حضرت عمرؓ کے ارشادات کہ ''انسان دین میں بوڑھا ہو جاتا ہے اور جیسی نماز ادا کرنا چاہئے اس سے ادا نہیں ہوسکتی، اور میں بحالتِ نماز فوجیں لڑایا کرتا ہوں۔'' (بخاری) مسلمانوں کے سامنے اس طریقے سے پیش کئے جاتے ہیں کہ لازماً ان کو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جب ایسی برگزیدہ ہستی کی یہ حالت تھی تو ہم کس شمار و قطار میں ہیں اور وہ اپنے حضورِ قلب اور خضوع و خشوع سے خالی نمازوں پر فخر کر کے خود کو مستحقِ نجات سمجھنے لگتے ہیں۔ حالانکہ سالکِ راہِ حق کو ان ہی الفاظ میں فروتنی،

Marfat.com

انکسارِ حسنہ اور شرحِ صدر کے انوار بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کاش! خودساختہ رہنمایانِ قوم ”یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ الْجَبَلَ“ (مشکوٰۃ) سے سبق حاصل کرتے۔ اِنَّ الْحَقَّ یَنْطِقُ بِلِسَانِ عُمَرؓ (بخاری) کو دیکھتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس تصرفِ پاک یا شانِ رحمت کا خیال رکھتے جس نے حضرتِ عمرؓ کا ایمان آناً فاناً ایسا کامل کردیا تھا کہ آپؓ نے فوراً فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں اب آپ ﷺ کو جان سے بھی زیادہ محبوب سمجھتا ہوں۔ (بخاری) یہ تمہارے اسفل کی طرف جانے کا کھلا ہوا ثبوت نہیں تو کیا ہے کہ تم اپنے برگزیدہ اسلاف کے ارشادات خود پڑھتے اور دوسروں کو سُناتے ہو تو اس طرح کہ پستیوں اور کمزوریوں کو اچھا سمجھ کر ان پر قناعت کرلی جائے۔ حالانکہ برائی کو اچھا خیال کرکے اس پر قانع ہوجانا مزید بُرائیوں کو خوش آمدید کہنا ہے۔

غارِ حرا کے مجاہدوں اور ریاضت کی اتباع اگر تم میں سے بعض کو اچھی نہیں معلوم ہوتی تو تم جانو اور تمہاری آخرت۔ لیکن شاید اس کا تو انکار کوئی بھی سمجھدار مسلمان نہ کرسکے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، اللہ کے مقبول ترین بندے اور پسندیدہ ترین محبوب تھے۔ اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ”مقامِ محمودؔ“ کی بشارتِ عظمیٰ اسی عالم میں فرمادی گئی تھی۔ پھر بھی آپ ﷺ اس قدر ریاضتِ شاقہ کیوں کرتے تھے؟ اُٹھتے، بیٹھتے، غرضکہ ہر حال میں اس قدر کثرت سے ذکرِ الٰہی کرنے کی کیا وجہ تھی؟ سفر میں ہیں تو ذکرِ الٰہی میں مشغول ہیں۔ اونٹ چل رہا ہے لیکن حضور ﷺ اس پر بیٹھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ راتوں کو اس قدر عبادت ہورہی ہے کہ پائے مبارک پر ورم آجاتا ہے۔ رمضان شریف آتا ہے تو مسجد میں معتکف نظر آتے ہیں اور بعض مرتبہ پورا مہینہ اعتکاف میں گزار دیا جاتا ہے۔ روزہ پر روزہ رکھتے ہیں

Marfat.com

اور جب ماہ رمضان کے علاوہ روزے شروع کرتے ہیں، تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب افطار ہی نہیں کریں گے۔ خود شکم سیر ہو کر کھانا کیسا ــــ؟ دوسرے اچھے مسلمانوں کو بھی تہائی خوراک کی ہدایت فرمائی جاتی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا اور نہ کسی سے اس کی شکایت کی۔ آپ ﷺ فاقہ کو غِنا سے زیادہ پسند کرتے تھے۔ آپ ﷺ تمام تمام رات بھوکے رہتے اور صبح کو روزہ رکھنے سے نہ رکتے۔ آپ ﷺ چاہتے تو اللہ تعالیٰ سے تمام جہاں کے خزانے، میوے، پھل اور عیش و عشرت کے دیگر سامان طلب کر لیتے۔ میں آپ ﷺ کا حال دیکھ کر کڑھتی اور رویا کرتی تھی اور بھوک کے سبب آپ ﷺ کے پیٹ پر ہاتھ پھیر کر کہا کرتی تھی کہ کاش! آپ ﷺ کو کچھ تو دُنیاوی سامانِ غِنا حاصل ہوتا۔ آپ ﷺ فرماتے۔ اے عائشہؓ! مجھے دُنیا سے کیا سروکار؟ گذشتہ انبیاءؑ نے اس سے زیادہ تکلیفوں پر صبر کیا ہے اور اسی حالت میں گذر کر اپنے رب سے جا ملے ہیں۔ رب کریم نے ان کا اکرام کیا اور بڑے بڑے ثواب مرحمت فرمائے ہیں۔ مجھے شرم آتی ہے کہ دُنیا جمع کرلوں اور قیامت کے دن رُتبہ میں ان سے پیچھے رہ جاؤں میں اپنے بھائیوں اور دوستوں یعنی دیگر انبیاءؑ سے ملنے کو سب سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے چند روز بعد رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔ (شفا شریف)

امام احمدؒ نے باسنادِ صحیح عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھجور کی چٹائی پر لیٹے، تو آپ ﷺ کے پہلوئے مبارک میں اس کے داغ پڑ گئے۔ جب آپ ﷺ جاگے تو میں نے پہلوئے مبارک پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا اور عرض کیا کہ یا حضرت آپ ﷺ نے ہم لوگوں کو آگاہ نہیں فرمایا

Marfat.com

کہ ہم چٹائی پر آپ ﷺ کے لئے بچھونا کر دیتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے دُنیا سے کیا تعلق ہے؟ میں دُنیا کی فکر نہیں کرتا۔ میری اور دُنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سوار دھوپ کی شدت میں کسی درخت کے سایہ میں اُترا اور آفتاب ڈھلے اس کو چھوڑ کر روانہ ہوگیا۔ اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ وہ اللہ کا پیارا اور دُنیا کو نجاتِ کامل کی دعوت دینے والا، رہنمائے اعظم ﷺ، اللہ تعالیٰ سے منتخب ترین اور مسلسل انعامات پانے کے باوجود اس طرح ریاضت اور مجاہدہ میں زندگی گذارے، اور اس کی جانشینی کا دعویٰ کرنے والے اس کی اتباع کے بجائے دوسروں کے دلوں سے بھی رہا سہا ذوقِ مجاہدہ مٹانے کی کوشش کریں۔ وہ خود بھی دُنیاوی زیب و زینت اور نفسانی راحت و آرام کی طرف راغب ہوں اور دوسروں کو بھی اس کی طرف مائل کریں۔ چند روزہ جسمانی زندگی کے لئے سارا وقت صرف کردیا جائے اور دائمی حیاتِ اُخروی کے لئے صرف چند رکعات نماز وہ بھی دُنیاوی خطرات کے ساتھ اس کے بعد پھر وہی دُنیا طلبی کی دُعائیں۔

قولہٗ تعالیٰ: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ؗ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (ھود آیت ۱۵۔۱۶ پ ۱۲)

جو شخص دنیاوی زندگانی اور اس کی آرائش چاہتا ہو، انہیں ہم دُنیا میں ان کے اعمال (کے بدلے پورے) دیں گے انہیں اس میں کم نہ دیا جائے گا (مگر) یہی لوگ ہیں کہ آخرت میں ان کے لئے سوا آگ کے کچھ نہیں ہے اور جو کچھ انہوں نے دُنیا میں کیا تھا ضبط ہوگیا اور جو کچھ کررہے تھے وہ باطل تھا۔

Marfat.com

آلودۂ اغیار نگاہیں کب تک　　دُنیا کی محبت میں دعائیں کب تک
خود فریبی کے مظاہر ہیں ریائی سجدے　　واعظ یہ دُرودیں یہ نمازیں کب تک

واقعہ یہ ہے کہ جو حقیقت اور روحانیت پر قابض تھے چل بسے۔ اب ان نااہلوں نے مذہب کو قیاسات کا ڈھانچہ بنادیا ہے۔ خود غرضوں نے اخلاص اور ریاضت و مجاہدہ کا دروازہ بند کرکے حقیقی اسلام سے مسلمانوں کو بہت دور لے جاڈالا۔ اب ان کو مدارجِ روحانیت جو انسانی اور اسلامی ترقی کا باعث تھے، حاصل ہوں تو کیونکر ہوں۔

اے مسلمانو! تم اللہ کے لئے مجاہدہ اختیار کرو اور اس ارشادِ مبارک سے کبھی غافل نہ ہو۔ حدیث:

اُقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ بِسَیْفِ الْمُجَاهِدَاتِ وَمُخَالِفَاتِ الْخُوَاهِشَاتِ (بخاری و مسلم)	اپنے نفس کو مجاہدہ کی تلوار سے قتل کرو اور اس کی خواہشات کو روکو۔

مجاہدہ انعامات ربانی کا ذریعہ ہے۔ اس کی نورانیت سے جسم، دل، روح اور یقین جگمگا جاتے ہیں۔ غفلت کے پردے اُٹھ جاتے اور عقلِ سلیم کا دور دورہ ہوتا ہے۔ پھر وہ علوم اور راز ہائے سربستہ جو عالمِ احساس سے باہر ہیں منکشف ہوتے ہیں۔ ملائکہ سے قرب نصیب ہوتا ہے اور نسیمِ لطفِ الٰہی چلنے لگتی ہے۔ اسرارِ الٰہی کا اس کثرت سے ظہور ہوتا ہے کہ انوارِ الٰہی قلب و دماغ پر چھا جاتے ہیں۔ ظاہر بین چونکہ صرف جسم کو دیکھتے ہیں، وہ مجاہدِ پاکباز کے حال سے واقف نہیں ہوتے۔ لیکن حقیقت شناس نگاہوں کو یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ اللہ کا مجاہد اُس کے قرب سے مشرف ہوکر قیدِ آب و گل سے آزاد ہوگیا اور اس کا وجودِ خاکی کی سائیسی سے کوئی واسطہ نہیں رہا۔ اب وہ محض مسرت اور سُرور کی روح بنادیا گیا۔ بظاہر وہ گوشت و پوست کا انسان

Marfat.com

محسوس ہوتا ہے۔ یعنی حقیقۃً وہ تعینات کی قید سے آزاد ہو چکا۔ اس کے حواس وا عضاء روشن ہو کر انوارِ حق سے بھر گئے۔ تعینِ شخصی کی حیثیت سے وہ اللہ سے جدا اور اللہ اس سے جدا نہ ہو سکتا ہے۔ یعنی حقیقۃً کثرتِ وحدت نے تفریق مٹا دی ہے۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری (خسروؒ)
میں تو ہوا تو میں ہوا میں تن ہوا تو جان ہو
اب کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ میں اور ہوں تو اور ہے۔

اس کے نفس انفسِ حق ہو گئے۔ مولانا روم فرماتے ہیں:

شد حواس و نطق بے پایانِ ما
محو نورِ دانشِ سلطانِ ما

(ہمارے حواس اور بے پایاں نطق و گویائی ہمارے دانشِ سلطان کے نور میں محو ہیں۔)

بخاری، مسلم، احمد، ترمذی وغیرہ میں حدیثِ قدسی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ خود عارفوں کی سماعت، بصارت اور ادراک بن جاتا ہے۔ وہ ارادتِ حق سے حرکت کرتے ہیں اور ان کے کل حواس ظاہری و باطنی انوارِ حق میں محو ہو جاتے ہیں۔

اے طالبِ حق! تم بھی طلبِ حق میں خود کو فنا کر دو اور اپنے اصل مقصدِ حیات کو پالو۔

چاک کن جامۂ ہستی کہ شود او پیدا
تا گریباں ندرد گل نشود بو پیدا (شیخ [illegible])

(ہستی کے جامے کو تار تار کر دے تاکہ اس کا ظہور ہو کیونکہ جب تک گریبان چاک نہیں ہوتا اس وقت تک پھول خوشبو پیدا نہیں کرتا۔)

Marfat.com

اگر تمہاری طبیعت رجوع الی الحقیقت والمبدأ ہے تو خود کو حق تصور کر کے مجاہدہ کی سیڑھی، جو تمہارے سامنے ہے، لگا کر باطنی رفعت اور بلندی پر چڑھتے ہوئے، بامِ کمال پر پہنچ جاؤ اور اسرارِ توحید کو پالو۔ اللہ تعالیٰ بکمالِ مہربانی خود فرماتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ (العنکبوت آیت ۶۹ پ ۲۱)	جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو اپنے (توحید اور عرفان کے) راستوں کی ضرور ہدایت کریں گے۔

جو طالبِ ذات، حق تعالیٰ اور اُس کے دیدار کی آرزو میں خلوص سے مجاہدہ کرتا ہے، اُسے قربِ حق اور دیدارِ الٰہی کا سرمدی سرور نصیب ہوتا ہے۔ یہی عاشقوں کی جنت ہے۔ جو بغیر مجاہدہ حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ مجاہدے کے بغیر مشاہدہ ناممکن ہے۔

اگر آپ فانی بلندی اور مراتب کو اپنا مایۂ افتخار اور باعثِ اعزاز سمجھتے ہیں، تو شوق سے اسفل السافلین میں پڑے رہیئے۔ شیطان نفس پرستوں کا اُستاد ہے۔ نفسانیت سے لبریز دل افعال شنیعہ، خواہشاتِ اسفل لہو و لعب اور حُب دُنیا میں آلودہ ہوکر طریقِ سلوک، ذوق و شوق، ریاضت و مجاہدہ سے متنفر اور محبت و عرفان الٰہی سے ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری فلاح کے لئے اولیائے عظامؒ سے وابستہ رہنے کی تاکید فرماتا ہے۔ تم حکمِ الٰہی کی دل اور جان سے اطاعت کرو۔ قولہٗ تعالیٰ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ○ (التوبۃ آیت ۱۱۹ پ ۱۱)	اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صادقین کی صحبت اختیار کرو۔

Marfat.com

اگر تم رہبرِ کامل کی جو سراپا صدق و اخلاص ہے صحبت اختیار کرو گے تو وہ تم کو انانیتِ وہمی سے رہا کر کے اپنے نورِ صدق سے تمہاری ہستی کو محوِ ذوق کر دے گا۔ ایامِ مجاہدہ میں روحانی منزلوں سے گزرنے میں دستگیری کرے گا۔ اس کا نور جب رہبر بن کر تم کو عرفان اور توحید کی راہ دکھائے گا تو تمہاری طبیعتوں سے صنمِ وجود کا شعور بالکل جاتا رہے گا اور وہمی ہستی کی تاریکی تمہاری کمزور ذہنیت سے دور ہو جائے گی۔

اس کے بعد ایسی ہستی کا ظہور ہوگا، جس کو فنا نہیں۔ صفاتِ فانیہ، صفاتِ باقیہ سے بدل جائیں گی۔ وہ آفتاب طلوع ہوگا جو کبھی غروب نہیں ہوتا ہے۔ جب تک تم ہوا و ہوس اور خطراتِ ماسوا اللہ کی طرف جن کی نسبت تمہاری ہستی وہمی سے ہے، مائل رہو گے۔ تم ہرگز روحانی ترقی نہ کرو گے اور ترقی فی الاجساد ہی میں رہو گے۔ لیکن تم اپنا وہ گراں بہا جوہرِ روحانیت جو زمانۂ ماضی میں تمہارے لئے سرمایۂ ناز رہا ہے محض جذباتِ نفسانی کی بنأ پر ریاکاریوں اور غفلت کے ہاتھوں کھو بیٹھے۔ پہلے کیا تھے اور اب کیا ہو گئے۔ جس میں تمہارے لئے حد سے زیادہ اثرات کا جوہر اور آئندہ ترقیوں کا راز پنہاں تھا اُس خوشی و مسرت کے چشمہ کو چھوڑ دیا۔ جس کا نتیجہ تمہارے سامنے ہے۔ تمہاری زندگی تاریک ہے اور تم طرح طرح کے مصائب میں گرفتار ہو۔

اسلامی تعلیمات ہر طرح کی کمزوریوں سے پاک ہیں۔ اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ترین دین اور تمام روحانی و جسمانی ارتقائی نظریات کا جامع ہے۔ سائنس داں، روشن خیال اور نئی تعلیم یافتہ ہستیوں کو چاہیئے کہ اس کا بغور اور منصفانہ مطالعہ کریں اور حقیقت کی طرف راغب ہو کر اور انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرامؒ کی قابلِ تقلید مثال کو سامنے رکھ کر مقصدِ حیات حاصل کرنے

Marfat.com

کے لئے اپنے دلوں میں شوقِ عمل پیدا کر کے اور اپنا اخلاقی فرض سمجھ کر، ہمدردی اور دلیری سے اپنی ڈوبتی ہوئی قوم کی رہنمائی کریں۔ تا کہ وہ نفسانیت کی مصیبتوں سے بچ کر اعلیٰ مقاصد کی طرف قدم بڑھا سکے۔ نام نہاد گروہِ ناصحین کی بالکل نہ سنیں۔ ان کو ان کے اعمال میں، جن کو وہ پسند کرتے ہیں، اُلجھا رہنے دیں۔

اپنے سب کام خود سنبھالیں اور ان دنیا پسند ہستیوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ ''اب'' اعمالِ باطنی کا سہرا نئی روشنی والوں کے سر بندھنا چاہیئے۔

جب غور کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ تمام مصائب و آلام کا اصلی سبب خواہشاتِ نفسانی ہیں۔ انہی کی وجہ سے انسان اپنے اصل مرجع سے دور رہتا اور سخت تکالیف میں مبتلا ہوتا ہے۔ یہ اس کو اعلیٰ منازل سے باز رکھ کر اَسفل کی طرف گراتی ہیں۔ خواہشات ہی کا بار طائرِ قدس پر اس قدر گراں ہے کہ وہ اپنے آشیانہ کی جانب پرواز نہیں کرسکتا۔ جس قدر بوجھ زیادہ ہوتا جاتا ہے، اسی قدر اس کی تکالیف میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ اسفل کی طرف گرتا چلا جاتا ہے۔ لیکن یہ جتنا کم ہوتا جائے گا، اُسی قدر لطیف ہوکر علو کی طرف اُس کی قوتِ پرواز سبک روی اختیار کرے گی۔ جب یہ مادی زنجیروں اور ماسوا اللہ کی بندشوں سے آزاد ہوجاتا ہے تو اپنے آشیانہ میں پہنچ کر اطمینان سے سُرور اور راحتِ ابدی حاصل کرتا ہے۔ ؎

جب تری یکسو توجہ کو سکوں ہوجائے گا
عقل گم ہوجائے گی دیدار ہوگا ذات کا

غور کرنے کے بعد معلوم کیا جاسکتا ہے کہ نفسانی خواہشات کا منبع اور ان کے پیدا ہونے کے اسباب کیا ہیں؟ یہ سب پیٹ بھرے کی حالتیں ہیں اور

Marfat.com

سفلی خواہشات شکم پُری کے بعد پیدا ہوتی اور اُبھرتی ہیں۔ اُن کا منبع معدہ ہے۔ جب بھوک زیادہ ہوتی ہے، تو کسی سیر و تماشہ میں لطف نہیں آتا۔ کوئی بات اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ کہیں آنے جانے کو طبیعت نہیں چاہتی۔ عمدہ سواری اور پوشاک پر جی نہیں مچلتا۔ غرضیکہ عام بے لطفی پیدا ہوکر دُنیا و مافیہا سے نفرت ہوجاتی ہے۔ جب شکم سیر ہوتا ہے تو خواہشات کے اتنے دریا اندر سے اڈُنے لگتے ہیں کہ ان کا سلسلہ ختم ہونا دشوار معلوم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ (البقرۃ آیت ۱۸۳ پ ۲)	اے مسلمانو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

بھوک اور پیاس امراضِ خواہشات کے فنا کرنے کے لئے تریاق ہے اور اس کی تصدیق ہر شخص دوچار وقت خور و نوش ترک کرنے کے بعد کرسکتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرامؒ اس سُرور سے خوب واقف ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اَجُوْعُ یَوْمًا وَّاَشْبَعُ یَوْمًا (مشکوٰۃ)	اے اللہ! مجھے ایک دن بھوکا رکھ اور ایک دن کھانا دے۔

انسان کسی اُمید یا خوف سے بُرے کام چھوڑ تو سکتا ہے، مگر دل سے خواہش نہیں جاتی۔ لیکن زیادہ بھوک میں وقت گذرنے کے بعد اس کو بُری خواہش کا خیال بھی نہیں رہتا اور رفتہ رفتہ وہ بُرے افعال اور خواہشات کا تارک ہوجاتا ہے۔ روزہ کی بھی خاص منشا، پوشیدہ دشمن یعنی نفس کو زیر کرنا، شیطان سے مقابلہ کرنا اور کُل خواہشات پر پانی پھیرنا یعنی مجاہدہ بالنفس

Marfat.com

ہے۔ حضرت عطارؒ فرماتے ہیں:۔

از ہوا بگزر خدا را بندہ شو
زندگی می بایدت در زندہ شو

(نفس کی خواہشات سے گزر جا۔ اللہ کے واسطے بندہ ہوجا۔ زندگی چاہتا ہے تو اللہ کا پرستار ہوجا۔)

لٰہذا روزہ رکھنا بہت ضروری، مسلمانوں پر فرض اور رُکنِ اسلام ہے۔ بھوک، پیاس اور خواہشاتِ جسمانی وشہواتِ نفسانی صفاتِ بہائم اور روزہ صفتِ ملکوتی ہے۔ بہائم اگر سرکشی کرتے ہیں تو ان کو بھوکا پیاسا رکھ کر تعمیلِ حکم آسانی سے کرائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ شیر جیسا جانور بھوکا پیاسا رہ کر، گائے بکری کی طرح حکم کی تعمیل کرنے لگتا ہے۔ روزہ سے انسان کے صفاتِ بہائی چھوٹ کر اس میں صفات ملکوتی پیدا ہوتے ہیں۔ حدیث:

لاَ یَدْخُلُ مَلَکُوْتُ السَّمَآءِ مَنْ مَّلاٰءَ بَطْنِہٖ (مسلم ونسائی)	جس کا کھانے سے پیٹ بھرا ہو وہ عالمِ ملکوت میں داخل نہیں ہوسکتا۔

روزہ میں یہ بھی ایک بھید ہے کہ باطنی طور پر انسان کے سر پر ایک کرۂ نار اور دوسرا کرۂ ہوا ہے۔ جو شخص کثرت سے روزہ رکھنے کا عادی ہوگا وہ صبر کے ساتھ بہ آسانی ان دونوں کرّوں سے گزر کر ایسے مقام پر پہنچ جائے گا، جہاں نہ گرمی ہے نہ سردی۔ جہاں کی ہوا معتدل اور مفرح ہے۔ اُس جگہ کے رہنے والے ہمیشہ زندہ جاوید اور مقربِ بارگاہِ الٰہی ہیں۔ پہلی امتوں میں جن لوگوں نے مدارجِ ترقی طے کرلئے ان پر بھی روزہ فرض تھا۔ اُمِم سابقہ کے لوگوں کے جسمانی قویٰ چونکہ مضبوط اور زبردست تھے، اس لئے انکے روزے بھی سخت تھے۔ وہ کئی کئی روز تک کچھ کھاتے پیتے نہ تھے اور طے کے روزے

Marfat.com

رکھتے تھے۔ اس زمانہ میں اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن نے رحم فرما کر ایک دن یعنی صبح سے شام تک روزہ مقرر فرمایا تا کہ مسلمان بآسانی تیس دن تک مسلسل ریاضت میں مشغول رہ کر، مجاہدہ کے فوائد سے آگاہ ہوجائیں۔

موسیٰ کلیمؑ اللہ نے کوہِ طور پر چالیس روز تک روزہ کی حالت میں عبادت و مناجات کی تھی اور آپؑ کو توریت عنایت ہوئی تھی۔ امام غزالیؒ نقل کرتے ہیں کہ آنجناب علیہ السلام نے چالیس روز تک کچھ نہ کھایا تھا۔ گویا یہ ایک روزہ تھا۔ جناب رسول اللہ ﷺ بھی روزہ پر روزہ رکھتے تھے، لیکن مسلمانوں کو طے کا روزہ رکھنے سے بوجہ ضعف منع فرماتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ منع فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ پر روزہ رکھنے سے۔ ایک شخص نے ممانعت کے حکم کو سُن کر کہا، یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ تو روزہ پر روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں کون مجھ جیسا ہے؟ میں رات کو گزارتا ہوں اس طرح کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

آنخضرت ﷺ کو لاثانی روحانی قوت حاصل تھی۔ روزہ میں بے شمار ظاہری اور باطنی خوبیاں ہیں۔ روزہ سے انسان اپنے معبود کی رضامندی کے لئے بھوک اور پیاس کی تکلیف کو صبر سے برداشت کر کے اور خواہشات کی مخالفت کر کے اُن کو ترک کرتا ہے، جس کے صلہ میں جنابِ باری اَجرِ بے حساب عطا فرمائے گا۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ○ (الزمر آیت ۱۰ پ ۲۳)	مستقل رہنے والوں کو بے شمار اَجر ملے گا۔

مجرّد انسان کی خواہشات کا بہترین علاج روزہ ہے اس کو چاہیئے کہ ہمیشہ روزہ

Marfat.com

رکھا کرے۔ اگر ہمیشہ کی طاقت نہیں تو ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے۔ اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو ہفتہ میں تین دن روزہ رکھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو مشک اور زعفران کی خوشبو سے بہتر ہے اور یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ روزہ دار کا خواب (نیند) بھی عبادت ہے۔ (بخاری و مسلم)

اگرچہ عبادت کے بہت سے طریقے ہیں اور سب عبادات اللہ ہی کے لئے ہیں۔ لیکن روزہ کو اس کی طرف خاص نسبت ہے اور اس عبادت کا انعام بھی مخصوص ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ (بخاری کتاب التوحید)	روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا (ہوں) دیا جاؤں گا۔

روزہ اگر باقاعدہ ارشاداتِ نبوی ﷺ کے مطابق رکھا جائے تو نفسِ امارہ پر بڑی کاری ضربیں پڑتی ہیں اور اُس پر مُردنی چھا جاتی ہے۔

نہنگ واژدہا و شیرِ نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفسِ امارہ کو گر مارا (ذوقؔ)

روزہ داروں کے واسطے دو مسرتوں کی خوش خبری ہے۔ ایک افطار کے وقت اور دوسری لِقائے رحمٰن کے وقت ہوگی۔ روزہ میں صبح سے شام تک خوردونوش کے علاوہ تمام دوسرے بُرے کاموں سے احتیاط کرنا ضروری ہے۔ بروایت حضرت انسؓ جھوٹ بولنے، غیبت کرنے، سخن چینی، جھوٹی قسم کھانے اور بہ نظرِ شہوت کسی کی طرف دیکھنے سے روزہ نہیں رہتا۔ روزہ میں زیادہ بات کرنے، لڑنے، جھگڑنے کی ممانعت ہے۔ روزہ دار کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر کوئی اس سے لڑے تو کہدے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

Marfat.com

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص جھوٹ بولنا اور بُرا کام کرنا نہ چھوڑے پس اللہ کو اس کی ضرورت نہیں کہ چھوڑ دے اپنا کھانا پینا۔ (بخاری)

زمانۂ سابق میں بحالتِ روزہ کوئی انسان کسی سے بات نہیں کرتا تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت مریمؑ کے ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا (مریم آیت ۲۶ پ ۱۶) | میں آج بھول کر بھی کسی سے کلام نہ کرونگی۔

روزہ میں ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ اور عبادتوں کی طرح اس میں ریا کا بہت کم امکان ہے۔ کیونکہ روزہ کسی کو دکھایا نہیں جاسکتا۔ یہ پوشیدہ عمل ہے۔ نماز اور زکوٰۃ وغیرہ دوسرے ظاہری اعمال کی لوگوں کو خبر ہوجاتی ہے۔ لیکن روزہ مرئی شے نہیں۔ اس کا تعلق عبد اور معبود میں راز کے بطور رہتا ہے۔ اسی لئے اس کے فضائل بہت ہیں اور اس کا انعام بھی "اَنَا اَجْزِیْ بِهٖ" یعنی میں ہی اس کا بدلہ ہوں، ہے۔ عوام کے روزہ کا طریقہ فقہ کی کتب میں مذکور ہے۔ لیکن خواص اس عبادت اور مجاہدہ سے اپنے آپ کو ملکوتیوں سے مشابہ کرکے کیا سے کیا ہونا چاہتے ہیں ـــــ؟

رسول اکرم ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم فرمائی ہے کہ انسانی خیر و خوبی اس کی اخلاقی ترقی میں ہے۔ اس میں شک نہیں یہ تعلیم جوشِ بد اخلاقی اور نفاق کی سرگرمیوں کو برباد کرتی ہے۔ انسان کو چاہئیے کہ اپنے اندر صفاتِ الٰہیہ پیدا کرے اور اپنے آپ کو ربانی رنگ سے رنگین کرلے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایمان کی سب سے بہتر بات اچھا خلق ہے اور اُن باتوں کو چھوڑ دینا جن سے تیرا رب ناخوش ہو سب سے بہتر ہجرت ہے۔ طالبِ حق کے واسطے "تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ" زیادہ ضروری

Marfat.com

ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں روزہ کو دروازہ عبادت ارشاد فرمایا گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

روزہ کیا ہے؟ اپنے معبود کی رضا جوئی اور اس کی دید کے واسطے ہاتھ پاؤں، ناک، کان اور شرم گاہ کی خواہشات غرض تمام نفسانی ہوا و ہوس کو چھوڑ دینا۔ ان سب کو قابو میں کرکے، ہر وقت زبان اور دل کو اللہ کی یاد میں مشغول کرنا۔ جو لوگ روزہ رکھتے ہیں اور اس کے شرائط کی پابندی نہیں کرتے ان کے متعلق حدیث شریف میں وارد ہے کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کا حصہ روزہ کی نعمتوں میں سے سوائے بھوک پیاس کے اور کچھ نہیں۔ ان کو اس کا ثواب نہیں ملتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ماہِ رمضان کے فرض روزوں کے بعد صومِ داوٗدی کی تعریف فرمائی ہے۔ حضرت داوٗد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

روزہ بڑی مخصوص اور پُر لطف عبادت ہے۔ خصوصاً جبکہ ماہِ رمضان میں ہو۔ جس میں تمام روز و شب قیام و قعود، رکوع و سجود اور ذکرِ الٰہی کرتے کرتے ختم ہو جائے۔ اس مہینے میں حضور ﷺ کے ''اہل بیت'' اور صحابہ کرامؓ رات دن عبادت میں مشغول رہتے تھے اور پھر بھی عبادت سے ان کو سیری نہ ہوتی تھی خصوصاً آخری دس روز میں جبکہ مسجد نبوی ﷺ میں صحابہ کرامؓ اعتکاف کرتے تھے۔

اعتکاف ماہِ رمضان کے آخری عشرہ میں ہوتا ہے۔ حضور ﷺ آخری عشرہ میں مسجد کے ایک گوشہ میں خیمہ نصب فرما کر وہیں عبادت کیا کرتے تھے۔ اسی طرح صالح مسلمان بھی مسجد کے ایک گوشہ میں پردہ ڈال کر، لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہ کر رات دن عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ بحالتِ

Marfat.com

اعتکاف بلا ضرورت بات چیت کرنا اور مسجد سے باہر آنا درست نہیں۔ البتہ رفع حاجت وغیرہ کی ضرورت سے باہر آیا جاسکتا ہے۔ لیکن بعد فراغت فوراً ہی مسجد میں واپس چلا جانا چاہئیے۔ وہیں اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا اور سونا ضروری ہے۔ گویا انسان دُنیا و مافیہا کو چھوڑ کر اللہ کی عبادت اور ریاضت میں مخلوق سے پوشیدہ ہوکر، پورا پورا اُسی کا ہوجائے۔

عوام کا روزہ بطریقِ جواز فقہ کی کتابوں میں ممنوعہ کاموں کا ترک کرنا لکھا ہے۔ یعنی روزہ کی حالت میں کھانے پینے سے باز رہنا، جماع سے اجتناب کرنا، ضروری ہے۔ لیکن نادان لوگ بحالت روزہ زبان پر فحش لفظ لاتے، بُرے کلمات استعمال کرتے، حرکات اور رمز و کنایہ سے برے برے افعال کے مرتکب ہوتے اور پاؤں سے بیجا طرف جاتے ہیں۔ یہ عوام کا روزہ برائے نام ہے۔ متوسط درجہ کے لوگوں کا روزہ اس طرح ہوتا ہے کہ وہ زبان کو غیبت و برائی سے بھی روکتے، ہاتھوں سے نیک اور اچھے کام کرتے، پاؤں سے عبادت کے لئے چلتے اور نظروں کو قابو میں رکھتے ہیں۔ خاص لوگوں کا روزہ یہ ہے کہ وہ اپنے کُل جوارح کو بُرائیوں سے روک کر دل کو فاسد خیالات اور فکرِ ماسوا اللہ سے ہٹا کر صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر میں اس کو مشغول رکھتے ہیں۔ ایسے ہی روزہ کے لئے یہ نویدِ جانفزا ہے۔ حدیث قدسی:

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ (بخاری)	روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں۔

مسلمانو! غور کرو کہ تم کدھر جارہے ہو؟ اور تمہاری غلط رہنمائی کا کون ذمہ دار ہے؟ تم کیوں راہِ راست سے علیحدہ ہوگئے اور کیوں اپنے مقصود سے کوسوں دور ہوتے جارہے ہو؟

Marfat.com

اے پاکباز ـــــ! اگر تجھ کو حق کی جستجو ہے، تو اس کی طلب میں مردوں کی طرح مجاہدہ کر۔ اُس کا ذکر پاک اس قدر کثرت سے کر کہ کسی وقت بھی تجھ پر غفلت طاری نہ ہونے پائے۔ ماسوا اللہ سے پورا پورا صاف ہوجانے کی آرزو میں قدم بڑھائے جا۔ تو حضور علیہ السلام کی اس پاک دُعا کی تعلیم کو سمجھ:

اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ (بیہقی، مشکوٰۃ)	اے اللہ بے پرواہ بنادے مجھ کو اپنے فضل سے اپنے ماسوا سے۔

اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے تم کو یہ خیال رکھنا چاہئیے کہ تم اپنے اعمال کی سواری پر کدھر جارہے ہو ـــــ؟ مکمل آزادی کی جانب یا حبس دائمی کی طرف ـــــ؟

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر صبح کو ہر شخص جاکر نفس فروخت کرتا ہے۔ پھر کوئی تو اُس کو آزاد کرتا ہے یعنی آزادی کے عوض فروخت کرتا ہے اور کوئی اُس کو ہلاک کرتا ہے۔ (الصحیح)

اے طالبِ حق! تو خود کو اس طرح اللہ کے سپرد کردے کہ تجھ میں تیرا کچھ بھی نہ رہے۔ اُس کے درِ پاک پر سر کو رکھ اور خود کو بھول جا۔ ؎

یہ آستانِ یار ہے صحنِ حرم نہیں
جب رکھ دیا ہے سر تو اُٹھانا نہ چاہئیے (اصغرؔ)

قولہٗ تعالیٰ: بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗٓ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (البقرۃ آیت ۱۱۲ پ ۱)	جس نے اپنی ذات کو اللہ کے سپرد کردیا اور وہ محسن بھی ہو تو اسکے واسطے اللہ کے پاس اجر ہے۔ ان کیلئے (دارین میں) کسی قسم کا خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت میں مجاہدہ کرنا اور ذکر وفکر سے اُسی کو طلب کرنا ہر

Marfat.com

ایک کے لئے آسان نہیں۔ جو اُس سے اُس کے دیدار پاک کی آرزو لیکر دُنیا میں آئے ہیں، وہی اس کو اور اُس کی یاد کو کُل کائنات پر ترجیح دیتے، اُس کے لئے مجاہدہ کرتے، تکلیفیں اٹھاتے اور شب و روز اسی کو یاد کرتے ہیں۔ جناب حضرت علی مرتضٰیؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمل کرو، اس لئے کہ جو شخص جس چیز کے لئے پیدا کیا گیا ہے، وہ چیز اُس کے لئے آسان کردی گئی ہے۔ (بخاری و مسلم) تُو تمام ماسوا اللہ کی زنجیروں کو توڑ ڈال۔ آشیانۂ لاہوتی کی طرف پرواز کرکے سب سے غائب ہوجا اور اپنا اُجڑا وطن آباد کر۔

بند ہا بگسل برد مردانہ باش ہم قلندر مشرب و دیوانہ باش

(اپنی تمام زنجیروں کو توڑ کر مرد بن جا۔ ظاہری عقل کھو کر مردانِ حق کا ہمنشیں بن جا۔)

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ذکرِ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ

امروز دراں کوش کہ بینا باشی حیران جمال آں دلارا باشی
شرمت بادا چو کودکان درشبِ عید تاچند بانتظارِ فردا باشی

(آج کوشش کر کہ صاحب بصیرت ہوکر اس کے حسن و جمال سے حیران ہوجا۔ بچوں کی طرح شبِ عید کو لہوولعب میں برباد کرکے کب تک عید کا انتظار کرے گا۔)

اللہ تعالیٰ کے کلام پاک اور احادیث نبوی ﷺ یعنی تعلیماتِ اسلام کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام ضوابطِ اسلامی اور عبادات کا مقصد یہ ہے کہ انسان جو اشرف المخلوقات اور ربانی صفات کا مظہر ہے تمام مادّی رشتوں، جسمانی آلائشوں اور نفسانی گندگیوں سے پاک و صاف ہوکر اس طرح تربیت پائے کہ اس کی روح تمام حقیقی کمالات اور اعلیٰ صفات سے آراستہ ہوکر اپنے مبداء کی طرف رجوع ہوجائے اور یہ خلیفۂ الٰہی اپنے اصلی مقام پر پہنچ کر، اپنا کھویا ہوا اقتدار حاصل کرکے، فرشتوں جیسی نورانی مخلوق پر اپنی برتری ثابت کرسکے۔

عارفوں کے دلوں پر ہر لمحہ حیرتوں کی بخشش کرنے والے نے انسان کی تخلیق کچھ اس طرح فرمائی ہے کہ جس چیز کی محبت اور خیال اس پر غالب آجاتا ہے وہ اسی کا رنگ اختیار کرلیتا ہے۔ اگر نفسانیت غالب ہوئی اور اسی کے اشاروں پر زندگی گذار دی تو شیطانوں کا بھی استاد ہوگیا۔ اگر سفلی

Marfat.com

خواہشات سے ہٹ کر نیکی، طہارت اور پاک دامنی کے ساتھ اعمالِ حسنہ پر کاربند رہا تو ملائکہ سے بھی آگے بڑھ گیا اور یہی انسان جب نورانیت و کثافت، نفرت و رغبت، تکلیف و راحت سے آزاد ہوجاتا ہے اور عشقِ الٰہی کی گرم اور تیز آندھیاں غیر اللہ کو جلا ڈالتی ہیں اور خطرات ماسوا اللہ اس کے دل سے مٹ جاتے ہیں تو وہ رحمتِ کاملہ میں جذب ہو کر یقیناً مشاہدۂ حق میں پہنچ جاتا ہے۔ اب جس طرف اُس کی نظر جاتی ہے حق کا جمالِ جہاں آراء عرفان کی روشنی میں استقبال کرتا نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سمیع اور بصیر، مجیب اور علیم ہے۔ وہ بت نہیں ہے۔ وہ حیّ و قیوم ہے، مردہ نہیں ہے۔ اُس کی عبادت بت پرستوں یا مخلوق پرستوں کی عبادت نہیں ہے کہ ان کو اپنے معبودوں کی طرف سے جواب نہیں ملتا۔ اس کا بندہ جب اس کو یاد کرتا ہے، وہ اس کی طرف متوجہ ہوتا اور جواب دیتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ عبادت غفلت سے نہ ہو، بلکہ حضوریٔ قلب کے ساتھ اس کو یاد کیا جائے۔

تمام عبادات سے اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک مقصود ہے۔ قرآن شریف اور احادیث سے صاف واضح ہے کہ نماز اور حج وغیرہ عبادتیں ذکر الٰہی کے لئے ہیں۔ قلب میں کسی شے کا تصور اس کا ذکر کہلاتا ہے اور کسی شے کے ذکر سے اُس کی حقیقت معلوم کرنے کی فکر پیدا ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذاکر صورت سے گذر کر حقیقت پر متوجہ ہوجاتا ہے، جو محسوسات کے علاوہ ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک حضوریٔ قلب کا باعث اور اس کی طرف لے جانے والا ہے۔

اللہ اور رسول ﷺ کا کلام بہتا دریا ہے جس سے ہر شخص اپنی تشنگیٔ ذوق کو

Marfat.com

بجھا کر، بقدر ہمت فیضیاب ہوسکتا ہے۔ معبود برحق سے بالکل غافل رہنے کے مقابلے میں تو یہ کہیں اچھا ہے کہ اس کی وحدانیت پر ایمان لاکر اس کو کسی نہ کسی طرح بزرگی وعظمت کے ساتھ یاد کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ نماز پنجگانہ کا چوبیس گھنٹوں میں ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، تاکہ وہ اس فریضہ کی مداومت سے عوام کالانعام کے زُمرہ سے باہر آجائے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اپنے صالح بندوں کو ہر جگہ، ہر حال اور ہر وقت میں اپنا ذکر پاک کرنے کا حکم دیا ہے اور احادیث میں اس افضل ترین فریضہ کی بڑی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ اللہ کے طالب کو اس کے ذکر پاک سے زیادہ کچھ بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا۔

طالب حق ذکر حق دارد مدام
ذکر غیر حق حرام آمد حرام

(حق کا طالب اللہ تعالیٰ کے ذکر پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو یاد کرنا حرام ہے حرام۔)

ابودرداءؓ راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ آگاہ نہ کروں میں تم کو تمہارے ان اعمال سے جو بہترین اعمال ہیں، تمہارے خیال میں، بہت پاکیزہ اعمال ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک میں اور بہت بلند اعمال ہیں تمہارے درجات میں اور بہترین تمہارے لئے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے اور بہترین تمہارے لیئے اس سے کہ ملو تم اپنے دشمنوں سے (یعنی ان سے جہاد کرو) اور مارو تم ان کی گردنوں کو اور ماریں وہ تمہاری گردنوں کو۔۔؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ کا ذکر ہے۔ (ترمذی، مالک، احمد)

Marfat.com

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ بندہ جو عمل کرتا ہے اس میں ذکرِ الٰہی سے بہتر اور عذاب سے نجات دینے والا کوئی عمل نہیں ہے۔ (مالک، ترمذی، ابن ماجہ)

آیت ذیل میں اللہ تعالیٰ نماز اور اپنے ذکر پاک کے متعلق بصیرت افروز ہدایت فرماتا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۗ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۗ (عنکبوت)

اِنَّ حرف تحقیق۔ صلوٰۃ اس کا اسم۔ تَنْهٰى فعل ضمیر۔ ضمیر راجع یا فاعل صَلٰوةُ. عَنْ حرف جار۔ فَحْشَآءِ مجرور (معطوف الیہ) وَاو حرفِ عطف۔ مُنْكَرِ معطوف۔ فَحْشَآءِ اپنے معطوف سے مل کر مجرور ہوا حرفِ جار کا اور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلّق ہوا فعل تَنْهٰى کا۔ فعل تَنْهٰى اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ہوئی اِنَّ کی۔ اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوا۔ واو حرف عطف۔ لَام تفصیلی۔ ذکر مضاف۔ **اللّٰہ** مضاف الیہ۔ مضاف، مضاف الیہ سے مل کر مبتدا ہوا اور اَكْبَرُ خبر مبتدا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جُملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

آیت شریف کا یہ مفہوم ہوا کہ بے شک نماز باز رکھتی ہے۔ ان کاموں سے جو عقل کے نزدیک برے اور جن کی ممانعت ازروئے شرع ہے۔ یعنی نماز گناہوں سے باز رکھنے کا ذریعہ ہے۔ البتہ ذکرحق سبحانہٗ وتعالیٰ نماز سے رفعت وشان میں برتر و اعلیٰ ہے۔

ذکرِ الٰہی وہ خاص عبادت ہے، جس کی کثرت سے ذاکر میں مذکور کا خیال پیدا ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ یہ خیال ترقی کرکے محبت میں تبدیل ہوجاتا ہے، باطنی قویٰ بیدار ہوجاتے ہیں، قلب پاک و صاف ہوکر منور ہوجاتا ہے، باطنی پوشیدہ بیماریاں نظر آنے لگتی ہیں اور اُن کے علاج میں ذکرِ پاک سے بڑی مدد ملتی ہے۔ نیکی کا شوق بڑھتا اور بُرائی یا گناہوں سے طبیعت کراہیت

Marfat.com

کرنے لگتی اور طالب کو اپنے اندر انقلابِ عظیم محسوس ہوتا ہے۔ وہ اپنی ہستی میں فکر کرتا ہے تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دو نسبتیں رکھتا ہے۔ یعنی ایک نسبت اس کو اپنی ذات سے اور دوسری نسبت اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اس کو مزید فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ماسوائے اللہ ذاتی حیثیت سے ع۔د۔م (عدم) ہے اور وہ اللہ ہی کی نسبت سے موجود ہے۔ کیونکہ جو چیز اپنی نہ ہو اور دوسرے نے عاریتاً دی ہو اس کو اپنا سمجھنا صحیح نہیں۔ یہاں سالک کو حیرت دامن گیر ہوتی ہے اور یہی حیرت ترقی پا کر اس کی ہستی کو فنا کر دیتی اور اُس کے حواس وقلب سے خودی کا حجاب دور ہوجاتا ہے، جو ذکرِ الٰہی کا مفید ترین نتیجہ ہے۔ اسی لئے رب کریم نے جو اپنی مخلوق پر بے انتہا مہربان ہے، انسان کو اپنے ذکرِ پاک کی مداومت پر آمادہ کرنے کے لئے بذریعہ ترغیب و ترہیب متوجہ فرمایا ہے اور واضح و روشن احکام صادر فرما کر، کسی حال میں بھی اپنے ذکرِ پاک کو ترک کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ○ (الزخرف آیت ۳۶ پ ۲۵)	اور جو کوئی رحمٰن کی یاد سے غفلت کرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلّط کر دیتے ہیں۔ پس وہ اس کا ہم نشین (رہتا ہے)۔
فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (البقرۃ آیت ۱۵۲ پ ۲)	پس تم ہمارا ذکر کرو ہم تم کو یاد کریں گے۔
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ (النساء آیت ۱۰۳ پ ۵)	پس کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اللہ کا ذکر کرو۔

اللہ پاک کا ذکرِ پاک اسلام کا مقدّس ترین فریضہ ہے۔ اس اہم ترین عبادت کی فضیلت آئندہ صفحات سے بھی واضح ہوگی۔ یہ ایسی اعلیٰ عبادت ہے کہ تاوقتیکہ انسان اس کو خود ظاہر کرنا نہ چاہے لوگوں پر بمشکل ظاہر ہوسکتی ہے اور

Marfat.com

اس میں چونکہ بہت کم نام و نمود اور دوسروں کی نظروں میں عزت و وقار حاصل کرنے کا امکان ہے۔ لہٰذا ریاکاروں نے مسلمانوں کے سامنے اس کی تبلیغ کو اس طرح نظر انداز کردیا کہ اب ان کو یہ عبادتِ خاص، اپنے دین کے علاوہ کوئی نئی سی بات معلوم ہوتی ہے۔ افسوس صد افسوس ؎

کہتا ہے میکدہ کا رستہ ہے راہ دوزخ
چلتا ہے چال اُلٹی ٹھوکر نہ کھائے واعظ (امیر بینائی)

پہلی منزل: اے رب کریم کے بندو! کیا تم میں کوئی سُننے والا ہے جو اُس کا ارشاد پاک سُن کر لبیک کہے؟ وہ تمہیں روحانی ترقی اور اپنا مقرب بنانے کے لئے اِس طرح حکم دیتا ہے کہ ''میرا ذکر ہر وقت ہر جگہ اور ہر حالت میں کثرت سے کیا کرو''۔ کیا اچھا ہے وہ انسان جس کا بہترین وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں صرف ہوجائے۔ ؎

پی بھی لے زاہد جوانی میں شراب
عمر بھر ترسے گا اس دن کے لئے

قولہٗ تعالیٰ: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًاۙ (الاحزاب آیت ۴۱ پ ۲۲)	اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا کرو۔

زبیر بن کعبؓ اسلمی رات کو آپ ﷺ کے آستانہ پر پہرہ دیتے تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی تسبیح وتہلیل کی آواز سنتے سنتے تھک جاتا اور مجھے نیند آجاتی تھی۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۵۹)

دوسری منزل: اے بندے! اپنے اللہ کا اس کثرت سے ذکر کر کہ ماسوا اللہ کو بھول جائے۔ دین و دُنیا میں سوائے اللہ کے تجھے کچھ نظر نہ آئے۔ حتیٰ کہ مال اور اولاد سے ذکرِ پاک کے مقابلے میں کچھ لگاؤ نہ

Marfat.com

رہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ (المنفقون آیت ۹ پ ۲۸)	اے مسلمانو! تمہیں نہ تمہارے مال اللہ کی یاد سے غافل کریں اور نہ تمہاری اولاد اللہ کی یاد (تمہارے دل سے) فراموش کرے۔

تیسری منزل: اے بندے! اپنے اللہ کا اس کثرت سے ذکر کر کہ تیرے دماغ میں کبھی اس کے ذکر کرنے کا خطرہ نہ آئے اور تیرے دل میں اس کی یاد آنے کا وہم و خیال بھی نہ گزرے۔ تو ہی تو اور اللہ ہی اللہ رہے۔

قولہٗ تعالیٰ: وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۧ (الحجر آیت ۹۹ پ ۱۴)	اپنے رب کی یہاں تک عبادت کر کہ تجھ کو یقین آجائے۔

چوتھی منزل: اے بندے! اپنے اللہ کا اس کثرت سے ذکر کر کہ اپنے آپ سے بھی قطع تعلق کر کے حجاب تعین کو درمیان سے ہٹادے۔ تیرے دماغ میں کبھی یہ وہم و خیال بھی نہ آئے اور تیرے دل میں کبھی یہ خطرہ نہ گزرے کہ میں کون ہوں اور وہ کیا ہے۔ صرف اللہ ہی اللہ رہ جائے۔

قولہٗ تعالیٰ: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ؕ (المزمل آیت ۸ پ ۲۹)	اور تم اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور (سب سے) اس کی طرف بالکل قطع تعلق کرلو۔

غرق حق خواہد کہ باشد غرق تر
ہمچو موج بحر جان زیر و زبر

(اللہ کی یاد میں اس طرح سے محو ہو کہ بالکل غرق ہوجائے جس طرح سمندر کی موجیں الٹ پلٹ کر ایک ہوجاتی ہیں۔)

Marfat.com

حدیث: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسَرَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ رَسُوْلُ اللهِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَاَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللهِ (مشکوٰۃ) ''عبداللہ بن بُسرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھ پر اسلام کے بہت سے احکام واجب ہوگئے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسی چیز (عمل یا عبادت) بتادیں کہ میں اس کو ہمیشہ کیا کروں (یعنی کوئی ایسا عمل ارشاد فرمائیں کہ باعث ثوابِ کثیر اور جامع اور آسان ہو) آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: ''تیری زبان سے ہر وقت ذکر الٰہی کے سُوتے جاری رہیں۔''

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

آخِرُ كَلَامٍ فَارَقْتُ عَلَيْهِ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللهِ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِّنْ ذِكْرِ اللهِ (مسلم، ترمذی)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے بوقت رخصت عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل اور عبادت زیادہ پسند ہے۔ آنجناب ﷺ نے فرمایا کہ مرتے وقت تک تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے شاداب ہو۔

اسلامی تعلیمات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہبِ اسلام از ابتداء تا انتہا عبادت ہی عبادت ہے اور تمام عبادتیں یا تو ذکر الٰہی کا وسیلہ ہیں یا ذکر الٰہی کی طرف مؤدّی ہیں۔ اسلام چونکہ فطری مذہب ہے۔ اس لئے وہ اپنے پیروؤں کو مختلف نوعیت کی جسمانی و روحانی ایسی جامع عبادات کا حکم دیتا ہے جو ہر وقت اور ہر جگہ بآسانی ادا کی جاسکیں۔ انسانی فطرت ہے کہ ایک ہی کام کو مسلسل کرتے کرتے طبیعت میں اکتاہٹ پیدا ہوجاتی ہے۔ چنانچہ اس

Marfat.com

اُصول کو تسلیم کرتے ہوئے موجودہ زمانے کی ظاہری تعلیم کے لئے بھی اسکولوں اور کالجوں میں ایک علم یا فن کی مسلسل تعلیم نہیں دی جاتی اور تھوڑے تھوڑے وقفہ سے مختلف مضامین کی یکے بعد دیگرے تعلیم دی جاتی ہے۔
اسلامی نظامِ عبادت کے بنانے والے نے، جو انسانی فطرت سے کلیتًا واقف ہے، اس طرح نظمِ عبادت مقرر کیا ہے کہ انسان ہر وقت اور ہر حال میں حق کی طرف رجوع ہو سکے اور ایک ہی طرح کا لگا تار عمل کرتے رہنے سے اس میں اُکتاہٹ اور وحشت پیدا نہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ چاہے ارکان و اعمال کی مقرر کردہ صورتوں میں سے بلحاظ وقت و حالت حسب اجازت صورت بدلتی رہے، لیکن مقصدِ عبادت یعنی ذکر الٰہی سے دل پر غفلت طاری نہ ہونے پائے۔

ذکرِ الٰہی کی فضیلت میں احادیث اس قدر کثرت سے اور ایسے الفاظ میں وارد ہوئی ہیں کہ اُن کے مطالعے سے ہر صالح انسان حد درجہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہاں تک کہ ذکرِ الٰہی کرنے والوں کو تمام دیگر عابدوں کے مقابلے میں افضل فرمایا گیا ہے۔ حدیث:

اَفْضَلُ الْعِبَادِ عِبَادُ اللهِ الذَّاكِرُوْنَ (بخاری، تفسیر ابن کثیر)	اللہ کے افضل بندے اُس کا ذکر کرنے والے بندے ہیں۔

ذکرِ الٰہی جس کی تہہ میں ہزاروں غیر مرئی مفید ترین اثرات پنہاں ہیں—— ہر عبادت سے بدرجہا افضل عبادت ہے۔ یوں تو ہر عبادت کے ذریعے سے انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتا ہے لیکن ہر وقت پابندیٔ ارکان اور شرائط عبادت کا پورا ادا کرنا انسان کے لئے مشکل ہے۔ مثلاً چلتے پھرتے بستروں پر کروٹ بدلتے اُٹھتے بیٹھتے یعنی ہر وقت اور ہر حالت میں نماز ادا نہیں کی

Marfat.com

جاسکتی اور عبادت میں مشغول نہ ہونے کی بناء پر اس بات کا خطرہ ہے کہ انسان یعنی اللہ کا طالب اس سے غافل نہ ہوجائے اور چونکہ نماز کا بھی مقصد اللہ تعالیٰ کی یادِ پاک ہے، لہٰذا اس نے اپنے ذکرِ پاک کا ہر حالت میں حکم فرما کر اپنی حضوری کا دروازہ اپنے طالبوں کے لئے بکمالِ مہربانی کھلا رکھا۔ وہ غلطی پر ہیں جو کہتے ہیں کہ اسلام نے سوائے نماز کے اور کسی عبادت کا درس نہیں دیا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ (النساء آیت ۱۰۳ پ۵)

پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو کھڑے، بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے اللہ کا ذکر کرتے رہو۔

اس آیت کا مفہوم واضح اور عام فہم ہے۔ قرآن کریم مسلمانوں کو ہر نماز کے بعد اس قدر کثرت سے ذکر کی مواظبت کے لئے حکم فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ اُٹھتے، بیٹھتے، چلتے پھرتے غرضکہ کسی حالت میں اُس کو ترک کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ اللہ رب العزت کو پسند نہیں کہ اُس کا طالب کسی وقت اور کسی حالت میں اُس سے غافل ہو کر نفس اور شیطان کو اپنے پاس راستہ دے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کا انکشاف آیت بالا کے مفہوم پر غور کرنے سے ہوتا ہے۔ انسان اپنے دورِ حیات میں تین حالتوں میں سے کسی ایک حالت میں ہوتا ہے۔ کھڑا، بیٹھا، یا لیٹا اور ان تینوں حالتوں میں ذکر کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ یعنی انسان کسی حالت میں بھی ذکرِ الٰہی سے غافل نہ ہو۔ ذکر کی بجا آوری کے لئے کوئی پابندی مثل دیگر عبادات کے عائد نہیں کی گئی ہے۔ ذکر کے لئے وضو وغیرہ کی بھی پابندی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ بحالت جنابت بھی اللہ تعالیٰ کے ذکرِ پاک سے زبان اور دل کو نہیں روکا جاسکتا۔ صاحب مشکوٰۃ نے اس عنوان کے تحت کہ ''کونسی باتیں ناپاک آدمی کو جائز ہیں''

Marfat.com

بحوالہ صحیح مسلم یہ حدیث تحریر کی ہے کہ ''نبی ﷺ ہر وقت ذکر الٰہی فرماتے تھے''۔ (یعنی جنابت کی حالت میں بھی)

ذکر الٰہی کی کثرت سے طالب حق میں، حق سے لگاؤ پیدا ہوتا ہے۔ وہ جس کا ذکر کرتا ہے، اس کی جستجو کا شوق اس کو اپنے اندر کروٹیں بدلتا محسوس ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ نفسانیت سے، جو اس کے مقصودِ جستجو کو چھپانے والی ہے، نفرت ہوجاتی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جو دل حُبِ دنیا اور ہوا و ہوس سے خالی نہ ہو اس میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے اللہ کا ذکر داخل نہیں ہوسکتا۔ ایک دل میں ایک ہی وقت میں دو خیال کبھی نہیں ہوسکتے۔ اسی لئے حُبِ دُنیا کو دل میں جگہ دے کر بدکاریوں میں مبتلا ہوجانے کو، جو اللہ سے غفلت کا باعث ہے اور انسان کے لئے اس کے مبدأ کی طرف ترقی کرنے میں حائل ہے، دوزخ کا دعوت نامہ کہا جائے تو بے جا نہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَ اٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ۙ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی ؕ (النزعت آیت ۳۸-۳۹ پ ۳۰)	(جس نے) بہتر سمجھا دنیا کا جینا، سو دوزخ ہے اس کا ٹھکانہ۔

طالب حق ذکرِ الٰہی کے پے بہ پے حملوں سے نفس اور شیطان کو شکست دے کر دل سے باہر نکال ڈالتا اور اخلاق ذمیمہ کو دفع کرکے اعلیٰ صفات کو اختیار کرلیتا ہے۔ اخلاق حسنہ یا دوسرے لفظوں میں آسمانی اخلاق جب طالب میں پیدا ہوتے ہیں تو اس کو قربِ حق کی بشارت ملتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے مکارم اخلاق کی بہت تعریف فرمائی اور ان کو مومن کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث کے مفہوم سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت مبارک میں آکر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ فلاں عورت کی نسبت مشہور ہے کہ وہ بہت نماز گزار ہے،

Marfat.com

بڑی روزہ دار اور خیرات کے ذریعہ اوروں کی بہت کچھ امداد کرتی اور فائدہ پہنچاتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے کہ وہ دولت والی بداخلاق ہے۔ اپنی زبان درازیوں سے ہمسایہ کو ایذا پہنچاتی ہے۔ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: ''وہ جہنمی ہے۔'' اس شخص نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! فلاں عورت کے متعلق سُننے میں آیا ہے کہ وہ بظاہر نوافل کم پڑھتی ہے، روزہ کم رکھتی ہے اور اس کی ذات سے اظہار خیرات بھی کم ہوتا ہے، لیکن اپنے ہمسایوں کو خوش رکھتی ہے۔ انہیں ایذا نہیں پہنچاتی۔ آنجناب ﷺ نے اس کے جواب میں مسرت آمیز لہجے میں فرمایا کہ: ''وہ جنتی ہے''۔ (بخاری و مسلم)

حُسنِ اخلاق فضلِ رَبیّ ہے جو کل نعائم کا سرچشمہ ہے۔ قاعدہ ہے کہ انسان جس کا ذکر اچھائی اور عظمت سے کرتا ہے اس کو محبوب رکھتا ہے۔

حدیث شریف ہے کہ:

عَلَامَةُ حُبِّ اللهِ ذِكْرُ اللهِ وَعَلَامَةُ بُغْضِ اللهِ عَدَمُ ذِكْرُهُ تَعَالىٰ (بخاری و مسلم)	اللہ کی محبت کی علامت (ہر وقت کثرت سے) ذکر الٰہی کا کرنا اور اللہ سے کینہ رکھنے کی علامت اس کا ذکر نہ کرنا ہے۔

گویا ذکر الٰہی نہ کرنا، اللہ سے دشمنی رکھنا ہے۔ ہمیں یقین کرنا چاہیئے کہ کوئی مسلمان اپنے معبود اور اس کے ذکرِ پاک سے کینہ، عداوت اور نفرت نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی سوجھ بوجھ کا انسان دانستہ ذکرِ الٰہی کو برا سمجھے اور اس شاہراہِ مستقیم سے کسی کو روکے یا کسی کو میدانِ ریاضت میں جانے کے لئے مانع ہو، تو اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ اس کا رویہ بڑی حد تک منافقانہ ہے اور اُس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے لئے تمام روحانی مسرتوں کا دروازہ بند کرلیا ہے۔ مسلمانوں کو ایسے شخص کا کہنا ماننا سخت گناہ ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَهٗ عَنۡ ذِكۡرِنَا (الکھف آیت ۲۸ پ ۱۵)	اور اس کی اطاعت مت کیجیئو جس کا قلب ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں: ؎

بس بزرگی ہاست اندر یادِ او
یاد او کن یادِ او کن یادِ او

(عظمت و بزرگی صرف اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہی پنہاں ہے۔ پس اسے یاد کر، اسے یاد کر، اسے یاد کر۔)

ذاکر بغیر ذکرِ الٰہی کے ایک لمحہ نہیں گزارتا۔ ذکر کی قدر و منزلت ذاکر ہی کے دل میں جاگزیں ہوتی ہے۔ اے طالب حق! بزرگی یادِ الٰہی میں ہے۔ تو زبانِ ظاہر اور زبانِ باطن دونوں سے سراپا اخلاص ہو کر، ہر حال اور ہر وقت میں یادِ الٰہی کیے جا۔

اے عزیز! جو حواسِ ظاہری میں اسیر ہیں اور جو اُن کی رہبری سے ہر چیز کو سمجھنا اور حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ عملی تصوّف اور اُس کے حال سے واقف نہیں ہوسکتے۔ وہ شریعت اسلامی کی روح کو نہیں پاسکتے۔ تو اُن کی حالت اور مشغولیتِ ظاہر پر رنج نہ کر۔ کوئی شخص اپنی سرشت سے ہٹ کر بھلائی حاصل نہیں کرسکتا۔ بارگاہ قدوس میں مادی عقل و حواس کا گذر نہیں۔ وہاں پہنچنے کے لئے ہوائی جہاز کارآمد نہیں۔ اُس عالم کا حال خردبین سے نہیں دیکھا جاسکتا۔ وہاں کی خبریں لاسلکی سے موصول نہیں ہوسکتیں۔

اے عزیز ـــــ! یاد رکھ کہ جو اقوال، افعال، اعمال اور اذکار حواس ظاہری سے تعلق رکھتے ہیں وہ عالم جسمانیت یعنی دُنیا سے آگے نہیں جاسکتے۔ جسمانی آنکھ سے کیفیاتِ قلب نہیں دیکھی جاسکتیں۔ البتہ حواسِ باطنی سے جو اعمال

Marfat.com

کئے جائیں۔ اُن کے بارگاہِ قُدس میں پہنچنے اور مقبول ہونے کی اُمید بے جا نہیں۔ اس لئے کہا گیا ہے کہ اللہ کے یہاں قلب کا اعتبار ہے، جسم کا نہیں ؎

جُز نیاز و بندگی و اضطرار

اندریں حضرت ندارد اعتبار

(عاجزی، بندگی و اضطرار وہ خصائص ہیں جس میں حضرت انسان کا اعتبار نہیں ہے۔)

تُو کثرتِ ذکرِ الٰہی سے باطنی حواس کو بیدار کرکے، اُن کی سواری پر حق تعالیٰ کی طرف بڑھا چل، ظاہری حواس کی زنجیروں کو دُنیا و مافیہا کی محبت سے مضبوط نہ کر۔ دُنیا کی محبت، صدمات، اُمید و یاس، نفع و نقصان اور عروج و زوال کے خیالات روح کے لئے مستقل پردہ بن کر، عالم ملکوت سے اس کا تعلق منقطع کردیتے ہیں اور وہ غیر صالح خواہشات اور نفسانی لذّات کی خوگر ہوکر مدارج عالیہ پر ترقی پاکر فائز ہونے سے محروم ہوجاتی ہے۔

اے طالب حق! اس مقدس راہ کو طے کرنے کے لئے، کسی سوختۂ عشق واقفِ راہ کے سایہ میں آجا تاکہ غول بیابانی تجھ کو گمراہ اور تباہ نہ کرسکے۔

روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دُنیا میں کسی ایسے بندے کو دیکھو جو گفتگو کم کرتا ہو اور اس نے زہد اختیار کیا ہو تو اس کی صحبت میں رہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو حکمت اور دانائی تعلیم کرتا ہے۔ اور قولہٗ تعالیٰ: وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ ○ (التوبہ ۱۱۹) ''اور ہوجاؤ سچوں کے ساتھ''۔ سے بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ اللہ کا بندہ حکمتِ حقائق کی وجہ سے درگاہِ الٰہی کا مقرب ہوجاتا ہے۔ پھر اس مقربِ حق کے توسط سے لاکھوں بندگانِ الٰہی قُربِ الٰہی حاصل کرلیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شبلیؒ نے ایک زاہدِ خشک کو آنِ واحد میں عاشق باللہ بنادیا تھا اور حضرت سیدنا اللہ نورخان صاحب اویسی

Marfat.com

قدّس سرّہٗ نے سیدنا و مولانا حضرت سبحان شاہ صاحب اویسی قدّس سرّہٗ کو آناً فاناً واصل بحق کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے عُشاق کے دلوں میں بے شمار لاہوتی اسرار اور حکمت و عرفان کی باتیں القا فرمایا کرتا ہے جو بے انتہاء موثر ہوتی ہیں۔ ؎

نے تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے (اقبالؔ)

اے عزیز! خبردار کسی زاہدِ خشک کے بہکانے سے بزرگانِ دین کی کفش برداری و آستان بوسی ترک نہ کرنا۔ بے ادبی مردودی کا پھل دیتی ہے۔

حضرت بوعلی دقاقؒ فرماتے ہیں کہ جو مرشدِ کامل کی مخالفت کرتا ہے وہ طریقت سے خارج ہوجاتا ہے اگرچہ ایک ہی جگہ پیر کے ساتھ رہتا ہو۔ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں۔ ؎

حافظؔ جناب پیر مغان مامنِ وفا ست
منِ ترک خاک بوسی ایں در نمی کنم

یعنی اے حافظؔ درِ پیر مغاں ہی حصولِ دولت کی جگہ ہے میں اس دروازہ کی خاک چومنے سے ہرگز باز نہ آؤں گا۔

اے مسلمانو! اپنی زندگی کے لئے اپنی روحانی ترقی کے لئے ذکر اَلْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ کی فرضیت کی اہمیت کو سمجھو اور اس اہم فرض کی بجا آوری کے لئے صدق اور اخلاص سے ہمت کرو۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی سا بھی ایک اسم اس ذاتِ مقدس کا ہر وقت ہر جگہ اور ہر حال میں کثرت سے اپنے وردِ زبان رکھو۔ اس راز سے بہت کم انسان واقف ہیں کہ ہر اسمِ الٰہی ''اسمِ اعظم'' ہے۔ اگر تم کو کسی وقت دن یا رات میں فرصت

Marfat.com

اور موقع مل جایا کرے تو اول و آخر سو سو مرتبہ درود شریف کو پڑھو اس کے بعد اسی اسم اعظم کو کم از کم ساڑھے بارہ ہزار مرتبہ روزانہ پڑھ لیا کرو۔ اگر اتفاق سے وقت قضا ہوجائے تو نماز قضا کی طرح اسے پڑھ لیا کرو۔ حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات کو اپنا وِرد پڑھے بغیر سو گیا یا کچھ وِرد پڑھنے سے رہ گیا اور پھر نماز فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لیا تو اُس کے لئے وہی ثواب لکھا جاتا ہے جیسا کہ اُس نے رات کو پڑھا۔ (مسلم شریف) اگر تم نے تھوڑی سی توجہ کر کے میری گذارش پر عمل کیا تو دوسرے فرائضِ دینی کے ادا کرتے وقت جو تمہارے دل و دماغ میں پریشان خیالات اور تفکّراتِ ذہنی کا ہجوم رہتا ہے وہ رفتہ رفتہ کچھ عرصے میں کثرتِ ذکر الٰہی کی برکت سے اس طرح دور ہوجائے گا جس طرح موسمِ بہار کے سورج کی کرنوں سے پہاڑ کی برف پگھلنی شروع ہوجاتی ہے۔ آخر اللہ پاک کے ذکرِ مبارک میں کیا برائی ہے، اس سے کیوں بھاگتے ہو۔ تجربہ کر کے دیکھو تو۔

وقت ہے کہ علمائے صالح اور مشائخ باذوق میدانِ عمل میں نکلیں اور اپنے آپ کو خالص اعمال کا بہترین نمونہ بنائیں۔ کتاب اللہ اور نبی ﷺ کی تعلیم پاک صرف ظاہر اور سیاسیات تک ہی محدود نہیں ہے، بلکہ اس تعلیم پاک کا خاص اور اعلیٰ ترین مقصد صالح انسان کا اسفل سے اعلیٰ کی طرف روحانی ارتقا ہے ــــ وہ ظاہر و باطن دونوں کی جامع ہے۔ مسلمانوں کا سب سے ضروری

Marfat.com

فرض یہ ہے کہ اپنے مذہب کی خاص تعلیم کو ذہن نشین کریں اور اپنی حیات میں جلد از جلد اس پر عمل کریں۔ عملی زندگی اختیار کر کے مسلمان بنیں۔ فطرت کا اصول ہے کہ ایک ہستی دوسری ہستی کی ترقی بالعمل کو بند نہیں کرسکتی۔ کوئی پُرجوش اور عالی ہمت ہستی ترقی عمل و عبادت میں کسی کے روکے رُک نہیں سکتی۔ اگر کسی نے تجربہ نہ کیا ہے تو یہ مجرّب نسخہ ضرور آزما کر دیکھیں، جو ہستی قوتِ عمل اور جوش حق رکھتی ہے وہ اپنا راستہ آپ کوشش سے نکالتی اور بڑھتی چلی جاتی ہے۔ جو انسان جوشِ حق اور بلند ہمتی سے عمل و عبادت میں آگے بڑھ کر کامیاب ہوتا ہے، وہ ایک عمدہ نظیر قائم کرتا ہے۔ اس کی اعلیٰ ہمتی سے دوسرے دلوں میں بھی جوش اور ولولہ پیدا ہوتا ہے۔

مسلمانو! اگر کسی عبادت کو احکام اللہ و رسول ﷺ اور نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہونے کی بناء پر مذہبی فرض کہا جاسکتا ہے، تو صفحات گذشتہ کے مطالعے سے تم پر واضح ہوگیا ہوگا کہ کلام الٰہی اور احادیث نبوی ﷺ میں کس قدر واضح صراحت سے، ہر حالت اور ہر وقت میں، بکثرت ذکر الٰہی کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ دیکھو آیت ذیل میں اللہ جل شانہٗ تم کو کس قدر شفقت اور رحمت سے تمہاری بہتری کے لئے اپنے ذکرِ پاک کی ہدایت فرماتا ہے۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (البقرۃ آیت ۱۵۲ پ ۲)	پس تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا۔

یعنی تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی وہ پاکیزہ تعلیم و ہدایت ہے جس کی شرافت اور بزرگی کا کسی کو انکار نہیں کرنا چاہئیے، بلکہ اس کا صمیمِ قلب سے شکر گذار ہونا لازمی ہے۔ ایسی نعمتِ عظمیٰ اور ہدایتِ روحانی سابق اُمم میں سے کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی۔ اس کی کچھ اہمیت اور قدر تو اللہ کے وہی دیوانے جانتے ہیں، جن کی باطنی آنکھیں اُس کی بخششوں سے

Marfat.com

حیراں اور دیدۂ انجم کی طرح ہر وقت کھلی رہتی ہیں، جن کے کانوں میں اُس کی شیریں آواز، مدہوش کُن مسرت کی ہزاروں برقی لہریں دوڑا دیتی ہے، جن کے دلوں کی سب سے بڑی اور پیاری آرزو خود وہی ہے، جس نے فرمایا ہے۔

وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ؏ (البقرۃ ۱۵۲ پ۲) | اور تم میرا شکر کرو اور انکار مت کرو۔

اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ نے شکر کرنے کا حکم فرمایا ہے، تو ہم کو اس کی اس جگمگاتی ہوئی نورانی ہدایت کا جو راہِ حق میں طالبِ حق کے لئے روشن ترین مشعلِ نور ہے، انتہائی اخلاص سے شکر کرنا چاہیئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا کہ الٰہی میں کس طرح تیری نعمتوں کا شکر کروں، کیونکہ شکر کرنا بھی تیری نعمت ہے۔

کس قدر قابلِ افسوس ہے اُن کی حالت جو رات دن قرآن و احادیث اور دوسری مذہبی کتابوں کا سرسری مطالعہ کرتے ہیں اور ذکرِ الٰہی جیسے مقدّس فرض کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ نہ خود عمل کرتے ہیں نہ دوسروں کو اس کی اہمیت سے آگاہ کرتے ہیں، جس کا نتیجہ مسلمانوں کی ظاہری اور باطنی بربادی کی صورت میں سب کے سامنے ہے۔

زمانہ کی روِش سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک مسلمان عملی پلیٹ فارم پر بہ تعداد کثیر نہ آئیں گے اور اللہ کے ذکرِ پاک کو اخلاص سے اختیار نہ کریں گے، اس وقت تک ذلیل و خوار رہیں گے اور دوسروں کی ٹھوکریں کھایا کریں گے۔ احکام مذکورہ پہاڑ کے مانند اٹل ہیں۔ اس سے ٹکرانا گویا اپنا سر پھوڑنا ہے اور حضور خواجۂ دو جہاں ﷺ کے ارشادات مثل نقش بَرسنگ ہیں، جو کسی کے مِٹائے مِٹ نہیں سکتے۔ اور نہ چھپائے چھپ سکتے ہیں۔ فرمانِ باری کبھی

Marfat.com

غلط نہیں ہوسکتا۔ اس نے فرمایا ہے کہ:

وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝ (الجن آیت ۱۷ پ ۲۹)

اور جو کوئی اپنے پروردگار کی یاد سے اعراض کرتا ہے اللہ اُس کو ایک سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

اے اللہ کے در سے دور پڑی قوم! آج تو کس قعرِ مذلت میں پڑی ہوئی ہے؟ تجھے دیکھ کر شرم آتی ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ کی یادگار ہے۔ تیرے دروازہ پر بڑے بڑے شہنشاہ حق شناسی (معرفتِ الٰہی) کی بھیک مانگنے آیا کرتے تھے اور تو ان کو کچھ نہ کچھ دیا کرتی تھی۔ عالی دماغ مفکر تجھ سے روحانیت کا درس لیا کرتے تھے۔ تیری نگاہوں سے دلوں میں ایمان پیدا ہوتا تھا اور تیرے ارادوں سے کفر و الحاد کی دیواریں منہدم ہوتی تھیں۔ آج تو کسمپرسی کی حالت میں پرورش پارہی ہے۔ کل تو غیروں کی دست گیری کیا کرتی تھی، آج تو خود دست نگر ہے۔ کل تک زمانہ تیرا منہ تکتا تھا، آج تو زمانے کا مُنہ تکتی ہے۔ کل تیرے بازو غیروں کی مشکلیں حل کرتے تھے، آج تو پنجۂ اغیار میں خود گرفتار ہے۔ تو ایک مردۂ بیجان ہے۔ تیرے نام نہاد رہبر تیرا کفن بھی کھسوٹنا چاہتے ہیں۔ ؎

دینے والے تھے ہم ہی پہلے خدا کی راہ میں
کچھ خدا کی راہ مل جائے تو اب کھاتے ہیں ہم

اے قوم! اس وقت دُنیا کی کل اقوام کے ذمہ دار افراد راہِ راست کے جویاں، صراط مستقیم کے متلاشی اور طلبِ حق کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ مگر ایک تو ہے کہ بدعتی، وہابی، مقلِد اور غیر مقلِد کے باہمی مباحثوں میں برباد ہورہی ہے۔ تو نے نفسانیت کے مخمصوں میں پھنس کر خود کو خراب کردیا اور

Marfat.com

کرتی ہے۔ اگر تو دنیا میں زندہ رہنا اور آخرت کی سرخروئی چاہتی ہے تو اپنے نفس مزکی رہنمائی اور ارشادی تعلیمات پر آجا۔

اے عاشق! تمہارے لئے ہمت سے بچنا چاہئے اور واقعی تعمیر کرنا چاہئے تو جیسے ہدایت ہو چکی، اسے خواب غفلت سے جگا اور نصیحت پر عمل کر دنیا کی سب قومیں تم سے آگے نکل چکی ہیں قدرت تمہارے مقابلے میں ... ہو چکی ہے۔ ہمت ہارنے تمہارے شامل ... میں آگے ... کوشش میں ہیں۔

اے عاشق! تم خدا سے ہدایت کی درخواست کرو گے تو تمہارے سب کام سنور جائیں گے۔ مومنو! ... اگر تم معرفت الٰہی اور عرفان حق سے کچھ چاہو۔ اگر مجھے یقین نہیں کہ تم ... معاملات اور معاشرتی ... سے بچھڑ جاؤ، ... تمہارے نفسانی خواہشات میں کسی طرح بھٹکتے ہوئے ہو۔

یاد رکھو کہ تمہارے جسمانی اور روحانی مصائب کا ازالہ کرنے والا سوائے خدا کے کوئی نہیں۔ تم اگر دنیاوی اور باطنی کامیابیاں حاصل کرنا چاہتے ہو تو صرف اسی کے فضل و کرم سے۔ اس کے علاوہ کوئی نہیں جو تمہاری حاجتوں کو پورا کر سکے۔ تمہارا فرض ہے کہ اسی کے در رحمت کی طرف حاجتوں اور مشکلات سے رجوع ہو۔ اس کے ذکر پاک کو ہر وقت اپنے اوپر لازم کرو اور کوشش کرو کہ کسی وقت بھی اس سے غافل نہ ہو اور ہمیں آداب و اخلاص ... اس سے ایک تو صاحب ہے جو ... کمزوری طبیعت اور نفسانی جذبات کے سبب اپنی عبادت کے صلے میں بارگاہ صمدی سے فانی چیزوں کے لئے دعا کرتا ہے ... مندی نہیں۔ عبادت کے صلے میں کچھ

Marfat.com

ملنے یا نہ ملنے اور کامیابی یا ناکامیابی کے خیال سے اپنے اخلاص و یکسوئی کو خراب نہ کرو۔

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

تو بندگی چو گدایاں بشرطِ مزد مکُن

کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

عبادت سائلوں کی طرح مزدوری کی شرط پر مت کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے غلاموں کی سرپرستی کا طریقہ خود بخوبی جانتا ہے۔

اے عزیز! اپنی روح کو نقوش ماسوا اللہ سے پاک کر۔ ہمت بلند کر کے محبت کی روشنی میں راہ حق دیکھ۔ خوشی سے چل، ذات کی طلب میں اپنی ہستی کھودے۔ یہی زندگی کی شاندار فتح ہے۔ تیرے لئے تسکینِ خواہشات فرض نہیں۔ کیا ضرورت ہے کہ تو اضطراب اور بے چینیوں میں رہے جسمانیت کی محبت ایک خلش اور نفسانیت ایک مہلک مرض ہے۔ اس کا علاج کر۔ جو میں کہوں وہ کر۔ تیری روح کی مسرت اور تیرے قلب کا حقیقی سکون اللہ تعالیٰ کا ذکرِ پاک ہے۔ اس کو کثرت سے کیے جا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے ذکرِ پاک کے لاثانی فائدوں سے مطلع فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ (الرعد آیت ۲۸ پ ۱۳)	جو ایمان لائے اور انکے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان پاتے ہیں، آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی دلوں کو اطمینان بخشنے والا ہے۔

قارئین کرام کو یہ بات ہرگز نہ بھولنا چاہیئے کہ ذکرِ الٰہی وہ نعمت ہے جو دُنیا بھر کے مصائب سے انسان کی گلوخلاصی کرا سکتی ہے۔ یہ وہ بخششِ الٰہی

Marfat.com

ہے جس کے حصول سے انسان کے دین و دنیا دونوں سنور جاتے ہیں۔ یہ وہ عطیۂ کبریائی ہے جس سے انسان کے قلب کو دنیا ہی میں آسمانی سرور اور بہشتی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اس کی روح مست و بیخود ہوجاتی ہے اور وہ جیتے جی نجاتِ ابدی تک پہنچ جاتا ہے۔

اے قوم! میں آرزومند ہوں کہ تجھے بلند دیکھوں۔ تجھے ارتقاء کے اُس نقطۂ عروج پر دیکھوں جہاں ہر شخص کی تمنائیں مشکل سے پہنچ سکتی ہیں۔ اگر تم نے کثرت سے ذکرِ اللہ عزّ وجل کی مشق شروع کردی تو تمہاری کُل ذاتی آرزوئیں برآئیں گی اور کُل مشکلات کا خاتمہ ہوجائے گا۔ سب بگڑے معاملات درست ہوجائیں گے۔ دیکھو اب بھی وقت ہے۔ اللہ کا دامن پاک مضبوطی سے پکڑلو اور اس کے ذکرِ پاک سے کسی وقت بھی غافل مت ہو۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا ایک خطرناک مرض میں مبتلا ہونے کا واقعہ مشہور ہے۔ ایسی خطرناک حالت میں حضرتؑ کا اللہ تبارک و تعالیٰ کو یاد کرنا ہی کام آیا۔ اور حضرت یونس علیہ السلام جبکہ فضائے ظلمات ماہی کی پریشانیوں میں گھر گئے اور جب بے چینی زیادہ بڑھی تو آنجنابؑ پر ایسی حالت طاری ہوگئی کہ نہایت پُرجوش عالم میں پروردگار عالم کو اس طرح پُکارنے لگے۔

قولہٗ تعالیٰ: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ (الانبیاء آیت ۸۷ پ۱۷)	تیرے سوائے کوئی معبود نہیں ہے تو پاک ہے میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ ایسے مشکل وقت محض سرچشمۂ حیات ربِ رحیم ہی حضرتؑ کے کام آیا۔ یہ بتانا ضروری ہے کہ اس نے آنجنابؑ کو ظلمات ماہی کے انتہائی رنج سے نجات دی۔ تم کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ صرف عظیم الشان رسولوں اور انبیاء علیہم السلام جیسی مبارک ہستیوں کے ساتھ ہی رعایتیں نہیں

Marfat.com

ہوئیں۔ بلکہ تم نے بارہا دیکھا ہوگا کہ پرستارانِ حق کو ظاہری و باطنی رنج وغم سے نجات اور امداد اکثر حسب الطلب پہنچتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (الانبیاء آیت ۸۸ پ ۱۷)	ہم نے (یونسؑ) کی دُعا قبول کی اور اس کو غم و الم سے نجات دی اور اسی طرح مومنوں کو نجات دیتے ہیں۔

یہاں یہ ذکر کردینا بھی ضروری ہے کہ جناب باری نے مچھلی کو حکم دیا اور اس نے دریا کے کنارے آپؑ کو اُگل دیا اور انہیں رنج و الم سے نجات دی۔ یعنی آنجنابؑ کو نفع بخش کامیابی ہوئی۔ اسی طرح تمام ترقی یافتہ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ نجات عطا فرماتا ہے۔ لیکن اس کی یہ رحمت خصوصیت کے ساتھ اُن عقلمندوں کے لئے ہے جو اپنی زندگی کے لمحے اس کی یاد میں گزارتے ہیں اور اگر اُن سے بمقتضائے طبیعت کوئی گناہ سرزد ہوجاتا ہے، تو اللہ کی طرف رجوع ہوکر اس کا ذکرِ پاک کرنے لگتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ (آلِ عمران آیت ۱۳۵ پ ۴)	اور وہ لوگ جب کبھی کوئی فحش کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کا ذکر کرنے لگتے ہیں۔

قرآن مجید فرقان حمید میں ایسے سچے اور عبرت آموز قصصِ انبیاء علیہم السلام موجود ہیں کہ جو شخص ان کو پڑھ کر عمل کرے وہ ضرور کامیابی اور فلاح دارین حاصل کرے گا۔ یاد رکھو کہ کثرت ذکرِ باری اور مجاہدہ ہی کے ذریعے سے مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ بغیر مشقت آج تک کسی کو اعلیٰ درجہ نہیں ملا۔ تم کو چاہئیے کہ اعلیٰ مقامات کا شوق پیدا کرو اور ان کے حصول کے لئے جدوجہد میں ہمت سے مشغول ہوجاؤ۔ حدیث:

Marfat.com

اِيَّاکَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ (ترمذی، مسلم)	اپنے آپکو آرام طلبی سے دور رکھ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بندے آرام طلب نہیں ہوتے۔

کلام مجید میں سالکانِ راہِ طریقت کے لئے جابجا ذکرِ الٰہی کی تاکید آئی ہے۔

قولہٗ تعالیٰ:

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ (الحاقۃ آیت ۵۲ پ ۲۹)	پس اپنے بزرگ رب کے نام کے ساتھ اُس کی پاکی بیان کر۔

اپنی کامرانی کے لئے رب العالمین کے ذکر سے تیرا کوئی لمحہ کوئی ثانیہ خالی نہ گزرے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اَلْجِدُّ يُدْنِیْ كُلَّ اَمْرٍ شَاسِعٍ
وَالْجِدُّ يَفْتَحُ كُلَّ بَابٍ مُّغْلَقٍ

یعنی کوشش قریب کردیتی ہے ہر بعید امر کو اور کوشش کھول دیتی ہے ہر بند دروازہ کو۔

طالب حق کو چاہئیے کہ اپنے خیالات کو دُنیا کی طرف سے روکے اور افزونیٔ مال و عزّ وجاہِ دنیاوی کے لئے کبھی دُعا نہ مانگے۔ خوانِ یغما کو لُوٹے۔ اللہ سے اللہ کو طلب کرے۔ کیونکہ اس کی درگاہِ عالی میں نفسانیت کی تحریک پر ناچیز اور فانی اشیاء کی درخواست کرنا، اپنے آپ کو حقیر بنانا، اپنی قدر ومنزلت کھونا اور ایک زبردست تاثیر دُعا کو خراب اور خستہ کرنا ہے۔ مرد بن کر اللہ کے لئے اپنی خواہشات کی قربانی کرو۔ اگر دُعا مانگو تو اپنی نشاطِ روحانی، عروجِ باطنی اور قربِ الٰہی کے لئے جو ابدی سُرور و انبساط کا باعث ہے۔ اکثر دُعائیں جو قبول نہیں ہوتیں اس کی وجہ یہ ہے کہ تم میں فکر و احساسِ جسمانیت کی ایک شر انگیز طاقت موجزن ہے، جس سے تمہاری قوتِ خیال ہزار ہا طرف منتشر ہو کر دل کمزور ہوگیا ہے۔ خالق اور مخلوق کے درمیان اُلفت کا

Marfat.com

ایک پوشیدہ رشتہ ہے، جس سے فانی اور ابدی کے درمیان تعلق استوار ہوتا ہے۔ محبت کے اس تعلق کو مضبوط کر کے خودی کے اندھیرے غار سے نکل کر فقر و فنا کے میدان میں آؤ۔ پھر قاضی الحاجات کی جناب میں دعا با اثر ہوگی اور تم دیکھو گے کہ:

''اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید''

(قبولیت خود بارگاہِ حق سے اس کے استقبال کے لئے آتی ہے۔)

یہی وجہ ہے کہ عوام جن اغراض کے لئے درگاہِ مجیب الدّعوات میں دست بدُعا ہوتے ہیں عارف ان نتائج کو تصوّرِ حکمیہ سے پیدا کرسکتا ہے۔ غلبۂ حقّانیت اور خودی سے فانی ہونے کی وجہ سے اس کے خیال میں بے انتہا اثر ہوتا ہے اور اس کا تصور کبھی غلط نہیں ہوتا۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

آں خیالاتے کے دامِ اولیا ست
عکسِ مہرویانِ بُستانِ خدا ست

(جو خیالات اولیاء اللہ پیش کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے باغ کا عکس ہے۔)

اہل ظاہر کو اس قوت کا علم نہیں۔ عام لوگ اس کو اہل اللہ کی دعا سمجھتے ہیں۔ عارف کا خیال کبھی خلافِ آئینِ الٰہی نہیں ہوتا۔ آئینِ قدرت کا وجود محض کرم کا مظہر ہے اور کرم سراسر عدل کے ساتھ ہے۔ جس وقت عادلِ مطلق کی منشاء سے سرشارِ محبت یعنی عارف کا تصور کسی امر کی نسبت ہوتا ہے وہ بمنزلۂ حکمِ الٰہی ہے اور وہ یقیناً ہوکر رہتا ہے۔ مگر یہ تصور عارف کا اختیاری نہیں۔

Marfat.com

دل کششے نمی کند ہیچ گہے بسوئے او
تا کششے نمی زسد سوئے دلم ز سوئے او (مغربیؒ)

(دل اسکی طرف اس وقت تک نہیں کھنچ سکتا جب تک وہ میرے دل کو اپنی طرف نہ کھینچے۔)

تم نے اپنی نادانی سے عطیات الٰہی کی قدر نہیں کی۔ آئینِ قدرت کا لحاظ نہ رکھا۔ اس کی حدود کو توڑ کر باہر نکل گئے۔ جس کو تم خوب جانتے ہو۔ تم دنیوی زندگی میں اپنی من مانی کرنے لگے۔ اس لئے تم اپنے ارادوں اور مقاصد میں ناکامیاب رہتے ہو۔ بغور دیکھو، تم آپ اپنی رکاوٹ ہو، ورنہ کوئی تمہارا نہ مخالف ہے اور نہ حارِج۔ سب تمہارے نازیبا افعال کا ثمرہ ہے۔ تمہارا اپنے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے آزاد رہنا تمہاری مصیبت کا باعث ہے اور اسی وجہ سے تم صدہا تکالیف کے ہدف بنے ہوئے ہو۔ ربِ کریم فرماتا ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (الشوریٰ آیت ۳۰ پ ۲۵)	جو مصیبت تم پر آتی ہے، وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی ہے۔

سالک کے واسطے ضروری بلکہ اشد ضروری ہے کہ وہ مذہبی قانون کا پابند ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر چلے۔ اگر اس کے خلاف کرے گا تو وہ ضرور خسارہ میں رہے گا اور معرفتِ الٰہی نصیب نہ ہوگی۔ جس نے آدابِ مذہب کو چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اختیار نہ کیا وہ کبھی اور ہرگز مراتبِ عالیہ پر فائز نہ ہوگا۔

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید (سعدیؒ)

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلافِ طریقہ جو بھی چلے گا وہ ہرگز منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔)

میری نصیحت کو فراموش نہ کرو اور فساق و فجار کے مقابلے میں سچے ناصح کو

Marfat.com

نہ بھولو۔

من آنچہ شرطِ بلاغ است باتو میگویم
اے آنکہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

(نصیحت کا جو حق تھا وہ میں نے تم تک پہنچادیا۔ شاید میری نصیحت تمہیں کڑوی لگے!)

جہلا، فسّاق اور فجّار کو دوست رکھتے اور مخلص ناصح کو بُرا تصور کرتے ہیں۔ حیف صد حیف اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے بتائے ہوئے افضل الاعمال جن میں دارین کے بے شمار فوائد ہیں، ان پر عمل نہ کرنا اور بوجہ تساہل نعمتِ غیر مترقبہ اور عطیۂ کبریٰ کو ہاتھ سے کھودینا کیسی جہالت ہے ــــ؟

فضیلتِ لا اُحیٰ یعنی تعلیم اسلامی کا جو بذریعہ وحی اور نبوت ہے نہ خود اقرار کرنا اور نہ عوام کے روبرو بیان کرنا گویا کلام اللہ اور احادیث نبوی ﷺ سے بد اعتقاد اور منکر ہونا ہے۔ تم خود ہی اپنے دل میں انصاف کرکے راہِ راست کی طرف لوٹ آؤ اور اللہ کے ذکرِ پاک سے فلاح دارین حاصل کرو۔

اے مسلمانو! نبی اکرم ﷺ کی تعلیم خاص یعنی ذکرِ الٰہی کی اہمیت اور فرضیت کو تمام سلفِ صالحین نے تسلیم کیا ہے۔

ذِكْرُ اللهِ تَعَالٰى فَرْضٌ دَائِمٌ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ غَيْرَ مُؤَقَّتٍ كَالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ (تفسیر ابن کثیرؒ)	اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر مسلمان پر ہر حال میں فرض ہے جیسے کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج (فرض ہے)۔

لیکن نام نہاد شیوخ اور قوم کے امام اس تعلیم پاک پر عمل نہیں کرتے۔

واقف ہیں زاہدانِ ریائی سے خوب ہم
کلمہ بتوں کا پڑھتے ہیں قرآں بغل میں ہے (امیر مینائی)

اگر ذکرِ خالق اکبر کی اہمیت اور رفعت پر کوئی ذی فہم، غائر نظر ڈالے تو

Marfat.com

یقیناً وہ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ ذکرِ الٰہی عبادتوں کی روح ہونے کی وجہ سے سب پر فضیلت رکھتا ہے۔ قرآن اپنی گرجدار آواز سے روحانی زندگی کے لئے ہر انسان کو رجوع ہونے کی تاکید کرتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ (الزمر آیت۲۲ پ۲۳)	خرابی ہے ان کے لئے جن کے دل ذکر اللہ (نہ کرنے) سے سخت ہیں۔
فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ (البقرۃ آیت۷۴ پ۱)	وہ (دل) پتھر کے مانند ہیں، یا اس سے بھی زیادہ سخت۔

یہ منافق اور کافروں کے دل ہیں۔ لہٰذا طالب کو چاہئیے کہ ہر وقت کثرت سے ذکرِ الٰہی کرتا رہے، تاکہ قساوتِ قلبی و سیاہ دلی زائل ہوجائے۔ کہاں ہیں جویائے بادۂ عرفان اور طالبانِ صہبائے وحدت، جو خمخانۂ پیرِ مغاں میں سر کے بل اپنی ہستی سے بے خود ہوکر آئیں اور جامہائے شرابِ ناب ذوق و شوقِ پیہم سے نوش جان فرما کر سیراب ہوجائیں۔ تاکہ دل میں کسی شے کی خواہش باقی نہ رہے۔

درمیکدۂ وحدت ہشیار نمی گنجد — در محفلِ یکرنگی جزیار نمی گنجد
جانم دردِ دل میزد گفتم کہ بروانیدم — با یار دریں خلوت اغیار نمی گنجد
ایں ہوش و خرد ہستی زنہار نمی گنجد — درمیکدۂ وحدت ہشیار نمی گنجد

(اس میخانۂ وحدت میں ہوشیاری کی گنجائش نہیں۔ محفل میں یار کے بغیر یک رنگی نہیں ہوسکتی۔ جان دردِ دل کی وجہ سے مضمحل ہے۔ اس خلوت گاہ میں یار کے ساتھ غیر کی گنجائش ممکن نہیں ہے، خواہ اپنی ہستی ہو یا عقلمندی۔ اس میخانۂ وحدت میں ہوشیاری کی گنجائش نہیں۔)

یہ وہی ذکرِ ربِ قدوس ہے جس کی اہمیت کو ہر ہفتے جمعہ کے خطبے میں برسر

Marfat.com

منبر بیان کیا جاتا ہے۔ مگر افسوس ہم سرسری طور سے اس کا بیان کر دینا ہی کافی سمجھتے ہیں اور دل سے اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ کیا طوطے کی طرح الفاظ کی رٹ لگانا ہی اس پاک تعلیم کا مقصد ہے؟

وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالیٰ اَعْلیٰ وَاَوْلیٰ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَھَمُّ وَاَکْبَرُ۔ البتہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا بہت ارفع و بلند، بہت بہتر، بہت عزت والا، بہت پورا، بہت ہی بزرگ اور بہت بڑا کام ہے۔

اے عزیز! اپنے پیارے مالک کی پیاری یاد سے کسی وقت بھی غافل نہ ہو۔

وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ۝ (الدھر آیت ۲۵ پ ۲۹)	اور اپنے رب کے نام کا صبح و شام ذکر کرتے رہو۔
اِنَّ ذِکْرَ اللّٰہِ تَعَالیٰ اَعْلیٰ وَاَوْلیٰ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ	بے شک اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بلند ہے، بہت بہتر، بہت بزرگ اور بہت بڑا ہے۔

مسلمانو! یوم الدین کا مالک سالکانِ راہِ طریقت کو کثرت سے اپنے ذکر کی مواظبت کے لئے حکم دیتا ہے۔ بگوشِ دل سنو۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (الجمعۃ آیت ۱۰ پ ۲۸)	کثرت سے اللہ کے ذکر میں مشغول رہو تاکہ تم کو (دونوں جہان میں) فلاح حاصل ہو۔

مالکِ قدیم کی جانب سے قرآن میں تمام مسلمانوں کو ذکرِ الٰہی کی مواظبت کے لئے کافی نصیحت کی گئی ہے، تاکہ وہ اللہ کے پیارے بن جائیں۔

مسلمانو! اس نعمت جان نواز سے ہمیشہ شادکام رہنے کی کوشش کرو۔

فردوسِ میکدہ ہے میکش بلا رہے ہیں
اب بھی اگر نہ آئے دوزخ میں جائے واعظ (امیر مینائی)

Marfat.com

میں ایک پکارنے والے کی آواز سُنتا ہوں جس کی نسبت میرا یقین ہے کہ وہ ذرّہ ذرّہ پر چھایا ہوا ہے۔ وہ محبت کے لہجے میں پکار پکار کر کہتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (البقرۃ آیت ۱۵۲ پ۲)	تم میرا ذکر کرتے رہو، میں تمہیں یاد رکھوں گا۔

تم اللہ تعالیٰ کو حمد و ثنا سے یاد کرو، وہ تم کو جود و سخا سے یاد کرے گا۔ تم اس کو تعظیم سے یاد کرو، وہ تم کو محبت و شفقت سے یاد کرے گا۔ تم اس کو تکریم سے یاد کرو، وہ تم کو اکرام سے یاد کرے گا۔ تم اس کو خلوص سے یاد کرو، وہ تم کو انعام سے یاد کرے گا۔ تم اس کو توبہ سے یاد کرو، وہ تم کو مغفرت سے یاد کرے گا۔ تم اس کو دُعا سے یاد کرو، وہ تم کو عطا سے یاد کرے گا۔ تم اس کو صدق سے یاد کرو، وہ تم کو رزق سے یاد کرے گا۔ تم اس کو تنگدستی میں یاد کرو، وہ تم کو فراخ دستی سے یاد کرے گا۔ تم اس کو ترکِ خطا سے یاد کرو، وہ تم کو لطف و عطا سے یاد کرے گا۔ تم اس کو ندامت سے یاد کرو، وہ تم کو کرامت سے یاد کرے گا۔ تم اس کو ترکِ جفا سے یاد کرو، وہ تم کو مہر و وفا سے یاد کرے گا۔ تم اس کو ارادہ سے یاد کرو، وہ تم کو افادہ سے یاد کرے گا۔ تم اس کو رضا وتسلیم سے یاد کرو، وہ تم کو سرورِ محض سے یاد کرے گا۔ تم اس کو شوق و محبت سے یاد کرو، وہ تم کو اپنے قرب و وصال سے یاد کرے گا۔

ذکر سے مقصد محبت و معرفت الٰہی کی راہ دریافت کرنا اور اُس کی حقیقت سے خبر پاکے، خود سے فانی ہوکر، بقائے دوام اور درجۂ توحید حاصل کرنا ہے۔

اعمالِ جسمانی کا خلاصہ ذکر اور ذکر کا خلاصہ مذکور میں غرق ہونا ہے یاد رکھو

Marfat.com

کثرتِ ذکر کے بغیر وصالِ حق ناممکن ہے۔

لیک باید کہ کار فرمائی
ورنہ خون خوردنِ دلم بچہ کار (عطارؒ)

(جو حق بات انسان کو معلوم ہو اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ ورنہ دل کا خون خشک کرنے سے کیا فائدہ؟)

اے عزیزو! علاوہ فرائض اور واجبات کے تقریباً وِرد و وظائف جن کو زُہد کی شرط قرار دیا گیا ہے، اور جن پر تم عامل ہو۔ یہ سب بے اندازہ جکڑبندیاں غرق مۓ عشق ہونے کی خواہشمند ہیں۔ ان میں رہروانِ حقیقت کو زیادتی نہ کرنا چاہیئے۔ اگرچہ یہ کُل اعمال نتیجہ خیز اور بہت اچھے ہیں، مگر مطلوبِ حقیقی کے حصول کے لئے سدِ راہ اور اُلجھنیں ہیں۔ تم کو چاہیئے کہ ان کے بجائے اسمِ اعظم کا ذکر کیئے جاؤ۔ پوری یکسوئی اور یک جہتی سے غیر اللہ سے دل کو صاف کر کے صلوٰۃ دائمی میں جو رجوع الی الحقیقت والمبداء ہے ذکرِ الٰہی کے ذریعے مشغول رہنے کی کوشش کرو۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:۔

پنج وقت آمد نمازِ رہنمون
عاشقاں را شد صلوٰۃِ دائمون

(نماز کے پانچ وقت مقرر ہیں مگر عاشقوں کے لئے ہمیشہ کی نماز ہے۔)

سالک کو چاہیئے کہ عقل و حواس سے کام لے کر، علمی روشنی کے اُجالے میں جادۂ راہِ عمل پر بڑھتا چلا جائے۔ عبادت کو عادت اور رسم کی حیثیت سے ادا

Marfat.com

Marfat.com

عاشقاں را ہر نفس سوزید نیست بردہ ویران خراجِ و عشر نیست
رو کہ بی یسمع و بی یبصر توئی سر توئی چہ جائے صاحب سر توئی
ہست ہشیاری زیاد ماضیٰ ماضی و مستقبلت پردہ خدا

(عاشقوں کا کام ہر لحہ جلنا نہیں ہے کیونکہ ویران زمین پر عشر اور خراج نہیں ہوتا۔ میرا سننا، میرا دیکھنا سب تجھ سے ہے۔ راز بھی تو ہی ہے اور صاحب راز بھی تو ہی ہے۔ یہ ہی ہوشیاری ہے۔ ماضی و مستقبل تو پردۂ الٰہی ہے۔)

اس کو جنت و دوزخ کا خیال بھی نہیں آئے گا۔

احمدؔ بہشت دوزخ بر عاشقان حرام ست
ہر دم رضائے جاناں رضوان شدست مارا

(احمدؔ! بہشت اور دوزخ عاشقوں پر حرام ہیں۔ ان کا تو ہر سانس رضائے محبوب پر راضی ہے۔)

حق چونکہ محض سُرور ہے۔ درد مند ہستیاں عشق و محبت اور عملی نتائج کے سبب اس سے واصل ہو کر اور ہر صفت اور فعل سے علیحدگی اختیار کر کے ہر لحہ ذاتِ حق کے ساتھ شاد و مسرور رہیں گی۔ یہی حقیقی نجات اور مغفرت الٰہی ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰىهُمْ (الاعراف آیت ۴۶ پ ۸)	مقام اعراف میں کچھ لوگ ہوں گے جو سب کو ان کے چہروں سے پہچانیں گے۔

یعنی وہ پہچانیں گے کہ یہ دوزخی ہیں یا جنتی ہیں۔ وہ لوگ نہ دوزخ میں ہوں گے نہ جنت میں۔ یہ نفوس قدسیہ اہلِ جنت و نار کے سامنے ہوں گے اور ذات میں گم ہوں گے اس لئے سالک کو چاہیئے کہ پہلے ریاضت و مجاہدہ یعنی وصلِ دوست کا سامان اپنے لئے مہیا کرے۔ اس کے بعد وصالِ دوست کا متمنّی بنے۔ مقامِ وصالِ محبوب کا نشان وہی پائے گا جو اس کی تلاش میں خود کو مٹا کر ہمیشہ پائے طلب آگے ہی بڑھاتا جائے گا۔

Marfat.com

کیے ہیں فاش رموزِ قلندری میں نے
کہ فکر مدرسہ و خانقاہ ہو آزاد (اقبالؔ)

اے مسلمانو! حدیثِ ذیل سے جلد عبرت حاصل کرو۔ اگر اب بھی عملاً متاثر نہ ہوئے تو نتیجہ بالکل صاف ہے۔

كَمَا تَعِيشُونَ تَمُوتُونَ كَمَا تَمُوتُونَ تُبْعَثُونَ كَمَا تُبْعَثُونَ تُحْشَرُونَ (بخاری و مسلم)

جس طرح تم زندگی بسر کرو گے ویسے ہی تم مرو گے۔ جیسے تم مرو گے ویسے ہی قیامت کے دن اُٹھو گے۔ جیسے اُٹھو گے ویسا ہی تمہارا حشر ہوگا۔

اے طالبِ حق دُنیا کے نام و نمود اور مال و دولت کی طلب میں اپنی عمرِ عزیز کو تلف نہ کر۔ مال اور دولت کالا ناگ ہے۔ اس کے ساتھ رہ کر اس سے بچنا بہت مشکل ہے۔ اس کے کاٹے کا منتر ہر ایک کو نہیں آتا۔ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے، رب کعبہ کی قسم وہ لوگ بہت ہی نقصان میں ہیں (اس خیال سے کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو فرما رہے ہیں) اللہ ہی جانتا ہے کہ جو رنج اس وقت مجھ پر طاری تھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا زیادہ مال والے مگر وہ لوگ جو اِس طرح اور اُس طرح خرچ کریں اور وہ ایسے نہیں ہیں۔ (بخاری) باقی کے مقابلے میں فانی کی طلب میں فنا نہ ہو۔ اللہ کے لئے اللہ کا ذکر کر۔ ذکر پاک کی کثرت سے تیرا دل اللہ کی محبت سے معمور ہوگا اور تیرا نام اس کے دوستوں میں لکھا جائے گا۔ جو لوگ اس کے دیدار اور محبت پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، وہ اسکی بارگاہ سے دور پھینک دیئے جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

Marfat.com

جو اللہ سے ملنے کو دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملنے کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ سے ملنے کو بُرا سمجھتا ہے اللہ اس سے ملنے کو بُرا سمجھتا ہے۔ (بخاری)

غور کر کہ تو اللہ کو چھوڑ کر غیروں کو کیوں پسند کرتا ہے؟ نفسانیت کی پیروی تجھے فانی کی محبت میں مبتلا کر کے تباہی کے اس غار میں لے جا کر ڈال دے گی، جہاں سے نکلنا کسی طرح بھی ممکن نہ ہوگا۔ تیری روحانی بیماریوں کا علاج اور تیری ترقیوں کا راز سچائی سے ذکر الٰہی کرنے میں ہے، جو تیرے لئے خود لاثانی حکمتوں کے مالک نے تجویز فرمایا ہے۔ تو کیوں اس کی ہدایتِ پاک پر عمل نہیں کرتا۔؟ کیا اس کے مقابلے میں تو اپنی گندی عقل کا اعتبار کرتا ہے۔؟ اللہ کے لئے ہوش کے کانوں سے سُن وہ تجھے حکم صادر فرما رہا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ؕ (المزمل آیت ۸ پ ۲۹)	تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کر اور اس کی طرف (متوجہ ہوکر) سب سے بالکل قطع تعلق کر لے۔

"خلق سے قطع تعلق کر کے یا بالفاظ دیگر جو دنیا ومافیہا سے تعلق قطع کر کے اس کی طرف رجوع کرے اور اس کا بن جائے اور جو اس کے اسماء میں سے کسی ایک اسم کا ہر وقت، ہر جگہ اور ہر حال میں کثرت سے ذکر کر کے اس کا ہی ہو کر رہے، تو وہ اس کا ہو جائے گا۔" اے اللہ کے ڈھونڈنے والے اس کی طرف دوڑ۔ اگر تو اس کی طرف جائے گا تو وہ بڑھ کر اپنی رحمت سے تیرا استقبال کرے گا۔

اے عزیز! ترقی کی راہ میں آسمانِ معرفت پر پہنچنے کے لئے اپنی نفسانی خواہشات اور ماسوا اللہ کے خیالات کو خیر باد کہہ کر، اپنے اندر صفاتِ الٰہیہ

Marfat.com

پیدا کر اور اپنے آپ کو ربانی رنگ میں رنگ۔ جب طالبِ صادق کثرت سے ذکر باری میں مصروف اور اس کی فکر میں مشغول رہتا ہے تو سب سے ترکِ تعلقات کر کے عشق الٰہی سے معمور ہوتا ہے اور ریاضت و مجاہدہ کر کے منازلِ معرفت طے کرلیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی ذات کو ترک کر دیتا ہے۔ اس کی خودی باقی نہیں رہتی۔ وہ بیخود ہوجاتا ہے۔ اس کے دماغ پر سُکر اور ہونٹوں پر مُہرِ سکوت ثبت ہوجاتی ہے۔

روشن ضمیر اسلاف اللہ تعالیٰ کے ذکرِ پاک کے بے اندازہ فوائد سے واقف تھے وہ خود بھی اللہ کی طلب میں ذکر وفکر، ریاضت و مجاہدہ کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس نعمت غیر مترقبہ سے مستفیض فرماتے تھے۔ اس سلسلے میں حضرت شیخ الوانؒ کی مساعی قابل تعریف ہیں۔ آپؒ نے ۱۴۹ھ میں جدہ میں طریقہ تصوف کا ایک مستقل عملی مرکز قائم کرکے الوانیہ کے نام سے اسے موسوم کیا۔ کئی لاکھ آدمی اس سلسلے میں شامل ہوگئے تھے۔ حضرت ممدوحؒ نے اعلیٰ قدر مراتب ہر شخص کو طریقہ مجاہدہ و مکاشفہ وغیرہ کی لطیف، روح پرور، محوِ حیرت بنادینے والی تعلیم فرمائی، جس سے طالبانِ حق کو کثیر فائدہ پہنچا۔

اسلامی تصوّف نے جس خصوصیت کے ساتھ اللہ کی توحید میں پسندیدہ خیالات، لطیف نکات اور حیرت افزا اسرارِ الٰہی سے طالبانِ حق کو مطلع کیا ہے، اگر تعلیم یافتہ جماعت اس پر غور کرے تو اس کو معلوم ہوگا کہ تصوف کی رہنمائی میں انسان کہاں سے کہاں پہنچ سکتا ہے۔ اس علم نے حقیقت کی کچھ اس طرح اعلیٰ پردہ کشائی کی ہے کہ نہایت پاکیزہ اثر پڑتا ہے۔

اے عزیز! طریقِ تصوف انسان کو نام ونمود اور ریاکاری سے ہٹا کر کامل صدق و اخلاص کی طرف بلاتا ہے۔ دُنیا و مافیہا کی محبت کی جڑوں کو دل

Marfat.com

سے اُکھیڑ کر دل میں روحانیت اور عشق الٰہی کا بیج بوتا ہے۔ تجھ کو چاہیئے کہ کسی مردِ کامل کی خاکِ پا بن کر عرفان حاصل کر کے تجلیاتِ مشاہدہ میں غرق ہو جا۔

حضرت شیخ المشائخ خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں: ؎

چو جام و بادہ و ساقی مہیاست
روا باشد کہ من مخمور باشم

(جب جام، مے اور ساقی موجود ہے تو میں کیوں نہ مدہوش ہو جاؤں۔)

عزیزو! مجھے اس پر ناز ہے کہ جس دن سے ساقیٔ کوثر نے مۓ وحدت پلائی ہے اب تک مجھ کو نہ ہوش آیا۔ نہ اپنی خبر ہے، نہ ایسا کوئی جامِ بادہ دیکھا، نہ ایسا کوئی ساقی و میکدہ۔ اس کے میخانہ سے تھوڑی سی میرے ہاتھ آئی ہے، جس کا سرور تا حضور داورِ محشر کم نہ ہوگا۔ اہل نظر اس کو مقامِ وصال کہتے ہیں۔ یہاں ہر طرح کی غیریت اٹھ جاتی ہے۔ تمام ماسوا اللہ کی زنجیریں ٹوٹ جاتی ہیں اور غیر اللہ سے کامل آزادی نصیب ہوتی ہے۔ ''آزاد مرد مردِ خداست'' جب سیر الی اللہ میں مستی و بیخودی پیدا ہوتی ہے تو اپنا بھی خیال نہیں رہتا، عبادت کا خیال کس طرح آئے۔

آنحضرت رسول اللہ ﷺ ہر جگہ، ہر وقت اور ہر حال میں یادِ الٰہی کرتے تھے۔ (عن عائشہؓ، ابوداؤد - کتاب الطہارۃ) اور آنحضرت ﷺ کا ذکرِ پاک کی اُس اعلیٰ ترین منزل پر قیام تھا کہ انسانی فہم و ادراک کی وہاں رسائی نہیں۔ آنحضرت ﷺ صلوٰۃ دائمون میں اس قدر محو و مستغرق رہتے تھے کہ اکثر کبھی تعلیم و تعلّم اُمت مرحومہ کے لئے حضرت عائشہؓ سے گفتگو فرما کر عالمِ ظاہری کی طرف متوجہ ہوتے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ارشاد ہوتا کہ حمیرہؓ مجھ سے کچھ کلام کرو۔ اسی کی طرف مولانا رومؒ اشارہ فرماتے ہیں: ؎

Marfat.com

آنکہ عالم مست گفتش آمدے
کلمینی یا حمیرا دم زدے

(وہ جو مستی کے عالم میں وارد ہے کہ ''اے حمیراؓ! کچھ دیر میرے ساتھ بات کرلو''۔)

فقرائے کاملین بھی اپنا سب کچھ لٹا کر اپنے ہادی ﷺ کی اتباع میں عشق الٰہی سے سرشار ہوکر، بحر صلوٰۃ دائمون میں محو و مستغرق رہتے ہیں۔ کیا یہ ان کا محبت الٰہی میں محو و مستغرق رہنا محویت رسول اکرم ﷺ کی اقتدا کے سوا اور کچھ ہے۔۔۔؟ کس قدر نادانی ہے کہ کوئی تو کثرت سے ذکر اللہ کرکے، محبت غیر اللہ کو دل سے نکال کر اور اپنی خودی کو فنا کرکے، احساس ہستی سے بھی گذر جائے اور دامنِ حق میں پوشیدہ ہوکر، ماسوا اللہ سے کامل طہارت حاصل کرکے غیر شعوری طور پر زندگی کی سانسیں لے رہا ہو اور کوئی اس پر ترک عبادت کا الزام لگا کر اس کا مذاق اُڑا رہا ہو اور کفر کے فتوے صادر کررہا ہو۔۔۔؟ حدیث شریف میں ہے کہ:

مَنْ قَالَ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَآءَ عَلٰى اَحَدِهِمَا (بخاری)	اگر کوئی کسی کو کافر کہے اور اگر وہ ایسا نہیں ہے تو کفر کہنے والے کی طرف واپس لوٹتا ہے۔

اے عزیز! جس کو تو زندگی سمجھ رہا ہے حقیقتاً زندگی نہیں ہے۔ جب تو اللہ کا ذکر کثرت سے کرے گا، تجھ کو معلوم ہوگا کہ زندگی کیا ہے۔۔۔؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''جو اللہ کا ذکر کرے اور جو نہ کرے اُن کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔'' (بخاری، مسلم کتاب الذکر، مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کر۔ خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی محبت کو دل میں جگہ نہ دے۔ نعمت کے لئے منعم کو فراموش نہ کر۔ ایسی عبادت کسی کام کی نہیں جس کے ذریعے نفسانیت کی تکمیل کا ارادہ ہو اور جو انسان میں

Marfat.com

رعونت اور تکبر پیدا کرکے، اس کو اُس کی آنکھوں میں بڑا دکھلائے۔ اس سے تو وہ گناہ بہتر ہیں جن سے انسان میں تواضع اور نیستی پیدا ہو اور وہ دل کی عاجزی سے مغفرت کا طلب گار ہو۔ حکیم سنائیؒ فرماتے ہیں: ؎

بیزارم ازاں طاعت کہ مرا بعجب آرد

آں معصیت مبارک کہ مرا بعذر آرد

(میں ایسی اطاعت سے بیزار ہوں جو مجھے عُجب و انانیت کا خوگر بنادے۔ ایسی نافرمانی مبارک ہے جسکی وجہ سے بندہ پشیمان ہوتا ہے۔)

حدیث قدسی میں وارد ہے جو میرا ذکر کریگا، میں اس کا ہمنشیں ہوں گا۔ جو میرا شکر کرے اور مجھ سے محبت رکھے، میں اس کا حبیب ہوں۔ جو اپنے دل میں مجھے یاد کرے میں اسے اپنی ذات میں یاد کرتا ہوں، لَا یَصِلُ اَحَدٌ اِلَی اللہِ اِلَّا بِذِکْرِہٖ ''یعنی کوئی عمل اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچاتا صرف اس کا ذکر ہی کامیابی کا بڑا ذریعہ ہے۔'' (بخاری ومشکوٰۃ) اسم کو مسمّٰی سے ایسی نسبت ہے، جیسے جسم کا تعلق باطن یعنی روح سے ہے۔ اسم سالک کو مسمّٰی سے شناسا کرتا اور اس کے دماغ سے خس و خاشاک ماسوا اللہ کا استیصال کرکے، یہاں تک پاکیزہ نظر اور بلند فکر کردیتا ہے کہ اس کو گلشنِ عالم میں ہی حسنِ ازل کی جلوہ گری کا دریا موجیں مارتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ وہ اپنے ذہنِ جاذب میں اس سیلابِ نور اور حسنِ دل کش کی دوڑتی ہوئی ضیاپاش لہروں کا بصیرت سے مطالعہ کرتا اور اس کا حسنِ فہم اس مخزنِ لطف و کرم کی طرف خود بخود کھنچتا چلا جاتا ہے۔ جب شوق میں ڈوبی ہوئی نگاہوں

Marfat.com

سے ثابت شدہ حقیقت کو اپنے آئینۂ خیال پر ہر وقت چھایا ہوا، دل کی گہرائیوں میں مخفی طور سے موجود، فکر میں اس کی ہستی کو حاضر اور قوتِ حافظہ میں اُسے محفوظ رکھتا ہے تو رحمتِ حق کو جنبش ہوتی اور اس کو قعرِ مذلّت سے نکال کر بامِ کمال پر پہنچادیا جاتا ہے۔ طے کنندگانِ منازلِ اُلفت ہمیشہ اللہ اور رسول ﷺ کی اہم ترین تعلیم یعنی ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں، وہ نفسِ امارہ کی خوشنودی سے آرام نہیں پاتے۔ اُن کی راحت تو ذکرِ الٰہی میں ہے۔ رات کو جاگتے، دن کو دیکھو تو غیر ضروری کاموں سے علیٰحدہ، اللہ کی یادِ پاک میں مصروف نظر آتے ہیں۔ شوق سا شوق ہے۔ محبت سی محبت ہے۔ آنکھیں کھلی ہیں، اللہ کا ذکر جاری ہے۔ رفتہ رفتہ وادیٔ محبت میں اپنے آپ کو کھو بیٹھے۔ محویت طاری ہوگئی ہے۔ اللہ کے رنگ میں ڈوب گئے۔ جان وتن کا قصہ مٹ گیا۔ انہوں نے نفس پر قابو پالیا۔ اب اُن کے لئے دُنیا کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ مثلاً آنکھیں جو دیکھنے کے لئے ہیں اگر ان کو بند کرلیجئے تو جس قدر دیکھنے کی چیزیں ہیں آپ کے لئے ان کا وجود و عدم برابر ہے۔

جیسا کہ گذشتہ صفحات سے واضح ہوگیا ہوگا کہ تمام عبادتوں کا مقصد نفسانی کدورتوں، سفلی رجحانات اور بہیمی صفات سے دل کو پاک و صاف کرکے، ذکرِ الٰہی کی کثرت سے قلب و روح کو تقویت دینا اور اس ملکوتی نسبت سے توحیدِ الٰہی کو اُس خالص سے خالص تر حیثیت میں حاصل کرنا ہے، جو نقوشِ غیر اللہ کے تمام داغوں سے پاک اور وہم ماسوا اللہ سے کلیتاً صاف ہو۔ یعنی توحیدِ الٰہی کی تصدیق جو اسلامی تعلیمات کی بنیاد ہے اور جو ابتداء میں تقلیدی

Marfat.com

اور پھر استدلالی ہوتی ہے۔ عبادت کی کثرت سے انکشافی مرتبے میں پہنچ کر حال ہوجائے۔ چونکہ حق تعالیٰ سے غافل رہ کر انسان اپنی زندگی کے اعلیٰ اور حقیقی مقصد سے دور جا پڑتا ہے، اس لئے ہر عبادت وعمل جو بظاہر کتنا ہی عمدہ معلوم ہوتا ہو اگر اللہ تعالیٰ کی یادِ پاک کو اپنے میں نہ لئے ہو، حقیقت میں جسم بے روح سے زیادہ نہیں۔ ایسی عبادت ایک خوبصورت ڈھانچہ تو کہی جاسکتی ہے لیکن بے جان ہونے کی وجہ سے بارگاہِ الٰہی میں پہنچنے کے قابل نہیں ہوسکتی۔

تمام عبادات ذکرِ الٰہی کے لئے یا قلب کو ذکرِ الٰہی کے واسطے درست کرنے کے لئے ہیں، لہٰذا ذکرِ الٰہی جس قدر کثرت اور پاکیزگی سے ہوگا، ذاکرِ حقیقی فلاح سے قریب ہوتا جائے گا۔ اس لئے کلام اللہ میں مسلمانوں کو کھڑے، بیٹھے اور کروٹ کروٹ پر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (الجمعۃ آیت ۱۰ پ ۲۸)	اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔
وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ○ (الاعراف ۲۰۵ پ ۹)	اور کسی وقت غافل مت ہو۔

حضرت معاذؓ کی روایت میں ہے کہ اہلِ جنت کو کسی عمل پر حسرت نہ ہوگی۔ مگر دُنیا میں جو ساعت یادِ الٰہی سے غفلت میں اُن پر گذری ہو۔

دُعا نہایت عمدہ عبادت ہے اور بلحاظ فوائد اُس کی کافی اہمیت ہے لیکن حدیثِ قدسی میں ہے کہ جس کو میرا ذکر دُعا مانگنے سے باز رکھے گا، میرے نزدیک اس کا انعام اور اس کو عطا کرنا، مانگنے والوں کی عطا اور انعام سے بہتر ہے۔ (مظاہر حق)

Marfat.com

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکرِ پاک کثرت سے اور خالص اُسی کے لئے کیا جائے، نہ کہ اُمید بہشت یا خوفِ جہنم کی وجہ سے۔

ذکرِ الٰہی وہ اعلیٰ اور حقیقت کی طرف لے جانے والی عبادت ہے کہ انسان اس کی وساطت سے بے انتہا روحانی انعامات حاصل کرتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ جو جنت کے باغوں کی سیر کرنا چاہتا ہے اس کو چاہئیے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس وقت گزرو تم بہشت کے باغوں سے پس میوہ خوری کرو۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ فرمایا ذکرِ الٰہی کے حلقے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ) حدیث مذکور میں اہل بصیرت کے لئے اعلیٰ اثرات موجود ہیں۔ اس سے ذکرِ پاک کی کس قدر فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ ذکرِ الٰہی کے حلقوں کو جنت کے باغ فرمایا گیا ہے۔

ذکرِ الٰہی تمام اعمالِ جوارح کا خلاصہ اور ہر عبادت کے مقصد کو اپنے میں لئے ہوئے ہے اور برخلاف دیگر عبادات کے، اس اعلیٰ ترین عبادت کے ادا کرنے کا طریقہ غفورالرحیم وکریم نے قرآن شریف میں ایسی وضاحت سے ظاہر فرمادیا ہے کہ ہر طالبِ حق کلامِ الٰہی کی روشنی میں اس کو ادا کرسکتا ہے۔

سوال:

کس طرح اللہ کا ذکر کیا جائے؟

جواب: قولہٗ تعالیٰ

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۪

(الاعراف آیت ۱۸۰ پ ۹)

اور اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں پس اُسے ان ناموں سے پکارو۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ (مزمل آیت ۸ پ ۲۹)

اور اپنے رب کے نام کا ذکر کر۔

Marfat.com

سوال:

اللہ کے اسماء تو بہت سے ہیں کس اسم کا ذکر کیا جائے؟

جواب: قولہٗ تعالیٰ:

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ (بنی اسرائیل آیت ۱۱۰ پ۱۵)

کہہ دو تم اللہ (کہہ کر اس کو) پکارو یا رحمٰن (کہہ کر) پکارو جس (نام) سے پکارو تو اچھے نام اُسی کے ہیں۔

سوال:

ان آیات سے یہ تو ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسم سے اس کا ذکر کیا جائے لیکن اس کی تفصیل اور طریقہ ظاہر نہیں ہوتا۔

جواب: قولہٗ تعالیٰ:

وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا (الجمعۃ آیت ۱۰ پ۲۸)

اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ (النساء آیت ۱۰۳ پ۵)

پس کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اللہ کو یاد کرو۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ؕ (الاعراف آیت ۵۵ پ۸)

اپنے رب کو عاجزی سے اور پوشیدہ پکارو۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (الاعراف آیت ۵۶ پ۸)

بیشک اللہ کی مہربانی طریقہ احسان سے عبادت کرنے والوں سے قریب ہے۔

وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ○ (الاعراف ۲۰۵ پ۹)

اپنے پروردگار کا صبح و شام اپنے دل میں عاجزی سے اور آہستہ (آواز) سے ذکر کر اور بلند آواز سے نہیں اور (کسی وقت) غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو۔

Marfat.com

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو انہیں حفظ کرلے گا وہ ضرور جنت میں جائے گا۔ (بخاری)

ذکرِ الٰہی کو پوشیدہ طور پر کرنے کی ہدایت کی گئی ہے تاکہ ذاکر نام ونمود اور ریا سے محفوظ رہ سکے۔ اس لئے سلف صالحین اس عبادت کو لوگوں کی نظر سے بچ کر ادا کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ کا ہر حالت اور ہر وقت میں اللہ کو یاد کرنا صحیح احادیث سے صاف ظاہر ہے۔ حضرت بلالؓ کا گرم پتھروں کے نیچے بھی احد احد کہنا اسلامی تاریخ جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں۔

ام المؤمنین حضرت جویریہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے وقت نماز کے ارادہ سے باہر تشریف لے گئے اور وہ اپنے مصلے پر بیٹھی تھیں، پھر رسول اللہ ﷺ چاشت کے وقت واپس آئے اور وہ بدستور اپنے مصلے پر تھیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا جس حال میں، میں تم کو چھوڑ گیا تھا اُسی حال میں تم بیٹھی ہو ــــ؟ (یعنی اُس وقت سے برابر ذکر الٰہی میں مشغول ہو) انہوں نے کہا، ہاں (مسلم ومشکوٰۃ)

سعد بن وقاصؓ کہتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے یہاں گئے جس کے سامنے کھجوروں کی گٹھلیاں یا کنکریاں پڑی ہوئی تھیں وہ ان کو شمار کرکے ''سبحان اللہ'' پڑھ رہی تھیں۔ (ترمذی وابوداؤد)

ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ لوگوں نے پکار پکار کر ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہنا شروع کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! اپنی جان پر رحم کرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو۔ وہ تمہاری سواری کی گردن سے بھی قریب ہے۔ ابوموسیٰؓ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کے پیچھے چل رہا تھا اور دل میں کہہ رہا تھا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا

Marfat.com

بِاللہِ، کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوموسیٰؓ میں تجھ کو بہشت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتلادوں۔ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ ضرور۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ خزانہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جو شخص اللہ سے محبت رکھے اس کو چاہئیے کہ ذکرِ الٰہی کثرت سے کیا کرے۔ اس کا ثمرہ یہ ہے کہ اللہ اس کو اپنی رحمت اور مغفرت کے ساتھ یاد کر کے انبیاءؑ، اولیاءؒ کے ہمراہ جنت میں داخل کرے گا اور اپنا جمال پاک دکھا کر اس کی عزت بڑھائے گا۔ (جامع صغیر)۔

جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر اکثر کیا کرتا ہے۔ (فردوس)

حدیث میں ہے کہ غافل انسانوں میں ذکرِ الٰہی کرنے والا چراغ کے مانند ہے تاریک گھر میں اور ذکرِ الٰہی کرنے والا (ایسا ہے) کہ دکھادیتا ہے اللہ اس کو زندگی ہی میں اس کی جگہ جو جنت میں ہے۔ (مالک، رزیں، مشکوٰۃ)

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو بیٹھا کسی مجلس میں اور نہیں ذکر کیا اللہ کا تو وہاں اس کا بیٹھنا اللہ کی طرف سے اس پر افسوس اور ٹوٹا ہوگا اور جو شخص لیٹا اپنے بستر پر اور نہیں ذکر کیا اللہ کا، تو اس پر اللہ کی طرف سے افسوس اور ٹوٹا ہوگا۔ (ابوداؤد)

معاویہؓ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہؓ کے ایک حلقے میں تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا تم کو یہاں کس چیز نے بٹھایا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہم یہاں اللہ کا ذکر کرنے بیٹھے ہیں اور ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو اسلام کا راستہ دکھایا اور ہم پر اس کا احسان رکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا خبردار ہو! میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور اُنہوں نے مجھ کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں تم لوگوں پر فخر کررہا ہے۔ (مسلم ومشکوٰۃ)

Marfat.com

ابی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ پر کثرت سے دُرود بھیجتا ہوں۔ آپ ﷺ یہ بتلایئے کہ میں اس کیلئے کتنا وقت مقرر کروں اپنے اعمال میں سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس قدر تو چاہے۔ اگر زیادتی کرے گا تو یہ تیرے لئے بہتر ہوگا۔ (ترمذی)

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جبکہ وہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور اس کے دونوں ہونٹ میرے ذکر سے حرکت کرتے ہیں۔ (بخاری)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے دل میں لگا ہوا ہے۔ پس جس وقت آدمی، اللہ کا ذکر کرتا ہے، شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب ذکر الٰہی سے غافل ہوتا ہے، وسوسہ پیدا کرتا ہے۔ (بخاری)

ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین مال، اللہ کا ذکر کرنے والی زبان ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

اے عزیزو! مسلمان مذہبی تعلیم کے غیر مناسب طریقۂ اشاعت اور غلط رہنمائی کی وجہ سے ذکرِ الٰہی کی اہمیت سے دم بدم غافل ہوتے جارہے ہیں اور تصوّف جیسے حقّانی طریقے میں سلفِ صالحین کی مشغولیت کو خلافِ اسلام سمجھا جارہا ہے، اس لئے اس مضمون میں واضح آیات و احادیث سے طالبانِ حق کو دیدارِ رحمٰن کی طرف رجوع کرنے والی بہترین عبادت کی جانب متوجہ کیا گیا ہے۔ تم کو چاہیئے کہ اس کا بار بار اور صالح غور وفکر سے مطالعہ کرو۔ کیا تعجب ہے کہ تمہاری نظر ظاہر سے بلند ہوکر باطنی فوائد کو بھی کچھ نہ کچھ پاسکے اور تم جسم سے رُوح اور فرع سے اصل کی طرف توجہ کرسکو۔ جو لوگ نام ونمود اور دُنیا میں حصولِ اقتدار کو مقصد حیات سمجھتے ہیں،

Marfat.com

وہ اسلام کی پاک تعلیم سے دُنیا حاصل کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتے۔ ذکر، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا بتایا ہوا ایسا مجرب اور تیر بہدف نسخہ ہے جس کی فضیلت اور اہمیت کا تجربہ ذاکر کو بلحاظِ فہم چند ماہ میں ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کی سمجھ کو وسیع فرمادیتا ہے۔

معاویہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اس کو دین میں سمجھ عطا فرمادیتا ہے اور میں تو تقسیم کرنے والا ہوں، عطا کرنے والا اللہ ہی ہے۔ (بخاری ومسلم)

نیز حدیث میں ہے کہ جس نے علم کے موافق عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک ایسا علم عطا فرماتا ہے جو اُس نے نہیں جانا۔ (ابونعیم فی الحلیت)

اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکرِ پاک، اٹھتے، بیٹھتے، چلتے پھرتے غرضیکہ ہر حالت میں بکثرت کرنے کی تاکید فرمائی ہے، لیکن کوئی خاص تعداد مقرر نہیں فرمائی تو اُس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ، جس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں، ہر انسان کی استعداد سے واقف ہے۔ وہ کسی کو ایسی عبادت کا حکم نہیں دیتا جو اس کی برداشت سے باہر ہو۔ اس کے بندوں میں ایسے بھی ہیں جو اس کا محبت بھرا فرمان کہ "تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا۔" سُن کر ایسے متاثر ہیں کہ شب و روز اُسی کی یاد میں مشغول رہنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ اُسی کے بندوں میں سے کچھ ایک لاکھ بار، کچھ پچاس ہزار بار اور کچھ پچیس تیس ہزار بار روزانہ اس کو یاد کرتے ہیں۔ اپنی اپنی ہمت ہے، اپنا اپنا شوق ہے اور اپنا اپنا مجاہدہ۔ ذکر کی تعداد

Marfat.com

معیّن کرنے کے مقابلے میں یہ طریقۂ تعلیم بہت ہی حکیمانہ ہے کہ چلتے، پھرتے اور لیٹے یعنی ہر حالت میں ذکر پاک کی ہدایت فرمائی جائے اور کثرت سے ذکر کرنے کا حکم بار بار صادر فرما کر، اس کی اہمیت کو ذہن نشین کردیا جائے اور وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ○ (الاعراف ۲۰۵) ''اور (کسی وقت) غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو۔'' فرما کر ذکرِ حق سے غافل ہونے کی صریحاً ممانعت فرمائی جائے۔

کس قدر افسوس ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تو انسان کی ہدایت اور بہتری کے لئے قرآن جیسی مقدس کتاب اور ذکر جیسی پیاری اور مفید عبادت عطا فرمائے اور مسلمانوں کے نام نہاد مذہبی رہنما اس ملکوتی عبادت کا عملاً انکار کرکے خود بھی قربِ الٰہی کی طرف دل سے مائل نہ ہوں اور مسلمانوں کو بھی اللہ کے ذکرِ پاک سے غافل کردیں۔

مسلمانو! تمام سلف صالحین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اگر کسی کے دل میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی سچی تصدیق ہو تو وہ جہنمی نہیں ہے۔ اگرچہ جہنم میں جائے بھی لیکن نکالا جائے گا۔ تم اس تصدیق کو دل میں جما کر اللہ تعالیٰ کا ذکرِ پاک کثرت سے کرو وہ دن عنقریب آرہا ہے کہ تم کو بیوقوف کہنے والے، تمہاری ہنسی اُڑانے والے اور فتویٰ لگا کر یا تمہیں اذیت دیکر خوش ہونے والے جان جائیں گے کہ انہوں نے کیا کمایا۔۔۔؟

قولہٗ تعالیٰ: وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ○ (طٰهٰ آیت ۱۲۴ پ ۱۶)	جو شخص میری یاد سے مُنہ موڑے گا، بیشک اُس کے لئے تنگی کی زندگی ہے اور ہم اُسے قیامت کے دن نابینا اُٹھائیں گے۔

Marfat.com

جندبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص نے یہ کہا کہ "قسم ہے اللہ کی فلاں فلاں شخص کو اللہ نہیں بخشے گا۔ (اللہ نے) فرمایا کون ہے جو مجھ پر قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں فلاں آدمی کو نہیں بخشوں گا۔ پس میں نے بخش دیا فلاں شخص کو اور ضائع کیا تیرے عمل کو۔" (مسلم شریف)

اے عزیز! ذاکر اور مذکور کی محبت لازم اور ملزوم ہیں۔ انسان یا تو کسی کا ذکر بزرگی اور پاکی کے ساتھ اُس وقت کرتا ہے جبکہ اس کو مذکور سے محبت ہوتی ہے، یا جس کا ذکر اچھائی سے کرتا ہے، رفتہ رفتہ اُس کا خیال پیدا ہوکر اُس سے محبت ہوجاتی ہے۔ محبت کا خاصہ ہے کہ وہ محبّ کو محبوب کی جانب کھینچتی ہے۔ جب کوئی طالبِ حق، اللہ کا ذکر بکثرت کرتا ہے تو اس کے صفاتِ رذیلہ اور سفلی جذبات کمزور ہوجاتے اور قلب مادی میلانات سے پاک ہوکر اس قابل ہوجاتا ہے کہ اس میں انوارِ حقیقت منعکس ہوسکیں۔ حضرت ابن عمرؓ سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ ہر چیز کی صفائی ہے اور دل کی صفائی اللہ کا ذکر ہے اور کوئی چیز اللہ کے عذاب سے بچانے والی ذکر الٰہی سے بہتر نہیں ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا، کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں ــــ؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگرچہ جہاد کرنے والے کی تلوار لڑتے لڑتے ٹوٹ جائے۔ (بیہقی)

آیاتِ کلام اللہ اور احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ ذکرِ الٰہی روحانی بیماریوں کا علاج، شیطان کو دفع کرنے کا ذریعہ، گناہوں کی مغفرت کا وسیلہ، اللہ کے عذاب سے بچانے والا، صفائی قلب کا باعث اور اللہ کی رحمت سے قریب کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی اعلیٰ و ارفع عبادت تعلیم فرما کر اور اُس کی مداومت کے احکام صادر فرما کر مسلمانوں پر بے انتہا مہربانی فرمائی

Marfat.com

ہے۔ اے طالب حق! تو اپنے مالک کی بے پناہ مہربانی کی دل و جان سے قدر کر اور اپنی حقیقی فلاح حاصل کرنے کے لئے ذکر الٰہی سے کسی وقت بھی غافل نہ ہونے کی کوشش کر۔ اس بہترین عبادت اور ملکوتی عمل سے تجھے باطنی طہارت حاصل ہوگی۔ تیرا قلب ماسوا اللہ کی گندگیوں سے پاک کردیا جائے گا۔ صرف جسم کو قیمتی صابن سے دھولینا تیری روحانی ترقی کے لئے کارآمد نہیں۔ اصلی طہارت تو باطن کی طہارت ہے۔ خول کی پاکی اندر کی بھری ہوئی اور جمی ہوئی گندگیوں کو دور نہیں کرتی۔

ذکرِ الٰہی کی کثرت سے دم بدم نورِ بصیرت کو ترقی حاصل ہوتی ہے اور عجیب و غریب احوال و معنیٰ ظاہر ہوتے ہیں اور جس قدر باطنی صفائی کو ترقی ہوتی ہے، معنیٰ کے انوار زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ اے عزیز! ہدایتِ آسمانی کی روشنی میں ریاکاری سے بچ کر، اتنی آواز سے ذکر کیا کر کہ خود سن سکے اور معنیٰ کا خیال رکھ۔ ایسے ذکر سے خیال متاثر ہوتا ہے اور خیال کے متاثر ہونے سے ذکرِ قلبی و روحانی کی صلاحیت بڑھتی ہے۔ ان ارکان ثلاثہ میں سے ہر ایک، دوسرے سے قوی ہوتا اور ہر ایک کے انوار ایک دوسرے پر پرتوفگن ہوتے ہیں۔ ان انعکاسات سے نظر میں نور، دل میں جلا، روح کو سکون ملتا اور عجیب و غریب قوت اور پُر لطف انکشافات کا ظہور ہوتا ہے۔ ان تمام انعامات کے ذریعے روح عالم اجسام کی ظلمانی قید و بند سے آزاد ہوکر بارگاہِ حسن ازل کی طرف بڑھتی اور کعبۂ انوار تک ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔ اے عزیزو! تم اللہ کا ذکر ہر جگہ، ہر وقت اور ہر حال میں جاری رکھو اور کبھی اپنے دل کو اُس کی فکر سے غافل نہ ہونے دو۔ ذکرِ پاک کے وسیلے سے تم رات کی خاموشیوں میں اللہ کو ڈھونڈو، تاکہ ملائکہ کے مشابہ ہوجاؤ۔ کیا تعجب

Marfat.com

ہے کہ بارگاہِ ذرہ نواز میں تم کو راہ مل جائے اور تمہارے سامنے وہ کچھ آجائے جس کا تم کو وہم وگمان بھی نہیں۔۔۔؟

تھا جو میخانۂ توحید کا میں بادہ پرست
آپ ساقی نے دیا ہنس کے مجھے جام الست
رنگ اس مے کا عجب دل میں ہوا ہے پیوست
حلقۂ پیر مغانم زازل در گوش است
ماہما نیم کہ بودیم وہماں خواہد بود

اے مسلمانو۔۔۔! تمہارے بہترین خیرخواہ رسول اللہ ﷺ نے تمہاری فلاح کے لیئے ذکرِ الٰہی کی مواظبت کی ہدایات مختلف نورانی الفاظ میں بار بار فرمائی ہیں۔تم اُن پر عمل کرکے اپنی مراد پالو۔

عَنْ عبدِاللهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ فَقَالَ طُوْبٰی لِمَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْیَا وَلِسَانُکَ رَطْبًا مِنْ ذِکْرِ اللهِ

(رواہ احمد والترمذی)

روایت ہے عبداللہؓ بن بسر سے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کونسا آدمی بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: ''کہ خوش خبری ہے اُس کے لئے کہ اُس کی عمر دراز اور اُس کا عمل نیک ہو'' اس نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کونسا عمل بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ تو دنیا کو چھوڑے اور تیری زبان ذکرِ الٰہی سے تر ہو'' (ہر وقت ذکرِ الٰہی کا چشمہ جاری رکھے)۔

Marfat.com

ساغرِ دل جس کا یار و جام ہو بے خودی کا وہ مئے آشام ہو
ہر گھڑی سرشار رہنا کام ہو پھر تو اس کا نیک ہی انجام ہو

جن مقدس نفوس کے سینوں میں خالقِ برتر مالکِ اجل کے عشق و محبت کی آگ دبی ہوتی ہے اور جو اُس کی یاد ہی کو مقصد زندگی بنالیتے ہیں، انہیں رحمتِ باری اپنے آغوش میں لے لیتی ہے۔ اور وہ عشق کی طرف قدم بڑھا کر حقیقی نجات سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں میں اُن لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے جو ذکرِ الٰہی کرتے ہیں۔ پس جب وہ ذکرِ الٰہی کرنے والوں کو پالیتے ہیں تو اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہتے ہیں آؤ اپنے مقصد کی طرف۔ پس وہ فرشتے اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانک لیتے ہیں اور آسمانِ دنیا تک پھیل جاتے ہیں۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا کہ اُن کا پروردگار اُن سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے، کہ میرے بندے کیا کررہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں تیری پاکی بیان کررہے تھے۔ تیری عظمت و بزرگی کا ذکر کررہے تھے۔ تیری تعریف کررہے تھے اور عظمت کے ساتھ تجھ کو یاد کررہے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں قسم ہے اللہ کی انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر وہ

Marfat.com

مجھ کو دیکھ لیتے تو اُنکا کیا حال ہوتا ـــــ؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھ کو دیکھ لیتے تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے اور بہت زیادہ تیری پاکی کا ذکر کرتے .... اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اُن کو بخش دیا۔ (یہ سُن کر) ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان لوگوں میں ایک ایسا شخص بھی تھا جو ان میں شامل نہ تھا۔ راہ چلتا کھڑا ہوگیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ (یعنی ذکرِ الٰہی کرنے والے لوگ) ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ نہیں محروم رکھا جاتا اُن کے پاس بیٹھنے والا۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ ان لوگوں میں فلاں بندہ بھی تھا جو بڑا گناہ گار ہے۔ وہ کہیں جارہا تھا کہ راستے میں اُن کے پاس بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کو بھی میں نے بخش دیا۔ وہ ایک ایسی جماعت ہے، جس کے پاس بیٹھنے والے کو بھی محروم نہیں رکھا جاتا۔ (مسلم و مشکوٰۃ)

اے عزیزو حدیثِ مذکورہ کے الفاظ پر غور کرو اور ذکرِ الٰہی کی برکتوں کو دیکھو۔ اُس عبادت کی فضیلت کا کیا ٹھکانہ ہے، جس کے ادا کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی اس قدر رحمت ہو کہ ان کے پاس بیٹھنے والا سخت گنہگار بھی بخش دیا جائے۔ تم ذکر کرنے والوں کی صحبت اور خدمت سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو تلاش کرو۔ جب اللہ تعالیٰ کے ذاکروں کی پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رکھا جاتا تو مخلص ذاکر پر اللہ تعالیٰ کے کس قدر انعامات ہوں گے ـــــ؟ بے شک دُنیا کی کوئی بڑی سے بڑی نعمت نتائج کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ایک لمحہ

Marfat.com

سچائی سے گزارنے کے برابر نہیں ہو سکتی۔

پس از سی سال ایں معنی محقق گشت خاقانی

کہ یکدم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی

خاقانی نے تیس برس کی تحقیقات اور غور وخوض کے بعد یہ نتیجہ حاصل کیا کہ ایک لمحہ رب العالمین کے ذکر و فکر میں مستغرق رہنا سلیمانؑ کی بادشاہت سے کہیں بہتر ہے۔

جن کے دلوں میں صداقت کی جستجو ہے، جن کے سینوں میں روحانی ترقی کی آرزو پرورش پارہی ہے اوز جو حقیقت کے متلاشی اور دیدارِ الٰہی کے طالب ہیں، ان کے لئے ذکرِ حق سے بہتر اور اچھا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں میں جو روحانیت اور حقانیت کا عنصر غالب تھا۔ جس کی وجہ سے وہ دین و دنیا کے مالک بن گئے تھے اور جس کی وجہ سے بڑے بڑے جابر بادشاہوں اور سرکش قوموں نے ان کے آگے سرِ تسلیم خم کردیا تھا۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ برخلاف اس کے آج تم ذلت و خواری کے اسفل درجے میں پڑے ہو اور تم پر نکبت و افلاس کے سیاہ بادل اس طرح چھائے ہوئے ہیں کہ کسی کَل چین ہی نہیں، اس کی کیا وجہ ہے ؟ یاد رکھو کہ وہ اطاعتِ احکامِ الٰہی اور خلوص سے بکثرت ذکرِ اللہ رب العزت کرنا عملاً اپنا فرض سمجھتے تھے۔ ان کو روحانی ترقی حاصل تھی اور اللہ کا ان پر بڑا فضل تھا۔ تم نے اللہ کے مقابلے میں دُنیا کو پسند کیا اور اللہ نے بھی تمہاری طرف سے منہ پھیر لیا۔ دُنیا کی محبت تمہیں کچھ فائدہ نہ پہنچاسکی اور اُس نے تم کو وہی دیا جو اُس کے پاس تھا۔ تمہارے اعمال میں بجائے اخلاص کے ریاکاری آ گئی۔ تم میں آتشِ نفاق بھڑک اٹھی۔ اسی باب میں چند صفحات پیشتر ایک مستند حدیث اس

Marfat.com

بارے میں تحریر کی جا چکی ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے، شیطان اس کے پاس نہیں پھٹکتا اور جو لوگ کھڑے بیٹھے لیٹے غرضکہ ہر وقت اللہ کو یاد کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اُولِی الْاَلْبَابِ یعنی اہلِ خِرد فرمایا ہے۔ اُن کے پاس شیطان کا کیا ذکر ــــ؟

حق سبحانہٗ تعالیٰ اپنے بندۂ ارفع خیال کو ایک خاص دلچسپ انداز اور دل کش آواز سے ذکرِ قلبی اور تفکر میں ہر وقت آزادی سے محو رہنے کی ہدایت کر رہا ہے۔ اس عبادت سے انسان اپنے آپ سے کھو کر رہ جاتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: اُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ (آل عمران آیت ۱۹۰۔۱۹۱ پ۴)	اہل خرد (وہ ہیں) جو کھڑے، بیٹھے اور پڑے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

اللہ کے پیارے کسی وقت، کسی حال اور کسی جاء، اللہ سے غافل نہیں رہتے۔ وہ رحمٰن کے پاس ہوتے ہیں اور رحمٰن کے ہوتے ہوئے شیطان کی کیا مجال کہ اُدھر دیکھ بھی سکے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ○ قَالَ ھٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ ○ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ (الحجر آیت ۴۰-۴۲ پ۱۴)	مگر ان میں سے جو تیرے مخلص بندے ہیں (انہیں نہ بہکا سکوں گا) فرمایا کہ یہ راستہ مجھ پر سیدھا ہے۔ بے شک جو میرے (خالص) بندے ہیں ان پر تجھے کچھ زور نہ ہوگا۔

کیونکہ بارگاہِ الٰہی سے جب اس کو اغواٗ کا اختیار دیا گیا تھا تو شیطان نے اسی وقت مخلص بندوں کو مستثنیٰ کر دیا تھا۔ جس کی شاہد آیت بالا ہے۔ شیطان اللہ کے پیاروں کو نہیں بہکاتا اور منزلِ عشق میں اُن سے مخاصمت نہیں کرتا، بلکہ عاشق الٰہی کا دوست بن جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ جیسے پیغمبر اور حضرت

Marfat.com

جنید بغدادیؒ کے قصوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے عشق اور توحید الٰہی کے کیسے کیسے نکات واضح کیے۔

کیا ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرتِ انسان پر
فعلِ بد تو خود کریں لعنت کریں شیطان پر

واقعہ یہ ہے کہ شیطان ایک خاص سبق ہے۔ لیکن ابلیس سے یہ ضرور غلطی ہوئی کہ اس نے آدم کو غیر سمجھا اور ''خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ''(بخاری، احمد، مسلم) (اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا ہے۔) کا مطلق خیال نہ کیا۔ مرُدودِ بارگاہِ الٰہی ہوگیا۔ جو شخص اللہ کا ذکر نہیں کرتا۔ بے شک اُس پر وہ مسلط ہوجاتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطٰنًا فَھُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ ○ (الزخرف آیت ۳۶ پ ۲۵)	جو شخص رحمٰن کے ذکر سے غافل ہے ہم اس پر شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں، پس وہ اُس کا ہم نشین ہوجاتا ہے۔

شیطان شطن سے نکلا ہے۔ شطن کے معنیٰ بُعد کے ہیں۔ شیطان نے تم کو بچے کی مانند سمجھ لیا ہے۔ اس لئے وہ تم کو دُنیا کی دل فریب صورتوں اور دل کش چیزوں کا سبز باغ دکھاتا، تمہاری آنکھوں کو دھوکا دیتا ہے۔ حالانکہ تم خود کو ذی علم، سنجیدہ اور ذی ہوش کہتے ہو۔ لیکن اس کے اخلاق کو کریمانہ اور الطاف کو بزرگانہ محسوس کرتے ہو۔ تم اس کے دامِ مکر میں آگئے اور ابھی تم اُن چیزوں کو چھُونے بھی نہ پائے تھے کہ وہ حکمتِ عملی سے تمہارے دل و دماغ پر مسلط ہوگیا۔ اگر کسی شخص کے دل پر عبادت کرتے وقت اللہ کی طرف سے غفلت طاری ہو اور بجائے دید و اتصال

Marfat.com

کے بُعد اور دُوری ہو تو، اگرچہ بظاہر اُس عمل کو کیسا ہی نیک اور نورانی کیوں نہ سمجھا جائے، وہ شیطانیت ہے۔ اے عزیز! جس کو حق سے غیریت اور دُوری ہو وہ ہی مردُودِ بارگاہِ الٰہی ہے۔ شیطان عُبّاد وصلحا کے پاس بہکانے کو پھٹکتا بھی نہیں۔ وہ اس کو مظہر جلالی جانتے ہیں۔

رفتہ رفتہ راہ پہ لانا ہے واعظ کو ضرور
لے چلوں شربت بنا کر نذر کو انگور کا (امیر بینائی)

مسلمانو! ذکرِ الٰہی چھوڑ کر تم طرح طرح کے مصائب میں گرفتار اور ہر دینی اور دنیوی معاملے میں پریشان ہو۔ اگر تم اب بھی صدقِ دل سے تمام عیوب اور نقائص دور کر کے خالصاً لوجہ اللہ ذکر الٰہی اور اچھے اعمال میں مصروف ہوجاؤ تو پھر وہی روحانی ترقی حاصل کرلوگے، جس نے تم کو دین و دُنیا کا مالک بنا رکھا تھا۔ دُنیا کی محبت سے شیطان کو غلبہ ہوتا اور ذکرِ الٰہی سے انسان غافل ہوکر ہر طرح برباد ہوجاتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (المجادلۃ آیت ۱۹ پ ۲۸)

شیطان اُن پر غالب ہوگیا اور ان سے اللہ کی یاد بھلادی۔ وہ (اللہ کو بھول جانے والے) لوگ شیطان کے لشکر ہیں۔ آگاہ ہوجاؤ کہ شیطانی گروہ نقصان پانے والا ہے۔

مسلمانو! تم شیطان کے دفعیہ کے لئے دل سے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم اور سُوْرَةُ النَّاس کا وِرد کرو اور ان کے معنیٰ میں فکر کرو۔ اللہ کا ذکر وسوسۂ شیطانی کے دفعیہ کیلئے اللہ کا بتایا ہوا علاج ہے۔

Marfat.com

قولہٗ تعالیٰ: اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّہُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیۡطٰنِ تَذَکَّرُوۡا فَاِذَا ہُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ ۚ﴿۲۰۱﴾ (الاعراف آیت ۲۰۱ پ ۹)

بے شک جو لوگ پرہیزگار ہیں جب اُنہیں شیطان کا وسوسہ پہنچتا ہے وہ (اللہ کا) ذکر کرتے ہیں پس فوراً ہوشیار ہوجاتے ہیں۔

اے طالبِ حق! اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اور کامل مذہب ہے۔ یہ لوگوں کی نادانی ہے کہ اس کو صرف جسمانیت میں ہی محدود سمجھتے ہیں۔ اس میں اسلامی تعلیمات کا کوئی قصور نہیں۔ اگر کوئی جسمانی اعمال و عبادات سے آگے ترقی کرنا نہیں چاہتا تو اپنی پسندیدگی کے نتائج کا وہ خود ہی ذمہ دار ہے۔ قرآن مجید نے تو ہر شخص کی وسعتِ فہم و ہمت کے مطابق مفید ترین ظاہری و باطنی اعمال کی تعلیم فرمائی ہے۔ اہل اللہ جانتے ہیں کہ کلام الٰہی میں ظاہری عبادات و رسُوم کی تعلیم بھی ہے اور باطنی دائمی مراعات، قلبی مراقبات، سِرّی مشاہدات اور روحانی تجلیات کی طرف رہنمائی کے احکام و اعمال بھی اس مقدس کتاب میں موجود ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَاَسۡبَغَ عَلَیۡکُمۡ نِعَمَہٗ ظَاہِرَۃً وَّبَاطِنَۃً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ وَّلَا ہُدًی وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیۡرٍ ﴿۲۰﴾ (لقمان ۲۰ پ ۲۱)

اور تم پر اپنی نعمتوں کو ظاہراً و باطناً پورا کیا اور بعض لوگ اللہ کے بارے میں بغیر علم و ہدایت اور کتاب روشن کے جھگڑتے ہیں۔

حضور رَحۡمَۃٌ لِّلۡعَالَمِین محمد ﷺ صرف عالم اجسام کی اصلاح کے لئے مبعوث نہیں ہوئے تھے بلکہ عالم روحانیت کے لئے بھی آپ ﷺ کی تعلیم پاک مکمل ہے۔ اس تعلیم پاک سے ہر شخص حسب فہم و ظرف فائدہ اٹھاسکتا ہے۔ کوئی جسمانی اعمال و عبادات ہی پر اکتفا کرلیتا ہے اور کوئی ایسا عالی ظرف

Marfat.com

اور نکتہ شناس ہوتا ہے کہ جسمانی اعمال و عبادات سے گذر کر، روحانیت کے اُس مقام پر جا پہنچتا ہے، جہاں اس کو جسمانی عبادات کی ضرورت کا احساس بھی نہیں رہتا۔ اس کو ماسوا اللہ کی جانب متوجہ ہونے ہی نہیں دیا جاتا۔ ہستی فانی کا ذکر کیا اس کا شعور تک باقی نہیں رہتا۔ ؎

تا در تو ز پندار تو ہستی باقی است　　　　می دان بہ یقین کہ بُت پرستی باقی است

گوئی بُتِ پندار شکستم رستم　　　　این بُت کہ تو پندار شکستی باقی است

(جب تک تیرے اندر انانیت اور خود پرستی باقی ہے، یقین کر کہ بت پرستی باقی ہے۔ اے رستم! تم کہتے ہو کہ میں نے انانیت کے بت کو توڑ دیا ہے، مگر یہ خود پرستی کا بت ابھی ٹوٹنے کے لئے باقی ہے۔)

اب اس کا دماغ اُن باتوں کی طرف جن کو دُنیا میں عقل مندی کہا جاتا ہے، رجوع نہیں ہوتا۔ اللہ جانے وہ دیوانہ ہے یا فرزانہ، لیکن بادشاہ کے حضور سے واپس آکر وہ بادشاہ کی حضوری کے لئے درخواست ارسال کرنا نہیں چاہتا۔ ؎

عاشقم من برفن دیوانگی　　　　سیرم از فرہنگی و فرزانگی

من نخو اہم عشوۂ دانش شنود　　　　آزمودم چند خواہم آزمود　(رومیؒ)

(میں دیوانگی کے فن کا عاشق ہوں، عقلمندی اور دانشمندی کی منزلیں طے کر آیا ہوں۔ میں عقل و دانشمندی کی باتوں کو نہیں جانتا کیونکہ جو کچھ آزمانا تھا آزما چکا۔)

اس کو عقل کی باتیں نہیں بھاتیں۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: ؎

جائے کہ بود جلوۂ حق حاکمِ وقت

تابع شدنِ حکم خرد بوالہبی است

(جس جگہ حق تعالیٰ کا جلوہ کارفرما ہو، وہاں عقل کی تابعداری کرنا بوالہبی ہے۔)

Marfat.com

حضرت ناصح اس کو زہد و عبادت کی تلقین کرتے، ڈراتے، دھمکاتے اور موقع ملنے پر دار کو آراستہ کر دیتے ہیں۔ لیکن وہ کیا کرے ــــــ؟ اُس کی خودی کو لیکر اُس کو بے خود بنا دیا گیا ہے۔ وہ اُن کا کہنا مانے بھی تو کیسے مانے۔؟ رحمٰن کو اختیار ہے، جس سے جس طرح چاہے کام لے۔ اس کے پاس جو کچھ تھا، سب اپنے محبوب پر نثار کر چکا۔

کہاں وہ پاک دامانی کہاں وہ زہد اور تقویٰ
کسی نے مسکرا کر ساری دُنیا لوٹ لی میری

اب اگر کوئی اس کو اپنی نادانی سے تکلیف پہنچانا چاہتا ہے تو پہنچائے اور اللہ کے غضب کو مول لے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَیَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ ط (آل عمران ۱۱۲)	اور مارتے رہے نبیوں کو ناحق۔

حدیث قدسی ہے کہ:

مَنْ آذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ (بخاری کتاب الانبیاء، کتاب الرقاق حدیث نمبر ۱۴۲۲، مشکوٰۃ)	جس نے میرے ولی کو اذیت دی میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔

اے مسلمانو! نبی کریم ﷺ کی تعلیم کو سمجھو۔ اعمال قلبی کی فضیلت کو پہچانو اور اس کی مواظبت کرو۔ حدیث:

ذَرَّةٌ مِّنْ اَعْمَالِ الْقُلُوْبِ اَفْضَلُ مِنْ جِبَالِ اَعْمَالِ الْجَوَارِحِ (مسلم، ابن ماجہ، ترمذی)	دلوں کے اعمال کا ذرہ ظاہر کے پہاڑ برابر اعمال سے بہتر ہے۔

ذکر، فکر، ذوق، شوق، خلوص، محبت، عشق، معرفت، استغراق، مراقبہ،

Marfat.com

مکاشفہ، معائنہ، معانقہ، فنا، بقا اور دوسری قلبی، سرّی اور روحی عبادات و اعمال کا اہلِ ظاہر کو بہت ہی کم علم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علوم و معارف کی کوئی انتہا نہیں۔ اس کی نعمتیں حدِ شمار سے باہر ہیں۔ وہ نعمتِ اسلام مسلمین کو، نعمتِ ایمان مومنین کو، نعمتِ ارادت مریدین کو، نعمتِ اُنس مستانسین کو، نعمتِ شوق مشتاقین کو، نعمتِ محبت عاشقین کو اور نعمتِ توحید موحدین کو عطا فرماتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ (النحل آیت ۱۸ پ ۱۴)	اور اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تم شمار کرو تو کبھی نہیں کرسکو گے۔

نعمت کی زیادتی کے ساتھ کشف میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ انعامات پر انعامات ملتے ہیں اور پاکیزہ سے پاکیزہ انوار کا ظہور ہوتا ہے۔ کون ہے جو ربُّ العظیم کی لامحدود نعمتوں کا شمار کرسکے — ؟ ان کا بیان حدِ بشری سے خارج ہے۔ وہ انسان، حیوان، جسم، قلب، روح غرضکہ کُل کائنات کو رزق عطا فرماتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ ۚ (النحل آیت ۷۱ پ ۱۴)	اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت دی ہے۔

وہ جسموں کو ظاہری غذا سے، عقول کو افکار سے جو صفاتِ الٰہی میں ہوں، اور قلب کو اپنے ذکر پاک سے رزق عطا فرماتا ہے۔ سب اپنے رزق کے لئے اللہ کے محتاج ہیں بعض کے واسطے طاعات ہیں کہ بوجہ تصفیۂ نفس اُن کی روح کو غذا ملتی ہے اور بعض ارادات میں بعض مقامات اور حالات میں، بعض مکاشفات اور مشاہدات میں، بعض محبت اور توحید میں اور بعض تفرید میں اپنی روحوں کا رزق پاتے ہیں۔ عالم ظاہر میں بھی مخلوق کے رزق میں کمی و بیشی

Marfat.com

اور نوعیتِ رزق کے اختلاف کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ سب انسانوں کا جسمانی رزق بھی ایک ہی قسم کا اور برابر نہیں ہوتا۔ بعض کا رزق طلب میں، بعض کا قناعت میں ہے۔ طلب میں بھی بعض کو زیادہ محنت پر، اور بعض کو کم محنت پر رزق دیا جاتا ہے۔ بعض توکل میں اپنا رزق پاتے ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے کہ ''اِنِّیْ اُظِلُّ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیُسْقِیْنِیْ'' (بخاری) میں برابر اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

اے عزیز! اللہ تبارک و تعالیٰ قدیم اور مخلوق حادث ہے۔ حادث کا مقدور نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے فہم میں لائے اور اپنی قوت سے ان کو پہچانے۔ حادث کی عقل و خیال اور حواس سب حادث ہیں اور حادث کا ادراک حادث ہونے سے تجاوز نہیں کرسکتا، لہٰذا انسان کو جسم اور جسمانیت سے اس کی بارگاہ میں راہ نہیں ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ صرف اپنے فہم پر اکتفا نہ کرے اور اپنی خودی سے خالی ہوکر، طالبِ حق ہو اور اپنے آپ کو نیست کر کے اس راستے میں قدم بڑھائے۔ جو برتن بھرا ہوا ہو، اس میں گنجائش نہیں ہوتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قوت کاملہ الٰہیہ سے کلام پاک سُنا اور محفوظ کیا تھا۔

اے طالب حق! محبت الٰہی کے سمندر میں نفسانیت کے کپڑے اُتار کر چھلانگ مار اور ہاتھ پاؤں کو حرکت نہ دے۔ اپنی تیراکی چھوڑ دے اور غوطہ پر غوطہ کھائے جا۔ یہاں تک کہ ''تُو'' مرجائے۔ جب تُو مرجائے گا تیری لاش خودبخود اُبھر آئے گی اور تُو سب سے بلند ہوجائے گا۔ دُنیا کو تُو حرکت کرتا نظر آئے گا۔ لیکن دیکھنے والے دیکھیں گے کہ تیری حرکت تجھ سے نہیں سمندر سے ہے اور تُو بحرِ ذات

Marfat.com

کے بہاؤ پر بہہ رہا ہے۔ یہ ہے حقیقی زندگی جو حق سے حق کے لئے حق کی طرف ہے۔

اے عزیز! اللہ تعالیٰ کی طرف جسمانی پیروں سے نہیں چلا جاسکتا ہے۔ اس راستے کو تو قلب اور روح سے طے کیا جاتا ہے۔ خلق کی نظر چونکہ اجساد پر پڑتی ہے، لہٰذا عوام اعمالِ جسمانی ہی کو پسند کرتے اور اُن کو افضل سمجھتے ہیں۔ چونکہ دل گزرگاہِ جلیلِ اکبر ہے، صالح انسان اعمالِ قلبی کے ذریعے حق تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں۔ عقائد کی اعمال پر برتری مسلّم ہے۔ بغیر صحیح عقیدہ کے کوئی بہتر سے بہتر عمل قابل قبول نہیں ہوتا۔ عقیدہ کا تعلق دل سے ہے۔ لہٰذا کہا جاسکتا ہے کہ تمام اعمال جسمانی بمنزلہ فرع اور اعمال قلبی بمنزلہ اصل ہیں۔ گویا اعتقاد درخت ہے اور اعمال پتیاں۔ بعض صالحین نے کہا ہے کہ اعتقاد کے مقابلے میں اعمال ایسے حقیر ہیں جیسے عرش عظیم کے مقابلے میں عالمِ دُنیا جو رائی کے دانے کے برابر یا اُس سے بھی کم ہے۔ اگر کوئی شخص دل سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی تصدیق نہ کرے، تو وہ زبانی اقرار یا کسی کتاب میں لکھا ہوا کلمۂ توحید پڑھ لینے سے مومن نہیں کہا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زبان کے مقابلے میں قلب کا اعتبار ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''اللہ نہیں دیکھتا تمہارے اشکال و اعمال کو بلکہ وہ دیکھتا ہے تمہارے دل اور نیتوں کو۔''

(مسلم، ابن ماجہ بروایت ابوہریرہؓ)

اے مسلمانو ـــ! اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے حکموں کو صدق و خلوص سے مانو اور ان کی پیروی کرو۔ قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران آیت ۳۱ پ ۳)

(میرے محبوب ﷺ) کہدو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تاکہ اللہ بھی تم سے خوش ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہی اُمت ہے جو آنحضرت ﷺ کی پوری پوری پیروی کرے۔ آپ ﷺ کی اتباع میں اخلاق بلندی پر پہنچے، کیونکہ حُسن اخلاق اسلام کی اولین تعلیم ہے۔ سب کو چاہئیے کہ مل کر خالص توحید کو حاصل کریں۔ ایک ہی منزل کی جستجو میں بڑھیں۔ ظاہری اور باطنی عبادات میں حضور ﷺ کی اتباع کریں۔ کوشش کریں کہ اس میں سَرِ مُو فرق نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ کے قدم بقدم چلیں۔ مسلمانو! یہ تم پر لازم ہے۔ اِن کے بغیر تم روحانی عروج اور محبت الٰہی حاصل نہیں کرسکتے۔

حضور ﷺ کا غارِ حرا میں مجاہدہ، ذکر وفکر اور باطنی ریاضت تمہارے لئے کھلا ہوا سبق ہے اور آنحضرت ﷺ کی تعلیم پاک تم کو تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، خضوع وخشوع، صدق اور اخلاص کی جانب حُکماً متوجہ کررہی ہے۔ تمہارا اولین فرض ہے کہ اس پر عمل کرو تاکہ تم پر محبت اور عرفان الٰہی کا دروازہ کھول دیا جائے۔

اے عزیز! تمام عالموں میں جو کچھ بھی ہے، اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور سب اُس کے سامنے سر جھکائے اور اُس کے مطیع ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کل مخلوق کے واسطے اپنی تقدیر مقرر فرمائی ہے، جس پر ہر مخلوق اپنے اعمال کماتی ہے اور سب کی کمائیوں کا خالق وہی ہے۔ وہ اپنی حکمتوں اور بھیدوں کو خود ہی خوب جانتا ہے۔ وہ مخلوق کے اندازۂ فہم سے باہر ہے۔ کچھ بھی اُس کے علم سے باہر نہیں۔ اس کی صفات کا ادراک مخلوق نہیں کرسکتی۔ کل مخلوق اُسی کے قبضۂ

Marfat.com

قدرت میں مسخر ہے اور وہ جس طرح چاہتا ہے اُن میں تصرف فرماتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ○ (البقرۃ۱۱۶پ۱) | سب اُس کے مطیع ہیں۔

تو اپنے اعمال اور نیکیوں پر فخر مت کر اور نہ کسی کو حقیر و ذلیل خیال کر۔ یہ تکبر ہے کہ تو اپنے ذاتی استحقاق سے خود کو دوسروں سے برتر گمان کرے۔ متکبر اپنی نفسانیت کی وجہ سے سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ حدیث قدسی میں ہے کہ جس نے کبریائی وعظمت میں مجھ سے جھگڑا کیا اس کو دوزخ میں داخل کروں گا۔ (الصحیح) اور حدیث میں ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (الصحیح)

اگر خوش قسمتی سے تجھ سے کوئی اچھا فعل سرزد ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر کر کہ اُس نے تجھ کو مظہرِ خیر بنایا۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ پاک عین کمال ہے۔ وہ ہر طرح کی خواہش سے پاک اور منزہ ہے۔ نہ اس کو مخلوق کی عبادت کی خواہش ہے نہ کافروں پر عذاب کی۔ کسی چیز کی خواہش تو وہ کرتا ہے جو محتاج ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کو خواہش ہوتی کہ کافروں اور مشرکوں کو برباد کردیا جائے تو آج روئے زمین پر کوئی کافر نہیں ہوتا۔ انسان کو جو کچھ سزا و جزا یا تکلیف و آرام پہنچے گا وہ اُس کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے اور اُس کے تمام کام حکمت پر ہیں۔ نہ کافر کا کفر اور نہ مومن کا ایمان اُس کے لئے مضر یا مفید ہے۔ اللہ 'صمد' ہے، اس کو کسی چیز کی کسی طرح احتیاج نہیں۔ اُس کی شانِ پاک کامل مقدس ہے۔ مخلوق حادث ہے اور اس کا کفر یا ایمان حادث سے حادث کا ظہور ہے۔ جب مخلوق کو اس کی بارگاہِ قدیم میں اتصال نہیں تو مخلوق سے ظاہر شدہ مخلوق یعنی کفر و ایمان کو اُس کی بارگاہ سے اتصال نہیں ہوسکتا۔ مومن کا ایمان اُس کے واسطے سامانِ

Marfat.com

جنت اور کافر کا کفر اُس کے واسطے دوزخ کے سامان ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ جمال و جلال کا ظہور ہے۔ اے عزیز تو کس طرح کسی کو بُرا یا حقیر و ذلیل خیال کرسکتا ہے--؟ تجھ کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر پاک میں مصروف رہ کر اپنی زیادہ سے زیادہ اصلاح ہدایتِ شریعت کی روشنی میں کئے جائے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ (المائدہ آیت ۴۸ پ ۶)

(اے نبی ﷺ) ہم نے تمہاری طرف قرآن برحق اُتارا جو اگلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا اور ان کا محافظ ہے۔ جو کچھ اللہ نے تم پر اُتارا ہے تم اس کے موافق ان لوگوں میں فیصلہ کیا کرو اور جو حق بات تم کو اللہ سے پہنچی ہے اس کو چھوڑ کر اُن کی خواہشات کی پیروی نہ کرو ہم نے تم میں سے ہر ایک فریق کے لئے ایک شریعت اور طریقہ بنایا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی (مذہبی) گروہ کردیتا لیکن جو احکام تم کو دیئے ان میں تم کو آزمانا ہے۔ پس نیک کاموں کی طرف تیزی سے بڑھو۔ کیونکہ تم سب کو اللہ کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ جن باتوں میں تم لوگ دُنیا میں اختلاف کرتے رہے ہو وہ سب تم کو معلوم ہوجائے گا

Marfat.com

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ (الحج آیت ۶۷ پ ۱۷)	(اے نبی ﷺ)! ہم نے ہر ایک امت کے لئے عبادت کے طریقے مقرر کر دیے جن پر وہ چلتے ہیں۔

کُل انسان ذاتِ رب العالمین کی ہستی کا دانستہ یا نادانستہ اثبات و اقرار کر کے خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ اور عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یعنی ہر چیز کے خالق اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والے کی عبادت کرتے ہیں۔ دراصل منشائے الٰہی یہ ہے کہ دُنیا میں بے شمار عقائد، بے انتہا زبانیں، بے حد مذہبی جتھے قائم ہوں اور سب اپنے اپنے مذہبی عقائد کے موافق اپنی اپنی زبانوں میں علیٰحدہ علیٰحدہ اس کی عبادت اور ذکر کریں اور وہی ہو رہا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ (النور آیت ۴۱ پ ۱۸)	کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی کی پاکی بیان کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں اور پرندے صف بستہ ہوکر ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح کو جانتا ہے۔

دوسروں کو اختلافِ عقائد کی بناء پر سزا نہ دینا اور جبر نہ کرنا اس دین حنیف کا زریں اصول ہے جس کی اصل بنیاد اللہ کی حکیمانہ تعلیم ہے۔ مشیتِ الٰہی اس بات کی مقتضی ہے کہ بنی نوع انسان اپنی عقل اور قوتِ غور کے اختلاف کے مطابق عقائد میں بھی مختلف ہوں۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۙ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ (ھود آیت ۱۱۸۔۱۱۹ پ ۱۲)	اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو کُل نوع انسان کو ایک طریقۂ کار پر عامل بنا دیتا (یعنی ایک مذہب کا پابند) اور وہ آئندہ بھی ہمیشہ اختلاف ہی کرتے رہیں گے۔ مگر وہ جن پر تمہارا پروردگار رحم کرے اور اسی واسطے اُنہیں پیدا کیا ہے۔

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ ہر کسی کے عقائد کو بہ جبر تبدیل کرنا درست نہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ (الغاشیہ ۲۲ پ ۳۰)	(اے نبی ﷺ)! آپ ان پر محافظ نہیں ہیں۔
وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ (قٓ آیت ۴۵ پ ۲۶)	(اے نبی ﷺ)! آپ ان پر منجانب اللہ جبر کرنے والے نہیں ہیں۔
وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ (الزمر آیت ۴۱ پ ۲۴)	(اے نبی ﷺ)! آپ ان پر مختار مقرر نہیں کئے گئے ہیں۔
لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ (الروم آیت ۳۰ پ ۲۱)	اللہ کی پیدا کی ہوئی خلقت میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔
قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ (بنی اسرائیل ۸۴ پ۱۵)	کہدو ہر شخص عمل کرتا ہے اپنے طریقے پر۔
وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ (بنی اسرائیل آیت ۴۴ پ ۱۵)	اور کوئی چیز نہیں مگر اُس کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کرتی ہے۔ لیکن تم اُس کی تسبیح نہیں سمجھتے۔
وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا (الحج آیت ۴۰ پ ۱۷)	اور اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرتا تو بے شک گرادی جاتیں خانقاہیں اور گرجے اور یہود کے عبادت خانے اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام بہت یاد کیا جاتا ہے۔
مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (قٓ آیت ۲۹ پ ۲۶)	نہیں بدلی جاتی بات میرے پاس اور نہیں میں ظلم کرنے والا واسطے بندوں کے۔

اے طالبِ حق! مذکورہ بالا آیات کے معنوں پر غور کر اور ان کے مطلب کو سمجھ۔ ممکن ہے تیرے سینے سے مذہبی عداوت اور کینہ نکل جائے اور بجائے

Marfat.com

اس کے دوسروں پر شفقت تیرے دل میں داخل ہو۔ کُل کائنات کا یہ مقدور نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام سے سرتابی کر سکے۔ جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ اس کی منشاء کے عین مطابق ہے۔ اس کی قضا میں تغیر نہیں ہو سکتا۔ تو چون و چرا کے درخت کی جڑوں کو اپنے دل سے نکال ڈال۔ کسی کافر اور مشرک کو بھی حقارت کی نظر سے نہ دیکھ۔ ممکن ہے کہ وہ کسی وقت اسلام سے مشرف ہو جائے۔ مخلوق کو دیکھنے میں تیرا کوئی فائدہ نہیں۔ تیری بہتری خالق کی طرف رجوع ہونے میں ہے۔ جب کسی شے کی فطری استعداد کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا تو اس پر اعتراض کرنے یا اس کو ذلیل و خوار سمجھنے سے سوائے اپنی خودی اُجاگر کرنے کے، کوئی فائدہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات بے انتہا ہیں، اور ہر اسم اپنے مربوب کا مقتضی ہے۔ جب تجھ کو اسماء و صفات کا علم عطا کیا جائے گا تو تجھ کو معلوم ہوگا کہ عالم میں اختلاف اضدادِ اسماء کی وجہ سے ہے۔ وہی ہادی ہے اور وہی مضل، وہی قہار ہے وہی رحمان۔ جلال والا بھی وہی ہے اور جمال والا بھی وہی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ متضاد اسماء کے مظہر ایک دوسرے کے مخالف نظر آئیں۔ یاد رکھ کہ یہ تمام مخالف اور متضاد نقوش ایک ہی ذات کے بنائے ہوئے ہیں۔ ایک ہی آفتاب کی حرارت سے سانپ میں زہر پیدا ہوتا ہے اور بوٹیوں میں تریاق۔ اگر تجھ کو حقیقی راحت مطلوب ہے تو کثرت سے اللہ کا ذکر کئے جا اور اس ملکوتی سیڑھی کے ذریعے سے مقامِ وحدت میں پہنچ کر خود سے غائب ہو جا۔ تاکہ تیرے مذہب اور دین کو پوچھنے والے تجھ سے سوائے اللہ کے کچھ نہ سن سکیں۔ ابوالعباس قصابؒ فرماتے ہیں ''جواں مرد وہ اشخاص ہیں

Marfat.com

جن کو نہ دنیا میں جگہ ہے نہ آخرت میں۔'' مولانا رومؒ نے سچ کہا ہے: ؎

ملت عشق از ہمہ دینہا جدا است

عاشقاں را مذہب و ملت خدا است

(عشق کی ملت تمام دینوں سے جدا ہے۔ عاشقوں کا مذہب و ملّت اللہ ہے۔)

عالم کی ابتداء سے تمام انبیاءؑ نے ایک ہی دین کی تبلیغ کی اور توحید کی تعلیم دی۔ اگرچہ شریعتیں بدلتی رہیں، لیکن کسی رسولؑ اور نبیؑ نے اصل دین کو تبدیل نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاءؑ علاتی اولادیں ہیں کہ ہمارا دین واحد ہے اور ہماری شریعتیں جدا۔ (صحیح)

اے عزیز! تیرا اسلام جب ہی درست ہوگا کہ تو غیرحق کا لگاؤ چھوڑ دے۔ نفس کے خلاف مجاہدہ کرکے اس کو قابو میں کرے۔ جو چیز حجابِ حق ہو اس کو ترک کردے اور امر قضا و قدر کے سامنے سرجھکادے۔ اللہ کی مخلوق پر شفقت کرے اور دینی بھائیوں کا خیرخواہ ہو۔ یہ بات خوب سمجھ لینا چاہئیے کہ وحدہٗ لاشریک کی توحیدِ پاک اصل ہے اور اعمال و عبادت کا مقصد یہ ہے کہ توحیدِ پاک قول سے فعل اور فعل سے حال بن جائے۔ انسان کا جتنا اعلیٰ ایمان توحید پر ہوگا، اسی قدر بارگاہِ الٰہی میں اس کو قرب نصیب ہوگا۔ جب انسان نے توحید کو تعلیمِ نبوت ﷺ سے سمجھ لیا تو وہ شرک اور کفر سے بالکل پاک ہوجاتا ہے۔ دل کو وحدانیت حق پر جمانا عین اسلام ہے اور یہ عملِ قلب، اعلیٰ عمل ہے۔ اگر ایمان صحیح اور دل میں توحید و رسالت کا یقین موجود ہے تو اگر شامت نفس سے بدکاریوں میں بھی مبتلا ہوکر مرا تو دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔

اے طالبِ حقیقت! اگر تو اپنی فلاح چاہتا ہے، اگر تجھ کو انسانیت کے

Marfat.com

اعلیٰ مقاموں کی جستجو ہے، اگر تجھ کو سفلیات، نفسانیت اور شیطانیت سے بچنے اور توحید کے انکشافی مرتبہ کی آرزو ہے اور اگر تو خضوع، خشوع، سکونِ قلب، صدق، اخلاص، عقلِ سلیم، وجدانِ کامل، عشقِ رحمان، عرفانِ حق اور دیدارِ الٰہی کی طرف رجوع ہونے کو پسند کرتا ہے تو احکامِ الٰہی اور ارشاداتِ رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں ذکر الٰہی کو اپنے اُوپر لازم کرلے اور تمام اولیاء اللہ کی طرح ہر جگہ اور ہر وقت اس قدر کثرت سے ذکر کرکہ زبانی ذکر سے قلبی ذکر تجھ کو اس حیثیت سے حاصل ہوجائے کہ اگر تو اس کو بقوّت ترک کرنا بھی چاہے تو ترک نہ کرسکے۔ تجھ کو ابھی معلوم نہیں ہے کہ تیرے مہربان مالک نے اس عبادت کے پردے میں کیسی بے بہا اور نایاب نعمت عطا فرمائی ہے۔ تو ذکر الٰہی کو کسی فریضۂ مذہبی سے کم نہ سمجھ۔ یہ سب سے اعلیٰ عمل اور تمام عبادتوں کا خلاصہ ہے۔ یہ عبد اور معبود کے درمیان تعلق رکھنے کا واحد ذریعہ ہے۔ تو جس قدر اس مقدّس نسبت کو مضبوط کرلے گا، اسی قدر تو غیر اللہ سے دور اور حق سے قریب ہوجائے گا۔ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے زیادہ تجھ پر شفقت کرنے والا اور تجھ کو تیری فلاح کا سچا راستہ بتانے والا کوئی نہیں۔ اُن واضح آیات اور مستند احادیث کا بغور مطالعہ کر جو گذشتہ صفحات میں لکھی گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اُس کا ذکر پاک کرنے کی توفیق مانگ کیونکہ جب وہ چاہتا ہے تو کسی قسمت والے کو اُس کی یادِ پاک نصیب ہوتی ہے۔ حضور رسول اکرم ﷺ کی دعاؤں سے ذکر الٰہی کی فضیلت اور اہمیت سمجھ اور اُن پر غور کر۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ—الخ (مشکوٰۃ)	اے اللہ! اپنا ذکر کرنے پر میری مدد کر۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ لَکَ شَاکِرًا وَّلَکَ ذَاکِرًا— الخ (مشکوٰۃ)	اے اللہ! مجھے اپنا شکر کرنے والا اور ذکر کرنے والا بنا۔

سبحان اللہ! ذکرِ الٰہی کس قدر پُر اہمیت اور مفید عبادت ہے کہ ذاکروں کے سرتاج حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے لئے بارگاہ مجیب الدعوات میں دست بدعا ہوتے ہیں۔

اے عزیزو! تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ کسی مردِ کامل سے راہِ طریقت کا سبق حاصل کرکے، ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوجاؤ اور کسی سخت سے سخت وقت میں بھی اللہ کی یادِ پاک میں غفلت نہ کرو۔ موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے جب تبلیغ حق کے لئے فرعون کے پاس بھیجا تھا تو فرمایا تھا کہ میری نشانیوں کے ساتھ جاؤ اور شفیق مربیّ کی طرح یہ بھی ہدایت فرمادی تھی کہ:

وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِکْرِیْ ۚ (طٰہٰ آیت ۴۲ پ ۱۶)	میرے ذکر میں سستی نہ کرنا۔

ذکر الٰہی فرض دائمی ہے کسی وقت اور کسی جگہ اس کو ترک کرنے کی اجازت نہیں۔ بحالتِ جہاد بھی جبکہ سخت گھمسان کا وقت ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے ذکر پاک کا اس طرح حکم فرماتا ہے۔

فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ (الانفال آیت ۴۵ پ ۱۰)	(کسی گروہ کے مقابل ہو تو) جمے رہو اور اللہ کا کثیر ذکر کرو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔

اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام ہے۔ وہ حَیٌّ اور قَیُّوْمٌ ہے۔ اُس کی صفات اور انعامات غیر محدود ہیں۔ اُس کے ذکر پاک کی رفعتوں کا اندازہ بھی عقلِ بشری سے خارج ہے۔ وہ ہی جانتا ہے کہ اس نے کیا کیا انعامات اپنے کثیر ذکر کرنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ○ (الاحزاب آیت ۳۵ پ۲۲)	اور اللہ کا کثیر ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، اللہ نے اُن کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کیا ہے۔

جلیل القدر مفسر علامہ ابن کثیرؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ''ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کونسا مجاہد افضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنیوالا۔ اُس شخص نے پھر روزہ دار کی نسبت سوال پوچھا۔ یہ ہی جواب ملا۔ پھر نماز، زکوۃ، حج، صدقہ سب کی بابت پوچھا۔ یہ ہی جواب فرمایا۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمر فاروقؓ سے کہا کہ پھر اللہ کا ذکر کرنیوالے بہت ہی بڑھ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں!'' (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، مسند احمد)

حارث اشعریؓ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یحیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع کیا اور فرمایا کہ میں تم کو کثرت کے ساتھ ذکرِ الٰہی کی ہدایت کرتا ہوں اور اُس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کے پیچھے اس کا دشمن بہت تیزی سے دوڑا حتیٰ کہ اُس کے واسطے کوئی مفر نہیں ہے کہ ناگاہ وہ ایک مضبوط قلعے کے اندر آ گیا کہ جس پر دشمن کا قابو نہیں چلتا ہے اور سمجھ لو کہ شیطان سے بندہ سب سے زیادہ محفوظ اُس وقت ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے ذکر و یاد میں ہو۔ (احمد)

اے عزیز! زیادہ گفتگو کرنے سے خود کو روک اور ذکرِ الٰہی سے غافل مت رہ۔ حدیث ابن عمرؓ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوائے ذکرِ الٰہی کے زیادہ کلام نہ کیا کرو، کیونکہ کلام کی کثرت جو سوائے ذکرِ الٰہی

Marfat.com

Marfat.com

بڑھا تو اللہ تعالیٰ اس پر مُہر کر دیتا ہے۔ (تفسیر ابن جریر)

مسلمانو! اللہ و رسول ﷺ کی ہدایت پر عمل کرو۔ تمہاری حقیقی فلاح اسی میں ہے کہ اس مقدس تعلیم پر عمل کرو۔ حدیثِ ذیل کو دیکھو اور سمجھو کہ انسانیت کے حقیقی غمخوار ﷺ نے تمہاری بہتری کے لئے کس کس طرح اظہار ہدایت فرمایا ہے۔

اعزمزنیؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، پردہ ڈالا جاتا ہے میرے دل پر اور میں استغفار کرتا ہوں اللہ سے دن میں سو بار۔ (مسلم ومشکوٰۃ)

اے عزیز! غور کر کہ تو کیوں حق سے غافل رہنا پسند کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے ارشاد میں تیرے لئے ہدایت کے بڑے روشن انوار ہیں، اگر تجھ کو رجوع الی اللہ کا شوق ہو۔

اے عزیز! بدگمانیوں اور بُرائیوں کو دل سے ہٹا اور خیر اندیش بن۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ ظَنُّ الْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا جو شخص مسلمانی صورت اور وضع رکھتا ہو اور خود کو مسلمان کہتا ہو، اختلاف کی وجہ سے اس کی تکفیر نہ کر۔ ممکن ہے اس کا ایمان بہتر ہو۔

لَا تَشْهَدُوْا اَهْلَ الْقِبْلَةِ بِالْكُفْرِ وَلَا بِالشِّرْكِ وَلَا بِالنِّفَاقِ وَذَرُوْا سَرَائِرَهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى	تم اہل قبلہ پر کفر و شرک اور نفاق کی گواہی مت دو اور ان کی پوشیدہ باتوں کو اللہ کی طرف چھوڑ دو۔

اللہ تعالیٰ نے بدگمانی اور تجسس کی ممانعت فرمائی ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا (الحجرات آیت ۱۲ پ۲۶)	اے مسلمانو! زیادہ بدگمانیوں سے بچو۔ بے شک بعض بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں اور تجسس نہ کرو۔

Marfat.com

کسی کا تمسخر اور مضحکہ اڑا کر دل دُکھانا گناہ کبیرہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ
(الحجرات آیت ۱۱پ ۲۶)

اے ایمان والو! تمہارا ایک گروہ دوسرے گروہ کا مضحکہ نہ اُڑائے ممکن ہے کہ وہ اس سے بہتر ہو۔

شخصے بزنِ فاحشہ گفتا مستی ہر لحظہ بدامِ دگرے پابستی
گفتا شیخا ہر آنچہ گوئی ہستم اما تو چنانکہ می نمائی ہستی

(ایک شخص نے کسی سے کہا کہ تو ہر لحہ دوسروں کے دام میں گرفتار ہے۔ اس نے کہا کہ شیخ صاحب! میں ویسی ہی ہوں جیسا کہ آپ کہہ رہے ہیں۔ مگر آپ بھی تو ہمیشہ ریاکاری وخودستائی کے دام میں گرفتار رہتے ہیں۔)

یاد رکھو کہ فقیر کبھی خلاف شرع نہیں ہوتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ تم میں اُس کے احوال سمجھنے کی صلاحیت نہ ہو۔

اے عزیزو! کسی کا گمراہ ہونا تم کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن کسی کو گمراہ سمجھ کر اس کی حقارت کو دل میں جگہ دینا حجابِ حق ہے اور اگر وہ تمہاری بدگمانی کے مطابق گمراہ نہیں ہے تو کسی صالح انسان کو بُرا سمجھنا دوہرا گناہ ہے۔ تم اپنے قلب کو وسیع کرو اور دیکھو کہ حضور ﷺ نے نجران کے نصرانیوں کے وفد کو مسجد نبوی ﷺ میں ان کے اپنے طریقے پر عبادت کی اجازت عطا فرما کر اسلامی تعلیمات کی وسعتوں کو کس طرح ظاہر فرمایا۔ لیکن تمہارا ایک فرقہ دوسرے مسلمان فرقے کو اپنی مسجدوں میں اللہ کے ذکر اور عبادت کی اجازت نہیں دیتا۔ غور کرو، کیا یہ کام کسی ایسے انسان کا ہوسکتا ہے، جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت یا خوف بھرا ہو۔

ذکرِ الٰہی کی کثرت انسان کو اُس مقامِ توحید پر لے جاتی ہے، جہاں ہر

Marfat.com

قسم کی ظاہری اور باطنی تفریق کا نام و نشان بھی نہیں رہتا۔ وہ دیکھتا ہے کہ تمام انسان اللہ کی مخلوق ہیں اور اس کے قبضۂ قدرت میں مقہور اور مطیع ہیں۔ تم کو چاہیئے کہ رسول کریم ﷺ کی سچے دل سے ایسی اتباع کرو جیسے تمہارے برگزیدہ اسلاف نے کی۔ وہ علم ظاہری حاصل کرنے کے بعد باطن کی طرف مشغول ہوتے تھے۔ اُس زمانے میں اکثر علماء شریعت کے منازل طے کر کے روحانیت میں قدم رکھ کر آگے کو گام زنی کیے جاتے تھے۔ آخر کار ایک روز بامِ کمال پر پہنچ کر دوسروں کو بھی اوپر کھینچ لیتے تھے۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ جیسے مرد صالح اور دوسرے اولیاء کرامؒ کے سلاسل اس حقیقت کا کھلا ثبوت ہیں۔ اولیاء اللہ کے مبارک گروہ نے اپنے آقائے نامدار رسول کریم ﷺ کی اتباع میں ریاضت، مجاہدہ اور ذکر و فکر کا بار بخوشی برداشت کیا اور بفضلہٖ لافانی عروج پر پہنچے اور ان کے مقدس نفوس بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہوگئے۔

اے طالبِ حق! حق کہنے، حق سُننے اور حق دیکھنے سے نہ بھاگ۔ اظہارِ حق کُل انبیاء علیہم السلام اور اولیائے عظامؒ کا شعار ہے۔ حق کی طرف توجہ نہ کرنا انسان کے دل کو بیمار کر دیتا ہے اور وہ گروہ بندی، حسد، غیبت، ریا اور تکبر وغیرہ جیسے مہلک امراض میں مبتلا ہوجاتا ہے، جو صرف ذکرِ الٰہی سے دور ہوسکتے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ کا ذکر پاک تمام قلبی و روحانی اور ظاہری و باطنی بیماریوں کے لئے بے مضرت اکسیر ہے۔ تُو حتی المقدور اخلاص و ادب سے معبودِ حقیقی کے اسم کا ذکر بکثرت کر اور اسم کے معنیٰ سمجھ۔

اسم سے مسمّٰی کی طرف راستہ مل سکتا ہے۔ اسم سے مسمّٰی کی معرفت نصیب ہوتی اور خالص اطاعت کا شعور بیدار ہوتا ہے۔ بغیر

Marfat.com

معرفت الٰہی صحیح طاعت کا ہونا مشکل ہے۔ کیونکہ پہلے معرفت ہے اس کے بعد طاعت۔ عمل سے پہلے علم کا ہونا ضروری ہے۔ ذکرِ الٰہی کی کثرت سے اعتقاد مضبوط ہوتا اور اعمال کے ضائع ہونے کا خطرہ نہیں رہتا۔ بد اعتقادی سے سب اعمال رائیگاں ہوجاتے ہیں۔ اسم مسمّٰی کو خیال میں مصوّر، عقل میں موجود، شعور میں متجلی اور فکر میں عیاں کرتا ہے۔ گویا اسم ظاہر اور مسمّٰی باطن ہے۔ اسم، ذات کا تقاضا کرتا اور فکر کو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اسم اور صفت سے ہٹ کر اللہ کی معرفت کا کوئی راستہ نہیں۔ اسمائے حسنٰی سے ذکرِ الٰہی کا مقصد یہ ہے کہ سالک اسمائے الٰہی کا ورد کرکے، ان کے معنٰی اور کیفیات کا عالم ظاہر میں اپنی قوتِ فکر سے مشاہدہ کرے اور اس کے بعد ان کو اپنی ذات میں معائنہ کرے۔ تاکہ اس حقیقت کا عین الیقین حاصل ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنانے سے پہلے اس کو اپنی صفات سے موصوف فرمایا۔ یہی منشائے ذکر ہے۔ مگر اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے فکر کی خاص ضرورت ہے۔ اگر ذکر فکر کی برکات سے بہرہ ور نہ ہو، ذاکر عامل ہوجاتا اور کشف و تسخیر حاصل کرکے دُنیائے دُوں کے جال میں پھنس جاتا ہے۔ لیکن جب وہ فکر کے گلخن میں اپنے آہن پارہ ذکر کو ڈال دیتا ہے تو وہ پارہ فولاد میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ یعنی وہ رفتہ رفتہ اپنا

Marfat.com

فرض ادا کرتے ہوئے درجہ بدرجہ عرفان پر فائز ہوتا اور ایک دن عارف بن جاتا ہے۔

ساقی نبود بادہ بر افروز جام ما
مطرب بگو کہ کار جہاں شد بکام ما (حافظؒ)

(ساقی نے شرابِ حقیقت سے میرے جام کو روشن کردیا۔ گانے والے تُو بول دے کہ دنیا کے تمام کام میرے اس کام پر ختم ہوگئے۔)

اے عزیز! ذکرِ الٰہی وہ ملکوتی عبادت ہے جس کے لئے کوئی زمانی اور مکانی قید نہیں۔ انسانی فطرت ہے کہ جس کا ذکر بکثرت اور اچھائی سے کرتا ہے اس کی محبت اس کے دل میں ہوتی ہے۔ جو لوگ اہل وعیال، مال و زر، نام ونمود اور عزت و شہرت کا ذکر وردِ زبان رکھتے ہیں، ان کے دل فانی اشیاء اور کیفیات سے خالی نہیں ہوتے۔ افسوس ہے ان پر جو دُنیا اور اس کی زینتوں کا رات دن ذکر کرتے ہیں اور یادِ الٰہی سے نہ صرف غافل ہیں بلکہ اگر کسی طالب حق کو اللہ کے ذکر کی طرف راغب دیکھتے ہیں تو اس کو بھی روکتے اور مختلف پھندوں میں پھانس کر برباد کردینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا کر یہ تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

کس قدر افسوس ناک حالات ہیں کہ انسان بیوی بچوں، ماں باپ، دوست احباب، تجارت و زراعت، مال و زر، نفع ونقصان اور فضول قصوں، غرضکہ ہر شے کے ذکر کو پسند کرے اور اللہ عزوجل کے ذکرِ پاک سے نفرت کرے۔ کاش وہ اپنے اعمال کو دیکھتے اور ان کے نتائج کا خیال کرتے۔!

Marfat.com

اے عزیز! تو ہی بتا کہ جو کھانے پینے، سونے جاگنے اور دوسری نفسانی خواہشات کے پورا کرنے کے علاوہ کوئی اور خیال نہیں رکھتے، وہ کون ہیں اور کیا ہیں ــــــ؟ غور کر کہ جن کو جانور کہا جاتا ہے، وہ کیا کام کرتے ہیں ــــــ؟ اکثر جانوروں میں کل کے لئے بھی جمع کرنے کی حرص مطلق موجود نہیں ہے۔

یاد رکھو جس طرح ظاہری ظلم وقتل سے جسم برباد ہوجاتا ہے۔ اسی طرح حق سے غفلت کی وجہ سے قلب مُردہ کردیا جاتا ہے اور یہی حال عقول اور ارواح کا ہوتا ہے۔ نااہل صرف جسمانیت اور جسم کو دیکھتے اور ان کی غور و پرداخت میں لگے رہتے ہیں۔ جب وہ ذکرِ الٰہی میں اپنے حواس کو نہیں لگاتے تو حق سے غافل رہتے اور خود پر ظلم کرتے ہیں۔ یہ ظلم جب حد سے بڑھ جاتا ہے تو حواس مسخ کردیے جاتے ہیں اور حواس کے مسخ ہونے کے بعد وہ اپنے نفس کی ماہیت اور حقیقت جاننے کے قابل نہیں رہتے اور بہائم سے بھی بدتر ہوجاتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ○ (الانفال آیت ۲۲ پ ۹)	بے شک اللہ کے نزدیک تمام جانداروں سے بدتر وہ گونگے اور بہرے ہیں جو نہیں سمجھتے۔

اے طالبِ حق! اپنا ظاہر اور اپنا باطن سب اپنے مالک ذرہ نواز کے سپرد کردے۔ حصولِ مراتب کے لئے یا کسی دوسرے لالچ سے عبادت نہ کر۔ بے غرض ہوکر خالص اللہ کے لئے اس کا ذکر پاک کرنا مردان حق کا شیوہ ہے۔ تو حصولِ درجات کے لئے بے چین مت ہو۔ اس کو اختیار ہے کہ جس وقت جو مناسب سمجھے ظاہر فرمائے ”کہ خواجہ خود روشِ بندہ پروری داند“ تو اپنے ظاہری اور باطنی معاملات میں اس پر توکل کر۔ وہ خود فرماتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (المائدہ آیت ۲۳ پ ۶)	اور اگر تم مومن ہو تو اللہ پر توکل کرو۔

جسمانی اور روحانی مشکلات میں اللہ کے لئے صبر اختیار کر۔ اس میں تیری ترقی کا راز پنہاں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت میں اعلیٰ درجات تقسیم ہوں گے اور وہ پکارے جائیں گے تو دوسرے مومنین جو عافیت میں پڑے رہے، یہ تمنا کریں گے کہ اے کاش دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہماری بوٹیاں، قینچیوں سے کاٹی جاتیں۔'' (الصحیح)

بندے میں نفسانی خطرات اور شیطانی وسوسات ہر وقت موجیں مارتے اور اُس کی تصدیقِ ایمان کو خراب کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا اس کو چاہیئے کہ اُن کو اُبھرنے نہ دے اور اُن کا مقابلہ ہمت و استقلال سے کئے جائے۔ دلی اعتقاد اور یادِ الٰہی کو نہ چھوڑے۔ جب اللہ تعالیٰ کا ذکرِ پاک کثرت سے جاری رہے گا تو یہ حالت نہ رہے گی۔ جب انوارِ تجلیاتِ ربانی دل کو منوّر کردیں گے، تو نفس و شیطان کا مکر تباہ ہوجائے گا۔

اگر اللہ تعالیٰ کے ذکر کا کچھ عرصہ باقاعدہ اور توجہ کے ساتھ وِرد کیا جائے تو قلب میں جذبات خضوع و خشوع اُبھرتے اور محبت حق پیدا ہوتی ہے۔ جب ذکرِ الٰہی کی کثرت سے محبت کا درجہ بلند ہوجاتا ہے تو محبوب کے علاوہ جو کچھ دل میں ہوتا ہے، اس کو محبت مٹادیتی ہے۔ ابتداءً سالک نے اپنے نفس کو دوزخ کے خوف اور حور و قصور کے لالچ سے روک کر خالص اللہ کے لئے عبادت کرنے میں جو دشواری محسوس کی تھی، جذبۂ محبت نے اس کو زائل

Marfat.com

کردیا۔ اس کو اللہ کے علاوہ نہ کسی اَجر کی آرزو رہی نہ کسی جزا کی طلب۔

قولہٗ تعالیٰ: هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝ (الکھف آیت ۴۴ پ ۱۵) | وہی بہتر ثواب اور بہتر بدلا ہے۔

جب سالک کو اپنا فعل ہی نظر نہیں آتا، تو وہ کس کام کا اَجر طلب کرے ــــــ؟ اللہ کا طالب بن کر ماسوا پر نظر ڈالنا صدق طلب کو ظاہر نہیں کرتا۔

اے پاک باز! اللہ پاک کا ذکر اس قدر کثرت سے کر کہ انوارِ ذکر تیرے دل اور دماغ پر چھا جائیں اور تیری روح کا جسمانی صفات اور کیفیات سے لگاؤ نہ رہے۔ پھر تجھ کو سکون دائمی حاصل ہوگا۔

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہیں بیٹھتی کوئی قوم ذکرِ الٰہی کرنے کے لیے، مگر یہ کہ گھیر لیتے ہیں اس کو فرشتے اور چھا جاتی ہے اُس پر رحمت اور نازل ہوتی ہے اُس پر سکینت اور ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کا، اُن (شخصوں) میں جو اُس کے قریب ہیں۔ (مسلم)

حدیث قدسی میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اُس کے پاس موجود ہوتا ہوں۔ اگر وہ میرا ذکر دل میں کرتا ہے تو میں بھی اُسکا ذکر دل میں کرتا ہوں اور وہ جماعت میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کا ذکر ایسی جماعت میں کرتا ہوں جو اُن سے بہتر ہے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ جو شخص لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہے، تو تصدیق کرتا ہے ان الفاظ کی پروردگار اُس کا اور کہتا ہے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا اَكْبَرُ۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

اے جویائے حق! احادیث مذکورہ کا بار بار مطالعہ کر، بغور معنیٰ کو

Marfat.com

حاصل کرنے کی کوشش سے غافل نہ رہ اور حق تعالیٰ سے توفیق مانگ۔ شاید تو رسول اللہ ﷺ کی جامع تعلیم کے پاکیزہ انوارِ ہدایت میں سے کچھ اپنے دل میں پاسکے۔

فانیؔ طلسم راز حقیقت یہ ہے کہ ہے
تجھ پر تری نگاہ کا پردہ پڑا ہوا

حضرت ممشاد دنیوریؒ سے کسی نے سوال کیا کہ اللہ کا دروازہ کہاں ہے؟ آپؒ نے فرمایا جہاں تو نہ ہو۔ حضرت عبداللہ مغربیؒ فرماتے ہیں کہ مشاہدہ اُسی ذاکر کو نصیب ہوتا ہے جو خود سے غیر حاضر ہوکر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔

اے طالبِ حق! اپنے عارضی وجود کی کشتی کو توڑ ڈال، تاکہ انوارِ ذات کے بے پایاں سمندر سے آشنا ہوسکے۔ ہر وقت اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا قرب ڈھونڈھ۔ وجودِ حقیقی سے یگانگی اختیار کر۔ یگانگی کی راہ پر چلنا بیگانہ ہوجانا ہے۔

اے عزیز! ذکر سے مطلب حق تعالیٰ کو یاد کرنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تو ذکرِ الٰہی میں مشغول ہونے کے باوجود حق تعالیٰ سے غافل اور دنیا و مافیہا کے ساتھ حاضر رہے۔ ایسی حالت میں تیرا ذکر غیر مذکور کا ذکر کہا جائے گا۔

طوطے کی طرح میاں مِٹھو کی رٹ لگانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ معلّم نے طوطے ہی کا نام میاں مِٹھو رکھا تھا۔ لیکن وہ اپنی ناسمجھی کی وجہ سے اس راز سے واقف نہ ہوسکا اور بے سمجھے بوجھے برابر میاں مٹھو کی رٹ لگاتا رہتا ہے۔

اس راستہ میں چند قدم تک تو عقل کی روشنی ساتھ دیتی ہے، لیکن جب عشقِ الٰہی کی زوردار آندھیاں چلنا شروع ہوتی ہیں تو عقل اپنے لغوی معنوں

Marfat.com

کے بموجب پاؤں کا بندھن معلوم ہونے لگتی ہے، جس کو عشق کسی طرح برداشت نہیں کرسکتا۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل تھی محو تماشائے لب بام ابھی (اقبالؒ)

سالک، عشق الٰہی میں غرق ہوکر مقامِ نفس اور گرفتاری طبیعت سے آزاد ہوجاتا ہے۔ وہ دریائے صفات کو عبور کرکے ذات کی طرف بڑھتا اور مقام وحدت میں پہنچ جاتا ہے۔ یہاں اس کو خودی سے کامل رہائی ملتی ہے۔

دوش وقتِ سحر از غصّہ نجاتم دادند
وندران ظلمتِ شب آبِ حیاتم دادند (حافظؒ)

(سحری کے وقت تم نے غصہ سے نجات دی۔ رات کی تاریکی میں آب حیات عطا کیا۔)

وہ تمام قیودِ ماسوا اللہ سے رہا ہوکر دریا میں فناشدہ قطرے کی طرح کُل میں شامل ہوجاتا ہے۔ اب اس کا مقام اتنا بلند ہوجاتا ہے کہ رسمیات دینی و دنیوی کی نگاہ بھی وہاں نہیں پہنچتی۔

قطرہ اندر بحر گردد ناپدید
کے تواں او را جدا از بحر دید

(جب قطرہ سمندر کے اندر گم ہوجاتا ہے تو اسے سمندر سے جدا کسطرح دیکھا جاسکتا ہے۔)

ہماری روح اس بحرِ نامتناہی کے مقابلے میں ایک قطرہ کی مانند یا اُس سے بھی کم ہے۔ جب یہ ناچیز قطرہ اپنی اصل میں مل جاتا ہے تو خطرات ماسوااللہ مع شعور کے خس و خاشاک کی طرح بہہ جاتے ہیں اور اجنبیت کا پردہ باقی نہیں رہتا۔

Marfat.com

اے خود پرست احساس خودی اور ادراک وہمی کو چھوڑ، سنجیدہ بن، تیری ہستی تیرے اور محبوب کے درمیان پردہ ہے۔ تو اپنی خودی کی وجہ سے دُنیا میں راہِ حق کی جستجو کے لئے ٹھوکریں کھا رہا ہے۔ دُنیا کے خواب، آخرت کے زبردست ولولے اور گردوپیش کی چیزوں کے نقوش جو تیرے دل میں جمے اور آنکھوں میں بسے ہوئے ہیں، سب تیرے سنگِ راہ ہیں۔

اے طالب حق! اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ذکرِ پاک ہرممکن اخلاص و ادب کے ساتھ، بکثرت کئے جا۔ اس کی یاد پاک میں مضطرب ہونا اور سچے آنسو بہانا، اُس کی رحمت کا پیش خیمہ ہے۔

در پس ہر گریہ آخر خندہ است
مرد آخر بین مبارک بندہ است

(ہرغم کے بعد آخر کار خوشی ہے، عاقبت پر نگاہ رکھنے والا بندہ مبارک ہے۔)

Marfat.com

کیفیاتِ مطالعہ

Marfat.com

وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (آل عمران)
اور غور و فکر کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں
AL-HAQQ-UL-MUBIN (MAK)
Design by: GHANI Graphics Hyd.

Marfat.com

Marfat.com

فِکر

اسم را خوانی مسمّٰی را بجو
بے مسمّٰی اسم کے باشد نکو

(ذکرِ اسم، مسمّٰی تک پہنچنے کی راہ ہے۔ منزل یعنی مسمّٰی تک پہنچے بغیر اسم کا کوئی فائدہ نہیں۔)

سلوک کا مقصد یہ ہے کہ طالب اپنے دماغ کو بادۂ عشق الٰہی سے روشن اور چشمِ بصیرت کو سرمۂ معرفت سے بینا کرے۔ کائنات کی گوناگوں اشیا اور قدرت کے بوقلموں مظاہر پر نظر ڈال کر حقائق اشیائے دلفریب کا ادراکِ حقیقی کر کے وجودِ مطلق کی فکر کرے۔ محض زاویۂ عبودیت سے تفکر کرنے کے باعث جامعیت فوت ہو جاتی ہے اور جامعیت کے فوت ہونے سے انکشافِ حق میں رکاوٹ ہو جاتی ہے۔ جب عبودیتِ مجازی کا نام بالکل مٹ جاتا، جذباتِ بہیمہ سرد ہو جاتے اور غیریت دور ہو جاتی ہے تو شرکِ خفی کا نقص رفع ہوتا ہے۔ پھر اس جسم عنصری اور صورتِ نادرہ میں ایک عظیم الشان ذات اور پُر جلال ہستی کا جو بفحوائے ''وَ فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ'' جلوہ ریز ہے مشاہدہ ہوتا ہے۔

طالبِ معرفت کو چاہئے کہ اپنے قلب کی گہرائیوں میں حد سے زیادہ غوطے لگائے اور اپنے قلزمِ ذخار انفاس کی لہروں پر شناوری کرے یعنی کمال انہماک سے غور و فکر کرے کہ میں کون ہوں؟ مجھے کُل سے کیا نسبت ہے؟ کیا میں فی نفسہٖ حق ہوں۔؟

جب سالک کُل صفات میں ذکرِ الٰہی کے تاثرات سے متاثر ہو کر اپنی قوّت کے

Marfat.com

مالک اور روح کے مخزن کو زندگی کے ہر لمحہ میں فرائض انجام دیتے ہوئے پیش نظر رکھے گا تو ظلمت عین نور ہو جائے گی اور اس موجود فی الغائب کو جو انسان کی رگِ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے اپنے ساتھ دیکھے گا۔ اس نادر الوجود کی جلوہ گری کے مناظر پیش نظر ہو جائیں گے۔

موجودہ زمانہ میں جبکہ ہر ملک میں تحقیق اور جستجو کا آفتاب درجۂ نصف النّہار پر پہنچ چکا ہے اور ہر قوم جہالت کی تاریکی سے نکل کر اپنے افعال کے نتائج کے متعلق تفکّر و تدبّر سے کام لینے لگی ہے یہ بات قابل افسوس ہے کہ مسلمان اپنی نادانی کی وجہ سے توہمات کے دل دادہ ہیں، خصوصاً مذہب کو راہِ حقیقت کیلئے رہبر بنانا گناہ خیال کرتے ہیں اور اس روشن طریقۂ ہدایت سے روحانی عروج حاصل نہیں کرتے۔ اسلام ''دین فطرت'' ہے۔ دین حنیف کی کوئی ہدایت فطرت کے خلاف اور اس کا کوئی عمل عقل کے منافی نہیں ہے۔ باطنی اصلاح کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے ان کے قلوب سے مذہب کی روح پرواز کر گئی اور ان کے پاس سوائے چند ضوابط کے جن کو رسماً ادا کیا جاتا ہے کچھ نہ رہا۔ ان کے اعمال و افعال زبان حال سے ''مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب'' کے مقولہ کی تصدیق کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اچھائی اور برائی کو سمجھنے کے لئے عقل عطا فرمائی ہے۔ یہ عجیب و غریب جوہر ہے جس سے حق اور باطل میں امتیاز کیا جا سکتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

مَاخَلَقَ اللّٰہُ خَلْقًا اَکْرَمَ عَلَیْہِ مِنَ الْعَقْلِ (ترمذی)	اللہ تعالیٰ نے عقل سے بہتر کسی مخلوق کو پیدا نہیں کیا۔

Marfat.com

ہادیٔ برحق ﷺ کا یہ فرمان کورانہ عمل کرنے والوں اور اندھیرے میں گھرے ہوئے حضرات کی ہدایت کے لئے ہے تاکہ وہ اپنی عقل سے کام لیکر اس کی روشنی میں ذکر اور فکر کی ماہیت اور غایت سے باخبر ہو جائیں۔ مذہب کی روح سے بیگانہ اور ناآشنا نہ رہیں۔ ان کے عقائد حق پر اور ان کے اعمال خلوص پر مبنی ہوں۔ اسی حقیقت کو مدِنظر رکھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے اپنے پیارے بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو یہ وصیت فرمائی۔

يَاعَلِيُّ اِذَا تَقَرَّبَ النَّاسُ اِلَى اللهِ تَعَالٰى بِاَنْوَاعِ الْبِرِّ فَتَقَرَّبْ اَنْتَ بِعَقْلِكَ	اے علیؓ جب لوگ اپنی نیکیوں سے اللہ تعالیٰ کا قرب چاہیں تو تُو عقل سے اس کے قرب کی طرف بڑھ۔

ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عبادت اور مجاہدہ بلکہ ہر عمل فکرِ کامل سے کرنا چاہئے۔ اور عقل وفکر کے بغیر کوئی عمل، عمل نہیں رہتا بلکہ قول ہو جاتا ہے۔ قوتِ فکر انسان کو مصنوع سے صانع کی طرف متوجہ کرتی اور اس کو کثرت سے وحدت کی طرف لیجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ مومنِ کامل کے اوصاف ظاہر فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آل عمران آیت ۱۹۱ پ ۴)	اور غور کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں۔

اس غور وفکر سے یہ مُدعا ہوتا ہے کہ وہ صانع قدیم کی طرف راہ پائیں اور ان کے دیدۂ دل سے دوری ومحرومی کے پردے اٹھ کر وہ حضوری میں آ جائیں۔

آج تک کسی مذہب کی کسی شہرہ آفاق ہستی نے اپنے علم وعقل سے بغیر اُس فکر کے جسکی ہدایت قرآن حکیم کرتا ہے، جلوۂ شاہد حقیقی کو نہ پایا اور نہ کوئی پا سکتا ہے۔ جو اپنی عبودیت کو پیش نظر رکھ کر اور اس کو ایک بڑا سبب ٹھہرا کر معبود حقیقی کی طاعت کرتا

Marfat.com

ہے، وہ اس لطیف حجاب میں مبتلا ہو کر ریاضت و مجاہدہ کے باوجود مشاہدۂ حق و معارف سے محروم رہتا ہے۔

اس مقدس مقصد کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ دل، فکر الٰہی میں اس قدر محو ہو جائے کہ مفکر اپنی شخصیت کو بھول جائے۔ قلب انوار وحدت کا آئینہ بن جائے تا کہ اس میں خالق ذوالجلال کی جلوہ ریزیوں کا انعکاس ہو۔ روح حواس خمسہ سے عروج کر کے بحر انوار کی مسلسل امواج کا احساس کرے اور اس کے نظارہ میں سرشار ہو کر مسرت و انبساط سے محو حیرت ہو جائے۔ دراصل روحانی احساساتِ حق کا نام ایمان ہے، جس سے ہم کو اُس عدیم النظیر موجود فی الغائب کی روشنی معلوم ہوتی ہے۔ ایمان ہی عرفان کا زینہ ہے۔ عرفان ہی کے ذریعے ہم اپنے خالق کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں وہی تو آسمان و زمین کے درمیان رہنے والی مخلوق اور تمام کائنات کا خالق ہے۔

ذکر الٰہی اُس مغز کے مانند ہے جس کے تین پوست ہوں۔ مغز جو مقصود بالذّات ہے، اسکو حاصل کرنے یعنی پوست سے مغز تک پہنچنے کے لئے مندرجہ ذیل ذرائع ہیں۔

(۱) طالب ہر لحظہ ہر ساعت زبانی ذکر الٰہی نہایت قوت اور مستعدی کے ساتھ کرے۔

(۲) قلب سے بہ لحاظ ترقی درجات ہر وقت ذکر جاری رہے اور بے تکلف اس کا عادی ہو جائے۔ اس منزل تک پہنچنے کے لئے قلب کو اُس کے حال پر نہ چھوڑ نا چاہئے، کیونکہ تفکرات ماسواء اور تخیلات میں پڑنے سے قلب کو پریشانی ہوتی ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ اس کو مسرت انگیز ذکرِ الٰہی سے غافل نہ ہونے دیا جائے تا کہ اطمینان حاصل ہو۔

(۳) ذکرِ الٰہی دل کی فضا میں آہستہ آہستہ جاگزین اور اس کے اندر ایسا منقّش ہو

Marfat.com

جائے کہ اس سے پھر دل آویز ذِکر کا ترک کرنا نہایت مشکل اور دشوار ہو جائے۔ یعنی جس طرح ابتدا ًمیں کوشش کے ساتھ دل کو ذِکر کا عادی کرنے میں دقت پیش آئی تھی اُسی طرح اس درجہ میں دل ذکر پاک سے ایسا وابستہ ہو جائے کہ قوت اور جہد کے ساتھ اس سے ذکر کی عادت نہ چھڑائی جا سکے۔

(۴) جب سالک ذات تک پہنچ گیا، ذکر دل سے غائب ہو جائے گا۔ قلب میں اس کا نام ونشان تک باقی نہ رہے گا۔ صرف ذات ہی ذات رہ جائیگی۔ پھر نہ سالک کو قلب کی طرف توجہ رہے گی نہ ذکر کا خیال۔ نہ اپنی خبر رہے گی اور نہ غیر کی۔ وہ بحرِ افکار کو عبور کر گیا۔ خالق اکبر کی طرف سے روح کو کشش پر کشش ہوئی اور ___ ہوا جو کچھ ہوا۔

دنیا و دیں کھو گئے کس کی جھلک دیکھی
یہ کون آرہا ہے کسے پا رہا ہوں میں

اس کامیابی کے حصول سے اس کو بیحد خوشی ہوتی اور اس کی روح ہمہ تن جوشِ نشاط بن جاتی ہے۔ اِس حالت کا نام استغراق ہے۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے اس کو اپنے ظاہری جسم کے حس وحرکات کا بھی علم نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ اس کو اپنی فنا کا بھی علم نہیں رہتا۔

منم محو جمال او نمیدانم کجا رفتم
شدم غرق وصال او نمیدانم کجا رفتم

(میں اِس کے حسن میں محو بے خودی میں چلا جا رہا ہوں اس کے وصال میں غرق خبر نہیں کہاں جا رہا ہوں۔)

خیالِ فنا بھی اللہ کے علاوہ حجاب حق ہے۔ غیر اللہ کا خیال کدورت ہے۔ اس لئے فنا کے علم کو دل میں جگہ دینا کدورت اور بُعد میں مبتلا رہنا ہے۔ یہ وہ حالت ہے جس میں

Marfat.com

اس کوشش حق، جوشِ محبت اور ایک زبردست روحانی غلبہ کے اثر سے اپنے وجود کی فنا سے بھی فنائیت ہوگئی۔ اب اس کے خاموش لمحات بسکون گزرتے ہیں۔ اسی محویت کا ہر شخص کی سمجھ میں آنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

جب تلک ہست تھے دشوار تھا پانا تیرا
مٹ گئے ہم تو ملا ہم کو ٹھکانا تیرا

فقراء کی ایسی حالتوں کی نسبت یا جو لوگ فقراء کی حالتِ فنا کو نہیں سمجھ سکتے، اُن کو انکار کرنے کی بجائے اس طرح سمجھنا چاہیئے کہ یہ حالت ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی انسان اپنے دشمن پر انتہا درجہ غضبناک ہو، اور ہمہ تن اس کے خیال میں منہمک اور مستغرق ہو جائے۔ اگر ایسی حالت میں کوئی شخص اس کے پاس ہی بیٹھا ہوا دوسرے شخص سے گفتگو کرے تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اسے مطلق خبر نہیں ہوتی، اور بسا اوقات اس سے کوئی کلام کرتا یا اس کے سامنے سے گزر جاتا ہے تو اسے خیال بھی نہیں ہوتا، حالانکہ وہ گونگا اور بہرا نہیں ہے۔ اس تمثیل سے ثابت ہوا کہ اس کا دشمن پر غضبناک ہونا اس کے لئے باعث سکون قلب بن گیا۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو اپنے محبوب کا تصور پیش نظر ہوتا ہے تو اس کی بھی بعینہٖ یہی حالت ہو جاتی ہے۔ فقراء نے اس حالت کا نام فنا اس لئے رکھا ہے کہ وہ بحر افکارِ الٰہی میں اس قدر گم ہو جاتے ہیں کہ انکو اپنا احساس بھی مطلق نہیں رہتا۔ اور تمام اشخاص اور اظلال بلکہ کل محسوسات ان کے لئے معدوم ہو جاتے ہیں۔

یہ عالم اظلال ہے اور وجود حقیقی صرف عالم امر یعنی عالم ملکوت کا ہے اور روح بھی اسی عالم سے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ (بنی اسرائیل آیت ۸۵، پ ۱۵)	اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہدو کہ روح میرے رب کے امر سے ہے۔

Marfat.com

جسمانی قلب عالم خلق سے ہے۔ عالم خلق سے مراد وہ چیزیں ہیں جو محدود ہوں اور جن کا کسی حد تک اندازہ ہو سکے۔ اس کے اسماء وصفات، تجلیات انوار ملکوت ہیں عالمِ اجسام کا نفس الامر میں کوئی وجود نہیں۔ وجودِ حقیقی صرف عالمِ ملکوت کا ہے۔ اور عالمِ اجساد عالمِ ملکوت کا سایہ ہونے کی وجہ سے کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ جس طرح انسان کا سایہ بے حقیقت ہے، شخصی وجود کی بھی سایہ ہونے کی وجہ سے بحیثیت وجود کچھ حقیقت نہیں یہ سب وہم وخیال ہے۔

ہستیم جملہ خیال است بہ تمثال سراب
بالیقین من نیم و وہم و گمانم باقی ست

(میری ہستی اور اس کا خیال مثل سراب ہے مجھے یقین ہے کہ میرا وجود وہم وگمان ہے۔)

اصطلاح صوفیاء میں فکر کے معنی باطل سے حق کی طرف رجوع ہونا ہیں۔ باطل عدم ہے اور حق موجود۔ ذکر الٰہی میں کُلّی انہماک یعنی فکرِ کامل کے ذریعے سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ یہ تمام صورتیں جو حواس جسمانی سے محسوس ہوتی ہیں، حق سے تعبیر نہیں کی جاسکتیں۔ جس طرح الفاظ سے ہمارا مقصد اظہار معنی ہوتا ہے، صورتوں کو بھی اظہارِ حقیقت کا آلہ کہا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ عالَم کے لغوی معنوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ عالم کے لغوی معنی ''مَا یَعْلَمُ بِهٖ'' ہیں یعنی جہان کو عالَم اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ہر شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ جس طرح گرمی سے سردی کی شناخت ہوتی ہے، اسی طرح تاریکی یا سایہ نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ (الفرقان آیت ۴۵، پ ۱۹)	کیا تو نے اپنے رب کی طرف نہیں دیکھا کہ اس نے کس طرح سایہ پھیلایا۔

سائے سے آفتاب کے وجود کا علم ہوتا ہے اور عالم میں فکر کر کے ہم حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے فرمایا ہے کہ دائرہ امکان صور علمیہ کا نام

Marfat.com

ہے اور بقول ان کے ممکنات نے وجود کی بو بھی نہیں سونگھی ہے۔

اعتبارات ہمہ اوہام اند

تو عدم باش وجود ایں جا نیست (بیدلؒ)

(اعتبارات ہمیشہ وہم ہیں تُو خود سے عدم ہوجا اور وجود کو اس جگہ ختم کر لے۔)

جو موجود ہی نہ ہو اور اپنے ہونے کے وہم میں مشغول رہے وہ اسرار وجود پر مطلع نہیں ہوسکتا۔

اس راہ میں پہلے اللہ کی طرف جانا ہوتا ہے۔ اس کے بعد اصل ہدایت نصیب ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فرمودہ کلام مجید میں موجود ہے۔

اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ○ (الصّٰفّٰت آیت ۹۹، پ ۲۳)	میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہ مجھے ہدایت کرے گا۔

جب یہ ہدایت نصیب ہوتی ہے تو انسان کو اپنے وہمی وجود کا قطعاً احساس نہیں رہتا اس وجہ سے اس حالت کو فنا اور استغراق کہتے ہیں۔ یہ نورِ ہدایت اول مرتبہ بجلی کے مانند جھم جھماتا نظر آتا ہے جس سے آنکھیں جھپک جاتی ہیں لیکن وہ جلد زائل ہوجاتا ہے۔ آخر کار جب وہ خوب مضبوط اور قائم ہوجاتا ہے، عالم ملکوت طالب کے دل میں منقش ہوتا اور اسکو عالم بالا کی طرف لیجاتا ہے، جہاں بارگاہِ "قُدُسُ الْاَهُوْتُ" جس سے خاص بارگاہِ واجب الوجود مراد ہے، نظروں کے آگے آجاتی ہے۔ وجودِ حقیقی کا منظر سامنے ہوتا ہے۔

وہ سب سے پہلے ملائکہ، انبیائے علیہم السلام اور اولیائے کرامؒ کی ارواح مقدسہ کو نہایت جمیل اشکال میں دیکھتا اور ان سے حقائق کی طرف فیض پاتا ہے۔ بتدریج اس کا مرتبہ یہاں تک بلند ہوتا ہے کہ فَنَا فِی اللّٰہ ہوجاتا ہے اور ہر طرف جلوۂ شاہدِ حقیقی کو

Marfat.com

نمایاں دیکھتا۔

نظر آتا ہے تو دیکھوں جدھر بھی
نگاہوں کو مری کیا ہوگیا ہے

اگراس حالت میں اتفاقاً عالم مجاز کی طرف جوایک سائے کے مانند ہے التفات کرتا ہے تو دنیااوراسکی قیل وقال میں مصروف لوگوں کی زندگی پرافسوس کرتااور کہتا ہے کہ انھوں نے عالم غرور میں کیوں دھوکا کھایا۔اوراس میں کیوں پھنس گئے۔؟ نفسانیت کے تند جھونکوں کی وجہ سے اللہ کے قرب اور دید سے کیوں محروم وبے نصیب رہے۔؟ انھوں نے سائے پرکیوں قناعت کرلی۔؟ گو اس عالم میں اس کا جسم ان کے پاس ہوتا ہے،لیکن دل کہیں اور۔

ظاہر میں گرچہ بیٹھا لوگوں کے درمیاں ہوں
پر یہ خبر نہیں ہے میں کون ہوں کہاں ہوں

غرضیکہ ذکر کالبِّ لباب اوراس کا مغز یہ ہے جواوپر بیان کیا گیا۔جس کا پہلا مبداء ذکرزبانی۔دوسرا دل کا ذکر جواس سے جبراًاور تکلف سے کرایا گیا تھا۔تیسرا روحانی ذکر جس کواس کی طبیعت چاہتی تھی۔ذاکر نے ابتداً جو بہ مشکل ذکرالٰہی کی کثرت سے مواظبت کی اور وِرد کی عادت ڈالی تھی اس کا پھل مل گیا۔مذکور ذکر پر غالب آیااورذاکرمحوہوگیا۔اب ماسوااللہ نہ دل میں رہانہ نظر کے سامنے۔

ہرجا کہ رسیدیم ہمہ کوئے تو دیدیم
ہر جا کہ خمیدیم ہمہ روئے تو دیدیم

(جس مقام پر پہنچا وہاں تیری ہی گلی دیکھی اورجس جگہ پر بھی جھکا تیرا ہی نور دیکھا۔)

حضورسرورِدوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام پرغارِحرامیں سب سے پہلے یہ وحی نازل

Marfat.com

ہوئی۔قولہٗ تعالیٰ:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ (علق آیت ۱۔پ ۳۰)

(اے نبی ﷺ) اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ پڑھو۔جس نے پیدا کیا۔

طالبان صادق کو اس آیت شریف سے، علاوہ صحیح ظاہری معنوں کے یہ بھی ہدایت ملتی ہے کہ عالم اور اس کی اشیاء کا اسمِ اللہ کے ورد کو رہنما بنا کر مطالعہ کیا جائے تا کہ نظر صورتوں سے گذر کر حقیقت کو دیکھے اور مخلوق سے خالق کی معرفت حاصل ہو۔ حضور انور ﷺ کی زندگی مبارک کا کوئی سانس کسی وقت اور کسی حال میں یادالٰہی سے خالی نہ گذرتا تھا۔اس طرح سے ذکر کرنے کو پاس انفاس کہا جاتا ہے۔جس میں اندر جانے والی سانس سے **اللہ** اور باہر کی سانس سے **ھو** کا ذکر ہوتا ہے۔اس کے علاوہ اس ذکر پاک کے اور بھی طریقے ہیں۔آنحضرت ﷺ نے ذکرالٰہی کی ہر مردوزن کو تعلیم اور تاکید فرمائی ہے اور جو شخص آپ ﷺ کی تعلیم اور تلقین پر عمل کرتا ہے تو بفضلہٖ آپ ﷺ اس کے حامی اور مددگار ہو جاتے ہیں۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ مجھ کو کوئی ایسی راہِ عمل تلقین فرمائیں جو سب اعمالوں سے افضل و آسان ہو اور اللہ تعالیٰ سے بہت قریب کردے۔حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اے علیؓ۔!''گوشۂ تنہائی میں انتہائی کوشش کے ساتھ ذکر کو اپنے اوپر لازم کرو۔(ذکر کثیر شمار پر موقوف نہیں، بلکہ غفلت سے ہوشیار ہونے اور حضوری دل پر موقوف ہے) اس کے افکار میں ہمیشہ منہمک رہو''۔حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ تنہائی میں کس طرح ذکرالٰہی کی مداومت کروں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا. غَمِّضْ عَیْنَیْکَ یَا عَلِیُّ وَاسْمِعْ فِیْ قَلْبِکَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔''اے علیؓ۔! اپنی دونوں آنکھیں بند کرو اور اپنے دل

Marfat.com

میں (فکر سے) سنو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں''۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

چشم بند و گوش و بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سِرّ حق بر من بخند

(آنکھ بند کرلو، کان بند کرلو اور اپنے ہونٹوں کو بند کرلو یعنی مراقبہ کرلو۔ اگر تم اس طرح رازِ حقیقی تک نہیں پہنچو تو میرا تمسخر اڑانا۔)

اس طریقے سے عبادت کرنے کو مراقبہ کہتے ہیں۔ مراقبہ کیا ہے؟ انتظار کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ''فَارْتَقِبْ'' فرمایا ہے یعنی ''فَانْتَظِرْ''۔

مراقبہ ایک بعید از فہم عبادت ہے۔ یہ معرفت الٰہی کا زینہ ہے جو عوام کی سمجھ سے باہر ہے جب تم مراقبہ دل وجان سے کروگے تو راہ معرفت صاف ہوجائے گی اور عرفانِ الٰہی کا بند دروازہ کھل جائے گا۔ کُل انبیائے علیہم السلام اور اولیائے کرامؒ نے اسی زینے کے ذریعے روحانی ترقی حاصل کی ہے۔ جو طالب مولیٰ خود غرضی سے مبرّا، خودی سے منکر، ماسوا اللہ سے منہ موڑ کر اور مستعد ہوکر استقلال سے بارگاہِ رب العزت کی طرف اپنا رخ کرتا ہے وہ اس زریں سیڑھی پر قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے اپنا قدم جما کر رکھتا، اور منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے بذریعہ عمل قدم اٹھاتا ہے وہ روزمرہ کی مشق کے ذریعے معرفت الٰہی کی لازوال دولت عظمیٰ حاصل کرلیتا اور ایک پوشیدہ عظیم الشان نور نکلتا دیکھتا ہے جو رفتہ رفتہ نگاہوں کے سامنے رہنے لگتا ہے سبحان اللہ! یہ کیسی خاص تلقین اور خاص عبادت ہے۔ اس شغلِ دل اور عبادت سے ایک عجیب خود رفتگی پیدا ہوتی ہے۔ اس فرض کی انجام دہی سے حقیقی جلوہ نظر آتا اور حقیقی مسرت ملتی ہے۔ یہ وہ پاک اور خالص عبادت ہے جس کی سوائے ذات الٰہی کے کسی کو خبر نہیں ہوتی۔ اے طالب حق! تو بھی اس عبادت کے ذریعے

Marfat.com

اپنے محبوب کی جانب بڑھے۔

صد کتاب و صد ورق در نار کن
جان و دل را جانب دلدار کن (مولانا رومؒ)

(کتابوں اور اوراق سے منہ موڑ کر دل و جان سے دلدار کی جانب لگ جا۔)

اس عبادت سے مولائے رومؒ اور دوسرے صالحینؒ نے صلوٰۃ دائمون کی طرف اشارہ کیا ہے۔ قولہ تعالیٰ:

اَلَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝ (المعارج آیت ۲۳، پ ۲۹)	یہ لوگ اپنی نماز پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔

پنج وقت آمد نماز ذو فنوں
عاشقاں را شد صلوٰۃ دائموں

(یوں تو نماز کے پانچ اوقات ہیں لیکن عاشقوں کیلئے صلوٰۃ دائمون یعنی ہر وقت کی نماز ہے۔)

سالک راہ حق کو اس جگہ صلوٰۃ دائم اور نماز موقّتہ کی نوعیت اور مراتب کا معلوم کرنا افادہ سے خالی نہ ہوگا۔ اس لئے صلوٰۃ دائم کی حقیقت پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ (عنکبوت، آیت ۴۵، پ ۲۱)	نماز بے حیائی اور ضوابط شرع کے منع کئے ہوئے فعلوں سے باز رکھتی ہے۔ اور اللہ کا ذکر بزرگ ہے۔

جو نماز بمقتضائے حدیث کَاَنَّکَ تَرَاهُ بطور مشاہدہ یا فَاِنَّهٗ يَرَاكَ بطور مراقبہ ادا کی جائے بے شک وہ بے حیائی اور برے کاموں سے باز رکھتی ہے۔ نماز موقّتہ کو جس میں تعین وقت، رکوع و سجود اور دوسرے شرائط کی پابندی ضروری ہے، اگر مصلّی بغیر مشاہدے یا مراقبے کے ادا کرے اور احسان کا لحاظ نہ رکھے تو بلحاظ اصلاحِ باطن وہ نفع بخش نہیں۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ (عنکبوت، آیت ۴۵، پ ۲۱)	اور اللہ کا ذکر بزرگ ہے۔

Marfat.com

اس آیت کے دونوں اجزاء کے ربط معنوی پر غور کرنے کی ضرورت ہے تا کہ اس کا مفہوم خوب ذہن نشین ہو جائے۔ آیت مذکورہ کی تشریح دو طرح ہو سکتی ہے۔ ''نماز انسان کو بے حیائی اور برے کاموں سے باز رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ ایک ذکر الٰہی ہے جس کا مقتضا ہے کہ صحیح دماغ انسان کو معصیت کی تاریکی سے نکال کر، صراط المستقیم کی شاہراہ پر گامزن ہونے میں مشعل راہ کا کام دے۔'' اس صورت میں منطقی استدلال کے مطابق ذکر ''جنس'' ہے اور صلوٰۃ اس کی ایک فرع۔ جنس کی جامعیت، ہمہ گیری اور فضیلت فرع کے مقابلے میں محتاجِ تشریح نہیں۔ کیونکہ جنس مع اپنی تمام فروعات کے کل صفات کی حامل ہوتی ہے۔

دوسری تشریح یہ ہو سکتی ہے ''نماز ایک ایسا عمل ہے جو انسان کو زندگی کی راہ میں برے کاموں سے بچاتا ہے اور اللہ کا ذکر افضل ہے۔'' غور طلب امر یہ ہے کہ اس آیت کے مطابق ذکر کس سے افضل ہے؟ لازمی طور پر نماز سے، جو اسلام کا مقدس رکن اور بہت ضروری عمل ہے۔ لیکن ذکر الٰہی جمیع اعمال سے بہتر ہے۔ اس کی افضلیت کا یہ سبب ہے کہ دیگر اعمال کی ادائیگی زیادہ تر حرکاتِ جوارح سے متعلق ہے، جن کا خیال رکھنے کی وجہ سے حضوری حق میں انتشار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ نماز فریضۂ وقتی ہے اور ذکر الٰہی فریضۂ دوامی، جس کو کسی وقت اور کسی حال میں ترک کرنے کی اجازت نہیں۔ ذکر الٰہی کا تعلق قلب اور روح سے ہے۔ اگر چہ ابتداء اس کی ذکر لسانی سے ہوتی ہے۔ لیکن اس کی کثرت اور مداومت سے قلب جاری ہو کر اس میں ذکر الٰہی کے سوتے ابلنے لگتے ہیں، جیسا کہ صحیح حدیث میں سالکان طریقت کی ہدایت کے لئے وارد ہوا ہے کہ رہنمائے اعظم ﷺ نے فرمایا کہ ''میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا قلب بیدار رہتا ہے''۔ (بخاری) دوامی کثرت ذکر سے قلب یاد الٰہی

Marfat.com

کا منبع بن جاتا ہے اور اس میں حقیقت ذکر کا بساؤ ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہ کہ اعمال بمنزلہ درخت، ذکر بمنزلہ گُل اور فکر بمنزلہ خوشبو ہے۔ پھول کی اہمیت کو خوشبو سے اور ذکر کے مفید نتائج کو فکر صالح سے بڑا تعلق ہے۔

لیکن تمام انسانوں کا مطمحِ نظر یکساں نہ ہونے کی بناء پر ان کا مرکز فکر بھی علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے۔

تو و طوبیٰ و ما و قامت دوست
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

(تیرے لئے تصورِ طوبیٰ اور میرے لئے تصورِ دوست ہر ایک کا تصور اس کی ہمت پر مبنی ہے۔)

مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

ہر کسے روئے بسوئے بردہ اند ویں عزیزاں رو بہ بسوئے کردہ اند
ہر کبوتر می پرد در مذہبے ویں کبوتر جانبے بے جانبے
مانہ مرغان ہوا نے خانگی دانہء ما دانہء بے دانگی

(ہر کسی شخص کا چہرہ کسی نہ کسی طرف ہوتا ہے لیکن یہ ہمارے عزیزوں نے اپنا چہرہ کس طرف کیا ہوا ہے۔ ہر کبوتر سمت کا تعین کرتا ہے لیکن یہ عجیب کبوتر ہے جو بغیر سمت کے اِدھر اُدھر اڑ رہا ہے۔ ہم محدود ماحول میں اڑنے والے نہیں کہ ہمارے لئے دانہ کی کوئی اہمیت ہو۔)

خواجہ معین الدین چشتیؒ نتیجۂ فکر کو اس طرح واضح فرماتے ہیں۔

تو چند در طلب یار در بدر گردی بہ خود نگر کہ توئی مظہر ہمہ اسما
اگر تجلی نور قدم ہمی خواہی معینؔ نقاب حدوث از جمال خود بکشا

(تو کب تک یار کی جستجو میں در بدر پھرے گا خود اپنی طرف دیکھ کہ تو ہی تمام اسماء کا مظہر ہے۔ اگر تو اُسی قدیم نور کا تجلی خواں ہے تو اے معینؔ خودی کے اس نقاب کو ہٹا دے اس کا جمال خود ظاہر ہو جائیگا۔)

Marfat.com

حضرت نجم الدین محمود شبستریؒ فرماتے ہیں۔

چو تو بیرون شوی اُو اندر آید تبو بے تو جمال خود نماید
توئی تو نسخہ نقش الٰہی بجواز خویش ہر چیزیکہ خواہی

(جب تو خود سے باہر نکل جائے گا تو تیرے اندر وہ حسن و جمال والا خود آ جائے گا۔نقش الٰہی کا نسخہ تو ہی ہے ہر وہ چیز جو تو چاہتا ہے تیرے اندر ہے۔)

سالک کے دل میں کثرت ذکر الٰہی اور مسلسل فکر سے ایسا نور محبت پیدا ہوتا ہے کہ اس میں کسی قسم کا برا بھلا خطرۂ ماسوا اللہ نہیں آتا۔اور وہ کسی حالت میں متغیر نہیں ہوتا۔ایسا ذاکر ہر وقت ذکر حق یعنی صلوٰۃ دائم میں مشغول رہتا ہے۔

یاد تو اے نگارچہ مجون حکمت است
کز ہر چہ خواندہ ایم فراموشی آورد

(اے دوست تیری یاد بھی عجیب معجون ہے۔کہ جو کچھ ہم نے یاد کیا وہ سب بھول گئے۔)

صلوٰۃ دائمون اور صلوٰۃ موقتہ کا فرق آیات کلام اللہ اور احادیث متعلقہ کے معنوں پر غور کرنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے بشرطیکہ بے ربط تاویلات سے بچا جائے۔

عبداللہ بن بُسرؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اسلام کے احکام مجھ پر غالب آ گئے ہیں۔کوئی ایسی چیز مجھ کو دیجیے کہ میں اُس پر بھروسہ کرلوں۔آنجناب ﷺ نے فرمایا کہ تیری زبان سے ہر وقت ذکر الٰہی کا چشمہ اُبلتا رہے۔(ترمذی، ابن ماجہ)

صلوٰۃ دائمون ذکر پاک کا وہ مرتبہ ہے جہاں طالب کی رگ رگ سے ذکر الٰہی کے سوتے بے اختیارانہ اُبلنے لگتے ہیں۔سعدیؒ فرماتے ہیں:

سرے مویم نظرے کن کہ من اندر تن خویش
یک سرے موئے نہ دارم کہ ترا ذاکر نیست

Marfat.com

(جب میں اندر سے دیکھتا ہوں تو اپنے روئیں روئیں کو تیرے ذکر میں مشغول پاتا ہوں۔)

اس نماز کی مزید تفصیل قارئین کو عبادتِ خاصان، میں دیکھنا چاہیئے۔ ؎

بے محنت رکوع و سجود است در نماز
ہرکس ز شرع عشق کہ وضع صلوٰۃ یافت

صلوٰۃ دائمون کا ادا کرنے والا، ہر جگہ، ہر حال میں اور ہر وقت نماز ہی میں رہتا ہے۔ ؎

تری مسجد میں زاہد خاص ہیں اوقات رحمت کے
ہمارے میکدہ میں رات دن رحمت برستی ہے (امیرؔ مینائی)

مولانا رومؒ فرماتے ہیں: ؎

پنج وقت آمد نماز رہ نمون
عارفاں را شد صلوٰۃ دائمون

(پنج وقتہ نمازیں اپنے اوقات پر ہوتی ہیں۔ لیکن عارفوں کے لئے صلوٰۃ دائمون یعنی ہر وقت کی نماز ہے۔)

حدیث: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ فِیْ قُلُوْبِھِمْ دَائِمُوْنَ سَھْل۔

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انبیاؑ اور اولیاؒ کی نماز ہمیشہ بآسانی تمام دل سے ہوا کرتی ہے۔

اے عزیزو! ہٹ دھرمی کا تو کوئی علاج نہیں لیکن اگر کسی میں انصاف کا کچھ بھی مادہ موجود ہے، تو وہ خود اندازہ کرسکتا ہے کہ دن رات میں کتنی دیر کے لئے اس کوللّٰہیت یا معیت حق حاصل ہوتی ہے اور اس کا کتنا وقت غفلت اور نفسانیت کی پیروی میں گذر جاتا ہے۔ اس کو یہ بھی غور کرنا چاہیئے کہ اس کے لئے یہ معیت بلا شائبہ غیر ہے یا

Marfat.com

خیالات ماسوا اللہ سے ملوث۔؟اب اگر کوئی جو یائے صداقت، ذکر خفی یا فکر حق میں منہمک رہ کر، اپنے قلب کو ظلمتِ غفلت سے پاک کرنے اور وصول الی اللہ کے لئے مجاہدہ کرتا ہے، تو کسی بندۂ رحمٰن کو اس پر معترض ہونے کی بظاہر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کیا دوسروں کی اصلاح کے لئے تبلیغ کرنے سے پہلے اپنے دل کو صفات ذمیمہ اور نقوش غیر اللہ سے پاک کر لینا ضروری نہیں۔؟ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا و مافیہا اور ہر دوسری نعمت وراحت سے برتر نہیں۔؟ کیا حق تعالیٰ کے ذکر، فکر اور محبت سے قلب کا معمور ہونا دنیا کے ذکر، فکر اور محبت سے بیشمار درجے اعلیٰ نہیں۔؟ بے شک اللہ تعالیٰ سب سے بزرگ، اعلیٰ، اور تمام تعریفوں کا مستحق ہے بلکہ اللہ عزوجل کے مقابلے میں کسی کے لئے کسی مرتبہ کا وجود ہی نہیں۔ بے شک انسان کی اصلاح کے لئے اس کو یاد رکھنے سے اچھا کوئی دوسرا کام نہیں ہوسکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

قَلْبُ الْمُؤْمِنِ حَاضِرَةٌ مِّنْ ذِكْرِ الْخَفِيِّ فَهُوَ حَيٌّ وَقَلْبُ الْمُسْلِمِ غَافِلَتَهُ مِّنْ ذِكْرِ الْخَفِيِّ فَهُوَ مَيِّتٌ (مسلم)	مومن کا دل، جو ذکر خفی کی وجہ سے حاضر ہوتا ہے زندہ ہے، اور مسلم کا دل جو ذکر خفی نہ کرنے کی وجہ سے غافل ہے، مردہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ذکر خفی قلب کے لئے بمنزلہٗ جان ہے۔ جو دل ذکر الٰہی سے غافل ہے۔ وہ منبع حیات سے بے تعلق ہے اس طرح بے جان اور بے نور ہے جیسے ایک بلب جس کا تعلق بجلی گھر سے نہ ہو روشنی نہیں دے سکتا۔ ایسا دل زندہ نہیں کہا جاسکتا۔ بلب کو روشن کرنے کیلئے، بشرطیکہ اس کی صلاحیت ختم نہ ہوگئی ہو، اس کا بجلی گھر سے تعلق رکھنا ضروری ہے۔ دل کو حقیقی زندگی حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ سے اسکے ذکر پاک کو واسطہ بنا کر تعلق رکھنا لازمی ہے۔

Marfat.com

یہ ایسی واضح حقیقت ہے کہ حد سے بڑھنے والے گنہگار کے سوائے اس حدیث سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ ذکرالٰہی کے پرلطف نتائج کو ذاکر ہی محسوس کرتا ہے۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

بر لبش قفل است و در دل راز ہا

لب خموش و دل پُر از آواز ہا

(ہونٹوں پرتالا ہے اور دل راز سے پُر ہیں۔لب خاموش ہیں اور دل آواز سے پُر۔)

حدیث: اَفضَلُ الذِّکرُ الخَفِیُّ عَلَی الذِّکرِ الَّذِی یَسمَعُہُ الحِفظَۃُ سَبعِینَ دَرَجَۃً (احیاء العلوم)

ذکر خفی، علانیہ ذکر پر جس کو (کراماً کاتبین) سنتے ہیں۔ستر درجہ فضیلت رکھتا ہے۔(ذکر خفی کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ دل کو بھی اس کی خبر نہ ہو۔)

اگر دل کو ذکر کا علم ہوتا ہے تو کراماً کاتبین ذکر کو سنتے ہیں۔کیونکہ ان کا علم ذاکر کے ساتھ ہوتا ہے۔یہ وہ رمز ہے جس کے سمجھنے والے بہت کم ہیں۔جب ذاکر ذکر کے ساتھ مذکور میں محو اور غائب ہوجاتا ہے تو ذکر کراماً کاتبین سے بھی غائب ہوجاتا ہے۔

حضرت بوعلیؒ فرماتے ہیں:

میان عاشق و معشوق رمزیست

کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

(عاشق اور معشوق کے درمیان محبت کا ایک رمز ہوتا ہے کہ جسکی خبر کراماً کاتبین کو بھی نہیں ہوتی۔)

جب تک ذاکر کا دل ذکر کو محسوس کرتا اور اس کی طرف ملتفت رہتا ہے اس وقت تک وہ شرک خفی سے جدا نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ سے دور رہتا ہے۔جب ذاکر فکر صالح کے ذریعے ذاتِ وَحدَہٗ لَاشَرِیکَ میں کلیتاً غرق ہوجاتا ہے،تو اس پر وہ اعلیٰ معنی ظاہر ہوتے ہیں جس کا نام توحید، ذکر حقیقی یا صلوٰۃ دائمی ہے۔

Marfat.com

اے مسلمانو! پروردگارِ عالم نے تم کو مقصد حقیقی سے قریب کرنے کیلئے بکثرت ذکر دائمی اور فکر سے کام لینے کی طرف اس طرح متوجہ فرمایا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اَلَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ (آل عمران، آیت ۱۹۱ پ ۴)	جو کھڑے بیٹھے اور پڑے اللہ کو یاد کرتے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں۔

وہ ہمہ وقت، ہمہ حال، ہر جا کھڑے، بیٹھے، چلتے، پھرتے، لیٹے، سوتے، جاگتے اور پہلوؤں کے بدلنے پر اس کا ذکر کرتے ہیں۔ اور قوت فکر سے اس کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ رفتہ رفتہ ان کے ذہن، خیال اور تصورات ماسوا اللہ سے پاک ہوجاتے ہیں۔

تذکّر

طالب کو روحانی حیثیت سے اپنے مبدائے حیات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیئے۔ وہ اس خیالی دنیا میں جہاں سے آیا اور اس کے فیض قدرت سے زندگی بسر کر رہا ہے، بعد موت اختیاری اپنے جذبات لطیف سے اُسکو اُسی عالم کی طرف پھر لوٹ جانا چاہیئے۔ کُلُّ شَیۡءٍ یَرۡجِعُ اِلٰی اَصۡلِہٖ۔ "ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع ہوتی ہے۔" یہ طریقہ سالک کے لئے بہت مفید ہے کہ اپنے قدیم مبداء کو کسی محبوب گم شدہ چیز کی طرح جوش دلی سے بغیر کسی متحرک خیال کے معصوم جذبات سے یاد کرے اور حیرت زدہ ہوجائے اس سرشار محبت کو معصومانہ انداز سے جذبات کی رو میں حق کی یاد کرتے رہنے سے معلوم ہوجائے گا کہ اُس کی حقیقت غیر نہیں ہے۔

تو اپنے آپ کو مت غیر دیکھ او ناداں
یہ شکل پاک تری شکل آشنا ہے یہی

Marfat.com

یہی خاص منشائے الٰہی "فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ" سے ہے

اے طالب حق! ماسوائے اللہ کو ذہن سے ہٹادے اور اپنی ذات اور کل موجودات کو غیر حق نہ خیال کر، بلکہ اپنی ذات اور کل ممکنات کو حق تصور کر۔ یہ ایک ایسا جادۂ مستقیم ہے جس کو اختیار کرنے سے تم کبھی اور ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتے۔ یاد رکھو غیر حق کا خیال تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط (النور ۳۵) کے معنوں کو سمجھ جو حمد و ثناء عالم میں ظاہر ہوئی ہے۔ سب حق سے حق کیلئے ہے اور حق ہے۔ غیر کا وجود ہی نہیں۔ وہی حمد، حامد اور محمود ہے وہی علم، عالم اور معلوم ہے۔

اے عزیز—! اگر تو کائنات کے خیال کو اپنے صفحۂ دل سے دور کر دے اور ماسوا اللہ کو بھول جائے تو اس نفی کے بعد جو باقی رہے، وہ تیری حقیقت ہے وہ تو ہے۔

حق بتو حق را تو میجوئی کجا
خویش را بشناس تا یابی خدا (رومیؒ)

(حق تو تیرے اندر ہے تو حق کو کہاں ڈھونڈ رہا ہے خود کو پہچان تا کہ تو اللہ کو پالے۔)

جب یہ شغل اور انقطاع غیر اللہ کی ورزش درجۂ جذب اور کمال تک پہنچ جائے گی، تو تجھ کو معلوم ہوگا کہ تیرا مطلوب تجھ سے جدا نہیں تھا۔

اے آنکہ بوحدتت نمی گنجد غیر
غیرے تو منم مرا فنا کن در خویش

(اے وہ کہ تیری وحدت میں کوئی غیر نہیں سما سکتا۔ میں نے اپنے غیر کو اپنے اندر فنا کر دیا۔)

جادۂ راہِ بقا غیر از فنا ملتا نہیں
ہے خودی جب تک تو انسان میں خدا ملتا نہیں

Marfat.com

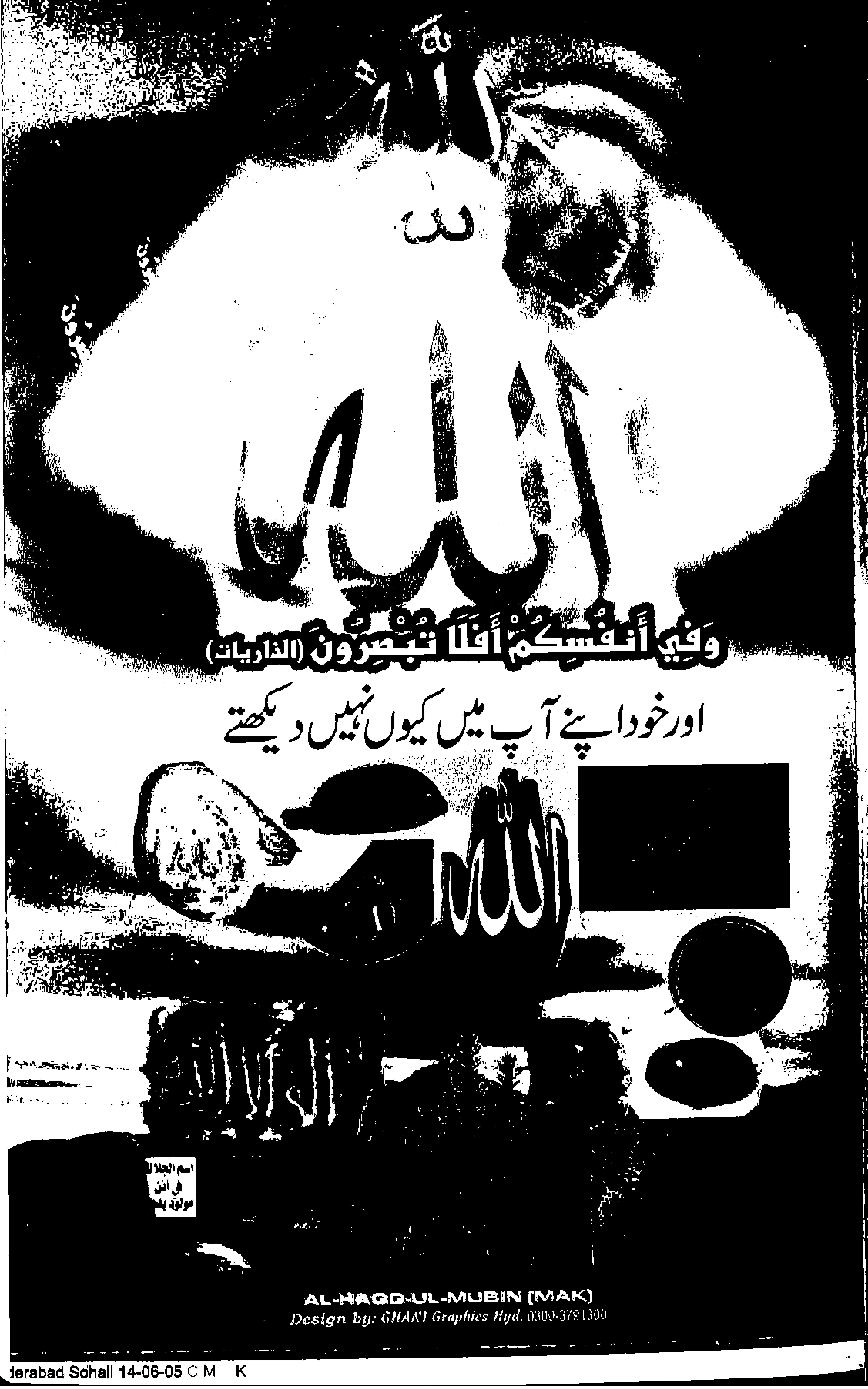

derabad Sohail 14-06-05 C M K
Marfat.com

Marfat.com

تفکّر

سر سے ناف تک ایک خطِ مستقیم مثل الف اللہ فرض کر کے تعیّن شخصی کو جس پر نظر پڑتی ہے اس خط میں گم کرو اور حرف زائد کی طرح اس کو صفحہء دل سے بھلا دو۔ جب تمہارا تعیّنِ اعتباری اور وجود مجازی خطِ مفروضہ میں معدوم ہو جائے تو اس کو بھی اپنی قوتِ خیال سے اس طرح معدوم کر دو جس طرح بسم اللہ میں الف، غائب ہو گیا ہے۔

تو در و گم شو کہ توحید ایں بود
گم شدن گم کن کہ تفرید ایں بود

(تو اس کے اندر گم ہو جا اسی کا نام توحید ہے اور پھر گم ہونے کے خیال کو بھی بھول جا۔)

عقل و دل کو محو کر کے اہلِ تسلیم و رضا
معرفت سے عالم فانی میں پاتے ہیں بقا

حضرت بہلول داناؒ فرماتے ہیں۔

چوں تنت فانی شود در بحر نور
محو گردی و شوی اندر حضور

(جب تیرا جسمِ فانی نور کے سمندر میں ڈوب جائے گا تو تو حضوری کو پا لے گا۔)

جن کی عقل ذات کے ادراک میں مصروف اور دل جستجو میں لگا رہتا ہے، وہ علم ذات

Marfat.com

میں فنا ہو کر بقا پاتے ہیں۔ اس منزل و مقام پر، ان کا مقصود بحرِ عشق الٰہی میں مستغرق رہنا ہے۔

مقشّر تلوں کو چند روز تک پھولوں میں بسائے جانے کے بعد ان کا روغن کشید کیا جاتا ہے۔ جس کو اُس پھول کا تیل کہتے ہیں اور تل کا کوئی نام نہیں لیتا۔ اسی طرح جب طالبِ صدق، آرزو اور اخلاص سے ریاضت میں مصروف رہتا، برسوں خلوص سے ذکر کی کثرت کرتا اور جستجوئے حق میں نفس کشی کی تکالیف برداشت کرتا ہے، تو ذکر الٰہی کی خوشبو سے اس کا دل و دماغ معطّر ہو جاتا ہے۔ اس کے ہر بُنِ مُو سے اللہ ہی اللہ کی عطر بیزی ہوتی اور وہ جذباتِ تفکر سے سرشار ہو جاتا ہے۔ اس کے گوش روحانی میں ہر شے سے مسلسل اللہ ہی اللہ کی صدائیں آتی ہیں۔

ہر بُنِ مُو سے نکلتی ہے اَنا الحق کی صدا ــــ نام کو مسرور ہوں پر وقت کا منصور ہوں

بیند ہمہ جا عارفِ آگاہ ہو اللہ
درویش ہو اللہ شہنشاہ ہو اللہ
چوں جملہ فنا گشت بتو ہیچ نماندہ
خواہی تو انا اللہ بگو خواہ ہو اللہ
عیاں اللہ ہی اللہ ہے نہاں اللہ ہی اللہ ہے
یہاں اللہ ہی اللہ ہے وہاں اللہ ہی اللہ ہے (نظامی)

(عارفِ آگاہ ہر جگہ اللہ کو دیکھتا ہے درویش پر نظر پڑے تو بھی اللہ اور اگر شہنشاہ پر نظر پڑے تو بھی اللہ۔ جب ہر چیز فنا ہو گئی تو تیرے پاس کچھ نہ رہا۔ اب چاہے تو کہے میں اللہ ہوں یا یوں کہے وہ اللہ ہے۔)

اس پر ایک ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ زبان کی حرکت بند ہو جاتی ہے یہاں تک کہ

Marfat.com

الفاظ کی شکل اور ان کے حروف تک قلب سے ڈھل جاتے ہیں۔ اس عبادت کا نام تفکّر ہے۔ یہ عبادت سالک کو صرف عرفان الٰہی کی فکر میں، جو خاص فریضہ ہے، مصروف رکھتی ہے۔ اس کے دماغ میں کسی دوسری عبادت کا خیال تک باقی نہیں رہتا۔ اس وقت حقیقت انسانی کا علم اور اصل ہستی کا اس کو پتہ چلتا ہے۔

تفکّر ایک ایسی عبادت ہے جس کی مثال شمع سے دی جاسکتی ہے جو جلتی رہی اور صبح کو یا تو وہ خود بجھ جاتی ہے یا بجھادی جاتی ہے۔ کیونکہ اس وقت اس کی روشنی اصل مخزن، آفتاب سے مل جاتی ہے، جو تمام ظاہری روشنیوں کا مخزن ہے۔ اسی طرح انسان کثرت تفکّر سے بحرِ وحدت میں ڈوب کر خود سے غائب ہو جاتا ہے۔

تفکّر رفتن از باطل سوئے حق
بجز و اندر بدیدن کلِ مطلق

(تفکّر باطل سے حق کی طرف لے جاتا ہے یہ اپنے اندر کلِ مطلق کو دیکھتا ہے۔)

اس حال پر حدیث "لِیْ مَعَ اللہِ" شاہد ہے۔ (جواہرج جلد سوئم)

طالب کو چاہیئے کہ دو باتوں کا لحاظ رکھے۔ اوّل یہ کہ ذکر الٰہی میں ہمہ وقت مشغول رہے۔ دوم جو چیز اسے ذکر الٰہی سے باز رکھے، یا روکے اس سے کنارہ کرے۔ یہ گویا دل سے اللہ کی طرف سفر کرنا ہے۔ اور اس سفر میں نقل و حرکت نہ طالب کی طرف سے ہوتی ہے نہ مطلوب کی جانب سے۔

اے مسلمانو! نبی اکرم ﷺ اہل حقیقت کو کس جوش مسرت سے اللہ تعالیٰ کے تفکّر کا سبق دیتے ہیں۔ اپنی توجہ کا مرکز فکر الٰہی اور مراقبۂ لاہوتی کو بناؤ۔ تاکہ تمہاری نگاہِ بصیرت جلوہ وحدت سے آشنا ہو جائے۔ رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں کی ترقیٔ روحانی کیلئے اُن کو بکثرت غور و فکر کی ہدایت فرمائی ہے۔

Marfat.com

۱۔حدیث: تَـفَـكَّـرُ فِـىْ صِـفَـاتِ اللهِ وَلَاتفَكَّرُ فِىْ ذَاتِ اللهِ(ابن حبان)	اللہ تعالیٰ کی صفات میں تفکر کرو اور ذات میں غورمت کرو۔
۲۔حدیث: لَا عِبَادَتَ كَا التَّفَكَّرُ (ابن حبان)	تفکر کی مثل کوئی عبادت نہیں۔
۳۔حدیث: تَفَكَّرُ سَاعَةِ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ اَوْ مِنْ عِبَادَةِ سَتَّةٍ (ابن حبان، دیلمی فی الفردوس، عن حضرت ابو ہریرہؓ،غزالی احیاءالعلوم الدین)	صنائع اور بدائع الٰہی میں ایک ساعت فکر وغور کرنا جن وانسان کی عبادت سے بہتر ہے یا ایک سال کی عبادت ظاہر سے افضل ہے۔

طالب کو لازم ہے کہ دائم الحال طلب حق میں متفکر رہے اور غیریت اعتباری کو دل سے دور کرے۔ اگر وہ اس کی مداومت میں رہے گا اور کوئی دم اس سے غافل نہ ہوگا ،تو چند روز میں یقیناً اس کے دل سے حجاب تعینات وتقیّدات وہم اور غیریت اعتباری دور ہوجائیں گے اس کا دیدۂ باطن کُحل تفکرتوحید سے سرگین ہوجائے گا۔

یہ غلط ہے کہ اسلام نے انسان کے روحانی ارتقاء کے لئے تعلیم پیش نہیں کی ہے۔اسلامی تعلیم ہر حیثیت سے مکمل اور جامع ہے۔ ہر ذی عقل اور صالح انسان کو غور وفکر سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اسلامی احکام دو قسم کے ہیں۔ایک وہ جو خواص کے لئے بیحد مفید ہیں اور جن کا تعلق روحانیت سے ہے۔دوسرے وہ ابتدائی اعمال جن پر عمل کر کے عوام فائدہ اٹھاسکتے ہیں ان کا تعلق ابتداءً صرف اعضاء سے ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ ان سے قلب بھی متاثر ہوجاتا ہے۔

غرضکہ تذکر وتفکر یعنی اللہ کے ذکر اور فکر میں اس طرح مشغول رہنا کہ وہمی خودی اور ماسوائے اللہ سے کامل نجات حاصل ہوجائے ،نہایت ارفع واعلیٰ عبادت ہے۔اس سے انسان کو شرک خفی سے رہائی حاصل ہوتی ہے، ورنہ شرک خفی سے نجات

Marfat.com

بہت مشکل ہے۔قولہ تعالیٰ:

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُونَ ○ (یوسف آیت ۱۰۶ پ ۱۳)	اور نہیں ایمان لاتے اکثر لوگ اللہ پر مگر یہ کہ شرک کرتے چلے جاتے ہیں۔

اگر آپ ایماندار ہیں تو آپ اس امر کا اقرار کیوں نہیں کرتے کہ یہ عبادات بھی دینی فرائض میں سے ہیں۔اگر تم منکر وحی قرآن اور اپنے نبی ﷺ سے پھرے ہو تو زندیق اور کافر ہو۔البتہ آپ تجربہ کے لئے اپنے دین وایمان کی ترقی کے خیال سے قرآن واحادیث کے مضامین پڑھیں اور ان میں فکر کریں تو اُمید ہے کہ خاص عبادات دریافت کرسکیں۔

مسلمانو۔!تم کو لازم ہے کہ اپنے حقیقی مہربان اور سب سے بڑے عالی دماغ، عظیم الشان فلاسفر روحانی، پیکر نور نبی معظم ﷺ اور اولیائے کرامؒ کے اقوال کو بغور پڑھو، جو پڑھنا نہیں جانتے دل کے کانوں سے ان حضرات سے سنیں جنھوں نے ان کا تجربہ کیا اور ان کے برحق ہونے کا بڑی حد تک مشاہدہ کیا ہے۔اگر آپ بھی اس راہِ عمل کو اختیار کریں تو یقیناً ان خاص عبادات کے زبردست اثرات کا مشاہدہ کرلیں گے اور ان کی مخفی حقیقت آپ پر روشن ہو جائے گی۔

جب طالب حق ،اللہ اور رسول ﷺ کی تعلیم پاک کے مطابق غیب پر ایمان لاکر طلب حق میں مجاہدہ کرتا ہے،تو وہ چیزیں جو جسمانی بینائی سے غائب ہیں،اس کے قلب پر منکشف ہوتی ہیں،اور لطف الٰہی سے آیات الوہیت ظاہر ہوکر، روح کو دیدار غیب ہوتا ہے۔جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کو تلاش حق اور شمس وقمر کے تغیرات میں فکر کرنے کے باعث توحید حق کی طرف رہنمائی عطا کی گئی۔یہ مرتبہ حاصل ہونے کے بعد پھر ظاہری اور باطنی حواس بھی، جو مادیت سے لگاؤ رکھتے ہیں،اس کو مشاہدہ غیب سے نہیں روک سکتے اور اسکے روحانی حواس جن سے وہ امور غیب کی تصدیق کرتا ہے

Marfat.com

بیدار ہو جاتے ہیں۔ حضرت نجم الدین کبریٰؒ فرماتے ہیں۔

اَلطُّرُقُ اِلَی اللہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ	اللہ تک پہنچنے کے اس قدر راستے ہیں جس قدر خلائق کے انفاس۔

رسول اللہ ﷺ راہ حق کے سب سے بڑے مجاہد تھے۔ آپ ﷺ کسی وقت ذکر اور فکر سے غافل نہیں رہتے تھے اور ہر سانس میں ایک مقام سے دوسرے روحانی مقام کی طرف ترقی فرماتے تھے۔ یہ مقامات کشف و معارف ہیں جن کو ہر ذی علم بھی نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن۔

وَالَّیْلُ فَاعْلَمْ وَالنَّھَارُ کِلَاھُمَا اَنْفَاسُنَا فِیْھَا تُعَدُّ وَتُحْسَبُ

یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ رات دن میں ہمارے دم شمار و محسوب کیے جاتے ہیں۔

دمبدم دم را غنیمت دان و ہمدم شو بدم
واقفِ دم باش ہر دم ہیچ دم بیجا بدم

(ہر سانس کو غنیمت سمجھ اور ہمدم کو اس میں بسا لے۔ ہر سانس پر چوکنا رہ کہ بے مقصد کوئی سانس نہ جانے پائے۔)

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

کُلُّ نَفْسٍ یَّخْرُجُ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللہِ فَھُوَ مَیِّتٌ (بخاری و مسلم)	جو سانس بغیر یادِ الٰہی کے لیا جاتا ہے گویا وہ مردہ ہے۔

زندگی وہ ہے جو یادِ الٰہی میں گزرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بقائے وجود فانی کے لئے سانسوں کی تعداد مقرر کی ہے۔ انسان و حیوان کے سانس کی آمد و رفت کے ساتھ بلا حرکت لب و زبان ''اناھو'' ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی وہ میں ہوں۔ یہ ذکر ہر جاندار کے باطن سے بے اختیار سوتے جاگتے، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، غرضکہ ہر وقت جاری رہتا ہے۔ جو اس ذکر کو سنتا اور سمجھتا ہے وہی عارف ہے۔ جو خودی میں گرفتار

Marfat.com

ہے وہ نہ کچھ سنتا اور نہ سمجھتا ہے۔

ندا می آید از حق بر دوست
چرا بودی تو موقوفِ قیامت

(حق کی طرف سے دوست کو یہ ندا آتی ہے کہ تو کب تک قیامت پر موقوف کرے گا۔)

اے عزیز! راہ حق تجھ ہی میں ہے۔ تیرا مقصود تجھ سے باہر نہیں تیرا فکر تجھ میں تیرے لئے کافی ہے۔ قولہ تعالیٰ:

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ○ (قٓ آیت ۱۶ پ ۲۶)	اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی قریب ہیں۔

یا در پہلو چرائی بیخبر
یا در تو توچہ گردی در بدر (بوعلی شاہ قلندرؒ)

(محبوب تو تجھ میں موجود ہے اور تو بے خبری میں در بدر پھر رہا ہے۔)

ذکر الٰہی دائم الفرض ہے۔ اس لئے طالب حق کو چاہیئے کہ ہر سانس کے ساتھ ذکر الٰہی کرتا رہے۔

یاد خالق سے ہمیشہ جس کا دل سرشار ہے
بالیقیں بحرِ اجل سے اس کا بیڑا پار ہے

راہِ حق حاصل کرنے کے لئے اس کو چاہیئے کہ ایسے لوگوں کی صحبت ترک کرے جو اللہ کے ذکر سے غافل ہوں۔ قولہ تعالیٰ:

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی ﴀ عَنْ ذِکْرِنَا (نجم آیت ۲۹ پ ۲۷)	(اے میرے حبیب ﷺ) جو میرے ذکر سے روگردانی کرے اس سے اعراض کرو۔

جو کام شب و روز کی محنت یا غور و فکر چاہتا ہو، وہ وقتی توجہ سے پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔

مَنْ لَا یُؤَدُّ الْفَرْضِ الدَّائِمِ لَنْ یَّقْبَلَ اللّٰہُ مِنْہُ فَرْضَ الْوَقْتِہٖ (مشکوٰۃ)	جو شخص فرض دائمی نہیں ادا کرتا اللہ تعالیٰ اس کے فرض وقتی بھی قبول نہ کرے گا۔

Marfat.com

مزن بے یادِ مولیٰ یک نفس را
اگر در صومعہ یا در کنشتی

(کوئی ایک سانس بھی مولیٰ کی یاد کے بغیر نہ لے۔ چاہے کسی حال اور جگہ پر ہو۔)

حدیث: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوۃُ الْاَنْبِیَآءِ وَالْخُلَفَآءِ حَیْثُ الْحَوَاسِ وَعَدَدِ الْاَنْفَاسِ عِنْدَ الْقُلُوْبِ مِنْ نِیَازِ الْمَحْبُوْبِ (الترمذی)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نماز انبیاء اور خلفاء کی، حواس کا بند کرنا اور دل سے نیاز محبوب رکھتے ہوئے سانسوں کا شمار کرنا ہے۔

ہر سانس کے ساتھ اللہ کا نام تفکر سے لینا کیسی گراں قدر عبادت ہے؟

مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ:

ہر دمے اورا یکے معراج خاص بر سر تاجش نہد حق تاج خاص

(اللہ کی یاد میں لیا جانے والا ہر سانس ایک خصوصی درجہ رکھتا ہے جیسے ایک تاج پر مزید خاص تاج۔)

یہاں معراج سے جلوۂ الٰہی اور بے حد و نہایت مراتب قرب مراد ہیں۔ تاج خاص، بہت ہی بلند مرتبہ ہے۔ اور تاج پر تاج رکھنے سے مخصوص بلند پایہ مرتبہ کا اظہار مقصود ہے۔ عامتہ الناس کو یہ مرتبہ میسّر نہیں ہوتا۔ عارف کی روح غلبہ عشق سے بڑی حد تک ہر لمحہ بلندی مراتب پر ترقی کرتی اور فانی ہو کر باقی باللہ ہو جاتی ہے۔

جسم بر خاک است و جان بر لامکان
لامکانے فوق وہم سالکان

یعنی عارف کا جسم خاکی دنیا میں ہے اور اسکی روح لامکان میں۔ لامکان کا تصور سالک کے ذہن سے برتر ہے اس لئے وہ اس کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔

Marfat.com

طالب کو چاہئیے کہ کسی وہم میں نہ پڑے، ہر سانس کے ساتھ یادالٰہی کرتا رہے اور اس فرض دائم سے کبھی غافل نہ رہے۔

غافل ز احتیاطِ نفس یک نفس مباش　　شاید ہمیں نفسی واپسین بود
پاس دار انفاس اے اہل خرد　　تا ترا ایں قافلہ منزل برد
ہوش در دم دار اے مرد خدا　　یک نفس یکدم مباش از حق جدا

اے عزیز!اگر تو اللہ سے ملنا چاہتا ہے تو اپنی عنانِ نطق کو روک۔ ہر وقت ہوشیار رہ۔ ہر وقت سانس سے یادالٰہی کر۔ یہ قافلہ تجھے منزل مقصود پر پہنچائے گا۔کوشش کر کہ کوئی دم ضائع نہ ہونے پائے۔اس کی حفاظت کر۔ایک لمحہ بھی اللہ سے غافل نہ ہو۔ممکن ہے کہ تیری یہی سانس دم آخر ہو۔قولہٗ تعالیٰ:

فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ؕ (الزلزال آیت ۷ پ ۳۰)	جس نے ذرہ بھر بھی نیکی کی ہوگی اس کو دیکھ لے گا۔

اے نفس کے سیاح تیری عمر کا راس المال یہی چند انفاس ہیں۔ تیرا ہر سانس دُرِ بے بہا اور جو ہر بیش قیمت ہے۔ ہر وقت اپنے مبدا اور معاد کو یاد کر۔آج تیری تجارت کا دن ہے اللہ جل شانہٗ کا قرب اور اتصال حاصل کرنے کی فکر کر۔تجھ کو یہ عمر گراں مایہ اس لئے عطا کی گئی ہے کہ جب تک زندہ ہے ایک ایک سانس اس کے نام پاک کے ساتھ اور گن گن کر نکال،تو ازل میں کیا وعدہ کر کے یہاں آیا ہے اور کیا کر رہا ہے؟ اس مہلت اور وقت کو غنیمت سمجھ اور اپنے وعدے کو پورا کر۔ حضرت عطارؒ فرماتے ہیں۔

ہر آں کو غافل از وے یک زمان است　　در آں دم کافر است اما نہاں ست
اگر آں غافلی پیوستہ باشد　　درِ اسلام بروے بستہ باشد

جو شخص معبودِ حقیقی کی یاد سے ایک سانس بھی غافل رہے وہ، از روئے طریقت، اہل اللہ کے نزدیک اس وقت غافل اور حق کا چھپانے والا یعنی کافر ہے، گو بظاہر

Marfat.com

شریعت عزّا نے اس کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا لیکن اگر یہ غفلت برابر طاری رہے، تو اسلام کا دروازہ اس پر بند ہو جاتا ہے۔ اسکے برخلاف جو کیف محبت میں ڈوبا ہوا ہے، وہ اور زیادہ استغراق کا آرزو مند رہتا ہے۔ جیسا کہ مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

غرق حق خواہد کہ باشد غرق تر
ہمچو موج بحرِ جان زیر و زبر

(اگر تو غرقِ حق کا خواہاں ہے تو اس میں محو ہو کر مکمل غرق ہو جا جس طرح سمندر کی موجیں اپنی اصل یعنی سمندر بن جاتی ہیں۔)

جو بحرِ محبتِ الٰہی میں غرق ہے، وہ یہی چاہتا ہے کہ محبت کی انتہائی گہرائیوں میں پہنچ جاؤں۔ یہاں تک کہ پُر محبت ذکر اور عاشقانہ فکر کی ہوش ربا کیفیات سے ایک لمحہ بھی خالی نہ جائے۔ اے عزیز! تو اپنی سانس پر غور کر جو تیرے وجود میں دریائی لہروں کی طرح موجزن ہے۔ وہ تجھ میں سے اُٹھتی اور تجھی میں فنا ہو جاتی ہے۔ عاشق الٰہی بھی اسی طرح فنا ہو کر **باقی بالحق** ہو جاتا ہے۔ کیونکہ صرف فنا ہی فنا کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ایسی فنا درکار ہے جس کے بعد بقا کا گوہر بیش بہا ہاتھ آئے۔ لیکن یاد رہے کہ فنا ہر حال میں ضروری ہے۔ کیونکہ اُس کے بغیر بقا زوالِ مرتبہ کا باعث ہے۔

جب طالب، دُنیا اور مافیہا سے دست بردار ہو کر دل سے جناب باری کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور یکسوئی و یک جہتی سے اپنے ظاہر و باطن کو عبادت میں مشغول کر لیتا ہے، تو اسکو اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ اُسکے کل خیالات و تصورات ملکر ایک تصویر بن جاتے ہیں اور اسکو سوائے ذات باری کے دوسرا خیال نہیں رہتا۔ عشق اور تصوّر معشوق حقیقی اس میں یہاں تک سرایت کرتا ہے کہ وہ خود محبوب کی تصویر بن جاتا ہے۔ اس کیلئے سوائے حق کے کوئی دوسرا وجود نہیں رہتا، اور وہی حق کو حق سمجھتا اور دیکھتا ہے۔ غرضکہ حق کا سوچنے والا خود حق ہی ہوتا ہے اور ذاتِ حق اس سے بھی مقدم

Marfat.com

ومنزّہ ۔ مثلاً کوئی شخص اپنی نسبت یہ سوچے کہ میں کون ہوں؟ یہ خیال کرنے والا جسکا خیال کررہا ہے، معلوم کریگا کہ میں وہی ہوں جسکا خیال کررہا ہوں ۔ رسول اللہ ﷺ اپنے وصال کے وقت فرماتے تھے "میں رفیق اعلیٰ کی طرف جاتا ہوں۔" (بخاری، مسلم)

اے طالب حق! اس نکتہ کو سمجھ ۔ حضرت بہلول داناؒ فرماتے ہیں۔

اے برادر غیر حق خود نیست کس   اہل معنی راہمی یک حرف بس
چوں نماند نقش ہا اندر میاں   آں زمان نقاش رابینی عیاں

(اے بھائی غیر حق کچھ بھی نہیں ہے اہل عقل کیلئے اتنا ہی کافی ہیکہ نقش کے اندر نقاش عیاں ہے۔)

جو شخص بلا طمع دنیوی اور بغیر خواہشات اُخروی سچے دل اور خلوص سے ذکر الٰہی میں منہمک رہتا ہے، آخر کار اس کا دل و دماغ صبغۃ اللہ سے رنگ جاتا ہے ۔ وہ فنافی اللہ کے ارفع مقام پر پہنچ کر، اللہ کے خاص بندوں میں شامل ہوجاتا اور مرفوع القلم ہوکر ظاہری عبادات کی حدود سے گزر جاتا ہے، مگر یہ مرتبہ ہر شخص کا حصہ نہیں ہے اللہ جس کو چاہے عنایت کرتا ہے۔

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۬ؕ (آل عمران آیت ۹۲ پ ۴)	تم ہرگز نیکی کو نہ پہنچو گے جب تک اس چیز کو خرچ نہ کرو جس سے تم محبت رکھتے ہو۔

اے عزیز۔! اپنے دماغ سے کام لے اور غور کر کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں تیرے لئے کس نعمت اور کونسی نیکی کا وعدہ کیا گیا ہے؟ اس کے حاصل کرنے کا کیا ذریعہ تعلیم کیا گیا ہے؟ فلاح یعنی بھلائی کیا ہے؟ وہ چیزیں کیا ہیں جن سے تم کو محبت ہے؟ ان کو تم کس طرح صرف کررہے ہو؟ ان کے خرچ کرنے کا لازمی طریقہ کیا ہے؟

وہ اشیاء جن سے تم کو محبت ہے دو قسموں میں تقسیم کی جاسکتی ہیں ۔ اوّل مادی جن میں مال ومنال، عیال واطفال وغیرہ شامل ہیں ۔ دوم غیر مادی اشیاء کے

Marfat.com

متعلقات جن میں طلب عزت وشہرت، خواہش عیش وآرام ذوقِ مسرّت ولذات اور محبت روح شامل ہیں۔ بھلائی ایک کیفیت یا حالتِ نسبتی ہے جس کی صورت باعتبار شریعت، طریقت، عرفان اور بلحاظ حقیقت علیٰحدہ علیٰحدہ ہے۔ جن چیزوں سے تم کو محبت ہے، تم ان کو ذاتی غرض کے لئے حاصل کرتے اور صرف کرتے ہو۔ حالانکہ اس کو خرچ کرنے کی بہترین اور لازمی صورت یہ ہے کہ وہ راہِ الٰہی میں صرف کی جائیں۔ اب اس فرمان باری کے یہ معنی ہوئے کہ اے اولادِ آدم خودغرضی کے دام سے رہائی حاصل کر۔ کیونکہ جب تک تو اپنے مال وزر، عیال واطفال کو راہِ الٰہی میں صرف نہ کرے گا، جب تک تو اپنے عیش وآرام اور خواہش مال وزر کو خیر باد نہ کہے گا، جب تک تو اپنی روح اور اس کی محبت کو ذاتِ حق میں جذب ہونے کے لئے فنا نہ کرے گا، تجھ کو ہرگز فلاح نصیب نہ ہوگی۔ بالفاظِ دیگر فلاح اور راہِ حق میں ایثار لازم وملزوم ہیں۔ یہ ہے وہ نعمتِ عظمیٰ جس کا اس فرمان میں اشارہ ہے۔ یہ ہے وہ طریقہ جس کے مطابق اپنی محبوب اشیا کو طلب حق میں صرف کرنے کی قرآن حکیم ہدایت کرتا ہے۔ بے شک اللہ ہی اَلبرُّ اور سب سے اعلیٰ فلاح ہے۔

(ا) پابندِ شریعت کیلئے فلاح اس امر میں مضمر ہے کہ وہ اپنے زَر ومال اور جسمانی محنت سے اپنے عیال واطفال اور متعلقین کی خبر گیری اس نیت سے کرے کہ وہ امانت الٰہی ہیں اور اس کی تحویل میں دیئے گئے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کے نان ونفقہ کا اہتمام، ستر پوشی کا انتظام اور حفاظت اس کے ذمہ فرض ہے۔ مرد مسلم کو چاہیئے کہ اس کے صلے میں ان سے کوئی ذاتی غرض وابستہ نہ کرے۔ جو کچھ کرے اللہ تعالیٰ کیلئے کرے۔ کسی محتاج اور اپاہج کی امداد کرتے وقت یہ تصور کرنا چاہیئے کہ یہ اس کے بھائی ہیں، جو مشیتِ الٰہی سے مجبور ولاچار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ان کی اعانت کی توفیق

Marfat.com

عطا فرمائی ہے۔ان کی استعانت کرتے وقت نام ونمود اور ریا کا شائبہ تک اس کے دل میں نہ ہو اور نہ ان سے کسی قسم کے فائدہ کی توقع رکھے۔

بنی آدم اعضائے یک دیگراند کہ در آفرینش زیک جوہر اند
چو عضو بدرد آورد روزگار وگر عضو ہا را نماند قرار (سعدیؒ)

(آدم کی اولاد آپس میں ایک دوسرے کے اعضاء ہیں کیوں کہ یہ اپنی پیدائش کے اعتبار سے ایک ہی جوہر سے ہیں جب زمانے کی بدولت جسم کا کوئی حصہ تکلیف میں ہوتا ہے تو باقی اعضاء بے قرار ہو جاتے ہیں۔)

اس سے لازماً علوے ہمت، جذبۂ ایثار اور احساس فرض شناسی پیدا ہوتا ہے۔جس سے انسانی ترقی وابستہ ہے انکی برکات سے پست ہمتی، خودغرضی اور دیگر صفات رزیلہ جو زوال کا پیش خیمہ ہیں نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی فتوحات اور عام خوشحالی انکے اخلاص عمل کی اور موجودہ عہد کے مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت ان کی حق سے روگردانی کی گواہ ہے۔

(۲) **منزلِ طریقت** میں سالک اپنے دل کو محبت دُنیا سے پاک کر کے اپنے وقت کا بیشتر حصّہ ریاضت لوجہ اللہ میں صرف کرتا اور اس کا مقصد دینی ہوتا ہے۔یعنی وہ عاقبت بخیر چاہتا ہے۔اس کو فلاحِ آخرت سے زیادہ کوئی خیال نہیں ہوتا۔اس منزل میں مجاہدہ کی سخت ضرورت ہے کیونکہ خواہشات کو رام اور تعلقات دُنیا کا قطع کرنا ''کاریست مشکل''۔اسی منزل میں وہ کشف وکرامات سے بہرہ ور ہوتا ہے۔وہ انسانی زندگی کے دور بہیمہ سے نکل کر روحانیتِ اعلیٰ کی ابتدائی منزل میں داخل ہو کر، اوصاف روحانی سے متصف ہونے لگتا ہے۔رجحان جسمانیت سے پاک ہو کر وہ مادی آلام اور تفکرات کے تاثرات سے مامون ومصئون ہوتا ہوا محسوس کرتا ہے۔

Marfat.com

مسرت وانبساط کے ظاہری اسباب موجود نہ ہونے کے باوجود اس کو وہ سکونِ قلب اور راحت حاصل ہوتی ہے جس کی تلاش میں ''دلدادگان فریب شہود'' شب و روز مسلسل غولِ بیابان کی طرح تگ ودو میں نظر آتے ہیں۔ یہ ہے وہ فلاح جو اس منزل میں اس کو دنیا ہی میں نصیب ہوتی ہے، اور وہ خاص فلاح جس کا عاقبت کیلئے وعدہ ہے اس کے علاوہ ہے۔

(۳) منزلِ عرفان میں قدم رکھتے ہی سالک کو خیالات حور و قصور، مال وزر وعزت وجاہ بفحوائے ''قُلْ جَاءَ الْحَقُّ'' الایہ۔ خوابِ پریشان اور سَراب رواں معلوم ہوتے ہیں۔ وہ ان سے دست بردار ہوکر اپنی حیاتِ ہمہ مستعار کے ہر لمحہ کو بقول ''دل بیار و دست بکار'' پوری توجہ اور یک جہتی کیساتھ اللہ تعالیٰ کے جلوؤں کو مظاہر عالم میں مشاہدہ کرتے ہوئے صرف کرتا ہے۔ وہ اپنی قوت روحانی کے ذریعہ اس حقیقت کا عین الیقین حاصل کرلیتا ہے کہ دُنیا کی کوئی شے ادنیٰ ہو یا اعلیٰ، فائدہ بخش ہو یا ایذارساں، خوش نما ہو یا بدصورت، جلوۂ شاہدِ حقیقی سے خالی نہیں۔ ہر شے اس کی رنگارنگ صفات کی آئینہ بردار ہے۔ اسی وُسعت کا اظہار حکیم سنائیؒ نے اس طرح فرمایا ہے۔

کفر و اسلام در رہش پویاں
وحدہٗ لاشریک لہٗ گویاں

(اسکے راستے میں کفر و اسلام رواں دواں ہیں ''وحدہٗ لاشریک لہ'' انکی زبانوں پر ہے۔)

وہ جدوجہد کے ذریعے، اس رابطہ معنوی کی، جو اللہ تعالیٰ اور انسان کے درمیان قائم ہے اور جس کی وجہ سے خلیفۃ اللہ کے خطاب سے سرفراز کیا گیا، دریافت میں کامیاب ہوکر راز اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ (حٰمٓ السجدہ ۵۴) ''آگاہ ہو کہ تحقیق وہ ہر چیز پر محیط ہے۔'' کی حقیقت کا عین الیقین حاصل کرلیتا ہے، یہ ہے وہ فلاح جو اس دور زندگی میں اس کو حاصل ہوتی ہے۔

Marfat.com

(۴) منزلِ حقیقت میں داخل ہوتے ہی عارف دُنیا کی ہر شے حتیٰ کہ اپنے وجود کو بھی لا شے قرار دیتا اور اپنی ذات کو ذاتِ حق میں بلکہ ذات حق کو اپنی ذات میں مشاہدہ کرتا ہے۔ اس حقیقت الامر کو دریافت کرنے کے لئے عارف اپنے حواس خمسہ، قلب اور روح کو ذات حق میں جذب کر کے ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' کی چاشنی سے ہوش وخرد، اور دین وایمان کو خیر باد کہہ کر لذت اندوز ہوتا ہے۔ اب اس کا وجود بصورت مجموعۂ گوشت و پوست اہل دنیا کو متحرک نظر آتا ہے، مگر حقیقتاً اس کی بالذات کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی۔ وہ نام ونمود، شہرت اور بدنامی کے خیال سے گذر کر، بے نیاز ہوجاتا ہے، اس مقام پر اوہام خیر وشر اور وسوساتِ فنا وبقا کا احساس بھی نہیں رہتا۔ وہ رنج ومصیبت، سرور اور راحت کو اپنی مرضی کے خلاف نہیں سمجھتا اور وہ ان کیفیات سے اثر پذیر ہو کر نہ مغموم ہوتا ہے نہ خوش۔ ہر شے اس کو اپنا مظہر معلوم ہوتی ہے، کیونکہ تمام اشیاء قائم بذات مطلق ہیں اور فی نفسہٖ ان کا کوئی وجود نہیں۔ یہی دراصل نجات ہے کیونکہ اب اس کی چشم حقیقت بین میں ماسوا اللہ نہیں رہا۔ ہر شے حق یعنی شیون ذات مطلق ہے، اور اس کو ذات سے علیٰحدہ کرنا ممکن نہیں۔ اس طرح وہ دوئی کے گمراہ کن دام سے دوامی آزادی حاصل کر لیتا اور بہشت فقر میں داخل ہو کر شرک کی آتش سوزان کے شعلوں سے بےخوف ہوجاتا ہے۔ حضرت فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں۔

عارف از دنیا و عقبیٰ فارغ است — زاں چہ باشد غیر مولیٰ فارغ است
ہمت عارف لِقائے حق بود — زانکہ در حق فانی مطلق بود
گرہمی خواہی کہ یابی زین فشاں — سر بنہ بر خاک پائے کاملاں

(عارف دنیا وعقبیٰ کی فکروں سے اور اللہ کے علاوہ جو کچھ ہے ان سب چیزوں سے فارغ ہے اُس کی اِس جستجو سے حق بول اٹھتا ہے۔ کیونکہ وہ ذاتِ حق میں مکمل فنا ہوگیا ہے۔ اگر تو نور کا خواہاں ہے تو ان کاملوں کی پائے خاک پر سر رکھ دے۔ یعنی اُن کے بتائے ہوئے راستے پر بے چوں وچراں چل۔)

Marfat.com

کیفیاتِ مطالعہ

Marfat.com

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ
جو ایمان والے ہیں ان کو سب سے بڑھ کر اللہ کی محبت ہوتی ہے

Marfat.com

Marfat.com

عشقِ الٰہی

''محبت وشوق کے پُر کیف خود فراموشانہ جذبات''

(حدیث قدسی)

کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرِفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ	میری ذات ایک پوشیدہ خزانے کی طرح مخفی تھی۔ جب میں نے اس بات کو محبوب جانا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو ہویدا کیا۔

(زرقانی، کتاب سرالاسرار از شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے خمیر کا اعلیٰ جز عشق الٰہی ہے اور وہ روزِ ازل سے اُس میں وُدیعت ہے کیونکہ انسان اور اسکا ظہور اللہ تعالےٰ کی اپنی معرفت سے محبت کا نتیجہ ہے غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تمام کائنات محبت کے لطیف اور مضبوط رشتہ میں جکڑی ہوئی ہے۔ اوّل و آخر، ظاہر و باطن، بالا و پست محبت ہی محبت ہے۔ اُس کی وسعتوں کی کوئی انتہا نہیں محبت سبب ہے، اور وصالِ محبوب مسبّب۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ محبت اللہ کا نور ہے تو بیجا نہ ہوگا۔ جہاں محبت ہے وہاں سب کچھ ہے۔ دونوں جہاں کا کاروبار جذبۂ محبت پر موقوف ہے۔ جو محبت کی قدر سے خالی ہے وہ ہر شے سے بے بہرہ ہے۔ مرکزِ عرش سے لیکر کرّہ ٔارض تک کوئی ذرۂ بے قدر، بغیر محبت کے قائم نہیں رہ سکتا۔

اللہ طلبی رو برہِ عشق نظامی

العشق

ہواللہ ہواللہ ہواللہ

کیسی مقدس ہے وہ ذات جس نے عاشقوں کی زبان اور دل کے ہر حصے پر اپنا نام

Marfat.com

محبت کے پاکیزہ ہاتھوں سے کندہ فرمایا۔! اُن کے ہر بُنِ مو سے اللہ ہی اللہ نکلتا ہے۔ ان کی رگ رگ کو نوک نشتر سے کھول کر اس میں سے خون نکال لیا گیا ہے اور اس کے بجائے شراب محبت الٰہی کی موجیں بھر دی گئی ہیں۔ انکے خیالات کی پرواز ہر وقت اُس عالم کی طرف ہوتی ہے، جہاں حیاتِ ابدی کا نورانی اور لامحدود سمندر موجیں مار رہا ہے۔ وہ ماسوا اللہ کے رنگین سے رنگین منظر کو بھی دیکھنے کی تمنا نہیں رکھتے۔

وفادار ملازم اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتا اور متعلقہ خدمت کو محنت و کوشش سے انجام دیتا ہے اور اس کے آقا کا اس کے روبرو موجود نہ ہونا اور اُس کی اکثر محنت و کوشش سے بے خبر رہنا، اس کو احساس فرض شناسی سے غافل نہیں کرتا۔ اس رویہ کا باعث ملازم کا آقا کے ساتھ خلوص محبت ہے، جس کو ہر شریف آقا پسندیدہ نظر سے دیکھتا ہے۔ اسی طرح طالب اور مطلوب کے درمیان محبت ایک خاص رشتہ ہے جو طالب کو ہر لمحہ مطلوب کی طرف راجع اور مطلوب کو طالب کی جانب ہر وقت مائل رکھتا ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ جب تک محبت کا مقدس رشتہ نہ ہو، کُل عبادات نا کارہ ہیں۔ اور

اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہیں تو مرد مسلماں بھی کافر و زندیق (اقبالؒ)

اور یہی اس شعر کا مطلب ہے۔

ہزار سال عبادت کند نمازی نیست کسے کہ عشق ندارد خداش راضی نیست

قولہ تعالیٰ: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط (البقرۃ آیت ۱۶۵ پ ۲)	جو ایمان والے ہیں ان کو سب سے بڑھ کر اللہ کی محبت ہوتی ہے۔

ذات احد ظہور سے پہلے مخفی تھی۔ محبت ہی کے سبب عالم امکان میں اس کا ظہور ہوا۔ محبت ہی ظاہر ہے اور محبت ہی مستور۔ محبت ہی سے کل جہاں معمور ہے۔ دنیا میں محبت سے بڑھ کر کوئی مزا نہیں۔ محبت ہی دنیا کی روح ہے اور جو کچھ حصول مدعا ہے وہ محبت

Marfat.com

ہی ہے۔ ہمارا مذہب محبت ہے ۔ ہم محبت سے بڑھ کر کسی کو دلیلِ راہ نہیں جانتے۔ محبت، شرع، قانون، شاستر، دھرم اور ایمان کو نہیں دیکھتی ۔ وہ تو ہر رنگ میں مطلوب کو دیکھنا چاہتی ہے ۔ مذہب اِس دنیا کی چیز ہے اور محبت اُس عالم کی ۔ اگر مذہب میں سچائی ہے تو محبت کے راستہ کا چراغ ہے ورنہ ظلمتِ راہ۔ محبت کے بغیر اللہ، اللہ نہیں رہتا۔ صرف نام رہ جاتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ محبت اللہ کے علاوہ نہیں۔ اللہ کا دوسرا نام محبت ہے ۔ محبت ہی اللہ کی پرستش اور اس کی یاد ہے۔ محبت ہی اس کے فکر میں مستغرق رکھنے کا باعث ہے ۔ اور محبت ہی عبادت کی حقیقت ہے۔ شیخ ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ میں اب مذہب عشق کا پرستار ہوں۔ عشق کا قافلہ جدھر چاہے مجھے لیجائے ۔ میرا دین بھی عشق ہے اور میرا ایمان بھی عشق ہے۔ ؎

ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف
گر کعبہ ہوا تو کیا بت خانہ ہوا تو کیا

محبت زندگی جاوید تک پہنچا دیتی ہے اور محبت ہی کا نام آب حیات ہے۔ ہم واعظ کے رسم و رواج اور مذہب پر کیوں چلیں؟ سیدھے مذہب محبت کے پاس کیوں نہ جائیں؟ تاکہ اس کے رنگ میں رنگ کر از سر تا پا محبت ہو جائیں ۔ جو محبت میں سرشار ہے اس کو سب کچھ حاصل ہے اور وہ حیات ابدی سے فیضیاب ہے۔ ؎

ہر گز نمیرد آنکہ دِلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما (حافظؒ)

(جن لوگوں کے دل عشقِ الٰہی سے زندہ ہیں وہ بالکل نہیں مرتے بلکہ وہ عالم میں زندہ رہینگے ۔)

انسان محبت ہی کے سبب اپنی وہمی ہستی کو فراموش کرتا ہے۔ محبت ہی کی حرارت

Marfat.com

اُس کی اعتباری ہستی جلا کر انانیتِ حقیقی سے فیضیاب کرتی ہے۔ محبت، محبّ کے دل سے سب کو سوائے محبوب کے سوخت کر دیتی ہے۔ محبّ کا ہر سانس محبوب حقیقی کی یاد میں گزرتا ہے۔ جس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے، وہ اسرار معرفت کا خزانہ اور وحدانیت کا دفینہ ہوجاتا ہے۔ سوختگان عشق الٰہی پر آتشِ جہنّم حرام ہے۔ جس دل میں محبت الٰہی نہیں وہ ہی دوزخ میں جلے گا۔ اور حلاوت ایمانی سے بے بہرہ رہے گا۔ حدیث

اَلَا لَااِیْمَانَ لِمَنْ لَّامُحَبَّتَهٗ لَهٗ (ترمذی) | ''خبردار'' جسکو محبت نہیں اسکا ایمان بھی نہیں۔

اعمال جوارح بغیر محبت الٰہی بھی ادا کئے جاسکتے ہیں۔ مگر اعمال قلب جو نتیجۂ ایمان سے ہیں، بلا محبت نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ محبت قلب سے تعلق رکھتی ہے نہ کہ جوارح سے۔ ایمان محبت کے بغیر کامل نہیں ہوسکتا۔

محبت مسبّب محبت سبب
محبت سے ہوتے ہیں کارِ عجب

علمائے ظواہر کا خیال ہے کہ اللہ کو بندے کے ساتھ یہ الفت ہے کہ اس کو زندگی میں نیک اعمال، اچھے افعال کی ہدایت اور عبادت کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت میں اس کو جزائے خیر عطا کرے اور بقول ان کے بندے کی محبت اللہ کے ساتھ اس صورت میں ظاہر ہوسکتی ہے کہ اپنے جسم فانی کو تحصیل تمنا کیلئے مقررہ فرائض واعمال یعنی عبادت الٰہی کی ادائیگی میں ہر وقت مصروف رکھے، اور اپنی راحتِ اخروی کے لئے کوشاں رہے۔

اہلِ طریقت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو بندے سے یہ انس ہے کہ اپنے بندے مجبور ولاچار، سراسیمہ، پریشان حال، یکہ وتنہا اور بے یارو دلفگار کو اپنی رحمت سے نواز کر اپنی درگاہِ بے نیاز سے قربت عطا کرے۔ اور بندے کو شاہدِ حقیقی کے ساتھ ایسی محبت ہونی چاہیئے کہ اپنی نظر کو غیر اللہ سے ہٹائے۔ تا کہ اس کے دل میں ماسوا اللہ کے

Marfat.com

مختلف دل فریب اور رنگین خیالات نہ آنے پائیں۔ دل کو محبوب حقیقی کے لئے پاک وصاف رکھے اور دائرہ محبت کو وسیع کرتا رہے۔ ہردم اس کی یاد سے دل کو تازہ رکھے۔ اپنی ہستی عشق کے لئے وقف کردے۔ یادِ محبوب میں ایسا بیخود ہوجائے کہ اپنی بھی مطلق خبر نہ رہے۔ جس طرح کسی لبریز تالاب کا بند شکستہ ہونے پر اس کا پانی زور وشور سے بہہ نکلتا ہے اور خس وخاشاک کو اپنے ساتھ بہالیجاتا ہے، اسی طرح جس دل میں عشق کا جذبۂ عظیم روکے سے نہیں رکتا اور بوجہ شکستگی دل یہ روکا ہوا سیلاب جب بہہ نکلتا ہے، تو خواہشات ماسوائے اللہ دل سے غائب ہوجاتی ہیں اور وہ دنیوی دولت وآرام، خورد ونوش سے بے پرواہ اور دنیاومافیہا سے بے خبر ہوجاتا ہے۔

ارباب حقیقت کا ارشاد ہے کہ محبتِ الٰہی قدیم ہے اور بندہ کی محبت حادث۔ ؎

چوں تجلّی کرد اوصافِ قدیم

پس بسوزد وصف محدث را کلیم

(جب اس نے اپنے اوصافِ قدیم کی تجلّی کی، تو تمام اوصافِ حادث جل گئے۔)

مندرجہ ذیل واقعات پر غور کرو اور دیکھو محبّ الفقراء ﷺ نے جذبہ محبت کو کیسا سراہا ہے:

منقول ہے کہ حضرت عبداللہ ذوالجادین رضی اللہ عنہ اصحاب صُفّہؓ کی جماعت میں داخل تھے اور مسجدِ نبوی ﷺ میں اُن کی سکونت تھی۔ کلام اللہ پڑھتے اور بہ ذوق وشوق تلاوت بالجہر کیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت عمرؓ نے حضورِ اقدس ﷺ میں ان کے بہ آواز بلند قرآن پڑھنے کی شکایت کی کہ ان کی آواز مزاحم نماز ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمرؓ اسے اسکے حال پر چھوڑ دو۔ یہ دُنیا سے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کرکے آیا ہے اور اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ بھی اس کو دوست رکھتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

Marfat.com

صحیح حدیث میں وارد ہے کہ ایک انصاریؓ مسجد قبا میں انصارؓ کی امامت کیا کرتے تھے۔ جب وہ کوئی سورۃ شروع کرتے تو "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝" سے شروع کرتے اور اس کو پڑھ کر پھر کوئی دوسری سورۃ اس کے ساتھ پڑھتے تھے۔ وہ ہر رکعت میں یہی کیا کرتے تھے۔ ان کے ساتھیوں نے (اس باب میں) گفتگو کی اور کہا کہ یا تو تم اسی کو پڑھو اور یا دوسری سورۃ پڑھا کرو۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں اس کو نہ چھوڑوں گا اگر تم مجھے امام بنانا چاہو (ورنہ امامت) چھوڑ دوں گا۔ وہ لوگ ان کی فضیلت کی وجہ سے کسی دوسرے کو امام بنانا اچھا نہ سمجھتے تھے۔ ان لوگوں نے یہ کیفیت نبی ﷺ سے بیان کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے فلاں تمہیں اس سے کیا مانع ہے کہ تم وہی کرو جو تمہارے اصحاب تمہیں کہتے ہیں اور تمہیں ہر رکعت میں اس سورۃ کے لازم کرنے پر کس نے آمادہ کیا ہے۔؟ انھوں نے عرض کیا کہ میں اس کو محبوب رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں اس کی محبت جنت میں داخل کر دے گی۔ (بخاری)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے ظاہری اعمال وافعال کے مقابلے میں جذبۂ دل کی قدر فرمائی۔ ظاہری ارکان واعمال سے لوگوں کی نظر میں تو وقعت حاصل کی جاسکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔ اعمال جوارح کو فاسق، فاجر، منافق، کافر اور بے دین ہوتے ہوئے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں منافق نماز اور دوسرے اعمال مسلمانوں کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے اور جیسا کہ اس زمانے میں متعدد بار سننے میں آیا کہ بعض کافروں نے اپنی ظاہری وضع اور اعمال مسلمانوں کے سے بنا کر خود کو مسلمان ظاہر کیا اور عرصہ تک مسجدوں میں امامت کے فرائض انجام دیئے۔ غرضیکہ جب تک دل مومن نہ ہو، اعمال ظاہری کا کوئی اعتبار نہیں۔ مشہور حدیث میں ہے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (متفق علیہ)	اعمال نیت پر موقوف ہیں۔

Marfat.com

اس لئے اہل طریقت درستگی باطن کو از حد ضروری سمجھتے اور اس کو ظاہر کے مقابلہ میں ہر طرح قابل ترجیح جانتے ہیں۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

ما بروں را ننگریم و قال را ما دروں را بنگریم و حال را

یعنی ہم تمہارے قیل وقال صورت ووضع اور ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتے بلکہ باطنی حال کو دیکھتے ہیں۔

اے عزیز! قاعدہ کلیہ ہے کہ محبت وذکر لازم وملزوم ہیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ
(بخاری، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

جو شخص جس چیز کو زیادہ دوست رکھتا ہے وہ زیادہ تر اسی کا ذکر کیا کرتا ہے۔

حُب، محبّ، محبوب۔ طلب، طالب، مطلوب۔ عشق، عاشق، معشوق۔

یہ تین حالتیں ہیں۔ جب طلب اور عشق کا راز سالک پر ظاہر ہوتا ہے، تو وہ محبّ، محبوب، طالب، مطلوب اور عاشق ومعشوق کی حقیقت سے باخبر ہو جاتا ہے۔ جس طرح اسرار الٰہی کے سمجھنے میں عوام کی عقل وفہم نارسا ہیں۔ اسی طرح محبت کے رموز بھی ہر کس وناکس کی سمجھ میں نہیں آسکتے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو خطاب ہوتا ہے۔

يَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ جِسْمُ الْاِنْسَانِ نَفْسُهٗ وَقَلْبُهٗ وَرُوْحُهٗ وَسَمْعُهٗ وَبَصَرُهٗ وَيَدُهٗ وَرِجْلُهٗ وَكُلُّ ذَالِكَ اَظْهَرْتُ نَفْسًا لِنَفْسِىْ لَاهُوَ اِلَّا اَنَا وَلَاغَيْرُهٗ۔

''انسان کا کل جسم، دل، نفس، روح، کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں یہ کل میں نے اس میں اپنی ذات خاص سے اپنے لئے پیدا کئے ہیں۔ وہ نہیں ہے بلکہ میں ہی ہوں اور میں اس کا غیر نہیں ہوں۔''

قولہٗ تعالیٰ: وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ط
(الحدید آیت ۴ پ ۲۷)

جہاں تم ہو ہر وقت اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

Marfat.com

اس نظارۂ معیت کے لئے یہ ضروری ہے کہ دل کا آئینہ زنگ ماسوا اللہ سے پاک اور نفسانی کدورتوں سے صاف ہو۔ یہ معیّت مادّی عقل سے مشہود نہیں ہوتی، بلکہ ذوق وشوق اور فکر کی آنکھ سے اس پر مطلع ہوا جا سکتا ہے۔

جب سالک مراحل شریعت اور طریقت کو قطع کر کے حدود عشق ومحبت میں داخل ہوتا ہے تو بسا اوقات اس کے باطنی کانوں میں حیرت افزا اور مسرت انگیز ندائیں آنے لگتی ہیں۔ کبھی اس کو کوئی یہ کہتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ ''میں حق ہوں میری طرف متوجّہ ہو۔ اپنے مجسمۂ صور واشکال کو نہ دیکھ۔ اپنی ہستی سے بیگانہ ہو۔ یہ حقیقتاً ایک خواب، وہم یا خیال ہے'' بعض اوقات عالم قدس سے ندا ہوتی ہے ''تیری ہستی میرے اور تیرے درمیان حجاب اکبر ہے۔ تعیّن کا پردہ چشم بصیرت سے دور کر اور انوار لازوال کی تجلیوں میں مستغرق ہو جا۔ اپنے آپ کو موت اضطراری سے پہلے ''موتوا قبل ان تموتوا'' کی تفسیر حال بنا۔ اور حیات جاوداں سے سرفراز ہو جا۔ گو تو عرف عام میں زندہ نہ رہے گا'' گاہے وہ یہ ندا سُن کر متحیّر رہ جاتا ہے۔ ''اپنی روح کو میری ذات میں فنا کر۔ تاکہ تو حق سے مل جائے 'تو' نہ رہے 'میں' بن جائے۔ تاکہ تو ہر جگہ اور ہر زمانے میں بلا قید مکان وزمان، ناظر ومنظور، شاہد ومشہود، ظاہر وباطن اور اول وآخر ہو''۔

کھلی آنکھ تو کوئی پردہ نہ دیکھا حجاب رُخ یار تھے آپ ہی ہم

تو میرا، میں تیرا، تو پیارا، میں دلارا، میں عاشق تو معشوق، تو مجھ کو یاد کرتا ہے میں نے تجھ سے لو لگائی ہے تو مجھ کو اپنی ذات میں یاد کرتا ہے تو میں تجھ پر جان دیتا اور مرتا ہوں۔ کیونکہ میں اپنے جذبات کو تیری طرف بے حد رجوع دیکھتا ہوں اس لئے میرا سب سے زیادہ ضروری فرض یہ ہے کہ تیری محبت

Marfat.com

میں اشکبار اور تیری فکر میں بے قرار رہوں۔ یہ میں جانتا ہوں کہ تو مجھ سے بے حد محبت رکھتا اور مجھے محبت سے دیکھتا ہے۔ ہائے میں کس قدر غافل ہوں؟ میں نے تیری محبت کی کچھ قدر نہ کی۔ میری زندگی اکارت ہوگئی۔ حق تو یہ ہے، میں تجھ سے صحیح معنوں میں محبت بھی نہیں کرتا جیسا تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ تو ایسا شفیق اور کیا ہی عجیب محبت کرنے والا ہے کہ محبت کرتا ہے۔ لیکن محسوس نہیں ہونے دیتا۔

اے میرے محبوب! میرے دل کے واحد مقصود! میرا یہ عاجز و ناتواں دل تیری محبت میں ٹوٹا اور اُجڑا ہوا، تیرے قیام کے لئے حاضر ہے۔ ''آ''۔ اور اس کو آباد کر۔ اے میرے مالک میری یہ تمنا ہے کہ میری زندگی کا ہر سانس تیری محبت کے جوش میں نکلے۔ تیری محبت کے دریائے بے پایاں میں میری شخصیتِ ظاہرہ جو مثل حباب کے ہے ٹوٹ کر مستغرق ہو جائے۔ میرے...... پیارے۔! تو مجھے اپنی محبت کے رنگ کی ان گہرائیوں میں جہاں سے ڈوب کر آج تک کوئی نہیں ابھرا، مستغرق کر دے۔

میانِ عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست
تو خود حجاب خودی حافظ از میان بر خیز (حافظ شیرازیؒ)

(عاشق اور معشوق کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں۔ اے حافظؔ خود تیرا وجود درمیان میں پردہ ہے۔)

جانتے ہو وہ کون ہے اور میں کون ہوں؟ خبر بھی ہے؟ ان عاشق و معشوق، طالب و مطلوب کی تفسیر کیا ہے؟ لو سنو! میں بندہ ہوں پردہ اُٹھا کر

Marfat.com

دکھاتا ہوں۔ وہ موجود ہے۔ خود اُس سے پوچھ لو۔ ''وَهُوَ مَعَكُمْ'' وہ میرے ساتھ ہے اور میں اس کے ساتھ۔ ''وَفِي اَنْفُسِكُمْ ط'' نورالٰہی مجھ میں اور میں اس میں محو و مستغرق ہوں۔ جس نے سمجھا وہ آگاہ ہوا، جس نے غور کیا وہ دیکھ کر دل و جان سے اس پر نثار و قربان ہوگیا۔

چاک کن جامۂ ہستی کہ شود اُو پیدا
تا گریبان ندرد گل نکند بو پیدا

(اپنے وجود کا لباس چاک کردے تاکہ وہ ظاہر ہوجائے کیونکہ پھول کا گریبان چاک ہوئے بغیر خوشبو پیدا نہیں ہوتی۔)

جب عاشق اپنی کل صفاتِ محمودہ اور مذمومہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیتا ہے، تو اس کو قرب سنن کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔

اے مسلمانو! خواب غفلت سے بیدار ہو کر دیکھو۔ ہمارا میخانہ آسمانی اور قرآن ربانی عشق الٰہی کے چھلکتے ہوئے جام رندانِ میکش کو پلا رہا ہے۔ تم اس بارگاہِ بے نیاز میں شوق کے ہاتھ بڑھا کر جام مئے ناب مانگو اور اپنی ہمّت و وُسعت کے مطابق پی لو۔ قولہ تعالیٰ:

وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا ۚ (الدھر آیت ۱۷ پ۲۹)	اور ان کو وہاں ایسا جامِ (عشق الٰہی) پلایا جائے گا جس کا مزاج سونٹھ کا سا ہے۔

جب عاشق بادہ خوار جامِ عشق الٰہی پیتا ہے، تو اس کے جذبات و کیفیات کا عجیب عالم ہوجاتا ہے۔ اس کے ظاہر اور باطن سے حقیقی مسرّت کی ایسی دلکش موجیں اٹھتی نظر آتی ہیں کہ دوسرے بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

برادرم راج کشور رام پوریؒ کہتے ہیں۔

Marfat.com

بشاشت کہہ رہی ہے چہرۂ گل کی ادھر دیکھو
یونہی محفل میں ہنس دیتے ہیں پیانے جو بھرتے ہیں

شراب عشق الٰہی پینے کے بعد حیرت، سوز و گداز اور دردِ دل پیدا ہوتا ہے۔ عشق حقیقی کو جنبش ہوتی ہے۔ فوراً جلوۂ محبت کی ایک بجلی سی اس کی رگ رگ میں پوری طاقت سے دوڑتی اور جاگزیں ہو جاتی ہے۔ سوائے مطلوب کے کل موجودات یہاں تک لاشے اور معدوم ہو جاتے ہیں کہ اس کو اپنا عزیز ترین وجود بھی لاشے اور ہیچ معلوم ہوتا ہے۔ بادۂ عشق کا مصفا جام اور اس کا لطیف نشہ لفظوں میں نہیں آ سکتا۔ اس کے لیے صرف اس قدر کہا جا سکتا ہے۔ ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تانہ چشی ''اس شراب کا ذوق چکھے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔''

ہوشیار! یہ میخانہ وحدت کی رنگینیاں ہیں۔ یہ معمولی شراب خانہ نہیں۔ یہاں وہ شراب نہیں ہے جسے اُم الخبائث کہتے ہیں۔ بلکہ وہ مُصفّا جوہر ہے جس کا دوسرا نام عشق ہے۔

ازیں مے قطرۂ پاکاں چشیدند ازیں مے ہم چو من بسیار شد مست
نہ تنہا من دریں میخانہ مستم جنید و شبلی و عطار شد مست

(اس پاکیزہ شراب کے ہم نے بہت جام پیئے ہیں اور اس شراب سے ہم جیسے بہت سے مست ہیں اس میخانے میں تنہا میں ہی مست نہیں ہوا بلکہ جنیدؒ و شبلیؒ و عطارؒ بھی مست ہوئے۔)

اس شراب طہور کے پینے سے اہل دید کو سُکرِ معرفت پیدا ہوتا ہے اور اس لطیف سُکر سے عُلوِ خیال اور بلند جذبات کا ظہور ہونے کے بعد وہ مشاہدۂ یار سے مست و بیخود ہو جاتے ہیں۔ کیسا پاکیزہ ہے یہ انعام محویتِ محبت کا!! کتنا پیارا ہے یہ انجام محبت حق کے ہاتھوں محبّ حق کا!!!!۔

Marfat.com

دل جلا کے رُخِ محبوب کا جلوہ دیکھا
ہم نے گھر پھونک کے کیا خوب تماشہ دیکھا

رفتہ رفتہ وہ جلوۂ شہود عضوِ شاہد میں نمایاں ہوتا ہے۔ عارف پر اس رازِ حقیقت کے کھلنے سے ہمیشہ حالتِ جذب، سُکر اور حیرتِ مقبول ساری رہتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ تَحَیُّرًا فِیْكَ (بخاری ومسلم) | یا الٰہی میری حیرت بڑھا۔

خزاں رسیدہ چمن میں بہار آئی ہے
اُمید دل کی کلی ہنس رہی ہے گل ہو کر

یہ چمن محبت کی وہ پر مسرّت کلیاں ہیں جو عالم بیخودی میں نسیم قرب کے نازک جھونکوں سے کِھل گئی ہیں۔ اُن کی ہوش رُبا مہک نے فضائے روح کو سرشار کر دیا ہے۔ آفتاب حقیقی نے عاشق کی وُسعت دل ودماغ پر اپنی ضیاء وانوار کی شعاعیں پھیلا کر ان کو منور کر دیا ہے۔ اس کی اُجڑی اور ویران بستی آباد ہوگئی ہے۔ مدتوں کے بچھڑے آج ملے ہیں۔ مفارقت کا رنج والم دور ہو گیا۔ وہمی تعین کا حجاب اٹھ چکا۔ ذوقِ مسرت سے لبوں پر مہرِ خاموشی ثبت ہے۔ عجب خاموش تکلّم کا عالم ہے۔

کُہن سالہ زہاد جو حرف وحکایاتِ محبت سُنا نا جانتے ہیں اُن کی نظریں آلودۂ اغیار ہیں۔ وہ رازِ دَرونِ پردہ سے کبھی واقف نہیں ہو سکتے، کیونکہ وہ تعین وہمی کے فریبوں میں پھنسا رہنا پسند کرتے ہیں اور اس ترک تعلق کو ذوق کی نگاہوں سے نہیں دیکھتے۔ جام وحدت تو رندان پاکباز ہی کا حصہ ہے۔

میزند خندہ قدح مغبچہ گاں جلوہ گراند بشکن توبۂ صد سالہ ثواب ست اینجا
ہست ایں میکدہ ودعوتِ عام ست اینجا قسمتِ بادہ باندازۂ جام ست اینجا

یہ اس بزم حسن وخوبی کا ذکر ہے جہاں عقول انسانی معراج کمال پر پہنچ کر شاداں ہوتی ہیں۔ جہاں ساغرِ مئے شگفتہ اور حُسن آزادی کے ساتھ اپنا جلوہ دکھاتا

Marfat.com

ہے۔اس بزم میں ریا کاری کا ذکر نہیں۔اور نہ معاصی کو دخل ہے۔ یہاں توبۂ صد سالہ توڑنا عین ثواب ہے۔ملکوتی نفوس جن کے دل کیف عشق ومحبت کی جستجو میں رہتے ہیں ان پر ساقیِ وحدت کا فیض یکساں جاری ہے۔لیکن یہ ضرور ہے کہ ہر شخص کو اُس کے ظرف کے مطابق عطا کیا جاتا ہے۔

زاہد و ساقئ کوثر تمہیں کیوں دینگے شراب
دختر رز تو فقط بادہ کشوں کا حق ہے (امیر مینائی)

محبتِ حقیقی ایک پُر لطف اور اہم جذبہ قلبی ہے۔ وہ انسان کے دل میں حق تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا بکثرت ذکر کرنے، اُن کے معانی میں فکر کرنے اور اُس کی صفات پاک میں غور کرنے یا اُن کا ذکر سُن کر خیال کی صورت میں پیدا ہوتی ہے' اور رفتہ رفتہ طلب صادق بن کر بھڑک اُٹھتی ہے، اور بامِ ترقی پر چڑھنے اور وصال محبوب کے لئے رہبر بن جاتی ہے۔ وہ ازلی میخواروں کا حصہ ہے جن کے خیالات کی بلندی اور اعلیٰ تصوراتِ ذہنی کا مقصد سوائے حق کی یافت کے اور کچھ نہیں۔خیالات کا اثر انسانی زندگی پر بہت کچھ ہوتا ہے۔تصوّراتِ ذہنی سے تشکیل اعمال ہوتی ہے۔اگر کسی کے تصورات اعلیٰ وارفع ہیں تو اُس کے افعال بھی پاکیزہ اور اگر ارذل وادنیٰ ہیں تو اُس کے اعمال بھی پست ہوں گے۔ جیسا کہ محبان صادق اور عاشقان الٰہی کو قرآن مجید میں ہدایت فرمائی گئی ہے۔قولہٗ تعالیٰ:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران آیت ۳۱ پ ۳)	(اے نبی ﷺ) کہدو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری (ظاہری و باطنی) پیروی کرو تاکہ اللہ تم کو دوست رکھے۔

آج کل پیشہ ور صوفیوں اور دنیا دار ملاؤں نے اس لاہوتی گوہر کو ریا کاری کے عوض فروخت کر دیا ہے اور لوگوں پر اپنا مُحبِ اللہ و رسول ﷺ ہونا ظاہر کر کے دُنیا

Marfat.com

کمائی جاتی ہے۔وہ اپنے برگزیدہ اسلاف کے سوز و گداز اور ریاضت و مجاہدہ کا مطالعہ کر کے اس کی عملاً اتباع نہیں کرتے۔اے طالبانِ حق! جہاں تک ممکن ہو تقلید صالحین کا سرِ رشتہ ہاتھ سے نہ چھوڑنا تمہارا فرض اولین ہے کہ ان کی بلندیٔ خیال کو از سرِ نو تازہ کرو۔

حضرت امام قیصریؒ فرماتے ہیں کہ اپنی ہر چیز پر اُس مالک حسنِ بے مثال محبوب لاثانی کو برتری دینا شیوۂ محبت ہے،اور واقعی محبّ حق کا محبتِ حق میں اعلیٰ کمال یہ ہے کہ اپنی صفات گم کر کے دل کو غیر اللہ سے صاف کرے۔اس میں محبوبِ دلفریب کو رکھے اور اسکے جلوہ کا مشاہدہ کرتا رہے۔نور محبت حصۂ عُشّاق ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل سے ربط رکھتے اور روحانی طور پر متاثر ہوتے ہیں۔اسی ربط و تاثر کا نام جذبۂ محبت ہے۔حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ محبت کے لاینحل عقدے کو محبت اس لئے کہتے ہیں کہ سچے وفادار محبّ صادق کے دل سے جوشِ محبت میں محبوب کے سوائے ہر معدوم ہونیوالے شئے یہاں تک محو ہو جاتی ہے کہ اس کو اپنی بھی مطلق خبر نہیں رہتی۔حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ محبت اسکو کہتے ہیں کہ حاملِ محبت کی کل صفات بشری محو ہو کر،محبوب کے کل صفات،محبّ کے وجود میں رونما ہو جائیں۔قولہٗ تعالیٰ:

اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ (البقرۃ آیت ۱۶۵ پ۲) | وہ اللہ کے ساتھ حد درجہ محبت رکھتے ہیں۔

شیخ عبدالکریمؒ فرماتے ہیں کہ محبت کی تین قسمیں ہیں۔(۱) فعلیہ (۲) صفاتیہ (۳) ذاتیہ۔(۱) فعلیہ محبت عوام کی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے احسانات کے سبب اس سے محبت کرتے ہیں۔(۲) صفاتیہ محبت خواص کی ہے جن کا مطمحِ نظر جمال اور جلال الٰہی ہے۔وہ بلا امید معاوضہ اس سے محبت کرتے ہیں۔(۳) ذاتیہ محبت اخص الخواص اور مقرّبین کی ہے کہ وہ بمقتضائے وَفِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ○ (الذاریات ۲۱) اپنی ذات میں جلوۂ محبوب دیکھتے اور خود سراپا محبوب بن جاتے ہیں۔

Marfat.com

سرشار محبت اور عاشق مدہوش کی زبان سے بیخودی میں کیا الفاظ ادا ہورہے ہیں۔؟
اے طالب حق! دِل کے کانوں سے سُن:

میرا نام عشق ہے اور اسکا نام حُسن۔ میرا نام محبت ہے اور اسکا نام وفا۔ اسکے سوا ہمارا، نام ہے نہ کچھ نشان۔ وہ باقی ہے۔ میں فانی۔ باقی کا عشق میری وہمی ہستی کو برابر تحلیل کئے جارہا ہے۔ دل ماسوا کی کثافتوں سے جدا ہوکر روح بن چکا ہے۔ روح کا نام بھی برائے نام ہی باقی ہے۔ مجھے کچھ معلوم نہیں میں کون ہوں اور کہاں ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عالم بقا کی ہوائیں اُڑائے لئے جارہی ہیں۔ چند سانس باقی ہیں۔ اسکی پرستش کررہا ہوں۔

جبینِ شوق کو اب فرصتِ سجود کہاں   نیازِ عشق کی تصویر بن گیا ہوں میں

اے طالب صادق! بزم عشق میں آکر شراب محبت و مئے عرفان کے قدحے بھر بھر کر پی اور مست و سرشار ہو جا۔ مذہب حق، محبت مانگتا اور تطہیر القلب عن ماسوا اللہ چاہتا ہے۔ حصول مقصد کے لئے آتشِ عشقِ الٰہی سے اپنی انانیت شخصی کو پھونک دے۔ دل کو تو نے ہزار ہا بتوں کا مجمع، لاکھوں چاہتوں اور پریشانیوں کا گھر بنا رکھا ہے جس کی وجہ سے ''کیا سے کیا ہوگئی اللہ کے گھر کی صورت''۔ ان خس و خاشاک کو محبت الٰہی کی آگ سے خاکستر کردے اور مشکل سے مشکل مجاہدوں میں مدام مشغول رہ تاکہ تجھ پر تجلیاتِ الٰہی کی ہمیشہ جلوہ ریزیاں ہوتی رہیں۔ اور تجھ کو عاشق، عشق اور معشوق کی حقیقت سے آگاہی بخشی جائے۔ مولانائے رومؒ فرماتے ہیں۔

ہیچ کس بر غیر حق عاشق نشد   واقفِ ایں سر بجز خالق نشد
کافر و ترسا یہود و نیک و بد   جملگان را ہست رو سوئے احد

(کوئی بھی غیر حق کا عاشق نہیں ہوسکا اس راز کو سوائے خالق کے کوئی نہیں جانتا۔ خواہ کافر ہو یا آتش

Marfat.com

پرست، یہودی ہو یا نیک و بد، سب کا رخ احد کی طرف ہے۔)

جب عاشقی کی منزل ختم ہوجاتی ہے تو عاشق ہی معشوق ہو جاتا ہے۔ پھر انا لیلیٰ کہہ اُٹھتا ہے اور معشوق کو اپنا عاشق سمجھتا ہے۔ جس وقت درجۂ معشوقیت بھی اختتام پر پہنچتا ہے تو بجز عشق کے اور کچھ نہیں رہتا۔ آخر کار جو اصل ہے اس کا ظہور ہوتا ہے اور کل اسبابِ عارضی زائل ہوجاتے ہیں۔

معشوق و عشق و عاشق ہر سہ یکسیت اینجا
چوں وصل در نگنجد ہجراں چہ کار دارد

(معشوق، عشق اور عاشق، ایک ہی مقام ہے اس وصل میں جدائی کا کیا کام۔)

اگر طالب پردۂ انانیت کو اپنی بیخودی کے ہاتھوں سے اُٹھا دے تو اس کو معلوم ہوگا کہ وہ کون ہے۔؟ کہاں ہے۔؟ کیا کر رہا ہے۔؟

پردہ اُٹھے تو راز کھلے جان کا سبھی
میں کون ہوں کہاں ہوں مجھے کچھ خبر نہیں

سنو!! سنو!! یہ آواز کہاں سے آرہی ہے۔؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نہایت مشفقانہ اور محبت بھری آواز سے اپنے طالبوں کے دل و دماغ میں ہلچل مچا رہا ہے۔ ''كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيْثِ الْقُدْسِيِّ: وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَّمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَّمَنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتَهُ هَرْوَلَتَهٗ'' (فِيْ الْبُخَارِيْ وَ الْمُسْلِمْ)

ترجمہ: جو ایک بالشت مجھ سے قریب ہوتا ہے۔ میں اس سے گز بھر قریب ہوجاتا ہوں۔ جو میری طرف گز بھر بڑھتا ہے، میں دو گز اسکے قریب ہو جاتا ہوں۔ جو میری طرف خراماں خراماں آتا ہے میں اسکی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

Marfat.com

یہ مقدّس صدا سننے والوں کے لئے آج بھی فضائے کون ومکاں میں گونج رہی ہے۔ اور آج بھی اس کی رحمتوں کا مشاہدہ، اس کی طرف سچّائی، خلوص اور محبت سے بڑھ کر کیا جا سکتا ہے۔ وہ ہر وقت سچّے طالبوں کیلئے اپنا آغوشِ کرم کھولے ہوئے ہے۔ جو اپنے آپ کو پورا پورا اس کے سپرد کردیتا ہے، وہ اس کو اپنا بنالیتا ہے۔ یہاں یہ نکتہ پُر لطف ہے کہ طالب علم دین کے لئے فرشتوں کا بازو بچھانا مذکور ہوا ہے اور اپنے مخلص طالب کی طرف وہ خود باکمال رحمت دوڑ کر آتا ہے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جب طالب علم کے لئے ملائکہ بازو بچھائیں، تو طالب معلوم کے لئے جو کچھ بھی نہ ہو تھوڑا ہے۔ ان دونوں کا کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ اللہ کی سچّی طلب اور اس کی کامل محبت عاشق کو تمام ماسواء سے اس طرح پاک وصاف کردیتی ہے کہ اس کے دل ودماغ میں سوائے حق کے اور کچھ باقی نہیں رہتا۔ اس کے پاس آنے جانے والوں کو بھی اس کی صحبت سے اللہ کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ حدیث:

قَالَ النَّبِیُّ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ قَالُوْا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خِیَارُکُمُ الَّذِیْنَ اِذَارَأُوْا ذُکِرَ اللّٰهُ (عن ابوذرؓ بخاری ومسلم تفسیر ابن کثیر)	سرور کائنات ﷺ نے صحابہؓ سے دریافت فرمایا کہ کیا میں تم کو ان لوگوں کا حال نہ بتاؤں جو تم میں سب سے اچھے ہیں۔ عرض کیا ضرور فرمایئے۔ ارشاد ہوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دیکھتے ہی اللہ یاد آجائے۔

یہ محض محبت الٰہی کی کشش کا سبب ہے یا ان مقدس ہستیوں کے عملوں کی شمعِ محبت کا پرتو۔ شمیم الفت کی عجب مہک ہے کہ جس کے باعث اُن کے دیکھنے سے اللہ رب العزت یاد آتا ہے۔ وادی محبت میں محبّ کو قرار نہیں ہوتا۔ محبت الٰہی کے سمندر کی امواج کبھی عاشق کو نیچے لے جاتیں اور کبھی اوپر لاتی ہیں۔

Marfat.com

گردش من چونکہ ہست آں شوخ را مدّ نظر
جا بچشم میدہد زیر و زبر دارد مرا (ثاقبؔ)

(میں گردش میں اس لئے ہوں کہ یہ میرے دوست کا مدنظر ہے۔کبھی مجھے آنکھوں پر بٹھاتا ہے تو کبھی میرا سب کچھ زیروزبر کر دیتا ہے۔)

بندۂ وفا دیکھنے میں حاضر۔مگر شاہدِ حقیقی کے خیال میں اپنی ہستی سے غائب۔ اللہ رے محویت! بحرِ عشق میں ڈوبا ہوا ہے۔ دونوں جہاں کی خبر نہیں۔ سوائے خیال محبوب کے نہ کسی طرف متوجہ ہوتا ہے اور نہ کسی کی بات سنتا ہے جب وہ اللہ کی محبت اختیار کر لیتا اور الفت کے رنگ میں سرتاپا ڈوب جاتا ہے، تو اس پر محبت کا غلبہ ہوتا ہے۔زیادتی محبت اور مسرت روحانی سے دل ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ پھر اس معصوم ہستی کے قلب پر حقائق و معارف کا انکشاف ہوتا ہے اور دل کے گوشہ گوشہ میں شمع الفت الٰہی کی روشنی چھا جاتی ہے۔ خصوصیت کے ساتھ ذاتِ بے نیاز کے جلوے عیاں ہوتے ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عاشقِ سوختۂ جگر کا مرتبہ اتنا بلند ہو گیا ہے کہ وہ ساری دُنیا پر چھایا ہوا ہے۔اللہ کی طلب نے عاشق کو ماسوائے حق سے فارغ اور اس کی محبت کے استغراق نے سب سے بے پروا کر دیا ہے۔حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں۔ ؎

گدائے کوئے تو از ہشت خلد مستغنی ست
اسیر بند تو از ہر دو عالم آزاد ست

(تیری گلی کا گدا آٹھوں جنتوں سے بے نیاز ہے۔جو تیرا اسیر ہوا وہ دونوں عالم سے آزاد ہوا۔)

اے شاہدِ ازل! تیرے حُسن کا بھکاری ظاہری نعمتوں کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا۔ تیرے عشق کے سلسلہ میں جو اسیر ہے وہ جملہ تعلقات ماسوا اللہ سے دست بردار اور بے تعلق ہے۔وہ تجھ سے تعلق رکھتا اور تیری یاد میں مستغرق رہتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ

Marfat.com

جس دل پر محبت یار کا غلبہ ہو، اُسے اغیار سے کیا کام۔؟ جو اللہ کا طالب ہو، اسے ماسوا سے کیا واسطہ۔؟ لیکن غلبۂ محبت زبانی دعوے سے کسی کو نہیں ملتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے۔ اس کی پانچ علامتیں ہیں۔

(۱) ذکرِ الٰہی کثرت سے کرنا اور اس سے ہمیشہ خوش رہنا۔

(۲) مراقبہ میں صدق و اخلاص سے مشغول رہنا۔

(۳) حالت ذوق وشوق میں آہ وزاری اور مناجات کرنا۔

(۴) دنیا سے حق تعالیٰ کے لیے ترک تعلق کرنا۔

(۵) یادِ حق میں منہمک ہو کر اس کے اعلیٰ مدارج حاصل کرنا۔

اس کے بعد سالک کو یہ پانچ باتیں عطا کی جاتی ہیں۔(۱) جذب (۲) علم حق (۳) حیات جاوید (۴) عظمت (۵) سُرورِ دائم۔ اے عزیز! اللہ کی محبت میں اس شخص کو صادق سمجھنا چاہئیے۔ جس کے دل میں اللہ کی محبت، عزیز واقارب، جان ومال وعزت وجاہ غرضکہ کل کائنات سے زیادہ ہو۔ قولہ تعالیٰ:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ﰳ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۟

(توبہ آیت ۲۴ پ ۱۰)

(اے نبی ﷺ) کہہ دو اے لوگو تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا کنبہ، تمہاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے اور تمہاری پسند کے مکان ان میں کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے تو انتظار رکھو کہ اللہ اپنا عذاب اتارے اور اللہ تعالیٰ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا۔

Marfat.com

جو اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں ان کو اللہ ہر شے سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ سب کی طرف سے دل ہٹائے ہوئے وہ اپنے پیدا کرنے والے کی یاد میں مگن رہتے ہیں اور ان کا ایک لمحہ بھی اس کے ذکر پاک سے خالی نہیں گذرتا۔ اے عزیز۔! جس کا دل دنیا واہلِ دُنیا سے وابستہ ہے اسکو بمنشائے آیت مذکورہ محبت اللہ ورسول ﷺ سے کوئی واسطہ نہیں۔ تو کثرت ذکر الٰہی اور فکر صالح کے ذریعہ کوشش کر کہ تیرے دل پر دیدار حق کا شوق چھا جائے اور تو اس کے عشقِ صادق سے بہرہ یاب ہو کر اغیار کے پنجوں سے آزادی حاصل کر سکے۔ حضرت عطارؒ فرماتے ہیں۔ ؎

چیست تجرید گشتن آزاد از ہزاراں ہزار یار و دیار
بعد ازاں از برادر و خواہر بعد ازاں از تمام خویش و تبار
غم اینہا بہ ہیچ نوعِ مخور بگذر و جملہ را بحق بسپار

(تجرید کیا ہے؟ آزاد ہونے کا نام، ہزار ہا لوگوں سے دوستوں اور مقامات سے۔ اسکے بعد بہن و بھائیوں سے پھر اسکے بعد تمام رشتے داروں اور جاننے والوں سے۔ مخلوق کو چھوڑنے کا غم نہ کر اس سب سے گذر کر اپنا سب کچھ حق کے حوالے کر دے۔)

قاعدہ ہے کہ جب ہم کو کسی سے کامل محبت ہو جاتی ہے، ہم ماں باپ عزیز واقارب غرض کہ سب سے منہ موڑ کر اسی کے ہو رہتے ہیں۔ اسی طرح عاشقِ ذات کی زندگی اپنے مولیٰ کیلئے ہو جاتی ہے اور اسکو ماسوائے اللہ کا خیال نہیں رہتا۔ اس کے دل میں عشق کا قدم آتے ہی تمام آرزوئیں ایک بن گئیں۔ اس کے دل ودماغ پر محبت عشق چھا گئی۔ اور وہ اسکی لاانتہا گہرائیوں میں ڈوب گیا۔ وہ ہوش وخرد، قلب وروح سب کچھ اپنے محبوب پر قربان کر کے محبت کا فرض ادا کرنے میں کامیاب ہوا۔ محبت کے پُر کیف ہاتھوں نے اُس کی ہستی ختم کر کے اس کو مکمل اور بلند ترین انسان بنا دیا۔ اب اس کی ہر سانس کی آمد ورفت سے نغمۂ محبوب کی دل کش آواز آتی ہے۔ محبت حق

Marfat.com

نے اس کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ اُس پاک باز الفت کے جذبات کی تشریح سے الفاظ قاصر ہیں۔ تکمیل محبت کے باعث وہ اُس بلند مقام پر پہنچ گیا ہے جہاں عوام کی عقل کی رسائی ممکن نہیں۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا قول ہے کہ محبت کا ثمرہ یہ ہے کہ انسان کو اللہ کی محبت میں ایسا سرور حاصل ہو کہ خود سے بے خبر ہو کر اس قدر اشتیاق پیدا کرے کہ ایک لمحہ اُس کی یاد سے غافل نہ رہے، اور اپنی زندگی کے ان لمحوں کو اپنی حیات کا بہترین سرمایہ سمجھے، جن میں اس کو سچی اور اصلی روحانی مسرّت حاصل ہوتی ہے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھتا ہے ہر شے اس کو دوست رکھتی ہے۔ اس کو بہشت کا خیال بھی نہیں ہوتا لیکن بہشت اس کی ملاقات کی متمنی رہتی ہے۔ محبت کی وسعت اور حقیقت کا اندازہ ممکن نہیں۔ ہر چیز کی ابتدا اور انتہا محبت ہے۔ تمام کائنات تعلقاتِ محبت میں جکڑی ہوئی ہے۔ زنجیر محبت آہنی زنجیر سے کہیں زیادہ مضبوط ہے۔ صرف لفظوں کا پردہ ہے ورنہ محبت کی حقیقت اللہ ہے۔ تمام مذاہب حق کی بنیاد محبت پر ہے۔ عاشق پاکباز محبت حق میں ایسا گم اور حیرت زدہ ہو جاتا ہے کہ اس کو اپنا اور دنیا کی کسی چیز کا مطلق احساس نہیں رہتا۔ اس منزل میں خیالات ماسوائے اللہ اس کے احاطۂ شعور سے نکل گئے اس کی زندگی نے دوسری کروٹ لی۔ سرشار محبت سے اجنبیت کا پردہ اٹھ گیا۔ وہ نئی زندگی فراموشی کے عالم میں بسر کر رہا ہے۔ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہا۔ آفتاب حقیقت اس کی آنکھوں کے سامنے پوری شان وشوکت سے جلوہ گر ہے۔ خاموشی کا عالم ہے۔ معصوم بنا بیٹھا ہے۔ نظارہ میں ڈوبا ہوا ہے۔ ''مسدود'' آنکھیں حسن کی کرنوں سے مسرور ہیں۔ روح فراوانی لذّت سے سرشار اور عجب تازگی محسوس کر رہی ہے۔ عاشق معراجِ کمال پر پہنچ گیا۔ قولہ تعالیٰ:

Marfat.com

فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ۙ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ؕ (الم نشرح آیت ۵۔۶ پارہ ۳۰)

بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک سختی کے ساتھ سہولت ہے۔

وظیفۂ حسن عبادت مل گیا اور غیر مکلّف ہو گیا۔ محبت سے زندگی ہے اور زندگی سے محبت۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ محبتِ حق میں زندگی بسر کرنا اہلِ دنیا کی نگاہوں میں کیوں جرم ہے؟

عاشق باوفا کا دل، کباب کی طرح بھُن کر بوئے لطیف دے رہا ہے۔ جس کی لطافت سے اُس کی قوّت شامّہ ایسی متاثر ہے کہ اُس کی پر کیف حالت بعید از قیاس و افزوں از بیان ہے۔ اس کی زندگی میں نیا انقلاب رونما ہوا۔ طبیعت میں محبت کا مدّ و جزر موجزن ہے اور اس کے انوار خاموشی کے ساتھ عاشق کے دل میں اثر کرتے چلے جاتے ہیں۔ ان کیفیات کو وہ اچھی طرح سمجھ رہا ہے۔ اس کی روح میں انبساطِ حقیقی کی لہریں دوڑ رہی ہیں۔ سرشار محبت کو کسی سے تعلق نہیں رہا۔ جو محبوبِ حقیقی کی محبت کی خوش گوار چاشنی چکھ لیتا ہے، وہ ماسواء کو قابل توجہ نہیں سمجھتا۔

چوں تجلی کرد اوصافِ قدیم
پس بسوز و وصفِ محدث را کلیم

(جب اس نے اوصافِ قدیم کی تجلّی کی تو اوصافِ حادث جل گئے۔)

جب بندہ حضرتِ ذوالجلال کی محبت کی رسّی کو دلی جوش سے تھام لیتا ہے اور ''یُحِبُّھُمۡ'' کی دوستی سے اس کا دل معمور ہو جاتا ہے تو محبوب بھی اپنے پردۂ عظمت کو اٹھا کر عاشق دل فگار کے وجود کو آئینۂ صفت بنا دیتا ہے اور اپنے عنایات و اکرام کے پھولوں کی خوشبو سے اس کے دماغ کو معطّر کر کے اس کی ناسوتیت مٹا کر بتدریج مقامِ لاہوت میں پہنچا دیتا ہے۔ اے عزیز! اس کلام حقیقت آگاہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ''یُحِبُّھُمۡ'' کے ساتھ توجّہ خاص اور گہری محبت کا مرتبہ ثابت ہوتا ہے۔ اور

Marfat.com

''یُحِبُّوْنَہٗ'' سے ذات کے ساتھ محبت کا زبردست، پُرجذبات اور مفصّل رابطہ واتحاد ثابت ہوتا ہے۔

اے زاہد ظاہر بین از قرب چہ می پرسی
او در من و من در وے چوں بو بہ گلاب اندر (چراغ دہلویؒ)

(اے زاہدِ ظاہر بین اُسکے قرب کا مجھ سے کیا پوچھتے ہو۔ وہ مجھ میں اور میں اُسمیں سمایا ہوا ہوں جیسے خوشبو گلاب میں۔)

گراں قدر محبتِ حقیقی کا حامل اور رضا وتسلیم کا بندہ، اپنی عزیز ہستی کو فنا فی المحبوب کرنے کے بعد میخانہ اُلفت کا بلانوش رندِ خراباتی ہوتا ہے، اور وہ محافظ اسرارِ وفا کے بلند نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ اللہ جلّ شانہ نے ہر مرتبہ میں محض اپنی ذات عالی مرتبہ کے سوا کسی کو محبوب نہیں رکھا۔

یحبھم یحبونہ چہ اقرار ست بزیر پردہ نگر خویش را خریدار ست

جو حسین صاحب جمال ہوتا ہے وہ اکثر آئینہ سے دلی محبت رکھتا ہے۔ اس کا آئینہ سے محبت رکھنا آئینہ کی ذات کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ بلکہ آئینہ میں اپنا حُسن وخوبی دیکھنے کے لئے اس کو دوست رکھتا ہے۔ اس کو آئینہ سے محبت نہیں، بلکہ فراوانی محبت کی بنا پر اس نے خود کو اپنا پیارا اور محبوب سمجھ کر اپنے نظارہ جمال سے محبت کی۔ اب محبّ اور محبوب کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ حدیث میں وارد ہے کہ:

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃِ الْمُؤْمِنُ (بخاری و ابوداؤد) | مومن آئینہ ہے مومن کا۔

مومن اسمائے حسنٰی میں سے اللہ تعالٰی کا ایک نام ہے۔ اس لئے حق تعالٰی عارف کا اور عارف حق تعالٰی کا آئینہ ہے۔ مولانا ظفر علی شاہؒ فرماتے ہیں۔ ''بداں کہ چوں ما مشاہدہ حق کنم' خود را مشاہدہ کردہ باشم وچوں حق تعالٰی ما را مشاہدہ فرمائید خود را مشاہدہ کردہ باشد۔ از بہر آنکہ ما آئینہ حقم وحق آئینہ ماست'' یعنی جاننا چاہئیے کہ

Marfat.com

جب ہم حق کا مشاہدہ کرتے ہیں تو گویا ہم خود اپنا مشاہدہ کرتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ ہمارا مشاہدہ کرتا ہے تو اصل میں وہ اپنا ہی مشاہدہ فرماتا ہے اور یہ اس لئے ہے کہ ہم حق کا آئینہ ہیں اور حق ہمارا آئینہ ہے۔ (جواہرِ غیبی)

حضرت عطارؒ فرماتے ہیں۔ ؎

خود شدہ طوطی و خود آئینہ
خود شدہ پیش طوطی آئینہ دار

(آپ حسن ہیں اور آپ ہی حسین ہیں۔ آپ ہی حسن آرائی کر کے اپنے آپ کو دیکھ رہے ہیں۔)

اے عزیز۔! تجھ کو مناسب ہے کہ کسی مرشد کامل کا دامن سچائی اور عقیدت سے تھام لے' تاکہ تجھ کو تیرے عیوب اور کمزوریاں معلوم ہو جائیں۔ جو شخص اپنے آپ کو مجسم کمال خیال کرتا ہے وہ اپنے عیوب پر مطلع نہیں ہو سکتا اور نہ اللہ کی طرف رجوع ہو سکتا ہے۔ تجھ کو چاہیئے کہ اپنے نقائص معلوم کر کے اور سخت سے سخت ریاضت و مجاہدہ کر کے اپنی اصلاح کر لے اور ترقی روحانی حاصل کر کے منزل مقصود کو پالے۔ یہ راستہ بہت دشوار گذار ہے اس میں قدم قدم پر غول بیابانی گمراہ کرنے کو موجود ہیں۔ جن کے پھندوں سے بغیر رہبر کامل کی رہنمائی کے تیرا بچنا بہت مشکل ہے۔ مرشد کامل کی تلقین اور تاثیر صحبت سے تیرے دل میں جذبۂ محبت پیدا ہوگا اور پھر طلب حق میں تیرے لئے عزّت و آبرو، آرام و آسائش اور جان و دل کی بازی لگانا آسان ہو جائے گا۔ رازِ حقیقت سے آگاہ ہونے کے لئے تجھے سخت آزمائشی منزلوں سے گذرنا پڑیگا۔ تجھے کُھلم کُھلا لوٹا جائے گا۔ امتحان پر امتحان ہوں گے یہاں تک کہ تجھ سے تجھ کو بھی چھین لیں گے۔ غور کر کہ محبت حق کے نہ ہوتے ہوئے بیچارے عاجز و ناتواں انسان کا کیا مقدور ہے کہ وہ قرب حق کی طرف ایک قدم بھی بڑھا سکے اور اپنی جان و دل خوشی خوشی قربان کرنے کو تیار ہو جائے۔ یہ جذبہ محبت ہی ہے جو عاشق سے

Marfat.com

وہ کچھ کرالیتا ہے، جسکا عقلِ محتاط کو گمان بھی نہیں ہوسکتا۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ (البقرۃ آیت ۱۵۵ پ۲)	اور البتہ ہم تم کو کسی قدر خوف سے اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے آزمائیں گے۔
اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَكُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَهُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ○ (عنکبوت آیت ۲ پ۲۰)	کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم ایمان لے آئے کہہ کر چھوڑ دیئے جائیں گے اور اُن کا امتحان نہ لیا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ کے یہاں کسی بندے کے لئے ایسا مرتبہ مقرر کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے اعمال صالح سے اس کو حاصل نہیں کرسکتا تو اللہ اس کو جسمانی، مالی اور ولدی ابتلاء ومصیبت میں مبتلا کردیتا ہے یعنی یا تو وہ بیمار ہوتا ہے یا اس کا مال ضائع ہوتا ہے یا اولاد کو نقصان پہنچتا ہے اور پھر اللہ اس کو صبر عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ اس مرتبہ کو پہنچادیا جاتا ہے جو اس کے لئے مقرر کیا گیا ہے، (احمد، ابوداوٗد) نیز حدیث میں وارد ہے کہ سب لوگوں سے بڑھ کر انبیاء علیہم السلام امتحانات میں مبتلا ہوتے ہیں۔ پھر جو اُن سے نزدیک تر ہیں۔ پھر جو اُن سے نزدیک تر ہوں یعنی درجہ بدرجہ (الترمذی)

اے عزیز! مرشد کامل کی صحبت میں رہ کر تجھ کو ذکر کے بیشمار فائدوں کا یقین ہو جائے گا۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَّ ذَكِّرۡ فَاِنَّ الذِّكۡرٰی تَنۡفَعُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ○ (الذٰریات آیت ۵۵ پ۲۷)	اور ذکر کرو بے شک ذکر سے ایمان والوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

ذکر کی کثرت سے جذبۂ محبت الٰہی بیدار ہوجاتا ہے۔ اور محبت تمام معرکوں میں انسان کی کامیابی کا باعث ہوتی ہے۔ وہ تمام دکھوں اور مصیبتوں کو ہنسی خوشی جھیلتا چلا جاتا اور آخرکار اپنے محبوب کے قرب سے بانصیب ہوجاتا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے

Marfat.com

کہ ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ'' (بخاری، مسلم) آدمی جس سے محبت کرتا تھا اُس کے ساتھ ہوگا۔

حضرت انسؓ فرمایا کرتے تھے کہ ایمان کے بعد صحابہؓ کو اتنی خوشی کسی چیز سے حاصل نہیں ہوئی جتنی اس حدیث مبارک سے ہوئی۔ (ترمذی)

اس جہان سے کوچ کرتے وقت جب حضرت بلالؓ کی اہلیہ پریشان ہونے لگیں تو آپؓ نے فرمایا ''واطرباہ بلقاء الاحبه'' یعنی اب بڑی خوشی کا وقت ہے کہ اپنے محبوبوں سے ملاقات نصیب ہوگی۔ (ابن کثیر)

محبت کا انعام اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبت کرنے والوں سے ملنے کو محبوب رکھے۔ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ ''من احبا لقاء اللہ احب اللہ لقأه'' (بخاری، مسلم) یعنی جو اللہ سے ملنے کو محبوب رکھتا ہے اللہ اس سے ملنے کو دوست رکھتا ہے۔

عبد اللہ بن ہشامؓ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے اور آپ ﷺ حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ عمرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مجھ کو سوائے میری جان کے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اے عمرؓ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جب تک میں تیری جان سے بھی تجھ کو پیارا نہ ہوں گا۔ (ایمان کامل نہ ہوگا) حضرت عمرؓ نے عرض کیا بے شک اب آپ ﷺ مجھ کو میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ (بخاری)

ارشادات نبوی ﷺ کے معنوں میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ محبت کی لطیف رفعتوں میں محبّ، محبت اور محبوب کی غیریت اعتباری کا نام بھی نہیں رہتا۔ انسانِ کامل ذاتِ الٰہی کی محبت میں ایسا مستغرق ہو جاتا ہے کہ اسکا تعین وہمی باقی نہیں رہتا۔ بُعد اور جدائی کے تمام قرینے ختم ہو جاتے ہیں۔ جب محبت کامل اور شباب پر ہو،

Marfat.com

تو قرب اور بُعد کا کیا ذکر۔؟ لَا بُعْدَ مَعَ الْمُحِبَّتِه. (محبت میں فاصلے نہیں ہوتے) ۔

گر در یمنی چو بامنی پیش منی
در پیش منی نہ بامنی در یمنی

(اگرچہ یمن میں ہوں، لیکن تو میرے سامنے ہے جب تو میرے سامنے ہے، تو میرے ساتھ ہے۔)

طالب جلوۂ حق، یمن میں رہتے ہوئے بھی ہر وقت اس ذاتِ بے نیاز کے قریب ہے۔ ایک جاہل، اللہ تعالیٰ سے ناآشنا اور غافل اگر بظاہر کعبہ ہی میں کیوں نہ بیٹھا ہو وہ بجائے قریب ہونے کے دور ہے۔

سوختگانِ محبت کے دل محبوب کے کیف محبت سے مسرور اور زندہ ہیں۔ بندہ کی محبت صحیح جب ہی سمجھی جاسکتی ہے کہ اس کے ذکر میں محو اور اس کی آیات کی فکر میں اپنی ہستی اور کل اشیاء کا علم جو اس کے دل و دماغ اور حواس سے متعلق ہے نکل جائے۔ اللہ کے عشق میں کامل وہی ہے جس کی نظر خودی سے اُٹھ جائے اور ماسواء کو بھول جائے۔ قولہ تعالیٰ:

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ (البقرۃ آیت ۳۵ پ ۱)	اس درخت کے پاس نہ جانا نہیں تو گنہگار ہوجاؤ گے۔

یہاں شجر سے مراد شجر انانیت شخصی اور ہٰذا اسمِ اشارۂ قریب ہے۔ اس آیت کا اعلیٰ مفہوم یہ ہے کہ شجرِ انانیت وخودی کے پاس نہ جانا ورنہ گناہوں کی تاریکیوں میں پھنس جاؤ گے۔

اللہ کو پہچاننے کیلئے انسان کے دل میں اُس کی محبت کا ہونا ضروری ہے۔ جس قدر یہ جذبہ قوی ہوگا، اسی قدر کامیابی سے قُرب الٰہی اور سرورِ سرمدی حاصل ہوگا۔ ؎

ہر کہ ایں جا آشنائی یافت او زاں تجلّی روشنائی یافت او
ہر کہ در سرِّ محبت بندہ شد تا ابد ہم محرم وہم زندہ شد

Marfat.com

(جس نے تیری آشنائی حاصل کی۔اس کو تیری تجلّی کی روشنی حاصل ہوئی۔جو بندہ محبت کے ارادوں کو سمجھا وہ ابدتک تیرا محرم اور تجھ سے زندہ ہے۔)

اے عزیز! مرشد کامل کی صحبت سے انانیتِ شخصی کی جو تیری تباہی کا اصل سبب ہے دل سے بیخ کنی کر تاکہ انانیت حقیقی سے غیریت کے حجابات اُٹھ جائیں، اور عرفان ربانی کا عالم طاری ہوکر، علم الیقین سے عین الیقین اور اسکے بعد حق الیقین کے درجے پر پہنچ جائے، اور اپنے جذبِ کیف سے پابندی رسم ورواج باطلہ اور ملاؤں کی بنائی ہوئی رسمی چاردیواری اور مکان وزمان کی جکڑ بندیاں، جن میں خود کو اسیر پاتا ہے، توڑ ڈالے۔تاکہ آزادی محض حاصل ہوجائے۔صحیح حدیث میں وارد ہے۔

اِنَّ اللہَ خَلَقَ آدَمَ عَلیٰ صُوْرَتِہٖ (بخاری، احمد، مسلم)	اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔

اس حدیث شریف کی بنیادی حیثیت پر غور کراور حق الیقین کو پالے۔

زاہد ظاہری صفائی رکھتے اور علانیہ عبادت کرتے ہیں۔لیکن علم غیر اللہ کے رکھنے کی وجہ سے باطنی صفائی سے محروم ہوتے ہیں۔ان کا دل پنساری کی دُکان ہے جہاں سوائے واحدہٗ لاشریک کی محبت کے ہزاروں دوسری چیزیں ہوسکتی ہیں۔اس کے برخلاف اللہ کے مجذوب فقراء جو عبادت ظاہری سے آراستہ نہیں ہوتے، لیکن محبت حق سے سرشار، نہایت بلند ذوق اور بے حد بلند پرواز ہوتے ہیں۔ان کا دل محبت حق کی دولت سے معمور ہے۔اُن کے پاس سوائے اللہ کے کچھ نہیں۔ان کا سرمایہ کیسا اعلیٰ سرمایہ ہے—!۔

اے عزیز! یادرکھ کہ زندگی کا وہ سانس جو بغیر محبت ذات باری تعالیٰ ہو، ناکارہ ہے اور کوئی عبادت بھی بغیر محبت کے کارآمد نہیں ہوسکتی کیونکہ ایسی عبادت سے انسان منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔نظارہ حق کا لطف وہ کیسے اُٹھا سکتے ہیں جن کے دل ماسوا

Marfat.com

اللہ میں مشغول ہوں۔؟ اللہ کی محبت عاشقوں کو وہاں لیجاتی ہے، جہاں ان پر مواخذہ نہیں رہتا۔ حدیث: اِنَّ اللہَ لَا یُؤخَذُ الْعُشَّاقَ بِمَا صَدَرَ مِنْھُمْ "اللہ تبارک وتعالیٰ کوئی مواخذہ نہیں کرتا اپنے عشاق سے جو کچھ ان سے صادر ہوا (سرزد ہوا)۔" (دیلمی فی الفردوس)

بوالعجب سورۂ ایست سورۂ عشق   چار مذہب در و یک آیت نیست
عشق را بوحنیفہؒ درس نگفت   شافعیؒ را از و روایت نیست

(اگر کوئی سورۃ، سورۃ عشق سمجھی جائے تو بڑا عجیب ہے کہ چاروں مذہبوں میں اس کی ایک آیت بھی نہیں ملتی۔ ابوحنیفہؒ کے درس میں بھی عشق کا ذکر نہیں، اور شافعیؒ سے بھی اس کی کوئی روایت نہیں۔)

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:؎

گر خطا گوید و را خاطی مگو   در شود پر خون شہید آنرا مشو
خوں شہید انراز آب اولیٰ تراست   ایں خطا از صدا صواب اولیٰ تراست

(اگر کوئی (عاشق) غلط بات کہے تو اس کو خاطی نہ کہو۔ جس طرح شہیدوں کا خون پانی سے بڑھ کر ہے اس طرح (عشق میں ڈوبی ہوئی) ان کی خطا بھی اولیٰ ہے۔)

اے عزیز! مثنوی مولانا رومؒ میں ایک چرواہے کا قصہ درج ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے ایک سوختہ دل چرواہے کو جس کے دل میں دریائے محبت الٰہی موجزن تھا اور مسرت کے جوش میں اس کی آنکھیں بند تھیں۔ جذبۂ انبساط سے عجب کیفیت طاری تھی۔ وہ خود سے بے خبر جذبات محبت کی رو میں جناب باری کی شان میں کچھ ایسی باتیں کہہ رہا تھا جو خلاف شرع معلوم ہوتی تھیں۔ موسیٰؑ نے اس کی خلاف شرع تقریر پر زجر و توبیخ کی۔ مبداء فیاض کی بارگاہِ بے نیاز میں عاشق کے جذباتی کلمات پسند تھے۔ آپؑ کا پند و نصیحت کرنا پسند نہ آیا۔ اور جنابؑ کو خطاب ہوا۔ مولانائے رومؒ فرماتے ہیں۔؎

وحی آمد سوئے موسیٰؑ از خدا   بندۂ ما راز ما کردی جدا

Marfat.com

تو برائے وصل کردن آمدی نئے برائے فصل کردن آمدی
موسیا آداب داناں دیگرند سوختہ جان و روانان دیگرند
ملّتِ عشق از ہمہ دینہا جداست عاشقاں را مذہب و ملّت خداست

(حضرت موسیٰ علیہ اسلام کو اللہ کی طرف سے وحی آئی کہ تو نے ہمارے راز کا بندہ ہم سے جدا کر دیا تو تو ملانے کے لئے آیا تھا نا کہ جدا کرنے کیلئے۔ اے موسیٰ داناؤں کے آداب اور ہوتے ہیں اور جو اپنا سب کچھ جلا کر فنا ہو گئے ان کے آداب اور ہوتے ہیں۔ مذہبِ عشق ظاہری عقلمندی سے الگ ہے، عاشقوں کا مذہب و ملت صرف اللہ ہے۔)

آخر کار آنجنابؑ کو اسی طرح اظہار جذبات کرنے کی عاشق کو اجازت دینا پڑی۔

اے عزیز! وارفتگانِ عشقِ الٰہی سے کسی قسم کا تعرض نہ کرنا۔ جو محبت کی منزل میں مئے عشق پیتا ہے وہ روز و شب سرشار رہتا ہے۔ فرطِ محبت سے اُس کی مادی عقل زائل ہو جاتی ہے۔ اس منزل میں دیوانہ پن ہی معراجِ کمال ہے۔

ہست برپائے دلم از عشق بند سود کے دارد مرا ایں وعظ و پند
ہرچہ غیر شورش و دیوانگی است اندریں رہ دوری و بیگانگی است

(میرے عقل کے پاؤں پر تو عشق کی زنجیر پڑی ہے مجھے وعظ و نصیحت سے کیا فائدہ میں نے تو غیر سے دوری اور بیگانگی کے لئے دیوانگی اختیار کر لی ہے۔)

یہ دیوانگی وہ دیوانگی ہے جس پر ہزاروں دنیاوی ہوش و خرد قربان ہیں۔ جنون اور اللہ کی محبت کا جنون! یہ دولت خاص تو وہ اپنوں ہی کو دیتے ہیں۔ تمام انبیاءؑ اور رسولوں کو بھی ساحر اور مجنون کہتے رہے۔ کون ---؟ وہی جو خود کو ذی عقل اور اہل علم سمجھتے تھے۔ قولہٗ تعالیٰ:

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۚ (الذّٰریات آیت ۵۲ پ ۲۷)	اسی طرح موجودہ لوگوں سے پہلے والوں کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر ان لوگوں نے یہی کہا کہ ساحر ہے یا مجنون۔

Marfat.com

پھونک دے اس دل کو اے سوزِ محبت پھونک دے
نام پروانہ کا روشن ہے تو جل جانے میں ہے

حقیقت یہ ہے کہ فقیر کی حالت کا اندازہ کرنا ظاہری عقل کے معیار سے باہر ہے، کیونکہ وہ فنافی الذات ہوتا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ ''میرے دوست میری رحمت کی چادر میں پوشیدہ ہیں۔ ان کو میرے سوا کوئی شناخت نہیں کر سکتا''۔ (سرالاسرار) جب ان بابرکت ہستیوں کا شناخت کرنا ہی ظاہر پرستوں کے لئے ناممکن ہے تو ان کے افعال وحرکات کو ظاہری قوانین کی رو سے غیر حق قرار دینا کس قدر غلط ہے۔؟ خود کلام اللہ اس حقیقت پر شاہد ہے کہ موسیٰؑ جیسے نبی مرسل، خضرؑ کے کشتی توڑنے، دیوار کی مرمت کرنے اور بچے کو قتل کرنے کے رموز کو نہ سمجھ سکے۔ جبکہ صورت حال یہ ہو تو غور کرنے کی بات ہے کہ عوام اور زاہد ظاہر پرست جو حقیقت سے کوسوں دور ہیں تو وہ مادی عقل سے محبت کے نکات اور عشاق کے حالات کو کیسے سمجھ سکتے ہیں؟ عاشق ایسی ولایت میں رہتا ہے جہاں امرو معروف، نہی و منکر، عذاب وثواب کا وجود وعدم اس کے لئے نہیں رہتا۔ اس کے دل سے آتشِ عشق وشعلہ ہائے الفتِ الٰہی نے ماسوائے اللہ کو جلا کر فنا کر دیا۔ حدیث:

اَلْعِشْقُ نَارٌ اِذَا وَقَعَ فِی الْقَلْبِ يُحْرِقُ غَيْرِ اللهِ	عشق ایسی آگ ہے کہ جب وہ دل میں بھڑک اٹھتی ہے تو سوائے محبوب کے جو کچھ ہوتا ہے اس کو جلا دیتی ہے۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

فلک سرگشتہ از سودائے عشق ست
جہان پُر فتنہ از غوغائے عشق ست

(آسمان بھی عشق میں دیوانا ہے تمام جہان بھی عشق کے شور سے پُر ہیں۔)

Marfat.com

سوزشِ عشق الٰہی سے عاشق کی ناپائدار زندگی اور اس کا عارضی وجود جل کر اکسیر، اس کی حُرقت سے نفس کی تمام صفاتِ خبیثہ جل کر خاک سیاہ، اور اس کے نور سے کل جوارح روشن اور روح منوّر ہو جاتی ہے۔ اس کی آنکھیں جلوۂ عظیم الشان سے بھرپور، اس کا دماغ جلوۂ حسنِ حقیقی سے معمور، اس کا دل حسن عالم آرا کی جلوہ ریزیوں سے ہردم مست اور دُنیا کی فکروں اور اُخروی رنج والم سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔

اے عزیز! حدیث ذیل میں کل امور ظاہری اور باطنی، حال وقال کی ہدایت موجود ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ اس میں غور وفکر کرو۔ نبی علیہ ﷺ کی زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کے اقوال اور اعمال کا ذکر فرمایا ہے۔ جن کے ذریعہ انسان اولیائے کرام کے زمرہ میں شامل ہوتا اور اللہ کے انوار وبرکات سے مستفیض ہوتا ہے۔ حدیث قدسی:

لَایَزَالُ عَبْدِی یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ وَیَدَهٗ وَلِسَانَهٗ وَرِجْلَهٗ فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یَبْصِرُوَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَمْشِیْ (بخاری)	جب میرا بندہ نفلوں کے ذریعے سے قرب حاصل کرلیتا ہے۔ تو یہاں تک میں اس سے مانوس ہوجاتا ہوں کہ میں ہی اسکے کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں اور زبان بن جاتا ہوں۔ وہ میرے ہی کانوں سے سنتا، میری ہی آنکھوں سے دیکھتا، میرے ہی ہاتھوں سے پکڑتا، میری ہی زبان سے بولتا اور میرے ہی پاؤں سے چلتا ہے۔

عَبْدِ مُقَرَّبْ بِالنَّوَافِلْ کو ان جملہ امور، حرکات، بود وباش، رفتار، گفتار وغیرہ کا شعور معشوقِ حقیقی کے ساتھ اس لئے ہوجاتا ہے کہ حق اس سے اُنسیت فرماتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ معبود کو عبد سے ہروقت اُنس ہے، مگر اس کا شہود وتقرّب ادائے نوافل یعنی محو فی الصّفات ہونے سے ہوتا اور اس طرح بندہ صاحب ولایت ہوجاتا ہے۔ آج تک یہ مرتبہ بجز فقرائے کاملین کے ظاہر پرستوں کو اس لئے حاصل نہیں ہوا کہ وہ اس عمل وعبادت سے سرتابی وروگردانی کرتے ہیں۔ حضرت مولانا

Marfat.com

رومؒ نے اس حدیث قدسی کے معنے معہ ادائے نوافل وفرائض ایک شعر میں کس خوبی سے ادا فرمائے ہیں۔ ؎

تو مباش اصلا کمال این ست و بس
تو دروگم شو وصال این ست و بس

(ترا وجود ناپید ہو جائے یہ اصل کمال ہے جب تو گم ہو جائے گا تو اس کا وصال حاصل ہو گا۔)

کدھر خیال ہے؟ کیا کر رہے ہو؟ تم جو بیخود بے خبر ہو کر گم ہوتے چلے جاتے اور فنا ہو رہے ہو۔ اس محویت کو گم کرو۔ بیخودی و بے خبری سے ہوش میں آؤ۔ محض فنا ہی فنا مقصود نہیں۔ کیونکہ صرف فنا بغیر بقا ایک خاص قسم کے نقصان کا سبب ہے۔ فنا عن الفنا کا یہ مطلب ہے کہ محو کو صحو سے بدلو، گم ہونے کے خیال کو مٹادو اور ہوش میں آ کر مرتبۂ بقا باللہ حاصل کرو۔ پھر سیر فی اللہ سے سیر باللہ اور مع اللہ کی طرف آؤ۔

جو محبّ اپنی ہستی حق کے حوالے کر دے گا، اس کو مشاغلِ ذکر الٰہی سے فرصت نہ ملے گی۔ وہ توقع سے زیادہ قادرِ ذوالجلال کے فکر میں محو رہیگا اور اپنے پیکرِ حیات یعنی فضائے ہستی سے گزر جائے گا۔ خود سے فانی اور نیست ہو جائے گا۔ اس کے معصوم اور محبت سے لبریز دل پر حقیقت کا آفتاب پوری شان وشوکت سے چمکتا ہوا نمودار ہو گا۔ اس کی رگ رگ میں ضیائے نور حق برقی رو کی طرح دوڑے گی۔ اور اس پر صحیح حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔ دل ودماغ میں تغیر عظیم پیدا ہو گا۔ وہ خود کچھ نہ رہے گا۔ اس کا نشان بے نشان، اسکا مکان لامکان اور اسکی ہستی عین ہستیِ حق ہو گی۔ اس عظیم الشان کامیابی پر اس نادر الوجود، معصوم مزاج، تصویر محبت کے دل سے غیر حق کی عظمت ایسی بہہ جائے گی جیسے سورج کی تپش سے برف پگھل کر بہہ جاتی ہے۔ اس حالت میں وہ مخلص، مخمورِ بادۂ حقیقت، کل دینی اور دُنیوی مراسم سے چھوٹ جاتا اور شرعاً مذہبی قیود

Marfat.com

سے مستثنیٰ ہو کر مرفوع القلم ہو جاتا ہے۔

عاشق اس حالت سُکر میں اپنے کل افعال کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے تصور کرتا ہے۔ وہ اپنی کل طاقت، سماعت، بصارت، کلام اور نفس پرستی سے دست بردار ہو کر، کل حرکات، سکنات اور افعال اللہ جل شانہٗ کے سپرد کر چکا ہے اور اپنے نفس، دنیا اور آخرت سے بھی روگرداں ہو کر فنافی الذات ہو گیا ہے۔ اب اس کے کل اوصاف، اوصاف الٰہیہ بن گئے ہیں۔ اس کی سب سے بہتر عبادت یہ ہے کہ دیکھنے، سننے، جاگنے، سونے، چلنے، بیٹھنے، اُٹھنے، فراموش رہنے اور سانس لینے میں اس کو اس سے حاضر دیکھے۔ کسی وقت حضوری حق سے غافل نہ ہو۔ عالم کے تفرقوں میں نہ پڑے۔ ان کا خیال نہ کرے۔ یہ سمجھے کہ دیکھنے والا، سننے والا، سونگھنے والا، چکھنے والا، کام کرنے والا، چلنے والا، بیٹھنے والا، جاگنے والا، سونے والا، لکھنے والا، پڑھنے والا اور سانس لینے والا وہی ہے۔ اُسی کو اپنے آپ میں بمصداق قولہٗ تعالیٰ ”وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ“ کے دیکھے اور خود کو اس سے اس کا عین جانے۔ شادی، غم، رنج، راحت، افلاس اور آسودگی میں اس کو موجود اور حاضر سمجھ کر ایک حال پر رہے۔ غرضیکہ کسی وقت، کسی حال میں اور کسی جا اسے فراموش نہ کرے۔ اپنے کاروبار کو رسماً اور عادتاً انجام دیتا رہے۔ کسی چیز سے دل بستگی نہ رکھے۔

جب سالک کو معرفتِ حق نصیب ہوتی ہے تو اس کے علم میں غیر حق کا وجود ہی نہیں رہتا۔ وہ خلق کے حرکات وسکنات کو اللہ ہی کے حرکات وسکنات سمجھتا ہے۔

اے عزیز! اپنے کل صفات کو حق میں فنا کر کے سب سے بے تعلق ہو جا۔ انسان میں ایک وصف ہے کہ جس سے دل لگاتا ہے اس کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ اس لئے تجھ کو چاہئے کہ اپنے دل کو حق سے لگائے۔

Marfat.com

گل کو جو خیال دلمیں ہو گل ہے تو
گر بلبل بے قرار ہو بلبل ہے تو

تو جز ہے خدا کل ہے اگر چندے تو
اندیشہ کرے گُل کا تو بس گل ہے تو

دانا وہ شخص ہے جو اپنے کل افعال و اعمال جو قابل جزا ہیں ان کو آتش عشق میں جلا دے۔ یہ تصور کرے کہ میں نہیں ہوں — اور جب میں نہیں ہوں تو میں نے کوئی عمل بھی نہیں کیا، اور نہ کوئی عبادت کی۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری ذات، ذاتِ الٰہی میں فنا ہے۔

فعل کی دو قسمیں ہیں۔ با تعلق اور بے تعلق۔

(۱) ''فعل با تعلق'' میں مسرت خیز حسنِ عمل اور تلخیوں سے بھرے ہوئے غلط اعمال کی تمیز ہوتی ہے۔ (۲) ''فعل بے تعلق'' میں اچھے اور بُرے اعمال کی تمیز نہیں رہتی۔ یہ اعلیٰ درجے کے افعال عارفین کے ہیں۔ اس راز کو عوام نہیں جانتے۔ اہل دل ہی سمجھ سکتے ہیں۔ عارف اور دُنیا دار دونوں سے فعل صادر ہوتے ہیں۔ لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ جاہل جو پستی اور تباہی کے غار میں پڑا ہوا ہے، اپنے پندار و غفلت میں گرفتار ہونے کے سبب خود کو فاعل تصور کرتا ہے۔ اس لئے وہ اللہ سے دور رہتا اور اس کی ذات سے گناہوں کی بارش ہوا کرتی ہے۔ لیکن عاشق صاحب عرفان نے اپنی ذات کو فنا فی اللہ کر دیا ہے۔ اس لئے وہ ماسوا اللہ کو معدوم محض سمجھتا اور بمقتضائے آیت:
اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ (حٰمٓ السجدہ) ''آگاہ ہو کہ تحقیق وہ ہر چیز پر محیط ہے۔'' ذات غیر محدود کو جو کل کثرتِ وہمی پر چھائی اور کل وسعتوں میں سمائی ہوئی ہے، نمایاں دیکھتا ہے۔ اس کے کل افعال آتشِ عشق میں سوخت ہو جاتے ہیں، یعنی قدرت اس کے سب افعال سلب کر لیتی ہے۔ اس کے کل افعال، افعالِ الٰہی ہو جاتے ہیں۔ عاشقِ ذات جو فعل کرتا ہے، اپنی وسعتِ خیال اور ترقی کے غیر محدود جذبہ کے پیدا

Marfat.com

ہونے سے اس کا مصدر قدرت کو سمجھتا ہے۔ قولہ تعالیٰ:

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (الصّٰفّٰت ۹۶ پ ۲۳)	اللہ نے تم کو اور تمھارے اعمال کو پیدا کیا۔

اچھے بُرے اعمال کا، جو ہوا کے سرد و گرم جھوکوں کے مانند ظاہر ہوتے ہیں، خالق خود کو نہیں جانتا۔ وہ ان سے آزاد رہتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ خالقِ افعال اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس مقام پر عاشق آلۂ حق کی صورت ہو کر، از خود کوئی فعل کرنے سے بے لوث ہو جاتا ہے فنا فی اللہ ہونے کے بعد عاشق صاحبِ عرفان اپنی ذات وصفات سے مفقود اور باقی باللہ، متکلم بحق ہوتا ہے۔

عاشقِ فنافی اللہ کی حالت اُس متوالے رقاص کی سی ہوتی ہے جو رقص کر رہا ہو اور اس کے قاعدوں سے ناواقف ہو۔ وہ دنیا کا کام کرتا ہے مگر خودی سے بے خبر ہو کر۔ گویا اس کا کام کرنا اور نہ کرنا برابر ہے۔ وہ ناطق بحق، غیر حق سے خاموش، حق کے ساتھ حاضر، خالق کے وجود کے ساتھ موجود، اور خود سے مفقود و معدوم ہے۔

غائب زخود و بدوست باقی
ایں طرفہ کہ نیستند و ہستند

(اپنے سے غائب اور دوست سے باقی۔ اس طرح نہیں بھی ہے اور ہے بھی۔)

امام سلسلۂ اویسیہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کی عبودیت ختم ہو جاتی ہے اس کا عیش عیشِ الٰہی ہے۔ یعنی صفت الوہیت اس میں ظاہر ہوتی ہے اور بندہ کا فعل، فعل حق ہو جاتا ہے۔ بندہ وہی ہے جو مردہ بخود اور زندہ بارب ہو اور اس کے کل حرکات وافعال حق کی طرف منسوب ہو جائیں۔

اے میرے پیارے ——! اے میرے لاثانی مالک ——! یہ دل وجگر تمہارا۔ یہ عقل وفکر تمہاری۔ میرے خالق تم، میرے مالک تم۔ ہر چند غور کرتا

Marfat.com

اور سوچتا ہوں کہ مجھ میں میرا کیا ہے ــــــ؟ مگر کچھ پتہ نہیں چلتا۔ جو کچھ بھی ہے، ہمیشہ سے تمہارا ہی ہے اور تمہارا ہی رہے گا۔ میرے ارادے و حرکت کرنے، سوچنے، سمجھنے اور غور و فکر کرنے، غرضکہ میرے تمام اوصاف، افعال اور اعمال کے خالق اور مالک تم ہی ہو۔ میرے دل کی گہرائیوں میں تمہاری پیاری محبت کے جذبات زبردست تلاطم برپا کر رہے ہیں۔ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ خیال آتا ہے کہ میرے ارادے کے خالق بھی تم ہی ہو۔ تم ہی جانتے ہو کہ ارادہ کیسے اور کہاں سے مجھ میں آتا اور کہاں غائب ہو جاتا ہے ــ؟ جذباتِ نفرت و رغبت، رنج و مسرت، اُمید و بیم، رحم و غضب اور ایثار و محبت کا دل میں موجیں مارنا، ارادہ کا پیدا ہونا، خیال، حافظہ، وہم، فکر و عقل وغیرہ کا آناً فاناً حرکت میں آنا اور ظاہری و باطنی اعضاء کا فوراً مشغولِ عمل ہو جانا، کس قدر عجیب صنعت ہے ــــــ! تم ہی اس مشینری کے خالق اور چلانے والے ہو اور جس وقت جیسا چاہتے ہو، اس میں تصرّف کرتے ہو۔

اے میرے پیارے آقا! تم میرے ہی نہیں، تمام ظاہری اور باطنی کائنات کے یکتا مالک ہو۔ تم ہر اعلیٰ سے اعلیٰ خوبی والے اور تمام پاکیزہ ترین تعریفوں کے مستحق ہو۔ تمہاری ذاتِ بے مثال اور احدیت کے لاثانی آفتاب کے سامنے، ہر مدعی کی وہمی ہستی کا چراغ ہمیشہ سے بجھا ہوا ہے اور ہمیشہ گل رہے گا۔

Marfat.com

تمہارا کس قدر کرم ہے کہ میں جس طرح اور جس حیثیت سے اپنی ہستی پر غور کرتا ہوں، اس کو نابود پاتا ہوں۔ میرے عظیم الشان رحم والے مالک! ان تمام خیالات اور غور و فکر کے بھی خالق اور مالک تم ہی ہو۔ اب تم ہی اپنے کرم سے بتاؤ کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں ــــ؟ میں کس طرح اس ''میں'' کو اپنی ''میں'' اور اس وجود کو اپنا وجود کہہ سکتا ہوں ــــ؟ کاش اس موقع پر مناسب سے مناسب اور بلیغ ترین الفاظ اس روشن حقیقت کو، جو تمہاری محبت کے نورانی جذبات میں پوشیدہ ہے، ظاہر کرنے کے لئے برائے نام ہی مفید ہوتے ــــ! پھر بھی تمہارے ظہور پاک کو کوئی نہیں روک سکتا۔ تمہارا ظہور ہی تمہارا حجاب ہے۔

اے میرے دین ایمان کے مالک!!! تیرے موجود اور ظاہر ہوتے ہوئے حادث اور تاریک کی تلاش کرنا اور دیکھنا بڑی بے ادبی ہے اور یہ ایسا گناہ ہے جس کا کوئی کفّارہ نہیں۔ میں ہر طرح کے شرک سے عموماً اور شرک فی الوجود سے خصوصاً تری پناہ چاہتا ہوں۔

بیند همه جا عارفِ آگاه هو الله
درویش هو الله شهنشاه هو الله (حضرت نظامی سلیمانیؒ)

(عارف آگاہ ہر جگہ اللہ کو دیکھتا ہے۔ درویش ہو تو اللہ، شہنشاہ ہو تو اللہ۔)

مبارک ہے وہ شخص جس کا رہبر اللہ رب العزت کا نور ہے اور جو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اُسے اعمالِ ظاہری اور اسباب کے ترک کرنے کی ضرورت ہے، نہ ترک نہ کرنے کی۔ اس کے واسطے یہ ہی نور کافی ہے۔ اگر اس سے کوئی عمل ظاہری ظاہر نہ ہو،

Marfat.com

تو اس کے رشتۂ محبت میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ ترکِ سبب نہ کرے تو بھی اس کا رشتۂ محبت ویسا ہی رہتا ہے۔ کیونکہ وہ فانی بخود اور باقی بحق ہے۔ وہ کسی چیز کو ترک کرنے کا آرزومند ہے، نہ ترک نہ کرنے کا۔ نہ اعمال ظاہری کے ظاہر ہونے کی اس کو کوئی ضرورت، نہ ظاہر نہ ہونے کی۔ اس کا دل انوارِ عشق سے روشن اور اس کا سینہ انکشاف حق سے جگمگا رہا ہے۔

بنود آنکہ نور حقش شد امام مر اثر ہا یا سبب ہا را غلام

چونکہ نور اللہ آمد درمشام مر اثر راہیچ کس نبودِ اعلام

(جس کا نورِ حق امام ہو، وہ کسی سبب اور وجوہ کے زیرِ اثر نہیں رہتا۔ چونکہ اس کے روئیں روئیں میں نور اللہ ہے اس لئے وہ کسی علامت کے زیرِ اثر نہیں رہتا۔)

تا محبت در دروں شعلہ زند

زِفت گردو دز اثر فارغ کند (مولانا رومؒ)

(محبت قلب کے اندر شعلے بھڑکا دیتی ہے پھر اس کی آگ پھیل کر سب سے فارغ کر دیتی ہے)

جب محبت الٰہی نے کسی کے دل میں آگ لگا دی۔ جب عشق الٰہی نے سینہ کو گرم کر دیا۔ تو وہ آگ دم بدم بڑھتی اور سینہ کی گرمی میں لحظہ بہ لحظہ زیادتی ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ عاشق کی حالت آگ پر رال جیسی ہو جاتی ہے۔ عشق کا شعلہ اور محبت کی آگ اس کے وجود عارضی کو جلا کر اسکو ظاہری اعمال سے فارغ کر کے تارک الدنیا بنا دیتی ہے۔ وہ ظاہری اعمال سے فارغ اور تارک الدنیا نظر آتا ہے۔

حاجتش نبود پئے اعلام مہر

چوں محبت نور خود زد بر سپہر (مولانا رومؒ)

(سورج کو طلوع ہونے کیلئے اعلان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی طرح محبت اپنا نور خود آسمانوں پر پھیلا دیتی ہے۔)

Marfat.com

اولیاء اللہ کا وہ مبارک وجود جس کو ہم آسمانِ معرفت اور محبت الٰہی کا درخشاں آفتاب کہہ سکتے ہیں، ایسا پیارا وجود ہوتا ہے جس کو اعمالِ ظاہری کی حاجت نہیں رہتی۔ کیونکہ عشاق کے دل میں آفتابِ محبت اپنی پوری روشنی سے روشن ہے۔ لیکن یہ اسرار و معارف عوام تو کیا اُن کی سمجھ سے بھی باہر ہیں، جو خود کو عالم اور عابد کہتے ہیں۔

عالم و عابد و صوفی ہمہ طفلانِ رہند
مرد اگر ہست بجُز عالم ربّانی نیست

عالم، عابد اور صوفی یہ سب مبتدی راہِ حق ہیں۔ بجز عالمِ ربانی اولیائے کرام کے کوئی مرد راہِ حق نہیں۔ زاہدان خشک اور محبت کے دعویدار، یوسف علیہ السلام کے بھائی اور اس خریدار کی طرح ہیں جنھوں نے آں جنابؑ کی قدر نہ کی اور جنابؑ کو چند کھوٹے سکوں کے عوض بیچ ڈالا۔ زاہدانِ خشک کا دل اللہ اور اس کے بندگان خاص کی محبت اور جذبات عشق سے خالی ہوتا ہے۔ وہ اپنے برائے نام جذبۂ محبت کے عوض حسیات ہی کی راحت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ کی درگاہِ بے نیاز میں زُہدِ خشک کی قدر و منزلت نہیں، گو وہ اپنے خیال باطل سے اپنے آپ کو قابل قدر اور مقبول سمجھے۔ جن لوگوں نے حضرت یوسفؑ کا سودا کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا ہے۔

وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ ۝ (یوسف ۲ پ ۱۲)	اور انہیں اس میں کچھ رغبت نہ تھی۔

اے طالب حق! تو کسی قیمت پر اپنے بے مثال حسن و خوبی والے محبوب سے غافل نہ ہونا۔ تجھ کو اہل ریا اور نفسانی عبادت گاہوں کو چھوڑ کر واصلانِ حق کی خاکِ پا بننا چاہیئے۔ ان کے حلقہ ارادت میں شریک ہو کر اللہ کی طلب میں نہایت محبت و خلوص سے اپنی جان و دل اور دنیوی عزت و آبرو کی بازی لگا دے۔ یکسوئی، یک روئی اور یک جہتی اختیار کر۔ عشق کے قمار خانہ میں دو روئی اور دو رُخی چالیں کام نہیں آتیں۔ تو خود کو اور اپنی ہر شے کو اللہ کے لئے ہار جا۔

Marfat.com

یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہر یکدانہ
یک رنگی و آزادی اے ہمت مردانہ (اقبالؒ)

یہی رہروانِ طریقت کے لئے ترقی کی راہ ہے جس سے فلاح دارین حاصل ہوتی ہے

اَللّٰہُ جَمِیْلٌ وَّیُحِبُّ الْجَمَالَ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)	اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔

اللہ کو آئینۂ جمیل یعنی انسانِ کامل کا قلب پسند ہے۔ جو شخص برادرانِ یوسفؑ کی مانند ہے وہ حسن کی قدر نہیں کرتا اور اللہ سے محبت کرنیکا صرف زبان سے دعویدار بنتا ہے۔ جو خود اپنے خیالات وخواہشات کے اصنام کا بُری طرح عاشق ہو وہ اللہ کی محبت کو کیا جانے؟ اس کی روح اجنبیت کے سبب اپنے خالق کی محبت سے خوش نہیں ہوتی۔ اس کا دل شاہدِ حقیقی کے حسن دلفریب اور جمال دل کش کی قدر نہیں کرسکتا۔ اس کی نگاہ دنیا اور اس کی زینتوں کی طرف لگی رہتی، اس کے اندر اُن کی محبت کی دبی ہوئی آگ سلگتی اور اس کی روح ماسوا اللہ کے خیالات میں پھکتی رہتی ہے۔ لیکن عاشق کو عشق حقیقی احدیت کی طرف راہ دیتا اور اس کی روح پورے جوش سے اپنی پاک اصل وحقیقت کی طرف کھنچ جاتی ہے۔ بوعلی شاہ قلندرؒ فرماتے ہیں۔

چوں شوی فانی تو از ذکرِ خدا
راہ یابی در حریم کبریا

(جب تو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں فانی ہو جائے گا تو تجھے اس کی بارگاہ میں راستہ مل جائے گا۔)

یہاں فنا سے فنائے ذاتِ مقیدِ شعور مقصود ہے۔ جذبِ عشق وغلبۂ محبت طالب کے وجودِ خیالی اور طلسمِ مثالی کو ایسا نیست ونابود کردیتے ہیں کہ دامنِ ہوش وتمیز ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے۔ جس طرف اس مجذوبِ عشق کی نظر پہنچتی ہے، دین وایمانِ ظاہر کی غارت کرنے والی انا الحق کی صدائیں کانوں میں آتی ہیں۔

Marfat.com

ہر ذرّہ چو خورشید است گویائے انا الحقے
ہر خوشہ چو منصورے آویختہ بر دارے

(وجود کا ہر ذرہ خورشید بن کر انا الحق کی صدا دے گا اور منصورؒ کی مانند اس وجود کی ایک ایک ڈالی دار پر لٹکا دی جائے گی۔)

جذبہ الٰہی اس درجہ ہلاک و مضمحل کر دیتا ہے کہ اس کو اپنے یا دوسرے وجود کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی۔ آتش جذبہ جلال مطلق اس کی روح اور جسم کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ قولہ تعالیٰ:

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ط (القصص ۸۸ پ ۲۰)	ہر چیز فانی ہے سوائے اس کی ذات کے۔

اس آیت میں ''ھالک'' سے مراد مقام فنا ہے۔ اور یہ اس امر کی طرف واضح اشارہ ہے کہ ہر وقت غیر وجہ اللہ ھالک اور فنا ہے۔ اگر ''یھلک'' فرمایا جاتا تو اس سے فنائے قیامت مراد ہوتی۔ یہاں خاص اس امر کا اعلان ہے کہ جملہ اشیاء کے وجود فانی اور ہلاک ہونے والے ہیں اگر چہ یہ تعیّناتِ وجود یہ موجود ہیں، مگر وجودِ مطلق کے مقابل کسی کا وجود نہیں۔ سب نیست اور فانی ہیں۔ ہر حالت میں باقی ذات ''لایزال ولم یزل'' ہے۔ قولہ تعالیٰ:

هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا ○ (الدھر آیت ا پ ۲۹)	بیشک انسان پر زمانہ میں ایک وقت وہ بھی آچکا ہے جبکہ وہ کوئی قابل ذکر شئے نہیں تھا۔

انسان میں اپنی حقیقت کا ذوقِ تحقیق فطرتاً موجود تھا۔ اس لئے جستجو کی زمین پر قدم رکھا، اپنی حقیقت طلبی و منزل شناسی میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے آزادانہ سعی کی اور ذہنی حرّیت نہایت آسانی کے ساتھ اس کی آئندہ ترقی کی نَردبان بن گئی۔ عاشق نے عشق و محبت کے استدلال کے سہارے معمہ حیات کی حقیقت کو پالیا۔ اور اپنے کل ذاتی افعال و صفات پر یکبارگی تبرّا کر کے، ان کو حق تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔

Marfat.com

تصویر کی طرح خود سے خاموش اور معصوم بنا بیٹھا ہے بخشش کی سند مل چکی ہے۔

اے عزیز! تزکیۂ نفس کے بغیر کمالِ انسانی کا حصول ناممکن ہے۔ تزکیہ کامل کے لئے عشق الٰہی درکار ہے۔ تزکیہ کے معنی ہیں پاک کرنا اور زکوٰۃ دینا۔ نفس کے تزکیہ کے یہ معنی ہیں کہ اس کو تمام آلائشوں اور گندگیوں سے پاک کیا جائے۔ اس کی تمام خامیوں اور کمزوریوں کی اصلاح کی جائے اس کی تمام رکاوٹوں کو دور کر کے تمام قیود اور زنجیروں کو توڑ دیا جائے تاکہ وہ اپنی حقیقت سے بہرہ یاب ہو۔ قولہ تعالیٰ:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ (آل عمران آیت ۹۲ پ ۴)	تم ہرگز نیکی کو نہ پہنچو گے، جب تک اس چیز کو خرچ نہ کرو۔ جس سے تم محبت رکھتے ہو۔

ہرچہ داری صَرف کن در راہِ او

لن تنالوا البر حتیٰ تنفقو (مولانا رومؒ)

اے عزیز! اپنے سرمایۂ زندگی کی زکوٰۃ اور اپنے وجودِ ہستی کا صدقہ دے۔ جہاں تک اور جس قدر ممکن ہو ہمہ وقت ہر جگہ اور ہر حالت میں کثرت سے اللہ کا ذکر کر۔ مال سے خالص اللہ ہی کے لئے فقیروں، محتاجوں اور درماندہ لوگوں کی اعانت کر۔ قولہ تعالیٰ:

مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ (سورۃ التوبہ آیت ۹۱ پ ۱۰)	نیکی کرنے والوں پر کوئی الزام (مواخذہ) کی سبیل نہیں۔

قوتِ جسمانی کو خلوص کے ساتھ اس کی عبادت میں صَرف کر اور دل کو محبت الٰہی میں وقف کر دے۔ رضائے حق کے لئے جان پر کھیل جا۔ خود کو اللہ پر قربان کر دے۔ لذّاتِ نفسانی اور اوصاف رذیلہ کو ترک کر کے اوصافِ حمیدہ اختیار کر۔ اور اپنے آپ کو گم اور حق کو ظاہر کر۔ غرضیکہ اپنے باطن کو ماسوا اللہ کی آلائش سے پاک وصاف رکھ۔

اے عزیز! تجھے غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس منزل کو بغیر عشق اور کامل محبت الٰہی

Marfat.com

کے پانا ناممکن ہے۔تو اگر اپنی حقیقت سے آگاہ ہونا چاہتا ہے تو مردوں کی طرح قدم بڑھا اور ذکر حق کی کثرت سے اپنے دل کو انوار محبت الٰہی سے روشن کر کے، اس راہِ تاریک اور پُر خار کو دل وجان کی بازی لگا کر عبور کر جا۔

جو دل سے دُنیا کو محبت الٰہی کی وجہ سے ترک کرے اور آخرت سے گزر جائے، وہ حضرت حق سُبحانہٗ وتعالیٰ کا مقرب بندہ ہوگا۔ جب تک باب الخلق دنیا و آخرت سے نہ گزرے گا، باب الرحمان ذات حق سُبحانہٗ وتعالیٰ کو ہرگز نہ دیکھے گا۔ اگر تو خالق کے ساتھ ہے تو اس کا بندہ اور اگر تیرا دل مخلوق کے ساتھ ہے تو تو مخلوق کا بندہ کہلائے گا۔ طالب مولیٰ جب کل مخلوقات سے ترک و تجرید اختیار کرتا ہے تو وہ خاص اللہ کا بندہ ہو جاتا ہے، کیونکہ خیالِ غیر بندے اور اللہ کے درمیان حجاب ہے۔ اے عزیز! جس چیز سے تیرا دل وابستہ ہے اسی چیز میں حق سے محجوب ہو جائے گا۔

واعظا تم کو مبارک ہو بہشت
ہم تو بندے ہیں فقط دیدار کے

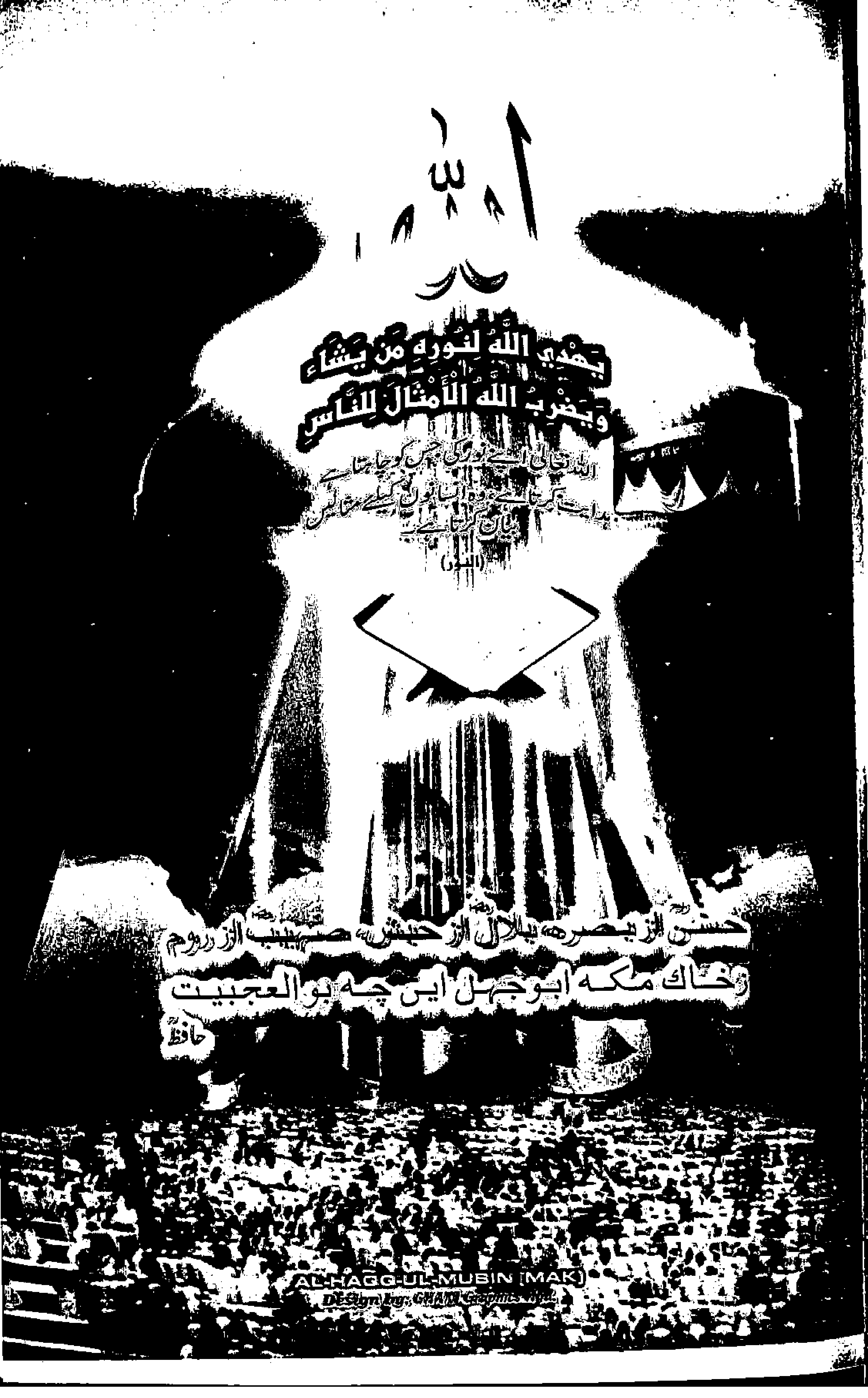
يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ
وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ
اللہ تعالیٰ اپنے نور کی جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے وہ انسانوں کیلئے مثالیں بیان کرتا ہے
(النور)
حسن از بصره بلال از حبش صهیب از روم
زخاک مکه ابوجهل این چه بوالعجبیست
حافظ
AL-HAQQ-UL-MUBIN [MAK]
DE-Sign by: GHANI Graphics

Marfat.com

Marfat.com

بزم عرفان
اور
نورِ الٰہی کی جگمگاتی تجلّیاں

اَلْحَقّ مُرٌّ۔ اگر صاف صاف کہا جاتا ہے تو نہایت تلخ معلوم ہوتا ہے۔

من قاضیان را دشمنم من مفتیان را مدعی
فتویٰ ناحق می دہند من عاشق دیرینہ ام (شمس تبریزؒ)

(ناحق فتوے دینے والی ہستیاں مجھے ناپسند ہیں کیونکہ میں سچ بولنے والوں کا پرانا عاشق ہوں۔)

خود کو عالم دین سمجھنے کے باوجود جو حضرات دائمی غفلت میں ہیں وہ عرفان الٰہی کو جس کی طرف کتاب اور سنّت پکار پکار کر بلا رہی ہیں، اپنی دلی بدظنی کی وجہ سے نہیں دیکھ سکتے۔ نہ خود عرفانِ حق سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں اور نہ دوسروں کو زندگیِ انسان کے اس اعلیٰ ترین مقصد سے آگاہ کرتے ہیں۔ ان عقلمند زاہد خشک نے اپنی طبیعت کی نیرنگیوں سے اس کے اظہار بیان سے اپنی زبان کو روک لیا ہے اُن کے لئے گویا معرفت حق کا حاصل کرنا اسلام کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کی بات ہے۔ کیا یہ کتاب اللہ اور سنّت رسول ﷺ کا عملاً انکار کرنا نہیں ہے۔؟ اہل اللہ سے لڑنے جھگڑنے اور اُن پر معترض ہونے کو انہوں نے اپنی عقل کا کارنامہ سمجھ رکھا ہے۔ وہ ان مقدس نفوس سے ریاضت ومجاہدہ، عرفانِ حق اور دوسری عباداتِ الٰہی کے معاملے میں جھگڑتے اور حق اللہ کو حق العباد میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ اہل اللہ جن کی محویت واستغراق کا یہ عالم ہو کہ وہ حقیقت کے محض قرب وتعلق کی وجہ سے

Marfat.com

کسی مادّی وجود اور غیر اللہ کو نظر اُٹھا کر نہ دیکھتے ہوں اور جن کی عرفانی زندگی کے لمحے بے خودی کے عالم میں گزرتے ہوں، ان کے آگے بچپن و بے شعوری کی باتوں کا زور وشور اور طفلانہ تعلیم کا ذکر عبث ہے۔ دیدارِ رحمٰن کے متوالے ان کے زعمِ ہمہ دانی سے متاثر نہیں ہوسکتے۔ وہ عموماً دوزخ کے خوف اور نعیم الجنّت کے لالچ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اور رات دن انہی کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ غور کرنے کی بات ہے کہ اگر وہ جنت دوزخ پیدا نہ کرتا تو کیا وہ عبادت کا مستحق نہ تھا۔ اس کے ہوتے ہوئے دوزخ کا خوف اور نعیم الجنّت کی طمع کیسی۔؟ قولہ تعالیٰ:

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ط (الزمر آیت ۳۶ پ ۲۴) | کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کیلئے کافی نہیں ہے؟

اے عزیز! یاد رکھ کہ بلا رحمتِ الٰہی کسی کے اعمال اس کو بہشت میں نہیں لے جاسکتے اور نہ دوزخ سے رُستگاری کا باعث ہوسکتے ہیں۔

انسانی زندگی کا واحد مقصد صرف حصولِ عرفان و علم الٰہی ہے، اور تمام اسلامی اعمال وعبادات اسی عظیم الشان مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مقرر کیے گئے ہیں۔ مگر انسان خودی وغفلت کی وجہ سے متوجّہ الی اللہ نہیں ہوتا اور اپنی خود بینی کے باعث اپنی ظاہری حالت پر نظر رکھتا ہے۔ اس لئے جمالِ حق کا عرفان حاصل نہیں کرسکتا۔ چونکہ خودی اور للّٰہیت کا جمع ہونا غیر ممکن ہے، وہ مرتبۂ استغراق وفنا فی اللہ سے دور رہتا ہے۔ خودی جو باعث بُعد ہے۔ طریقت میں گناہِ عظیم ہے۔ طریقت نام ہے تزکیۂ باطن کا اُس طریقہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ ودیگر صحابہؓ اور اصحاب صُفّہؓ کو تعلیم فرمایا تھا اور جس کی طرف ذی فہم انسانوں کو بڑی تاکید سے متوجہ کیا گیا ہے یہ جادۂ عمل خاص انبیاء المرسلینؑ، اولیاء کرامؒ اور طالبانِ حق کا ہے۔ ہر شخص اس کا اہل نہیں۔ انسانوں کی اکثریت چونکہ ظاہر بین اور سہل پسند ہے، لہٰذا عوام نے نفس کُشی اور جسمانیت میں عدمِ انہاک کو کبھی عملاً اچھا نہ سمجھا۔ بعض نے تو سرے

Marfat.com

سے نفس کشی کی اہمیت کا احساس ہی نہیں کیا اور بعض نے اس کا اعتراف تو کیا، لیکن صرف زبانی۔ وہ اپنی خواہشات نفسانی کی مختلف حیلوں اور بہانوں سے تکمیل کرتے رہے۔ اس طبقہ کا مطلب عموماً یہ ہوتا ہے کہ دوسروں کی نظر میں ہمارا مذہبی رسوخ بھی قائم رہے اور خواہشات بھی تشنہ تکمیل نہ رہیں۔ یہ واقعہ بھی ہے کہ نفس کو جسمانی لذات، سفلی خواہشات اور مادّی رجحانات سے روک کر، شیطانی لذّات کو ترک کر دینا آسان نہیں۔ یقیناً یہ نہایت دشوار گزار مرحلہ ہے۔ صرف وہ مقدّس نفوس جو روز ازل سے جستجوئے حق کا بے پناہ ذوق لیکر آئے ہیں، اس راستے میں اللہ کے لئے سب کچھ قربان کر دیتے اور اپنے جذبات کے تاثرات سے نفس وعناصر سے گذر کر، آگے بڑھتے، اور عالم روحانیت میں پہنچ جاتے ہیں۔ وہ روحانی کیف وسرور کو بھی نظر انداز کرکے، بحرِ الوہیت میں غسل کرتے اور ماسوا اللہ سے پاک وصاف ہوکر اپنا حقیقی مقصد حاصل کر لیتے ہیں۔ حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں۔ ؎

غسل چہ بود بورطۂ توحید غوطہ خوردن نیامدن بکنار

(پاک ہونے کے لئے بھنور توحید میں جانا پڑتا ہے، کنارے پر غوطہ لگانا کوئی معنیٰ نہیں۔)

ان برگزیدہ ہستیوں کے نزدیک توحید کے بھنور میں غوطہ لگانے اور اس سے باہر نہ نکلنے کا نام غسل ہے۔ وہ ہر وقت مقصد سے ہم آغوش اور اپنے حال میں مست رہتے ہیں۔ طریقت خاص طور پر انسان کو کل افکارِ ماسوا اللہ سے علیحٰدہ ہوکر ہمہ تن اللہ کی طرف متوجہ رہنے اور ہر وقت اعمالِ قلب، توحید اور معرفتِ حق میں مستغرق رہنے کی ہدایت کرتی ہے۔ شریعت ظاہری کو قلب اور اعمالِ قلب سے زیادہ تعلق نہیں۔ وہ صرف قومی قانون، سیاسی اور تمدنی نظام، معاشرتی آئین اور اُصول کی تعلیم دیتی، افعال شنیعہ کے ترک کرنے صوم وصلوٰۃ اور اعمال حسنہ کی پابندی کی تاکید کرتی ہے۔ تاکہ انسان دنیوی افکار کی آلودگی کے باعث اللہ کی یاد سے غافل ہوکر کافرنہ

Marfat.com

بن جائے۔

اے طالبانِ معرفت الٰہی ۔! اللہ تعالیٰ جلّ شانہ اپنی کتابِ مبین میں صاحبانِ عرفان کے ہر وقت خاموش اور پُر سکون لبوں سے فریضہ صلوٰۃ دائمی میں مستغرق رہنے کے راز کو ظاہر فرماتے ہوئے اُن کی تعریف فرماتا ہے۔ قولہ تعالیٰ:

الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝ (المعارج آیت ۲۳ پ ۲۹)	یہ لوگ اپنی نماز پر ہمیشہ قائم ہیں۔

وہ ہمہ وقت عالمِ محویت و استغراق (صلوٰۃ دائمی) میں رہتے ہیں، اور کسی شغل کے سبب اس سے غافل نہیں رہتے۔ عارف ہر وقت بحرِ عشق و محبت اور دریائے معرفت میں ہمہ تن مستغرق رہتا ہے۔ حدیث:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوةُ الْاَنْبِيَآءِ وَالْاَوْلِيَآءِ فِيْ قُلُوْبِهِمْ دَائِمُوْنَ سَهْلٌ	نبی ﷺ نے فرمایا: انبیاء اور اولیاء کی نماز ہر وقت اُن کے دلوں میں بسہولت ادا ہوتی ہے۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:۔

پنج وقت آمد نمازِ ذوفنون
عاشقاں را شد صلوٰۃ دائمون

(پنج وقتہ نمازیں اوقات کی ترتیب سے آتی ہیں، عاشقوں کیلئے ہر وقت حالتِ نماز ہے۔)

اے طالب حق! فرصت کو غنیمت جان۔ غیر اللہ کا میل کچیل دل سے نکال ڈال۔ اخلاق الٰہی سے متصف ہو کر معرفت حق سے دل کو منوّر کر لے۔ کیونکہ۔

روز یکہ جزائے ہر صفت خواہد بود قدرِ تو بقدرِ معرفت خواہد بود
در حسنِ صفت کوش کہ در عرصۂ حسن حشر تو بصورتِ صفت خواہد بود

قیامت کے روز ہر صفت کا صلہ یعنی جس نے جیسا اپنی زندگی میں کیا ہے اس کو

Marfat.com

ویسا ہی اجر دیا جائے گا۔ اے معدوم ہست نما انسان جس قدر تجھ کو عرفان زیادہ ہوگا، اسی قدر تیرا زیادہ مرتبہ ہوگا۔ تو اصل صفت کی خوبی حاصل کرنے میں دل و دماغ سے کوشش کر، کیونکہ تو قیامت کے روز اپنی حاصل کردہ صفت کی صورت میں اُٹھے گا۔

جب تک انسان عرفان سے بہرہ ور نہیں ہوتا وہ نہ محویت اور استغراق کی حقیقت کو سمجھ سکتا اور نہ صلوٰۃ دائم ادا کر سکتا ہے۔ نہ اس کی روح کو نجات ملتی اور نہ اس کو حیات جاوید حاصل ہوتی ہے۔ جب طالب اِس راہ میں گامزن ہوتا ہے اور مرشد کامل کی رہنمائی میں ذکر و فکر الٰہی، تزکیۂ نفس، تصفیۂ روح اور ریاضت و مجاہدہ کر کے اپنے قلب کو ماسوا اللہ سے پاک و صاف کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے، تو شہدِ توحید اور چشمۂ عرفان الٰہی کے آبِ حیات سے سیراب ہو کر قربِ حق حاصل کر لیتا ہے۔ درحقیقت عرفانِ حق ہی انسان کا اعلیٰ مقصد حیات ہے اور اسی کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں (اقبالؒ)

قولہٗ تعالیٰ: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ○ (الذّٰریٰت آیت ۵۶ پ ۲۷)	ہم نے جن اور انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔

اس آیت شریف کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اہل سعادت جن وانسان کو عرفانِ حق حاصل کرنے کے لئے پیدا کیا۔ حضرت ابن عباسؓ اور اولیائے کرامؒ نے "لِيَعْبُدُوْنِ" کی تفسیر "لِيَعْرِفُوْنِ" کی ہے۔ فی الحقیقت "لِيَعْبُدُوْنِ" کے مفہوم کی اس تفسیر سے بہت اچھی وضاحت ہوتی ہے۔ کیونکہ جب تک "لِيَعْرِفُوْنِ" یعنی محبت کے ساتھ شناسائی نہ ہو، صحیح عبادت نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

ہو راہِ طریقت میں احمدؐ کا پیرو
قدم با قدم وہ ہیں پہنچانے والے

اللہ تعالیٰ نے روز ازل جس کو مقام عرفان جبروتی سے با نصیب کیا ہے، وہ اس نعمت عظمیٰ کو ہر قیمت پر پا کر رہے گا۔ اللہ کے عاشقو۔! یہ وہ مقام ہے جس کی جستجو کرنا افضل العبادات ہے۔ اس لئے ہم کو فخر انبیا علیہ السلام و اولیائے کرامؒ کی پیروی کرنا اور ان کے قدم بقدم چلنا چاہیئے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ عشق اور عرفان الٰہی سے تخریب ظاہری ہوتی اور ہماری تذلیلِ نفسانی ترقی پکڑتی ہے۔ لیکن ظاہری خرابی و تذلیل نفس کی وجہ سے درستیِ باطن ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے جس نے ہم کو پیرویِ طریقت پر آمادہ کیا۔ طالب صادق جب مرشد واصل کی تلقین و ہدایت سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بتائی ہوئی راہِ طریقت و جادۂ حقیقت پر گامزنی کرتا ہے تو علم حقیقی و جذباتِ عرفانی رونما ہوتے اور افکارِ حق کے تسلسل سے اس دنیائے عبودیت پر بے شمار رحمتوں کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کے قلب میں عرفانی لمعان جھلملانے لگتے اور جذبۂ بے اختیاری بے تابانہ مسلّط ہو جاتا ہے۔ حقیقت کاملہ کا علم، آئینۂ دل کی صفائی اور لطافت علوی حاصل کر لینے کے بعد، جب طالب الوانِ صُور سے گزر جاتا ہے، تو جلوۂ ذات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اس وقت اس کے دل سے پردۂ غیریت اُٹھ جاتا ہے اور وہ خود کو محض پاک و صاف، مظہر ذاتِ الٰہی اور انوارِ نامتناہی دیکھتا ہے۔ وہ حاصلِ پرستش تک پہنچ گیا۔ اب نہ تو اپنے شکوک سے گمراہ ہوتا ہے نہ منکرین کے اغواء سے۔

قولہٗ تعالیٰ: یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ (نور آیت ۳۵ پ ۱۸)	اللہ تعالیٰ اپنے نور کی جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ وہ انسانوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے۔

انسان جو اپنے آپ کو بھولا ہوا ہے اگر اللہ کی محبت کے قلعے میں گوشہ نشینی اختیار

Marfat.com

کرے، ماسوا کے دیکھنے سے آنکھوں کو بند کرے اور نہایت ہوشیاری سے اپنے دل میں بغور سوچ کر اپنے آپ کو یاد کرلے، تو اللہ اپنے فضل و کرم سے اس کو ''اَنفُس'' کا جگمگاتا چراغ اور آفاق کا آفتابِ درخشاں بنا دیتا ہے۔مولانائے رومؒ فرماتے ہیں۔ ؎

من چہ گویم ہوش دارم پیش و پس چوں نہ باشد نور یادم پیش و پس
نور او دریمن و یسر و تحت و فوق برسر و درگردنم چوں تاج و طوق
عشق خواہد کایں سخن بیروں بود آئینہ غماز نبود چوں بود

نورِ الٰہی میرے آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے جلوہ گر ہے اور وہ میری گردن کا طوق ہے۔نورِ الٰہی میرے ہر طرف نمایاں ہے لیکن اس کا حال کیونکر کہوں۔میرے گلے کا طوق بن گیا ہے، کچھ کہنے نہیں دیتا، عشق چاہتا ہے کہ یہ راز طشت اِز بام ہو'' کہ عشق و مشک را نتواں نہفتن'' کا مصداق ہوجائے۔

اے عزیز۔! اپنے آپ کو پہچاننا اور اپنی اصل کی طرف بازگشت کرنا سلوک میں بہت ضروری، بلکہ بمنزلۂ فرض ہے۔کیونکہ عالم شہادت میں جس قدر مظاہر ہیں، وہ خاص خاص صفات کے مظہر ہیں۔صرف انسان ہی اسماء و صفاتِ الٰہی کا ایسا جامع مظہر ہے جس میں ہر ایک صفت موجود ہے۔اس لئے ہمارا اصلی اور حقیقی فائدہ اسی میں ہے کہ ہم اپنے اُس اصلی مبدأ ''حَیُّ وَ قَیُّوْمُ'' کی طرف لوٹ جائیں، جس کو کبھی فنا نہیں۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔ ؎

ہر کسے کو دور ماند از اصلِ خویش باز جوید روزگارِ وصلِ خویش

(ہر وہ جو اصل سے دور ہو جاتا ہے وصل کے حصول میں بے قرار رہتا ہے۔)

جو چیز اپنی اصل سے مجبوراً علیحدہ ہوتی ہے وہ دوسری چیز کے ساتھ مل جانے سے بے قرار رہتی ہے اور بمصداق ''کُلُّ شَئٍ یَرْجِعُ اِلیٰ اَصْلِہٖ'' کے اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔اسی وجہ سے عاشق الٰہی کی روح دیوانہ وار اپنی حقیقت، یعنی

Marfat.com

خالق کی تلاش میں رہتی ہے۔اس قفس عنصری میں گرفتار ہونے سے مجبور ولاچار ہے۔ لیکن ہر وقت اپنے محبوب کی یاد میں مضطرب رہتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کی خلوت میں یہ دعا فرماتے تھے، اے اللہ! میرے قلب میں نور کردے، میری آنکھوں میں نور کردے، میرے کانوں میں نور کردے، میری زبان میں نور کردے، میرے دائیں نور کردے، میرے بائیں نور کردے، میرے آگے اور میرے پیچھے میرے اوپر اور میرے نیچے نور کردے اور مجھے سراپا نور کردے۔ (بخاری، مسلم)

آئینہ جانت چرا غمازِ نیست　　زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست
آئینہ کز زنگ و آلایش جداست　　پر شعاع از نور خورشید خداست (مولانا روم)
رو تو زنگار از رُخ آں پاک کن　　بعد ازاں آں نور را ادراک کن

(زنگ لگنے کی وجہ سے تیری روح کا آئینہ اپنی سچائی کو ظاہر کرنے سے قاصر ہے، آئینہ سے زنگ کو دور کردے تو تُو اسے نورِ کل سے بھرا ہوا پائے گا اور تجھے رسائی مل جائے گی۔)

تیرے دل کے آئینہ میں کدورتِ تعلقاتِ دُنیوی بھرے ہیں۔اس لئے انوارِ الٰہی جلوہ گر نہیں ہوتے۔دل اگر صاف ہے تو عشق کا حال ظاہر ہوگا۔دل سے جب دنیا کے بکھیڑوں کے زنگ اور داغ چھوٹ جاتے ہیں تو یہ آئینہ خورشید کے مانند چمک اُٹھتا ہے اور انوارِ الٰہی اس سے کل عالم میں نمایاں ہوجاتے ہیں۔پھر چھپائے نہیں چھپتے۔حضرت نعمان بن بشیرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سن لو! جسم انسانی میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، اگر وہ درست ہوجائے تو پورا جسم درست ہوجاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے، سن لو وہ دل ہے۔'' (بخاری، مسلم)

انسان میں سب سے بہتر دل ہے۔وہ آئینہ کے مانند ہے۔اگر زنگِ ماسوا اللہ سے صاف ہوجائے تو اس میں صورتِ محبوب نظر آتی ہے۔ایسا دل مومنِ کامل کا ہوتا

Marfat.com

ہے۔اس میں اللہ جل شانہٗ اپنی تجلّی دکھاتا ہے۔حدیث قدسی میں ہے کہ:

لَا یَسۡعَنِیۡ اَرۡضُ وَلَا سَمَائِیۡ وَلٰکِنۡ یَسۡعَنِیۡ قَلۡبِ عَبۡدِی الۡمُؤۡمِنِ (احمد الزہد،عن وہب بن منبہ،خطاب حضرت حزقیلؑ)	اللہ تعالیٰ کی ذات پاک زمین وآسمان میں نہیں سماتی بلکہ مومنِ کامل کے قلب میں سماتی ہے۔

حضرت مولانا رومؒ نے حدیث مذکورہ کا مفہوم اس طرح نظم فرمایا ہے۔

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است　　من نگنجم ہیچ در بالا و پست
در زمین و آسمان و عرش نیز　　من نگنجم ایں یقین داں اے عزیز
در دلِ مومن بگنجم اے عجب　　گر مرا جوئی دراں دلہا طلب

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بلندی، پستی، زمین، آسمان، عرش اور کرسی وغیرہ کسی میں نہیں سما سکتا۔ بلکہ میں مومنِ کامل کے دل میں رہتا ہوں۔میرے ڈھونڈ نے والے مجھے اس کے مصفّٰی قلبِ پُر معرفت ہی میں پا سکتے ہیں۔

عرش اگرچہ بہت وسیع ہے لیکن انسانِ کامل کا قلب اُس سے بھی وسیع تر ہے۔قلبِ انسانِ کامل ہی بوجہ تقدیس،طہارت اور لامحدود وسعت کے حق سُبحانہٗ تعالیٰ کا نورانی تخت ہے۔عرش میں اس کی سمائی ممکن نہیں۔اس لئے حق تعالےٰ کی نظر میں انسانِ کامل کی شان، رفعتِ عرشِ عظیم کے مقابلے میں زیادہ وقعت رکھتی ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ عالم صغیر، یعنی انسانِ کامل کو عالم کبیر، یعنی آفاق پر فوقیت وبرتری حاصل ہے۔عرش جسم کلی ہے اور مجسّمات غیر محدود نہیں ہوسکتے۔وہ خلاف ادب جسم کی وجہ سے حق کے مقابلہ میں ہستی کا دم بھرتا ہے اور مکان ہے۔مکان چاہے کتنا ہی وسیع کیوں نہ ہو، لیکن اس میں لامکان کی سمائی نہیں ہوسکتی۔

Marfat.com

مومن کامل کا قلب، وہ مضغۂ گوشت نہیں جو انسان کے سینے میں بائیں طرف آویزاں ہے بلکہ قلبِ مومن وہ کہلاتا ہے کہ جس کے علوم، محاسن، حقائق، اسرار، معارف، مدرکات اور مبصّرات کی حدو انتہا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے علم، کلام، مسموعات، مبصّرات اور دوسرے محاسن بھی بیحد و بے انتہا ہیں۔ ان ہی علوم، معارف، مدرکات اور مبصّرات اور محاسن غیر متناہی کو عارف کامل کا قلب کہتے ہیں جو حقائق، معارف اور مبصّرات اور دیگر محاسن کا مظہر کامل بن کر لامکان ہوجاتا ہے۔ جس میں کوئی تنگی نہیں اور لاانتہا وسیع ہے۔ برعکس عرش کے جو باعتبار جسمانیت محدود ہے اور محدود میں لامحدود کی سمائی ــــــ؟

ع	ایں خیال است و محال است و جنوں

(اس طرح کی سوچ ہی محال اور پاگل پن ہے۔)

جب وہ ختم ہوگیا حق کی سمائی کے قابل نہ رہا۔ علاوہ اس کے عرش عظیم کا، برخلاف قلب سلیم کے، مبصّرات، حقائق و معارف وغیرہ محاسن سے خالی ہونا شایان کمال نہیں۔ اس لئے وہ حق تعالیٰ کی سمائی کے لائق نہیں ہوسکتا۔

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ○ (بنی اسرائیل آیت ۴۳ پ ۱۵)	اسے پاکی اور برتری ان کی باتوں سے بڑی برتری۔

مالکِ لامکان کی سمائی مع کل اسماء وصفات بجز قلب مومنِ کامل کے، جو کاشانۂ حق اور اس کی شان وعظمت کے لائق ہے، کہیں ممکن نہیں۔ مومنِ کامل کا قلب ایسی بارگاہِ عالی ہے کہ اس میں سوائے یکتائی کے دوئی کا گزر نہیں۔ اگر عارفِ کامل کو اقتدار کی نگاہ سے دیکھو تو معلوم ہوسکتا ہے کہ حق کا مسکن یہی ہے۔ اے عزیزو! حق کو جب پاؤ گے اہل اللہ کے قلبِ سلیم ہی میں پاؤ گے۔

Marfat.com

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

عارف کامل کے قلب کی وسعتوں سے کوئی نامحرم برائے نام بھی واقف نہیں ہو سکتا۔

کیا حقیقت دو جہاں کی وسعتِ دل کے حضور
لامکاں اک مختصر گوشہ ہے اس تعمیر کا

اے عزیز—! ذات حق تعالیٰ سرور محض اور مالک حُسن بے مثال ہے۔ حُسن اور سرور کا خاصہ یہ ہے کہ وہ اپنے میں محدود رہنا نہیں چاہتا اور حقیقی طور پر وہ ہر طرف پھیلنا چاہتا ہے۔ اسی سرور سرمدی اور حسن بے مثال کے ذاتی تقاضے، عالم کی ایجاد کا باعث ہیں۔ جس میں حق نے خود کو بے حد و شمار صورتوں میں ظاہر فرما کر اپنا چہرۂ مسرور و زیبا دیکھا، اور اپنے کمالات کا ملاحظہ فرمایا۔ کیونکہ رویت شے لنفسہٖ، فی نفسہٖ، بنفسہٖ ایسی پُر لطف اور واضح نہیں ہوتی، جیسی دوسرے میں ہوتی ہے۔ انانیتِ حقیقی جو سرور دائمی اور تمام صفات کمال کا مخزن ہے، ہمیشہ بے انتہا مسرت پہنچانے اور انسان کامل سے خوش ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص انانیتِ حقیقی سے جس قدر قریب ہوتا جاتا ہے، اسی قدر اس کی ذات میں بجائے خساست و بخل کے اور دوسری رزالتوں کے، اخلاق حسنہ کا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ عرفائے کاملین ہمیشہ اس امر کے خواہاں رہتے ہیں کہ طالب مسرت دائمی و کمال انسانی کی تلاش میں اپنی خودی کو دور کر دے اپنی زندگی کو ان کی توجہ کے قابل بنائے اور سرور سرمدی کو بکوشش حاصل کر کے، دوسرے طالبان حق کو عرفان حق کی تعلیم دے۔ قولہٗ تعالیٰ:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ○ (ابراہیم آیت ۷ پ ۱۳)	اگر تم شکر کرو گے تو میں نعمت کی زیادتی کروں گا اور اگر کفران نعمت کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے۔

Marfat.com

عارف پر فرض ہے کہ مرتبۂ عرفان پر فائز ہونے کے بعد دوسروں کو محبت و شفقت سے اللہ کا راستہ بتائے۔ یہ اُس کے لئے انعام معرفت کا شکر ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ط (النحل آیت ۱۲۵ پ ۱۴)

(اے حبیب ﷺ) اپنے رب کے راستے پر (لوگوں) کو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے اس چیز (عرفان) میں بحث کرو کہ وہ بہت اچھی ہے۔

حکمت کے لغوی معنٰی بھید، دانائی کے ہیں۔ اس علم سے اسرارِ وجود، معارفِ حقیقت اور رازہائے ایزدی معلوم ہوتے ہیں۔ یہ بے بہا نعمت، اللہ کے خاص مخلص اور مقرب بندوں کو نصیب ہوتی ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ط (البقرۃ آیت ۲۶۹ پ ۳)

اور جس کو حکمت دی گئی تو بے شک اُسے بڑی دولت عطا ہوئی۔

جب کسی کو دولت عرفان حق میسر آجاتی ہے، تو اُس کے ہم نشین اور ہم صحبت بھی اُس کی روشنی سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

منبعِ حکمت شود حکمت طلب
فارغ آید تو زتحصیل سبب

جو شخص حکمت یعنی عرفان الٰہی کی طلب میں اخلاص سے مشغول رہتا ہے، تو آخر کار اللہ کے فضل سے وہ خود حکمت الٰہی کا منبع بن جاتا ہے۔ جب اس کے ہاتھ یہ بے بہا جواہر کی کان لگ گئی تو اُس کی تمام دشواریاں ختم ہوجاتی ہیں اور اسکو نہ ریاضت کی ضرورت رہتی ہے، نہ مجاہدہ کی۔ یہاں حکمت سے مراد مرتبۂ فنا فی اللہ کے بعد مرتبۂ بقا باللہ حاصل ہونا ہے۔ جب طالبِ حق حکمت الٰہی سے بانصیب ہوجائے، تو اس کا فرض ہے کہ دوسروں کو راہ حق کی تعلیم کرے اور اللہ کے اس احسان عظیم کا شکر اس کی صالح

Marfat.com

مخلوق کو راہِ حق سے آگاہ کر کے، ادا کرے۔ قولہٗ تعالیٰ:

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۚ (الرحمٰن آیت ۶۰ پ ۲۷) | احسان کا بدلہ احسان ہے۔

لیکن یہ یاد رہے کہ منبع حکمت ہونا تحصیل طلب پر موقوف ہے۔ جب طالب اپنی تحصیل سے فارغ ہو گیا تو اس نے اسفل سے اعلیٰ کی طرف رجوع ہو کر احسن التقویم کو پا لیا۔ قولہٗ تعالیٰ:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۟ (التین آیت ۴ پ ۳۰) | ہم نے انسان کو بہت اچھی (ظاہری و باطنی) صورت پر پیدا کیا۔

اللہ رب کریم نے انسان کو حقائق ناسوتیہ وملکوتیہ عطا کئے اور ایسے اعلیٰ صفات سے بھی سرفراز فرمایا کہ وہ اشرف المخلوقات و مسجودِ ملائک ٹھہرا لیکن اگر انسان نے ان تمام حقائق کو ترک کر کے اور اللہ کی تمام عنایتوں سے غافل ہو کر صرف حقیقت ناسوتیہ کو پسند کیا، تو یقیناً وہ عالم اسفل میں جا پڑے گا۔ جس کو مسخ سیرت کہتے ہیں اور یہ ایسا ذلیل درجہ اور اُس کی اتنی بدترین کمائی ہے کہ الامان! الحفیظ!

اے عزیز—! تیری فلاح صرف اسی میں ہے کہ دیدار الٰہی اور عرفان حق کو اپنی زندگی کا واحد اور اہم ترین نصب العین بنا لے۔

صائب زخوشیہا کہ دریں عالم فانی ست
مائیم وہمی لذّتِ دیدار دگر ہیچ (صائبؔ)

(تمام راحتیں اس عالمِ فانی میں ہی مل سکتی ہیں اگر وہمی وجود لذتِ دیدار کے درمیان حائل نہ ہو۔)

بے شک اس عالم فانی میں سوائے لذّتِ دیدار الٰہی کی مسرت کے اور جو کچھ بھی ہے ہیچ در ہیچ ہے۔ اسی کی آرزو میں طالبان حق، غیر حق سے بیزار ہو کر، اپنی ہستی کو بھی فنا کر دیتے ہیں۔ دورانِ مجاہدہ جب عاشق صادق تلاش منزل میں سرگرداں ہوتا ہے تو

Marfat.com

ابتداً اُس کے دماغ میں صدائے ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ'' (الاعراف) گونجنا شروع ہوتی اور رفتہ رفتہ اس کو صدائے جرس کی مانند سُنائی دینے لگتی ہے۔

کس ندا نست کہ منزل گہِ معشوق کجاست
ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید (حافظؒ)

(کسی کو یہ پتا نہیں کہ معشوق کی منزل کہاں ہے۔ بس اتنا پتا ہے کہ منزل کی گھنٹیوں کی آوازیں آ رہی ہیں۔)

یہ اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ اس ہیکل خاص یعنی روح کو عالم بقا کی طرف لے چل۔ اس مقام پر محبت کے مجسمہ کو کیف سے لبریز دل کش آوازیں آتی ہیں۔ کبھی گرجدار اور کبھی نرم و نازک۔ مگر وہ ایسی محوکُن ہوتی ہیں کہ جن پر عاشق، حالات کی حقیقت سے خبردار ہو کر، اپنے کان پوری توجہ اور انہماک سے لگا دیتا ہے۔ یہ دل خوش کن آوازیں مختلف الصّوت ہوتی ہیں۔ بعض جرس کارِرواں کی طرح، بعض شہنائی، نے، بین، بگل، طنبور اور گھنٹی کے مثل۔ بعض اوقات چند توپوں کے یکبارگی فائر ہونے کی آواز آتی ہے۔ بعض اوقات یہ صداوِسل یا شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ یا بادِ صرصر کے مانند سنائی دیتی ہے۔ بعض اوقات اس کو معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی دور جگہ سے صحرا میں ایک شہنائی، بگل، گھنٹہ یا وِسل کی صدا آ رہی ہے یا ہوا کی سنسناہٹ تمام عالم میں گونجتی ہوئی سنائی دیتی ہے اور اس کے خیال کو اپنی طرف متوجہ کیے رہتی ہے۔ وہ کسی کی باتوں کی طرف دھیان نہیں دیتا۔ یہ حالت سالہا سال تک رہتی ہے۔ اس کے بعد بفضلہٖ وہ دن آتا ہے، جبکہ دل کش ندائے غیبی، بے نیاز صدائے سرمدی اور لازوال مسرت بھری آواز ذوقِ عشق اور نورِ عرفان کی ترقی کے باعث اُس کے دل میں آتی ہے۔ یہ آواز اسے ذوقِ عشق اور وجدان کی سرمستی سے فانی اور لاشے کر کے، معراجِ کیف کے حسین منزلِ مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ اس آواز کو وہ اس طرح سنتا ہے کہ گویا کوئی

Marfat.com

اس سے ہم کلام ہے۔اس سے ایک قسم کی حیرت اور خوف کی سی کیفیت اُس پر طاری ہو جاتی ہے۔جسم کانپ اُٹھتا، رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور روح سناٹے میں آ جاتی ہے۔ چونکہ اس راز سے قطعی طور پر ناواقف ہے۔لہٰذا وہ چاروں طرف نیچے اوپر دیکھتا ہے کہ یہ غیر محسوس طریقہ پر آواز کس طرف سے آئی اور کس کی ہے؟ یہاں تو کوئی دوسرا موجود ہی نہیں ہے۔ وہ نگاہ کو غلط انداز سے چرانا چاہتا ہے۔ پھر خطاب ہوتا ہے۔ کیوں ترساں ولرزاں ہے۔؟ آخر الامر یکے بعد دیگرے کانوں میں آبِ حیات ٹپکانے والے شیریں خطابوں سے وہ مانوس ہو جاتا ہے۔ جب پابند محبت پر مزید کرم ہوتا ہے تو اس کا نام لیکر نہایت شفقت اور پیار بھری آواز سے اُس کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ پھر بسا اوقات یہاں تک سلسلۂ کلام جاری رہتا ہے کہ ہر بات کا سننا اور اس کا جواب دینا فرض اولین ہو جاتا ہے۔

جس پر یہ حالت گزرے وہی اس کی کیفیت سے لطف اندوز ہوسکتا ہے۔اب عاشق کی زندگی نئی صورت اختیار کر لیتی ہے اور اُس کے دل کا مالک، روح کا حکمران، اُس معصوم صفت انسان یعنی اپنے عاشق سے، جو اپنے عمیق خیال میں محو اور حقیقی جذبات میں مستغرق ہوتا ہے، مخاطب ہو کر اکثر کئی کئی مرتبہ روزانہ ہم کلام ہوا کرتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ گاہے گاہے کئی کئی روز تک ہم کلامی کا اتفاق نہیں ہوتا۔جس سے عاشقِ مضطر کے جسم میں محبت کی لہریں دوڑا کرتیں اور جذبات کے تلاطم رہتے ہیں۔ پھر تکلم جاری ہو جاتا ہے۔ روح اُس بیخودی میں سرشار رہتی ہے، جو اس کے شایان شان ہے۔ جب عاشق بلند بین اور باہمت، ذات میں فنا اور لا شے ہو جاتا ہے، تو اس وقت وہ نورانی ہستی لَا شے کو لَا شے دیکھتی اور کلام کرتے ہوئے محسوس ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس کو محویتِ استغراق سے ایک لمحہ فرصت نہیں ملتی۔ یہی خطاب غیبی، وحی اور الہام کے نام سے موسوم ہے۔جس کے لغوی معنی اشارہ کرنا، لکھنا، خیال اور

Marfat.com

دل میں ڈالنا اور چپکے چپکے گفتگو کرنا مستعمل ہیں۔ پروردگار عالم کے درمیان سلسلۂ کلام کے لئے کسی رابطہ اور واسطہ کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ معراج شریف میں حضور ﷺ سے کلام حق کا بے واسطہ ہونا ظاہر کرتا ہے۔ اس مقام پر انسان کامل ہی حقیقت میں قاصد اور پیغام رساں ہوجاتا ہے۔ یہ طریقۂ کلام بصورت ولایت کسی وقت مسدود نہیں ہوتا اور ہنوز جاری ہے۔

طالب کو لازم ہے کہ روحانی انبساط کے لئے اپنی وسعت نظر کو ذات حق یعنی ہستیِ مطلق پر رکھے۔ حق سے جدا نہ ہو۔ ہر چیز جس کو غیر ذات سمجھتا ہے نگاہِ غلط انداز سے دیکھے۔ اپنی زندگی کے بیش بہا لمحات میں ذاتِ ایزدِ برتر کو، رسول اکرم ﷺ کی اتباع میں، اپنا مقصود بنالے۔ اس کے ساتھ یہ امر بھی پیش نظر رکھنا چاہئے کہ طلب شہرت، عزّ وجاہ، کشف و کرامات، ملہمانہ کیفیت اور وارداتِ قلبی کو اہمیت نہ دے۔ مقصود پر پہنچنے کی غرض سے ان نمایاں خطرات سے گزر جائے۔ سوائے حق کے کسی کو بھی اپنے لئے پسند نہ کرے۔ قبض ہو یا بسط ان سے بھی مستغنی رہے۔ اپنی زندگی کے قیمتی لمحات ہمت اور مستعدی سے گزارے، اُس گنجینۂ حسن یعنی حقیقت کے گراں مایہ جلوہ کی طلب میں ثابت قدمی اور شوق کے ساتھ بڑھے جائے اور اپنی روحانی تکمیل کے لئے سراپا جستجو بن جائے۔

یاد رکھو وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ (البقرۃ) قبض اور بسط دونوں حالتیں منجانب اللہ ہیں۔ یہ ظاہر کردینا ضروری ہے کہ یہ دونوں حالتیں طالب کے لئے فائدے سے خالی نہیں۔ جن پر یہ حالتیں گزری ہیں وہ جان سکتے ہیں کہ اس میں خالق کی مصلحت، اسرارِ حقیقت اور بے خودی کی کیفیت پیدا کرنے والا راز پنہاں ہے۔ لیکن طالب کے لئے اس کا سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اس کو لازم ہے کہ اس مقام پر استقلال و ثابت قدمی کے لئے مجیب الدعوات کی جناب میں نہایت انکسار اور فروتنی سے التجائیں کرتا رہے۔

Marfat.com

جب تک قبض نہیں ہوتا وہ نہ کیفیات درد، اور سوز گداز سے روشناس ہوتا ہے، اور نہ اس کا اشتیاق شدت اختیار کرتا ہے۔ قبض کے نہ ہونے اور بسط ہی بسط کے رہنے سے طالب کے جذبات اور جوش کی ترقی رُک جاتی ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ○ (یوسف آیت ۸۷ پ ۱۳)	اور نا اُمید نہ ہو اللہ کے فضل و کرم سے بے شک اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہیں ہوتے مگر کافر۔

مذکورہ بالا حالتوں میں طالب کو لازم ہے کہ اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں محسن اعظم ﷺ کی سنت کو رہبر و رہنما بنائے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ:

جب وحی کے آنے میں بہت تاخیر ہوئی، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر غمگین ہوئے کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ کر، آپ ﷺ نے خود کو گرا دینے کا ارادہ کیا، اور جب آپ ﷺ پہاڑ پر اس ارادہ سے چڑھتے تو جبرئیل آپ ﷺ کے سامنے ظاہر ہو کر عرض کرتے "یا محمد ﷺ آپ ﷺ بے شک اللہ کے رسول ہیں" اس کہنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ٹھکانے ہو جاتا اور نفس کو سکون ہوتا اور حضور ﷺ واپس آ جاتے۔ (بخاری)

طالب حق کو لازم ہے کہ حسب ہدایت قرآن مجید، قبض و بسط کو اللہ ہی کی طرف سے سمجھے۔ اس کی رضا مندی کے لئے ہمیشہ انتہائی عاجزانہ اور مخلصانہ سرگرمی سے کوشاں رہے۔ اور ما سوا اللہ سے دست بردار ہو کر، ہر جا اور ہر حالت میں حق کی طرف نظر رکھے۔ یہاں تک کہ جلوۂ بے رنگ کی فراوانی سے دریا حیرت میں غرق ہو جائے۔

اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ تَحَيُّرًا فِيْكَ (بخاری)	اے میرے اللہ! اپنے عرفان میں میری حیرت بڑھا۔

حیرتِ کبریٰ وہ مقام ہے جہاں طالب کی آنکھ، ہر فعل اور عمل غرضکہ غیر اللہ سے بند

Marfat.com

ہو جاتی ہے۔صرف حق کی رضا ہی رضا رہ جاتی ہے۔

اے پیارے طالبانِ حق! تم کو اس اعلیٰ مقام کا طالب بننا چاہئے اور میں نے جو مجاہدہ عملِ لاہوتی کی شمشیرِ بُرّاں تم کو کشورِ روح کی فرمانروائی کے لئے دی ہے، اس سے نفس سرکش کو پامال کر کے دماغی استعداد و قلبی اثرات سے اس پر اقتدار حاصل کرو اور منہیات کو قطع کرتے ہوئے سرشارانہ طرب انگیزی سے منزلِ حق کی طرف بڑھے چلے جاؤ۔

مقام غور ہے کہ ایسی عدیم الفرصتی اور مشغولیت حق کی حالت میں عاشق سرشار اور جام محبت الٰہی کا مست، عبادتِ ظاہری اور اعمال جسمانی کی طرف رجوع ہو کر کیسے اپنے محبوب سے غافل ہو سکتا ہے؟ عارف کا خاموش رہنا کلام حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ وہ جب آنکھیں بند کرتا ہے دفعتاً اس کی باطنی نگاہ کے سامنے انوار الٰہی جھلملاتے ہوئے نمودار ہوتے ہیں اور جب آنکھیں کھولتا ہے تو بھی اپنی دُزدیدہ نگاہوں سے انہیں جگمگاتے دیکھتا ہے۔

ارباب سُکر شرعاً معذور ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ انبیائے علیم السلام سے باوجود اعلیٰ مراتب پر فائز ہونے کے کوئی شرعی امر فوت نہیں ہوا اور ان حضرات سے بعض شرعی احکام کیوں فوت ہوتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ”خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد“ دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ تبلیغ دین کے لئے مامور اور شارع تھے۔ ان سے ایسی بات کا ظاہر ہونا نظام ظاہری میں نقص کا باعث ہو جاتا ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ ان کے قلوب بحر ذخار عرفانِ الٰہی تھے۔ آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ بعض لوگ معمولی بیماری سے بے حد پریشان ہو جاتے ہیں اور بعض بڑی سے بڑی جراحتوں کو اس طرح برداشت کر لیتے ہیں کہ اُف تک نہیں کرتے۔

Marfat.com

قطرۂ زاں بادہ کوہِ طور را صد پارہ ساخت
عاشقِ مسکین کجا ماند بحال خویشتن

(شرابِ تجلّی کے ایک قطرہ نے کوہِ طور کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ بیچارہ عاشق اپنے حال پر کیسے قابو رکھے۔)

اسی طرح ہمارے آقائے نامدار صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے علیہم السلام اور اولیائے کرامؒ کی حالت کا فرق جاننا چاہئے۔ اس قسم کے اعتراض عوام کو بزرگانِ دین پر کرنا بیجا ہیں، کیونکہ عبادت کا تعلق جناب باری تعالیٰ سے ہے اور وہ کسی کی عبادت کا محتاج نہیں۔ اے طالب حق! آیت ذیل کے وسیع مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کر۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا (البقرۃ آیت ۳۴ پ ۱)	اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو انہوں نے سجدہ کیا۔

اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ فرشتوں کو بتائے کہ تم جو اپنی طاعت وسجدہ ریزیوں کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے اور ان کو اپنا نہایت ضروری فرض سمجھ کر ادا کرتے ہو، میں ان سے بے نیاز ہوں۔ اگر ان کی مسلسل اور ان تھک عبادت ترقی درجات کا باعث اور افزونی مرتبہ کا سبب ہوتی تو آدم علیہ السلام کا مرتبہ بڑھا کر اُن کے لئے فرشتوں کو سجدہ کا ہرگز حکم نہ فرماتا۔ وہ ذات پاک، الصمد یعنی کلیتہً بے نیاز ہے۔ وہ کسی کی عبادت کا خواہاں نہیں۔ اس کو کل مخلوق کی عبادت سے نہ نفع پہنچتا ہے اور نہ اس کے کفر سے نقصان۔ وہ سب سے مستغنی ہے۔ حضرتِ انسان کو اسی لئے امانتِ الٰہی یعنی عشق حقیقی کے محافظ بننے کا حکم ملا ہے کہ وہ اس کے ذریعہ عرفانِ حق کے اعلیٰ ترین درجات حاصل کرے۔ عارف تو ایک لمحہ کے لئے بھی جلوہ حق سے غافل ہونا سب سے بڑا عذاب سمجھتا ہے۔ اس کا یقین تو اس کے صالح ہم نشینوں کو بھی ہوتا ہے کہ اللہ کل ماسواء سے اچھا ہے۔ عارف اللہ والا ہے، دنیا والا نہیں۔ دُنیا کے معاملے میں وہ کسی سے نہیں

Marfat.com

جھگڑتا۔ لیکن عجب ستم ظریفی ہے کہ دنیا والے اُس سے اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں۔ حدیث: "اَلدُّنیا جِیفَۃٌ وَّطَالِبُھَا کِلَابٌ" (مسلم) دنیا مردار ہڈی ہے اور اُس کے طالب کتے ہیں۔ حضرت مولانا رومؒ نے اس حدیث کا ترجمہ مندرجہ ذیل شعر میں کیا خوب مزین فرمایا ہے۔

من ز قرآن مغز را برداشتم
استخوان پیشِ سگاں انداختم

میں نے قرآن مجید سے مغز یعنی توحید اور عرفان کے رموز بخوبی حاصل کر لئے اور ہڈیاں یعنی فضول بحث و مباحثہ اور دیگر دنیوی قصہ جات دنیا کے کتوں کے آگے ڈال دیئے۔ وہ اپنی عمرِ عزیز کو اسی قیل و قال میں خراب کرنا چاہتے ہیں تو کرتے رہیں۔

آخر آدم زادہ اے ناخلف چند پنداری تو پستی را شرف
بیٹے کو بننا چاہیئے وارثِ دولتِ پدر خوبی جو اس میں یہ نہیں مٹی ہے آدمی نہیں

بیٹے میں باپ کی سیرت کا ہونا لازمی ہے۔ اس کو باپ کا نمونہ ہونا چاہیئے نیک بیٹا وہی کہا جا سکتا ہے جو اعمالِ حسنہ میں باپ کے قدم بقدم چل کر اپنے باپ کی تمام اچھی باتوں اور نیک خصلتوں سے خود کو آراستہ و پیراستہ کر لے۔ جو بیٹا باپ کی نیک باتوں کا مخالف، باپ کی اچھی عادتوں کا تارک اور اس کے اچھے راستہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے، تو وہ باپ کے نام کو ڈبونے والا اور اس کی عزت پر پانی پھیرنے والا، کپوت کہلاتا ہے۔ ہر جگہ ناخلف اور نالائق کے ناموں سے پکارا جاتا اور اپنے ہاتھوں اپنی تباہی کے سامان کر لیتا ہے۔ افسوس تو عالم اسفل کی طرف متوجہ ہو گیا اور عالم علوی

Marfat.com

کی رفعتوں سے غافل ہو کر تو نے اپنے پیارے بزرگ ترین باپ حضرت آدم علیہ السلام کی حقیقت کو بھلا دیا۔ ان کے مسجود ملائک ہونے کو گلدستہ طاقِ نسیاں کر دیا۔

اے عزیز! یہ وہ بزرگ ترین ہستی تھی جس کو فرشتوں نے تارک الدنیا جان کر اور مظہرِ ذاتِ الٰہی سمجھ کے سجدہ کیا تھا، نہ کہ پُتلۂ آب و گل تصور کر کے۔

اے عزیز! اگر تو چاہتا ہے کہ باپ کی طرح عزت حاصل کرے، نیک فرزند کہلائے اور اُس کا صالح جانشین بنے، تو تیرا فرض ہے کہ اپنے باپ کے نقشِ قدم پر چل کر نہایت ہمت اور استقلال سے وہ علم اور صفات حاصل کر لے، جو تیرے والد کا سرمایۂ افتخار تھیں۔ اپنے پدری ورثہ کو پا کر حقیقت بین اور مظہرِ ذات ہو جا۔ ورنہ بقول اقبالؒ۔

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیونکر ہو

اے عزیز! اگر تو نے اپنے برگزیدہ والد کی پاکیزہ روش کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ اختیار کیا، اور حق تعالیٰ کی معرفت پر دنیائے دُنی کو ترجیح دی تو اسفل السافلین کے اس گہرے پُر اذیت کنویں میں جا پڑے گا، جہاں کی مصیبتوں اور دکھوں سے کبھی نجات نہ ہوگی۔

عاشق رنجیست ناداں تا ابد
خیز لااقسم بخواں تا فی کبد (رومیؒ)

وہ انسان کس قدر بے عقل اور ناداں ہے جو ہر قیمت پر اور ہر طرح کی تکالیف و غم برداشت کر کے، دنیائے فانی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ گویا وہ رنج دنیا کا دلدادہ ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ ؕ (البلد آیت ۴ پ ۳۰) | ہم نے انسان کو رنج و مشقت میں پیدا کیا۔

علمائے ظاہر نے کَبَدْ سے صرف ظاہری مشقت اور ظاہری تکلیف مراد لی ہے۔ فقراء اس کو غفلت عَنِ الْحَق پر بھی محمول کرتے ہیں۔ یعنی جو شخص حق سے غافل ہو کر دنیائے فانی کا شیدا ہو جاتا ہے وہ سائے کا تعاقب کرنے کی وجہ سے کبھی حقیقی راحت نہیں پا سکتا اور ہمیشہ رنج و غم میں رہتا ہے۔ اس کے برعکس عاشقان الٰہی کا طلب حق میں حال ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ ؎

از کبد فارغ شدم با روئے تو
وز زید صافی بدم در جوئے تو (رومیؒ)

جو دیدارِ الٰہی کی طلب میں مشغول رہ کر، جمالِ حق سے مستفیض ہوتے ہیں اُن کو دُنیا کے رنج و مشقت سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ نہرِ محبت الٰہی میں غوطہ لگا کر، وہ ماسوا اللہ سے پاک و صاف ہو جاتے ہیں۔

اے عزیز! دنیا سے دل بستگی اور خواہشات نفسانی کو ترک کئے بغیر ہرگز کوئی صاحب دل نہیں ہو سکتا۔ ؎

اے حیات عاشقان در مردگی
دل نیابی جز کہ در افسردگی

اے عزیز! کلام الٰہی اور احادیث نبوی ﷺ کا بغور اور منصفانہ مطالعہ کر۔ طلب ہدایت کے لئے بارگاہ ذرّہ نواز میں التجائیں کئے جا۔ کیا تعجب ہے کہ قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ سے اس واضح حقیقت کو تو کچھ نہ کچھ پا سکے کہ انسان کو حق تعالیٰ نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ عرفان حق حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ اور تمام انبیاء المرسلینؑ نے دنیا و زینتھا کی سخت سے سخت اور غیر مبہم الفاظ میں بے حد مذمت فرمائی ہے۔ اگرچہ ایسی بے شمار احادیث کو جو اسرار و معارف الٰہی کی طرف رہنما تھیں اور جو

Marfat.com

صوفیائے کاملین کے گروہ میں سینہ بسینہ محفوظ رہیں اور ہنوز ہیں علمائے ظواہر نے درایت اور روایت کے اصولوں کے تحت رد کر دیا حالانکہ اسرار اور معارف سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے کامل ترفہم و ذکاء درکار ہے، جو بغیر مناسب ریاضت و مجاہدہ کے میسر نہیں آتی۔ اس کے علاوہ ایسی احادیث کے عام نہ ہونے کی دوسری وجہ یہ بھی ہوئی کہ حضور انور ﷺ نے ایسے لوگوں کے سامنے جو اسرار و معارف سمجھنے کے مرتبے پر نہ ہوں، اُن کے اظہار کو ناپسند فرمایا۔ جیسا کہ بخاری وغیرہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت اور دوسری روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ نیز حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کا صاف الفاظ میں یہ مفہوم ہے کہ اگر میں دوسرے علم کو ظاہر کروں تو میرا گلا کاٹ ڈالا جائے۔ (بخاری کتاب العلم حدیث ۱۲۰) صحیح حدیث میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب آدمی ایسے ہیں جیسے سو اُونٹ ہوں اور قابلِ سواری ایک بھی نہ ہو۔ (بخاری) حضور ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھے علم اوّلین و آخرین کا وارث بنایا اور مختلف علوم کی مجھے تعلیم دی۔ ایک علم وہ ہے کہ جس کا چھپانا مجھ پر لازم قرار دیا کیونکہ وہ ایسا علم ہے کہ جس کو میرے بغیر کوئی نہیں اٹھا سکتا دوسرا علم وہ ہے کہ جس کے بتانے اور چھپانے کا مجھے اختیار دیا۔ تیسرا علم وہ ہے کہ جس کے متعلق یہ حکم ہوا کہ خاص و عام کو تبلیغ کردو۔ (تفسیر روح البیان جلد نمبر ۳، صحائف السلوک)

ان وجوہات کی بنا پر صوفیائے کرام اور اولیائے عظام نے اسرار و معارف کو صرف مستحقین کے سامنے بیان کرنا مناسب سمجھا، کیونکہ عدم استعداد اور استحقاق کے باوجود اگر کسی کے سامنے اسرار و معارف کا ذکر کیا جائے تو اس کو ضرر پہنچنے کا کافی امکان ہے۔ امامِ شافعیؒ فرماتے ہیں:۔

فَمَنْ مَنَحِ الْجُهَا ل علما اضا عه ومن منع المستو جبين فقد ظلم

ترجمہ: جس نے جہال کو علم دیا اس نے اس کو ضائع کیا۔ اور جس نے مستحقین سے روکا

Marfat.com

تو ظلم کیا۔

زمانہ ماسبق میں اکثر مسلمان باعمل تھے۔ایسی نیک طینت ہستیوں کی بھی کمی نہ تھی جن کو ریاضت و مجاہدہ اور معرفت حق کا ذوق ہوتا تھا۔لیکن اب کچھ عرصہ سے حالات ایسا پلٹا کھا رہے ہیں کہ مسلمانوں میں روحانیت کا شعور مفقود ہوتا جارہا ہے اور اسلامی روحانیت پر اسطرح پردہ پر پردہ ڈالا جارہا ہے کہ نام نہاد علماء کی تحریر اور زبان سے علم تصوف جیسے مقدس علم کو ایرانی اور ہندوستانی اثرات کی پیداوار کہا جارہا ہے۔کس قدر قابلِ افسوس ہیں یہ حالات کہ مسلمانوں کے رہنمایانِ ملّت کے ہاتھوں ہمارے برگزیدہ اور مقدس اسلاف کو مذہب اسلام سے در پردہ نا آشنا ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔نعوذ باللہ کیا یہ بزرگ ہستیاں اسلام سے بھی ناواقف تھیں۔؟ ان الزامات کا تو در پردہ یہ مطلب ہوتا ہے، ان سوختگان عشق کی زندگیاں غیر اسلامی طریقہ کار پر عمل کرتے گزریں اور صرف وہی لوگ مسلمان ہیں جو ان نام نہاد علماء کی تعلیم پر اسطرح عمل کریں کہ ان کی خوشنودی کا باعث اور اُن کے اقتدار کا سبب ہو۔کاش ان کا علم ان کے لئے اتنا ہی کار آمد ہوتا کہ وہ اولیاء اللہ کو اس عالم سے رخصت ہونے کے بعد تو ہدف ملامت نہ بناتے اور اسی پر بس کر لیتے جو ان سرشارانِ حق کے ساتھ اُن کی حیات ظاہری میں کیا گیا۔اُن کو سوچنا چاہیئے تھا کہ آخر اولیاء الرحمٰن نے اُن کا کیا بگاڑا ہے، وہ تو دنیا کی طرف کسی وقت بھی للچائی ہوئی نظروں سے نہیں دیکھتے۔کیا ان کو صرف اس وجہ سے ستایا جاتا ہے کہ وہ دنیا سے غافل ہو کر طلب حق میں اپنے آپ کو بھی فراموش کر چکے ہیں۔

رقابت علم و عرفان میں غلط بینی ہے منبر کی
کہ وہ حلاّج کی سولی کو سمجھا ہے رقیب اپنا (اقبالؒ)

Marfat.com

امت مرحومہ میں جس طریقہ سے علمائے ظواہر کے ہاتھوں اولیاء اللہ کی تذلیل کی گئی اور ان کو ستایا گیا۔ اس کی نظیر سوائے یہودیوں کے اور کہیں نہ ملے گی۔ بعض اللہ کے دیوانوں کو درباری کی بناء پر، حکومت کا سہارا لیکر قتل کرایا گیا۔ بعض کو شہر بدر کیا گیا۔ بعض کو اپنا وقت قید خانوں میں گزارنا پڑا۔ ذوالنونؒ مصریؒ کو زندیق کا خطاب دیکر پابا جولاں بغداد لایا گیا۔ حضرت منصورؒ اور شمس تبریزؒ کو شہید کیا گیا۔ سہل ابن عبداللہؒ کو مرتد اور کافر قرار دیکر شہر سے نکالا گیا۔ حضرت شبلیؒ، حضرت جنیدؒ اور حضرت ابوالحسن نوریؒ کو جھوٹے الزام لگا کر دربار خلافت میں طلب کرایا گیا اور وہ قتل ہونے سے بال بال بچے۔ شیخ عبداللہ ابن ابی حمزہؒ کی زبان سے کہیں یہ نکل گیا تھا کہ میں بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں اسی بناء پر وہ کافر اور مرتد ٹھہرائے گئے۔ حضرت بایزیدؒ پر کیسے کیسے اتہام لگا کر ان کو بُسطام سے باہر کیا گیا۔ ابوسلیمانؒ فرشتوں سے کلام کرنے کا اظہار کرتے تھے۔ وہ اسی الزام میں دمشق سے نکال دیئے گئے۔ حضرت سمنون محبؒ کو عین قتل کا حکم دیتے وقت خلیفہ کی زبان بند ہوگئی۔ اور مجبوراً ان کو باطنی تنبیہ کی بنا پر خلیفہ کو چھوڑنا پڑا۔ حضرت ابوسعید خرازؒ کو کتاب السّر لکھنے کی بنا پر کفر کا فتویٰ دیا گیا۔ حضرت ابوعبداللہؒ محمد بن فضل پر اہلِ بلخ نے بڑے بڑے ستم ڈھا کر شہر بدر کردیا۔ شیخ ابوبکر واسطیؒ کو توحید میں گفتگو کرنے کی وجہ سے ستر شہروں سے باہر کیا گیا۔ خود حضرت مولانا رومؒ کے والد کو علماء کے اکسانے کی وجہ سے بادشاہ کے ہاتھوں خوارزم کو چھوڑنا پڑا اور دہلی میں حضرت سرمدؒ کے ساتھ جو سلوک ہوا، وہ مشہور تاریخی واقعہ ہے۔

اولیاء اللہ کے مستند تذکروں سے یہ بات باآسانی واضح ہوسکتی ہے کہ بے شمار

Marfat.com

اولیاء اللہ نے اس گروہ کے ہاتھوں سخت اذیتیں برداشت کی ہیں اور ان کے ساتھ شریعت کو آڑ بنا کر مختلف حیلوں سے وہ کچھ کیا گیا ہے کہ ہر منصف مزاج انسان کا دل اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بیچارہ نہ زاہد ہے نہ ملا نہ حکیم (اقبالؒ)

علمائے یہود کو بھی اپنے علم و عقل پر بڑا ناز رہا اور اُن کے ہاتھوں بیشمار انبیاؑ شہید ہوئے۔ جیسا کہ کلام الٰہی شاہد ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ط (آل عمران آیت ۱۱۲ پ ۴) | اور مارتے رہے نبیوں کو ناحق۔

اس اُمّت کے علمائے ظواہر نے بھی اولیاء اللہ کو، جو بموجب حدیث نبوی ﷺ بنی اسرائیل کے نبیوںؑ کی مانند ہیں، ستا کر، اَذیتیں پہنچا کر اور ناحق شہید کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشنگوئی کو حرف بحرف صحیح ثابت کر دیا، جس سے اہل علم کافی باخبر ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ بھی یہود و نصارا کے قدم بقدم چلو گے یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں گھسے ہوں تو تم بھی گھسو گے اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے ان میں سے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا تو تم میں بھی وہ شخص ہوگا، جو ایسا کرے۔ (السنن وغیرہ) حدیث قدسی میں ہے کہ:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَنْ عَادٰی وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ

(بخاری کتاب الانبیاء، مشکوٰۃ و مسلم)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھے یا تکلیف دے۔ میں اس کو لڑائی کے لئے آگاہ کرتا ہوں۔

اولیاء اللہ کی توہین کرنے، ستانے اور قتل کرنے کا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔ اسلام کا ہرا بھرا باغ کملا گیا، یعنی اقتدار مسلمانوں کے ہاتھوں سے چھین لیا گیا اور وہ نکبت و ادبار میں مبتلا ہو گئے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کو ہرگز یہ پسند نہیں کہ اسکے دیوانوں کو اس طرح ستا کر کوئی قوم پھلے پھولے۔

تا دلے صاحبدلے نامد بدرد
ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد (رومیؒ)

(جب تک کسی صاحب دل کو ستایا نہیں جاتا ہے اس وقت تک اللہ کسی قوم کو رسوا نہیں کرتا۔)

کیسا اندھیر ہے کہ بموجب ارشاد باری درخت سے تو ''اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ'' میں ہی اللہ ہوں۔(النمل) کی صدا کا اقرار کیا جائے اور اس میں انانیتِ حقیقی کے ظہور کو قابل فخر انداز میں برسرِ منبر نہایت دل کش طریقوں سے بیان کیا جائے۔لیکن انسان میں اسی انانیتِ حقیقی کے ظاہر ہونے کی وجہ سے اس کو کافر، مرتد اور واجب القتل کہا جائے۔کیا انسان رتبہ میں نباتات سے بھی گرا ہوا ہے۔؟ کیا وہ اشرف المخلوقات اور مسجود ملائک نہیں ۔۔۔؟ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ (الحجر) ''اور اپنی روح سے روح پھونکوں۔'' نہیں فرمایا۔

پیڑ سے آ سکتی ہے انـــــی انـــــا اللہ کی صدا
ہے عیاں قرآں سے یہ اِنکار اس کا کفر ہے

لیکن ۔

بھول جانا اپنی ہستی یادِ حق میں کفر ہے
فتویٰ دیدو بایزیدؒ و شبلیؒ و عطارؒ کو
فانیِ حق کو سمجھتے ہیں وہ قابل دار کے
شمسؒ ہو، ذالنونؒ ہو سرمدؒ ہو یا منصورؒ ہو

کیا حضرت عمرؓ کی زبان پر حق کا بولنا مستند احادیث سے ثابت نہیں ہے۔۔۔؟ کیا مسلمانوں نے برس ہا برس تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کلام حق نہیں سُنا؟ مولانا رومؒ نے کیا خوب اِظہار حقیقت فرمایا ہے۔

گرچہ قرآن از لب پیغمبر است
گر کلام حق نگوید کافر است
گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

Marfat.com

(اگرچہ قرآن پیغمبر کی زبانِ مبارک سے نکلا ہوا ہے لیکن اگر اس کو کلام حق نہ کہیں تو یہ کفر ہو جائیگا آپ ﷺ کا فرمایا ہوا اللہ کا فرمایا ہوا ہوتا ہے۔ اگرچہ بظاہر وہ بندے کے حلق سے نکلتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔)

صاحبِ تحفہ اثنا عشری نے خطبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مندرجہ ذیل الفاظ نقل فرمائے ہیں۔

انا قلم وانا لوح المحفوظ وانا العرش وانا الكرسی وانا سبع السموات وانا الارض وانا الحي لا يموت الخ	میں ہی قلم، میں ہی لوح محفوظ، میں ہی عرش، میں ہی کرسی، میں ہی سات آسمان، میں ہی زمین اور میں ہی وہ زندہ ہوں جو نہ مرے گا۔
حدیث: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا الدَّھرِ (بخاری مسلم)	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں ہی زمانہ ہوں۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

شهدت بان الله لا شئ غيره (میزان التوحید)	میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہے اور کوئی چیز نہیں ہے اس کی غیر۔
قال المالکؒ: مَنْ تَفَقَّهَ وَلَمْ يَتَصَوَّفْ فَقَدْ فَسَق	امام مالکؒ نے فرمایا جس نے علم فقہ سیکھا اور حصولِ تصوف نہ کیا تحقیق اس نے فسق کیا۔
قال على القاریؒ: اَللّٰهُ غَنِيٌّ وَّاَنْتُمْ فُقَرَآءُ فَوُجُوْدُهٗ عَيْنَ ذَاتِهٖ وَصِفَاتِهٖ مِنْ وَجْهِ عَيْنٍ وَّمِنْ وَّجْهِ غَيْرِهٖ (شرح القاری علی فقه الاکبر)	حضرت علی قاریؒ فرماتے ہیں اللہ غنی (بے پرواہ) ہے اور تم فقراء ہو پس اس کا وجود اس کی ذات کا اور صفات کا عین ہے۔ اس کی عین کی وجہ سے اور اس کی غیر کی وجہ سے۔
حدیث: افضل الاعمال العلم باللہ (حکیم عن انس)	سب سے افضل عمل علم الٰہی ہے۔

Marfat.com

حدیث: المعرفة راس مالی والفقر فخری (عیاض فی الشفا)

میرا اصل مال معرفت اور فقر میرا فخر ہے۔

حدیث: اول العلم معرفة الله (دیلمی فی الفردوس)

سب سے ضروری علم اللہ کی معرفت ہے۔

حدیث: اَفْضَلُ الْجِهَادَ مَنْ جَاهَدَ فِیْ ذَاتِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ (طبرانی عن ابن عمرؓ)

سب سے بہتر جہاد اللہ کی طلب میں کوشش کرنا ہے۔

مزید برآں صحیح حدیث میں وارد ہے:

لَایَزَالَ عَبْدُ الْمُؤمِنِ یَتَقَرَّبَ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلَ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرِهٖ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهٗ الَّتِیْ یَبْطَشُ بِهَا وَرِجْلَهٗ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا (بخاری ومسلم)

اور میرا بندۂ مومن میرا قرب ہمیشگی نوافل سے حاصل کرتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

اے عزیز! اگر تجھ کو حق کی طلب ہے یا اگر تو ماسوا کے مقابلے میں اللہ کو پسند کرتا ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پاک پر دل سے عمل کر اور ماسوا سے بیزار ہوکر "تَخَلَّقُوْ بِاَخْلَاقِ اللهِ" (سر الاسرار) "اپنے اخلاق کو اللہ کے اخلاق میں ڈھالو" کو فرض سمجھ کر عرفان الٰہی سے مالا مال ہو جا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیری ہمت کے مطابق، بے شمار رحمت کے دروازے کھولے گئے ہیں۔ ہمت کر کے جس دروازے سے اس حریم قدس میں داخل ہوسکتا ہو، داخل ہو جا۔ یاد رکھ کہ اللہ کے لئے سخت سے سخت مجاہدہ کرنا اور اس کی یاد کو اپنا ہر وقت کا مشغلہ بنالینا، ہر اعتبار اور ہر حیثیت سے مفید ہے۔ اس کے برعکس دنیا کی عزت و جاہ، مال و دولت، اور عیش و آرام کی

Marfat.com

طرف نگاہ بھی کرنا گناہ ہے۔قولہ تعالیٰ:

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ (الحجر آیت ۸۸ پ ۱۴)	اور مت دوڑا اپنی آنکھیں اس چیز کی طرف جس میں سے ہم نے ان لوگوں کو دیا ہے جوڑی جوڑی۔

اللہ تعالیٰ نے تجھے صرف اپنی معرفت کے لئے پیدا کیا ہے۔اس نے فرمایا ہے کہ میں شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہوں۔اپنے نفسوں میں مجھ کو کیوں نہیں دیکھتے۔تو خودی، کبر اور نخوت کا طلسمی بت توڑ کر غور وفکر کے ساتھ اپنی پر سکون حقیقت کی طرف رجوع ہو کر خود کو پہچان لے۔حدیث:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ (دیلمی فی الفردوس)	جس نے خود کو پہچان لیا اس نے اللہ کو پہچان لیا۔

اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ خود کو فنا کر دو تو اللہ کو پاؤ گے۔کیونکہ عرفان اپنی شناخت ہے نہ کہ اپنی فنا۔

مطلب یہ ہے کہ وہمی خودی کو مٹا کر انانیت حقیقی حاصل کی جائے۔اے عزیز! اپنے نفس کی معرفت کو وہی ناپسند کرتے ہیں جو اللہ سے غافل ہوں۔تو ایسے لوگوں کی صحبت سے علیٰحدہ رہ۔قولہ تعالیٰ:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ ۚ (الحشر آیت ۱۹ پ ۲۸)	اور تم ان لوگوں کی مثل نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کو فراموش کر دیا، پس اللہ نے اُنہیں اُن کی جانوں سے غافل کر دیا۔

روح میں کل صفاتِ الٰہیہ موجود ہیں، جن کا نشو ونما مجاہدہ باطن سے ہوتا ہے نہ کہ اعمال خارجی سے۔جس طرح روح کا تنزّل اس پردۂ جسم میں ہوا ہے، اسی طرح اس کو خوشی ومسرت کے ساتھ ریاضت ومجاہدہ کے ذریعہ مبدائے اصلی تک پہنچا دے۔تا کہ ایمان حقیقی حاصل ہو۔انسان کے لئے وہی ترقی ہے جس کی وہ کوشش کرے۔

Marfat.com

اللہ پر بھروسہ کرنے والے عارضی اور فانی اشیاء پر اعتماد نہیں کرتے۔طالب نے جب عارضی اشیاء کے افکار اور فانی چیزوں کے خیال کو چھوڑ کر اصل حقیقت والمبداء کی طرف پوری یک جہتی سے رخ کیا۔تو اپنی ہستی کے مالک کو پا گیا۔یہی طریق ہدایت ہے۔اسی کے لئے انبیائے علیہم السلام متواتر مبعوث ہوئے اور اولیائے کرامؒ مسلسل آتے رہے اور آتے رہیں گے۔افسوس غافلوں نے جو دل میں موجود ہے اس کو نہ دیکھا۔نکتۂ فکر یہ:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَاءِ (دیلمی فی الفردوس)	جو اپنے نفس کو فنا کر دیتا ہے، وہ اپنے رب سے باقی ہو کر اُس کی معرفت سے مشرف ہوتا ہے۔

یار درخانہ و من گردِ جہاں میگردم
آب در کوزہ و من تشنہ دہاں میگردم

(میرا دوست میرے گھر میں موجود ہے، اور میں اس کی تلاش میں سارے جہاں مارا مارا پھر رہا ہوں۔اس کی مثال ایسی ہے جیسے پانی تو میرے کوزے میں ہے اور میں پیاسا پھر رہا ہوں۔)

جسکو یہاں دیکھنا تھا جب نہ دیکھا، تو وہاں کیا دیکھو گے۔مولانائے رومؒ فرماتے ہیں۔

ہر کہ رُوئے یار در دُنیا ندید
پس نہ بیند ہم بعقبےٰ اے مرید

(جس نے اس دنیا میں اللہ کا دیدار نہ کیا تو اے میرے مرید وہ عقبیٰ میں بھی اسکو نہ دیکھ سکے گا۔)

وہاں عذرِ عدم بصیرت قبول نہ ہوگا۔اگر تم نے یہاں اُسکے دیدار کی صلاحیت اور استعداد حاصل نہ کی تو وہاں بھی ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔قولہٗ تعالیٰ:

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ○ (بنی اسرائیل آیت ۷۲ پ ۱۵)	جو شخص بنا رہا اس دنیا میں اندھا (حق دیکھنے سے) وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور بڑا گم کردہ راہ ہوگا۔

Marfat.com

تمہارا حشر اُسی حال اور صفت پر ہوگا۔ جس کو تم اپنے ساتھ لیکر اس دنیا سے جاؤ گے۔ جو کمایا ہے وہی ملے گا۔ تکلیفِ مجاہدہ اور سعی عمل یہاں ہے وہاں نہیں۔ حدیث: ''تم جیسی زندگی بسر کرو گے ویسے ہی مرو گے۔ جیسے تم مرو گے ویسے ہی قیامت کے دن اٹھو گے۔ جیسے قیامت کے دن اٹھو گے ویسا ہی تمہارا حشر ہوگا۔'' (بخاری و مسلم)

اے عزیز! جو کچھ کرنا ہے یہیں کر لے ورنہ وہاں جان سوز پشیمانیوں سے بھی کچھ حاصل نہ ہوگا۔ دین کا صرف اس لئے اقرار کرنا کہ الزام بے دینی عائد نہ ہو، اور دنیاوی عیش و آرام حاصل کیا جائے، بَد دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے عشق کا دعویٰ لیکن دل مصروف بہ دُنیا۔ ''صورت بہ بیں حالش مپرس'' (صورت دیکھ اور اسکا حال نہ پوچھ) نبی علیہ السلام، صحابہ کرامؓ اور اولیائے عظامؒ، شیدائے ذاتِ الٰہی اور دنیا سے بیزار تھے۔ دنیا طلبی کی طرف کس نے توجہ دلائی؟ کس نے مجبور کیا؟ کاش وہ اپنے اعمال اور قلوب کا اللہ کے لئے جائزہ لیتے۔! قولہٗ تعالیٰ:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (الحشر آیت ۷ پارہ ۲۸)	جو کچھ تم کو رسول ﷺ دیں اس کو لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے لئے عرفانِ حق اور عشقِ الٰہی اختیار فرمایا۔ توحید و معرفت حق کی تعلیم کی غرض سے آپ ﷺ مبعوث ہوئے، تحصیل عرفان، وصول حق اور لقاء الرحمٰن سے عشق کی تاکید فرمائی، اور اس مقصد عظمیٰ کو حاصل کرنے کے لئے تزکیہ نفس کی اہمیت پر انتہائی زور دیا۔ نیز کلام حق سے یہ بھی واضح فرما دیا کہ اعمال صالح، اور ریاضت و عبادت کا فائدہ انسان ہی کو پہنچتا ہے، اللہ تعالیٰ کسی کی عبادت کا محتاج نہیں اور نہ اس کو اپنے لئے کسی کے ذکر و فکر اور نماز و روزے کی ضرورت ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ (الجاثیہ آیت ۱۵ پ ۲۵)	جس نے نیک کام کئے اپنے لئے کئے اور جس نے برے کام کئے اپنے لئے کئے۔
وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ (عنکبوت آیت ۶ پ ۲۰)	جو کوئی مجاہدہ کرے تو سوا اس کے نہیں کہ اپنے نفس کے لئے کرے گا۔
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ (اعلیٰ آیت ۱۴ پ ۳۰)	تحقیق اُسنے فلاح پائی جس نے اُسکو پاک کرلیا۔

اے عزیز! اللہ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے سمجھ اور روحانی دانائی کی ضرورت ہے۔ تجھ کو لازم ہے کہ اپنی بہتری اور کامل فلاح کے لئے اس مقدس علم کو حاصل کرتا کہ تجھ پر اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَ اَنَا سِرُّهٗ (سر الاسرار) "انسان میرا ایک راز ہے اور میں انسان کا" کا بھید ظاہر ہو جائے۔

آدمی جانِ جہاں ہے مجھے معلوم ہوا
خاک میں گنج نہاں ہے مجھے معلوم ہوا
میں نے پہچانا حقیقت کو تری اے انسان
لا مکان تیرا مکان ہے مجھے معلوم ہوا

اے طالب حق! تو غافلوں کی بات نہ سن۔ اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی مخلوق پیدا فرمائی ہے۔ تو کسی کی اچھائی برائی پر نظر کرنے کی بجائے اللہ پر نظر رکھ۔ اس نے ایک گروہ کو "ضَآلِّیْنَ" یعنی اپنے اسم مُضِلّ کے تحت گمراہی کا۔ اور دوسرے گروہ کو "اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" یعنی اسم ہادی و رشید کے تحت ہدایت کا مظہر بنایا۔ تمام مخلوق کا ظہور اس کے اسماء وصفات کے تقاضے سے ہے۔ خواہ کوئی دوزخ میں جائے یا باغ بہشت میں اللہ تعالیٰ کے کمال ذاتی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ دونوں گروہوں کو ایسا سمجھ جیسے دن اور رات۔ کہ دن کے بغیر رات کا کیف نہیں، اور رات کے بغیر دن کا لطف نہیں، دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اگر ایک کا وجود فنا ہو جائے تو قیامت برپا ہو جائے۔

Marfat.com

اے عزیز—! اپنے دل کو بغض وحسد، دروغ وغیبت، ریا و کبر وغیرہ جمیع رذائل سے پاک کر لے اور مخلوق میں سے کسی کو نفسانیت کی بناء پر حقارت سے نہ دیکھ۔ اگر تیرے لئے کوئی اچھائی ظاہر کی جائے تو، اس پر دل خوش کرنے کو فخر نہ کر، بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر کر۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا (یونس آیت ۹۹ پ ۱۱)	(اے نبی ﷺ) اگر تیرا پروردگار چاہتا تو دُنیا کے کل لوگ ایمان لے آتے۔

تو ماسوا اللہ کی محبت کے مخمصے اور نفرت کے جھگڑے میں نہ پڑ اور اپنی تمام ظاہری اور باطنی صلاحیتوں کو جستجوئے حق میں صرف کر کے بحرِ توحید میں غرق ہو جا۔ ورنہ گونا گوں مصائب و آلام سے نجات کی کوئی سبیل نہیں۔

یاں فکر معیشت ہے وہاں دغدغۂ حشر
آرام دو حر فیست ، یہاں ہے نہ وہاں ہے

جب تو اپنی اصلیت سے باخبر ہو کر اپنی حقیقت کو جان جائے گا، تو تجھ کو تیرا ذاتی شرف عطا کیا جائے گا، پھر تجھ کو عذابِ قبر، سوالات منکر نکیر، دغدغۂ حشر ونشر، حساب و کتاب، نامۂ اعمال، گزر پُل صراط، اور نار جہنم کا خیال بھی نہیں رہے گا، اور جنت کی محبت کا نشان بھی تجھ کو اپنے دل میں ڈھونڈے نہ ملے گا۔ ان سب ہی پر نہیں، تمام عالموں پر تجھ کو فضیلت دی جائے گی۔ کل مخلوقات پر تیرا شرف مسلّم ہو کر، نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ تجھ کو اشرف المخلوقات کے لقب سے ممتاز کیا جائے گا۔ نورانی برکتوں اور منتخب رحمتوں کے پھول تجھ پر نچھاور کئے جائیں گے۔ محبوب حقیقی بکمال مہربانی تجھ کو تجھ سے چھین کر تجھ میں اپنی ارادت کا ظہور فرمائے گا اور وہ کچھ ظہور میں

Marfat.com

آئے گا، جس کو سمجھنا اس وقت تیرے لئے آسان نہیں۔

سلطنت سہل است خود را آشنائے فقر کن
قطرہ تا دریا تو اند شد چرا گوہر شود

(سلطنت بہت آسان ہے اگر تو فقر سے آشنا ہو جائے قطرہ دریا بن سکتا ہے تو گوہر بھی ہو سکتا ہے۔)

اے عزیز! تیری ظاہری اور باطنی کامیابی کا راز یہی ہے کہ تو کلام الٰہی اور ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صدق دل سے ایمان لا کر اس کی اتباع کرے۔ خالق کائنات کے لئے مخلوق سے، اللہ کے لئے ماسوا سے اور منعم کے لئے بڑی سے بڑی دل کو لبھانے والی نعمت کے خیال کو دل سے نکال ڈال۔ حور و قصور اور طرح طرح کی نعمتوں سے گزر کر اللہ کی رضامندی اور اس کے دیدار پاک کو اپنا حاصلِ زندگی بنا لے۔ جنت کی نعمتوں کو تو نہیں سمجھ سکتا، وہاں کے پھلوں اور نہروں کی کیفیت کو مادی حواس نہیں پاسکتے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جنت کی چیزوں میں سے دنیا میں سوائے نام کے کچھ نہیں ہے۔ (ابن جریر و ابن ابی حاتم)

اے عزیز! مخلوق کا علم بہت قلیل ہے اور اس کو سوائے عالم شہادت کی اشیاء کے کوئی چیز محسوس نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ جس کو جس طرح چاہے گا نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کی تمام نعمتوں پر اپنی رضامندی کو ترجیح دی ہے، اور بے شک اُس کی رضائے پاک سے بڑی کونسی نعمت ہو سکتی ہے۔ قولہ تعالیٰ:

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط (التوبہ آیت ۷۲ پ ۱۰)	اور اللہ کی رضامندی سب سے بزرگ (نعمت) ہے۔

اے عزیز! جنت کی یہ اعلیٰ ترین نعمت حاصل ہونا موتِ جسمانی ہی پر موقوف نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے۔ اسی حیات میں اس نعمت سے سرفراز فرماتا ہے۔ کلام الٰہی شاہد ہے کہ رضوان الٰہی کا یہ مرتبہ اعلیٰ صحابہؓ کو اسی حیات

Marfat.com

جسمانی میں عطا فرمادیا گیا تھا۔ کما قولہٗ تعالیٰ:

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ ؕ (المجادلۃ آیت ۲۲ پ۲۸)	اللہ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔

تو اپنی نظر صورت سے ہٹا کر معنی کی طرف متوجہ ہو۔ تو جو کچھ محسوس کرتا ہے وہ عموماً صورتیں ہوتی ہیں۔ بہشت اور اس کی نعمتیں ان صورتوں کے علاوہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پاک تعلیم کا منشاء یہ ہے کہ صورتوں کی مثال سے تیرا ذہن حقیقت کی طرف متوجہ ہو جائے اور تو ظاہری حواس سے باطنی حواس اور باطنی حواس سے گزر کر تجلیاتِ ربانی اور انوارِ رحمانی کی طرف رہنمائی پائے کیونکہ۔

ز ترتیب تصور ہائے معلوم
شود تصدیق نا مفہوم مفہوم (بیدلؔ)

(اگر تصور کی حقیقی ترتیب معلوم ہو جائے تو نہ سمجھ میں آنے والی باتیں بھی سمجھ میں آ جاتی ہیں۔)

صورتوں کی مثال سے ہمارا ذہن بہشت اور اس کی نعمتوں کو سمجھتا ہے۔ یقین کر کہ حور وقصور، انہار و شرابِ طہور وغیرہ تیرے ذہن میں آنے والی صورتیں نہیں ہو سکتیں بلکہ ان صورتوں کی حقیقت ہے، جس سے علم کی طرف اشارہ ہے۔ جب آنکھ سے پردہ ہٹایا جائے گا، تو چہرۂ حقیقت سے صورت کا پردہ اُٹھے گا اور وہ امر منکشف ہوگا، جس کو اس عالم میں اللہ کی مہربانی کے بغیر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے باغ بہشت، حور و قصور اور اکل و شرب کی نعمتوں کے ساتھ یہ بھی ظاہر فرمایا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَہُمۡ مِّنۡ قُرَّۃِ اَعۡیُنٍ ۚ (السجدہ آیت ۱۷ پ۲۱)	کسی نفس کو نہیں معلوم جو اس کے لئے اُس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کو مخفی رکھی گئی ہے۔

صحیح حدیث میں وارد ہے کہ ان نعمتوں کو نہ آنکھ نے دیکھا اور نہ کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل پر خطور ہوا۔ (صحیح بخاری و مسلم عن ابو ہریرہؓ)

Marfat.com

اے طالب حق۔! جب تو عرفان حق سے بہرہ ور ہو کر، تجلیاتِ صوری اور معنوی سے واقف ہوگا۔ تو اس راز کا سمجھنا، تجھ پر زیادہ آسان ہو جائیگا۔ ایک بار اس کو پھر اچھی طرح ذہن نشین کر لے کہ خالص اللہ کیلئے اللہ کی طرف اُس کے دیدار پاک کے شوق میں قدم بڑھا، اور جنت و دوزخ کے لالچ یا خوف سے اُس کی عبادت نہ کر۔

تجھ کو اہل اللہ کی طرح روحانیت کا درجۂ کمال حاصل کرنے کے لئے مجاہدہ کرنا چاہئے تاکہ اس کے ذریعے دلِ نو شگفتہ پھول کی طرح کِھل کر عطر بیز ہو جائے۔ جذبات لطیف ہمہ رگ و پے میں سرایت کر جائیں۔ غرق تحیّر ہو کر روح کو انبساطِ عظیم حاصل ہو، ہر تار حیات امواجِ نشاط کے ساتھ حسنِ مطلق کی طمانیت بخش تجلیات ذات میں دیدارِ حق کے لئے غوطہ زن ہو جائے۔ یہی معراج کمال اور بام رفعت ہے۔

اگر کوئی بہشت کی طمع اور دوزخ کے دل ہلانے والے دہشت ناک طبقے اور شعلہ انگیز مناظر کے خوف سے عبادت کرے تو اس کا یہ فعل ان جانوروں کے مطابق ہوگا، جو بھوک پیاس کی خواہش پوری کرنے، یا کسی لالچ، یا ڈنڈے کے خوف سے ناچتے ہیں۔

اے عزیز۔! عالم آخرت میں اُن نفوس کو سخت رنج و تکالیف پہنچائی جائیں گی۔ جن کے اندر خواہشات ذمیمہ اور کفرانہ دیوانگی کے رنگ جھلک رہے ہوں گے۔ یہ رنج و عذاب خاص طور پر ان بدنصیبوں کی آرزوؤں اور تمناؤں کے طوفان ہیں، جو جمالِ عزّ وجل کے لئے حجاب ہوں گے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗــــُٔـھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَـھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۧ (البقرۃ آیت ۲۵۷ پ ۳)	کافروں کے دوست شیطان ہیں۔ انکو نور سے نکال کر اندھیرے کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہی لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

Marfat.com

جو منزلِ یگانگت سے دور ہیں، انہیں آخرت میں بھی یہ سنہری موقع ہاتھ نہ آئے گا۔ ان کو بارگاہ عظمت میں باریابی نہ ہوگی۔ وہ اپنے خیال کی دھندلی فضا اور انتہائی پستی کی وجہ سے بدترین عذاب پاتے رہیں گے۔ جس طرح دیدار الٰہی جنت کی سب سے بڑی نعمت ہے، اسی طرح حق سے دوری اور بُعد دوزخ کا شدید ترین عذاب ہے۔ یہ غیریت و دوری کی خطرناک آگ اُن کج فہم ہستیوں کی روح کے لئے عذاب ہے جو اس دنیا میں رہ کر اپنے مخصوص اعتقادات کے زیر اثر رہتے ہوئے ذاتِ واحد کو چھوڑ کر ماسوا کے طالب بنے رہے اور اپنے جذباتِ کثیف کی رعنائیوں کے سبب اس سے روگرداں ہوکر بیگانے ہوگئے۔ وہ کیف سرمدی سے محروم رہیں گے۔ انکی روح عصیاں سے آلودہ ہوکر یہاں بھی جیتے جی غیر محسوس مفارقت اور حجاب کی آتش سوزاں کی تپش سے جل رہی ہے اور آخرت میں بھی جلتی رہے گی۔ قولہٗ تعالیٰ:

كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ○ (المطففین آیت ۱۵ پ ۳۰)	کچھ نہیں بلکہ یہ لوگ اس روز اپنے رب سے محجوب ہوں گے۔

دنیا اور اس کی لذتوں میں ڈوب کر اللہ کو بھول جانے والے قیامت کے روز اپنے رب کے دیدار پاک سے بدنصیب رہیں گے۔ ان کے گناہ کی تاریکیاں ان پر حجاب ہوں گی اور ان کے قلوب میں بصیرت باقی نہیں رہے گی۔ یہ حجاب اس وجہ سے ہوگا کہ ان کے دلوں پر دنیاوی بدحواسی کے خیالات محیط ہوکر، اس قدر گہرا زنگ چڑھ گیا کہ وہ نورِ حق قبول کرنے کی لیاقت سے اجنبی ہوگئے، اور ان کا اصل فطرت پر جانا ممکن نہیں رہا۔ برخلاف اس کے اللہ کے دیوانے اپنے محبوب پاک کے دیدار سے مسرور اور شاداں رہیں گے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جب جنتیوں کو دیدارِ پاک عطا ہوگا تو اس قدر فرحت ہوگی کہ اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں دی گئی ہے۔ امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ رحیق یعنی شراب عالم روحانی میں بہ جہت بہ مشاہدہ عالم مخلوقات ہے۔ (تفسیر کبیر)

Marfat.com

دیدارِ حق سے ان کے چہروں پر ایسے نور اور تازگی کا ظہور ہوگا کہ بیان نہیں ہوسکتا۔

قولہٗ تعالیٰ: تَعۡرِفُ فِیۡ وُجُوۡهِهِمۡ نَضۡرَةَ النَّعِيۡمِ‌ۚ (المطففین آیت ۲۴ پ ۳۰)	پہچانے تو اُن کے مُنہ پر تازگی آرام کی۔

اے عزیز! اللہ کی محبت اور اللہ کی طلب میں ریاضت و مجاہدے کے نتائج کو معمولی خیال نہ کر۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے مقابلے میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوسکتی۔ (احمد، وغیرہ) تو اللہ کے لئے خالص ہوکر اس کے نام پاک کا ورد کیے جا۔ کل کائنات کی کیا حیثیت ہے جو اس کے نام پاک کی برکتوں کے مقابلے میں آئے۔

اَلۡجَذۡبَةُ مِنۡ جَذۡبَاتِ الۡحَقِّ يُوَازِیۡ مِنۡ عَمَلِ الثَّقَلَيۡنِ (احیاء العلوم الدین)	ایک جذبہ جذباتِ الٰہی کا دونوں جہاں کے اعمال کی برابری کرتا ہے۔

اے عزیز! تو عرفان الٰہی کو اپنی زندگی کا واحد نصب العین بنالے اور اِدھر اُدھر نہ دیکھ۔ قولہٗ تعالیٰ: مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَمَا طَغٰى‏ ○ (النجم) ”آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی“ کی روشنی میں روحانی لذت حاصل کرنے کے لئے اپنی آنکھ کو اپنے بہترین جذبہ سے محبت کی حد تک پہنچادے۔ جسے دیکھنا مقصود ہے اس سے آنکھ اِدھر اُدھر نہ پھرنے پائے، اور خلوص و صداقت کے ساتھ ہر طرف اس کے منور حسن اور جمال کی دل کش رعنائیوں پر نظر جمائے رکھ۔ ان لذات کا تعلق صرف بصر، دل اور حسیاتِ دل سے ہے۔ اس لئے تیرے دل میں دوسرا خیال ہی نہ آنے پائے۔ دل کی آنکھ جلوۂ شاہدِ حقیقی کی طرف ہمیشہ لگی رہے۔ اگر اپنی نگاہ اس پر قائم رکھے گا تو اس دشوار گزار پلِ صراط سے جو تیز تلوار کی دھار کے مانند ہے بآسانی گزر جائے گا۔

عرفانِ الٰہی عجیب حیرت انگیز علم ہے۔ جب عاشق ذاتِ مطلق اپنے جذبۂ جلیلہ کے سبب خودی سے گزر کر وادیِ عرفان میں پہنچتا ہے۔ تو نشۂ کیفیات سے سرشار

Marfat.com

ہوجاتا ہے۔اس کے ہمہ گیر مشاغل اُمید وبیم سے بے نیاز ہوجاتے اور اس کا دل زندۂ جاوید ہوجاتا ہے، دریائے کرمِ الٰہی موجزن ہوتا ہے اور اس کی حیرت بڑھتی جاتی ہے۔خود فراموشی اور بے علمی کی یہاں تک ترقی ہوتی ہے کہ اس کو ماسوا اللہ کا خیال بھی نہیں رہتا اور اس کے حواس ظاہری و باطنی دریائے شہود میں مستغرق ہو جاتے ہیں۔لیکن اس قدر سُکر اور بیخودی کے باوجود بھی عارف کا ذہن و عقل نہ کسی دوسری طرف توجہ کرتا ہے، نہ اس کا ضمیر کسی طرف منتقل ہوکر دل اللہ سے غافل ہوتا ہے۔خواہ اس کی حیرت اور سُکر میں کتنی ہی زیادتی کیوں نہ ہوجائے، لیکن حیرت کا بڑھنا اور سُکر کا زیادہ ہونا عارف کو ذاتِ مطلق سے کبھی غافل نہیں کرسکتا۔محبت کا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ وہ ہر وقت شاہدِ حقیقی کے درخشاں حسن کی جلوہ ریزیوں کے سبب حیرتِ محمودہ کے اثرات سے رفتہ رفتہ فنا فی الذّات ہوجاتا ہے۔

اے جویائے عرفان! اے طالب حق! اب عارف کی زبان سے یہ بھی سمجھ لے کہ حیرت محمودہ کیونکر پیدا ہوتی ہے؟ اس کے پیدا ہونے کی دو صورتیں ہیں:

اوّل: مشاہدہ وحدت جو خوش نصیب بمقتضائے فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ (البقرۃ) ’’اور تم جدھر کو منہ کرو ادھر اللہ ہی کا سامنا ہے‘‘ کے ہروقت اپنی ملتجی نگاہیں کاشانۂ حسن و جمال اور دلربائے بے نیاز کی طرف رکھتا ہے، اسکی دیدارِ حق کی آرزومند نظر کے سامنے طرح طرح کے جلوے بے حجاب رہتے ہیں۔ایسی ذات کو متوجہ الی اللہ کہتے اور اس فعل کو روگردانی ماسوا اللہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

دوم: بے حد و بے اندازہ جلوۂ وحدت فی الکثرت نمایاں ہونے کی وجہ سے بفحوائے وَفِیْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ (الذاریات) ’’اور تم خود اپنے آپ میں کیوں نہیں دیکھ لیتے‘‘ کے مشاہدۂ حق ہونا۔اس کو ’فنا فی الذّات‘‘ کہتے ہیں۔

Marfat.com

اس سے زیادہ خوش نصیبی اور کامیابی کیا ہو سکتی ہے کہ ایک عمر کی ریاضت و مجاہدے نے آسانی کے ساتھ اس درجے تک پہنچا دیا۔ اس مقام پر خوش قسمت طالب حق آپ ہی اپنے خدوخال کے اندر محبوب کی حسین شکل اور دلبر صورت نگاہ خاص سے مشاہدہ کرتا ہے اور اس میں متحیر و مستغرق ہو کر اپنی زندگی کے بقیہ لمحات بسر کرتا ہے۔

یہ جو صورت ہے تری صورت جاناں ہے یہی
یہی نقشہ ہے یہی رنگ ہے ساماں ہے یہی

اے عزیز! دنیا میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کم عقلی اور نفس پرستی کی وجہ سے حیات اُخروی کے بھی قائل نہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ حیات اُخروی کو تو مانتے ہیں، لیکن تن آسانی اور راحت نفسانی کی بنا پر طریقت اسلامی پر دور ہی سے اعتراض کرتے ہیں۔ ریاضت و مجاہدہ اور ترک دُنیا کے ذریعے تجربہ کر کے انسان کی روحانی حیثیت سے باخبر ہونا نہیں چاہتے۔ تُو ایسے لوگوں کی ایک لمحے کے لئے صحبت اختیار نہ کرنا۔

ہر طائفہ ات بجانب خویش کشد چغد سوے ویرانہ و طوطی سوے قند

(ہر طبقہ اپنا ہی ماحول پسند کرتا ہے الو کی منزل ویرانہ ہے اور طوطی کا سبزہ۔)

ارذل طبع، چغد سیرت اپنی ذہانت و ہوشیاری سے فانی خواہشات کے جذبات بے حقیقت سے متاثر ہو کر صحیح راہِ عمل سے آنکھ بچا کر تجھ کو تیرہ و تار ماسوا کی طرف لے جائے گا اور مُوَحِّد طوطی صفت کے بے اختیارانہ حقانی جذبات سے تجھ کو منزل مقصود یعنی مشاہدۂ رحمٰن کی طرف رہنمائی ملے گی۔ قولہٗ تعالیٰ:

يَآيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۞ ارْجِعِيٓ إِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۞ فَادْخُلِي فِي عِبٰدِيْ ۞ وَادْخُلِي جَنَّتِيْ ۞ (الفجر آیات ۲۷ تا ۳۰ پ ۳۰)	اے مطمئن ہونے والی جان۔ اپنے پروردگار کی طرف لوٹ۔ وہ تجھ سے راضی تو اُس سے خوش پس میرے (نیک) بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں داخل ہو۔

Marfat.com

اے جان معرفت الٰہی سے آرام پانے والی۔ اپنے خالق کی طرف، جذبات تفکر، کیفیات ریاضت اور مجاہدہ کی بے تاب روانی کے ساتھ خوشی خوشی چل۔ وہ تجھ سے خوش اور تو اس سے راضی، میرے خاص بندوں یعنی انبیائے علیہم السلام اور اولیائے کرامؒ کے گروہ میں شامل ہوکر میرے انوار کی جنتِ دید میں داخل ہو۔ جو اپنے پروردگار کے مسرت بخش جلوہ کو اپنی نگاہوں سے مشاہدہ کرتا اور اس کی تجلی کو چشم بصیرت سے دیکھتا ہے۔ اس کی روح کیفِ سرمدی حاصل کر لیتی ہے۔ جس کا دل اپنے خالق کے مسرت بخش جمال کو دیکھے، اس کا خیال کبھی غیر اللہ کی طرف نہ ہوگا۔ اس کو دورِ حیات ہی میں بہشتِ جاوید حاصل ہو جاتی ہے۔ اے عزیز! بلندی و پستی انسان کو اپنی اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ تجھ کو چاہیئے کہ پستی کو پست سمجھ کر بلندی کی طرف رُخ کرے۔

ترقیٔ روحانی کے لئے زوالِ نفس اور کل خواہشات کو ترک کرنا گویا موت سے مقابلہ کرنا اور زندہ در گور ہونا ہے۔ حقیقت میں یہ معمولی حیثیت کے انسانوں کا جو عقل سے بیگانہ ہیں، مطلق کام نہیں۔ نہ ان کا ذہن صحیح اور نہ عقل پختہ۔ عقل نکتہ رس ہی نفسِ سرکش پر پورے طور سے غالب آتی اور مشاہدۂ جمال جہاں آراء سے مشرف ہوتی ہے۔ اے عزیز! آفرینش انسان کی غایت حور و قصور، کوثر اور سلسبیل نہیں ہیں۔ تو صرف عرفان الٰہی کے راستے سے منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے اور یہی دین ہے۔ تو عارف یا مُوَحِّد بننے کے لئے اپنی انانیتِ شخصی سے علیحدہ ہوجا، اپنی ہستی وہمی کا خیال فراموش کردے۔ اپنے کو غیر حق نہ سمجھ اور نہ حق سے جدا تسلیم کر۔ پھر تجھے کوئی تمنا مجبور نہ کرے گی۔ اور کسی شے کی طلب و خواہش نہ رہے گی۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ بادشاہ سے ہر متنفس کو عزّ و جاہ اور مال و دولت کی طلب

Marfat.com

ہوتی ہے، لیکن چونکہ بادشاہ کے پاس یہ سب کچھ ہوتا ہے، اس کو کسی شے کی خواہش نہیں رہتی۔ علیٰ ہٰذہٖ جب فقیر فنافی الذات ہوجاتا ہے، اسے کسی چیز کی خواہش نہیں رہتی۔ نکتۂ فکر یہ:

اَلْفَقِیْرُ لَایُحْتَاجُ اِلٰی نَفْسِہٖ وَلَا اِلٰی رَبِّہٖ	فقیر وہ ہے جو نہ اپنے نفس کا محتاج ہو اور نہ رب کا۔

جو شخص توحید میں اپنی ہستیِ بے حقیقت کو فنا کردے۔ اس کو نہ اپنی ذات کی احتیاج اور نہ ذاتِ الٰہی کی ضرورت۔ اللہ کی حاجت اس کو رہتی ہے جو عاقل اور ذی ہوش اور موجود بخود ہو۔ یہ سمجھ، پندار اور ہوش ہی اللہ سے جدائی کا باعث ہے۔ جو مبارک ہستی توحید میں محو ہوگئی، اس سے دوئی کا پردہ اُٹھ گیا۔

اے عزیز! اللہ اور رسول ﷺ کے حکموں کی رو سے حق و باطل میں کبھی صلح نہیں ہوسکتی۔ چاہے کتنی ہی دشواریاں اُٹھانی پڑیں، تمہیں خود عمیق نظر ڈال کر ہمت سے حق کو اختیار کرنا اور باطل کو ترک کرنا چاہیئے۔ اس امر کا ہرگز خیال مت کرو کہ غافل اور نادان ہمارے خلاف ہوجائیں گے۔ انہوں نے کبھی اس بات کا خیال نہیں کیا کہ وہ اس عالمِ دنیا میں کیوں آئے، کیا کررہے ہیں اور کیا کرنا چاہیئے۔ اُن کو اللہ کی طلب کے لئے شیشہ و جام، شراب و کباب اور حوروں کے حسن و جمال کے خواب و خیال سے فرصت کہاں؟ ان کی صحبت سے تجھ کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

ان غافلوں سے غفلت دل کیا کہیں امیر
مُردے نہ دے سکیں کبھی تعبیر خواب کی

دُنیادار تو حق سے اس قدر غافل ہوئے ہیں کہ روشن نشانیوں کے باوجود بھی وہ حق کو عملاً اختیار نہیں کرتے۔ قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

وَكَأَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ○ (یوسف آیت ۱۰۵ پ ۱۳)	زمین و آسمان میں رب ذوالجلال کی بیحد نشانیاں پھیلی ہوئی ہیں، وہ اُنہیں دیکھتے ہوئے گزر جاتے اور ان پر غور نہیں کرتے ہیں۔

انسان جب تک پندارِ خودی میں ہے، اس کی سمجھ بچّے کی سی ہوتی ہے کہ لہو ولعب کے علاوہ کچھ نہیں جانتا۔ وہ اللہ کی طرف سے خوابِ غفلت میں رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ کل عالم اور اس کے ظاہری مشاہدات و معلومات کو حقیقی اور بالکل درست خیال کرتا ہے۔

بچّے کو کھلونا بہت مرغوب ہوتا ہے۔ اگر اس سے کوئی مانگے تو وہ دینا نہیں چاہتا۔ زبردستی اگر کوئی لینا چاہے تو ضد کرتا، روتا اور مچلتا ہے۔ جب وہ ہوشیار اور سمجھدار ہو جاتا ہے تو جس کھلونے کی صورت اس کی نگاہ میں اچھی اور پیاری تھی' اسے از خود چھوڑ دیتا ہے۔ اے عزیز! غور کر کہ اللہ تعالیٰ نے دُنیاداروں کی نسبت اُن کی زندگی کے دور اور اُن کی حیات کے لمحوں کو 'لہو ولعب' فرمایا ہے۔ تجھ کو چاہیئے کہ دُنیا کو چھوڑ کر حق کو اختیار کرے۔

طالبِ صادق کو جب رہبرِ کامل و مرشدِ واصل کی صحبت سے عقلِ سلیم عطا ہوتی اور اُس کی تعلیم پر عمل کرنے سے معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے، تو اس میں ترکِ دُنیا و بے ثباتیِ عالم اور محبتِ الٰہی کے جذبات بیدار ہوتے ہیں۔ اس پر وجد انگیز کیفیات طاری ہوتی ہیں اور وہ تمام رشتوں اور غیر اللہ کی کڑیاں جو اس کے دل سے باہم ملی ہوئی تھیں، غائب ہو جاتی ہیں۔ اس کا دل تمام مراسم دنیوی اور خیالاتِ اُخروی سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

اب اُس باریک بین اور روشن طبع کا مطمحِ نظر بہت بلند اور ارفع ہو جاتا ہے۔ وہ مہر و وفا سے مطلوبِ حقیقی کی اُلفت میں قعرِ مذلّت سے نکل کر، طریقت کی طرف قدم

Marfat.com

بڑھاتا اور جوشِ ہمت سے میدانِ عمل کی طرف چل دیتا ہے۔ اس کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ عقلِ سلیم عطا ہوتی اور اللہ و رسول ﷺ کی تعلیمات اس کی معنوی ہادی بن جاتی ہیں۔ پھر محبت، عمل اور نورانی افکار کی روشنی میں وہ تلاشِ جلوہ گاہِ راز کے لئے عرفان کی طرف توجہ کرتا ہے۔ ان کوششوں کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ افضالِ الٰہی سے جذبۂ دل نگاہِ شوق کا رہنما بنتا اور ہر طرف اس طرح دریائے انوار نظر آتا ہے کہ ہر شے اُس میں ڈوبی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ جس سے حیرت برستی اور بڑھتی جاتی ہے۔ توحید کا انکشاف ہوتا اور سب رنگین تنوّعاتِ ماسوا نفی ہو جاتے ہیں سوائے ذاتِ واحد کے کل عالم اور اُس کے لوازم، قصوں اور روایات کے ڈھیر کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔ زاہد کے رابطۂ عشق وخیال پر ایک لمحے کے لئے بھی غور کرنا تضیعِ اوقات نظر آتا ہے۔ حقیقی بلندی و ترقی کی طلب ہر سدِّ راہ سے بغیر سوچے کہ وہ کیا شے ہے ٹکراتی اور اس پر سے کودتی ہوئی آگے نکل جاتی ہے۔

نبی معظم ﷺ نے اصحاب صُفّہؓ اور دیگر باہمت طالبِ مولا صحابہؓ کو دُنیا و آخرت کے خیال سے بلند کر کے، علیٰ قدر مراتبِ عشق، محبت، عرفانِ حق، رضائے الٰہی، قربِ باری، دیدارِ الٰہی، اور بحرِ وحدت میں غرق ہونے کی تعلیم فرمائی تھی، جیسا کہ کلامِ الٰہی اور احادیث سے بخوبی ظاہر ہے۔ آنحضرت ﷺ کی اُمت مبارک کے اولیاء اللہؒ اسی آسمانی تعلیم پر عمل کر کے، نفسانی ظلمتوں اور شیطانی تاریکیوں سے نجات حاصل کرتے اور عرفانِ الٰہی کی روشنی میں منزلِ حق طے کرتے ہیں۔

طالب صادق جب بحرِ وحدت کا غریق ہونے کے مرتبے پر پہنچ گیا، تو جدائی کا خیال جاتا رہا۔ اُس کے ریاضت و مجاہدے کے چمن میں بہار آئی۔ بیگانگی کا پردہ دور ہو کر، وہمِ غیریت اُٹھ گیا۔ بحرِ حقیقت جو نقش حباب کو اپنے وہم کی وجہ سے جدا معلوم ہوتا تھا، آنکھ کھلنے پر اپنی اصل نظر آیا۔ قطرہ جو خود کو اصل سے جُدا سمجھتا تھا،

Marfat.com

دریا میں مل کر خود بے پایاں ہو گیا۔ دارین کے جس قدر خوف، عذاب، ثواب، رنج اور مسرت کے خیالات جو اس کے دل سے متعلق تھے سب جاتے رہے۔ نجاتِ ابدی تک پہنچ گیا۔ اگرچہ وہ ناموں کے اعتبار سے ایک دوسرے سے علیحدہ کہے جاتے ہیں، لیکن حقیقت میں ایک ہی ذات ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کی شان میں اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مقدس میں فرماتا ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس آیت ۶۲ پ ۱۱)

آگاہ ہو جاؤ کہ خاصانِ الٰہی کو (دارین میں) نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ (کسی طرح) وہ آزردہ خاطر ہوں گے۔

سالک کے لئے دو مقام خاص ہیں۔ (۱) ابتدائی۔ (۲) انتہائی۔

ابتدائی مقام میں اسے نسبت حق قائم کرنے کے لئے دو طرح توبہ کرنی چاہئے۔ اول شریعت کے گناہوں سے یعنی حرام، کذب، دھوکہ دہی، بداخلاقی، اور بے ادبی وغیرہ کل مکروہات کو ترک کرنا چاہئے۔ دوم طریقت کے گناہوں سے یعنی اپنی ہستی اور ماسوا اللہ کے وہم کو دل سے نکال ڈالے۔ یہ مرتبہ مع اللہ ہے، جو مقصود اور وصول کہلاتا ہے۔ ان دونوں مقامات کے درمیان چند اور مقامات بھی ہیں۔ ان میں سے کسی کی طرف ملتفت نہ ہو۔ اور راستہ کو دراز نہ کرے۔ عاقل کو یہ زیبا نہیں کہ مُحدِث کے خیال میں مشغول ہو۔ دُنیا و آخرت کا مجموعہ ذات حق کے مقابلہ میں مُحدِث اور نا قابل اعتبار ہے۔

انتہائی یا قدیم مقام اس کو کہتے ہیں جو غیر فانی ہو، جس کا نہ اول ہو نہ آخر۔ یہ محض ذات باری تعالیٰ ہے۔ ذی عقل کو لازم ہے کہ قدیم کو اختیار کرے۔ وہ شخص عقلمند نہیں جو منعم کو چھوڑ کر نعمت کی طرف ملتفت ہو۔ حق کی یافت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ جو حق پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، وہ اُسکی جنت دیدار سے محروم رہتے ہیں۔

Marfat.com

اہلِ نظر کہ عالمِ تحقیق دیدہ اند عشق تُرا بملکِ دوعالم خریدہ اند
چندیں ہزار دلبرِ زیباست در جہاں ترکِ ہمہ گرفتہ ترا برگزیدہ اند

(اہلِ نظر عالَم کی حقیقت جانتے ہیں ان کے لئے تیرے عشق کے سامنے دونوں عالَم ہیچ ہیں، وہ سب چھوڑ کر تیری محبت میں غرق ہیں۔)

اے عزیز! ہر چیز کی ایک حد اور دائرہ اثر ہے، جس سے آگے وہ تجاوز نہیں کر سکتی۔ تیرا علم معاملات روحانی، واردات قلبی اور حق طلبی کی اعلیٰ منازل کے لئے بالکل غیر مفید اور سدِّ راہ ہے۔ تو اپنا سب کچھ چھوڑ کر اللہ کی پناہ حاصل کرنے کی کوشش کر۔ واصلان حق کے احوال و افعال کو اپنے غیر مزّکی علم اور عقل پر مت جانچ۔ ورنہ حق سے دور ہو کر حجاب میں مبتلا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اُن علماء پر جو پندارِ علم و خودی میں گرفتار ہیں۔ ''اِلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ''۔ کا پردہ ڈال کر فانی حق کو اپنے دامن میں چھپا لیتا ہے اور عقل ظاہر بین اُن کے معاملات کو نہیں سمجھ سکتی۔ رَؤُفُ الرَّحِیْمِ کی نگاہِ لطف و کرم نے اُن کی رگ رگ میں ماسوا کو جلا دینے والی آگ بھڑکا دی ہے۔ طالب وحدانیت کے حق میں یہ آگ خاص طور پر عطیہٗ الٰہی کا ایک پُر کیف باغ ہے۔

اے طالبِ حق! حق اور باطل میں تمیز کر۔ اعمال اور عبادت کے بارے میں کسی سے مت جھگڑ۔ اکثر بزرگانِ دین پر محویت و استغراق کی گہری حالت طاری ہوتی ہے، اگرچہ غیر محدود محویت اور بے ہوشی کے باوجود وہ بظاہر ہوشیار معلوم ہوتے ہیں۔ جس کو صاحبانِ بصیرت ہی محسوس کر سکتے ہیں۔

جو اُن پہ گزرتی ہے کس نے اُسے جانا ہے
اپنی ہی محبت ہے، اپنا ہی فسانہ ہے

واصلان حق ہر وقت بارگاہِ محبت میں حاضر اور رب البیت کے حج میں مصروف رہتے

Marfat.com

ہیں۔اس عالم کیف وسرور میں ان کو بجز ظہور جامعیتِ حق اور انوارِ الٰہی کے کسی شے کا وہم وخیال نہیں رہتا۔اللہ کی رحمت سے اُن پر معصومیت حقیقی جلوہ گر ہوتی ہے۔جب طالب قُربِ الٰہی میں پہنچ جاتا ہے،تو اپنے سے فانی ہوکر،شہودحق میں یہاں تک محو ومستغرق ہوتا ہے کہ خود عین مذکور ہوجاتا ہے۔نہ اب ذاکر رہا،نہ عبد مکلّف اور نہ ذکر و عبادت۔وہ انتہائی اخلاص اور محبت سے شدید ترین ریاضت ومجاہدہ کرکے،بفضلہٖ مقصد عبادت کو پاکر،خود سے غائب ہوگیا۔اب وہ ابتدائی حالت یعنی عبادت ظاہری سے فارغ ہے۔عبادت ابتداء میں ہوتی ہے اور انتہا میں سراسر خاموشی۔

چوں خودی رفت شد خدا موجود
نَحنُ اَقرَبُ اِلَیہ خود فرمود

(خودی کو ختم کر کیونکہ اللہ موجود ہے وہ خود فرماتا ہے کہ میں تیری رگِ جان سے بھی قریب ہوں۔)

اے عزیز! ظاہر پرستی اور نامرادی کو چھوڑ۔تو کب تک مطلوب حقیقی سے غافل ہوکر،دعاؤں اور التجاؤں میں محجوب رہ کر اپنی روح کو غلاموں کی سی رذیل حرکات میں آلودہ رکھے گا۔خرقۂ استدلال کو پھاڑ کر پھینک دے۔ ذلّت کی انتہا،رسوائی کی تحت الثّریٰ،ظاہری قیود اور رسمیات کے جال سے نکل۔ان مادی عقل وحواس پر چُھری پھیر بیخودی کے ہاتھوں پردۂ حجاب اُلٹ۔کیونکہ تیرے سر پر بمقتضائے ''نَحنُ اَقرَبُ'' کے عظمت وجبروت کا تاج روشن،اور تیرے گلے میں ''حَبلُ الوَرِید'' کا ہار دمک رہا ہے۔اے غافل خود کو حسنِ لازوال تصور کر۔شعلۂ طور آپ ہی کو سمجھ۔جملہ کائنات کا مقصد اپنے آپ کو جان۔خود ہی عامل اور خود ہی معمول،خود ہی موجود،خود ہی

Marfat.com

غائب، خود ہی ظاہر خود ہی باطن۔ خود ہی پردہ نشین، خود ہی بے حجاب۔ خود ہی یہ اور خود ہی وہ۔ سرِ تسلیم اپنے آگے خم کر۔ اپنا دل و جان اپنے لئے قربان کر۔ اپنے لئے جی اور اپنے لئے مر۔ اپنا ذکر اور اپنی یاد آپ کر۔ اپنے فکر کے سمندر میں تیر۔ اس منتہا پر پہنچنے کے بعد خیال کر کہ اب تو کس معزز خطاب سے پکارے جانے کا مستحق ہو گیا ہے۔؟

حضرت نجم الدین محمود شبستریؒ فرماتے ہیں۔

درآ وادی ایمن کہ ناگاہ
درختے گویدت انی انا اللہ

(وادی ایمن میں داخل ہوا تو اچانک درخت ''میں ہی اللہ ہوں'' بولنے گا۔)

حقیقت کے طالب کو لازم ہے کہ کل وسائل اور اسبابِ ماسوا اللہ کو ترک کردے کیونکہ بسبب تجلی حق کے وہ سب کالعدم ہو جاتے ہیں اور اس کو کسی چیز کا خیال نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ ذکر و فکر، نماز و روزے سے بھی بے خبری ہو جاتی ہے۔ طالبانِ صادق کے لئے غور طلب نقطہ ہے:

مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَا یَقُوْلُ اللّٰہُ | جس نے اللہ کو پہچانا وہ اللہ کا نام نہیں لیتا۔

زباں پر نام کیا اس کا دل ناکام آئے گا
میری دیوانگی پر ہوش کا الزام آئے گا (یوسفؔ)

عالم جبروت میں جہاں جلوۂ حق اور نورِ وحدت کا مشاہدہ ہوتا ہے بجز عشق بازی کے اور کوئی عبادت نہیں۔ یہ ماسوا اللہ سے بے خبری کا مقام ہے۔

ع کانراکہ خبر شد خبرش باز نیامد
(جیسے ہی اس تک پہنچا اپنے سے بے خبر ہوا۔)

Marfat.com

جن لوگوں نے سلوک میں حقیقتاً قدم نہیں رکھا اور مجاہدہ نہیں کیا وہ بے تامل نادانی اور جذبۂ خودی کے تحت اہل اللہ اور عارفان باللہ پر تو اعتراض کرتے اور انہیں ہدف ملامت بناتے ہیں، لیکن اپنے قلب واعمال پر نظر نہیں ڈالتے۔ اگر وہ منصفانہ غور کریں تو ان کو بآسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ ان کا باطن ان کے ظاہر کی طرح غلاظتوں، گندگیوں اور آلودگیوں سے پاک وصاف نہیں ہے۔ دوسرے کی نیکی یا بدی کا ان سے سوال نہ کیا جائے گا۔ ان کو جو کچھ بھی ملے گا، وہ انہی کے اعمال کا نتیجہ ہوگا۔ عمل کا مدار نیت پر ہے نہ کہ ظاہری حرکات پر۔ اور نیت کا انانیت وپندار، جذبۂ نفسیانیت، وسوسۂ شیطانیت اور آثار غیر اللہ سے پاک وصاف ہونا ''کارے است از بس مشکل'' جہاں حظِ نفس موجود ہو، وہاں اخلاصِ نیت کا نشان بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ جس ارادہ اور خواہش کے تحت عمل ہوتا ہے اُسے نیت کہتے ہیں اور جذبۂ عمل کا دل میں پیدا ہونا یا نہ ہونا اختیاری نہیں ہوتا۔ حضرت طاؤسؒ سے جب لوگ حدیث کی روایت چاہتے، تو کبھی ایسا ہوتا کہ روایت نہ کرتے اور کبھی خود بخود کرنے لگتے اور فرماتے کہ میں نیت کا منتظر رہتا ہوں۔ ابن سالمؒ کہتے ہیں کہ ابو نصر سراجؒ نے فرمایا کہ نیت اللہ کے ساتھ، اللہ سے اللہ کے لئے ہے۔

اے عزیز! نفس کے مکروں کا سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اسی وجہ سے علمائے ربانی نے کسی کافر کو بھی حقارت سے دیکھنے کو منع فرمایا ہے۔

ہیچ کافر را بخواری منگرید که مسلمان مردنش باشد امید
گفت حق گر کافر و اہل صنم چوں مرا خواند اجابت ہا کنم

(کسی بھی کافر کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھ کیونکہ اسکے مسلمان ہو کر مرنے کی امید باقی ہے۔ حق فرماتا ہے کہ کافر یا بت پرست جب مجھے پکارتے ہیں تو میں قبول کرتا ہوں۔)

Marfat.com

قولہ تعالیٰ: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ (المائدۃ آیت ۶۹ پ ۶)

بے شک وہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور اسی طرح یہودی اور ستارہ پرست اور نصرانی ان میں جو کوئی سچے دل سے اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور اچھے کام کرے تو ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم۔

نفس کی باگ دنیاوی رجحانات سے موڑ کر آخرت کی جانب متوجہ ہو جانا اور آخرت سے گزر کر حق تعالیٰ کو اپنا مطمحِ نظر بنا لینا، اللہ کے مخصوص بندوں کا کام ہے غلبۂ دنیا کی وجہ سے دل کا رخ، دنیا کی طرف اور غلبۂ آخرت کی وجہ سے آخرت کی جانب ہوتا ہے اور للّٰہیت یا اخلاص اس وقت پیدا ہوتا ہے جب دل، دنیا اور آخرت دونوں سے خالی ہو کر پورا پورا اللہ تعالیٰ کا طالب بن جائے اس لیئے جب تک کسی بظاہر اچھے سے اچھے عمل کی بھی نیت اخلاص سے نہ ہوگی، وہ عمل مفید نتائج کا باعث نہ ہوگا۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا ہے کہ اخلاص وہ ہے کہ دونوں جہان کی اُس کے عوض اُمید نہ رکھے۔

اے عزیز! غور کر کہ کسی شکستہ دل یا سرشار محبت الٰہی کو ہدف ملامت بنانا کس حد تک نیک نیتی پر مبنی ہو سکتا ہے اور تیرے لئے اُس میں کس قدر مضرتیں یا فوائد پوشیدہ ہیں ۔۔۔؟ اپنی نیت کو جانچ۔ اپنے دل کی گہرائیوں میں اس جذبے کے محرک کو ٹٹول۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ تیری تحقیق اُجڑے ہوئے دلوں کے خلاف چند فیصد بھی غلط ہو۔۔۔؟ کیا اُنکے ساتھ تیرے لئے حسن ظن کا کوئی امکان نہیں۔۔؟ کیا چشم پوشی اور درگزر میں تیرا کوئی بڑا نقصان ہے۔۔؟ اپنے اوپر رحم کھا اور خود کو عالمِ ہمہ دان نہ سمجھ۔ تیرا علم بہت مختصر ہے اور خصوصاً معاملات باطن کا احاطہ کرنے کیلئے تو سخت ناکافی ہے۔ جس علم سے خودی و پندار اور کبر کو تقویت ملے، اُس سے ایمان و دین کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ''ھٰھُنَا بِحَسْبِ اَمْرِیءٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ یَّتُحَقِّرَ أَخَاہُ الْمُسْلِمْ'' (سنن ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''انسان کے شرپسند ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔''

یہ اقرارِ خودی ہے دعویٰ ایمان و دیں کیسا
ترا اقرار جب ہے خود سے بھی انکار ہوجائے (اصغر)

اے طالب حق! تو عارفان باللہ سے ظاہری اعمال وعبادت چھوٹ جانے کی وجہ سے، ان پر معترض مت ہو۔ ان کا انبیاء المرسلینؑ سے مقابلہ نہ کر۔ انبیاءؑ جس پیغام کولیکر آتے ہیں اس کی عملاً تبلیغ کرنے پر مامور ہوتے ہیں۔ اس فریضہ کی ادائیگی میں ان سے معمولی سہو کا بھی امکان نہیں ہوتا۔ آنحضرت ﷺ کی نماز کا قضا ہونا بھی امت کے لئے درسِ ہدایت ہے۔ حضور ﷺ کی اُمت کے اولیائے کرامؒ کسی حالت میں آنحضرت ﷺ کی مانند نہیں ہو سکتے۔ اُن کے لئے اپنے ظاہر و باطن کو اعتدال کے ساتھ قائم رکھنا بسا اوقات نہایت مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ یہ طاقت اور اعتدال اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ ہی کو عنایت کیا تھا کہ آنجناب ﷺ اپنے ظاہر اور باطن کو یکساں رکھ سکتے تھے۔

جب آفتاب عالمتاب اپنی روشنی سے کرۂ ارض کو منور کرتا ہے، تو اس کا نصف حصہ زمین کی جانب اور نصف حصہ اہلِ زمین سے غائب نظر آتا ہے۔ اسی طرح بلاتشبیہ ربِ کریم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کو کامل تخلیق سے مزیّن فرما کر ہر صفت میں ممتاز کیا۔ ذاتِ اقدس ﷺ جامع کمالاتِ نبوت و ولایت ہے اور ظاہر و باطن کو ایک ساتھ گھیرے ہوئے تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آں جناب ﷺ کو

Marfat.com

ظاہری و باطنی کام حد درجہ قابل تعریف طریقہ پر انجام دینے کی لاثانی صلاحیت عطا فرمائی تھی۔

اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخِ کبریٰ میں تھا حرف مشدد کا

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر تمام مخلوق سے ازکیٰ اور منزّہ تھا۔ اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہوئی جیسا کہ قولہ تعالیٰ: سُبْحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ (بنی اسرائیل) ''پاک ہے اُسے جو اپنے بندے کو لے گیا'' سے ظاہر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام آسمانوں، عرش اور کرسی پر معہ جسم اطہر تشریف لے گئے اور آن واحد میں کُل کائنات پر عروج فرما کر اپنے مقام پر مراجعت فرمائی۔ لیکن معراج روحانی کی کیفیت اس سے بھی زیادہ اعلیٰ ہے۔ عارفین کا یقین ہے کہ کل ارض و سما، عرش و کرسی، بہشت و دوزخ، ملائکہ و انبیاءؑ اور کل کائنات، یہاں تک کہ ذات واجب الصفات بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سواجہ میں موجود تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ خاص فضل تھا، جو سوائے ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سی ظاہری و باطنی جامعیت کسی میں دیکھنا چاہتا ہے تو وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

ہر مرتبہ کہ بود بعالم بروست ختم
ہر نعمتے کہ داشت خدا شد برو تمام

(عالم کا ہر مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی ہر نعمت تمام کر دی۔)

اے عزیز! ابراہیم علیہ السلام کا شیر خوار بچے کو بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ جانا

Marfat.com

اور پھر معصوم بیٹے پر چھری چلانا، اسلامیات کے علاوہ نہیں۔ موسیٰؑ کی موجودگی میں خضر علیہ السلام کا لڑکے کو قتل کر دینا اور کشتی توڑنے کا واقعہ کلام الٰہی سے ثابت ہے۔ کیا ابراہیمؑ اور خضرؑ کے یہ کام غیر شرعی، ناجائز اور قابل مواخذہ تھے۔؟ کیا کوئی صالح مسلمان کہہ سکتا ہے کہ ان افعال سے یہ برگزیدہ ہستیاں رضائے حق کے علاوہ کچھ اور چاہتی تھیں ـــ؟ اے عزیز! یقین کر کہ ان کا مقصد قرب حق اور رضائے الٰہی کے علاوہ کچھ اور نہیں تھا۔ یہ تیری باطنی معاملات اور اولیاء اللہ کے احوال سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے کہ تو اپنی عقل وعلم کے خلاف ان کے کسی کام کو اچھا نہ سمجھے۔ اسی طرح اگر تو چاہے تو خوش گمان ہو کر عارفان حق سے اعمال ظاہری نظر نہ آنے اور ان کے دوسرے احوال کو بھی سمجھ لے۔ تجھ کو چاہیئے کہ انکشاف حقیقت کے لئے تعلیمِ الٰہی کے مطابق اور موسیٰ کلیم اللہؑ کی اتباع کر کے کسی رہبر کامل کی طرف رجوع ہو تا کہ تجھے اپنے علم کی کم مائیگی کا صحیح احساس ہو جائے۔

تو خود را خرد مند فہمیدۂ
مقامات مرداں کجا دیدۂ (رومیؒ)

(تو نے خود ہی اپنے کو عقل مند سمجھ لیا، ابھی تو تُو نے اعلیٰ مقام دیکھے ہی نہیں۔)

فقرائے کاملین صاحبِ منصب با احوال باطن ہیں۔ ان کے ظاہر سے کوئی کام نہیں لیا جاتا۔ اُنھوں نے دنیا سے وضو، عقبیٰ سے غسل کر کے اور تکبیر تحریمہ کہہ کر اپنے اوپر ماسوا اللہ کو حرام کر لیا ہے اور نماز عشق سے دیدار الٰہی میں مشغول ہو کر توحید کے بحر ناپیدا کنار میں خود سے غائب ہو گئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جامع کمالاتِ ولایت و نبوت تھے اور بمصداق ''اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ'' (عیاض فی الشفا)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت مبارک نبوت پاک سے افضل تھی۔ ولایت کا تعلق باطن سے اور نبوت کا ظاہر سے ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے "اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ" (عیاض فی الشفا) جو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبۂ ولایت کی برتری کا مظہر ہے اور جس پر حدیثِ ذیل بھی شاہد ہے۔

لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسْعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ
(تفسیر روح البیان، مواہب الٰہی، الاسرار المرفوعہ)

یعنی میرا ایک خاص وقت اللہ کے ساتھ ایسا ہے کہ اس وقت مقرب فرشتے اور نبی مرسل کی بھی اس میں گنجائش نہیں ہوتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے طالبانِ صادق آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پاک، ذکر و فکر، مراقبہ، مشاہدہ اور تزکیۂ نفس پر عمل کر کے، آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پاک میں، میدان باطن کی طرف نہایت ہمّت اور جرأت سے بڑھتے اور اپنا سب کچھ قربان کر کے حریم قدس میں باریاب ہو کر مرتبۂ ولایت پر بفضلہٖ فائز ہوتے ہیں۔ بحرِ حسنِ ذات کی موجیں اُن کو جس طرف چاہتی ہیں لیجاتی ہیں۔ وہ خود سے مردہ اور اپنے ارادہ واختیار سے فانی ہو جاتے ہیں۔ ان سے چون و چرا یا اپنی پسند کو اختیار کرنے یا نہ کرنے کا مادہ سلب ہو جاتا ہے۔

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست ــــ می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

(دوست نے گلے میں پٹہ ڈال دیا اب جہاں دل چاہے لے جائے۔)

ان کو کیا ضرورت ہے کہ اللہ سے غافل ہو کر مخلوق کی نظروں میں وقار حاصل کرنے کے لئے، اُس کی پسند کے مطابق اپنی زندگی بنائیں اور **فنافی الحق** کی بجائے **فنافی المخلوق** ہوں۔

اے عزیز! کلام الٰہی کی تعلیم حد درجہ وسیع ہے۔ جہاں اس میں اعمال ظاہری کی طرف رہنمائی موجود ہے، وہاں حالاتِ باطن کے متعلق بھی نہایت واضح ہدایات ملتی ہیں اور بہت سے ایسے امور بھی ملتے ہیں، جن کو ظاہری شریعت کے اعتبار سے مذموم بنالیا گیا ہے، لیکن حقیقتاً وہ قابل گرفت نہیں ہوتے۔

Marfat.com

عارفانِ حق بمقتضائے حدیث: ''مُوتُوا قَبلَ اَن تَموتُوا'' مرنے سے پہلے اللہ کی محبت میں اپنی جان گنوا چکے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے فیض ولایت سے مستفیض ہیں۔ اے عزیز! ہر ولی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آفتابِ ولایت سے نور پاتا اور کامیاب ہوتا ہے۔ تجھے کیا علم ہے کہ حضور ﷺ کے اجلاس عالی سے اہل اللہ اور عارفان باللہ کیلئے احکام باطنی نافذ ہوتے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ باطنی ریاست اور حکومت ظاہر پرستوں کا کام نہیں ہوسکتا۔ یہ حکومت محض قلندران شطار ہی کا حصّہ ہے۔

کامل اس فرقہ زہاد میں اُٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے (مفتی صدرالدین)

اولیائے کرامؒ کا طریق یک رنگی، سب راستوں سے سیدھا اور بہتر ہے۔ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے پر جوش عقیدت کے ساتھ چلنے اور دوسروں کی رہنمائی کرنے والے ہیں۔ اُن کے اخلاق نہایت پاکیزہ اور اُن کی عادات و خصائل قابل تعریف ہوتے ہیں۔ اگر عقلاء کی عقلیں، حکماء کی حکمتیں اور معلمین کے دینی علوم جمع کیے جائیں تو بھی وہ کسی اہلِ دل کی برابری نہیں کر سکتے۔ زمین پر سوائے نور نبوی ﷺ کے اور کوئی نور زیادہ درخشاں نہیں ہے۔ ان کے حرکات و سکنات ظاہری و معنوی مشکوٰۃ نبویہ سے وابستہ، اور ان کے دل انوار الٰہی اور برکات مصطفوی ﷺ سے مالا مال ہیں۔ یہ اُمت محمدی ﷺ کے مایۂ ناز افراد ہیں۔

اے طالب حق! اگر تو عاقبت بخیر اور نجات کامل کا آرزومند ہے تو اپنے ظاہری و باطنی حواس سے بیزار ہوکر جسم و جسمانیت اور روح و روحانیت سے گذر کر اس حالت کی طرف رجوع ہو جا جو نفخۂ روح سے پہلی تھی۔ تو مرنے سے پہلے مرکر

Marfat.com

کامل بے حسی حاصل کرلے۔اسی کو عالم سکر و حالت استغراق کہتے ہیں۔تجھ میں تیری حس کا مادہ تیرے لئے باعث عذاب ہے اور یہی تیری زندگی ہے۔اس زندگی کو رخصت کر کے مسرت کامل سے ہم آغوش ہو جا۔

احساس زندگی بھی قیامت سے کم نہیں
احساس زندگی کو جگایا نہ کیجئے

قولہ تعالیٰ: هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ○ (الدھر آیت ا پ ۲۹)	بیشک انسان پر زمانہ میں ایک وقت وہ بھی آچکا ہے جبکہ اس کا مذکور تک نہ تھا۔

انسانی زندگی کی ابتداء ان تمام کلفتوں، شور و شغب و لطائفِ زندگی، جو بعدِ تولید عوام کی نظروں میں ہوتے ہیں، سے مبرّا اور حد درجے بے حسی کا انتہائی سکون لئے ہوئے ایک گوشۂ عافیت میں ہوتی ہے، مگر جیسے روز بروز یہ زندگی اپنی حسی ترقی کے مدارج طے کرتی جاتی ہے ویسے ہی والدہ کو اس کی موجودگی کا احساسِ تکلیف ہونے لگتا ہے جو بعد میں ایسی تکلیف میں بدل جاتا ہے جس کی بابت عام طور پر مشہور ہے کہ پیدائش اور سکراتِ موت میں کوئی فرق نہیں۔اسی سے قیاس اور اندازہ کرلینا چاہئے کہ جس زندگی سے ماں سکرات کی سی تکلیف اٹھاتی ہے، وہ زندگی بذاتِ خود کیسی ہوگی۔؟

پیدائش کے بعد سب سے پہلے رونے کا آغاز ہوتا ہے۔یہ بھی ایک حس ہے۔یہ بھی ایک تکلیف کا احساس ہے۔اب اس کے بعد والدین کی طرف سے تعلیم کا آغاز ہوتا ہے اور حس کو فروغ ہوتا ہے، اور رفتہ رفتہ دودھ پینے کے بعد اس کو دودھ کی لذت اور رفع بھوک کا احساس ہونے لگتا ہے۔اگر دودھ کے ملنے میں ضرورت کے خلاف ذرا بھی دیر ہوجاتی ہے تو بچہ اپنی ضرورت کا اظہار اشاروں کنایوں سے کرنے لگتا ہے۔اگر بے پروائی کی جاتی ہے تو رو رو کر اور شور و غل مچا کر اپنی ضرورت کی طرف

Marfat.com

متوجہ کرتا ہے۔ یہ ہیں اس زندگی کے ابتدائی احساسات، جو سراسر تکالیف ہیں۔ جس کی ابتدا تکلیف سے ہے اور جس کا وسط و انجام بھی تکلیف ہی ہے۔ والدین کی تعلیم کا زمانہ عموماً پانچ چھ سال تک رہتا ہے اور اس مدت میں جو کچھ تعلیم بچے کو والدین دیا کرتے ہیں اس کے بیان کی حاجت نہیں۔ اس کا اسی قدر اظہار کافی ہے کہ بچے کو ماں باپ، بھائی بہن، نیک و بد اور آرام و تکلیفِ ظاہری کی تمیز کراتے ہیں۔ اس کے بعد وہ حسب حالات اُستاد یعنی معلم کے حوالہ کر دیا جاتا ہے۔

معلّم رواجی درسِ کتب یا مذہبی تعلیم یا ادب و اخلاق جو ملکی رواج کے مطابق ہوتے ہیں سکھاتا ہے اور اب اُس کو اس لذتِ بے حسی سے جو اس کو شکمِ مادر سے پہلے یا اس کے اندر حاصل تھی، بالکل لاعلمی اور محرومی ہوتی جاتی ہے۔ وہ والدین اور اُستادوں کی تعلیم کا خوگر ہوتا جاتا ہے۔ جس قدر عمر کو ترقی اور جسم کو درازی اور توانائی ہوتی جاتی ہے، اسی قدر حسیات اور لذائذ کا پتلہ بھی فروغ اور قوت پکڑتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان محض وہم و حسیات کا پتلہ اور مجسمہ بن کر رہ جاتا ہے۔ اگرچہ وہی طاقت جو اس کے ساتھ ہوتی ہے، اس کو ہر دم آرام کی جستجو میں رکھتی ہے اور اکثر بچپن کی بے فکری کو یاد کیا کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ اُس کو اس امر سے آگاہ کرتی رہتی ہے کہ تُو تو آرام میں تھا یہ تکلیف کیسی ـــ؟ اپنے آرام و راحت کو حاصل کر۔ لیکن یہ غریب، اوہام کا پتلہ، اوہام میں ہی آرام تلاش کرتا ہے۔ اور بصورتِ عنکبوت اپنے بنائے ہوئے جالے میں لپٹ کر پھنس جاتا ہے۔ اس کے بنائے کچھ نہیں بنتی۔ وہ اپنی منزلِ مقصود کو پہچان کر اُس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا پھر اگر کسی شخص کو اس امر کا خیال اور جستجو پیدا ہو گئی کہ میں زندگی سے پہلے کیا تھا اور زندگی کی ابتدا سے اب تک میری کیا حالت رہی ـــ؟ اور اس کی تلاش و جستجو اس کو کسی مرشد کامل تک پہنچا دیتی ہے، تو اُسکو اِس امر کا یقین ہو جاتا ہے کہ میں تو اپنی زندگی سے قبل عین راحت اور عین سرور تھا۔ یہ میری

Marfat.com

زندگی، جس کی ابتدا حس کی صورت میں ہوئی ہے، میرے لئے لعنت اور مصیبتوں کا پہاڑ بن گئی ہے۔ پھر وہ حسیات سے پرہیز اور گریز کرنا شروع کرتا ہے، اور اس عقل و تعلیم کو خیر باد کہہ کر اس ابتدائی بے علمی کو غنیمت جانتا اور راحت و سکون محسوس کرنے لگتا ہے۔

دیوانہ باش کہ غم تو دیگراں خورند
کانرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش

(دیوانہ ہوجا کہ تیرا غم دوسرے اٹھائیں، عقل کے ساتھ تجھے روزگار کے زیادہ غم ملیں گے۔)

اسی طرح استادوں کی تعلیم، مذہبی معلومات، جملہ عقائد، حتّٰی کہ والدین کی تعلیم اور تمام نقوش ماسوا اللہ کو صفحۂ دل سے دھو کر صاف وصلّی بن جاتا اور اس لذّت کو محسوس کرنے لگتا ہے جو اس کو شکمِ مادر سے برآمد ہونے کے وقت اور والدین و استادوں کی تعلیمات سے قبل حاصل تھی۔ شدہ شدہ وہ وقت بھی آجاتا ہے، جب وہ اس احساس لذّت کو بھی فراموش کر کے باقی ماندہ اُس حس سے بھی گریز کرتا ہے، جو نطفہ بننے کے وقت پیدا ہوئی تھی۔

اب اس کو راحتِ دوام اور وہ سرور سرمدی میسّر ہوتا ہے، جو جملہ اقسام کی حسیات اور لذائذ سے پاک ہے اور جس میں نہ اپنا اور نہ غیر کا علم ہے اور نہ کوئی دوسرا امتیاز شامل ہے وہ مقام ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' پر فائز ہوگیا ہے۔ یہی عرفان کا مقصد ہے، جس کی تعلیم حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے اور یہی وہ موت ہے جو کسی خوش نصیب ہی کو میسّر ہوتی ہے۔ ورنہ عوام جو اوہام کے پتلے ہیں۔ موت کے نام سے ڈرتے ہیں۔ موت سے بچنے کے لئے ہزاروں تدابیر اور انتظام کرتے ہیں۔ جو انسان موت اختیاری کی لذّت سے آشنا ہو جاتا ہے، وہ ہی اس کا پُر مسرت لطف جانتا ہے۔

موت اختیاری بڑی پُر لطف چیز اور احساسِ زندگی، کلفت کا لوازمہ ہے۔ ظاہری

Marfat.com

علوم سے یہ مقصد اعلیٰ حاصل نہیں ہوتا وہ سچی اور فطرتی تعلیم جو مرشد کامل سے حاصل ہوتی ہے، راحتِ دوام سے فیضیاب کر دیتی ہے۔اس سے انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔جو انسان کا اصلی مبداء اور مرکز تھا۔عالمِ صفات جو تضاد اسماء وصفات کا ظہور ہے، سراسر تکلیفوں سے بھرا ہوا ہے یہاں سکون کا نام ونشان بھی نہیں۔راحت حقیقی عالم ذات میں ہے جو عین سرور ہے۔اے عزیز! ان رموز اور معانی کے فہم کے لئے فکر اور جستجو شرط ہے۔ورنہ بے عقل کے لئے یہ سب طوطا کہانی ہے۔فنائے باطنی صرف ظاہری اور ابتدائی عبادات واعمال سے حاصل نہیں ہوسکتی۔

قَالَ سَھلَ تَستَریؒ یَا مِسکِینَ کَانَ وَلَـمْ تَـکُنْ وَیَکُوْنَ وَلَاتَکُوْ نَ فَلَمْ کُنْتُ الْیُوْم صَر تَ تَقُوْلَ اَنَاوَکُنْ الْاٰنُ کَـمَـا لَمْ تَکُنْ فَاِنَّهُ الْیُوْمَ کَمَا کَانَ۔

حضرت سہل تستریؒ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تھا اور تو نہ تھا اور وہ ہوگا اور تو نہ ہوگا آج جو تو ہو گیا تو کہنے لگا......''میں''......تو اب بھی ایسا ہی ہو جا جیسا کہ پہلے نہیں تھا۔کیونکہ وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ روحانیوں کی جماعت میں داخل ہونے کی تمنّا مت کر یہاں تک کہ تو اپنے تمام وجود کا دشمن نہ ہو جائے اور اپنے تمام جوارح اور اعضاء سے علیٰحدہ نہ ہو جائے اور اپنی ہستی، حرکات، سکنات، سُننے، دیکھنے، کلام کرنے، نہ کرنے، چلنے، پکڑنے، اپنی عقل، اپنے عمل اور تمام اُن چیزوں سے جو تجھ میں ظہورِ روح سے پیشتر موجود تھیں اور جو کچھ تجھ میں روح پھونکے جانے کے بعد نمودار ہوا___ سب سے تنہا نہ ہو جائے۔

اُذْکُــرُ وْ اللہ کارہر اوباش نیست ارْجِـعِـیْ بر پائے ہر قلاش نیست
بے حس و بے گوش بے فکرت شوید (رومیؒ) تا خطاب ارْجَعِیْ را بشنوید

(اللہ کا ذکر کرنا ہر کس وناکس کا کام نہیں ہے۔اس کی طرف رجوع کرنا بھی ہر کسی کا کام نہیں ہے۔

Marfat.com

بے حس ہو جا، بے فکر ہو جا اور کسی کی نہ سن تا کہ تیری طرف ارجعی کا خطاب آئے۔)

خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں۔

شہود حق طلبی از وجود خود بگذر — کہ جز وجود تو اورا حجاب دیگر نیست

چو محو تست معینؔ نام اوچہ می پرسی — کہ جز خموشیش اکنوں جواب دیگر نیست

(حق طلبی کی گواہی یہ ہے کہ تو اپنے وجود سے گذر جا، کیونکہ تیرا وجود ہی حجاب ہے، اے معینؔ کون محو ہو کر اس کا نام لے رہا ہے؟ اس کا جواب سوائے خاموشی کے اور کچھ نہیں۔)

اے عزیز! کسی مرشد واصل کے ہاتھوں مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یعنی موت اختیاری کا جام پی کر فنا ہو جا۔ حباب کی طرح بحرِ توحید میں مل کر اپنا نام و نشان مٹا دے۔ ادب سیکھ۔ عظمت و جلال والے اللہ کے موجود ہوتے ہوئے، تیرا دوسروں کو دیکھنا یا اُن کی سننا یا اُن کی طرف متوجہ ہونا سخت بے ادبی ہے، جس کا پھل رحمت و فضل سے محرومی ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم گشت از فضل رب

(اللہ سے با ادب رہنے کی توفیق مانگ بے ادب، رب کے فضل سے محروم رہتا ہے۔)

تو کسی وقت اللہ سے غافل نہ رہ۔ ہر وقت، ہر جگہ اور ہر حال میں اُس کی تجلیاتِ جمال اور جلال کے مشاہدہ سے مضمحل ہو کر مرنے سے پہلے مر جا اور زندگی جاوید حاصل کر لے۔

شکر و صد شکر نہ مردیم و رسیدیم بدوست

آفریں باد بریں ہمّت مردانہ ما

(شکر صد شکر کہ ہم نے مر کر دوست تک رسائی حاصل کی، اس مردانہ ہمت کو آفرین ہو۔)

اے طالب حق۔! یہ موت عارفوں کو اللہ تک پہنچانے کے لئے پُل ہے۔ جو

Marfat.com

پاکباز ریاضت و مجاہدہ کے ہاتھوں تلخ جام پیتا ہے اور منازل راہ کی سختیوں کو صبر و استقلال سے برداشت کرتا ہوا، اس پل صراط کو ہمّت اور عشق الٰہی کی روشنی میں عبور کر جاتا ہے، وہ مقربِ بارگاہِ الٰہی ہوکر، اُسکے دیدار پاک سے بانصیب ہوتا ہے۔ یہ خودی کی وہ موت ہے، جس کی آرزو اللہ کے سچّے طالب کیا کرتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ (البقرۃ) | اگر تم سچّے ہو تو موت کی تمنا کرو۔

اے طالب پاکباز! جب تک تو مرنے سے پہلے نہ مرے گا، قرب الٰہی اور اُس کے دیدار سے محروم رہے گا۔ جب تجھ میں تیرا کچھ بھی باقی نہ رہیگا، اس وقت تو بے ہمہ اور باہمہ ہوکر، تاجِ ولایت کا مستحق ہوگا۔ یہ موت صرف ظاہری پنجگانہ ارکان، اپنی سمجھ کے مطابق ادا کرنے سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس کے لئے کثیر ریاضت و مجاہدہ کی ضروت ہے، تاکہ حقیقت اور معرفت کے منازل طے کر کے کمال حقیقی حاصل کیا جاسکے۔ اگر ظاہری اعمال میں شدتِ انہماک کی وجہ سے تیرا باطن رہا جاتا ہو، تو تجھ کو لازم ہے کہ ظاہر کی زیادہ پروا کئے بغیر، پوری یک جہتی سے باطن کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوجا۔ کیونکہ ظاہر سے باطن بدرجہا افضل ہے اور اعمال ظاہر کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ اصلاح باطن ہوکر نفس انسانی اپنے اصلی اور اعلیٰ کمالات حاصل کرلے۔ قلب کو میلانات ماسوااللہ سے پاک کر کے انسان دیدار رحمٰن کی دولت عظمیٰ سے مستفیض ہونے کے قابل ہوجائے۔ روح وجود عارضی کی قید سے رہائی پاکر، اپنے آشیانۂ قدس کی طرف پرواز کر کے حقیقی راحت و آرام پائے۔

اے عزیز! یہی وجہ ہے کہ مرشدانِ کامل حسب حالات، طالبانِ حق کو ظاہر کی بہ نسبت باطن کی طرف متوجہ کرتے اور باطنی اسلامی عبادت میں مشغول کر کے راستے کو مختصر کردیتے ہیں۔ یہی وہ طریقہ ہے جس کی طرف شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے دیباچۂ قرآن مجید میں اس شعر سے اشارہ کیا ہے۔

Marfat.com

ضما رہ قلندر سزدت بمن نمائی
کہ دراز و دور دیدم رہ و رسمِ پارسائی
(قلندر کی راہ سے ہی تو ظاہر ہوا، ورنہ نیکی اور پارسائی کے راستے طویل دکھائی دیتے تھے۔)

اے عزیز! مرشدانِ کامل کے تلقین کردہ اعمال وعبادات کو غیر اسلامی کہہ دینا، اکثر ناواقفیت اور اسلام کی ہمہ گیر ظاہری وباطنی تعلیم سے آگاہ نہ ہونے کی بنا پر ہوا کرتا ہے۔ یہ ایسا ہے، جیسا کہ کوئی اہل مغرب کے بعض منصفانہ طریقہ کار یا پابندی وقت کو دیکھ کر مغربی تعلیم سے موسوم کر کے اسکو غیر اسلامی کہے۔ اے عزیز یاد رکھ کہ اسلامی تعلیم حد درجہ مکمل اور جامع ہے۔ کوئی اچھے سے اچھا ظاہری اور باطنی طریقۂ عمل ایسا نہیں، جس کی اسلام نے تعلیم نہ دی ہو۔ تجھ کو لازم ہے کہ اللہ کی طلب میں، حقیقت آگاہ، رہنمایانِ صادق، اولیائے کرامؒ کی صدق دلی سے قدم بقدم پیروی کرے۔ ظاہر پرستی، دُنیا کے لبھاؤ اور آخرت کی نفسانی چاہتوں کو دل سے دھوڈال۔ تیرے مادیت اور نفسانیت میں انہاک کی یہ وجہ ہے کہ نفسانی جذبات نے روح کو اپنے تابع کر لیا ہے اور وہ عالم اجسام عالم محدود یا عالم محسوسات کی رنگینیوں سے دلچسپی پیدا کر کے، اپنے اصلی مقام کو بھول گئی ہے۔ اے عزیز! تیری حقیقی فلاح اور کامل نجات اسی میں ہے کہ اپنی تمام آرزوؤں پر اپنے ہاتھوں پانی پھیر کر، اپنی ہستی کو بھی پیارے رحمٰن پر نثار کر دے۔

گر کنی یک آرزوئے خود تمام
در تو صد ابلیس زاید و سلام
(جب ایک آرزو پوری ہوتی ہے تو شیطان سوخواہشات اور پیدا کر دیتا ہے۔)

Marfat.com

تُو ظاہر میں مشغول رہ کر، کوئی باطنی ترقی نہیں کر سکتا۔ جب تو ظاہری اعمال ہی کو اپنا مطمحِ نظر سمجھ کر ان کے پیچھے برابر دوڑے جا رہا ہے، تو روحانیت کا دروازہ تجھ پر کیسے کُھلے گا۔ جسم کو بار بار عمدہ پاکیزہ پانی سے دھونے کے باوجود، دل کا میل ذرّہ برابر بھی کم نہیں ہوتا۔ اگر تو حقیقی طہارت کا آرزومند ہے تو باطنی اعمال اختیار کر اور اپنے قلب و روح کو خودی کے گندے داغوں سے پاک کر لے۔

بردار خار و خس ز رہ ایں چہ رمز بود
یعنی وجود خود ہمہ بردار از میان (حافظؒ)

(راہ سے کانٹے اور جھاڑیاں ہٹانے میں ہی ایک رمز ہے، کیونکہ تیرا وجود بھی راہ میں حائل ہے۔)

اے طالبِ حق! غور کر کہ معرفتِ حق کس قدر مقدس اور اعمالِ باطنی کس قدر ارفع و اعلیٰ ہو سکتے ہیں، جبکہ حضور نور العارفین صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جیسی عبادت کو بھی دنیا کی چیز فرمایا ہے۔ حدیث میں وارد ہے۔

اَحْبُبْتُ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاءِ کُمْ ثَلٰثَۃُ النِّسَاءُ وَالطِّیْبُ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)	مجھے دنیا کی تین چیزیں محبوب ہیں، عورت، خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

اس عالمِ ظاہری اور جسم سے جو چیز بھی متعلق ہوگی، اس کا خیال تجھ کو اسفل کی طرف گرائے رکھے گا اور تو اُس کی طرف متوجہ ہو کر حق سے غافل ہو جائے گا۔ تیرا راستہ بہت پُرخطر اور جان فرسا کانٹوں سے بھرا ہوا ہے۔ قدم قدم پر سربفلک پہاڑ اور تحت الثّریٰ تک لیجا ڈالنے والے گہرے غار راستے کو مسدود کئے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انتہائی نازک پگڈنڈیوں پر، مرشدِ کامل کی بابرکت رہنمائی میں، نہایت احتیاط کے ساتھ، ایک ایک قدم پھونک کر رکھنا پڑتا ہے۔ تب جا کر کوئی قسمت والا حریم حق تعالیٰ میں اس کے فضل و کرم ہی سے باریاب ہوتا ہے۔

Marfat.com

سالہا بروند مردان انتظار
تا یکے را با رشد از صد ہزار

(سالہا سال کے انتظار کے بعد لاکھوں میں سے کسی پر انتظار کی گھڑی ختم ہوتی ہے۔)

اے عزیز! ان حالات میں سوختگان عشق الٰہی، معاملات ظاہر، راحت جسم اور لذّات جسمانی کی طرف کیسے متوجہ رہ سکتے ہیں۔ وہ غیر اللہ سے بیزار اور دونوں جہاں سے متنفر ہوتے ہیں۔ یادِ محبوب ان کے دل میں کون ومکاں کا کوئی خیال آنے ہی نہیں دیتی۔ وہ خود سے مردہ، اپنے آپ سے بیگانہ، رب سے زندہ اور حق سے یگانہ ہوتے ہیں۔ وہ سوائے اپنے محبوب کے کسی سے سروکار نہیں رکھتے۔ ان کے سروں میں سودائے جمال، وہ دوست سے دوست کے طلب گار، اپنی ہستی موہومہ سے غافل، ہستی مطلق سے باخبر، دریائے مشاہدۂ حق میں مستغرق اور بظاہر بے ہوش ہوتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ ـــ ان کا نام ونشان بھی کثرت وُرودِ انوار اور فراوانی تجلیات کے باعث محو ہوجاتا اور وہ حسن کو حسن کی نظر سے دیکھتے دیکھتے حسن میں گم ہوجاتے ہیں۔

ہستیم جملہ خیال است بہ تمثال سراب بالیقین من نیم و وہم گمانم باقی است
کار دانم ہمہ بگذشت زمیدان شہود ہمچو نقش کف پا نام ونشانم باقی است

(میری ہستی کا خیال مثل سراب کے ہے، مجھے یقین ہے کہ میں نہیں ہوں بس گمان ہے۔ شہود کے میدان میں ہر چیز گذر گئی صرف میرے پاؤں کے نشان باقی رہ گئے۔)

عارفِ سوختۂ عشق سے اسکا دل بھی غائب ہوجاتا ہے اور دل کے ساتھ تمام اعمال اور اشیائے دین ودنیا اور ان کے خیالات محو وفراموش ہوجاتے ہیں۔ جس کا جامۂ وجود، آتش عشق الٰہی سے سوخت ہوگیا، وہ دین ودنیا کی تمام خواہشات اور عیوب بشری سے پاک ہوگیا۔ جب تک شعور ہستی باقی رہتا ہے۔ اس وقت تک

Marfat.com

خواہشات ظلمانی ونورانی کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا اور طالب پریشان رہتا ہے۔

یہاں حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام سے سبق حاصل کرنا چاہئیے۔ آنجنابؓ نے اللہ کے لئے اپنا سارا مال صرف کر دیا تھا اور حضرت صدیق اکبرؓ نے اہل وعیال کے نان ونفقہ کا بھی خیال نہ کرتے ہوئے، اپنا سب کچھ اپنے پیارے آقا ﷺ کی خدمت میں لا ڈالا تھا۔ جب حضور ﷺ نے اہل وعیال کے متعلق دریافت فرمایا تو جن مخلصانہ اور محبت بھرے الفاظ میں جواب دیا، اس مفہوم کو اقبالؒ نے کیا خوب نظم کیا ہے۔

بولے حضور ﷺ، چاہئیے فکر عیال بھی | کہنے لگا وہ عشق ومحبت کا راز دار
اے وہ کہ تجھ سے دیدہ مہ وانجم فروغ گیر | اے تیری ذات باعث تکوین روزگار
پروانہ کو چراغ ہے، بلبل کو پھول بس | صدیقؓ کو خدا و خدا کا رسول ﷺ بس

آخر کار اخلاص ومحبتِ حق میں ڈوبی ہوئی ساری پیش کش کو شرف قبولیت عطا فرمایا گیا اور اہل وعیال کے لئے کچھ محفوظ رکھنے کی ہدایت صادر نہ ہوئی، جیسا کہ دیگر صحابہؓ کے حالات، صحیح احادیث میں مطالعہ کرنے سے واضح ہوتا ہے۔ سچ ہے محبتِ حق سے وہ کچھ ظہور میں آتا ہے، جس کی دوسروں کو توقع بھی نہیں ہوتی۔

یوسفؔ جنون عشق ہے اب اُس مقام پر
ممکن بنا رہا ہوں میں ناممکنات کو (یوسفؔ رامپوری)

صدیق اکبرؓ نے اللہ تعالیٰ پر اُس کامل بھروسے کی مثال پیش کی جس کی اتباع میں اُمت مرحومہ کے بیشمار طالبان حق نے اپنا گھر وبار، مال ودولت اور کسب وعمل غرضکہ سب کچھ جذبہ محبت کے تحت اللہ پر قربان کر کے خود کو اس کی پیاری پیاری یاد میں محو کر دیا۔ لیکن۔

Marfat.com

نہ ترک عمل کار ہر کس بود
نہ فضلِ خدا یار ہر کس بود

(عمل کا ترک کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی اور نہ اللہ کا فضل ہر کسی کا دوست ہوتا ہے۔)

اے طالب مولیٰ! تیری دانائی راہِ سلوک میں یہ ہے کہ اپنی ہر شے کو اللہ ذرہ نواز کے لئے ترک کر دے۔ یہاں تک کہ تیرے پاس تیرا علم، عمل اور زہد بھی نہ رہے۔ جب تو بے ہمہ ہوگا باہمہ ہو جائے گا۔ تیرا یہ حال اس وقت ہوگا، جب تو صبغۃ اللہ میں رنگ جائے گا اور تیرے دل و دماغ پر سُکرِ نسیان کی بارش ہوگی۔ جس طرح اُجڑی ہوئی بستی اور ویران گاؤں سے خراج وغیرہ نہیں لیا جاتا، اسی طرح تو بھی بحرِ توحید میں غرق ہو کر، ظاہری و باطنی باز پُرس اور حساب کتاب سے فارغ ہو جائے گا۔ قیامت کے روز بھی تو حضور ﷺ کی اُمت کے اُس برگزیدہ گروہ میں شامل ہوگا، جس سے کسی قسم کا حساب نہیں لیا جائے گا۔

اے عزیز! اللہ تعالیٰ ہر صفت اور ہر حیثیت سے لامحدود ہے۔ اس کی رحمتوں اور اکرام کی کوئی انتہا نہیں۔ اپنے عاجز و ناتواں، شکستہ دل اور اُجڑے ہوئے دیوانوں کو جس طرح وہ چاہتا ہے اپنے فضل و کرم سے نواز لیتا ہے۔ اس کی عنایتیں اور عاجز نوازی کے طریقے لامحدود ہیں۔ تمام مخلوق کی عقلیں مل کر بھی اُسکی کسی حکمت کا اندازہ نہیں کر سکتیں۔ اس کا وجود پاک بذات خود تمام مخلوق سے زیادہ ظاہر ہے۔ بلکہ کمال ظہور اسی کے واسطے ہے۔ اُس کا ظہورِ پاک اِس سے کہیں زیادہ روشن اور ارفع و اعلیٰ ہے کہ مخلوق کو اُسکے مقابلہ میں برائے نام ہی ظاہر کہنے کا خیال کیا جا سکے۔ قولہٗ تعالیٰ:

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا ○ (بنی اسرائیل آیت ۴۳ پ ۱۵)	وہ پاک ہے ان باتوں سے اور برتر ہے اعلیٰ ہے۔

Marfat.com

اس کے وجود پاک کو دلیل سے ثابت کرنا سخت غلطی ہے۔ کیونکہ جملہ افعال کا خالق حق تعالیٰ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کو دلیل سے ثابت کرنے کے یہ معنی ہوں گے کہ حق تعالیٰ کو اس کے فعل سے موجود کیا جارہا ہے۔ کیونکہ اس بات پر تمام اہل علم متفق ہیں کہ ثبوت اور وجود ہم معنی ہیں۔ جبکہ کُل کائنات کا خالق، موجود کرنے والا اور ثابت کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے تو کون ایسا ہے، جو اس کو ثابت کر سکے؟ اپنی ذات وحدہٗ لاشریک کا یقین اور معرفت وہ جس کو جس طرح چاہتا ہے خود ہی عطا فرماتا ہے۔ اس کا جاننے والا سوائے اُس کے کوئی نہیں ہوسکتا۔ اے زرد رُو عاشق تو اس کی بارگاہ میں التجائیں کئے جا اور عاجزی اختیار کر۔

کہنہ خردم در خور اثبات تو نیست ۔ و اندیشہ من بجز مناجات تو نیست
من ذاتے ترا بوجہے کے دانم ۔ دانندۂ ذاتِ تو جدا ذات تو نیست

(میری قدیم عقل میں ہاں کے سوائے کچھ نہیں اور میری سوچ میں سوائے تیری مناجات کے کچھ نہیں۔ میں تیری ذات کے سوائے کچھ نہیں پہچانتا، تیری ذات سے جدا کوئی ذات نہیں۔)

اے عزیز! عقل ہر چند اللہ تعالیٰ کا بیش بہا عطیہ ہے، لیکن حریم قدس میں اس کے پہنچنے کا کوئی امکان نہیں۔ طلبِ عرفانِ حق میں اس کی دوڑ تقریباً بیکارسی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ عقل کے اجالے میں تو کچھ راستہ طے کر لے، لیکن اندرون پردہ اس کو داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ عرفان کا اگر کوئی ذریعہ ہوسکتا ہے تو وہ عجز اور فروتنی ہے۔ ممکن ہے ''اَلرَّحَمَ الرّٰحِمِیْن'' کو تیری بے کسی اور عاجزی پر رحم آجائے، اور وہ اپنے فضل وکرم سے تجھ کو اپنا قرب وعرفان عطا فرمادے۔ حق تعالیٰ کی جس نے بھی کچھ معرفت حاصل کی ہے از خود نہیں کی ہے۔ بلکہ جس نے بھی اس کو پہچانا ہے اُسی سے پہچانا ہے۔

Marfat.com

عقل حقش بتافت لیک نشناخت عجز در راہ اُو شتافت شناخت

کرمش گفت مر مرا بشناس کے شناسی دگر بعقل و حواس

عقل رہبر و لیک تا در اُو فضل اُو مر ترا بُرد بر اُو

(عقل حق کی شناخت میں ناکام رہی۔لیکن عاجزی نے حق کو شناخت کرلیا۔عشق کو پہچاننا عقل وحواس کے بس میں نہیں، عقل منزل کی راہ پر لے جاتو سکتی ہے مگر منزل کا حصول تیرے فضل پر ہے۔)

اگر عبادت، علم اور عقل وجہِ کامیابی ہوتی، تو لاکھوں عابد جو تمام عمر عبادت میں مشغول رہتے ہیں، کامل ہوجاتے، اور حکماء، عقلاء وعلمائے ظاہری کو عرفانِ حق اور راہِ معرفت میں دست گاہِ اعلیٰ ہوتی۔ یہ سب بڑے عارف کہلاتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہی عجیب ہے۔ اُس کو کسی تدبیر اور کسی عمل سے اپنا نہیں بنایا جاسکتا، تاوقتیکہ وہ خود ہی فضل وکرم نہ فرمائے۔

نہ بزور و نہ بزاری نہ بزری آید

خود بخود آں بت عیار ببری آید

(اس کو اپنا بنانے کیلئے عاجزی وگریہ کام نہ آیا۔وہ اپنے فضل سے خود بخود سامنے آ گیا۔)

اے طالب حق! اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اس سے بہت ارفع واعلیٰ ہے کہ اس کے عرفان کا کوئی دعویٰ کر سکے۔اُس کے علاوہ کوئی اُس کو نہیں پہچان سکتا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد پاک ہے۔

مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ	ہم نے تجھ کو نہیں پہچانا جیسا تیرے پہچاننے کا حق ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اَلْعِجْزُ عَنْ دَرْکِ الْاِدْرَاکِ اِدْرَاکٌ	ادراک کے دریافت سے ادراک کا عاجز ہونا ہی معرفت ہے۔

Marfat.com

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں۔

عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمْ　　|　　میں نے اللہ کو پہچانا اپنے ارادوں کی شکست سے۔

انسان اپنے ارادوں اور خواہشات کی تکمیل کی کوشش کرتا ہے۔ اگر وہ کام خلاف منشائے رب ہوتا ہے تو اُس کو کامیابی نہیں ہوتی اور اُس کو علم و نظر کی وسعت سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بالاتر ہستی موجود ہے جس کا ارادہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ یہی رب کی پہچان ہے۔

ارشاداتِ اقوالِ بالا اِس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نہ جاننا ہی عین جاننا ہے۔ کیونکہ وہ ذات پاک اپنی تقدیس اور تنزیہہ کی وجہ سے ایسی پاک ہے کہ کوئی اس کو نہیں پہچان سکتا۔ وہ وہاں ہے جہاں عقل و فہم کی کچھ بھی رسائی نہیں۔ یہی کمالِ عرفان ہے۔

آں ہا کہ خلاصۂ جہاں انسانند　　بر اوجِ فلک براق ہمت رانند
در معرفت ذات تو مانند فلک　　سرگشتہ و سرنگون و سرگردانند

(وہ لوگ انسانوں کی دنیا کا خلاصہ کہلاتے ہیں، جو فلک تک اپنی ہمت کے براق کو لے جائیں۔ تیری ذات کی معرفت کیلئے جو مانندِ فلک ہے، سرگشتہ و سرنگوں اور سرگرداں ہوں۔)

یہی وجہ ہے کہ اربابِ سلوک نیستی کو حقیقت کا اعلیٰ مرتبہ سمجھ کر ہمّت سے قدم آگے بڑھاتے اور ہستی سے اپنا دامن امید سمیٹ کر نیستی کے دریائے فقر و فنا کی دلچسپ گہرائیوں میں غوطہ لگا کر معدومیت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

بندگی اور حق پرستی کچھ نہ ہونا ہے نیاز
کچھ نہ ہونے کے سوا اور حق پرستی کچھ نہیں　(شاہ نیازؒ بریلوی)

اس ذرہ نواز کا قرب پاک حاصل کرنے کا، یہ بہت ہی اچھا طریقہ ہے کہ اس کی یاد اور فکر میں کامل انہماک پیدا کر کے، اس کی عظمت و جلال کی تجلیات میں خود کو فنا

Marfat.com

کر کے، اپنا اختیار و کردار، اعمال و احوال سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے۔ نیستی کے میدان میں داخل ہو کر خود کو نیست کر دینا اگرچہ کافی سخت کام معلوم ہوتا ہے، لیکن انعامِ دیدار اور دولت قربِ رحمٰن کے لئے ہزار بار پیدا ہونا اور خود کو قربان کر دینا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ عاشقانِ جانباز کے لئے لافانی مسرتوں سے بھرے قربِ پاک کی بشارت ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ (القمر آیت ۵۵ پ ۲۷)	مقامِ صدق میں قدرت والے بادشاہ کے پاس۔

عندیت، نزدیکی اور اللہ کے قرب سے بڑھ کر، عاشقوں کے لئے کوئی نعمت اور راحت نہیں۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ ہی ایسی نعمت ہے، جس پر جنت کی تمام دوسری نعمتیں قربان ہیں۔

چونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور محبوبِ حق ہے۔ لہٰذا جب وہ موت اختیاری کے بعد ظلمتِ جسمانی سے نکل کر اور دریائے وحدت میں غرق ہو کے، محض نور ہی نور ہو جاتا اور نشۂ محبت الٰہی میں چور ہو کر انتہائی عاجزی سے خود فنا ہو جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ بھی خاص لطف و کرم سے اس کو اپنی جنت سرورِ دائمی عطا فرماتا ہے۔ جس سے اُس کی کلفت مجاہدہ دور ہو کر، اسکو وہ راحتِ لاہوتی نصیب ہوتی ہے کہ اسکا رُواں رُواں شکر الٰہی سے سرشار ہو جاتا اور اس کا قلب و روح ہمہ تن زبان بن کر عرض کرتے ہیں کہ۔

قولہٗ تعالیٰ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ط (الفاطر آیت ۳۴ پ ۲۲)	اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے (ہر طرح کا) غم دور کر دیا۔

وہ اس نغمہ دل کش سے ہر وقت مترنم رہتے ہیں۔

اے عزیز! یہ وہ مقدس ہستیاں ہیں کہ جن کے دل و دماغ عرفان الٰہی کے مہکتے

Marfat.com

ہوئے تازہ تازہ پھولوں سے معطر رہتے اوران کی زبان سے حکمت کے فوارے ابلتے ہیں۔ان کی تعلیم ہر شخص کی استعداد اور فہم کے مطابق ہوتی ہے۔وہ کسی کے سامنے ایسی بات نہیں کہتے جو اس کی عقل سے باہر ہو اور اس کو وسوسات شیطانی میں مبتلا کردے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا (انعام آیت ۱۵۲ پ ۸)	تم جو کچھ کہو اس میں انصاف کا (ضرور) لحاظ رکھو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

قال علیہ السلام: تُكَلِّمُوْ النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ وَلَا تُكَلِّمُوْ النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِكُمْ وَدَعُوْا مَا يُنْكِرُوْنَ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تُكَذِّبَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ (بخاری، مشکوۃ)	ہر شخص سے اسکی عقل کے مطابق گفتگو کرو اور لوگوں سے اپنی عقل کے معیار پر گفتگو نہ کرو۔ اور اس بات کو چھوڑ دو جس سے وہ منکر ہوں۔کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور رسول کی تکذیب ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

يَا اَخِيْ اِذَا رَاَيْتَ رَجُلًا تُكَلِّمَ مَعَهٗ بِمِقْدَارِ عَقْلِهٖ وَفَهْمِهٖ فَاِنْ كَانَ طَالِبَ الشَّرِيْعَةِ فَقُلْ مِنَ الشَّرِيْعَةِ وَاِنْ كَانَ طَالِبَ الطَّرِيْقَةِ فَقُلْ مِنَ الطَّرِيْقَةِ وَاِنْ كَانَ طَالِبَ الْحَقِيْقَةِ فَقُلْ مِنَ الْحَقِيْقَةِ فَاِنْ لَّمْ تَقُلْ قَصَرْتَ فِيْ حَقِّهٖ	اے میرے بھائی جب تو کسی آدمی کو دیکھے تو اس کی عقل وفہم کے موافق اس سے بات کر۔ اگر وہ شریعت کا طالب ہے تو شریعت کے موافق کلام کر۔ اگر طریقت کا طالب ہے تو طریقت کے مطابق۔ اگر حقیقت کا خواہاں تو اس سے حقیقت کی باتیں کر۔اگر تو اس کے برعکس کرے گا تو اُس کے حق میں قصور کرنے والا ہوگا۔

یعنی اگر تو ہر ایک کے اندازے کے مطابق گفتگو نہ کریگا تو ظالم ہوگا۔کیونکہ وہ اور چیز کا

Marfat.com

طالب ہے اور تو اسے بجائے اس کے دوسری چیز بتاتا ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص نادان کو علم تلقین کرے گویا اس نے اس علم کو ضائع کیا۔ اور جو لوگ مستحق ہیں اگر ان سے دریغ کرے تو اُس نے گویا ظلم کیا۔

اے عزیز! رندان مست اور قلندران سرشار، بجز مشاہدہ حقیقی کے اور کسی بات کو پسند نہیں کرتے۔ ان کے سامنے دُنیا اور ماسوا اللہ کا تذکرہ مفید نہیں بلکہ سُوء ادبی ہے۔ وہ مُتَخَلَّقُ بِاَخْلَاقِ اللہ ہوتے ہیں۔ ان کی خدمت میں زانوِ تلمّذ تہہ کر۔ ان سے حقائق علویہ، معارف حکمیہ، عشق و محبت کے رموز اور اسرارِ ربّانی کی تعلیم حاصل کرنا چاہیئے۔ وہ طالب صادق کے ذوق طلب کا اندازہ کر کے، اس کو خودی کے مٹانے، فنا فی اللہ ہونے اور مشاہدہ حق کی تعلیم کرتے ہیں۔ یہ برگزیدہ ہستیاں دُنیاوی باتوں کی طرف کبھی توجہ نہیں کرتیں۔ اللہ کے عاشقوں نے غیر اللہ کو اپنے دلوں سے دور کر دیا ہے۔ ان کا خیال ہر رنگ اور ہر حالت میں جلوۂ محبوب کے علاوہ کسی طرف نہیں جاتا۔

ابنائے روزگار بصحرا روند و باغ
صحرا و باغ زندہ دلاں کوئے دلبر است (سعدیؒ)

(اصل روزگار (دیدارِ محبوب) کے لئے لوگ صحرا و باغ (مجاہدہ) کی راہ اختیار کرتے ہیں کیونکہ یہی راہ ان زندہ دلوں کو محبوب کی گلی تک لے جاتی ہے۔)

وہ ظاہر سے بے پرواہ ہو کر حقیقت کی طرف رجوع رہتے ہیں۔ تجھ کو ان کے افعال و اعمال پر کسی طرح کی نکتہ چینی نہ کرنا چاہیے۔ مولائے رومؒ فرماتے ہیں۔

مسجد کوران ز آب و گل بود مسجد اہل بصر در دل بود
ابلہاں تعظیم مسجد می کنند در جفائے اہل دل جدمی کنند

Marfat.com

او مجاز است ایں حقیقت اے خراں　　نیست مسجد، جز درونِ کاملاں

(نا سمجھوں کی مسجد تو مٹی اور گارے کی بنی ہوتی ہے۔ دیدہ ور لوگوں کی مسجد دل کے اندر ہوتی ہے۔ بے وقوف مسجد کی تعظیم تو کرتے ہیں مگر اہل دل سے جفا بھی کرتے ہیں۔ وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے کہ کاملوں کے دل اللہ کا گھر ہیں۔)

بے شک اہل دل کے سینوں میں وہ ہوتا ہے، جس کی وہ کسی کو ہوا دینا بھی پسند نہیں کرتے۔ ظاہر بین اُس کو کیا سمجھ سکتے اور کیا جان سکتے ہیں، ''اس کا پتہ تو کراماً کاتبین کو بھی نہیں ہوتا۔'' (احیاء العلوم) ؎

رکھوں چھپا کے یوں گُل داغ جگر کو میں
آئے تو دوں ہوا بھی نہ باد سحر کو میں

اے عزیز! اولیاء اللہ، اہل دل ہوتے ہیں اور اُنکے دلوں میں سوائے جلوۂ محبوب حقیقی کے کسی دوسرے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ ''اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ'' (بخاری، ابوداؤد)

مولانائے رومؒ فرماتے ہیں: ؎

دل چہ باشد مطلع انوار حق　　دل چہ باشد منبع اسرار حق
دل بود مرآت وجہ ذوالجلال　　در دل صافی نماید حق تعالیٰ
پیش سالک عرش رحمان است دل　　جُملہ عالم چوں تن وجان است دل
کعبہ بنیاد خلیل آذر است　　دل گذرگاہ جلیل اکبر است
تا بکرد آں خانہ را وردے نہ رفت　　وندریں خانہ بجز آں حیؔ نہ رفت

یعنی قلب سلیم، انوار حق کا مطلع اور اسرار حق کا دہانہ ہے دل آئینہ ذات حق ہے۔ قلبِ صافی میں حق تعالیٰ نظر آتا ہے۔ سالک دل کو رحمٰن کا عرش جانتا اور تمام عالم کو جسم اور دل کو جان سمجھتا ہے۔ دل قیام کبریا کی جگہ ہے لیکن جس دل میں کبر اور ریا بھرا ہوا ہو وہ دل کہلانے کا مستحق نہیں۔ کعبہ کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھی ہے اور دل

Marfat.com

جلیل اکبر کی گزرگاہ پاک ہے۔ یہ وہ گھر ہے جس میں سوائے حق کے اور کوئی داخل نہیں ہوتا۔

قلندرانِ پاکباز نے اللہ تعالیٰ کی تعلیم پاک پر عمل کر کے اس کی توفیق پاک سے اپنی ہستی کو اس کے لئے فنا کر دیا اور جب خود ہی باقی نہیں رہے تو کسی دوسرے کی طرف توجہ کون کرے ـــــ؟

رخت خود را من ز راہ برداشتم
غیر حق را من عدم پنداشتم

(میں راستہ (ہستی) سے رخصت ہو گیا اب میرے لئے حق کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔)

وہ کسی کی باتیں کیسے سُنیں، کیسے کسی کی نصیحت مانیں ـــــ؟ اُن کے پاس دوسروں کی سُننے والے کان ہی نہیں رہے۔ اُن کو نہ غیرِ حق نظر آتا ہے اور نہ اُن کو غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔ اُن کے لئے تو ہر جگہ ہر سمت اور ہر ذرّہ ظہورِ تجلّیات کی وجہ سے وادیِ ایمن بنا ہوا ہے۔

عاشق و عشق و بت گر و عیار یکست کعبہ و دہر و مساجد ہمہ جا یار یکست
گر درآئی بچمن وحدت و یک رنگی بیں کہ دراں عاشق و معشوق و گل و خار یکست

(عاشق، عشق، بت گر، کعبہ، مندر، مسجد غرض کہ ہر جگہ میرا محبوب موجود ہے۔ اس باغِ وحدت میں آ کر ایک ہی رنگ نظر آتا ہے۔ اس جگہ عاشق و معشوق اور گُل و خار سب ایک ہی ہیں۔)

اے عزیز! علم رسمی پر قناعت کر کے نہ بیٹھ۔ اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ علوم کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اللہ کے دیدار کی آرزو میں ریاضت و مجاہدہ کے لئے کمرِ ہمت باندھ۔ کیا تعجب ہے کہ وہ تجھے اپنے خاص بندوں میں شامل فرما کر، حقیقت سے کچھ عطا فرما دے۔ جو لوگ ظاہر کی چار دیواری اور نفس کی ظلمتوں سے نکلنا نہیں چاہتے، وہ کیسے عرفان حق

Marfat.com

کے میدان میں آ کر انوارِ ربانی کی قدر کر سکتے ہیں۔ مخلوق کی لذتوں کا عاشق اللہ تعالیٰ کے انوارِ محبت کا معترف نہیں ہو سکتا۔ فانی میں مشغولیت باقی سے قریب نہیں دور ہی کرتی ہے۔

طفل داند دایہ را حور بہشت و جوئے شیر
رشتہ زاں جہاں بر ناقصاں معلوم نیست

(ایک شیر خوار بچہ بھی دایا میں ہر چیز دیکھتا، لیکن ناقصوں کو اپنی اصل معلوم ہی نہیں ہوتی۔)

اے عزیز! اگر تو انکشاف حقیقت کا آرزومند ہے، تو ایسے لوگوں کا ہم صحبت نہ رہ، جو حسّی لذّات ہی کو حاصل کر لینا مقصد زندگی سمجھتے ہیں۔ ان کی صحبت اور تقلید کے رنگ سے رنگین ہو کر تو حق سے دور ہو جائے گا۔ صحبت کے اثرات کا تو انکار مت کر۔ تو جس وقت اور جس جگہ چاہے ان کا معمولی غور و فکر سے مشاہدہ کر سکتا ہے۔ حضرت ابو اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیک ہم نشین اور بُرے ہم نشین کی مثال مثل مُشک والے کے اور لوہار کی بھٹّی کے ہے۔ مُشک والے سے تم کو ان دو باتوں میں سے ایک بات ضرور حاصل ہوگی۔ یا تو تم مُشک خریدو گے، یا اُس کی خوشبو ہی پاؤ گے اور لوہار کی بھٹّی تمہارا گھر یا کپڑا جلا دے گی یا تم اُس کی لپٹ پاؤ گے۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ایک قوم پیدا ہوگی کہ وہ لوگ انواع واقسام کے خوش مزا کھانے کھائیں گے اور طرح طرح کی عمدہ پوشاک پہنیں گے اور خوبصورت عورتیں رکھیں گے اور بیش قیمت گھوڑے باندھیں گے، تھوڑے میں ان کا پیٹ نہ بھرے گا۔ بہت پر قناعت نہ کریں گے۔ ان کی تمام ہمّت طلبِ دُنیا میں مصروف ہوگی۔ دنیا کو رب جانتے ہونگے، جو کچھ کریں گے، دُنیا ہی کے واسطے کریں گے۔ میں جو محمد ﷺ ہوں تم کو میرا حکم ہے کہ تمہاری اولاد میں

Marfat.com

جو شخص اُن لوگوں کو پائے، اُن کو سلام نہ کرے، اُن کی بیمار پرسی نہ کرے، اُن کے جنازے کے ساتھ نہ جائے، اُن کے بزرگوں کی عزّت وحرمت نہ کرے۔ جو کوئی یہ باتیں کرے گا، وہ اسلام کو ویران کرنے میں ان کا یار ومددگار ہوگا۔ (مشکوٰۃ، غزالی وغیرہ)

حوارین نے حضرت عیسیٰؑ سے عرض کیا کہ اِس کا کیا سبب ہے کہ آپؐ پانی پر چل سکتے اور ہم نہیں چل سکتے۔ فرمایا تمہارے دلوں میں سونا چاندی کیسا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ اچھا ہے۔ فرمایا کہ میرے نزدیک خاک کے برابر ہے۔ اے عزیز! تو اُن لوگوں کی صحبت اختیار کر، جن کا مقصد سوائے اللہ کے اور کچھ نہ ہو۔ جنھوں نے اپنی ہستی کو اللہ تعالیٰ کے عشق میں اُس کی یاد کرتے کرتے محو کر دیا ہو۔ اُن کی صحبت سے تجھ میں حق تعالیٰ کی یافت کا جذبہ پیدا ہوگا اور کیا تعجب ہے کہ اُن کی اتباع میں تجھ کو دیدارِ حق تعالیٰ کی وہ نعمت پاک مل جائے جو تمام صالحین کے دلوں کی چین، آنکھوں کی ٹھنڈک اور مقصدِ حیات ہے۔

صحبت صالح، ترا صالح کند صحبت طالح، ترا طالح کند

(اچھی صحبت انسان کو اچھا بنا دیتی ہے، بری صحبت انسان کو برا بنا دیتی ہے۔)

تجھ کو لازم ہے کہ ہر ممکن کوشش سے اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کا گھر بنائے رکھے۔ نفس، شیطان اور غیر اللہ کو اس میں ایک لمحے کے لئے بھی داخل نہ ہونے دے۔ کیونکہ خیال غیر اللہ کی محبت کو دل میں جگہ دینا، اس کی صحبت اختیار کرنا ہے اور ماسوا اللہ کی قلبی صحبت، جسمانی صحبت سے ہزاروں درجے زیادہ مضر ہے۔ اللہ کے مقابلے میں تو جس چیز کی محبت اپنے دل میں رکھے گا، اُسی کا پجاری بن جائے گا۔ غیر اللہ، یعنی سونا چاندی وغیرہ کی محبت سے محفوظ رہنے کے لئے حضرت ابراہیمؑ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا تھا۔

Marfat.com

وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ؕ (ابراهیم آیت ۳۵ پ۱۳)	اور مجھے اور میرے فرزندوں کو بُت پوجنے سے محفوظ رکھ۔

ابتداء میں سالک اچھّے یا برے خیالات اور تاثرات جو کچھ بھی حاصل کرتا ہے، عموماً عالم ظاہر سے حاصل کرتا ہے۔ اچھّے ماحول اور نیک صحبت سے اس میں پاکیزہ جذبات اور بری صحبت سے سفلی رجحانات پیدا ہوتے ہیں۔

می نشیند ہر کسے بادوں یقیناً دوں شود
ہر کہ با اہلاں نشیند عقل او افزوں شود
اسپ را باخر بہ بندی مُدّتے یک جا بہم
رنگ شان ہم گون نہ گردو خوئے شان ہم گون شود

(جو بروں کے پاس بیٹھے وہ یقیناً برا ہو جاتا ہے اور جو اہل لوگوں کے پاس بیٹھے وہ قابلِ تعریف بن جاتا ہے جس طرح گھوڑے کو اگر گدھوں کے ساتھ باندھیں۔ تو کچھ وقت گزرنے کے بعد رنگ میں تو تبدیلی نہیں آئے گی، لیکن ان کی عادتوں میں یکسانیت پیدا ہو جائے گی۔)

اے عزیز! اگر تو اولیاء اللہ کے مرتبے اور بزرگی سے کچھ واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہے، تو کلام الٰہی میں اصحاب کہفؓ کے قصّے کا مطالعہ کر اور ان میں تجلّیات ربانی کا ظہور دیکھ۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ان کے حالات ظاہر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ○ (الکہف آیت ۱۸ پ ۱۵)

ترجمہ: اور (اگر تو انہیں دیکھے تو) تو انہیں بیدار سمجھے، حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم انہیں دائیں اور بائیں کروٹ دلاتے ہیں اور اُن کا کتا اپنی دونوں باہیں چوکھٹ پر پھیلائے ہوئے ہے۔ اگر تو انہیں دیکھ پائے تو بے شک تو اُن سے پھر کر بھاگ جائے اور بے شک، اُن کے رعب سے (تیرا دل) بھر جائے۔

Marfat.com

یہ وہ بزرگ ہستیاں ہیں کہ ان کی صحبت پاک سے کتا جس کو شریعت مطہرہ میں ناپاک کہا گیا ہے، اس قابل ہوگیا کہ اس کا ذکر بھی کلام الٰہی میں آ گیا۔

سگ اصحاب کہف روزے چند پے نیکاں گرفت مردم شد
پسر نوح با بداں بہ نشست خاندانِ نبوتش گم شد (سعدیؒ)

(اصحاب کہفؓ کا کتا جو چند روز نیک لوگوں کے درمیان رہا تو اس میں انسانوں جیسی صلاحیت و خاصیت پیدا ہوگئی حضرت نوحؑ کا بیٹا بُروں کے ساتھ بیٹھا تو خاندان سے نبوت ختم ہوگئی۔)

افسوس ہے ان دلدادگانِ دُنیا پر جو رات دن کلام اللہ شریف اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ پاک کی تلاوت کرتے ہیں اور حضور ﷺ کی معنوی صحبت سے اثر پذیر نہ ہوکر جمال ہم نشین کے اثرات سے لاکھوں فرسنگ دور رہتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا (الکہف آیت ۱۷ پ ۱۵)	جسے اللہ ہدایت کرے تو وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کرے تو (اے نبی ﷺ) تم ہرگز اس کا کوئی دوست اور ہدایت کرنے والا نہ پاؤ گے۔

اے عزیز! کسی کام کو اچھا جانتے ہوئے اور اس کی خوبیوں سے واقف ہونے کے باوجود فائدہ نہ اُٹھانا انتہائی غفلت اور نادانی ہے۔ علم دین جیسی مقدس نعمت کو ظاہری اقتدار، حُبِ جاہ و مال اور دُنیا طلبی کا ذریعہ بنالینا سخت خسران ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے افعال کرنے والے کے دل میں آخرت کی کوئی وقعت نہیں ہے اور اسی وجہ سے عالم بے عمل کو سخت عذاب کا سزاوار فرمایا گیا ہے۔ صحیح حدیث میں حضرت اسامہؓ سے مروی ہے کہ:

Marfat.com

يُؤْتى بِالْعَالِمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فَيَدُوْرُ بِهَا كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِالرَّحىٰ فَيَطُوْفُ بِهِ اَهْلُ النَّارِ فَيَقُوْلُوْنَ مَالَكَ فَيَقُوْلُ كُنْتُ آمِرُ بِالْخَيْرِ وَلَا آتِيْهِ وَالنَّهِىْ عَنِ الشَّرِّ وَآتِيْهِ (مسلم)

قیامت کے روز ایک عالم لایا جائے گا اور آگ میں ڈالا جائے گا اس کی انتڑیاں سب نکل پڑیں گی پھر وہ ان کے پیچھے اس طرح گھومے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد چکر لگاتا ہے اس کا یہ حال دیکھ کر اہل دوزخ اس کے گرد جمع ہو جائیں گے اور اس سے پوچھیں گے تیرا کیا حال ہے تُو تو ہمیں نیک نصیحت کیا کرتا تھا وہ کہے گا میں تمہیں بُری باتوں سے روکتا تھا اور خود ان ہی میں مبتلا رہتا تھا۔

حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ فرماتے ہیں۔

وعظ گوئی خود نیاری در عمل
چشم پوشی ہمچو شیطان دغل

(تُو وعظ تو کہتا ہے، لیکن اسپر خود عمل نہیں کرتا۔ تیری یہ چشم پوشی شیطان کی سی ہے۔)

اے عزیز! اگر تو مادیت کی تاریکیوں سے باہر آنا اور حواس جسمانی کی بھول بھلیوں سے نکلنا چاہتا ہے تو علمائے ربانیؒ اور اولیائے کرامؒ کی سچے اور عقیدت بھرے دل سے اتباع کر۔ یہ مبارک ہستیاں مردانِ راہِ حق، غیر اللہ سے آزاد، اللہ کی محبت میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ ان برگزیدہ ہستیوں سے تجھ کو نفس اور شیطان جیسے پوشیدہ اور خطرناک دشمنوں سے مقابلہ کرنے کا طریقہ، تکمیل انسانیت کا علم اور تفریح گاہِ انبیاء علیہم السلام اور سیر گاہِ اولیاء کرامؒ کا راستہ ملے گا۔ اُلّو سے آبادی کا حال مت پوچھ۔ وہ تو ویرانے کا دِلدادہ ہے۔ طوطی جانتی ہے کہ قند کیا ہوتا ہے۔ بلبل کو پتہ ہے کہ گل کسے کہتے ہیں۔ اللہ کے دیوانوں کو علم ہے کہ اس کی محبت کے نور میں کیا سرور ہے۔

Marfat.com

داستان عہد گل رابشنو از مرغ چمن
زاغہا آشفتہ تر گویند ایں افسانہ را

(موسم بہار کی داستان سننا ہے تو باغ کے پرندوں سے سن، ناسمجھ کوے اس کو کیا بیان کریں گے۔)

حریم قدس کی، زاہدوں کو ہوا بھی نہیں لگی ہے۔ ان سے نماز، روزہ اور ظاہری عبادات کے مسائل معلوم ہو سکتے ہیں۔ نورِ شمع کی کیفیات کو پروانہ ہی خوب جانتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اصول کے مطابق جو شخص جس مشرب کا ہو اس سے، اسی مشرب کی معلومات ہو سکتی ہیں اور اسی لحاظ سے اس سے بات چیت کرنا مناسب ہے۔ جو بیچارہ خود ہی کسی کام کو نہ جانتا ہو وہ دوسروں کو کیا بتائے گا اور اگر بتائے گا تو خود کو رسوا کر کے پوچھنے والے کو بھی تباہ کر دے گا۔

قصہ شمع از دلِ پروانہ پُرس حال گل از بُلبُل دیوانہ پُرس
زاہداں را از نماز و روزہ گوئے عاشقاں را از در میخانہ پُرس
عندلیب مست داند قدرِ گل چغد را از گوشۂ ویرانہ پُرس

اے عزیز! کُل ذی فہم انسان عموماً اور تمام مسلمان خصوصاً، عالم آخرت، عالم غیب یا عالم روحانی کا وجود تسلیم کرتے ہیں۔ گذشتہ صفحات میں اس بابت کافی وضاحت ہو چکی ہے۔ یہاں صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ عالم جسمانی اور اُسکے علوم اس لحاظ سے کافی اہم ہیں کہ ان کو سیڑھی بنا کر عالم روحانیت تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اگر علوم ظاہری اور علوم باطنی میں یہ تعلق نہ ہوتا تو وصولِ الی اللہ حد درجہ مشکل تھا۔ کیونکہ جب صورت موجود نہ ہو، تو بے صورتی کی شناخت محال ہو جائے گی۔ ظاہری اعمال حسنہ اس اعتبار سے بہت مفید ہیں، کہ ان کی باقاعدہ پابندی سے انسان عالم روحانی کی طرف عروج کر سکتا ہے۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ عالم روحانی میں داخل ہوتے ہی اعمال جسمانی کی سابقہ اہمیت برقرار نہیں رہتی اور ان کے بجائے روحانی اعمال کارآمد

Marfat.com

ہوتے ہیں، جن کی با قاعدہ پابندی سے روح انسانی ترقی پا کر عالمِ قدس کی روشنیوں کی شاہراہ بن جاتی ہے۔اس عالم میں رسائی حاصل ہونیکے بعد جسمانی یا ظاہری اعمال میں قلبی انہماک سالک کی ترقی کے لئے غیر مفید رکاوٹ ہوجاتا ہے۔

ہست راہ و رسم ایں شہر و دیار
برخلاف راہ و رسم روزگار (رومیؒ)

(اس شہراور آبادی کے راہ ورسم زمانے کی رسم ورواج سے الگ ہی ہوتے ہیں۔)

مثلاً اگر کسی گرم ملک کا باشندہ شمالی کینیڈا میں جائے ،تو وہاں پہنچنے کے بعد،اس کے تمام سوتی باریک کپڑے بیکار ہوجائیں گے اوراس کو گرم اونی لباس اور حالات کے اعتبار سے دوسری اشیاء کی ضرورت ہوگی لیکن اگر وہ وہاں ٹھہر کر اسی باریک لباس کو پہن کر کھلے ہوئے صحن میں سونے پر مُصر ہو،تو چند روز میں اس کو زندگی سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ اِلَّا مَاشَاءَ اللہ۔

اسی طرح عالم روحانی میں پہنچنے کے بعد باطنی اعمال کی پابندی اشد ضروری ہوجاتی ہے اور انکشافِ روحانی ہونے کے بعد انسان عموماً اعمال ظاہری سے قلبی تعلق نہیں رکھ سکتا ، بلکہ قدرتاً غافل ہوجاتا ہے۔ چونکہ اس کو اپنی تکمیل کے لئے روحانی ذرائع سے عالم قدس اور خطیرۃ القدس کی طرف مزید ترقی کرنا ضروری ہے، لہٰذا اس کے لئے عالم ظاہری یا اعمال ظاہری کی طرف توجہ کرنا تقریباً ناممکن ہوجاتا ہے۔

یہاں انبیاء والمرسلینؑ کی مثال پیش کر کے سالکان راہ پر اعتراض کرنا صحیح نہیں۔ان منتخب نفوسِ مقدس کے متعلق چونکہ تبلیغ اور اشاعت دین کا کام ہوتا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کو ایسے عجیب اوصاف کا حامل بناتا ہے، جن سے وہ علیٰ قدر مراتب حق تعالیٰ کے بلند ترین قرب سے مشرف رہتے ہوئے، نبوت ورسالت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ دیکھو آفتاب کو روشنی میں قدرت نے کسی خارجی اثر کا محتاج

Marfat.com

نہیں رکھا ہے، لیکن چاند کی یہ حالت نہیں ہے۔ اگر وہ قلیل مدت کیلئے بھی آفتاب کے سامنے سے علیحدہ ہو جائے، تو اس کا تمام نور غائب ہو جائے گا۔ انبیاء المرسلین کیلئے یہ تمام عالم مثل شیشہ کے ہے، جس سے ظہورِ انوار میں مطلق رکاوٹ نہیں ہوتی۔ بلند ترین روحانی منزلوں میں رہتے ہوئے تبلیغ دین کرتے ہیں اور قولہ تعالیٰ: اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ (النور) ''اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے'' سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔

عالم قدس وہ عالم ہے، جہاں عقل وحواس اور خیال وادراک کا گزر نہیں اور اسی کے مجموعے کو ایسی حالت میں کہ اس سے نہ تو کوئی ایسی چیز باہر آئے اور نہ کوئی ایسی چیز اس میں داخل ہو، جو اس سے اجنبی ہو، خطیرۃ القدس کہتے ہیں۔ جب سالکِ کامل ترقی کر کے خطیرۃ القدس میں پہنچنا چاہتا ہے، تو اس کو اپنے ہر خیال اور وہم کو یہاں تک کہ احساس روحانیت کو بھی چھوڑ دینا لازمی ہے۔ بصورت دیگر اس مرتبہ کا حصول محال ہے۔ ان حالات میں اس سے اعمال ظاہری کا نظر نہ آنا، اس کی معذوری سے ہے۔

اے عزیز! تو اپنے علم پر مغرور مت ہو۔ اللہ تعالیٰ کے علوم کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا کہ میرا اور تمہارا علم اللہ کے علم کے مقابلے میں اتنا بھی نہیں، جتنا پرندے نے دریا سے پانی پیا۔ جیسا کہ ہر شخص پر صحیح احادیث کے مطالعہ سے واضح ہوسکتا ہے۔ قولہ تعالیٰ:

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَ فَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۝ (یوسف آیت ۷۶ پ ۱۳)	اللہ جس کو چاہتا ہے مدارج میں بڑھا دیتا ہے اور ہر جاننے والے پر ایک جاننے والا ہے۔

جن لوگوں کو علوم ربانی سے بالکل واقفیت نہیں ہے وہی ہمہ دانی کا دعویٰ کرتے ہیں اور ہر ایسے علم کو جو اُن کی عقل کے احاطے سے باہر ہو، غلط کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ منازل

Marfat.com

روحانی میں یہ علم کسی کام کا نہیں اور جو علم حواس جسمانی سے وابستہ ہوتا ہے، اُن کے ساتھ ہی فنا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اکثر زیادہ عمر کے بوڑھوں کو دیکھا جا سکتا ہے کہ بچوں جیسی باتیں کیا کرتے ہیں۔ جب حافظہ جواب دے جاتا ہے تو ازبر کی ہوئی کتابیں بھی ذہن سے غائب ہو جاتی ہیں۔

اے عزیز! تجھ کو چاہیئے کہ طالبانِ حق کی خدمت کرے۔ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے طالبوں پر نہایت شفقت فرماتے تھے۔ ان کے خورد و نوش کی دیکھ بھال آنحضرت ﷺ نے خود اپنے ذمّہ لے رکھی تھی۔ فقرائے مہاجرین ؓ آنجناب ﷺ کو اس قدر عزیز تھے کہ اُن کی ضروریات پورا کرنے کے خیال سے آپ ﷺ نے اپنی پیاری صاحبزادی حضرت فاطمہ ؓ کی تکلیف کا بھی خیال نہیں کیا۔ اس قسم کے مفصّل واقعات کتبِ احادیث میں موجود ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو ارشاد باری ہوا تھا کہ:

اِذْرَاَیْتَ لِیْ طَالِبًا فَکُنْ لَہٗ خَادِمًا (قصص الانبیاء)	جب تو کوئی میرا طالب دیکھے اس کا خادم بن جا۔

اے عزیز! خالق اکبر نے جو اسرار عارف کے وجود میں رکھے ہیں۔ اگر تو تمام دائرہ امکان میں سرگرداں پریشان پھرے اور تلاش کرے تو ان کو اپنی عقل سے معلوم نہیں کر سکتا۔ جس شخص کا طائرِ نگاہ حُسنِ تعینات سے گزر کر، خودی کو حذف کر کے بے عیب ہونے کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ اور میدانِ ترقی کے اندر قدم رکھ کر اپنے حقیقی بلند مرتبہ کی جستجو میں ہوتا ہے، اس کو ظاہری اعمال کا زیادہ خیال نہیں رہتا۔

اللہ تعالیٰ مومنوں کو اپنے ذکر اور اپنے معنوی فکر میں محو رہنے کی تاکید کرتا ہے۔

جس کا جس طرح جی چاہے اپنے فرض کو بحسن وخوبی انجام دے۔ لیکن یہ فرض خاص کر اہلِ حقیقت ہی بحسن وخوبی انجام دیتے ہیں۔ اجنبی نظریں جو اہل اللہ کے لطیف

Marfat.com

مجسموں اور احوال سے بیگانہ ہیں ان کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ و رسول ﷺ نے ان کو حریت فکر سے جستجوئے حق کے لئے عمل کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ یہ بلا تکلف زبان کو خاموش رکھ کر دل سے ہر وقت اپنا فرض انجام دیتے اور محبت کے گہرے سانسوں کی آمد و رفت کے ساتھ خاموشی سے ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ جو اللہ کی خوشبو پا رہے ہیں اور ثابت قدمی سے اُس کی عبادت اور یاد پاک کر کے مجسمہ عبادت ہو کر خود سے محو ہو گئے ہیں۔

مرا وجود ہی خود انقیاد طاعت ہے
کہ ریشہ ریشہ میں ساری ہے جبین سجود (اصغرؔ)

اللہ تعالیٰ پاکبازوں کو اولی الالباب کا خطاب عطا فرما کر ان کی اس طرح تعریف فرماتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ (آل عمران آیت ۱۹۱ پ ۴)	(یہ وہ لوگ ہیں) جو کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے اللہ کی یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں۔

ہر طالب حق کیلئے، یہ عبادت نہایت مفید اور عرفان حق کی کلید ہے کہ ہمہ وقت، ہر جا اور ہر حالت میں کھڑے، بیٹھے، چلتے، پھرتے، لیٹے، سوتے، جاگتے، اس کا ذکر کرتا رہے۔ ہمیشہ اپنے افکار و خیالات کو کام میں لا کر، پوری یک جہتی سے حق کی طرف متوجہ رہے اور اس کی پاکیزگی کا تصور جمائے۔ کیونکہ اس منزل ومقام پر بجز عشق الٰہی میں محو و مستغرق رہنے کے اور کوئی دوسرا عمل مقصود نہیں ہوتا۔ طالبان معرفت کھڑے بیٹھے اور چلنے پھرنے کی حالت میں بھی اوامر الٰھی کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ دنیوی لہو ولعب کو چھوڑ کر اللہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھتے ہیں۔ جو قدم

Marfat.com

اُٹھاتے ہیں اس سے بابِ عظیم کبریا کی طرف خوشی خوشی آگے ہی کو بڑھتے ہیں۔ نہ دائیں بائیں نگاہ کرتے اور نہ پیچھے کو مڑ کر دیکھتے ہیں۔ آستانہ خدمت پر کھڑے، فرشِ قربت پر بیٹھے، بارگاہِ وجدوحال میں لیٹے اور سوتے رہنا اُن کی آرزو ہے۔ "ویتفکرون" اور زمین وآسمان کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم عطا فرما کر نگاہ ذوق کو اپنی صفات پاک میں غور کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان کے دل حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر جلوہ گاہِ حیرت بن گئے ہیں۔ وہ انہی حیرت واستعجاب بھری نظروں سے صانع قدیم کی طرف رہنمائی پائیں گے اور ان کی غور وفکر کی متجسس قلبی نگاہیں دوری ومحرومی کے پردے اُٹھا کر ان کو حضوری میں لیجائیں گی۔ خودی وپندار کے مٹتے ہی ظاہری علوم اور باطنی عمل وعبادت کسی کا خیال نہیں رہیگا اور تعینات کی ہستی معدوم ہو جائے گی۔ ہر رنگ میں وہ جان صد ہزار بہار ظاہر ہوگا، جس کی ایک نگاہ لطف پر دُنیا وآخرت کی تمام دوسری نعمتیں قربان ہیں۔ وہم ماسوائے اللہ سے نجات کامل نصیب ہوگی۔

کہاں زمان و مکان پھر کہاں یہ ارض و سما
جہاں تم آئے یہ ساری بساط برہم ہے (اصغرؔ)

طالبان خوش باش کے سینوں کو محبت کی تیز تلوار کی دھار سے چاک کر کے ان میں سے کل شے وکل خیال غرض کہ تمام غیر اللہ کو نکال لیا گیا ہے اور ان سب کے بجائے محبت الٰہی بھر دی گئی ہے۔ وہ اپنی دولت، اپنی محبت، اپنا شباب اور اپنا خونِ جگر، سب اللہ پر قربان کر چکے ہیں۔ اور اپنی ان چیزوں کو کبھی واپس لینے کی خواہش نہیں کرتے۔ اس کے صلے میں ان پر محبت کا انعکاس ہوتا ہے۔ وہ اپنے پیکر جسمانی کو جو تنزلات

Marfat.com

کا فطرتاً دِلدادہ ہے نہیں دیکھتے۔ جذبات نفسانی سے خالی ہو کر اور خیالات کی صفائی کی وجہ سے وہ اس قدر بلند ہو گئے کہ ظاہری حواسوں نے بھی جواب دے دیا۔

وہ سامنے ہیں نظام حواس برہم ہے
نہ آرزو میں سکت ہے نہ عشق میں دم ہے (اصغر)

وہ اس بلندی پر قولہ تعالیٰ ''وَفِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ'' کی رہنمائی میں پہنچ چکے ہیں، کہ اپنے اندر روح الٰہی کے علاوہ کچھ نہیں پاتے۔ احساس خودی بھی رخصت کر دیا جاتا ہے۔

لیجاتا اُن کی بزم میں کیوں میں رقیب کو
مجھ سے خودی کا ساتھ گوارا نہ ہوسکا

اب ان کا اور کل عالم کا وجود فانوس کے مانند رہ جاتا ہے۔ ان کے دلوں میں سوائے ذات واحد کے کسی کا پتہ نہیں چلتا۔ قولہ تعالیٰ:

اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطٌ ؏ (حم السجدۃ ۵۴ پ ۲۵) | آگاہ ہو جاؤ کہ وہ ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے۔

اُن کیلئے کل چیزوں پر چھائے ہوئے اور کل وسعتوں میں سمائے ہوئے کے سوا اور کچھ نہیں رہتا۔ ہر لحظہ ٹکٹکی لگائے ہوئے اپنے دل میں مسرّت اور پر اسرار انوار الٰہی کو جھلکتے ہوئے دیکھا کرتے ہیں۔ ان کی زندگی چونکہ خود فراموشی کے عالم میں بسر ہوتی ہے، اس لئے ماسوا کی طرف سے بے خبر رہتے ہیں۔

اپنا خیال بھی نہیں اوروں کا ذکر کیا مدّت ہوئی کہ بھول چکا درد سر کو میں

جب انسان عرفانِ الٰہی کے رنگ میں سرتا پا رنگ گیا پھر اس کا دل مرتبے کے لحاظ سے ابتدائی منزل کی طرف متوجہ نہیں ہوتا، کیونکہ یہ کفران نعمت ہے۔

مشربِ تصوف میں جس قدر عبادات ہیں خواہ وہ حرکات سے متعلق ہوں یا سکون سے، خواہ خارجی ہوں یا داخلی، سب شمع وحی کی روشنی سے مستفیض ہیں اور روئے زمین

Marfat.com

پر انوارِ وحی اور نبوت علیہ کے سوائے کوئی دوسری شے ایسی نہیں، جس سے استفادہ کیا جائے۔ مختصر یہ کہ جس کا مسلک عرفان ہے وہ اپنی ہستی فانی کو محوِ عبادت الٰہی کر کے، ہستی وحدت میں غرق اور عشق صمدی میں سرشار ہوتا ہے۔ معرفتِ الٰہی کا دروازہ کھل جاتا اور قرب الٰہی کی منزل اس کے سامنے رہتی ہے۔ شاہدِ مقصود کے چہرہ سے نقاب ہٹ جاتا ہے۔ اور روح بارگاہ قدس میں آتی جاتی رہتی ہے۔ رفتہ رفتہ مجاہدہ باطنی کی برکتوں سے وہ وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے روحِ لطیف کی نظر سے عناصر کے ساز و سامان اور غیر اللہ سب دور ہو گئے۔ فانی زندگی کا احساس گزر گیا۔ اعلیٰ معنی اور حیات جاودانی حاصل ہو گئی۔ راہ سلوک طے کرنے والی روح، لطف الٰہی سے آخری منزل تک ترقی کر کے طبقات ہوا و کرۂ سرد و گرم کو عبور کرتی اور حجابات افلاک کو چیرتی ہوئی ہستی وحدت میں جذب ہو کر اپنے مبدائے فیاض سے نشیمنِ لاہوتی میں واصل ہو گئی۔ اب وہ ایک لمحہ بھی اپنی نگاہ پستی کی طرف مائل کرنا نہیں چاہتی۔ کیونکہ وہ بلندی مرتبہ سے اپنے مبداء مقصود کو جان چکی ہے۔ وہ صرف ایک خیال رہ جانے سے محو نظارہ ہو گئی یہ نسبت اور اضافت جو بیان میں آتی ہے ایک ہی حقیقت رکھتی ہے۔

اولیاء اللہ درویشانِ مست واصلانِ حق ظاہر کی طرف سے آنکھیں بند کر کے باطن کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ اہلِ ظاہر اکثر ان پر لاعلمی اور بے بصری کی وجہ سے بیجا اعتراض کرتے ہیں۔ یہ اُن کی سخت غلطی ہے۔ ''لا الہ الا اللہ'' اور ''محمد الرسول اللہ'' پر سچے دل سے ایمان رکھنے والوں سے اللہ کی محبت اور اُن کے باطنی مجاہدات کے بارے میں بحث و مباحثہ کرنا نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔؟

واعظا فرقہ پرستی کا یہ چرچا کیسا
تیرا اللہ کی عبادت میں یہ جھگڑا کیسا

اے عزیز! تو آسودگانِ خاک کے لئے باعث آزارمت بن اور عارفانِ باللہ کو

Marfat.com

مت ستا۔ ورنہ تیری دنیوی اور اُخروی زندگی برباد ہو جائیگی۔

خار پیراہن مشو آسودگانِ خاک را
تا پس از مردن نگردد بر تنت ہر موے مار (صائبؔ)

(مٹی میں آسودہ رہ، دامن کا کانٹا نہ بن، تاکہ موت کے بعد تیرا ہر بال سانپ نہ بن جائے۔)

تجھ کو لازم ہے کہ دوسروں کی اصلاح کرنے سے پہلے اپنی اصلاح کرے اور دوسروں کو مسلمانی سکھانے سے قبل اپنے نفس کو پکا مسلمان بنالے۔

اے نفسے بیادِ رحمٰن نشدی وز کردہ خویش آہ پشیمان نشدی
زاہد شدی و شیخ شدی و دانشمند ایں جملہ شدی و لے مسلمان نشدی

(اے نفس تجھ سے رحمان کی یاد نہ ہوئی، افسوس اپنے اس کیے ہوئے پر پشیمانی بھی نہ ہوئی۔ تو زاہد بھی بن گیا۔ شیخ بھی بن گیا اور صاحب عقل بھی۔ یہ سب کچھ تو بن گیا، پر افسوس کہ مسلمان نہ بنا۔)

اے عزیز! نااہلوں کی اتباع میں تو اہل اللہ کو مت ستا۔ نااہلوں کی صحبت سے تجھ میں جہالت اور اُس کے تکلیف دہ نتائج کے علاوہ اور کچھ پیدا نہ ہوگا۔ اہل اللہ کی عقیدت اور خدمت سے تو حق آگاہ ہو جائیگا۔ حضرت عبداللہؒ فرماتے ہیں:

''گل باش، خار مباش، یار باش، اغیار مباش، خود را فراموشی شرطِ اسلام و یار را فراموشی کفر تمام۔ چوں یار اہل ست، ہمہ کار سہل ست۔ صحبتِ اہلان تا بجان صحبتِ نااہلان تا بنان'' (پھول بن، کانٹا نہ بن۔ دوست بن، دشمن نہ بن۔ خود کو بھول جانا شرطِ اسلام ہے اور دوست کو بھول جانا کفر۔ دوست کا اہل بن جا، ہر کام آسان ہو جائے گا۔ جب تک جان ہے اچھوں کی صحبت اختیار کر اور نااہلوں سے کنارہ کش ہو۔)

اے عزیز! یہ راستہ قیل وقال سے نہیں صدق وحال سے طے ہوتا ہے۔ تو پوری

Marfat.com

ہمت اور استقلال سے کوشش کر کہ ایک لمحہ کے لئے بھی تیرے دل کا دروازہ غیر اللہ کے لئے کشادہ نہ ہو۔ مدتوں کی پُر اخلاص جدوجہد کے بعد نشانات راہ ظاہر ہوتے ہیں۔حق تعالیٰ کے لئے لذات نفس کو ترک کر دینا، اُس کی مشیّت کے آگے دل سے سر تسلیم خم کئے رہنا اور اُس کی یاد پاک میں قلب کو محسوسات کے اثرات بد سے بچا کر، ہر وقت اور ہر حال میں لگائے رکھنا''صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا''

کار نازک تنانِ رعنا نیست سنگ زیریں آسیا بودن (حافظؒ)

(یہ خاص کام، نازک بدن لوگوں کا نہیں ہے۔اس کیلئے چکی کے نچلے پاٹ کیطرح بننا ہوتا ہے۔)

اگر تو قیل وقال اور علمی سوال و جواب میں مصروف رہے گا، تو منزل مقصود سے دور جا پڑے گا۔ بحث و مباحثہ میں مشغول رہ کر، کبر و خودی، کذب و ریا اور افراط و تفریط سے خود کو بچائے رکھنا اور اُس کی آفات، رنج اور مسرت سے فارغ رہ کر دل میں غفلت کو نہ آنے دینے کو وہی آسان کہہ سکتے ہیں، جنہوں نے اللہ کے دین اور تعلیمات اسلامی کو دنیا طلبی کا ذریعہ بنالیا ہے۔تو ان کا شعار مت اختیار کر۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں نوعمر لوگ ہلکی عقلوں کے پیدا ہوں گے جو رسول اللہ ﷺ کا قول بیان کریں گے، وہ دین سے ایسے نکلے ہوئے ہوں گے، جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے اُن کا ایمان گلوں سے نیچے نہ اُترے گا۔ جہاں تمہیں وہ ملیں اُن کو مار ڈالو، کیونکہ اُن کے مارنے والوں کو قیامت کے دن، اُن کے مارنے کا ثواب ملے گا۔ (بخاری)

نیز حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ تم میں ایک قوم نکلے گی، جو تمہاری نماز اور روزے اور تمہارے اعمال کو اپنی نماز روزے اور اعمال کے مقابلے میں حقیر سمجھے گی اور قرآن

Marfat.com

پڑھے گی، جو اُن کے گلوں سے نیچے نہ اُترے گا۔ وہ دین سے ایسی نکل جائے گی، جیسے تیر شکار سے سوکھا نکل جائے کہ شکاری کو نہ پیکاں میں کچھ لگا ہوا معلوم ہو اور نہ ڈنڈی میں کچھ لگا ہوا۔ (بخاری)

قیل و قال میں مصروف رہنا مردان راہ حق کا شیوہ نہیں۔ اُن کو باطنی حالات، روحانی عبادات اور تجلیات حق میں اس قدر مشغولیت ہوتی ہے کہ اعمال ظاہری تک کا خیال نہیں رہتا۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَكَلَّ لِسَانَهُ	جس نے اللہ کو پہچان لیا، اُسکی زبان گونگی ہوگئی

گفتگو اور اعمال ظاہری کے چرچے اُسی وقت تک نظر آتے ہیں، جب تک عرفان حق کی ہوش ربا کیفیات اور انکشاف حقیقت سے طالب کو آگاہی حاصل نہیں ہوتی۔ طالبِ صادق کے لئے نقطۂ فکر یہ ہے:

مَنْ يَقُوْلَ اللّٰهَ لَا عَرَفَ اللّٰهَ	جو اللہ اللہ کہتا ہے اُس نے اللہ کو نہیں پہچانا۔

ایں مدعیاں در طلبش بے خبر آیند
کا نرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد (سعدیؒ)

(یہ محبت کرنے والے اس کی طلب میں اتنے بے خبر ہو جاتے ہیں کہ اِن کو اُس کی خبر کے علاوہ کوئی خبر نہیں رہتی۔)

از شبلیؒ پرسیدند عارف کیانند و وصف عارفاں چیست، گفت صُمٌّ بُكْمٌ عُمْىٌ۔ گفتند ہذا صفت الکافرون است۔ فقال الکافر صُمٌّ عَنْ سَمَاعُ الْحَقِّ وَبُكْمٌ عَنْ قَوْلَ الْحَقُّ وَعُمْىٌ عَنْ رَوِيَتَهُ الْحَقُّ. وَالْعَارِفُوْنَ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْىٌ عَنْ غَيْرِ الْحَقُّ. یعنی شبلیؒ سے پوچھا گیا کہ عارف کون ہیں اور اُنکی صفت کیا ہوتی ہے۔ جواب دیا کہ بہرے، گونگے، اندھے۔ لوگوں نے کہا یہ تو کافروں کی صفت ہے۔ فرمایا کافر حق سننے سے بہرا، حق کہنے سے گونگا، اور دیدار حق سے اندھا ہوتا ہے۔ لیکن عارف غیر حق

Marfat.com

سے بہرے، گونگے اوراندھے ہوتے ہیں۔ (مکتوبات جوابی شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ)۔

بہرچہ اولیا گویند ارزقنی وفقنی
بہرچہ انبیا گویند آمَنَّا وَ صَدَّقنَا

(جو کچھ اولیا کے متعلق ہے اس کو سمجھنے کی توفیق ہو، جو کچھ انبیاؑ کے متعلق ہے اس کو مان لیا اور تصدیق کردی۔)

اے عزیز! عشق ومحبت کا مقصوداور ہے اور نام ونمود، شوروغل کی غرض اور۔ تو ہر طرف سے آنکھ، کان، زبان اور قلب کو بند کر کے صرف اللہ کا ہوجا۔ اللہ کے لئے سب کچھ قربان کردینا کچھ بڑا کام نہیں۔ غور تو کر اب بھی تیرے پاس تیرا کیا ہے۔ جس کو تو اپنا کہتا ہے، اس کا، تیرا اور سب کا مالک حق تعالیٰ ہی ہے۔

خسرؔ وادر عشق بازی کم زہندوزن مباش کان برائے مردہ سوزد جان زندہ خویش را

(اے خسرؔو عشق کرنے میں تو کسی ہندو عورت سے کم نہ ہو جو اپنے مردہ شوہر پر اپنی زندہ جان کو جلا کر راکھ کردیتی ہے۔)

اے عزیز! علم کو جسم کی راحت اور تن پروری کا ذریعہ مت بنا۔ اللہ ورسول ﷺ کی نورانی تعلیمات کی روشنی میں نفس کا تزکیہ اور روح کا تصفیہ کرکے، وادی فراق کو طے کرجا۔ راہ حق خود پرستوں پر ہمیشہ سے بند ہے۔ تو اُس کی طلب میں مردے کی طرح ہوجا اور خود سے بے خود ہوکر اپنی اجنبیت کو ختم کر کے یگانگی کی راہ سے اُس کی حریم قدس میں داخل ہو۔ جب تو اور تیرا کچھ بھی نہ رہے گا، اور جب تو نیک نامی اور بدنامی کے خیال اور ماومن سے گزرجائے گا، تو تجھ کو حیات حقیقی نصیب ہوگی اور تو خود سے مردہ، لیکن زندہ بارب ہوجائے گا۔ اُس وقت جو کچھ حق کا ہے، وہ تیرا ہوگا۔ اہل بصیرت تیرے سر پر خلافت الٰہی کا تاج اور تیرے گلے میں حَبلِ الوَرِید کا ہار دیکھیں گے۔ تیرے علم کی وسعتوں کا اندازہ کرنا، عقل وفہم کے حدود سے باہر ہوجائیگا، مولانائے رومؒ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

علم حق در علم صوفی گم شود این سخن کے باور مردم شود
علم حق در بحر علم صوفیاں گم شود نے نام ماند نے نشان
علم حق علم صفاتِ حق بود علم صوفی علم ذاتِ حق بود

(علمِ حق صوفیاء کے علم میں گم ہو جاتا ہے۔ یہ بات عام آدمی باور نہیں کر سکتا کہ علم حق صوفیوں کے علم کے سمندر میں ایسا گم ہو جاتا ہے کہ اسکا نام ونشان بھی باقی نہیں رہتا دراصل علم حق اللہ تعالیٰ کی صفات کا علم ہے اور صوفی کا علم اللہ تعالیٰ کی ذات کا علم ہے۔)

عارف بحرِ حقیقت میں شناوری کرتا اور اس میں محو ہو کر اور اپنا نام ونشان مٹا کر خود سے غائب ہو جاتا ہے۔ وہ دریا کی طرح راستہ کے نشیب و فراز کو قطع کر کے کل تاریکیوں اور روشنیوں سے گزرتا ہوا، تمام خاروخس، آلودگیوں اور پتھروں کو اپنی قلبی قوت سے ہٹاتا ہوا، آگے بڑھا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بحرِ حقیقت میں داخل ہو کر سراپا سکون بن جاتا اور خود سے بھی لاپتہ ہو جاتا ہے۔

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز کاں سوختہ را جان شد و آواز نیامد
ایں مدعیاں در طلبش بے خبرانند کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد (سعدیؒ)

(اے صبح کے چہچہانے والے پرندے عشق کی باتیں پروانے سے پوچھ کہ وہ اپنی جان دے دیتا ہے اور اس کی آواز تک نہیں نکلتی۔ یہ محبت کرنے والے اس کی طلب میں اتنے بے خبر ہو جاتے ہیں کہ ان کو اپنی خبر بھی نہیں رہتی۔)

اب کون ہے جو اُس کو ماسوائے اللہ کے جال میں پھانسے اور اُس کو تلاش کر کے عالم اطلاق سے واپس لا کر، اُس کے گلے میں ظاہری تعلقات کی زنجیریں ڈالے؟

از قیل و قالِ مذہب و ملت خلاص شد
ہر کس کہ مست گشت ز جام شرابِ عشق

(جس نے شرابِ عشق پی وہ ایسا مست ہوا کہ مذہب ملت کی تمام بحثوں سے نجات پا گیا۔)

Marfat.com

اے عزیز! تو باہمت طالبانِ حق کا ہم نشین بن اور ہمت و استقلال سے ہر لحہ حق سے، حق کو طلب کیے جا۔ اُس سے اسی کو مانگ۔

عاقبت دست بان سرو بلندش بے رسد
ہر کہ در طلبش ہمت او قاصر نیست (حافظؒ)

(سچی طلب رکھنے والا باہمت ہی منزل کی بلندیوں تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔)

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ مَعَالِی الْاُمُوْر | اللہ تعالیٰ بلند ہمت کو دوست رکھتا ہے۔

سُست اور کاہل آدمی تو دنیا کا بھی کوئی کام بخیر و خوبی انجام نہیں دے سکتا۔

لَاتَصْحَبَ الْکَسْلَانَ فِیْ حَالَاتِہٖ
کَمْ صَالِحٍ بِفَسَادِ الْاٰخَرِ یُفْسَدُ
عَدْوُ الْبَلِیْدِ اِلَی الْجَلِیْدِ سَرِیْعَۃٌ
کَالْجَمْرِ یُوْضَعُ فِی الرَّمَادِ فَتَخْمِدُ

سست آدمی کا اس کی سستی میں ساتھی مت بن۔ بہت سے نیک آدمی ان کی خرابی سے بگڑ جاتے ہیں۔ کند طبیعت والوں کا اثر تیز طبیعت والوں پر جلد پڑتا ہے جیسے آگ کی چنگاری راکھ میں دبانے سے بجھ جاتی ہے۔

جو شخص عالی حوصلہ ہوتا ہے، اس کی ہمت بلند ہوتی ہے۔ جس کا نفس پست ہوتا ہے اس کی ہمت بھی رذیل لوگوں کی طرح پست ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ بفضلہٖ علوئے ہمت ہی کی وجہ سے آسمانِ روحانیت کا آفتاب بن کر چمکتے ہیں۔ عوام بوجہ غفلت و کسالت کے اگرچہ عبادت اور یادِ الٰہی کرتے ہیں۔ مگر بہت کم اور بددلی سے۔ وہ اپنے مبداء اور حقیقت کی طرف جیسی توجہ کرنا چاہیے نہیں کرتے۔

عَلٰی قَدْرِ اَھْلِ الْعَزْمِ تَاْتِی الْعَزَائِمُ
وَتَاْتِیْ عَلٰی قَدْرِ الْکَرِیْمِ الْمَکَارِمُ (متنبی)

یعنی ارادے والوں کے ارادے اور شرفاء کی بزرگیاں اُن کے حوصلوں کے موافق ہوتی ہیں۔

Marfat.com

تو و طوبیٰ وما و قامت دوست فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

(تیرے لئے طوبیٰ اور میرے لئے دوست کی ذات۔ ہر کسی کی فکر اسکی ہمت پر مبنی ہوتی ہے۔)

اہلِ ہمت کا مطمحِ نظر ذاتِ الٰہی ہے۔ وہ حصول مقاصد میں دوسری اغراض سے کچھ واسطہ نہیں رکھتے۔ وہ محبوب حقیقی کے حصول قرب اور دیدار جمال کے لئے ہمیشہ ریاضت و مجاہدے کے ذریعے سے طریقت کے مراحل اور حقیقت کے منازل طے کر کے معرفت کے میدان میں پہنچ جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان پر مالکِ حسن دلفریب کی ہر ساعت ہر لحظہ بے پناہ جلوہ ریزیوں کا ظہور ہوتا ہے۔ ان پر جو کچھ گزرتا ہے وہ کسی کو کیوں اور کیسے بتائیں۔؟ قولہٗ تعالیٰ:

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ؕ (النساء آیت ۱۶۶ پ ۶) | اور بس اللہ گواہ کافی ہے۔

عارفوں کے لئے اللہ کافی اور ان کو شہودِ الٰہی بس ہے۔

اے زاہد کاہل! تو اپنی پست ہمتی اور جہالت کے سبب ظلمتِ نفس میں گرفتار اور پست خیالات میں اسیر ہے۔ تو نفسانی اغراض، ریائی عبادت اور ظاہر آرائی میں مصروف رہ کر اپنے جامہ میں پھولا نہیں سماتا۔ تو نورِ عقل سے دور، معرفتِ الٰہی سے مستور، نشۂ غفلت اور نفسانی خواہشات میں چور ہو کر رات دن متابعتِ نفس امارہ اور شکم پروری میں مشغول رہتا ہے۔ افسوس صد افسوس۔ اے فریب کار، بدعہد اور ظالم انسان اپنی بدعہدی اور غلط روی کو دیکھ کر غرقِ ندامت ہو۔ تو نے کون و مکان کے حکمران اور ہیبت و جلال والے اللہ سے کیا وعدہ کیا تھا؟ وہ اس کے پورا کرنے کا تقاضا کر رہا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ (البقرۃ آیت ۴۰ پ ۱) | تم میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارا وعدہ پورا کروں گا۔

وعدہ سے وہ پیمان مراد ہے جو روزِ ازل کُل روحوں سے لیا گیا تھا۔ جس کا سب سے

Marfat.com

اہم اور بڑا رکن کلام اللہ کی رہنمائی میں معرفت الٰہی کے حاصل کرنے کا اقرار ہے۔

کیا اچھی احکام الٰہی کی تعمیل اور نبی اکرم ﷺ کی پیروی کی جارہی ہے۔؟ کیا مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کی طاعت وعبادت کسی عبد صالح کو اسی طرح کرنا چاہیئے۔؟ کیا اسی کو ایفائے وعدہ کہتے ہیں۔؟ کیا اسی طرح زندگی گزارنے کا اقرار کیا تھا۔؟ کیا یہی اللہ تعالیٰ کے اسمائے صفات پر ایمان لانا ہے۔؟ اے عزیز! اللہ کے لئے دنیا کی محبت کو دل سے نکال دے۔

چھوڑ اس زال کی الفت نہ سمجھ اس کو عروس
صدہا شوہر کئے ہیں اس نے مثالِ رستم

تم کو لازم ہے کہ اپنے نفس امّارہ اور قلبِ زنگ خوردہ کو مجاہدے کی بھٹّی میں ڈال کر سوخت کردو۔ تاکہ وہ ماسوا اللہ کے میل سے پاک وصاف ہوکر اصلی حالت پر آجائے۔ یعنی نفسِ امّارہ سے لوّامہ کا اور لوّامہ سے مطمئنہ کا درجہ نصیب ہوکر اوصاف ملکوتی سے متّصف ہو۔ قولہ تعالیٰ:

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ (ہود آیت ۱۱۱/۱۱۲ پ ۱۲)	اور بے شک جتنے ہیں ایک ایک کو تمہارا رب اس کا عمل پورا بھردے گا اسے ان کے کاموں کی خبر ہے۔ تو سیدھا چل جیسا تجھ کو حکم ہے۔

مستقیم وہ شخص ہے جو خلوص نیت سے بغیر کسی دُنیوی واُخروی خیال کے خالص اللہ کی عبادت کرے تاکہ منزلِ مقصود پر پہنچ کر انکشافِ حق سے ہر طرف انوارِ ربانی کا مشاہدہ کرے۔ قولہ تعالیٰ:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ○ (آل عمران آیت ۱۹۰ پ ۴)	بے شک آسمان وزمین کے بنانے میں اور رات دن کے ہیر پھیر کرآنے میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

Marfat.com

حق کے عظیم الشان مسرت بھرے جلوے جو ہر جگہ عالم کی فضا میں نمودار ہیں اُن کا چشم بصیرت سے مطالعہ کر۔ علم تصوف پر عمل کرنے سے تجھ کو معلوم ہوگا کہ اللہ کی کائنات کے کل محسوس و غیر محسوس اجسام اور کیفیات کی مختلف نوعیتیں انسان کو دعوتِ کیف بن کر حقیقت کی طرف رہنمائی کر رہی ہیں۔

پیارے عزیزو! تم طریقت کی شاندار منزل سے کیوں ناآشنا ہو۔؟ اس کی طرف تم دلیرانہ توجہ کیوں نہیں کرتے۔؟ اس کی متابعت سے کیوں انکار کرتے ہو۔؟ تمہاری خود بینی اور علمی پندار نے تم کو اس طریق نبوی ﷺ کی پیروی سے شک و شبہ میں ڈال دیا ہے۔ آخر اس کے ماننے میں تم کو کیوں اعتراض ہے۔؟ اگر تمہارا آخرت پر ایمان ہے تو اپنے معبود برحق اور پیارے رسول اکرم ﷺ کے احکام، جن سے تمہاری حقیقی فلاح اور نجات وابستہ ہے، تم کو سنائے، بتائے، دکھائے، پڑھائے اور سمجھائے گئے، اس پر بھی تم اپنی زندگی کا مقصد حاصل کرنے کے لئے طریقت کی عبادت اور مجاہدہ وغیرہ سے فائدہ اُٹھانا نہیں چاہتے۔ تم کو چاہیئے کہ حق کے لئے ہمّت کرو تا کہ تم پر زندگی کے سربستہ راز کھل جائیں۔ طریقت کے خلاف تمہارے موجودہ خیالات اور عقائد سے تم کو کوئی فائدہ سوائے مہجوری حق کے نہ ہوگا۔

محال ست سعدیؔ کہ راہِ صفا توان رفت جز در پئے مصطفےٰ
خلافِ پیمبر کسے رہ گزید کہ ہر گز بمنزل نخواہد رسید

(اے سعدیؔ بہتری کا راستہ طے کرنا حضور ﷺ کی پیروی کے بغیر ناممکن ہے۔ پیغمبر کے مخالف راستہ چلنے والا ہرگز منزل تک نہیں پہنچ سکتا۔)

آخرت کو دنیا کے عوض نہ فروخت کرو۔ اعلیٰ کو ادنیٰ کے عوض کیوں چھوڑتے

Marfat.com

ہو۔۔۔؟ یہ کفرانِ نعمت ہے۔ پراگندہ اور معمولی عبادت رسمیات کے تحت کر کے تم کس طرح خود کو بے انتہا راحت اور دیدارِ حق کا مستحق خیال کر سکتے ہو۔۔۔؟ اگر تمہارا آخرت پر ایمان نہیں ہے، تو غور کرو کہ کہیں تم دائرہ اسلام سے باہر تو نہیں ہوئے جا رہے ہو۔ تم کتاب اللہ بھی پڑھتے ہو۔ کیا تم کو اپنے معاملات کی نسبت اتنا بھی شعور نہیں کہ ان کو اللہ کے ساتھ صاف و درست رکھو۔ اور اپنے پند و نصائح پر خود بھی عمل کرو۔

وعظ گوئی خود نیاری در عمل
چشم پوشی ہمچو شیطان دغل　(بوعلی شاہ قلندرؒ)

(اے بھائی تو وعظ تو کہتا ہے لیکن اس پر خود عمل نہیں کرتا۔ تیری یہ چشم پوشی شیطان کی سی ہے۔)

دوسروں کے اعمال حسنہ تمہارے لئے مفید نہ ہوں گے۔ تم کو مناسب ہے کہ پہلے اپنی بہبودی کی فکر کرو۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ط (الزمر آیت ۷ پ ۲۳)	اور کوئی شخص دوسرے (کے گناہوں) کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔

ہر شخص اپنی خطاؤں کا وبال آپ ہی بھگتے گا۔ یقیناً بے گناہ ہو یا گنہگار ہر شخص کے ساتھ اس کے اعمال ہونگے۔ ہر شخص کو اپنے کردار کا بار اُٹھانا پڑے گا۔ یہ میرا کہنا نہیں، بلکہ رب العالمین کا فیصلہ ہے۔

اے عزیز! اگر تو اس بات کا آرزومند ہے کہ تیرے نفس کی تمام کجی دور ہو جائے اور وہ ہر قسم کی بیماریوں سے پاک وصاف ہو کر بارگاہ حق کے لائق ہو سکے، تو تیرا فرض ہے کہ دُنیا کی محبت اور فانی چیزوں کا لگاؤ دل سے دور کر دے۔ دُنیا کی محبت تمام کمزوریوں، آلائشوں اور گناہوں کی جڑ ہے۔ اسی میں مبتلا ہو کر انسان صدق مقال

Marfat.com

اور اکلِ حلال سے محروم ہو جاتا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جھوٹ بولنا اور رزقِ حلال کی فکر نہ کرنا، غلبہ نفسانیت اور اللہ تعالیٰ پر عدمِ اعتماد کی وجہ سے ہوتا ہے اور جب تک حق تعالیٰ کی صفات پر ایمان نہ ہو، کوئی شخص مردِ راہِ حق نہیں کہا جا سکتا۔ جو دوسروں کا مال ناجائز طریقہ سے کھاتے ہیں اُن کے لئے کلامِ الٰہی میں ارشاد ہوا ہے کہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور جھوٹ بولنے والوں کے متعلق ارشادِ باری ہے۔

اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ (النحل آیت ۱۰۵ پ ۱۴)	جھوٹ وہی بولتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔

اس راہ میں سالک کے لئے اکلِ حلال اور صدقِ مقال اولین فرائض ہیں، اور جب تک دنیا کی محبت دل میں موجود ہے ان دونوں فرضوں کا کامیابی سے ادا کرنا آسان نہیں۔ دنیا ہی کی محبت کی وجہ سے انسان کے دل میں حُبِ جاہ و مرتبہ پیدا ہوتی ہے، جس کی وجہ سے انسان حق تعالیٰ کی محبت سے محروم ہو کر صراطِ مستقیم سے دور جا پڑتا ہے۔ دوسروں کو اپنے دامِ عقیدت میں پھانسنا، لوگوں میں اپنی ناموری اور نیک اعمال کی شہرت کی آرزو کرنا اور اپنے اقتدار اور قبولِ خلق کا خیال رکھنا، یہ سب حُبِ جاہ میں داخل اور بارگاہِ صمدی سے غافل کرنے والی باتیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو انسان انوارِ باقی تعالیٰ پسند نہ کرے اور فانی کی ظلمت بھری چاہتوں کو دل سے دور نہ کرے، وہ نہ کبھی حق آشنا ہو سکتا ہے اور نہ سلامتی سے خوشی خوشی بارگاہِ رحمٰن کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ ایسے انسان کو آخرت میں کسی فلاح کی اُمید نہ رکھنا چاہئیے۔ قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ (القصص آیت ۸۳ پ ۲۰)	یہ (فلاح) آخرت کا گھر ایمان والوں کے لئے ہے جو دنیا میں جاہ و مرتبہ نہ چاہیں۔

حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جاہ و مال کی محبت نفاق کو اس طرح دل میں اگاتی ہے، جس طرح پانی سبزہ کو اگاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت بشر حافیؒ کا قول ہے کہ میں کسی کو ایسا نہیں جانتا کہ وہ لوگوں میں پہچانے جانے کو دوست رکھتا ہو اور اسکا دین برباد نہ ہوا ہو۔

اے عزیز! جن علوم، اعمال اور مشاغل کا انحصار حواس جسمانی پر ہو، وہ ان کے خراب ہونے سے برباد ہو جاتے ہیں۔ بیماری، زخم، بڑھاپے، یا نشے کی حالت میں جب حواس صحیح نہیں رہتے، تمام اعمال و علوم فراموش ہو جاتے ہیں۔ حالت خواب میں بھی ان کی کوئی اہمیت نظر نہیں آتی۔ اس کا اندازہ ہر شخص بآسانی کر سکتا ہے، کیونکہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کو نیند نہ آتی ہو اور جس کے ظاہری حواس معطل نہ ہوتے ہوں۔ جو علم و عمل حواس جسمانی کے ساتھ فنا ہو جائیں، وہ باقیات الصالحات نہیں ہو سکتے۔ اعلیٰ درجہ کے باقیات الصالحات اعمال حسنہ کے روحانی اثرات، ملکوتی اخلاق، اوصافِ الٰہی، معرفتِ حق، صدق، نفسِ مطمئنہ، قلبِ سلیم وغیرہ ہیں۔ یہ سب نفس انسانی کی روحانی ارتقائی منازل ہیں۔ نفس انسانی جس قدر آسمانی اخلاق اور اوصاف سے متصف ہو جائے گا، اسی قدر قرب الٰہی سے وہ شاداں و فرحاں ہوگا۔

علوم اور اعمالِ ظاہری کے فوائد سے انکار نہیں۔ اگر اُن کے ذریعے اصلاحِ قلب، تزکیۂ نفس اور تصفیۂ روح مطلوب ہو، تو بے شک وہ بہت مفید ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اعمالِ ظاہری و باطنی درجہ بدرجہ رہنمائے منزل تو ہو سکتے ہیں لیکن حاصل منزل نہیں کہے جا سکتے۔ جب انسان مجاہدہ بالنفس، ذکر و فکر اور دوسرے اعمال قلب و روح

Marfat.com

کے ذریعے اوج کمال پر پہنچ جاتا ہے، تو خود سے غائب ہو کر حضوریٔ حق سے سرفراز ہوتا ہے۔ اس کو ایمان بالغیب کی بجائے مشاہدہ حق اور دروازہ کھٹکھٹانے کی بجائے نورِ قرب نصیب ہوتا ہے۔ اس کو گذری ہوئی عبادت و اعمال کی منزلوں پر واپس آنے کا کسی طرح اور کسی وقت خیال بھی نہیں آتا۔ مولانا رومؒ نے اس حالت کو تمثیلاً اس طرح واضح فرمایا ہے۔

ہر کہ با سلطاں شود اُو ہم نشیں | بر درش ماندن بود حیف و غبیں
دست بوسش چوں رسید از بادشاہ | گر گزیند بوس پایا شد گناہ
گرچہ سر بر پانہادن خدمت است | پیش آں خدمت خطا و ذلت است
شاہ را غیرت بود بر ہر کہ اُو | بو گزیند بعد ازاں کہ دیدہ اُو

جو شخص سلطان کا ہم نشین ہو، اس کا دروازہ پر کھڑا رہنا قابل افسوس ہے۔ بادشاہ کی طرف سے جس کو دست بوسی کا مرتبہ عطا فرمایا گیا ہو، اگر وہ پا بوسی کا ارادہ کرے تو غلطی کرے گا۔ اگرچہ پاؤں پر سر رکھ دینا بھی خدمت ہے، لیکن ایسے شخص کیلئے جس کو دست بوسی کا مرتبہ عطا ہو چکا ہے، یہ خدمت باعث ذلت ہے۔ وزیر کو دربانی سے کیا مطلب۔؟ بادشاہ کو اس بات سے غیرت آتی ہے کہ جس کو اس کے تقرب کا شرف عطا ہو چکا، وہ دور سے کھڑا، بُو سونگھا کرے۔ ان اشعار میں بادشاہ سے مولانا رومؒ کی مراد ذات حق ہے۔

اے عزیز! جو بزرگ انسان ریاضت و مجاہدہ کی سیڑھی پر اخلاص و صداقت کی روشنی میں چڑھ کر بام رفعت و کمال پر پہنچ گئے، جن کے اعمال و عبادت کو بارگاہِ ذرہ نواز سے شرف قبولیت عطا فرمایا گیا اور جو اپنے ارادے اور خودی سے مردہ ہو کر ارادت حق سے متحرک اور زندہ بارب ہو گئے، وہ ازخود کسی عمل و عبادت میں مشغول رہنا نہیں چاہتے۔ حق تعالیٰ جو روحانی حالت و صفت ان میں چاہتا ہے، ظاہر فرماتا

Marfat.com

ہے۔اور جس طرح پسند کرتا ہے اُن کے اجسام کو متحرک رکھتا ہے۔قولہ تعالیٰ:

وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۙ (النجم آیت ۴۳ پ ۲۷)	اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رلاتا ہے۔

فنائے خودی اور پندار ہستی کے ساتھ اُن کا سب کچھ فنا ہو گیا۔اب تو اُن کو یہ خیال بھی نہیں آتا کہ وہ کون ہیں اور اُن کو کیا کرنا اور کیا نہ کرنا چاہیئے۔قولہ تعالیٰ:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ (الحجر آیت ۹۹ پ ۱۴)	اپنے رب کی یہاں تک عبادت کر کہ تجھ کو یقین آجائے۔

شیخ الصوفیاء حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں۔

الـــرب حــق والــعبــد حــق — یالیت شعری من المکلف
ان قلت عبد فذاک میّت — اوقلت رب انی یکلف

یعنی حق تعالیٰ خود عابد اور خود معبود ہے۔میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مکلّف بالشرائع کون ہے ___؟ اگر تم کہو کہ بندہ مکلّف ہے تو یہ غلط ہے، کیونکہ وہ تو بذاتہٖ مردہ ہے اور اگر رب کو مکلّف کہو تو یہ محال ہے۔ (فتوحات مکیہ جلد اوّل)

فیا لیت شعری من یکون مکلفا — ومــا ثــم الا الله لیــس سـواء

کاش مجھے معلوم ہوتا کہ مکلّف کون ہے۔(اور) جبکہ یہاں اللہ کے سوا کسی کا وجود ہی نہیں ہے۔ (رسائل ابن عربی کتاب الجلالۃ ص ۱۲)

اے عزیز! اپنی خودی کو الوہیت حق تعالیٰ کے مقابل کرنا، مردودیت کا پھل لاتا ہے۔شرطِ ادب یہ ہے کہ الوہیت حق کے سامنے خود کو کلیتہً مغلوب جانے اور نیست ہو جائے۔جب واجب الوجود نے انسان کو صفت تکوین کا مصدر بنایا اور اس کو ہویّتِ ذاتی، نظرِ لاہوتی، تجلّی جبروتی اور کل اسماء وصفات کا علم عطا فرمانے کے بعد اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ (الاحزاب) کا پردہ ڈال دیا تو وہ بذاتہٖ تیرہ وتار اور جاہل و نادان ہو گیا۔وہم غیریت سے وہ اس شک وشبہ میں پڑ گیا کہ میرے سوائے کوئی اور بھی

Marfat.com

ہے۔اس وہم کی بدولت وہ شک کے جال میں پھنس گیا۔یہ وہم اگرچہ متمنع الوجود ہے لیکن اسی سے عالم کا ظہور ہے۔جب وہم اٹھ گیا تو کائنات کا وجود غائب ہوجاتا ہے۔بجز ذات واجب الوجود کے اور کچھ نہیں رہتا۔وہم سوائے وہم کے اور کچھ نہیں۔ جب یہ اٹھا تو اللہ ہی اللہ ہے۔ایک سرد لوہے کا بڑا ٹکڑا بھٹی میں ڈال کر خوب تیز آنچ سے دھونکا جائے،تو وہ اپنی اصلیت کو کھوکر ''انا النار'' پکار اٹھتا ہے اور حقیقت میں اس کی حدت معمولی آگ کی حدت سے بڑھ جاتی ہے اور اس کی اپنی اصلی ہستی کا پتہ بھی نہیں چلتا۔تقریباً یہی حالت سالک کی بحرِ توحید میں غرق ہونے کے بعد ہوجاتی ہے۔اس کا کوئی اچھا یا برا فعل اس کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہیئے۔ہوسکتا ہے کہ اللہ کے مجذوب کی زبان سے کچھ ایسی باتیں سننے میں آئیں جو عوام کی عقل وفہم کے معیار پر غیر مناسب ہوں لیکن اس کو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔

گر ہمہ عیب ہا بہ بندہ در است
ہر عیب کہ سلطان بہ پسند و ہنر است (سعدیؒ)

(اگر کسی بندے کے عیب بادشاہ پسند کرے تو وہ عیب نہیں کہلائے گا بلکہ وہ ہنر ہوگا۔)

اے عزیز! تو اپنے دل کو برے خیالات ــــ کبر،ریا،بغض وغیرہ ــــ سے اللہ تعالیٰ کے لئے پاک وصاف کرلے۔سوختگانِ عشقِ الٰہی سے ہی نہیں بلکہ اپنے دل میں کسی سے کینہ اور کھوٹ نہ رکھ۔حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے میرے بیٹے اگر تجھ سے یہ ممکن ہو کہ تو صبح سے لے کر شام تک اس حال میں بسر کرے کہ تیرے دل میں کسی سے کینہ اور کھوٹ نہ ہو،تو تو ایسا ہی کر۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے میرے بیٹے یہی میرا طریقہ اور سنّت ہے۔پس جس شخص نے میرے طریقہ کو پسند کیا اس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے مجھ کو دوست رکھا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔(ترمذی۔مشکوٰۃ)

Marfat.com

صحیح حدیث میں حضور علیہ السلام کی یہ دعائے پاک ہماری رہنمائی کے لئے بروایت حضرت معاذؓ بن جبل موجود ہے۔ ''اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں تیری محبت اور اس شخص کی محبت جس سے تو محبت کرتا ہے اور اس کام کی محبت جو مجھ کو تیری محبت سے قریب کردے''۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، احمد)

رسول اللہ علیہ السلام نے اعلانِ نبوت سے پندرہ سال پہلے بھی خلوت کو پسند فرمایا اور غارِ حرا میں ایک ہفتہ اور گاہے دو ہفتہ عبادت کرتے تھے۔ جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ سرور کائنات علیہ السلام اس غار میں ایک ماہ تک تشریف رکھ کر عبادت الٰہی کیا کرتے تھے۔ اے طالب صادق اگر تو بھی خوشحال اور پرامن روحانی زندگی بسر کرکے حقیقی کامیابی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اپنی طبیعت کو نفسانی خواہشات سے پاک وصاف کرکے غیر کے خیالات سے علیحدہ ہوکر، تسکینِ نفس، آرامِ دل اور راحتِ روح کے لئے تخلیہ میں بیٹھ کر حواسِ ظاہری کو بند کرکے، قلبی حواس کھول اور کمالِ غور وفکر سے ذاتِ بے کیف کی طرف قلب سے متوجہ ہوکر، مشاہدۂ انوار کر۔

قلب سے متوجہ ہونے کے یہ معنیٰ ہیں کہ ذات جو بمقتضائے ''وفی انفسکم'' کے انفاس میں ظاہر ہے اس کی شناخت کے لئے غور وخوض کرے۔

ہر سانس دے رہا ہے مجھے مژدۂ طرب
پہچاننے لگا ہوں تری رہ گذر کو میں

یہ اسی وقت ممکن ہے جب خلوت نشین ہوکر ظاہری تعلیمات اور اوہام کو، جنہوں نے آئینۂ ذات کو مکدر کردیا ہے، دل سے دھو ڈالے۔ اس وقت اصل ذات کا علم اور اس کی جلوہ ریزیاں ہوں گی، اور ''مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ'' (دیلمی فی الفردوس) کا لطف حاصل ہوگا۔ حضرت عطارؒ فرماتے ہیں۔

گر صفت طبعہارا تو نفی کنی — روئے حق بینی از در و دیوار

Marfat.com

(تو اپنے ظاہری حواس سے نکل جا تو تُو ہر چیز میں حق کا نظارا کرے گا۔)

اس بارہ میں صدر آرائے بزمِ سرورِ روحانی، آشنائے کوئے عرفانی اور غریق بحرِ توحید حقانی مولانا رومؒ اس طرح ارشاد فرماتے ہیں۔

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند گر نہ بینی سرِّ حق بر ما بخند

جب جوارح انسانی یعنی ظاہری آنکھ، کان اور زبان، اپنا فعل ترک کردیں اور ''بی یَسْمَعُ اور بی یُبْصِرُ'' ہوکر، دیدۂ بصیرت انوارِ عرفان سے سرمگین ہوجائے، تو چمن و بیابان حتیٰ کہ ہر ذرۂ بے مقدار اُس حسن دِلربا کا پتہ دینے لگتا ہے۔ کائنات کا ہر وجود اس کے خورشیدِ انور کا آئینۂ انجمن افروز ہے۔ مگر جاہل و نادان خوابِ خرگوش میں مدہوش اور اپنی اصل حقیقت سے بے خبر ہیں۔ عارف کی نظر جس طرف پہنچتی ہے، اس کا جمال جہاں آراء شمع عرفان لیکر استقبال کرتا ہے۔ ذرہ ذرہ اس کی عطیات نامتناہی کا دم بھرتا ہے۔ ہر در و دیوار محوِ نظارہ اور قطرہ قطرہ انا البحر کی صدا دیتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِیۡ شَاۡنٍ ۚ (الرحمٰن) جملہ اسماء و صفات اور گوناگوں شانوں کے پردے میں ہر وقت رنگ صبغتہ اللہ جلوہ افروز ہے۔ اے طالبِ حق! اس حسنِ لازوال کی جستجو کر جو ہر روز بلکہ ہر لمحہ نئے نئے جلوؤں میں ظاہر ہے۔ اس مطلع انوارِ حسن کو تلاش کر جو آنِ واحد میں ہزاروں کرشمے دکھا کر تجھے از خود رفتہ بنادے۔ وہ ایسا پردہ نشین ہے جو ہر جگہ موجود ذرہ ذرہ میں نت نئی صورت سے ظاہر اور نئی شان سے جلوہ گر ہے۔

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

بالکل یہی کیفیت اس ہرجائی شاہدِ حقیقی کی ہے کہ سب جگہ، سب کے سامنے، سب کے ساتھ، سب میں موجود، مگر سب سے الگ تھلگ۔

Marfat.com

اے نامِ تو سر دفتر اسرارِ وجود ۱ نقش و صفت ہر در و دیوارِ وجود
در پردہ کبریا نہاں گشتہ زخلق ۲ بنشستہ عیاں بر در و دیوارِ وجود

اے رب کریم سُبحانی تیرا نام دفتر وجود کے دل پُر اسراروں کا نشان ہے۔ ہر نمایاں وجود کے در و دیوار پر تیری ہی صفتِ ذات کا ظہور ہے۔ کل موجودات سے تیری جُملہ صفات ظاہر ہیں۔ تو خود اپنی وحدت کے پردۂ عظمت میں مخلوق سے چھپا ہوا ہے۔ کثرتِ تعیّنات کے ہر موجودہ وجود کے در و دیوار پر تو ہی اپنی شان سے بمقتضائے "کُلِّ شَیٍٔ مُّحِیطٌ" کے خود اظہر من الشّمس جلوہ افروز ہے۔ اس پر بھی تیری ذات کو ہر شخص نہیں پہچان سکتا۔

روشن ہے جس سے بزم جہاں وہ حسیں ہو تم
بے پردہ ہو کہ بھی بڑے پردہ نشیں ہو تم

اگر کسی نے موجودات پر نظر دوڑائی اور محسوسات سے گہرا تعلق قائم کر لیا تو، اشیائے فانی پر فریفتہ ہو کر اصلاحِ نفس سے غافل ہو گیا اور عذاب ہائے گونا گوں کا شکار ہوا۔ برخلاف اس کے اگر اصلاح باطن کی طرف توجہ کی تو ظاہر سے روگردانی کر کے بالکل خاموش اور بے حس و حرکت ہو کر حقیقت پر مائل ہو گیا اور اپنی اصل حقیقت سے جا ملا۔

اے عزیز! تیری زندگی کا ایک ایک لمحہ نہایت قیمتی گوہر ہے تو محسوسات کی لذّتوں پر فریفتہ ہونے کی وجہ سے اس کی قدر و قیمت سے غافل ہے۔ جب تیرے دل سے غفلت کا بادل دور ہو جائے گا تو اس وقت تجھ کو اس بے بہا گوہر کی اعلیٰ اہمیت کا احساس ہو گا۔ تیرا فرض ہے کہ اس نایاب اور لاثانی سرمایہ کو طلبِ الٰہی کے علاوہ کسی دوسرے کام میں صرف نہ کرے۔

Marfat.com

اے تازہ جواں بشنو ازیں پیر کہن یک نکتہ کہ ہست اندر او مغز سخن
یارے کہ در و معرفتے نیست میگر کاریکہ در و منفعتے نیست مکن

(اے نو جوان مجھ عمر رسیدہ سے ایک ایسی نکتہ کی بات سن جو سب کا نچوڑ ہے: ''ایسا دوست جس کی باتوں میں معرفت شامل نہ ہو اس کو نہ سُن اور ایسا کام جس میں نفع نہ ہو، اس کو ہاتھ نہ لگا۔'')

تیری زندگی کا سب سے اعلیٰ واحد مقصد یافتِ حق یا معرفتِ الٰہی ہے۔ تو نہایت ہمت واستقلال سے شریعت کے اوامر ونواہی کی بجا آوری کا خوگر ہوکر، جلد از جلد منزلِ طریقت میں داخل ہو جا۔ اپنا سب کچھ اللہ پر نثار کر کے، عشق ومحبت کی روشنی میں منزلِ حقیقت سے گزر کر اپنی خودی اور پندار ہستی کو رخصت کر کے عرفانِ حق کے بحر نا پیدا کنار میں چھلانگ مار۔ اَلشَّرِيْعَةُ كَالسَّفِيْنَةِ وَالطَّرِيْقَةُ كَالْبَحْرِ وَالْحَقِيْقَةُ كَالصَّدَفِ وَالْمَعْرِفَةُ فِيْهَا كَالدُّرِّ فَمَنْ اَرَادَ الدُّرَّ رَاكِبَ فِي السَّفِيْنَةِ ثُمَّ شَرَعَ فِي الْبَحْرِ ثُمَّ يَصِلُ اِلَى الدُّرِّ يُغْنِيْ اِلَى اللهِ وَمَنْ تَرَكَ هٰذِهِ الطَّرِيْقَةَ لَمْ يَصِلُ اِلَى الدُّرِّ يُغْنِيْ اِلَى اللهِ۔ شریعت، کشتی۔ طریقت، دریا۔ حقیقت، سیپ اور معرفت موتی ہے۔ جس شخص نے زھد و اتقا کے ذریعہ دُنیا و مافیہا کے افکار سے الگ ہو کر اور ہر طرف سے منہ موڑ کر اللہ قادر و قیوم کے ذکر کی مشق کی، اس کے دل میں جذبات خلوص ومحبت بیدار ہوئے۔ اور وہ ہمت کے ساتھ دریائے طریقت میں اترا۔ اس کے پاکیزہ دماغ نے طوفانی سکوت سے ریاضت کی گہرائیوں میں غوطہ لگا کر انکسار و عاجزی کے ہاتھوں سے سیپ ڈھونڈنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ بفضلہٖ اس کو سیپ مل گیا۔ پھر اس کو صالح تفکر کے ذریعہ وجدانی حالت میں کھولا تو اس کو معرفت حق کے دُرِ بے بہا کی آب وتاب نے متحیر کر دیا۔ اس کے دل سے تجلیاتِ ربانی کے عکوس گوہر بیز فوارہ کی طرح اُبلنے لگے۔ احساسِ ہستی ختم ہو گیا۔ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہ رہا۔ جلوۂ الٰہی میں مستغرق۔ دُنیا سے بے نیاز اور آخرت سے مستغنی ہو گیا۔

Marfat.com

دُنیا و دیں کھو گئے کس کی جھلک دیکھی
یہ کون آرہا ہے کیسے پارہا ہوں میں

جس نے اس طریق انبیائے علیہم السّلام اور اولیائے کرامؒ سے غفلت اختیار کی اور محسوسات کی لذّتوں پر فریفتہ ہو کر دُنیاو آخرت کی چاہتوں کو نہ چھوڑ سکا، وہ گوہر مقصود یعنی دیدارِ الٰہی سے ہمیشہ کے لئے محروم و بے نصیب ہو گیا۔ **تمثیل**، چشمہ ہمیشہ ندی سے ملا کرتا ہے از خود براہ راست سمندر میں نہیں گرتا۔ شریعت چونکہ طریقت میں ملنے والا چشمہ ہے۔ جب یہ چشمہ طریقت کی ندی میں مل جاتا ہے، تو اس کا اپنا نمایاں وجود برقرار نہیں رہتا اور مقام اتصال سے آگے بڑھ کر طریقت کی ندی کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جب ندیٔ طریقت، دریائے حقیقت میں ملتی ہے تو اپنے مقام سے اور اتصال سے آگے چل کر اس کو ندی یعنی طریقت نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ دریائے حقیقت کہلاتا ہے یہ دریائے حقیقت بھی آگے چل کر معرفت الٰہی کے بحر ذخار میں جا گرتا ہے اور جداگانہ ہستی کو ختم کر دیتا ہے۔ اب صرف ایک بحرِ محیط بے رو، بے جہت اور بے پایاں موجزن نظر آتا ہے۔ کس کو—؟ اِن منزلوں کو مختصراً صفحہ نمبر (۶۲۶) پر دیئے گئے نقشہ سے باآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔

جب طالب رجوع الی الحقیقت ہوتا ہے تو پہلا درجہ فنا فی الشیخ حاصل کرنے کے بعد فنا فی الرسول اور اس کے بعد فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ پھر صورت سے بے صورت ہو کر وہم تعینات رفع ہونے کے بعد دائمی سکون اور حقیقی آرام پاتا ہے۔

صورت از بے صورتی آمد برون بازشد اِنَّـا اِلَیْـهِ رَاجِعُوْنَ (رومیؒ)

(ہر صورت بے صورتی بنتی جاتی ہے۔ انا الیہ راجعون۔)

صاحبانِ تفکر پر باآسانی واضح کرنے اور بہ سہولت تمام ذہن نشین کرانے کی غرض سے ان منزلوں کا صفحہ نمبر (۶۲۷) پر نقشہ درج کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

نمبر شمار	نام منزل معہ عالم متعلقہ	اس منزل کو طے کر کے بالائی منزل کی طرف ترقی کرنے کیلئے ضروری اعمال	کیفیت
۱	شریعت (ناسوت یا عالم شہادت)	لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اُسکی نازل کردہ کتابوں، اس کے رسولوں، ملائکہ، حیات آخرت، تقدیر الٰہی پر ایمان لانا، فرائض پنجگانہ کی ادائیگی۔ اوامر و نواہی کی پابندی۔	عبادت کرتے وقت عابد کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے، تاکہ شوق پیدا ہو کر طریقت کی طرف لے جائے۔
۲	طریقت (عالم ملکوت یا واحدیت)	تقویٰ، طہارت قلب، تزکیہ نفس، صبر و توکل، صدق و اخلاص، ادب و حیا، تسلیم و رضا اختیار کرنا۔ مدام ذکر و فکر میں رہنا اور مراقبہ کرنا۔ محسوسات کی لذت اور مشتبہات کو اللہ کے لئے چھوڑنا۔	سالک کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ گویا وہ حق تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اپنے قلب کے دروازوں کو غیر اللہ پر بند کرنے کی کوشش کرے۔ تاکہ جذبہ عشق و محبت بیدار ہو کر قرب حق کا باعث ہو۔
۳	حقیقت (عالم جبروت یا وحدت)	متخلق باخلاق اللہ ہونا اور عشق و محبت الٰہی کی آگ میں ماسوائے اللہ کے خیالات کو جلا دینا۔ مجاہدہ بالنفس اور نور وحدت کی روشنی میں خودی اور پندار ہستی کے داغوں کا دل سے صاف کرنا۔ عین الیقین سے وحدانیت حق کا مشاہدہ کرنا۔	سالک کو چاہیئے کہ اپنی ہستی اور کل کائنات کو نمود بے بود جانے اور سوائے ذات حق کے کسی حیثیت سے کسی کو موجود نہ سمجھے۔ دریائے وحدت کو ہر طرف موجیں مارتا ہوا دیکھے اور حق کی ذات پاک کے اول آخر، ظاہر و باطن ہونیکا مشاہدہ کرے۔
۴	معرفت (عالم لاہوت یا احدیت)	اپنی فنائیت کا احساس بھی دل سے غائب۔ من و تو کا وہم لاپتہ، خلافت الٰہی کا تاج۔ فردانیت کا تخت، اوصاف الٰہی کا ظہور	شرح اوحیف است با اہل جہاں ہمچو راز عشق باید درنہاں

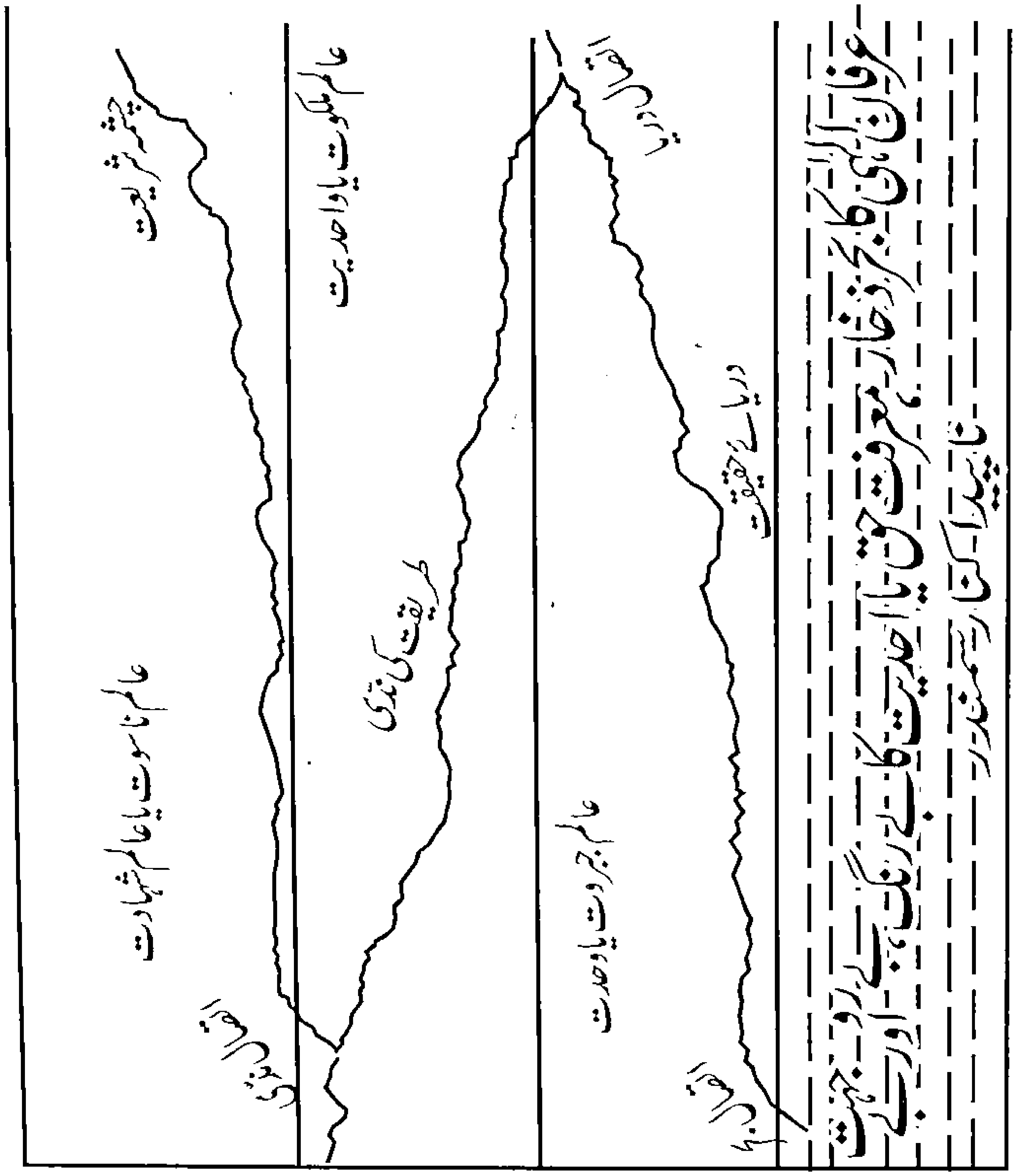

جو پانی کا قطرہ چشمے، ندی اور دریا سے گزرتا ہوا سمندر میں پہنچ جاتا ہے پھر وہ دریا اور ندی وغیرہ کی طرف اُلٹا پھر کر واپس نہیں آتا۔ اس مثال کو دنیا کا ہر ذی فہم بآسانی سمجھ سکتا ہے اسی طرح جو سالک خصوصیت سے شرعی مراحل طے کرتا اور اپنی کل ذہنی وقلبی اور جسمانی طاقت سے ریاضت ومجاہدہ کے ذریعے طریقت وحقیقت کے مراحل عبور کرتا ہوا قطرہ کے مانند بحرِ عرفان میں گر کر مستغرق ہو جاتا ہے اس کو پھر ابتدائی منزل کی طرف رجوع ہونے کی ضرورت نہیں رہتی۔

Marfat.com

سالکِ راہِ حق کو لازم ہے کہ گذری ہوئی منازل اور اُن کے اعمال کی طرف کسی دُنیاوی یا اُخروی فائدہ کے خیال سے متوجہ نہ ہو، ورنہ ترقیٔ منازل سے رُک جائے گا۔ اسلامی شریعت اور طریقت کی عبادات و اعمال دونوں قانون ارتقاء کے تحت ہیں جن کی پابندی سے نفس انسانی درجہ بدرجہ ترقی کرتا ہے۔ کوئی شخص ممتاز درجہ پر پہنچنے کے بعد اپنے حال کو تنزّل کی طرف متغیر ہوتے دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح جو شخص نبی اکرم ﷺ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہو کر جذبۂ احترام حاصل کر کے بارگاہ عظمت میں پہنچ گیا اور ارادت حق کے موافق اعمالِ روحانی میں مصروف ہے تو اس کا ذہن جسمانی باغِ اعمال کی طرف ہرگز نہ جائے گا، کیونکہ یہ اس کے مرتبہ کے لئے باعثِ زوال ہے۔

قبل از تکمیلِ روح، سلوک یعنی سفر روحانی کے زمانے میں رسول الثقلین ﷺ کی طریقت کے مسافر پر جو محدود بیخودی طاری ہوتی ہے، اس سے افاقہ ہونے کے بعد اس کو تنزل کا صحیح احساس ہوتا ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رازِ حقیقت سے آگاہ نہ ہونے کے باعث مجاہدہ میں تساہل اور کمزوریٔ ریاضت کے نتائج دیکھ کر اپنے سابق خیال کے مطابق ظاہری اعمال میں مشغول ہوا کرتا ہے۔ اگر اللہ کی طرف سے اس کو بیداری ہو چکی ہے، اور وہ اپنا مبارک مقصد پورے طور پر حاصل کر کے دنیا کی طرف سے غافل ہو گیا ہے، تو ابتدائی منزل کی طرف کسی صورت میں متوجہ نہیں ہو سکتا۔ جو محدود اور تاریک ذہنیت کے حامل ہیں وہ ابتدائی مراحل ہی کو خاص پابندیوں کے ساتھ بموجب حکم اللہ و رسول اللہ ﷺ خلوص سے طے نہیں کرتے، تو وہ اسلام کی اعلیٰ تعلیم کو اختیار کر کے ارتقائی منازل کی طرف خلوص سے کس طرح متوجہ ہو سکتے ہیں۔؟ کسی وقت بھی ریاکاری کی مشعل سے راہ حق نظر نہیں آ سکتی۔

حقیقت امر یہ ہے کہ جس مبارک ہستی پر سکر حقیقی کے باعث جذبِ الٰہی اور ہر لمحہ

Marfat.com

بیخودی طاری ہو، اس کو اسلام نے ظاہری اعمال کی ادائیگی سے معذور قرار دیا ہے۔ یہ وہ کھلی حقیقت ہے جس کی صداقت پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ مشاہدہ بتا رہا ہے کہ توحید کا رنگ اول تو ہر اک پر چڑھتا ہی نہیں۔ اور اگر شاذ و نادر کروڑوں میں سے کوئی اس رنگ میں رنگ گیا، تو پھر کسی طرح یہ رنگ اُس سے دور نہیں ہوتا، کیونکہ یہ مادی نشہ نہیں ہے جو ترشی سے اُتر جائے۔

ظاہری ابتدائی اعمال و احکام راہ حق طے کرنے کا زینہ ہیں لیکن زاہدان ظاہر بین نے ان کو منتہائے تعلیم اور اصل مقصد سمجھ لیا ہے اسی وجہ سے وہ اعلیٰ اسلامی تعلیم کے شاندار فوائد سے غافل ہو کر روحانی ترقی سے محروم رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ جسمانی عبادات اور شریعت مطہرہ کے ظاہری احکام ایک حد تک منزل کی طرف بلاشبہ بہترین رہنمائی کرتے ہیں لیکن حاصل منزل نہیں ہیں۔

یار سے ملنے کا رستہ جان جاناں اور ہے
اس کے رہنے کا ٹھکانا ماہِ تاباں اور ہے

جس طرح دُنیا میں ہر شخص علم وصنعت اور حرفت میں روز بروز ترقی کرتا، کمال کا خواہاں ہوتا اور منافع کے ذریعہ مال و دولت کی زیادتی چاہتا ہے۔ اسی طرح اگر تم کو اپنی روحانی توانائی منظور ہے تو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم پاک سے درجہ بدرجہ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت الٰہی کی طرف ترقی کرنے کی کوشش کرو۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کے نائب اولیائے کرامؒ کے روشن طریقے کو اختیار کر کے اپنی روحانی تکمیل حاصل کرو۔ یہ مبارک راستہ طالبانِ مولیٰ کے لئے ہر وقت کھلا ہوا ہے۔ تمام اعمال کو ابتدا ہی سے خلوصِ نیت سے ادا کرو۔ ریاضت و مجاہدہ کا عملی جامہ پہن کر طریقت کی گھاٹیاں و حقیقت کی وادیاں طے کرتے ہوئے بلند پرواز بن کر انسانیت کی بالاترین منزل پر پہنچ جاؤ۔ تاکہ تم کو گوناگوں انکشافاتِ حقائق اور تجلیاتِ الٰہی کا

Marfat.com

مشاہدہ نصیب ہو۔

پی کے مے دیکھو ذرا جاؤ تو مے خانوں میں
زاہدو پختگی ہو جائے گی ایمانوں میں

اصل میں محبت حق تعالیٰ ہی روحِ اسلام ہے۔ طالب کو چاہیئے کہ شاہدِ حقیقی کے عشق میں کسی مقام پر ماسوا کی طرف متوجہ نہ ہو۔ کل مرحلوں کو طے کرتا ہوا اپنی ہستی کو بحرِ معرفتِ الٰہی میں غرق کر دینا خاص عبادت اور فرض اولین سمجھے۔ مستغرق بحرِ عرفان جس کو نئی زندگی یعنی حیاتِ روحانی ملتی ہے اور اس کو جو سرورِ روحانی و کیفِ سرمدی حاصل ہوتا ہے وہ بجز ذات واحد کے کسی کو نہیں معلوم ہو سکتا۔ غریقِ بحرِ وحدت کی طاعت و عباداتِ شاقہ بارآور ہوئیں۔ اُسکی ان تھک محنت ٹھکانے لگی۔ قولہ تعالیٰ:

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ؕ (الم نشرح آیت ۶ پ ۳۰) | ہر مشکل کے بعد راحت ہے۔

خزاں کے بعد یقیناً بہار آتی ہے
مسرتوں کا مصیبت پیام لاتی ہے

ہمیں اس امر کا یقین کر لینا چاہیے کہ شرع مبین اس اعلیٰ مقصد کے حصول کی راہ بتاتی ہے۔ شریعت مُطہّرہ کی رہنمائی میں ہم کو ترقی روحانی و حیات جاودانی کے لئے طریقت رسول الثقلین ﷺ کی ہمت اور اخلاص سے پیروی کرنا چاہئے۔ طریقت کی تعلیمِ پاک، آیات کلام اللہ و احادیث نبوی ﷺ میں نہایت واضح طور پر موجود ہے۔ مگر اس کا تو کچھ علاج نہیں کہ کوئی حق طلبی کو پسند نہ کرے اور مجاز کے چکروں میں اپنی زندگی ختم کرنا چاہے۔

وہ کچھ تیلی کے بیل سے کم نہیں
جہاں صبح تھے شام کو پھر وہیں ہیں (حالیؔ)

اللہ تعالیٰ جب اپنے طالبِ صادق کی رہنمائی فرماتا ہے تو وہ مرشد کامل کے سایۂ

Marfat.com

عاطفت میں آ کر طریقت رسالت پناہ ﷺ کو اختیار کر کے اللہ کی طلب میں اخلاص سے اس کا ذکرِ پاک بکثرت کرتا، اور دل کو اُس کی فکر میں لگا کر اُس کی طرف قدم بڑھاتا ہے۔ مرشد کے توسّل سے اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت جب اس پر مبذول ہوتی ہے تو حقیقت پردہ میں نہیں رہتی۔ وہ نایاب معنی ظاہر ہوتے ہیں کہ حجابِ غیریت اُٹھ جاتا ہے جب خوش قسمت طالب کو رحمانی کشش کے ہاتھوں حریم ناز میں طلب کرلیا جاتا ہے تو اس کو سوائے ذات واحد کے کہیں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری (امیر خسروؒ)

(میں تو ہوا تو میں ہوا میں تن ہوا تو جان ہوا اسکے بعد کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اور ہوں اور تو اور۔)

اس کی صورتِ ظلمانی گئی۔ دم بخود اور غریق بحر فنا ہو گیا۔ اب اس کا اور زاہد ظاہر بین کا راستہ کس طرح یکساں ہوسکتا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔

بینم رُخ ساقی ظاہر شدہ در خود مفتوں شدہ بر خود مدہوش خود افتم

(ساقی نے میرے سامنے خود ہی اپنا جلوہ ظاہر کر دیا، پھر خود ہی اپنی رعنائیوں سے مدہوش ہو گیا۔)

افسوس ہے اُن طالبانِ دُنیا پر، جو راہِ عرفان سے واقف نہ ہونے کے باوجود دوسروں سے کہتے ہیں کہ ادھر آؤ ہم واقفِ اسرار شریعت و طریقت ہیں اور راہِ عرفان کے کل منازل و مقامات طے کر چکے ہیں اور اِن کو آیاتِ کلام اللہ، احادیث نبوی ﷺ اور اولیائے عظامؒ کے حالات اور ان کے ملفوظات سُنا کر اپنا گرویدہ کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تم کو بھی راہِ عرفان جلد طے کرادیں گے۔ یہ حضرات اپنی زندگی عیش و عشرت سے بسر کرنے کے لئے ریاکاری سے اللہ کے سادہ لوح بندوں کو گمراہ کرنے اور اپنے آپ کو اللہ کے سامنے رسوا کرتے ہیں۔ جبکہ انھوں نے ابتدائی منزل یعنی شریعت مطہرہ پر جو نہایت اہم اور دشوار گزر گاہ ہے، قدم ہی نہیں

Marfat.com

رکھا اور جبکہ وہ راہِ طریقتِ عرفان کی ہوا سے بھی دور ہوں تو وہ سوائے اس مقدس طریقے کو بدنام کرنے کے اور کیا کر سکتے ہیں۔ ان کی لسانی اور چرب زبانی سے بہت سے لوگ بلا تحقیقِ حال ان کے دام تزویر میں پھنس جاتے اور اپنی عمریں ان کی خدمت میں بیکار صرف کرتے ہیں۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست (رومیؒ)

(بسا اوقات ابلیس چہرۂ انسانی میں ظاہر ہوتا ہے پس اس کے مکروفریب سے دور رہنا چاہیئے۔)

اے عزیز! اگر تو کلام الٰہی کا بغور مطالعہ کرے اور سلف صالحینؒ کی مستند تفاسیر کو دیکھے تو تجھے اسلام کی حقیقی تعلیم سے واقفیت حاصل ہو جانا دشوار نہیں ہے۔ کتاب اللہ اور سُنت رسول ﷺ تجھ کو تیری اصلی زندگی اور اعلیٰ مقصد حیات کی طرف مردانہ وار قدم بڑھانے کی دعوت دے رہی ہیں۔ جیسا کہ سابقہ اوراق میں واضح کیا جا چکا ہے کہ اسلامی تعلیمات میں اس بات کا خاص طریقے سے لحاظ رکھا گیا ہے کہ ہر شخص اپنے درجے کے مطابق تعلیم پائے اور کسی پر عرفانِ حق اور معرفتِ الٰہی کے ایسے اسرار ظاہر نہ کئے جائیں جو اس کی فہم سے بالاتر ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا ہے کہ لوگوں سے وہی حدیث بیان کرو جس کو وہ سمجھ سکیں کیا تم اس بات کو اچھا سمجھتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کی جائے۔ (بخاری) زاہدان باصفا کے سرتاج، ہمارے حقیقی رہنما حضور ﷺ نے اپنے قول وعمل سے ظاہر فرما دیا کہ دنیا و زینتھا نمود بے بود ہے۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درجہ بدرجہ حقائق ومعارف کی علیٰ قدرِ ظرف تعلیم دی۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے علم کے دو ظرف یاد کئے ہیں۔ ان میں سے ایک کو تو میں نے ظاہر کر دیا اور دوسرے کو اگر ظاہر

Marfat.com

کروں تو یہ حلقوم (ٹینٹوا) کاٹ ڈالا جائے۔ (بخاری)

صحابہ کرامؓ اگر چہ رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہ کر ہر ممکن صدق واخلاص سے اللہ تعالیٰ کی رضائے پاک حاصل کرنے میں کوشاں رہتے تھے، لیکن انھوں نے اپنے اعمال اور عبادت پر کبھی فخر نہیں کیا۔ وہ اللہ سے بہت ڈرنے والے اور نیک اعمال میں بھی آفات کے شامل ہو جانے سے واقف تھے۔

ابراہیم تیمیؒ نے کہا ہے کہ میں جب اپنے قول اور عمل کو تطبیق دیتا ہوں تو مجھے اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ میں (اللہ کے سامنے) جھوٹا نہ ہو جاؤں۔ (بخاری)

ابن ابی ملیکہؒ نے کہا ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے تیس صحابہؓ سے ملاقات کی اِن میں سب اپنے منافق ہونے کا خوف کرتے تھے اور حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ نفاق کا خوف وہی کریگا جو مومن ہو اور اس سے بےخوف وہی ہوگا جو منافق ہو۔ (بخاری)

زہریؒ کہتے ہیں کہ میں دمشق میں انس بن مالکؓ کے پاس گیا اور وہ رو رہے تھے تو میں نے کہا کہ آپؓ کو کیا چیز رُلا رہی ہے انھوں نے کہا کہ جو باتیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں پائی ہیں اب ان میں سے کوئی بات نہیں پاتا سوائے اس نماز کے سو یہ نماز بھی ضائع کردی گئی۔ (بخاری)

اے عزیز! زمانہ ماسبق اور سلف صالحینؒ کے حالات دیکھ اور ان کا موجودہ زمانہ کے لوگوں سے مقابلہ کر۔ تجھ کو معلوم ہوگا، کہ نام نہاد علمائے ظواہر نے اسلام کی حقیقی اور روحانی تعلیم پر کس طرح پردہ ڈال کر مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کس قدر دور کر دیا ہے۔ اس وقت ترک دنیا اور ریاضت ومجاہدہ کی طرف مائل ہونے والے کو بیوقوف اور اسلامی تعلیم کی خلاف ورزی کرنے والا خیال کیا جاتا ہے۔ دنیا کی محبت دل ودماغ پر اس طرح چھائی ہے کہ اول تو کوئی طریقت رسول اللہ ﷺ کو اختیار کرنا ہی نہیں چاہتا اور اگر کوئی حقیقی انسان بننے کی آرزو کرتا بھی ہے تو

Marfat.com

اس کو عموماً ایسے رہنماؤں سے واسطہ پڑتا ہے کہ وہ اس کو دنیاوی جھگڑوں میں پھنسا کر اپنا جیسا بنانے کی کوشش کر کے اس کا رہا سہا ذوق عمل برباد کر دیتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فقرائے مہاجرین ؓ کو جس طریقے سے تزکیہ نفس، تصفیۂ روح اور ترکِ دنیا کی تعلیم دیکر لقاء الرحمٰن کے جذبہ سے سرشار کر دیا تھا، اس کی نظیر دوسری قوموں کی تاریخوں میں ملنا ناممکن ہے۔ اصحاب صفہؓ کی مبارک اور برگزیدہ جماعت کو رات دن سوائے ذکر الٰہی، تفکر اور تزکیہ نفس کے دنیا و مافیہا سے کوئی واسطہ ہی نہ تھا۔ ان کو اپنے پاس سونا وغیرہ رکھنے کی بالکل ممانعت تھی۔ چنانچہ اس جماعت کے ایک رکن کے پاس سے انتقال کے بعد ایک دینار برآمد ہوا تو بموجب روایت امام احمدؒ، حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس پر قیامت کے روز ایک داغ ہوگا۔ اس جماعت کے خورد و نوش کا انتظام خود حضور انور ﷺ کے ذمہ تھا۔ ان کے قیام کے لئے مسجد نبوی ﷺ کے گوشہ میں وسیع چبوترے پر کھجور کے پتوں کا چھپر ڈال دیا گیا تھا، جہاں پر کافی تعداد میں طالبان حق شب و روز قیام رکھتے اور آفتاب نبوت ﷺ سے ظاہری اور باطنی طریقہ پر اکتساب فیض کرتے تھے۔ گویا روئے زمین پر یہ سب سے پہلی اور بہترین عرفانی یونیورسٹی تھی۔ جہاں پر طالبان صادق کو ان کی فہم کے مطابق معرفت الٰہی کے زبانی اور عملی اسباق ملتے تھے۔ یہ دارالعلوم حضور ﷺ کی تعلیم پاک اور فیض باطنی سے مالا مال ہو کر اللہ کی اس مقدس زمین پر روحانیت کا سب سے بڑا اور ایسا پاور ہاؤس بن گیا کہ تمام دنیا کے صالح دلوں کو مدتِ مدید تک روشنی دیتا رہا اس دارالعلوم کے کامیاب طالبانِ حق نے براہ راست یا بالواسطہ دنیا کے دور دراز حصوں میں دوسرے پاور ہاؤس قائم کئے جن سے دنیا نے روحانیت کی وہ روشنی حاصل کی جس کا تذکرہ بھی طالبانِ صادق کو جوشِ حق سے بھر دیتا ہے۔

لیکن افسوس کہ ظاہر بین اس مبارک تعلیم کو نہ سمجھ سکے دنیا کی محبت اور غیر صالح

Marfat.com

اقتدار کی طلب میں مبتلا ہو کر اسلام کی روحانی تعلیم اور حضور انور ﷺ کی طریقت پاک کے خلاف ایسی منظّم سازش کی کہ اس کی جڑوں کو ہلا دیا۔ اب نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگ روحانی عروج کے لئے ریاضت و مجاہدہ کرنا تو بڑی بات ہے، سرے سے اصلاحِ نفس کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے اور اس کو کسی دوسرے مذہب کی بات سمجھتے ہیں۔ اس وقت ضرورت ہے کہ اسلام کی روحانی تعلیم سے دلچسپی لینے والے روشن دماغ انسان اصحاب صفہؓ کے حالات کو اپنی تحقیقات کا موضوع بنائیں اور ان کا عملاً اتباع کر کے، دوسرے طالبانِ حق کی زندگیوں کو حقیقی اسلامی رنگ میں رنگ دیں۔

انوار نبوت ﷺ کی باقاعدہ رہنمائی سے اصحاب صفہؓ نے جو فیض حاصل کیا، اُس سے وہ آسمان ہدایت و معرفت کے درخشاں ستارے بن گئے۔ ان کی معمولی توجہ سے بڑے بڑے معرکے بآسانی سر ہوئے۔ امیۃ بن خالد بن عبداللہ بن اسد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فقرائے مہاجرینؓ کی دعا کی برکت سے کفار پر فتح مانگا کرتے تھے (حسان المصابیح۔ شرح السنہ۔ مشکوٰۃ) اس حدیث کے شارحین نے لکھا ہے کہ یہ حدیث فقراء کی تعظیم، اُن کی دعا کی طرف رغبت اور ان سے برکت حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ ان کی شان اور مرتبہ قرآن مجید کی متعدد آیات سے ظاہر ہوتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ (الکہف آیت ۲۸ پ ۱۵)	اور (اے نبی ﷺ) تم اپنی ذات کو ان لوگوں کے ہمراہ رکھو جو صبح و شام اپنے پروردگار کو یاد کرتے ہیں۔ اس کی ذات کے طالب ہیں۔

صاحبِ معالم التنزیل نے لکھا ہے کہ ”یہ آیت اصحاب صفہؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ یہ دَرویشوں کا گروہ تھا جو مسجد نبوی ﷺ میں رہا کرتا تھا۔ اُن کو نہ تجارت سے کام، نہ کھیت کیار سے غرض۔ نہ چوپایوں سے سروکار۔ حضرت سلمانؓ، حضرت بلالؓ

Marfat.com

حضرت عمارؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابوذرؓ، حضرت خبابؓ، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہم اسی مقدس گروہ سے متعلق تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے میری اُمت میں ایسے لوگ پیدا کیے ہیں کہ مجھے اُن کے ساتھ رہنے کا حکم ہے۔"

اللہ اکبر! کس قدر پاکیزہ تعلیم اور فیض روحانی تھا، جس نے اس جماعت کے برگزیدہ اراکین کو مال و دولت، اہل و عیال اور گھر بار وغیرہ سے بے نیاز کر کے، خالص ذات حق کا طالب بنا دیا تھا۔ اُن کے پاس دو جوڑی کپڑوں کا تو ذکر کیا، ایک جوڑا بھی اکثر اوقات نہ ہوتا تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اصحاب صفہؓ میں سے ستّر آدمیوں کو دیکھا اُن میں سے کسی کے پاس رِدا نہ تھی۔ یا اِزار تھی یا چادر، جو انھوں نے اپنے گلے میں باندھ لی تھی۔ اُن میں سے کوئی آدھی پنڈلیوں تک پہنچتی تھی اور کوئی ٹخنوں تک۔ وہ اُسے اپنے ہاتھوں سے پکڑے رہتے تھے کہ کہیں ان کا ستر نہ دکھائی دے۔ (بخاری)

دیکھو یہ طے شدہ شرعی مسئلہ ہے کہ باقاعدہ زکوٰۃ ادا کرتے رہنے کے بعد مسلمان کا سونا چاندی کا جمع کرنا گناہ نہیں ہے لیکن طریقت رسول پاک ﷺ کی تعلیم جو اصحاب صفہؓ کو بارگاہ نبوت ﷺ سے ملی تھی اُس کی رُو سے حضرت ابوذرؓ نے کسی حالت میں بھی سونا چاندی جمع کرنا مسلمانوں کیلئے جائز نہیں سمجھا۔ سر الاسرار میں ہیکہ:

حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتِ الْمُقَرَّبِیْنَ | ابرار کی نیکیاں مقربین کے لئے گناہ ہیں۔

حضرت ابوذرؓ اپنے مسلک کا علی الاعلان اظہار فرماتے تھے۔ احادیث اور تاریخ شاہد ہیں کہ ایک ہی بات کے ظاہر کرنے سے ان کو سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت علیؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے لوگوں کی فہم سے بالاتر علوم کے اظہار کو اسی وجہ سے پسند نہیں کیا کہ اس میں بجائے فائدے کے نقصان کا زیادہ اندیشہ تھا۔ جیسا

Marfat.com

کہ مندرجہ بالا احادیث سے واضح کیا جا چکا ہے۔

حضرت زید بن وہبؓ کہتے ہیں کہ میرا گذر (مقام ربذہ) میں ہوا تو اتفاق سے مجھ سے ابوذرؓ کی ملاقات ہوگئی تو میں نے اُن سے کہا کہ تم اس مقام میں کیسے آئے اُنھوں نے کہا کہ میں شام میں تھا تو میں نے اور معاویہؓ نے آیت:

اَلَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (التوبہ آیت ۳۴ پ ۱۰)	جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے راہ اللہ میں صرف نہیں کرتے۔

کے معنی میں اختلاف کیا۔ معاویہؓ کہتے تھے کہ یہ آیت اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی ہے میں نے کہا کہ ہم لوگوں اور اہل کتاب سب کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ پس اس مسئلہ میں میرے اور اُن کے درمیان میں (بہت) جھگڑا ہوا تو انھوں نے حضرت عثمانؓ کو میری شکایت لکھ بھیجی تو حضرت عثمانؓ نے مجھے لکھا کہ تم مدینہ میں چلے آؤ۔ چناچہ میں مدینہ آیا لوگ میرے پاس اس کثرت سے آئے کہ گویا لوگوں نے مجھے اس سے پہلے دیکھا ہی نہ تھا۔ تو میں نے حضرت عثمانؓ سے اس کا ذکر کیا تو حضرت عثمانؓ نے مجھ سے کہا کہ تم اگر چاہو تو کہیں علیٰحدہ کسی قریب مقام میں چلے جاؤ۔ پس یہی بات ہے جس نے مجھ کو اس مقام میں بھیجا۔ اور اگر وہ لوگ کسی حبشی کو میرے اوپر حاکم بنا دیں تو میں اس کی بھی بات سنوں گا اور اس کا کہا مانوں گا۔ (بخاری)

احنف بن قیسؓ کہتے ہیں کہ میں قریش کی جماعت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا جس کے بال اور کپڑے اور ہیئت بہت پراگندہ تھی، یہاں تک کہ وہ ان لوگوں کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس نے انہیں سلام کیا پھر کہا کہ مال کے جمع کرنے والوں کو بشارت دے دو کہ قیامت کے دن ایک پتّھر کا ٹکڑا دوزخ کی آگ میں گرم کر کے ان کے پستان کے اوپر رکھا جائے گا اور وہ شانہ کی طرف سے نکال لیا جائے گا یہ کہہ کر وہ شخص پیچھے ہٹ گیا اور ایک ستون سے لگ کر بیٹھ گیا میں بھی اس شخص کے پیچھے پیچھے

Marfat.com

چلا گیا اور اسی کے پاس بیٹھ گیا۔ اور میں نہ جانتا تھا کہ وہ کون شخص ہے۔ پس میں نے اس سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں نے تمھاری بات کو بُرا سمجھا، تو وہ شخص بولا کہ یہ لوگ کچھ سمجھتے نہیں مجھ سے میرے خلیل نے (ایک روز) فرمایا (میں نے کہا اپنے خلیل سے تم کسے مراد لیتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو) کہ اے ابوذرؓ تم اُحد (پہاڑ) کو دیکھتے ہو۔ میں آفتاب کی طرف دیکھنے لگا کہ دن کس قدر باقی ہے۔ میں یہ سمجھا کہ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی کام کے لئے مجھے بھیجنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ جی ہاں (ابھی دن ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ (اگر) میرے پاس اُحد کے برابر سونا ہو (اور میں اس میں سے کچھ خرچ نہ کروں بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں) اُسے سب خرچ کر دوں (پھر ابوذرؓ نے کہا کہ) اور یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے یہ لوگ صرف دنیا کو جمع کرتے ہیں حالانکہ میں اللہ کی قسم نہ ان سے کچھ قرض مانگتا ہوں اور نہ اُن سے کوئی دینی مسئلہ پوچھوں گا یہاں تک کہ اللہ سے مل جاؤں۔ (بخاری)

صحیح حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے، جو خود اصحاب صفہؓ کی جماعت کے رکن تھے، مروی ہے کہ میرے مہاجرین بھائیوں کو بازاروں میں خرید و فروخت کرنا فرصت نہ دیتا تھا اور میں اپنا جی بھر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ پس میں حاضر ہوتا تھا جب وہ غائب ہوتے تھے اور میں یاد رکھتا تھا جب وہ بھول جاتے اور میرے انصاری بھائیوں کو مالی کام فرصت نہ دیتے تھے اور میں فقرائے صفہؓ میں سے ایک فقیر تھا۔ (بخاری کتاب العلم)

مذکورہ بالا احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ طالبان حق نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم سے کس قدر اکتساب فیض کیا۔ آنحضرت ﷺ کی تعلیم پاک نے

Marfat.com

اصحابِ صفہؓ کے دِلوں سے دنیاوی نام ونمود، عزّت و جاہ اور مال و دولت جمع کرنے کے خیالات کو بالکل دور کر دیا تھا۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی یادِ پاک اور اس کے دیدار کی آرزو میں ریاضت و مجاہدہ بالنفس کے علاوہ کسی دوسرے کام سے سروکار نہ تھا۔ وہ حضور علیہ وسلم ﷺ کی صحبتِ پاک کو تمام کاروبار اور اہل وعیال پر ترجیح دیتے تھے۔ کیسا برکت بھرا وقت تھا کہ اللہ کے سچّے طالب، اس کے لئے، دنیا و ما فیہا سے منہ موڑے اُسی کی طلب میں، اسی کے خیال میں اور اُس کی پُر محبت یاد میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے اور حضور انور علیہ وسلم ﷺ کی پُر شفقت ہدایت، سراپا کرم تربیت اور سایۂ عاطفت اُن کو نصیب تھا۔ جو بہتر سے بہتر انکشاف ہوتا، تھوڑا تھا۔ جو کچھ روحانی دولت ملتی، کم تھی۔

جو چاہیں دیں کہ فیض و عطا ان کا کام ہے
دست خدا حضور ﷺ کے بازو کا نام ہے

ان کے حلقے جنت کے باغ تھے اور ان کے دل روحانی نعمتوں سے مالا مال۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت گذرو تم بہشت کے باغوں سے پس میوہ خوری کرو۔ صحابہؓ نے پوچھا جنت کے باغ کیا ہیں۔؟ فرمایا ذکر الٰہی کے حلقے۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

شکستہ دلوں کی آس، اللہ کے طالبوں کے غمگسار، انسانیت کے محسن اعظم علیہ وسلم ﷺ، اللہ کے سچّے طالبوں کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے اور مختلف طریقوں سے راہِ حق میں ان کی ہمت بندھاتے تھے۔ ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں فقرائے مہاجرین کی جماعت، یعنی اصحاب صفہؓ کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اور حالت یہ تھی کہ ننگے ہونے کے سبب بعض لوگ بعض کی پردہ داری کر رہے تھے اور ایک پڑھنے والا ہمارے درمیان قرآن

Marfat.com

شریف پڑھ رہا تھا۔ یکا یک رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہمارے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ قرآن پڑھنے والا خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے سلام کیا، اور پوچھا تم لوگ کیا کر رہے تھے۔؟ ہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کی کتاب سن رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس اللہ برتر و بزرگ کو ہر قسم کی تعریف زیبا ہے جس نے میری اُمت میں ایسے لوگ پیدا کئے ہیں کہ میں ان کے درمیاں اپنے آپ کو بٹھاؤں۔ اس کے بعد نبی ﷺ ہمارے درمیان بیٹھ گئے تا کہ اپنی محبوب شخصیت کو ہم لوگوں کے درمیان مساوی قرار دیں۔ (ابوداود۔ مشکوٰۃ)

اے عزیز! فقرائے کاملین کی اتباع اور ان کی صحبت کو دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھ اور غور کر کہ حضور ﷺ نے کن الفاظ میں ان کی تعریف فرمائی ہے۔ کیا مالداروں کی کسی جماعت کے متعلق بھی آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے ایسے الفاظ ادا ہوئے ہیں۔؟ نہیں یقیناً نہیں۔ حدیث ذیل میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک فقراء کے مرتبے کو صاف صاف ظاہر کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو مدد نہیں دی جاتی اور تم کو رزق نہیں دیا جاتا مگر تمہارے اِنھی کمزوروں اور فقیروں کی دعا کی برکت سے۔ (بخاری و مشکوٰۃ)

ذکرِ حق کی کثرت، فکرِ الٰہی میں انہماک، دنیا سے نفرت، انوارِ ربانی سے دل معمور، غرضکہ آفتابِ نبوت ﷺ کی لاہوتی شعاعوں نے ان میں وہ کچھ پیدا کر دیا اور ان سے وہ کچھ ظاہر ہو رہا تھا جس تک ظاہر بین نگاہیں پہنچ بھی نہیں سکتیں۔ عبدالرحمن ابن ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ اصحاب صفہؓ کچھ فقیر لوگ تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو اور اگر چار کا ہو تو پانچواں یا چھٹا ان میں سے لے جائے۔ ابوبکرؓ تین اور نبی صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم دس آدمی لے گئے۔عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ (ہمارے گھر میں) ہم، ہمارے والد اور ہماری ماں تھیں۔ابوبکرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں رات کا کھانا کھالیا اور وہاں ٹھہر گئے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا۔پھر وہ بعد اس کے کہ جس قدر رات اللہ نے گزاری، آئے۔انؓ سے ان کی بی بی نے کہا کہ تمہیں تمہارے مہمانوں سے کس نے روک لیا___؟ وہ بولے کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا___؟ انہوں نے کہا کہ کھانا ان کے سامنے پیش کیا گیا تھا مگر انہوں نے انکار کیا تا کہ تم آ جاؤ۔عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ میں تو (مارے خوف کے) جا کر چھپ گیا۔بعد اس کے ابوبکرؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم میں ہرگز نہ کھاؤں گا۔عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم جب کوئی لقمہ لیتے تھے، تو اس کے نیچے اس سے زیادہ بڑھ جاتا تھا۔مہمان سب آسودہ ہو گئے اور کھانا جس قدر پہلے تھا اس سے زیادہ رہ گیا تو ابوبکرؓ نے اس کی طرف دیکھا اور اپنی بی بی سے کہا اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ماجرا ہے___؟ وہ بولیں اپنی آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم یقیناً یہ پہلے سے تگنا ہے۔پھر اس میں سے ابوبکرؓ نے کھایا اور کہا کہ ان کی قسم شیطان کی طرف سے تھی۔بعد اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُٹھا لے گئے۔وہ صبح کو وہیں تھا اور ہمارے اور ایک قوم کے درمیان کچھ عہد تھا۔اس کی مدّت گزر چکی تھی تو ہم نے بارہ آدمی علیٰحدہ علیٰحدہ کر دیئے۔ان میں سے ہر ایک کے ساتھ کچھ آدمی تھے۔واللہ اعلم ہر شخص کے ساتھ کس قدر آدمی تھے غرض اس کھانے سے سبھوں نے کھالیا۔(بخاری)

امام بخاریؒ، حضرت ابوہریرہؓ سے راوی ہیں: وہ فرماتے ہیں کہ بھوک کے باعث کبھی ایسا ہوتا کہ میں جگر تھام کر زمین پر گر جاتا اور کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتا۔ایک دن میں سرِ راہ آ بیٹھا، حضرت ابوبکر صدیقؓ میرے قریب سے گزرے اور میں نے ان سے قرآن کی چند آیات کے بارے میں دریافت کیا، میرا مقصد یہ تھا کہ شاید وہ مجھے

Marfat.com

کھلا دیں گے مگر وہ یونہی تشریف لے گئے پھر حضرت عمر فاروقؓ آئے۔ اتنے میں حضور ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھا اور دیکھ کر تبسّم فرمایا یعنی میرے دل کی بات سمجھ گئے اور میرے چہرے سے اندازہ لگالیا پھر فرمایا کہ میرے ساتھ چلے آؤ، میں پیچھے پیچھے ہولیا، حضور ﷺ دولت کدہ پر تشریف لائے اور وہاں ایک پیالہ دودھ سے بھرا ہوا پایا، حضور ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہؓ، اصحابِ صفہؓ کو بلالاؤ میں نے خیال کیا اصحابِ صفہؓ ستر آدمی ہیں ان میں ایک پیالہ دودھ کی کیا حقیقت ہوگی اگر مجھے مل جاتا تو مجھ میں کچھ سکت آجاتی (لیکن پیٹ پھر بھی نہ بھرتا) خیر اطاعتِ رسول ﷺ مقدم تھی میں نے اصحاب صفہؓ کو بلایا وہ حاضر ہوگئے حضور ﷺ نے وہ دودھ کا پیالہ مجھے دے دیا اور فرمایا کہ ان سب کو پلاؤ، میں نے یکے بعد دیگرے سب کو پلایا اور وہ سب سیر ہوگئے پھر آخر میں وہ پیالہ خدمت اقدس ﷺ میں پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے پیالہ کو اپنے دستِ اقدس پر رکھا۔ اور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اے ابو ہریرہؓ اب میں رہ گیا ہوں یا تم، میں نے عرض کی کہ سچ ہے یا رسول ﷺ۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اچھا بیٹھ جا اور اب تو پی۔ میں نے پینا شروع کیا۔ فرمایا: اور پی۔ میں نے پیا پھر حضور ﷺ یہی فرماتے رہے کہ پی، پی۔ آخر میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس ذاتِ مقدس کی قسم ہے جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے اب تو پیٹ میں بالکل گنجائش نہیں ہے۔ پھر انہوں نے وہ پیالہ حضور ﷺ کو واپس دے دیا اور حضور ﷺ نے اللہ کی حمد و بسم اللہ پڑھ کر اس پیالے کا بقیہ دودھ نوش فرمایا۔ (بخاری کتاب الدقائق)

اے عزیز! صفہ والوں کی تربیت کر کے رسول اکرم ﷺ نے دُنیا کو یہ دکھا دیا کہ اصلاح باطن سے دنیا کے غریب اور کمزور انسان کیا سے کیا بن سکتے ہیں۔ یہ وہ مقدس راستہ ہے جو طالبِ حق کو فرشِ ذلّت سے بلند کر کے عرشِ عظمت پر پہنچا دیتا

Marfat.com

ہے۔ اصحاب صفہؓ کی جماعت نے رفتہ رفتہ وہ اعلیٰ روحانی درجات حاصل کر لئے کہ قدرت بھی ان کی رضا کو تلاش کرتی تھی۔ ''خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے'' ان پر صادق تھا۔ جس طرف ان کی توجہ مبذول ہوتی، اسی طرف ساری خدائی ہو جاتی تھی۔ گو ابتدائی زمانہ میں اس عرفانی یونیورسٹی کے افراد غریب اور بے کس تھے۔ مگر انہی صفہ والوں نے آگے چل کر آقائی کی۔ ان کا ہر فرد بہترین منتظم، بہترین سیاست دان، عالی دماغ کمانڈر اور قابل تعریف عامل (گورنر) ثابت ہوا۔ ان میں روحانی ارتقا اور انسانی کمالات کو دیکھ کر دنیا حیرت زدہ ہو گئی۔ ہر طرح کی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے وہ مالا مال تھے۔ جس طرف کو بڑھتے فتح و نصرت ان کا استقبال کرتی تھی۔

اے عزیز! تیری فلاح اور بہبودی اسی میں ہے کہ دل سے اللہ اور رسول ﷺ کی تعلیم پاک کو قبول کر کے، کامل خلوص سے اپنی نجات کی کوشش کر۔ تو کب تک جسمانی خواہشات اور اسفل کی طرف متوجہ رہے گا۔ اصل کو چھوڑ کر فرع کی طرف دوڑتے رہنا بجز نادانی کے اور کچھ نہیں۔ تو نادانی کی ظلمت سے نکل کر، حقیقی دانائی کی آسمانی روشنیوں میں آ جا۔ جب تک عرفان حق حاصل نہ کرے گا، تیری نجات کی امید نہیں۔ بغیر معرفتِ حق، عبادت اپنے اصلی معنوں میں عبادت نہیں ہوتی۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ جب معرفت نہ ہو تو عبادت اس چیز کی ہو گی جس کو عابد حاصل رکھتا ہے اور معرفتِ حق نہ ہونے کی وجہ سے اسکا حاصل حظِ نفس اور ہوائے خیالی کی تصویر ہے۔ اس وجہ سے اس کی عبادت اللہ جل شانہٗ کی عبادت نہ ہو گی۔ مگر یہ زیادہ برا ہو گا کہ وہ غیر کی پرستش کرتا ہو گا اور یہ اس سے بھی بدتر ہو گا کہ اس نے غیر اللہ کو معبود بنایا۔

اے عزیز! کوشش کر کہ ماسوا اللہ کی طرف کسی حالت میں تیری آنکھ نہ اٹھے عرفان الٰہی حاصل کر کے بحر حقائق و معارف میں غوطہ زن ہو اور گوہرِ شاہوار نکال کر

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کی اتباع میں موحد بن جا۔قولہ تعالیٰ: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" کی تعمیل کر، جو موحد ہو گیا، اس کا بیڑا پار ہے۔ جس کے اعمال کی بنیاد اس حقیقت پر ہو کہ صرف ذاتِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ بود اور کل ما سوا بے بود ہے، جو ہر وقت اپنی زبان و دل سے اسم الٰہی کا ورد کرتا اور ہمہ وقت یہ خیال رکھتا ہے کہ وہی موجود اور ہست ہے اور اسکے سوا سب عدم ہے، وہ اس خیال کے یقین کامل میں منتقل ہونے کے بعد مخلص اور محبّ کے درجے پر فائز ہو کر کامیاب ہو جائے گا۔

چونکہ ذات واجب الوجود کل موجودات کی اصل ہے، لہٰذا خلق کا وجود غیر حقیقی ہونے کی وجہ سے نیست و نابود اور عدم کے سوائے کچھ بھی نہیں ہے۔

فانی وہ میں ہوں نقطۂ موہوم اتصال
دونوں حدیں ہیں جس کی عدم سے ملی ہوئی

یہ حواس جسمانی کی وجہ سے قائم اور ظاہر معلوم ہوتا اور ان کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے۔ گہری نیند آنے کے بعد کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اس لئے وجودِ خلق کو صوفیاؒ نے محض وہمی اور تعین عدمی کہا ہے۔ کیونکہ اگر خلق کو موجود اصلی تسلیم کیا جائے، تو وہ دو حالتوں سے خالی نہیں۔ اس کو عین حق کہا جا سکتا ہے یا غیر حق۔ اگر عین حق ہے تو اصل وجود نہ ہونے کے سبب خلق ایک لفظِ بے وجود ہوا اور اگر غیر حق ہے تو یہ اہل عقل کے نزدیک کھلا شرک ہے۔

اہل اللہ کے نزدیک خلق کا وجود حقیقی نہیں قیاسی ہے۔ قطرات، حباب اور امواج کا وجود دریا کے ظہور کا نام ہے اور دریا سے علیحدہ ہو کر ان کی کوئی ہستی نہیں ان کے اشکال اور اسماء کا ایک دوسرے سے اختلاف ان کو غیرِ محض ثابت کرتا ہے۔

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
ہے ایک نقطہ کہ جس کا مطلب ساری کتاب میں ہے (شاہ خموش)

Marfat.com

جبکہ اول و آخر، ظاہر و باطن ذات واجب الوجود ہی ہے، تو جو کچھ بھی ہے، عین حق ہے۔اس کے ہونے میں شک وشبہ کیسا؟ طالب صادق کی چشم بصیرت جب کحل توحید سے منور اور بینا ہو جاتی ہے تو سوائے ذات یکتا کے اس کو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔

ہر سمت سے ہو صورتِ جاناناں جلوہ گر
دل صاف ہو ترا تو پھر آئینہ خانہ کیا (میر دردؒ)

اے عزیز! سالک دنیا و مافیہا سے اپنا تعلق ختم کر کے، نور حقیقت میں مستور ہو کر اپنی مراد پالیتا ہے۔اس کے دل میں ما و من کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

اسکی ساکن عقل کیسی ذات میں مسرور ہے
اس کے دل سے دونوں عالم کی تمنا دور ہے
ہے وہ عارف جس کو غصّہ، شوق اور نفرت نہ ہو
رنج سے کلفت نہ ہو آرام سے الفت نہ ہو
شادی وغم سے نہ ہو جس کو مسرت اور ملال
سب سے جو بے لوث ہے وہ آدمی ہے باکمال

ان مقدس ہستیوں نے سراپا محبت وخلوص بن کر ذات الٰہی کی طلب میں دین ودنیا سے روگردانی اختیار کی۔انھوں نے اس کے علاوہ کل مطالب ومقاصد کو ترک کر دیا۔حتیٰ کہ ظاہری عبادات کا بھی ان سے بوجہ سُکر اور محویت کے ادا ہونا مشکل ہو گیا۔اُن معصوم مزاجوں کی زندگیوں کے لمحات پوری محویت اور استغراق میں گزرتے ہیں۔اُن کی تمام توجہ اللہ تعالیٰ اور پیارے اللہ تعالیٰ ہی کی ذات واحد کی طرف جمع رہتی ہے۔اُن کے جذبات سُکر ومحویت کی تشریح الفاظ میں کسی طرح نہیں آسکتی اس حالت میں اُن کا اعمال وعبادت ظاہری کی طرف متوجہ ہونا بھی ان کے بس میں نہیں

Marfat.com

رہتا۔ حضرت عطارؒ فرماتے ہیں۔

عاصیاں از گنہ توبہ کنند

عارفاں از عبادت استغفار

(گنہگار گناہ سے توبہ کرتے ہیں اور عارف عبادت سے استغفار کرتے ہیں۔)

تجلیات ربانی میں وہ اس قدر مستغرق ہوتے ہیں کہ ان سے جو کچھ بھی ظاہر ہوتا ہے، ان کا فعل نہیں کہا جاسکتا۔

رندوں کے مسئلہ سے تو واقف نہیں ہے شیخ

جو کار ناصواب ہے کارِ ثواب ہے

اے کائنات کے خالق! اپنے طالب صدق وصفا پر اپنی بے شمار رحمتوں کا اظہار فرما۔ اُس کے دل کی گہرائیوں میں سما جا۔ جس شخص نے تیرے ذکر اور تیری فکر میں اپنے وجود عارضی کو محو اور تیری محبت میں حقیقی جذبات سے اپنی ہستی کو فنا کر دیا ہے، اس کو اپنے عشق کی انتہائی ہوشیاری عطا فرما کر ہوش میں نہ لا۔ اُس کی نگاہوں کو مناظرِ منقش غیر اللہ سے بچا۔ کیونکہ وہ تیری نظر التفات کا خاص طور سے محتاج ہے۔ اس پر ابرِ برکت بن کر چھا جا۔ رحمت کا باراں ہو کر برس۔ کیونکہ اس کی بقاء اسی صورت میں ہے۔ اے وسیع العطایا! تو اپنے محبِّ بلند خیال کو ہمیشہ کے لئے نگاہِ لطف کی ذرہ نوازیوں سے حقیقی زندگی عطا فرما۔

اے عزیز! اعمالِ شریعت، طریقت اور حقیقت کو درجہ بدرجہ ادا کر کے وحدت فی الکثرت کا مشاہدہ کر۔ مجاز کو اختیار کر کے حقیقت سے غافل نہ ہو۔

Marfat.com

اَلْاِنْسَانُ لَابُدَّلَهٗ مِنْ مَحْبُوْبٌ	انسان کے لئے یہ امر لابدی ہے کہ کوئی اس کا محبوب ہو۔

درجاتِ محبت کے لحاظ سے انسانوں کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) وہ لوگ جن کو دُنیاوی زینت، مال و متاع اور خواہشات نفسانی کی تکمیل مطلوب ہوتی ہے اور اس کو اپنے دلوں میں بسائے رکھتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ:

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا (آل عمران آیت ۱۵۲ پ ۴)	تم میں سے بعض طالبِ دنیا ہیں۔

(۲) وہ لوگ جو دنیا کی فانی اور عارضی راحتوں کو چھوڑ کر آخرت کی مستقل اور پائدار نعمتوں کو محبوب رکھتے اور ان کے واسطے کوشش کرتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ:

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ (آل عمران آیت ۱۵۲ پ ۴)	اور بعض تم میں سے طالب آخرت ہیں۔

(۳) وہ پاکباز لوگ جو نہ دُنیا کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھتے ہیں اور نہ آخرت کا خیال کرتے ہیں بلکہ انتہائی صدق و اخلاص سے اللہ کا دیدار طلب کرتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ:

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (الکھف آیت ۲۸ پ ۱۵)	اور وہ (اللہ کی) ذات کے طالب ہیں۔

پہلے گروہ کی دوسرے کے مقابلے میں اور دوسرے کی تیسرے کے مقابلہ میں پست ہمتی خود بخود واضح ہے۔ حق تعالیٰ کے مقابلے میں کسی اور کے طلب کرنے کو کوئی معمولی سمجھ کا انسان بھی اچھا نہیں کہہ سکتا۔

قولہ تعالیٰ: وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَاَصْحٰبُ الْمَشْــَٔمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْــَٔمَةِ ۝ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ (الواقعہ آیت ۷۔۱۱ پ ۲۷)	اور تم تین قسم ہو جاؤ گے تو دائیں طرف والے کیسے (اچھے) دائیں طرف والے اور بائیں طرف والے کیسے (برے) بائیں طرف والے اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے وہی مقرب بارگاہ ہیں۔

Marfat.com

مشاہدۂ انوار الٰہی کے سامنے کل نعمائے جنت حقیر اور ناچیز ہیں۔

حکایت: ایک روز سلطان محمود غزنوی نے اپنی کل لونڈیوں اور غلاموں کو جمع کیا اور جواہرات کا صندوقچہ پھنکوا کر حکم دیا کہ لوٹ لیا جائے۔ حکم شاہی ہوتے ہی چاروں طرف سے سب اس پر ٹوٹ پڑے دم کے دم میں جواہرات لوٹ لئے گئے۔ مگر ایک کنیز جو بادشاہ کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھے کھڑی تھی اس تماشے کو دیکھتی رہی اور حکم شاہی کے باوجود لوٹ میں شریک نہ ہوئی۔ بادشاہ نے اس سے دریافت کیا کہ میں نے تمام لونڈی اور غلاموں کو حکم دیا تھا کہ جواہرات لوٹیں۔ تم نے کیوں اس لوٹ میں شریک ہونا اچھا نہ سمجھا۔۔۔؟ لونڈی نے دست بستہ عرض کیا کہ جہاں پناہ حضور کے سامنے جواہرات کی کیا حقیقت ہے۔؟ حضور کو چھوڑ کر جواہرات حاصل کرنا کون پسند کرسکتا ہے۔؟ میں اس وقت حضوری خدمت سے مشرف ہوں۔ حضور کی خدمت جو ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے اس کی بے قدری سے اللہ بچائے۔ (کوئی نعمت منعم سے زیادہ اچھی نہیں ہوتی۔) مالکِ خزائن کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کے حاصل کرنے میں کس طرح مصروف ہوجاتی، جن کی حیثیت اُس کے خزانوں کے مقابلے میں بھی کچھ نہیں۔ بادشاہ نے اس کے جذبۂ اخلاص کو بہت پسند کیا اور اُس کو اپنے مقربین خاص میں شامل کرلیا۔

اے عزیز! جس شخص کے دل میں دنیا کی عظمت اور آخرت کی گوناگوں زیب وزینت کے خیالات ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ سے محجوب رہے گا۔ جس قدر غلط فہمی کے سبب دنیا سے دلی رغبت اور گہری نسبت ہوگی اسی قدر آخرت کے پُر بہار مناظر سے طبیعت کو نفرت ہوگی، اور جس درجۂ عقل کے موافق آخرت کے بشاش منظر سے رغبت ہوگی دنیائے مکروہ سے کراہیت ہوگی۔ لیکن جس شخص کے ذہن میں تیزی، عقل

Marfat.com

میں قوت، خیال میں بلندی اور جذبات میں جوش ہوگا، وہ ماسوا اللہ کو چھوڑ کر اللہ کو طلب کرے گا اور آخرت کی گہرائیوں سے نکل کر معرفت کے میدان میں پہنچ جائے گا۔ وہی مقربِ بارگاہ اور مقبولِ الٰہی ہوگا۔ اس لئے ہر شخص کو مناسب ہے کہ اپنے مقدمہ کا آپ ہی منصف بن کر فیصلہ کرے کہ مجھ کو کس قسم کی اور کس سے محبت ہے۔ اگر متاعِ دنیا سے ہے تو اس کے حال پر افسوس ہے، کیونکہ دنیا اور اس کا سامان چند روزہ اور فانی ہے۔ اگر آخرت کی محبت ہے تو بہ نسبت دنیوی محبت کے غنیمت ہے۔ محبت کا سب سے پاکیزہ درجہ محبت حق ہے۔ اگر کسی طالب صادق کو خالصاً اللہ سے محبت ہے، تو سبحان اللہ! اس کا کیا کہنا۔ ''نور علیٰ نور'' ہے۔ قولہ تعالیٰ:

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (البقرۃ آیت ۲۵۳ پ ۳)	ہم نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔

مردانِ حق کے مراتب کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پر ایک کو فضیلت دی ہے۔ جس شخص نے اپنی شخصیت کو نیست و نابود کر دیا، جو ابدی اور لا انتہا محبت الٰہی کے اظہار کا نمونہ اور تمثیل بن گیا وہی برگزیدہ ہے۔

اے عزیز! اپنی حد کے اندر رہ اور کبھی اپنے مرتبے سے آگے کی بات نہ کر۔

قولہ تعالیٰ: وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○ (البقرۃ ۱۹۰ پ ۲)	اور حد سے نہ بڑھو۔ اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ:

رَحِمَهُمُ اللّٰهُ اَمْرَأً اَعْرَفَ قَدْرَهٗ وَلَمْ يَتَعَدَّ طَوْرَهٗ	اللہ اس شخص پر رحم کرتا ہے جو اپنے مرتبے کو پہچانتا اور اس سے تجاوز نہیں کرتا ہے۔

اہلِ عبادت مبتدی اور اہلِ معرفت منتہی ہیں۔ منتہی کے حال سے مبتدی ہرگز واقف نہیں ہو سکتا۔ فقرائے کاملین اور واصلینِ ذات کا اپنی

Marfat.com

حالت سے مقابلہ نہ کر۔ وہ مقبول بارگاہ اور محبوب الٰہی ہیں۔ اولیاء اللہ کا ستانا اور ان سے مقابلہ کرنا تجھ کو قرب الٰہی سے دور کر کے اسفل السافلین میں داخل کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے ولی کو اذیت دی میں اس سے لڑائی کا اعلان کرتا ہوں (بخاری ومشکوۃ)۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں ۔

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
ہمسری با انبیا برداشتند اولیا را ہمچو خود پنداشتند
گفت اینک مابشر ایشاں بشر ماؤ ایشاں بستۂ خوابیم و خور
ایں ندانستند ایشاں از عمیٰ ہست فرقے درمیان بے منتہیٰ

(دنیا میں بہت سے اس سبب گمراہ ہوئے، کیونکہ کم ہیں جو ابدال کی حقیقت سے واقف ہوئے۔ انہی (گمراہوں) نے انبیاء کی ہمسری کی، اور اولیاء کو اپنے جیسا مرتبہ دیا اور یوں کہا کہ یہ بھی بشر ہیں اور ہم بھی، وہ بھی ہماری طرح سوتے اور کھاتے ہیں۔ حقیقت میں یہ لوگ (گمراہ) اندھے ہیں کہ انہیں ان دونوں گروہوں میں پایا جانے والا بے انتہا اور واضح فرق نظر نہیں آتا۔)

اولیاء اللہ اور عوام کی حالت میں دن رات کا فرق ہے۔ یہ عقل کا قصور ہے کہ تو اپنے اور اولیاء اللہ کے فرق کو معلوم نہیں کر سکے۔ جو اُن کے قلب میں جلوہ گر ہے، اس کو کوئی ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ ورنہ کہاں عوام اور کہاں صمدِ بے نیاز کے پیارے دوست ـــــ؟

ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک
(راہ کی خاک کو عالم پاک سے کیا نسبت۔)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ذکر الانبیاء من العبادۃ وذکر

الصالحین کفارۃ (رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس جامع صغیر للسیوطی ج ۲) انبیاء اور رسولوں کا ذکر کرنا، (ان کے فضائل بیان کرنا، ان کی تعریف کرنا) عبادت ہے۔ صالحین کا ذکر کرنا (ان کے فضائل و حالات بیان کرنا، ان کی تعریف کرنا) گناہوں کا کفارہ ہے۔ یعنی اولیاء اللہ کے ذکر سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

اے عزیز! تجھ کو چاہئیے کہ ہر فقیرِ کامل کو اپنے سے بہتر سمجھے اور اس سے دین و دنیا کے فائدے حاصل کر لے۔ اگر تجھ کو معرفتِ نفس اور حق کی طلب ہے، تو اس برگزیدہ ہستی سے سبقِ معرفت حاصل کر۔ مرشدِ واصل کی خدمت میں کچھ مدت کیلئے گونگا بن کر بیٹھ۔ چون و چرا کو دامنِ طلب سے جھاڑ دے اُس کی زبان سے جو الفاظ اسرارِ معرفت میں ڈوبے ہوئے نکلیں، انکو دل کے کانوں سے سن۔ اسرار الٰہی ابتداءً کانوں کی راہ سے دماغ میں سماتے اور دل میں اترتے ہیں۔ تجھ کو چاہئیے کہ مرشد کے علاوہ کسی کے اچھے برے کہنے کا اثر نہ لے۔

ہر کہ ردّ خلق می گر در قبول خالق است
وقت آں باشد کہ مارا از نظرمی افگند

(وہ جسے مخلوق رد کرے اور خالق اس کو قبول کر لے۔ ایسا ہے کہ نظر سے گرے کو بلندی مل جائے۔)

دن رات تیرے دو خزانے ہیں۔ ان کو خالی نہ رکھ۔ ان خزانوں کو خالص عبادت، درود شریف اور کثرت ذکر الٰہی سے بھر دے، تا کہ دارین میں تجھے سکون و اطمینان میسّر ہو۔ نمائشی عبادات اور غیر اللہ کی طلب میں کیے ہوئے اعمال، بدترین کھوٹے سکّے ہیں۔ کھوٹے سکّوں کا تیرے پاس سے برآمد

Marfat.com

ہونا، تجھ کو مجرم بنا سکتا ہے۔شہرت، نمائش اور ریا کو دل میں جگہ نہ دے۔ کھوٹے سکّے خزانہ میں جمع نہ کر۔ان سے سوائے رسوائی، ذلت اور مصائب کے کچھ بھی نہیں خریدا جا سکتا۔اے عزیز۔۔۔۔!غور کر کہ جو تجھ کو حق تعالیٰ سے دور کرے اور اس کے قُرب کے راستہ سے روکے، اُس میں اور کفر میں کیا فرق ہے۔؟

بہر چہ از راہ و امانی چہ کفر آں حرف چہ ایماں
بہر چہ از دوست دور اُفتی چہ زشت آن نقش چہ زیبا (حکیم سنائیؒ)

(جب اچھا راستہ بھٹک گیا خواہ انکار سے خواہ اقرار سے، دوست سے تو دور ہو گیا اب اس سے کیا واسطہ کہ اس کے نقش اچھے تھے یا برے۔)

ایسے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں اور اس طرح ''لاالٰہ الااللہ'' کہنا بے سود ہے، جو صرف زبان سے ہو اور جس میں تصدیق قلب شامل نہ ہو۔جس نماز سے دل اثر پذیر نہ ہو، اس سے کیا فائدہ۔۔۔؟ بغیر اخلاص اور حضوری قلب کسی عبادت سے اچھا نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

قولہ تعالیٰ: وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ (یونس آیت ۱۰۵ پ ۱۱)	اور تو یکسو ہو کر خود کو دین پر قائم رکھ اور مشرکوں میں سے مت ہو۔

اے عزیز! نماز و روزہ اور دوسری عبادات و اعمال پر ہر گز بھروسہ نہ کرنا ورنہ اللہ کے فضل و رحمت سے دور اور محروم ہو جائے گا۔کسی کے اعمال و عبادات باعث نجات نہیں ہو سکتے۔نجات تو اللہ تعالیٰ کی رحمت پر موقوف ہے۔جیسا کہ صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے۔ایسی حالت میں افسوس ہے اس شخص پر جو کسی کو بے عمل سمجھ کر حقارت سے دیکھے تجھ سے جس طرح بھی ممکن ہو نیستی کی طرف قدم بڑھا۔اور جس قدر بھی ممکن

Marfat.com

ہو بے زبان بن کر عاجزی اور بیکسی کے ہاتھوں، خلوص سے بابِ رحمت کھٹکھٹائے جا۔
کیا عجب ہے کسی وقت دروازہ کھلے ـــــ اور تجھ کو اندر طلب کر لیا جائے ـــ؟

وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ كُلَّ شَیۡءٍ ؕ (اعراف آیت ۱۵۶ پ ۹)	اور میری رحمت ہر چیز پر محیط ہے۔

سید عبدالقادر غوث الوریٰ رحمۃ اللہ علیہ

سَقَانِی الْحُبُّ كَاسَاتِ الْوِصَالِ	فَقُلْتُ لِخَمْرَتِیْ نَحْوِیْ تَعَالِیْ
ساقی عشق نے مجھے کاسۂ وصال پلائے	میں نے کہا کہ اے میری شراب میرے پاس آ
سَعَتْ وَ مَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ كُئُوْسٍ	فَهِمْتُ بِسُكْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِ
وہ میری طرف چلی اور کاسوں میں آ گئی	میں حیران ہو گیا اپنے نشہ میں سمجھا کہ وہ مست میں ہوں
فَقُلْتُ لِسَآئِرَ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا	بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ
میں نے تمام دوستوں کو مژدہ دیا	کہ تم بھی میرے رنگ میں آ ؤ تاکہ تم مردِ راہِ حق بنو
وَهِمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ	فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِ
اور ہمت کر کے پیو کیونکہ تم میرے لشکر ہو	ساقیِ قوم نے میرے جامِ شراب لبالب بھر دیئے

قولہ تعالیٰ: اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ؕ (الم نشرح)	تحقیق ہر مشکل کے بعد راحت ہے۔

طالب بارگاہِ قدس میں رسائی پا کر اللہ کے رنگ سے رنگ جاتا ہے اور اس کا اپنا رنگ، اعمال وعبودیت وغیرہ کچھ باقی نہیں رہتا۔ اللہ کا رنگ آنے کے بعد دوسرا رنگ کیسے ٹھہر سکتا ہے۔ قولہ تعالیٰ:

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ز (البقرۃ آیت ۱۳۸ پ ۱)	ہم اللہ کے رنگ میں رنگے گئے اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ اچھا ہے ـــ؟

صبغۃ اللہ محبت کا درجہ اور ولایت کا مرتبہ ہے۔ ایمانِ توحید کا یہی حاصل متعین ہے کہ رنگ توحید کے سوائے کچھ داغ شرک نہ ہو حاصل یہ ہوا کہ تم کہدو کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے ہم کو اپنی توحید کے رنگ سے یکرنگ کر دیا اور اللہ سے بہتر رنگ دینے والا کون ہے؟ کیسا قسمت والا ہے وہ جو تمام ظاہری اور باطنی رنگوں سے پاک وصاف ہو کر خالص اللہ کے رنگ سے رنگین ہو جائے۔ بے شک وہ تمام عالموں کے رنگ سے فائق اور بہتر رنگ والا ہے۔ محققوں کے نزدیک صبغة اللہ بیرنگی کا نام ہے۔

دنیا میں کوئی ایسا نہیں جو کسی نہ کسی رنگ میں رنگا ہوا نہ ہو۔ کوئی مال و دولت کے رنگ میں رنگا ہوا ہے تو کسی پر نفس کا رنگ چڑھا ہوا ہے۔ شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے فرمایا ہے کہ: ہر اعتقاد اور مذہب والے کا باطن اس کے اعتقاد و مذہب کے موافق رنگین ہوتا ہے۔ طریقہ اجتہاد والے کا مقلد اپنے امام کے رنگ میں رنگا ہوا ہوگا۔ فلاسفہ اپنے اوہام سے مصبوغ ہیں جن کو عقل سمجھتے ہیں۔ اہل دنیا رسم ورواج، فتنہ وفساد، خورد ونوش، نام ونمود اور عزت وجاہ وغیرہ کے خیالات میں رنگے ہوتے ہیں۔ غرضکہ ہر فرقہ اپنے اعتقاد کے رنگ پر ہوتا ہے۔ موحدین خاصۃً اللہ ہی کے رنگ سے منور ہیں اور یہی رنگ مقبول ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ:

ان اللہ خلق الخلق فی ظلمة ثم رش علیهم من نوره فمن اصاب من ذالک النور اهتدی ومن اخطاءه ضل (احمد، ترمذی، مشکوٰۃ)	اللہ تعالیٰ نے خلق کو اس کی تاریکی میں پیدا کیا۔ پھر ان پر اپنے نور سے چھڑکا۔ تو جس خلق کو اس نور سے پہنچا اس نے راہ پائی اور جو کوئی چوک گیا وہ گمراہ ہوا۔

بعض صالحینؒ نے فرمایا ہے کہ صبغة اللہ سے مراد فطرت الٰہی ہے۔ فطرت انسان کی وہ اصلی حالت ہے جس پر قائم رہنا کمال انسانی ہے۔ بعض فاسد خیالات سے اس جوہر بسیطِ انسانی میں انحطاط شروع ہو جاتا ہے۔ جسکی وجہ سے روح انسانی اپنے مبداء سے دوری محسوس کرتی ہے۔ ان فاسد مادوں کو دور کر کے فطرت انسانی کو درست کرنے کے لئے انبیاء والمرسلین جو روحانی طبیب ہیں، مبعوث ہوتے ہیں۔ ان کی

Marfat.com

غیبت میں اولیاء اللہ فطرت کو اپنی جگہ پر برقرار رکھنے کی تعلیم فرماتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ:

فَاَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّيۡنِ حَنِيۡفًا‌ؕ فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِىۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيۡهَا‌ؕ (الروم آیت ۳۰ پ ۲۱)

تم خود کو (اللہ کی) عبادت کے لئے سیدھا رکھو یکسو ہو کر۔ اللہ کی اس فطرت پر جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔

اے طالب مولا! جب تک تو خودی کے رنگ کی آمیزش سے پاک نہ ہوگا صبغة اللہ کا رنگ تجھ پر نہ چڑھے گا۔ اللہ کا رنگ حاصل کرنے کے لئے کسی مرشدِ واصل کا دامن عقیدت اور محبت سے مضبوطی کے ساتھ تھام لے تاکہ وہ تجھ کو توحیدِ الٰہی کے رنگ میں رنگ دے۔ اللہ کا رنگ سب رنگوں پر غالب اور سب سے پیارا ہے۔ اس کے مقابل جملہ طریق اور رنگ کالعدم ہیں۔ پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رنگ محمدی ﷺ یعنی صبغة اللہ کے حاصل کرنے کے لئے عبادت کرتے ہیں۔ عبادت کا مقصد حصولِ معرفت الٰہی ہے۔ معرفت حاصل ہونے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ معرفتِ حق ہی صبغة اللہ ہے۔ سرشاران عرفان محمدی ﷺ تمام رسم ورواج کی جڑیں اُکھاڑ کر، نقوش ماسوا اللہ کو مٹا کر اور اپنی وہمی ہستی اور کل غیر اللہ کو دل سے فراموش کر کے، اللہ کے رنگ سے رنگین ہو جاتے ہیں۔ ان کو غیر اللہ سے تعلق رکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ ان کے لئے پیارے رحمٰن کے علاوہ سب کچھ ہیچ در ہیچ ہے۔

ملّت عشق از ہمہ دینہا جدا ست
عاشقاں را مذہب و ملّت خدا ست

(عاشقوں کی ملّت تمام دینوں سے جدا ہوتی ہے۔ عاشقوں کے لئے مذہب وملّت اللہ ہے۔)

آنکھیں کھول سکتا ہے تو کھول۔ دیکھ سکتا ہے تو دیکھ۔ وہی حامد، وہی احمد اور وہی محمود ہے۔ علم بھی وہ، عالم بھی وہ اور معلوم بھی وہ۔ ھو۔ ھو۔ ھو۔ اس کی موجودگی میں کون ہے جو اپنے وجود کا دعویٰ کر سکے؟

Marfat.com

اگر تو کائنات کے خیال کو اپنے دل سے دور کردے گا اور ماسوا اللہ کو بھول جائے گا، تو ایسی نفی کے بعد کیا باقی رہے گا ---؟ اس کو سمجھ --- وہ بے تیرے تو ہی ہے۔

آنکہ سبحانی ہمی گفت آں زمان　　ایں معانی گشتہ بودا ور اعیان

چوں نماند از توئی باتو اثر　　بے گماں یابی ازیں معنی خبر

گفتہء او گفتہء اللہ بود　　گر چہ از حلقوم عبداللہ بود

روکہ بی یَسْمَعُ وَبی یُبْصِرُ توئی　　سر توئی چہ جائے صاحب سر توئی (رومیؒ)

(ہم نے ہی سبحانی کہا جب ہم پر یہ معنی روشن ہوئے کہ تو، تُو کہنے پر اپنے اثر کو ختم کردے۔ جب ہم مٹ گئے تو ہمیں اس کے معنی معلوم ہوئے کہ اس کا کہا ہوا اللہ کا کہا ہوا ہوتا ہے اگرچہ بظاہر یہ بات بندے کے حلق سے نکلی ہوئی معلوم ہوتی ہے، تو ہی سنتا ہے تو ہی دیکھتا ہے، تُو سب کچھ ہے۔)

جب نفی کا یہ شغل درجۂ کمال تک پہنچ جائے گا اور جاذبۂ حق تجھ سے تجھ کو کھینچ لے گا، تو تجھ کو معلوم ہوگا کہ تیرا مطلوب تجھ سے باہر نہیں ہے۔ اس کا اظہار مشکل ہے۔ زبان کی کل حرکات بند ہیں۔ کوئی دوسرا اعضو ایسا نہیں جو اس حقیقت کو الفاظ میں ظاہر کرسکے۔

اے عزیز! اگر تجھ میں یہ سمجھنے کی قدرت اور قابلیت ہوتی کہ تو کون ہے تو یقیناً قدرت الٰہی تجھ کو تمام مصائب اور آلام سے آزاد کر کے دائمی مسرت کو نورِ عرفان کے ساتھ تیرے شریک حال کرتی۔ تیری نظر کے سامنے وہ راحت بخش منظر ہوتا، جس سے تیری حیات کے لمحات کامل اطمینان کے ساتھ بسر ہوتے۔ تجھ میں یہ قدرت ہوتی کہ اپنی دلی تمناؤں کی راہ میں حائل ہونے والے تفکرات کو ادنیٰ سی فکر کی جنبش سے دور کر کے خوش رہتا۔ یہ اور اس کے علاوہ بہترین ثمرات تجھے اپنی حقیقت سے آگاہی ہونے کی وجہ سے میسر آتے۔ تو اپنی اللہ جانے کونسی آنکھوں سے دیکھتا ہوتا، کہ تیرے دل میں جو نورِ عرفان کا آفتاب روشن ہے، وہ تیرے علاوہ نہیں۔ تجھے تجھ سے ہٹکر اس

Marfat.com

پر ناز ہوتا کہ تو اس مخلوق کا جو اس عالم میں پیدا کی گئی ہے، سلطان بنا دیا گیا۔ قولہ تعالیٰ:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ (النور آیت ۵۵ پ ۱۸) | جو لوگ تم میں سے ایمان لا چکے ہیں اور اُنھوں نے نیک کام کیے ہیں، اُن سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ضرور بالضرور اُنھیں زمین میں خلیفہ بنائیگا۔

وہ اپنی خیالی ہستی سے فنا ہو کر بقا باللہ کے لاثانی شرف سے مشرف ہو کر اور تمام فضول قیل وقال سے خاموش ہو کر اللہ کے دامن رحمت میں چھپ گیا۔ نکتۂ فکر یہ:

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كُلَّ لِسَانُهٗ | جس نے پہچانا اپنے رب کو اسکی زبان گنگ ہوگئی۔

اے عزیز! ان منزلوں پر طالب دنیا، فانی شہرت وعزت اور ماسوائے اللہ کا پجاری کسی طرح نہیں پہنچ سکتا۔ کسی بوالہوس کو اس راستے کی طرف قدم بڑھانے کا خیال بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ ورنہ اس کی مادی عقل و دانش سلب ہو جائے گی۔ نگاہوں میں چکا چوند ہوگی۔ دماغ گھوم جائے گا اور وہ چاروں شانے چت زمین پر گرا دیا جائے گا۔ یہ بزم عشق ہے، عام لوگوں کا راستہ نہیں ہے۔

جو شخص ریاضت کی ترقیاں اور مجاہدہ کی بلندیاں حاصل کر کے فنافی الذات ہو کر واصل بحق ہو جاتا ہے، فانی ذاتِ الٰہی ہونے کی وجہ سے اس کے حواس معطل اور ظاہری عقل بیکار ہو جاتی ہے۔ اس مرتبہ اور شان کا بزرگ خود سے بیخود ہو کر بغیر کسی ارادہ کے مراقبہ میں مشغول رہتا اور ہمہ وقت ایک روشن حقیقت، اور مسرتِ لامتناہی کا حسین منظر دیکھتا رہتا ہے۔ اس کی حیات طیبہ کے گرانقدر انفاس ہمیشہ استغراق، بیخودی اور مدہوشی میں گزرتے ہیں اور بمقتضائے ''اَلشَّيْءُ اِذَا كَمَلَ اِنْقَلَبَ ضِدَّهٗ'' (جب کوئی چیز کامل ہو جاتی ہے اس کی قلبی حالت میں انقلاب رونما ہوتا ہے) اس کی زندگی سابقہ حیثیت سے بدل جاتی ہے۔

مسلمان وہی ہے جو ہر موقع پر دنیاوی حیات میں اپنے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا

Marfat.com

تابع فرمان رہے۔لیکن افسوس ہے کہ نام نہاد علماء نے دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر صرف نمائشی عبادت اور ظاہری اعمال وصورت پر اکتفا کر لیا۔رسول اکرم ﷺ کی طریقت کو بھول کر میدانِ روحانی سے دور ہو گئے۔ اصلاحِ باطن کی کوشش نہیں کرتے۔اے عزیز! صبغۃ اللہ میں رنگ جانے کے بعد از خود اعمال وعبادت اور ماسوا اللہ کی طرف متوجہ ہونا از روئے حقیقت شرک ہے۔جس نے ذات حق کی شناخت کے بعد صفات یا اپنی وہمی ہستی اور اعمال کی طرف توجہ کی، گویا اس نے اللہ کو پہچانا ہی نہیں۔ ایسے شخص پر تعجب ہے جو حق کو جانے اور خود سے ہوش میں رہے۔مدہوش نہ ہو۔ ؎

عالم اندر من و بیہوشی من حیرانند
من در آں کس کہ ترا بیند و حیراں نشود

(عالم میرے اندر ہے میں اپنی بے ہوشی پر حیران ہوں۔ مجھے تعجب ہے ان پر جو تجھے دیکھتے ہیں اور حیران نہیں ہوتے۔)

وُرودِ تجلّیاتِ ربانی کے وقت عقل وحواس کی کیا مجال کہ ٹھہر سکیں۔اے عزیز! میدان طریقت کو مردانہ وار طے کر۔عورتوں کی طرح نازک خرامی سے یہ راستہ طے نہ ہو سکے گا۔انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرامؒ کی پیروی کر کے ماسوا الحق کو حق کے لئے ترک کر کے ہمّت سے اس لق ودق وادی کو طے کر لے۔ ذکر الٰہی کی کثرت کرتے کرتے مذکور میں فنا ہو جا۔اپنے آپ کو بھول جا۔اگر تو اخلاص سے بکثرت اسم الٰہی کا ذکر کریگا تو ذکر تیرے دل میں پودے کی مانند نشو ونما پائے گا۔اسم کی صفت تجھ میں ظاہر ہوگی۔اگر اس پودے کو تو اعمال صالح اور محبت کے آنسوؤں کا پانی دیتا رہا اور اگر اس پر خورشیدِ ولایت کی شعائیں پڑتی رہیں، تو یہ پودا ایسا وسیع درخت ہو جائے گا، کہ آسمان اور زمین اس کے سائے میں چھپ جائیں گے اور اس کا پھل مشاہدۂ حق ہوگا۔

Marfat.com

كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (ابراہیم آیت ۲۴ ۲۵ پ ۱۳)

ایک اچھی بات مثل ایک پاکیزہ درخت کے ہے جس کی جڑ مضبوط ہو، اور شاخیں آسمان میں وہ اپنے میوے ہر وقت اپنے پروردگار کے حکم سے دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں ظاہر فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت مانیں۔

جب لاثانی دیکھنے والا تیری بے کسی، عاجزی اور شکستہ دلی کو دیکھے گا، رحمت کی ہوائیں چلیں گی، فضل وکرم کی بارش ہوگی اور محض اپنی شانِ ذرہ نوازی سے جب وہ تیری ریاضت ومجاہدے کو قبول فرمائے گا، تو تجھ پر وہ لاہوتی معنی ظاہر ہوں گے جن پر تو اپنی ہستی کو خود بخود قربان کردے گا۔ ایسا یقین پیدا ہوگا جو کبھی زائل نہ ہو۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ (الحجر آیت ۹۹ پ ۱۴)

اپنے رب کی یہاں تک عبادت کر کہ تجھ کو یقین آجائے۔

صاحب مواہب الرحمٰن نے اس آیت کی تفسیر میں عرائس کے تحت لکھا ہے کہ شیخ اُستادؒ نے کہا ہے کہ التزام عبودیت اُس وقت تک لازم ہے کہ قید سے آزادی دیجائے اور شیخ فارسؒ نے اشارہ کیا ہے کہ جس نے دیکھا معبود عزّ وجل کو وہ عبادت سے خارج ہوا اور جس نے عبادت کو دیکھا، وہ معبود سے ساقط ہوا۔ جب سالک کا وہم رفع ہوجاتا ہے اور بارگاہِ قدس میں باریابی عطا کی جاتی ہے تو وہ مشاہدہ حق میں محو ومستغرق ہوکر روحِ یقین کو پاجاتا اور فکر کی آنکھ سے شاہدِ حقیقی کو دیکھتا اور مکلف نہیں رہتا ہے۔ عام طور پر اس آیت شریف میں یقین سے مراد موت لی گئی ہے۔ جیسا کہ تفاسیر سے ظاہر ہوتا ہے۔ صوفیائے کاملین کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ اہل اللہ بمقتضائے "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" کے مرنے سے پہلے مرجاتے اور موت اضطراری سے پہلے فانی حق ہوکر اپنا احساسِ ہستی ختم کردیتے ہیں۔ اُن کی روح حجاباتِ غیر اللہ کو چاک کرتی ہوئی ایسی مزکّی اور ارفع ہوجاتی ہے کہ اُس کے لئے حجابِ صور نہیں رہتا۔ احساسِ خودی فنا ہوکر

Marfat.com

عالم مادی کا شعور نہیں رہتا۔ اُن کے شعور سے غیر اللہ کا خیال کلیتًا دور ہو جاتا ہے۔ سوائے جلوہ گری وحدت کے کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ وہ اپنی انفرادی ہستی کو ہستیِ وحدت میں جذب کر کے حق کے ساتھ زندہ رہتے ہیں۔

قطرہ اندر بحر گردد ناپدید
کے تواں او را جدا از بحر دید

(جو قطرہ سمندر کی اندر گم ہو گیا، تو اِس کو سمندر سے الگ کیسے دیکھ سکتا ہے۔)

سالک واصل بحق ہو جاتا ہے تو اُس کی ایسی حالت ہوتی ہے کہ وہ اگر حق کو تلاش کرتا ہے تو آپ کو پاتا ہے اور اگر اپنی ذات کو ڈھونڈتا ہے تو حق کو پاتا ہے۔ وہ قطرہ کی مانند بحرِ وحدت میں گر کر محو ذات ہو گیا۔ وہی جزو پردہ تعیّن اُٹھنے کے بعد کُل ہو کر لاتعین ہو گیا۔ خواجہ نصیرالدین چراغ دہلویؒ فرماتے ہیں۔

در سینہ نصیرالدین غیرے تو نمی گنجد
ایں طرفہ تماشا بیں دریا بحباب اندر

(نصیرالدین کے سینے میں کوئی غیر سما ہی نہیں سکتا۔ یہ ایک عجیب تماشہ ہے کہ دریا بلبلے میں سما گیا۔)

مقصد یہ ہے کہ سالک کامل کے سینہ میں ماسوا اللہ کا گزر نہیں ہوتا۔ صرف اس کو ذات واحد ہی سے واسطہ رہتا ہے۔ وہ اگرچہ دیکھنے میں قطرہ کی طرح علیحدہ نظر آتا ہے، لیکن حقیقتاً دریائے وحدت میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس مقام پر دریا اور قطرہ میں کوئی فرق اور امتیاز باقی نہیں رہتا۔

تومباش اصلا کمال این ست و بس
تو در و گم شو وصال این ست و بس

(اصل کمال یہ ہے کہ تو اپنے وجود کو ناپید کر لے۔ تیرا گم ہونا ہی اس کا وصال ہے۔)

Marfat.com

وہ بمقتضائے۔ وُجُوْدُکَ حِجَابٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ۔ (خطاب غوث ۲۱)	تیرا وجود ہی میرے اور تیرے درمیان حجاب ہے۔

اپنی وہمی ہستی کے خیال کو ختم کر کے موجودِ حقیقی سے یگانگت اختیار کر لیتا ہے۔

اگر تم اپنی نگاہ، تشخص انسانی، تعین شخصی اور پردۂ جسمانیت سے اُٹھا کر صور و اشکال کے پردہ ہائے وہمی اور کُل ماسوا اللہ کو چاک کر کے چشمِ بصیرت سے حقیقت کی جستجو کرو گے تو تم پر یہ راز منکشف ہو جائے گا کہ تمہاری ہستی میں بذات خود اُس مستقل اور غیر محدود ذات کی جھلک نمایاں ہے۔ جس کو "مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہِ" ظہورِ ذات کہا جا سکتا ہے۔ کتابِ ہستی کے مطالعہ کرنے والے ظاہر بین کی نظر ظاہری خط و خال میں اُلجھ کر اصل حقیقت تک نہیں پہنچتی۔ لیکن عارفانِ کامل، جواہراتِ راز کے پرکھنے والے، جو حقیقت سے آگاہ ہیں، جانتے ہیں کہ جزو کی تخلیق کل سے ہے اور عبد کا وجود خالق سے جدا نہیں۔ بندہ اپنے نامحدود احاطۂ افکار اور ان کے علم کی وجہ سے اپنی ذات اور ذاتِ اَحدیت میں غیریت محسوس کرتا ہے۔ لیکن سالک کثرت سے ریاضت اور مجاہدہ کر کے، غیر اللہ کو اپنے دامن قلب سے جھاڑ دیتا ہے۔ اُس کے دل کی فضا وحدہٗ لاشریک اور خالقِ یکتا کا قصر بن جاتی ہے۔ اور اس میں مناظرِ رنگین ماسوا اللہ کا گزر نہیں ہوتا۔ جب عارف کے دل پر کیف اَحدیت کی جلوہ پاشیاں ہوتی ہیں تو کثرت مضمحل ہو کر دوئی نیست و نابود ہو جاتی ہے۔ پھر حق اس پر اپنے لطفِ عظیم اور کرمِ عمیم سے شہود کی حیرت انگیز تجلّیات آشکار افرماتا ہے۔ نورِ حق کے اُبلتے ہوئے سیلاب، عارف کی بیخود نگاہوں کا مرکز بن جاتے ہیں۔ وہ مستانہ وار نظارۂ حقیقت میں محو ہو جاتا ہے۔ جب احساس بیخودی بھی ختم کر دیا جاتا ہے تو انانیت حقیقی کا آفتاب نمودار ہوتا ہے۔ وہ خود سے دور ہو کر خود میں مسرّت کے لامحدود دریا موجیں مارتے ہوئے دیکھتا ہے۔

Marfat.com

اے عزیز! جس کے ہر بنِ مو سے خودی کے ناقص چشمے اُبلتے ہوں وہ از روئے طریقت شرک فی الوجود میں مبتلا ہے۔ اس کے دل میں حق کے لئے جگہ نہیں ہوتی۔ طالبِ حق کا فرض ہے کہ اپنی عقل سے کام لیکر وہم ہستی کا خیال ترک کرے اور خودی کے تعلقات سے گم ہو کر زندگی کے اس تاریک رُخ سے بالکل علیٰحدہ ہو جائے۔ جب تک خودی موجود ہے، کسی عمل سے اعلیٰ نتائج نہیں پیدا ہو سکتے۔ اس بدترین رکاوٹ کو دور کرکے، یہاں تک آگے بڑھ جائے کہ اپنے شعورِ ہستی وامواج حرکات کو معصومانہ بے خودی سے بحرِ عظمت و جبروت میں غیر محسوس طور پر بالکل غرق کر دے۔ حباب وار وحدت کے بے پایاں سمندر میں ٹوٹ کر نیست و نابود ہو جائے۔ تاکہ ذات لاتعین میں فنا ہو کر اُس کی بقا پائے۔

چو بحرِ عشق موجے زد سحاب جود باراں شد
وجود واجب و ممکن مثال بحر و شبنم شد
زہستی چوں جدا گشتم حریم کبریا گشتم
چو من از خود فنا گشتم چہ گویم ہر چہ گویم شد

(جب عشق کا سمندر جوش میں آیا اور فضل و کرم کی بارش ہونے لگی تو ایسے میں وجود کی مثال اس قطرہ کی ہے جو سمندر میں مل گیا۔ یعنی اپنی ہستی سے جدا ہو کر حریمِ کبریا میں گم ہو گیا۔ جب میں خودی سے فنا ہو گیا تو سب کچھ مکمل ہو گیا۔)

اے عزیز! پورے غور اور فکر سے اس راز سے واقفیت حاصل کر کہ انسانی زندگی کی تہہ میں بحرِ وحدت موجزن ہے۔ جب تجھ کو اس حقیقت کا ادراک ہو جائے تو انتہائی کوشش اور توجہ سے ذات مطلق کے ساتھ وصل معنوی حاصل کر کے نشۂ وحدت سے سرشار ہو کر جبروتی سرور سے مدہوش ہو جا۔ اس سرور کو الفاظ بیان نہیں کر سکتے۔ جب تو اس نشہ و سرور سے اس قدر متاثر اور اس حد تک بیگانۂ عقل و حواس ہو جائے گا

Marfat.com

کہ تجھ کو اپنے حال کی بھی خبر نہ رہے گی، تو تیری معصوم ہستی انوار حقیقت کا بے بہا خزانہ بن جائیگی۔ حضرت عطارؒ فرماتے ہیں۔

تا تو ہستی خدائے در خواب ست
چوں بمیری تو اوشود بیدار

(تیری ہستی اللہ سے دوری یا نیند کی مثل ہے۔ اور تیری فنا تیری بیداری یعنی اللہ کا ملنا ہے۔)

جب تک ہستیِ حقیقی کے مقابلہ میں وہمی وجود کا خیال ہے اس وقت تک اللہ کا پتہ نہیں مل سکتا۔ اس لئے تجھ کو لازم ہے کہ اپنی وہمی ہستی کو آتشِ عشق الٰہی سے خشک لکڑی کی طرح جلا کر راکھ کر دے۔ اوصاف ظلمانیہ کو دور کر کے اوصافِ نورانی حاصل کر۔ دریائے وحدت میں ازسرتاپا غرق ہو کر خود سے مر جا، تاکہ تیری گفتگو، چھونا، سونگھنا، دیکھنا، سننا، چکھنا، کھانا اور پینا وغیرہ تیرے نہ رہیں۔ جو کچھ ہو حق سے حق کیلئے ہو اور بجز حق حواسِ خمسہ میں سے کچھ باقی نہ رہے۔ قولہ تعالیٰ:

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ (یونس آیت ۵۵ پارہ ۱۱)	آ گاہ رہو کہ بے شک اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

جب تک شک وشبہ کے رنگین مناظر سے نہ نکلے گا، نفس ہمرنگ قلب اور قلب ہمرنگ روح نہ ہوگا۔ تیرا جسم وصورت سایۂ روح ہے، اور روح مظہرِ حق ہے۔ صورت جسمانی اور روحانی میں جو حقیقت جلوہ نما ہے اس کی طرف گہری فکر اور خود سے ہٹ کر متوجہ ہونے سے معلوم ہوگا کہ خود تو ہی ہے۔

ملا جب وہ کھلا تب یہ معمہ
کیا کرتے تھے اپنی جستجو ہم

انسان از روئے حقیقت حجاب غیریت رفع ہونے کے بعد مولیٰ ہے اور وہم تنزل کے خیال سے مخلوق۔ جب وہم تنزل رفع ہو جاتا ہے تو اللہ کے علاوہ کچھ موجود

Marfat.com

نہیں رہتا۔عبودیت سے گزر جا۔تیرے وجود اور کل افعال کے علاوہ چہرۂ حق پر کوئی حجاب نہیں اور یہی راہ عرفان میں تیرا کفر ہے۔علم ظاہری سمع، دید، بصر، قال وغیرہ پر موقوف ہے اور یہ کل تیرا اثبات چاہتے ہیں۔بمقابلہ حق تیرا اثبات شرک کی نسبت رکھتا ہے۔وحدانیت شرک سے منزّہ ہوکر حاصل ہوتی ہے۔

ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسدؔ
عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے (غالبؔ)

سالک کو وصال الٰہی سے یک رنگی حاصل کرنے کے مقابلہ میں دُنیا کے سیلِ حوادث اور اپنی وہمی ہستی کے شعور کی طرف ملتفت ہونا یا کسی قسم کے خطراتِ نیک و بد کو جو ماسوا اللہ ہیں، دل میں جگہ دینا، شرک فی الحقیقت ہے کل خطرات کا فریعنی حق کو پوشیدہ کرنے والے ہیں۔حضرت عطارؒ فرماتے ہیں۔

گر بود خاطرِ تو مائلِ حق خطرۂ آسمانیش پندار
در بسوئے عبادتت بکشد خطراتِ ملائکش بشمار
ایں خطرہائے قیدِ جبروت ست جذبِ او میکشد ترا درکار

(جب تو خود کے ساتھ حق کی جانب مائل ہو تو اس کو آسمانوں کا خطرہ سمجھ۔جب تیرے لئے دروازۂ عبادت کھلے تو اس کو فرشتوں کی جانب سے خطرہ سمجھ۔یہ سب خطرات قید و جبروت ہیں اصل میں تیرا جذب (فنا) ہونا ہی درکارِ منزل ہے۔)

خطرات قید و بند جبروت کے نتائج ہیں۔ان کی کشش تجھ کو نیک و بد کام اور اعمال و عبادت کی طرف کھینچتی اور ان میں مشغول رکھتی ہے۔

زہد حقیقی سے نفس کی کل صفات خبیثہ دور ہو کر طبیعت کو انجلا ہوتا ہے جس سے روح انسانی قوت پرواز حاصل کر کے آسمانوں کی سیر کرنے لگتی ہے۔خطرۂ عبادت کی

Marfat.com

پیروی سے زاہد منش انسان ملائک کے گروہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ملائکہ کا ذکر "سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ" مشہور ہے۔ وہ رات دن اپنے خالق کے ذکر میں مشغول اور اس کے فکر میں محو رہتے ہیں۔ اے عزیز! تو ان طریق میں سے کسی کی طرف متوجہ ہو کر معرفت حق سے غافل نہ ہو۔ احکام ذی شعور اور صاحب عقل کے لئے ہیں۔ جب تک شریعت وطریقت کے اعمال وعبادت کی پابندی کو مقصد حیات سمجھے گا، اس وقت تک عالم محسوسات میں خطرۂ اعمال وغیرہ کی ضرورت سے فارغ نہ ہوگا۔ جب تو مرتبہ حقیقت پر پہنچے گا اور اسرارِ وحدت کا جامہ پہنے گا تو خطراتِ اعمال وعبادت جو ایک قسم کی قید ہیں ان سے آزاد ہونے کے لئے خود کوشش کرے گا۔ زنجیر آہنی ہو خواہ طلائی حقیقت میں دونوں باعثِ گرفتاری ہیں۔ ان زنجیروں کو توڑ ڈال۔ طالبِ اطلاق کو محسوسات کے مناظر سے آزاد ہونا لازمی ہے۔ اگر چہ مشروع اعمال اَجر، ثواب اور باغ بہشت کی اطمینان بخش مسرّتوں کے حصول کے لئے ہیں، لیکن تیرا مقصد ان سے اعلیٰ ہے۔ جب تک تیرے دل ودماغ کو اعمال شُستہ یا دوسرے نورانی خطرات کا احساس رہے گا تیری روح محسوسات کی سنہری زنجیروں میں بندھی اور بند علائق میں جکڑی رہے گی۔ تجھ کو اپنے مبدأ سے کبھی نسبت نہ ہو سکے گی اور تو خود کو اپنے پندارِ خودی کے سبب کما حقہٗ نہیں پہچان سکے گا۔ تو اس صورت فانی کو جو وجودِ حقیقی کا پردہ ہے، اپنی ذاتِ حقیقی سمجھتا ہے۔ یہ جہالت وغفلت تیری آنے والی زندگی میں رنج والم کا باعث ہوگی۔ حضرت عطارؒ فرماتے ہیں۔؎

حجاب ایں جا حجاب صورت تست — اگر خواہی چو مردان خدا جست
حجاب صورت بردار از پیش — کہ تا معنی بیابی مرد درویش

(یہاں کا حجاب اصل میں تیری صورت کا حجاب ہے۔ اور اگر تو مردوں کی طرح سے اللہ کو

Marfat.com

ڈھونڈنا چاہتا ہے۔ تو اپنے وجود کے حجاب کو سامنے سے ہٹا دے تا کہ معنی کی اصل شکل سمجھ میں آ جائے۔ یعنی درویشوں کی مانند اس کے معنی تجھ پر کھل جائیں۔)

انسانی وجود میں تین چیزیں ہیں۔ (۱) نفس (۲) دل (۳) روح۔ نفس شیطان کی قیام گاہ ہے۔ دل فرشتوں کا اور روح پیکر نورانی مظہرِ حق ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی صفت جداگانہ ہے۔ نفس کی صفت لذات فانی کی طرف کھینچنا، دل کی صفت باغِ بہشت کی طرف مائل رہنا اور روح کی آسائش اپنے بلند مرتبہ مبداء کی طرف متوجہ رہنا ہے۔ جو شخص نفس کی پیروی کرتا ہے وہ مفارقت کی آگ میں جلے گا۔ جس کا دل منکرات سے بچتا اور نیک اعمال میں مشغول رہتا ہے وہ نعیم الجنت حاصل کرے گا اور جو ترک ماسوا اللہ کر کے، تصفیہ روح حاصل کر لیتا ہے۔ وہ ذاتِ الٰہی میں محو ہو جاتا ہے۔ حضرت عطارؒ فرماتے ہیں۔

در بیا بش تو در تردّد وجاہ — کہ چنیں یا چناں برارم کار
یا فلاں را دہم کلاہ و کمر — یا فلاں را کنم سپہ سالار
یا کنم حوضِ آسمان پہنا — یا بکیوان برم سرِ دیوار
ایں خطر جانمن ز شیطان ست — ایں خطر از درست مردم خوار

اسباب جاہ اور دُنیوی مراتب کی فکر میں رہنا، یا ایسے اعلیٰ مراتب کے حاصل کرنے کا آرزومند ہونا ـــــ کہ کسی کو کلاہِ عزت پہنا سکے، یا کسی کو سپہ سالار بنائے، یا آسمان جیسا لمبا چوڑا حوض تیار کرے، یا فلک بوس عمارات تعمیر کرائے، یہ سب خطراتِ شیطانی ہیں جن کے ہاتھوں انسان کی روحانی موت واقع ہوتی ہے۔ ان کی وجہ سے سالک کی دسترس علم ذات تک نہیں ہو سکتی۔

معادِ حقیقی، جو رجوع الی المبدأ ہے اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک

Marfat.com

سالک ترکِ دنیا اور عالم بے ثبات کے محسوسات سے قطع تعلق نہ کرے اور اُس کی انانیت کی نفی یہاں تک نہ ہو جائے کہ من وما کا کوئی خطرہ باقی نہ رہے۔ انسان اعمال وعبادات حسّی کا کیسا ہی اچھا عملی جامہ کیوں نہ پہنے لیکن فنائے خودی سے قبل روح کو ہرگز آزادی حاصل نہ ہوگی اور نہ وصل مبدا نصیب ہوگا۔ یہ مقدس واعلیٰ مقصد مسلسل فکر اور دل میں عشق الٰہی کی وجد انگیز کیفیات کے طاری ہونے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ جب تک دل، نفسِ ناطقہ میں فنا اور محسوسات سے منقطع نہ ہوگا، اس وقت تک نفس ناطقہ اپنے مبدأ میں فنا ہونے کے قابل نہ ہو سکے گا۔ طالبِ ذات کو یہ موجودات وہمی اپنے وجود کے حقیقی ہونے کا یقین دلاتی ہیں لیکن طالب ان مناظرِ وہمی ونمود بے وجود کو، جب اچھی طرح سمجھ لیتا ہے، تو طرفۃ العین میں اس کو علم حاصل ہوتا اور جہل معدوم ہو جاتا ہے یہ وہ علم نہیں جس کو انسان ابتدأً سے زندگی کے آخر تک بذریعہ مطالعۂ کتب حاصل کرتا اور اس کے حاصل نہ کرنے کی صورت میں جاہل کہلاتا ہے۔ بلکہ یہ نفس ناطقہ کا ذاتی علم ہے۔ جس کا پتہ عرفان حاصل کرنے کے بعد ہوتا ہے۔ زبان اور قلم سے اس کا اظہار نہیں ہو سکتا۔ اس علم کو حاصل کر کے سالک شیطان کے شر سے محفوظ اور سلامت ہو کر عارف ہو جاتا ہے۔ غافل انسان اپنے نفس کی حقیقت اور وجود کی ماہیت سے جاہل رہ کر ہلاکت میں پڑ جاتا اور شیطان کا لقمہ ہو جاتا ہے۔ سالک کامل کے نخل مراد کی جڑیں وجود ماسوا پر نہیں، انوارِ حق پر قائم ہوتی ہیں۔ اس کو بادِ سموم کا سخت سے سخت جھونکا بھی متاثر نہیں کر سکتا۔ بلکہ جہاں وہ بارآور ہوتا ہے، وہاں نقش مخالف کا وجود ہی نہیں ہوتا۔

بَلَغْتُ الْمُرَادَ وَزَالَ الْعَنَا لَکَ الْحَمْدَ وَالشُّکْرُ یَا رَبَّنَا

(میں مراد کو پہنچ گیا اور تکلیف دور ہوگئی۔ اے ہمارے پروردگار تیرے لئے تعریف اور شکر ہے۔)

جب سالک کی محبت اپنی انتہائی رفعتوں پر پہنچ جاتی ہے، تو جاذبۂ جنابِ اَحدیت

Marfat.com

کی موج اُس کی طرف آتی ہے اور وہ اپنے وجود موہوم اور مرتبۂ غیب سے مجنونانہ وار نکل کر عالمِ انوار الٰہی کے جگمگاتے ہوئے وسیع میدان میں پہنچ جاتا ہے۔ جہاں نظارۂ حق ہی اُس کے لئے جنت نگاہ ہے۔ عارفوں پر اس حالت میں ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ وہ صفات حق سے متصف ہو کر حاضرِ حضور رب العالمین سے ایک لحہ کے لئے غائب نہیں ہوتے۔ انہیں بجز اشتیاقِ دیدار کے اور کوئی تمنا نہ تھی جس کو انہوں نے جان کی بازی لگا کر، اپنے مالک کے لئے اپنی ہستی قربان کر کے بفضلہٖ پالیا۔ وہ خود سے کلیتاً مردہ اور اپنے رب سے اس طرح زندہ اور اُس کے دامن رحمت میں ایسے پوشیدہ ہیں کہ صدائے صور بھی اُن کو نہیں پا سکتی۔ میاں منصورؒ رامپوری فرماتے ہیں۔

بد مد صور سر نہ برداریم
ما مقیمانِ کوے دلداریم

مقیمانِ کوے یار کا استغراق صور کے شور سے بھی کم نہ ہوگا اور محویت کی وجہ سے سر نہ اُٹھائیں گے۔ آوازِ صور اُن کو مطلق پریشان اور پراگندہ خاطر نہ کر سکے گی۔

اس جگہ یہ بات خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئیے کہ اگر سالک فائز المرام ہونے سے پہلے عمداً و قصداً اوامر و نواہی اور ارکان شرعی، صوم و صلوٰۃ وغیرہ کو جن کی پابندی ہر شخص پر ضروری ہے ترک کرے اور مشاہدۂ وحدت فی الکثرت کے باعث حالتِ سکر پیدا ہونے سے قبل ہوائے نفس کی بنأ پر اُن سے غفلت کرے تو وہ فاسق اور مستوجبِ عذاب ہے۔ اور بحالتِ انکار دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اس کو اعمال حسنہ کی ضرور پابندی کرنا چاہئیے۔ لیکن غرض کا بندہ نہ بنے اور خلوص نیت سے عبادت کرے۔ دل میں ثمرۂ اعمال و عبادات کی آرزو نہ ہو۔ اگر بغیر خواہش اور بے تعلق ہو کر ریاضت کرے گا اور

Marfat.com

ہر وقت ذکر و فکر میں رہے گا تو ذہن کو جِلا ہو گی۔ عقل صاف اور قلب مصفّا ہو جائے گا اور روح میں سُبکی اور لطافت پیدا ہو گی اور ہمت و استقلال سے ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہ کر اور نقوش ما سوا اللہ سے قلب و روح کو صاف کر کے آسمانِ معرفت پر پہنچ جائے گا۔ سالک کو چاہئیے کہ وہم کو ختم کر کے اپنی انفرادی ہستی کو وجدان کیف سے ذات مطلق میں اس طرح فنا کر دے کہ اس کو نہ اپنا خیال رہے نہ حق کا۔ توحید ذاتی سے رنگین ہو کر بجائے اپنے، حق کو دیکھے۔ یہ مرتبہ قربِ فرائض کا ہے جو توحید صفاتی یعنی قرب نوافل پر برتری رکھتا ہے۔ اس مقام پر اہل توحید کا عرفان ختم ہوتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

Marfat.com

وَاسْجُدْ وَ اقْتَرِبْ
سجدہ کر اور قرب حاصل کر
(العلق)
قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ
الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (المومنون)
بے شک ان ایمان والوں نے فلاح پائی جو اپنی نماز میں خشوع رکھتے ہیں۔
AL-HAQQ-UL-MUBIN [MAK]
Design by: GHANI Graphics Hyd.

Marfat.com

Marfat.com

نمازِ طریقت

صلوٰۃ مشتق ہے صل سے۔ صل اس ٹیڑھی لکڑی کو کہتے ہیں جو آگ سے گرم کر کے سیدھی کی جائے۔ سورۂ فاتحہ میں بھی ایسے اسرار اور اعلیٰ معنی پوشیدہ ہیں کہ جب ان کا ظہور سالکِ صادق پر ہوتا ہے، تو تجلیاتِ جلال و جمال سے اس کی ہر کجی اور آلودگی دور ہو کر نفسِ انسانی اصلی حالت پر آ جاتا ہے۔ وہ اپنی قوت سے بیزاری کا اظہار کر کے، الوہیتِ حق کو سامنے رکھ کر، کامل ادب سے واصلین کے طریقے کی ہدایت طلب کرتا ہے۔ اس کو یقین ہوتا ہے کہ خالقِ افعال اور اپنے دیدار پاک کا انعام دینے والا اللہ ہی ہے اور وہی ہدایت فرما کر واصل کرنے والا ہے۔ چونکہ رہنمائی کے موافق پہنچ جانا لازم نہیں اور راہ ہدایت دکھا دینا اور منزل مقصود پر پہنچا دینا دونوں فعل اللہ تعالیٰ کے ہیں، اسلئے وہ اس کے غضب اور گمراہی میں پڑ جانے کے خوف سے لرزہ براندام ہو کر اسی سے منزل مقصود پر پہنچنے کی ہدایت طلب کرتا ہے۔

جادۂ مستقیم کی طلب ایسا اعلیٰ مقصد ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس کے صالح بندوں کو نصیب ہوتا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے سالک نہایت اخلاص اور عاجزی سے سراپا عبودیت ہو کر اللہ کے حضور میں حاضر ہوتا اور ثنائے قدس کی روشنی میں نہایت ادب کے ساتھ دعا مانگتا ہے۔ صلوٰۃ دعا کے معنوں میں بھی بکثرت مستعمل ہے اور ہیئتِ جسمانی، مجموعہ افکار قولی، فعلی اور قلبی بھی اس کے معنے ہیں۔ اس عبادت سے یہ بھی مقصد ہے کہ بندہ قولاً، فعلاً، عملاً اللہ تعالیٰ سے بعاجزی و انکسار دعا مانگے۔

Marfat.com

نمازعوام کے لئے بھی مفید ہے اور خواص کیلئے تو تریاق ہے۔ نماز کو اپنی استعداد کے موافق ادا کرنا انسان پر فرض ہے۔ نماز مسلمانوں کی طبیعت کو اخروی لطف و آرام کی طرف مائل کرتی اور ان کو اعمال صالح کی رغبت دلاتی ہے۔ نماز سالکانِ باخبر کے واسطے معراج ہے۔ ''اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ'' وہ اس فرض کو ادا کرتے وقت انوار ربانی میں غرق ہو جاتے ہیں۔ نماز حصول محبت اور رحمت الٰہی کا بڑا ذریعہ ہے۔ جب بندہ نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے، تو تجلی رحمت اس کو ڈھانک لیتی اور اس کے گناہ اس سے دور ہو جاتے ہیں۔ حصولِ معرفت کے لئے نماز سے بہتر اور کوئی ظاہری عبادت نہیں، خاص کر جب وہ بحضورِ قلب پڑھی جائے۔ اگر مراسم دینی سمجھ کر پڑھی جائے تو بھی نمازی کو نفع پہنچے گا اور اس کے اسلام کا ثبوت دینے کیلئے اس سے ایک شِعارِ اسلام کا اظہار ہوگا۔ نماز کی تکمیل میں جس قدر اہتمام کیا جائے گا، اسی قدر اس فریضے کی حرمت دل میں پیدا ہوگی اور اسی لحاظ سے اس کے فوائد بھی نمازی کو حاصل ہوں گے اس لیئے نمازی کو لازم ہے کہ اسے دل و دماغ کی پریشان قوتوں کو جمع کر کے اور اپنے خیالات کو درست کر کے طمانیتِ قلب سے شروع کرے اور تصور کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں۔ اس فریضے کو خضوع و خشوع سے حضوری قلب کے ساتھ ادا کرنے کی پوری کوشش کرے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ (المومنون آیت ۲، پ ۱۸)	بے شک ایمان والوں نے فلاح پائی جو اپنی نماز میں خشوع رکھتے ہیں۔

جن کو عبودیت میں خشوع حاصل ہے، ان کی روح ایک عجیب لطف و سرور میں رہتی ہے، اس کا مزہ وہی جانتے ہیں جنھیں اس کا چسکا پڑ گیا ہے۔ یہ لطف و سرور بغیر تعلقِ جسم اور روح کے حاصل نہیں ہوتا۔ کل مخلوق میں انسان کے سوا کسی کو خشوع و خضوع حاصل نہیں ہے۔ سالک کو چاہیئے کہ اس عطیۂ الٰہی کے ذریعے اس کی

Marfat.com

طرف رجوع ہو۔ جب نماز کیلئے اٹھے، تو اپنے ہاتھ اور پاؤں سے غبار دوئی کو دھو ڈالے۔ یعنی جو نسبتِ مالکانہ وہ اپنے ہاتھ، منہ، پیروں اور دوسرے اعضاء سے رکھتا ہے، اُسے دھو ڈالے اور یہ تصور کرے کہ یہ میرے نہیں ہیں بلکہ سب کا مالک اللہ ہی ہے۔ سب کچھ اسی کا ہے اور کل طاقتیں اللہ ہی کی ہیں۔ ؎

پُتلی والوں کی سی چادر ہے حجاب ہستی
سب اُدھر ہی کا کرشمہ ہے اِدھر کچھ بھی نہیں

حضرت عطارؒ فرماتے ہیں۔ ؎

ظاہر خویش پاک کن بہ وضو باطن خویش را نماز گزار
پس وضو چیست پاک کردن دل پاکی دل چو شستن از اغیار
مسجد تو مقام تسلیم است قبلہ گاہِ تو طاق ابروے یار
در نماز آں نگار را دیدن ظاہر و باطن اے پسر بشمار

(پہلے اپنے ظاہری بدن کو وضو کے ذریعے پاک کرو۔ پھر اپنی باطنی حالت کو نماز کے ذریعے سے پاک کرو۔ وضو کیا ہے؟ دل کا پاک کرنا۔ دل کی پاکی حاصل کرنے کیلئے اغیار سے دل کو پاک کر۔ تیری مسجد مقامِ تسلیم اور تیرا قبلہ گاہ ابروئے دوست ہے۔ نماز میں اپنے محبوب کو دیکھ اور اے بیٹے اُسے اپنے ظاہر و باطن میں شمار کر۔)

ارکان صلوٰۃ میں ایسی خاص حکمتیں اور اسرار الٰہی نہاں ہیں، جو دوسرے ارکان میں نہیں۔ جب سالک عمل کی بنیاد صحیح طریقے پر رکھتا ہے، تو اس عبادت میں ایک خاص لطف پیدا ہوتا اور وہ حقیقی مناظر سے روشناس ہوتا ہے۔ جس کی کیفیت کو رموزِ عشق سے واقف آئینِ وفا کے پرستار یعنی اہلِ دل بطریقِ ذوق جانتے ہیں۔ اس لیئے وہ نماز کو حرمہائے الٰہی جس کے دو دروازے ہیں، خیال کرتے ہیں۔ دروازۂ اول داخلی تکبیر۔ دروازۂ دوم خارجی تسلیم۔ ان حرمہائے قدس میں چند

Marfat.com

بارگاہیں اور مقامات ہیں، جن میں نمازی کو داخلہ نصیب ہوتا ہے۔

جب نمازی مقیم الصلوٰۃ ہوتا ہے تو ہر جگہ اسکی قلبی نگاہوں کے لیئے انوارِ الٰہی کی پُر کیف دعوتیں ہوتی ہیں۔ چونکہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی عبادت اس طرح کر گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ یا وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ اس لیئے سالک کو لازم ہے کہ حق کی وحدانیت کی نیت کر کے یہ تصور کرے کہ اللہ ہی اللہ ہے۔ ''من نیم وتو ہستی'' بعد ازیں ہوا وہوس دنیائے دُنی و نیز باغِ بہشت کی آرزوں سے ہاتھ اٹھا کر کانوں تک ہاتھ لیجا کر ''اللّٰہ اکبر'' کہے اور خود کو معدوم و ''لاشیے'' سمجھے۔ کوائفِ اسرار ولطائفِ انوار اور عجائبات ومشاہداتِ حق کے واسطے کھڑے ہوکر تحمید، تہلیل، تسبیح اور تنزیہہ یکجا اور علیحدہ علیحدہ ادا کرے۔ سالکِ باخبر دروازہ تکبیر سے داخل ہوکر، معراج ثنا پر قدم رکھ کر اور انوارِ حمد میں غرق ہوکر زبان سے ''سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ'' کہتا ہے تو پہلے بارگاہ قدس میں جذباتِ عشق الٰہی سے داخل ہوتا اور جلوۂ کبریائی سے محوِ دید ہوکر محظوظ ہوتا ہے۔ تجلیاتِ اسماء وصفات اور الوہیت ذات اُس پر چھا جاتی ہیں۔ پھر نہایت ادب اور خضوع وخشوع سے حمد کی وادیٔ پُر نور میں داخل ہوکر تجلیاتِ جمال وجلال کا مشاہدہ کر کے سراپا عبودیت ہو جاتا اور اپنی قوتوں کو نیست سمجھ کر اللہ سے راہِ حق کیلئے استعانت کی بھیک مانگتا ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ (الفاتحہ)	دکھا ہمیں راہ راست۔

راہِ حق، جو اخلاق، اقوال اور افعال انبیائے علیہم السلام اور اولیائے عظامؒ کی راہ ہے اور جس راہ میں افراط، تفریط، زیادتی اور کمی کا گذر نہیں ہے۔ جس کو ہر اعتبار سے راہ متوسط کہا جا سکتا ہے اور جو قریب ترین راستہ ہے۔ سالک کی دعا اللہ تعالیٰ سے یہ

Marfat.com

ہوتی ہے کہ "اے اللہ مجھ کو اپنی ذات کی پاکیزہ محبت اور جلوۂ خاص سے مشرف فرما۔ تاکہ میں اپنے اجزائے ترکیبی اور تیرے غیر کے اشکال سے، جو عوام کے دل و دماغ پر بری طرح چھائے ہوئے اور ان کے پسندیدہ ہیں، بالکل آزاد ہو جاؤں۔ ان کی صدائے بے پناہ کی طرف سے میرے کان اور انکے اجسام کی طرف سے میری ظاہری باطنی نگاہیں بند فرما دے۔ خلوص کے ساتھ تیرا ہی وارفتہ اور شیدا ہو کر غیر کے تعلق کا وہم و خیال دل میں نہ لاؤں۔ میرے عمیق دل کی سب سے پنہاں رگ میں تیرے بحرِ انوار کی ہلکی ہلکی نازک لہریں تیرتی ہوئی چلی آئیں۔ نہ تیرے سوا کچھ جانوں اور نہ پہچانوں۔ یہاں تک کہ اپنی وہمی ہستی کو بھی بھول جاؤں"۔

لب آشنائے دعا ہوں نہ ماسوا کیلئے
پکاریں ہم جو خدا کو تو بس خدا کیلئے

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ (الفاتحہ)	ان (خوش نصیب) لوگوں کی راہ دکھا جن پر تو نے انعام کیا۔

ان مقدس ہستیوں اور برگزیدہ انسانوں کا راستہ مطلوب ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے رسالت، نبوت، ولایت، طریقت، شہادت اور اپنے دیدار پاک کی صلاحیت عطا کر کے کمال باطن اور جمال سے عزت دی اور اسرار حقیقت سے آگاہ فرما کر بزرگی بخشی۔ قولہ تعالیٰ:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (بنی اسرائیل آیت ۷۰ پ ۱۵)	یعنی اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو بزرگ کیا عزت دی۔

سالکِ مخلص اذکارِ نماز میں ان کے معنوں سے ایسا متصف ہوتا ہے کہ اس پر کیفیتِ

Marfat.com

وجدانی طاری ہوکر، اس کے دل و دماغ اس میں محو ہو جاتے ہیں۔ اس کے ذہن میں صرف یہ خیال رہتا ہے کہ اس کے معروضات ذاتِ صمد بے نیاز سن رہا ہے۔ جب "اللّٰہُ اکبر" کہہ کر فرطِ محبت سے سرِ عبودیت رکوع میں جھکاتا اور اللہ کی عظمت اور بزرگی کا ذکر کرتا ہے تو اپنی بصیرتِ قلب سے جلوۂ حقیقت دیکھتا ہوا انوارِ عظمت الٰہی میں غرق ہوکر بے خود سا ہو جاتا اور خشوع کا فائدہ حاصل کرتا ہے۔

جب "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہ" کہتا ہے تو اس پر صفات کردگار کا پرتو ظاہر ہوتا ہے اور باری تعالیٰ اس کی طرف لطف و کرم کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جس سے اُس کے قلب کی عجیب حالت ہو جاتی ہے اور وہ جذبۂ سرور و اخلاص سے سرشار ہو جاتا اور "اللّٰہُ اکبر" کہہ کر سر نیاز کو سجدے میں رکھ دیتا ہے۔ اس کا اپنے آپ کو اللہ کے سامنے بے کسی کی حالت میں زمین پر ڈال دینا انتہائی خشوع و انکساری کا اظہار ہے۔ جب وہ "اللّٰہُ اکبر" کہہ کر سجدہ سے سر اُٹھا کر بیٹھتا ہے، اللہ کے فضل و عنایت سے اس پر تجلی باری ہوتی ہے۔ اس تجلی سے وہ قرب مراد ہے، جو خشوع کا ماحصل ہے۔ پھر شکر کے جذبہ سے بھر کر "اللّٰہُ اکبر" کہہ کر دوسرا سجدہ کرتا اور اللہ کے قرب و رحمت کی طرف پلٹ جاتا اور تقدیس و تنزیہہ کرتا ہے۔

لفظ "اَللّٰہ" اصل میں "الہ" تھا، جس کی طرف "ہٗ" سے اشارہ ہے۔ جب صرف "ہٗ" علیحدہ لکھا جاتا ہے، تو اس کی وہ شکل ہوتی ہے جو اوپر لکھی گئی۔ جس سے عین حقیقت کا اظہار ہوتا ہے۔ جب نمازی سجدہ میں جاتا ہے تو اس کی صورت بشکل "ھ" جو عین ہویّت پر دلالت کرتی ہے، ہو جاتی ہے اور اس کا جسم و قلب سراپا عبودیت ہو کر اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہیں۔ اس لئے جو قرب سالک کو بحالتِ سجدہ ہوتا ہے وہ اور ارکان کی ادائیگی میں نہیں ہوتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ "وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ" (سورۃ العلق آیت سجدہ) سجدہ کر اور قرب حاصل کر۔

Marfat.com

نیاز خویش نماز کسے تماشا ایست
کہ سکر دارد وہم صحو وچہ صہبائے ایست

(اس شخص کی نماز ایسی نیاز مندی ہے۔ جو کہ قابل دید ہے۔ ایسی نماز میں سکر بھی ہے اور صحو بھی ہے۔)

سالکوں کے لئے یہ ارفع واعلیٰ مقام ہے۔ دونوں سجدے یکساں ہوئے۔ مگر معنوں کے لحاظ سے دونوں میں بہت فرق ہے۔ جن کے معنے انکشافِ حقائق اور چہرۂ اسرار کا پردہ چاک ہونے پر معلوم ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کو معراج جسمانی اور روحانی دونوں حاصل تھیں۔ اس لئے ہر رکعت میں دو سجدے مقرر ہوئے۔ سجدۂ اوّل سے معراج جسمانی اور دوم سے معراج روحانی کی طرف اشارہ ہے۔ عروج جسمانی وروحانی کے بعد سالک دربارِ الٰہی میں باریاب ہوکر مشاہدۂ حق کے لئے باادب بیٹھ جاتا، اور دولت قربِ خالق حاصل کر کے ذاتِ حق کی ثنائے قدس میں محو ہو جاتا ہے "اَلتَّحِیَاتُ لِلّٰہِ" کہہ کر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر کے اُس کی وحدت و یکتائی کے شہود پر شہادت دیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح مُبارک پر درود بھیجنے اور دعائے ماثورہ پڑھنے تک اس پر عجیب احوال، قلبی کیفیات اور ملکوتی انوار کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ سلام پھیرنے سے پہلے دل میں حاضرین، ملائکہ، اور مومنین پر سلام کرنے کی نیت کرتا اور کچھ ٹھہر کر دائیں طرف مُنہ پھیرتا ہے۔ اسی طرح بائیں طرف مُنہ پھیرنے سے پہلے وہی نیت کرتا اور مُنہ پھیرتا ہے۔ دائیں بائیں جانب سلام سے اس کا یہ مطلب بھی ہوتا ہے کہ دائیں طرف سے اخروی فکر و نعیم الجنّت کے رنگین مناظر اور بائیں جانب سے دُنیوی پُر فریب بہار زندگی، ہوا و ہوس، عشقِ فاسق، لذّاتِ شہوت، رنج والم، ہجر و فراق اور دوسری ناخوشگوار باتیں جو طبیعت کو پژمردہ اور حق سے دور کرنے والی ہیں اور جن کے وسیع ذخائر دل کو تنگ و تاریک کر دیتے ہیں، سب سے منہ پھیر کر خالص حق کو اختیار کرے۔ لیکن۔

Marfat.com

وہ فریب خوردہ شاہین جو پلا ہو کرگسوں میں
اُسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شاہبازی (اقبالؔ)

سالک بعد سلام کے ماسوائے اللہ سے منقطع رہنے اور صلوٰۃ دائمی میں مشغول ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ دریائے شہود میں مستغرق رہے اور جذبات حق میں مقیّد ہوکر، اعلیٰ تر مدارجِ قرب پر پہنچ کر ماسوا کی بندشوں سے آزاد ہوجائے۔ لیکن ایسے لوگوں کو نماز سے بہت کم فائدہ ہوتا ہے جو دُنیاوی محبت کی وجہ سے خلوص و صداقت کو چھوڑ کر غلط راہِ عمل اختیار کرتے ہیں اور جنھوں نے اپنی روح کو خواہشات اور نفسانی لذّات کا پابند کر کے شیطان کے سپرد کر دیا ہے۔ وہ نماز کی حالت میں اپنے معبود کے سامنے بھی غیر اللہ کی طرف متوجہ رہتے اور اُس سے غافل ہوتے ہیں۔ وہ سلام پھیرتے ہی ایسے ہوجاتے ہیں کہ گویا انہوں نے اَحۡکَمُ الۡحَاکِمِیۡن کے حضور میں حاضر ہوکر کچھ کہا ہی نہ ہو۔ روزانہ دن رات میں بارہا اُس کے روبرو کھڑے ہوتے اور وہ باتیں عرض کرتے ہیں جو اُنھوں نے کبھی نہ کی ہوں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے جو کہتے ہیں اس کے برخلاف عمل کرتے ہیں اُن کے اعمال سے ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو "مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ" سمجھتے ہیں۔ عالِمُ الغیب کے حضور میں حاضر ہوکر دیدہ ودانستہ، بار بار اسطرح جھوٹ بولنا جس کو دُنیا کی کوئی عدالت بھی برداشت نہ کر سکے، کس قدر تباہ کن جسارت ہے۔ اَللّٰهُمَّ احۡفِظۡنَا۔

کام آئیگی نہ ظاہر کی چمک محشر میں
عرقِ شرم میں ڈوبیں گے نِکھرنے والے (امیر مینائیؔ)

اے عزیز!۔ امین بن۔ امانت میں خیانت نہ کر۔ نماز کو حضوریٔ قلب، خضوع اور خشوع سے ادا کر۔ امانت الٰہی کا جو بارِ روزِ ازل انسان نے

Marfat.com

اُٹھایا ہے، اُس کی وجہ سے وہ نادانی کی تاریکیوں میں پھنس گیا ہے۔ اس بارِ امانت کو تمام مخلوق کے سامنے پیش کیا گیا تھا، لیکن سوائے انسان کے ہیژدہ ہزار عالم میں کوئی اس کے اُٹھانے پر رضامند نہ ہوا۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ (الاحزاب آیت ٧٢ پ٢٢)	ہم نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر امانت پیش کی، لیکن انہوں نے اس کے اُٹھانے سے انکار کردیا۔ اور وہ اُس سے ڈر گئے اور انسان نے اُسے اُٹھالیا۔ بے شک وہ ظالم اور جاہل ہے۔

اے عزیز—! امانت کو اپنی ملکیت سمجھنا ظلم ہے۔ تو اس کو اپنی حسب منشاء استعمال نہ کر۔ جس کی امانت ہے اُسی کو واپس دیدے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ (النساء آیت ٥٨ پ٥)	بے شک اللہ تمھیں حکم کرتا ہے کہ امانت والوں کو امانتیں پہنچادو۔

غور کر کہ تیرے پاس تیرا کیا ہے—؟ تیرے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کی امانت ہے جس کو وہ جب چاہے واپس لے سکتا ہے۔ تو اُس کی امانت کو اس کی منشأ کے خلاف استعمال نہ کر۔ جو کچھ ہے اللہ کو جلد از جلد بجنسہٖ واپس دیدے اور دائمی سکون حاصل کرلے۔

عن ابوھریرہؓ کان یقرء ھذالآیت:۔ان اللہ یامرکم ان تودوا الامنت الیٰ اھلھا الیٰ قولہ سمیعؑ بصیراo قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضع ا بھا، علی اذنیہ التی تلیھا علیٰ عینہ۔ (ابوداؤد، نسائی)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے اس آیت کو

Marfat.com

''ان اللہ الآیــــہ'' بے شک اللہ تمہیں حکم کرتا ہے کہ امانت والوں کو امانتیں پہنچا دو۔ کہا ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے اپنے انگوٹھوں کو دونوں کانوں پر اور انگشت ہائے شہادت کو دونوں آنکھوں پر۔ (ابوداؤد و نسائی)

اے عزیز! اپنے سر سے بوجھ اُتار ڈال۔ سب کچھ اللہ کے حوالے کر دے۔

بسپار بدست حق عناں خود را ‌ ‌ از دوش بنہ بار گراں خود را
اے بے خبر از حقیقت صورت خویش ‌ ‌ باید فہمید چیستاں خود را

(اپنی باگ ڈور اللہ کے سپرد کر دے اور اپنے کندھوں سے اپنا بوجھ ہلکا کر دے۔ اے اپنی حقیقت سے بے خبر انسان اس طرح گتھیاں خود سلجھ جائیں گی۔)

سجدہ بلحاظ صورت وہیئت انتہائی تذلیل و خاکساری کا مظہر ہے، خاص کر جب خشوع سے کیا جائے۔ اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے کہ نماز پڑھنے کا خیال کرنا ادائے امانت کا ارادہ کرنا ہے۔ چنانچہ اکثر صالحین سے منقول ہے کہ بحالت نماز اُن کے چہروں پر مردنی چھا جاتی تھی۔ تجھ کو جاننا چاہئیے کہ روح کا عالمِ سفلی سے انتہائی قطع تعلق کر کے مراتب انسانیہ، حیوانیہ اور نباتیہ سے پلٹ کر عالمِ روحانیت کی طرف عروج کرنا، انتہائی کوشش سے نفحات والطاف الٰہی کی طرف پوری توجہ رکھنا اور دعویٰ انانیت سے شرما کے اپنی خودی سے بیزار ہو کر نماز پڑھنا نمازِ طریقت کی خاص شرط ہے۔

روحِ نماز تین چیزیں ہیں۔ اوّل: خشوع وخضوعِ قلب بوقت ملاحظۂ جمالِ عظمتِ الٰہی۔ دوم: زبان سے اس عطیۂ خشوع وخضوع کو بکمال فصاحت حضوری قلب کے ساتھ ادا کرنا۔ سوم: اس خشوع کے موافق تادیب اعضاء روحِ نماز کو پا کر

Marfat.com

نماز کا اس طرح ادا کرنا کہ کل ارکانِ نماز بحضور قلب ادا ہوں اور نمازی خود سے فانی ہو۔ روحِ نماز کے ساتھ نماز، نمازِ حقیقت کے نام سے موسوم ہے یہ نماز کل مراتب کی جامع، ادائے امانت کا نہایت عمدہ ذریعہ اور اللہ کے نزدیک مقبول ہے۔

حضرت غوث الاعظمؒ نے عرض کیا۔

فَقُلْتُ یَارَبِّ اَیُّ صَلٰوۃٍ تقَرِّبُ اِلَیْکَ قَالَ اَقْرِبُ اِلَیَّ الصَّلٰوۃُ الَّتِیْ لَیْسَ فِیْھَا سِوَائً مِنَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ وَالْمُصَلِّیُ غَائِبُ عَنْھَا (خطاباتِ غوث)	اے پروردگار کونسی نماز تجھ سے قریب کرتی ہے۔ ارشاد باری ہوا مجھ سے قریب کرنے والی وہ نماز ہے جس میں میرے سوائے بہشت و دوزخ کا خیال نہ ہو اور نمازی بھی اپنے سے غائب ہو۔

نمازِ عشاق اور عارفین یہ ہے کہ شاہدِ حقیقی کے مشاہدہ میں ایسے مستغرق رہنا کہ دل میں غیر کا خطرہ ہی نہیں آئے۔

نمازِ زاہداں سجدہ سجودست نمازِ عاشقاں ترکِ وجودست
قیام و قعدۂ تکبیر و نیت ہمہ محوست در عینِ معیت

(زاہدوں کی نماز سجدہ کرنا۔ عاشقوں کی نماز ترکِ وجود، قیام، قعدہ، تکبیر و نیت، کے ساتھ ہر وقت مشاہدۂ حق میں محو رہنا ہے۔)

پارسائی یہ ہے کہ خیال بیگانہ دل میں نہ پھٹکے۔ دُنیا میں سب سے بہتر شغل اللہ کی محبت ہے۔ وہ آدمی ہی نہیں جو اس کا شیفتہ نہ ہو۔ وہ انسان ہی نہیں جو اس کا دلدادہ نہ ہو۔ وہ زندہ ہی نہیں جو اس کا کشتہ نہ ہو۔

دعا: اے چمن آرائے گیتی! مصدرِ اسرار سرور!!

میری زبان محبت سے لبریز، ذوق وشوق سے مدہوش، دل کی ترجمان یہ گزارش کرتی ہے کہ تیرے ذکر سے زیادہ اور کوئی شے مجھے عزیز نہ رہے۔

Marfat.com

تیرے ذکر کے سامنے سب کچھ بھول جاؤں۔ کچھ یاد رہے تو صرف تیری یاد ہو۔ تیرے ذکر کا نغمہ میرے دماغ میں گونجتا رہے۔ تیرا ذکر میرے ذہن میں مستور رہے۔ میری خودی متا۔ اپنی للہیت کا جلیل القدر، حیرت انگیز، پُر مسرت جلوہ دکھا۔ میری التجا بھری نگاہوں کے سامنے سے مناظر منقش اور اوہام بیچ کے تنگ و تاریک پہلوؤں کے حُسن و قُبح کو ہٹا دے۔ میرے فریب شہود و ہیکل کے آثار جو صریح طور پر نمایاں ہیں، اُن کے تاریک پہلوؤں کو میری سطحِ نظر سے اوجھل کر دے، تاکہ میں ہستی فانی کے جوشِ طوفان اور تمناؤں کے سر چشمہ سے بیزار ہو جاؤں۔ میری خودی محو ہو جائے۔ جذباتِ ذوق و شوق اور بے خودی مسلط ہو جائے۔ آئینہ طبع کو صیقل کر دے، تاکہ ہستی عارضی اور وجودِ فانی کی وہ حقیقت منعکس ہو جائے جس کی نسبت بتایا گیا ہے کہ نمود بے بود ہے۔ اپنی بے نیازی اور ذرہ پروری کے صدقے، اپنے شہودِ احدیت کے بے پناہ لمعات سے نگاہِ شوق کو بہرہ ور کر کے مست و بے ہوش بنا دے۔ اپنے انتہائی لطف و کرم سے متجسس نگاہوں کے سامنے پوشیدہ اسرار اور کیف ریز شعاعوں کا بحرِ ذخار بہا دے۔ اپنے محوِ اثبات کی کیف اندوزیوں سے نمایاں اضافت کی راہ مسدود کر دے۔ اے سرور کیف کی تجلّیوں کے مالک! اپنے نت نئے مسرّت خیز جلوے دکھا کر میری حیرت بڑھا۔ میرا دل تجھ سے کامل مسرت چاہتا ہے، تاکہ اے نشاطِ عالم! اے ذرہ نواز! جیسا کہ تو میرے ساتھ پہلے تھا ویسا ہی ہو جائے۔

Marfat.com

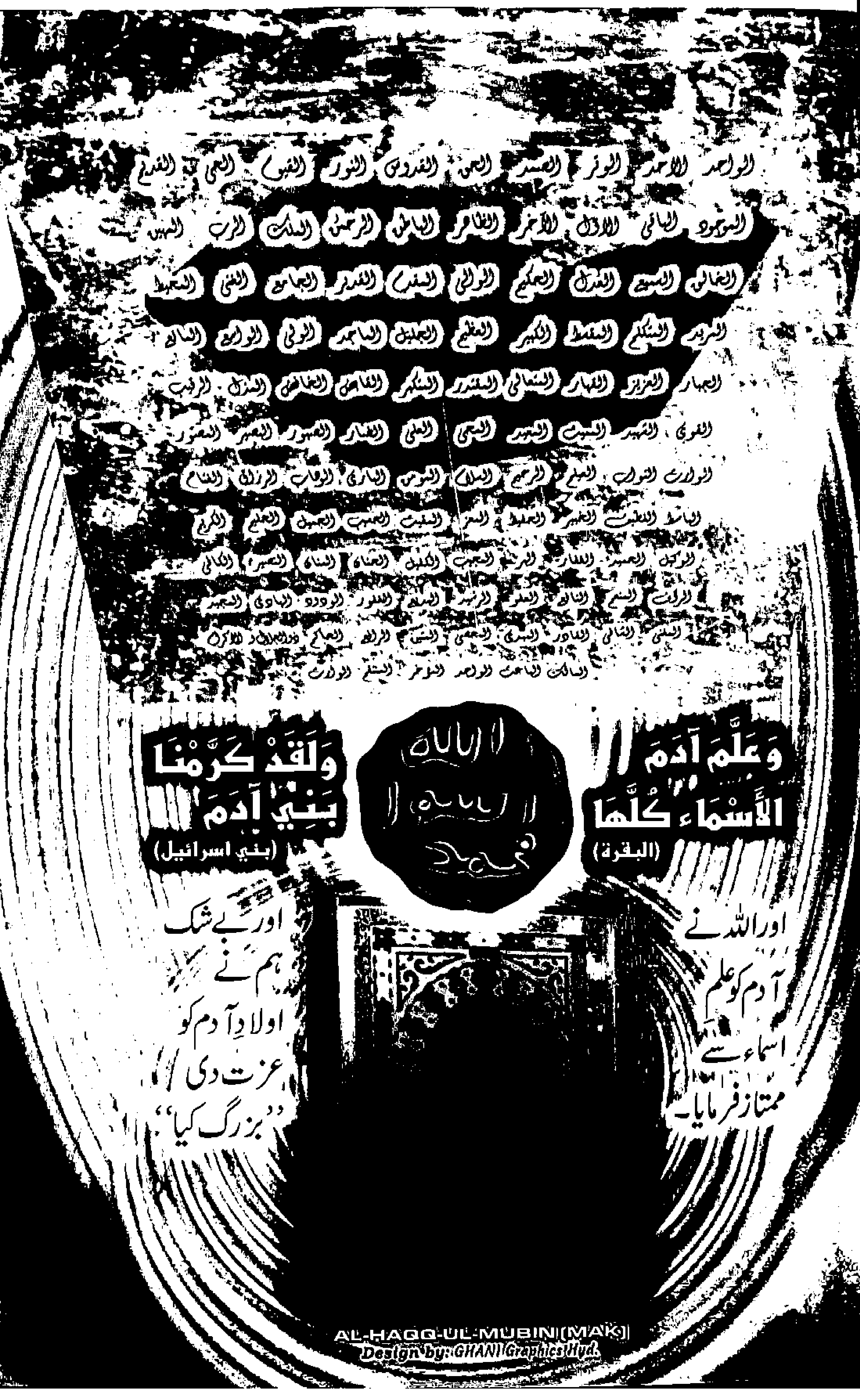
وَعَلَّمَ آدَمَ
الأَسْمَاءَ كُلَّهَا
(البقرة)
وَلَقَدْ كَرَّمْنَا
بَنِي آدَمَ
(بني اسرائيل)
اور اللہ نے
آدم کو علم
اسماء سے
ممتاز فرمایا۔
اور بے شک
ہم نے
اولادِ آدم کو
عزت دی
"بزرگ کیا"
AL-HAQQ-UL-MUBIN (MAK)
Design by: GHANI Graphics Hyd.

Marfat.com

Marfat.com

عبادتِ حقیقت
یعنی
عبادتِ خاصان

جب طالب صادق خضوع وخشوع سے حضوری قلب کے ساتھ اپنی تمام طاقتوں اور قدرتوں سے بیزار ہوکر دُنیا ومافیہا کی چاہتوں کو دل سے رخصت کر کے نماز ادا کرتا ہے اور ہر وقت، ہر جگہ اور ہر حال میں ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے، تو رفتہ رفتہ اس کے ٹوٹے ہوئے دل میں محبت الٰہی کے قیامت خیز طوفان اُٹھتے ہیں اور خاشاک غیراللہ سے وہ پاک وصاف ہوکر سراپا نیاز اور مجسم نماز ہو جاتا ہے۔ اسکے ظاہر اور باطن میں کوئی چیز ایسی نہیں رہتی جو اس کو حق سے غافل کر سکے۔ جاذبۂ حق اس کے ہوش وحواس کو اس طرح کھینچ لیتا ہے کہ ارکان ظاہری کا بھی اس کو خیال نہیں رہتا۔ اگرچہ وہ ظاہر میں اعمال سے کنارہ کش نظر آتا ہے لیکن اس کا باطن غیر ارادی طور پر ہر وقت حق سے وابستہ رہتا ہے۔ اسکو حضوری اور مشاہدہ حق، جو حاصلِ عبادت ہے، ماسوا کی طرف آنے ہی نہیں دیتا۔ وہ کسی شغل کی وجہ سے مقامِ مشاہدہ کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔

من مستِ خراباتِ نمازے کہ گزارم درو ے نہ قیامے نہ رکوعے نہ سجودے
در خلوتِ دل تا نکنی اُلفتِ توحید حق را نشناسی تو ازیں قیامے قعودے

Marfat.com

(میں مدہوشی میں ایسی نماز سے گزرتا ہوں جس میں نہ قیام، نہ رکوع اور نہ سجود ہے جب تک دل کی تنہائیوں میں محبتِ توحید نہیں آئے گی۔ اس وقت تک تُو نہ حق کو جانے گا اور نہ قعود کو پہچانے گا۔)

قولہٗ تعالیٰ: الَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَاتِہِمْ دَآئِمُوْنَ (المعارج آیت ۲۳ پ ۲۹)	جولوگ ہمیشہ اپنی نماز پر رہتے ہیں۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

پنج وقت آمد نماز ذوفنون   عاشقاں را شد صلوٰۃ دائمون

(عالم کی نماز پانچ وقت ہوتی ہے، سچے عاشق ہر وقت اپنی نماز پر رہتے ہیں۔)

سالک اپنے مدارج اور عروجِ روحانی کے مطابق مختلف حالات میں عبادتِ حقیقت یا صلوٰۃِ دائم مختلف طریقوں سے ادا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے صلوٰۃ دائم کی پانچ صورتیں ہیں۔

(۱) **ذکر لسانی**: سالک خلوص و صداقت سے شب و روز، ہر ساعت بلکہ ہر لحہ اپنی زبان پر ذکر الٰہی جاری رکھتا ہے۔ کسی وقت اور کسی حالت میں اس کے ذکر سے غافل نہیں ہوتا۔

(۲) **ذکر قلبی**: سالک اپنی الوالعزمی سے ذکر لسانی کو آخر درجۂ کمال پر پہنچانے کے بعد ذکر قلبی میں مصروف رہتا ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

اسم را خوانی مسمّٰی را بجو
بے مسمّٰی اسم کے باشد نکو

(اسم ذریعہ ہے مسمّٰی کو تلاش کرنے کا۔ بغیر مسمّٰی کے اسم بے معنیٰ ہے۔)

وہ ہر وقت ذاتِ واحد اور اس کے صفات کے تصور میں منہمک رہتا، اور پیہم تفکّر سے ذاتِ مطلق کے اسماء وصفات کا ربطِ معنوی دریافت کر لیتا ہے۔ اس ذکر سے محبت اور

Marfat.com

معرفت الٰہی بڑھتی ہے۔اس مقام پر فائز ہونے کے بعد ذاکر پر عالم ملکوت اور تجلیات اسماء وصفات کا انکشاف ہوتا ہے۔وہ غلبۂ ذوق وشوق سے مدہوش ہو جاتا ہے۔دُنیا کے واقعات اور مخفی اسرار اس پر خود بخود ظاہر ہونے لگتے ہیں۔اسی کو کشف کہتے ہیں۔

(۳) **ذکر روحی**: سالک اپنی منتہائے نظر اپنی زندگی کے مقصد یعنی مشاہدۂ ذاتِ واحد اور اس کی صفات کے گونا گوں نورانی پھولوں کی دید سے دامنِ نگاہ لبریز ہونے کے بعد ذات اور صفات کا حق الیقین حاصل کر کے تعینات کی قید سے آزاد مطلق ہو جاتا ہے۔وہ عارفِ حقیقت ہو کر ہر مظہر میں جلوۂ وحدت دیکھتا اور بفحوائے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط (النور ۳۵) مشاہدۂ حق میں مستغرق رہتا ہے۔اب صفات کے اعتبار سے اس کی نظر میں خالق، مخلوق، عبد اور معبود میں صرف وہی امتیاز باقی رہ جاتا ہے جو بحرِ ناپیدا کنار میں ڈوبے ہوئے قطرہ اور بحر میں ہوتا ہے اور اس کی نظر میں کوئی شے غیرِ حق نہیں رہتی۔

یہ عشق نے دیکھا ہے یہ عقل سے پنہاں ہے
قطرہ میں سمندر ہے ذرہ میں بیاباں ہے (اصغر)

اس عبادت یا صلوٰۃ کا دوسرا نام مشاہدہ حق ہے۔

ہر جا کہ رسیدیم ہمہ کوئے تو دیدیم
ہر جا کہ خمیدیم ہمہ روئے تو دیدیم (مغربیؒ)

(ہم جہاں بھی گئے تیری ہی گلی دیکھی۔ہم جہاں بھی جھکے تیرا ہی چہرہ نظر آیا۔)

یہ امر مدِ نظر رہے کہ یہ مشاہدہ صفاتی ہے۔یعنی عارف ہر شے کی صفات کو صفاتِ الٰہی سے متصف دیکھتا ہے۔کیونکہ اس مقام تک صفات اور ذات کی تمیز عارف کے ذہن میں باقی رہتی ہے۔

Marfat.com

(۴) **ذکرِ سرّی**: اس مقام پر عارف مظاہر کی صفاتِ گوناگوں ذات میں معائنہ کرتا ہے۔ بالفاظِ دیگر جزو حقیقت آمیز کے ذریعے کُل کو دریافت کر کے کامیابی کے ساتھ سرورِ دید میں سرشار رہتا ہے۔ یعنی جزو کو اس کی صفات کے ذریعے کُل میں دریافت کر کے مشاہدۂ حق کرتا ہے۔ اب اُس پر رازِ خفی منکشف ہوجاتا ہے۔ وہ اپنی ذات اور صفاتِ حق میں ایک خاص تعلق محسوس کرتا ہے۔ رفتہ رفتہ اس کے قلب میں انانیتِ حقیقی کا آفتاب ضیا باریاں کرنے لگتا ہے اور بے اختیار "اَنَا الْحَقُّ" یا "سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمُ شَانِیْ" کے نعرے اُس کی زبان سے بلند ہوجاتے ہیں۔

تیسرے اور چوتھے ذکر یعنی صلوٰۃ دائمون میں یہ فرق ہے کہ اوّل الذکر میں عارف صانع کو مصنوع میں مشاہدہ کرتا اور آخر الذکر میں مصنوع کا صانع میں معائنہ کرتا ہے۔

(۵) **محویت یا فنا**: اس درجہ پر فائز ہونے کے بعد عارف پر جذبۂ بیخودی کا عالم طاری ہوتا ہے اور دریائے حیرت میں بفحوائے مضمون حدیث۔ "یا الٰہی میری حیرت کو بڑھا" (بخاری) غرق ہوجاتا ہے۔ اب نہ ناظر ہے اور نہ دید صرف ایک ذاتِ بے نام و نشان باقی ہے اور شاہد و مشہود دونوں گم ہیں۔

پھر میں نظر آیا نہ تماشا نظر آیا
جب تو نظر آیا مجھے تنہا نظر آیا (اصغر)

عارف بمنزلہ مردمکِ چشم ہے جو اپنی دید سے مجبور اور معذور ہے۔ عابد، عبادت اور معبود کی تثلیث کا طلسم، توحید کے اسم اعظم کے اعجاز سے، بفحوائے قولہٗ تعالیٰ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○ (بنی اسرائیل آیت ۸۱) "کہو کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا۔" ٹوٹ جاتا ہے۔ اب عارف ماحول کا پابند

Marfat.com

نہیں رہتا۔ بلکہ اس کا ماحول خود بخود عالم ظہور میں آتا ہے۔یعنی اس کے ہر فعل سے اُس کی منشاء کے موافق ماحول پیدا ہوتا ہے۔

وہی جہاں ہے ترا جس کو تو کرے پیدا
یہ سنگ وخشت نہیں جو تری نگاہ میں ہے (اقبالؔ)

وہ تجلّیات قرب میں مستغرق ہوکر اپنے افعال، اعمال، اقوال اور ذات سے بھی بے نشان ہو گیا۔

نظارہ بھی اب گم ہے بیخود ہے تماشائی
اب کون کہے اس کو جلوہ نظر آتا ہے (اصغرؔ)

اس کے ہر فعل سے بیخودی میں گاہے انوارِ نیاز ظاہر ہوتے ہیں اور گاہے تجلّیاتِ ناز کا ظہور ہوتا ہے۔ بہر حال اب اس کے افعال و اعمال کو اُس سے منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ اس حقیقت کی شاہد حدیث قدسی ہے۔ ''نہیں دیکھتا ہے وہ، مگر میری آنکھ سے۔نہیں سنتا ہے وہ، مگر میرے کان سے۔نہیں بات کرتا ہے وہ، مگر میری زبان سے۔نہیں پکڑتا ہے وہ، مگر میرے ہاتھ سے۔نہیں چلتا ہے وہ، مگر میرے پاؤں سے۔'' (بخاری)

فاش میگویم و از گفتہ خود دلشادم بندہ عشقم و از ہر دو جہاں آزادم
نیست برلوحِ دلم جز الفِ قامتِ یار چہ کنم حرف دگر یاد نداد استادم (حافظؔ)

میں عشق کا بندہ ہوں میری زبان سے جو الفاظ عشق الٰہی میں ڈوبے ہوئے نکلتے ہیں ان سے میرا دل مسرور ہے۔ میں اپنے تعیّن سے چھٹکارا پا کر اس مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ میری نگاہیں ایک مستقل نظارہ میں محو ہیں۔اب میں دُنیا اور دین دونوں سے آزاد ہوں۔ میری تختیِ دل پر سوائے خوشنما قامتِ یار اور کچھ نہیں لکھا ہے۔ میں کیا کروں؟ مجھ کو سوائے نظارہ جمال کے اور کچھ پسند نہیں۔ عارف اس کے سوا کسی کو نہیں جانتا سالکِ باخبر حریم قدس میں حاضری کے لئے پُر محبت انداز سے عبادت کرتا ہے۔

Marfat.com

وضو: کثرتِ لوث وکدورت ماسوااللہ سے دل کو پاک وصاف رکھنا۔

کعبہ: جائے اشراقِ انوارِ الٰہی۔

قیام: عشق حقیقی میں اپنے قلب اور وجود فانی کو جس میں عیوب بہائی کثرت سے ہیں مدام مشاہدۂ دوست میں قائم رکھنا۔

قعود: اپنی پشت ذاتِ مطلق کی طرف کبھی نہ کرنا۔ ہر وقت اور ہر حال میں محبوب کے مشاہدہ میں محو رہنا۔

رکوع: فرمانِ محبوبِ حقیقی کے لئے سر نیاز کو رضا و تسلیم کے ساتھ خم رکھنا۔ ماسوا اللہ سے بے خبر رہنا۔

سجدہ: سجدہ اور جبیں سائی میں، سجدے اور جبیں کا امتیاز باقی رہنا سجدے کی توہین ہے۔

سجدہ گاہ: محراب ابروئے یار (جو عبارت حقیقتِ محمدیہ ﷺ سے ہے) کی طرف جھکے رہنا۔

سلام: سالک واصل بحق۔ باقی، باقی۔

بیخود ہو یادِ دوست میں اور خود کو بھول جا
اے دل تو یاد رکھ کہ یہ سچی نماز ہے

جب سالک اپنے قلب پر خطرات غیر کو حرام کر لیتا، تشبیہ سے تنزیہہ کی طرف رجوع ہوتا، ماسوائے اللہ کی جانب سے اللہ کی طرف جُھک جاتا اور سیر الی اللہ میں

Marfat.com

فانی ہوکر بحرِ وحدت میں غرق ہو جاتا ہے، تو خالقِ اکبر اُسے ایک دوسرا جھلملاتا ہوا نورانی پیکر عنایت فرماتا ہے۔ وہ اپنے نفس کو بلا حجاب، آفتاب کے مانند درخشاں دیکھتا اور اسی سے وہ خصوصیت کی ساتھ مدام حرّیتِ فکر سے بلا تکلف عبادت کرتا ہے۔ جن کی نگاہیں ماسوا پر ہیں اور جن کی آنکھیں ہوا وہوس سے اندھی ہو رہی ہیں، انکی نظریں وجودِ خاکی سے آگے نہیں جاسکتیں۔ انکو وہ نورانی صورت نظر نہیں آتی۔

کوئی کمال بغیر ریاضت حاصل نہیں ہوتا۔ تکمیل روح اور اسرار قدرت سے آگاہ ہونا نہایت مشکل ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے بغیر ناممکن ہے۔ اس لئے وہی معدودے چند خوش نصیب انسان اعلیٰ درجہ کو حاصل کر سکتے ہیں، جن کی طبیعت ابتداً ہی سے نیک خصائل کی طرف راغب، انوارِ حق کی جویا اور اللہ کی طلب میں ریاضت شاقہ کی متحمل ہو۔ بے تکلف مشاہدۂ حق سے سرشار رہنا حضور قلب کی مسلسل کوشش کا ثمر اور مرشد کی نگاہِ کرم کا صدقہ ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ كَافُوْرًا ۚ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ (الدھر آیت ۵۔۶ پ ۲۹)	بے شک نیک پئیں گے اس جام میں سے جس کی ملونی کافور ہے وہ کافور کیا، ایک چشمہ ہے، جس میں سے اللہ کے نہایت خاص بندے پئیں گے۔

ایک طویل حدیث میں وارد ہوا ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَعَدَّ اِشْرَاباً لِاَوْلِیَائِهٖ اِذَا شَرِبُوْا سَكِرُوْا وَاَنَا بُوْا وَاِذَا اَنَا بُوْا طَاشُوْا اِلیٰ آخِرِہٖ۔	اللہ تعالیٰ نے ایک شراب اپنے دوستوں کے لئے مخصوص کی ہے، جب وہ اس کو پی لیتے ہیں، تو سکر ہوتا ہے اور وہ رجوع ہوتے ہیں اور رجوع ہونے سے شوق بڑھتا ہے۔

Marfat.com

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج صمدی میں قُرب حاصل ہوا تو ذاتِ اقدس کی طرف سے دونور کے پیالے عطا ہوئے۔ ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب۔ ارشاد باری ہوا کہ جس پیالے کو دل چاہے پی لیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے دودھ کا پیالہ پی لیا جو اعلیٰ ترین ربانی حکمتوں، اسرار و معارف اور قوانینِ شریعت سے مملو تھا دوسرا پیالہ جو خالص شراب محبت سے بھرا ہوا تھا، جس کو پی کر عاشقان الٰہی مدہوش ہوکر دریائے حقیقت میں غائب اور ماسوا اللہ سے بے خبر ہو جاتے ہیں، وہ عارفان طریقت کیلئے محفوظ رکھا گیا۔ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ۚ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ○ (الدھر آیت ۱۷-۱۸ پ ۲۹) ''اور ان کو وہاں ایسا جام (عشقِ الٰہی) پلایا جائے گا جس کا مزاج سونٹھ کا سا ہے وہ کیا ہے جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہتے ہیں۔'' بعض اولیائے کاملین اسی شراب کے نشہ سے مست و بیخود ہوکر بے ہوش ہو جاتے ہیں اور بقول ''آنچہ در دیگ است بہ چمچہ بر می آید'' بے خودی میں اُن کی زبان سے حقیقت کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ اسی شراب کی تعریف میں مولائے رومؒ ارشاد فرماتے ہیں۔

اگر بر دانش علماء ازیں مستی چکد جرعہ
نہ ماند عالم و آدم نہ مجنونے نہ خود کامے

(اگر علماء کی دانش پر اس مستی کا کوئی حصہ ٹپک جاتا تو نہ عالم و آدم رہتا، نہ مجنوں نہ خود۔)

اس شرابِ حقیقی کا نشہ ایک بار طاری ہونے کے بعد کسی طرح زائل نہیں ہوتا۔

کس کی طاقت ہے اسے جو دے اُتار
حشر تک جائے نہیں اس کا خمار

اے مرید! قابل توجہ منازل طریق و عشق الٰہی مرشد واصل کے حکموں کی جس قدر ممکن ہو پیروی کر۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی بعض باتیں تیرے علم کے مطابق

Marfat.com

تجھ کو خلاف عقل معلوم ہوں، لیکن تو چوں چرا کئے بغیر اس کی اطاعت کئے جا۔ کیونکہ وہ طریقت کے منازل، عشق حقیقی کے مراحل اور رازِ حقیقت سے آگاہ ہے۔ اُس کی پیروی کر کے تو راہِ حق سے کبھی نہیں ڈگمگا سکتا۔

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزل ہا

(اگر مرشد آپ کو یہ تلقین کرے کہ مصلّے کو شرابِ معرفت میں ڈبو لے، تو ایسا کر لے کیونکہ سالک طریقت کی منزلوں سے واقف نہیں ہوتا۔)

یہی شراب حقیقت تھی جس کے نشہ سے منصور رحمتہ اللہ علیہ نے سرشار ہو کر عالم روحانی کی مسرتیں اپنے قلب کی گہرائیوں میں محسوس کیں اور بادۂ روحانیت کی مستی اور حالت بیخودی میں ان کی زبان اسرار حقیقت کی ترجمان ہوگئی، جس کو عقل ظاہر بین نہ سمجھ سکی اور نااہلوں نے ان کے نعرۂ قلندرانہ کو قابلِ دار جرم قرار دیا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کنداین عاشقان پاک طینت را

(ان بزرگوں نے خاک وخون میں مل جانے کی ایک اچھی رسم ڈالی۔ اللہ تعالیٰ ان پاک عاشقوں پر اپنی رحمت فرمائے۔)

اے عزیز! عرفانِ حقیقت اللہ تعالیٰ کی ایسی پاکیزہ اور اعلیٰ نعمت ہے کہ کوئی عبادت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ انسان کو وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (بنی اسرائیل) ''اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو بزرگ کیا عزت دی'' کا خطاب معرفت الٰہی کے باعث عطا ہوا، کثرت عبادت کی وجہ سے نہیں۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ: مَا فَضَّلَكُمْ اَبُوْ بَكْرٍ بِكَثْرَتِ صِيَامٍ وَّلَا صَلٰوةٍ وَّلٰكِنْ بِسِرٍّ وَّ قَرَفِيْ صَدْرِهٖ۔ ابوبکر کو تم پر

Marfat.com

نماز و روزہ کی زیادتی سے فضیلت نہیں ہے۔ بلکہ باعتبار علم لدنّی جو اس کے سینے میں ڈالا گیا (فضیلت ہے)۔

تا نگزری از شریعتِ عام اے دوست — بر شرع خواص کے نہی گام اے دوست
آنجا کہ شریعت اخصّ الخاص ست — از ہر دو گزر در دوست آرام اے دوست

(اے دوست جب تک تو شریعتِ عام سے نہ گزریگا خواص کی شرع پر کس طرح گامزن ہو سکے گا۔ ان راستوں پر جہاں کہ شریعتِ خاص الخاص ہے اے دوست وہاں مکمل آرام ہے۔)

اے عزیز! خودی سے گزر۔ باطل سے بھاگ۔ حق کو دیکھ۔ ظاہر سے گزر کر باطن کی طرف بھی متوجہ ہو۔ شریعت سے طریقت، اور حقیقت کی طرف عروج کر۔

عارف جس وقت فانیات سے دست کش ہو کر قدیم کی طرف رجوع ہوتا اور تمام باطنی طاقتوں کو یک جا کر کے پورے انہماک سے نشاطِ روحانی کے کمال پر پہنچنا چاہتا ہے، تو عبادت و ریاضت اور ذکر و فکر کا خیال بھی جذبۂ روحانی کی زبردست لہروں میں بہہ جاتا ہے۔

عارفاں چوں دم از قدیم زنند
ھا، و ھو، رامیاں دو نیم زنند (سنائیؒ)

جبکہ وہ طلب حق میں اپنے شعورِ ہستی کو مٹا کر سرچشمۂ لاھوت میں ڈوب کر فنا ہو جانے کی سعی مشکور میں مشغول ہوتا ہے، تو اُس وقت ایسی عبادات اور اعمال کی جانب جن سے احساس ہستی قوت پائے، دانستہ متوجہ ہونا، اس کے تنزّل کا باعث ہوگا اور وہ رجوع الی اللہ سے رہ جائے گا۔

حقیقت چیست پیش اندیش بودن
زخود بگذشتن و باخویش بودن (عطارؒ)

(حقیقت کیا ہے۔ ''پہلے سے سوچ لے'' اپنے وجود سے ہاتھ اُٹھالینا یا اپنے وجود کے ساتھ رہنا۔)

Marfat.com

حضرت فضیل ابن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ جو پاکیزہ دماغ شخص اپنے خیالات کی بلندی اور جذبۂ احترام سے ہمہ وقت صلوٰۃ دائمی میں محو و مستغرق اور ایک غیر شعوری حال سے لذت اندوز ہو اُس کو ظاہری نماز سے کیا کام۔؟ آپؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ امر معروف اور نھیِ منکر دونوں عوام کی ولایت ہیں۔ اللہ کی ذات میں نہ امر معروف ہے۔ نہ نھیِ منکر۔

حضرت شمس تبریزؒ کا ارشاد ہے کہ مقام توحید میں ''کن۔ مکن'' کا کام نہیں۔ لیکن اندھے اور بے بصیرت اس نکتہ کو کیا خاک سمجھیں۔

رہانیدی مرا از شر ہستی

چو پیمودی پیاپے جام مے را

(تو نے مسلسل شراب کے پیالے پلا کر مجھے ہستی کے شر سے نجات دلا دی۔)

اے عزیز! موجودہ وقت میں ایسے لوگوں کی تعداد کافی ہوگئی ہے، جو اگر حق و صداقت کو سمجھنا چاہیں، تو بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔ اب انسان کے لئے ابتداء و انتہا اور ادنیٰ و اعلیٰ میں تمیز کرنا، زیادہ دشوار نہیں رہا ہے۔ ذی فہم طالبان حق سے یہ اُمید رکھنا غلط نہیں کہ اگر اُن کے سامنے حق کو حق کی طرح پیش کیا جائے تو وہ حق و باطل میں تمیز کر کے، حق کو حق تسلیم کر لیں گے۔ طلب حق کی اہمیت سے کوئی ذی فہم انکار نہیں کر سکتا۔ تجھ کو لازم ہے کہ عمل کے میدان میں مردانگی سے قدم بڑھائے۔ اسفل کو چھوڑ کر اعلیٰ کی طرف رجوع ہو۔ فانی کو ترک کر کے، باقی کو اختیار کرے۔ خود کو نیست کر کے، ہستی حقیقی سے آشنا ہو جائے۔

من کو ایسا مٹا کہ تو نہ رہے پھر من و تو کی گفتگو نہ رہے

ہو تعین کی قید سے آزاد چل وہاں تک کہ چار سو نہ رہے

Marfat.com

کیفیاتِ مطالعہ

Marfat.com

الله
اللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور)
اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا
AL-HAQQ-UL-MUBIN (MAK)
Design by: GHANI Graphics Hyd

Marfat.com

Marfat.com

جلوۂ وحدت کا نظارہ

اے عزیز! جلوۂ وحدت اپنے سچے دیوانوں کے لئے ہر وقت بے نقاب ہے۔ تو اگر دیدارِ الٰہی چاہتا ہے تو اتباعِ شریعت کو سواری بنا کر، زادِ راہ محبت و عشق ساتھ لے کر منزل مقصود کی طرف چل۔ خلوص و محبت کے ساتھ نفس کشی کے صحرا طے کر۔ رفتہ رفتہ سوائے فرائض و سُنن کے نوافل اور دیگر وظائف میں کمی کر۔ اسم الٰہی کا ذکر کثرت سے کیے جا اور پاسِ انفاس کی خصوصیت سے مداومت کر۔

ذکر زبان و مونسِ جان ست نام یار
یکدم نمی رود کہ مکرر نمی شود

(دوست کا نام زبان کا ذکر اور جان کا مونس ہے جب اسکو لینا شروع کر تو اسکی گردان ختم مت کر۔)

شکم سیری سے بچ۔ حدیث میں وارد ہوا ہے:

اَلْجُوْعُ مُخُ الْعِبَادَۃِ۔ | گرسنگی عبادت کا مغز ہے۔

کسب و عمل نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے نہ کر۔ کھانے کے لئے زندہ نہ رہ۔ زندہ رہنے اور ذکر الٰہی کے لئے کھا، بھوک کی عادت ڈال تا کہ انوار الٰہی کا دل میں گزر ہو۔

حضرت مقدام ابن معدی کربؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انسان کے لئے چند لقمے کافی ہیں جس سے اس کی پیٹھ سیدھی رہ سکے اور اگر انسان کو زیادہ کھانے پر اسرار ہی ہے تو پیٹ کا تہائی حصہ کھانے کے لئے، تہائی حصہ

Marfat.com

پینے کے لئے اور تہائی حصہ سانس لینے کے لئے ہے۔

(سنن ترمذی ج ۹ ص ۲۲۴، مسند احمد و مستدرک حاکم)

اندرون از طعام خالی دار
تا در و نورِ معرفت بینی

(اپنے معدے کو خالی رکھ۔ تاکہ اس میں تجھ کو نورِ معرفت نظر آئے۔)

زندگی سو سو کر ختم نہ کر۔ غلبۂ نیند کے بغیر نہ سو۔ اگر اہل دنیا مضحکہ اُڑائیں، ان کا خیال نہ کر۔ وہ تیرے کام میں مخل اور حارج ہوں تو بھی ان کی طرف متوجہ نہ ہو۔ ترک تعلق میں میّت کے مانند ہو جا۔

در عالمِ جان بہوش باید بود   در کارِ جہاں خموش باید بود
تا چشم و زبان و گوش بر جا باشند   بے چشم و زبان و گوش باید بود

اے طالبِ الٰہی! تجھے طلب حق میں باہوش اور دُنیا کے سب کاموں سے خموش رہنا چاہئے۔ جب تک آنکھ، زبان اور کان قائم ہیں، اس وقت تک سمع و بصارت کے بغیر رہنا اور زندگی وہمی، باخبری سے بے خبری میں گزارنا چاہیئے۔

روحانی اشغال کی لئے خلوت اختیار کرنا بہت ضروری ہے تاکہ اطمینان کے ساتھ ہر ممکن کوشش سے ابتدائی عمل، ذکر باری اور فکر الٰہی ہو سکے۔ اس کے بعد دوسرے اعلیٰ و برتر اعمال و عبادات جن کا اثر بلا کسی خاص توجہ کے دل پر مؤثر ثابت ہو، اختیار کرنا چاہیئے تاکہ ظلماتِ نفسانی، قیودِ شہوت اور غفلت کی بندشوں سے رہائی ہو جائے۔ دل سے خیالات و افکار ماسوا اللہ کوڑے کرکٹ کے مانند دور ہو جائیں۔ جب دل سے ہر قسم کی کثافت دور ہو جائے گی، وہ آئینہ کی طرح صاف و شفاف ہو جائے گا، اور اُس کے اور لوح محفوظ کے درمیان جس قدر حجابات حائل ہیں اُٹھ جائیں گے۔ جو کچھ لوح

Marfat.com

محفوظ میں ہے پوشیدہ نہ رہے گا۔تم کو بھی حضرت زید رضی اللہ عنہ کی مانند غیب کا مشاہدہ نصیب ہوگا۔عجائبات اور غرائب علوم منکشف ہوں گے۔لمعانی شعاعیں پھیلنے لگیں گی اسرارِ الٰہی کے چہرے سے پردہ ہٹ جائے گا۔اس مرتبہ کے حاصل ہونے کے بعد اگر تم اوہام کے اشاروں پر اپنی جداگانہ ہستی کا دعویٰ کرو گے،تو جلوۂ وحدت کی منوّر شعاعوں کے مستقل پرتو سے محروم ہو جاؤ گے۔خود کو ہر ممکن کوشش سے نیست کر دو تاکہ خصوصی لطیف جذبات پیدا ہوں۔عشقِ الٰہی میں فنا ہونے کے بعد ہستی مطلق کے رُخِ انور کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔جو مغرور خود کو ہست اور عظیم المرتبت خیال کرتا ہے، وہ فیضانِ حقیقت اور مرتبۂ بقا سے ہمیشہ محروم رہتا ہے۔جو پیکرِ خاکی بزعم خود ہست اور کامل ہے اس کو طلب حق اور مرتبۂ بقا کی ضرورت ہی کیا؟ اے عزیز! نیستی حاصل کرنے کے لئے خود کو نیست خیال کرنا طریقِ سلوک میں فرض اولین ہے۔خود کو مٹائے بغیر کمال انسانی اور مرتبۂ بقا حاصل نہیں ہوتا۔''کہ دانہ خاک میں مل کر گل وگلزار ہوتا ہے،،۔

از بہاراں کے شود سر سبز سنگ
خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ (رومیؒ)

(موسمِ بہار میں پتھر سر سبز نہیں ہوتے،خاک ہو جا تاکہ تجھ میں رنگ رنگ کے پھول کھلنے لگیں۔)

آفتاب عالمتاب سب کے لئے یکساں روشن ہے،لیکن کمزور نگاہوں کو اُس کے دیکھنے کی تاب کہاں۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ (سعدیؒ)

(اگر چمگادڑ کو دن میں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔تو اس میں آفتاب کے جگمگانے کا کیا قصور۔)

Marfat.com

انوار وحدت سے تمام عالم کون ومکان جگمگا رہا ہے، لیکن اگر کوئی باطل پرستی اور خود بینی کی پٹیاں آنکھوں پر باندھ لے تو اس کا کیا علاج؟ اے عزیز! اس حالت کو کیا کہا جائے گا کہ انسان اس کو تو بے چون وچرا تسلیم کرتا ہے کہ لوہے، پیتل، پارہ، شیشہ اور دوسری مختلف دھاتوں سے ہزارہا میل کی چیزیں دیکھی جاسکتی ہیں اور اجرام علوی کے حالات بھی دریافت ہوسکتے ہیں۔ لیکن وہ صحیح الدماغ ہونے کے باوجود اسے باور کرنے کو تیار نہیں کہ جس عطیۂ عقل سے انسان اس قابل ہوا اور جسمانیات میں ایسا کمال حاصل کیا کہ دوربین ایجاد کر کے اُس نے شمس وقمر اور دوسرے وسیع کرّوں کے حالات معلوم کر لئے، اگر وہ اس عطیۂ الٰہی یعنی عقل کو اللہ ورسول ﷺ کے احکام کی، جو ریاضت ومجاہدۂ بانفس کے بارے میں ہیں، عملی بجاآوری میں مصروف رکھے تو وہ اس درجہ ترقی کرسکتا ہے کہ بغیر مادی آلات کے اپنی ریاضت اور صفائی باطن کے سبب ہر حال میں اور ہر جگہ انوارِ وحدت کا چشم بصیرت سے مشاہدہ کرسکتا ہے۔ کیا روح کا مرتبہ جسم سے اعلیٰ نہیں؟ کوئی سچائی اور اخلاص سے اس مقدس میدان میں آکر تو دیکھے۔ جب مادّیت کے پردے چاک ہو جائینگے اور دل کی آنکھیں کھلیں گی، تو انوارِ وحدت کے لاثانی گوہروں سے بھرا ہو گنجینہ ہر وقت پیش نظر رہے گا۔

گھر گھر تجلّیاں ہیں طلب گار بھی تو ہو
موسیٰ سا کوئی طالب دیدار بھی تو ہو (امیر مینائی)

جس وقت اور جس طرف آنکھ اُٹھے گی جمال محبوب کی بے پردہ تجلّیاں خرمن عقل وہوش اور سرمایۂ دین وایمان پر بجلیاں گراتی نظر آئیں گی۔ وہ بلند معانی اور انوارِ وحدت ظاہر ہونگے، جن کی طرف متوجہ رہنا اصطلاح صوفیاء میں صلوٰۃ دائمی اور نماز حقیقی کہلاتا ہے۔

Marfat.com

پنج وقت آمد نماز ذوفنون

عاشقاں را شد صلوٰۃ دائمون (رومیؒ)

(پنج وقتہ نمازیں اپنے اوقات کی ترتیب سے شمار ہوتی ہیں لیکن عاشقوں کی نماز ہر وقت ہے۔)

اے عزیز۔۔۔! جب تو بارگاہِ شاہدِ حقیقی میں جرأت رندانہ سے خالص نیازمندی کا تحفہ لیکر حاضر ہو تو بعجز و نیاز اس طرح عرض کرنا چاہیئے:

''اے رفعت پناہ شہنشاہ! میری نیازمندی کی ہوس آج تک نہ نکلی۔ نہ جَبْہَہ سائی کا شوق پورا ہوا۔ جس کے باعث میرا ولولوں بھرا دل سینہ میں نہیں سماتا۔ میں مفلس ہوں۔۔۔ تیرے دربار کے قابل میرے پاس نہ کوئی پیش کش ہے اور نہ تیری سرکار کے لائق کوئی تحفہ۔۔۔ صرف یہ ایک نقد جان ہے۔ وہ بھی تیری ہے۔۔۔ ایک ٹوٹا ہوا دل ہے۔۔۔ وہ بھی تیرا ہی ہے۔ میرا کیا ہے۔۔۔؟ میرے پاس تو بجز خاکساری کے اور کچھ بھی نہیں۔ اگر شانِ بندہ نوازی سے قبول فرمائے تو زہے نصیب اور قسمت''۔

اللہ تعالیٰ جس نے موجوداتِ عالم کی تخلیق کی ہے جب تیرے ارادوں میں استقامت، خیالات میں بلندی اور محبت میں سچائی دیکھے گا، تو اپنے انتہائی لطف و کرم سے تیری مخلصانہ عبودیت پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائیگا اور تیرے دل کے گوشہ گوشہ پر اُس کے انوارِ وحدت کی بے حد و حساب جلوہ ریزیاں ہوں گی۔ اوہامِ ماسوا اللہ کی تاریکیاں ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائیں گی اور آفتاب وحدت کے علاوہ تیرے ظاہر اور باطن میں کچھ نہ رہے گا۔

ترا جلوہ اے جلوہ گر کو بکو ہے حضوری ہے ہر وقت تو روبرو ہے

جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

Marfat.com

مسجودِ جن و انسان عالم میں چار سو ہے | جو ہٹ گیا ہے خود سے ہر وقت قبلہ رو ہے
یک رنگ ہو اٹھا دے دل سے دوئی کا پردہ | اے مولوی تو ناحق شیدائے رنگ و بو ہے
عرفان کی جستجو کر توحید کا ہو جویا | ذکرِ خدا سے غافل، عرفاں کی جستجو ہے؟
دیدارِ حق سے اچھی ممکن نہیں ہے نعمت | زاہد! بتا تجھے کیوں حوروں کی جستجو ہے
ہے سالکِ طریقت دیدارِ حق کا طالب | عاشق کو اس کے ہر دم بس اُسکی آرزو ہے
سالک کو ہے نظام الحق کی یہ بس نصیحت | مت دیکھ غیر حق کو گر حق کی جستجو ہے

جب تک انسان دُنیا میں مصروف رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے غافل اور نفسانی خواہشات میں گرفتار رہتا ہے۔ یہی اس کا اندھا پن ہے۔ حُبِ دنیا سدِّ راہِ معرفت الٰہی ہے۔ طالب کو لازم ہے کہ دُنیا ہی میں اپنے دیدۂ باطن کو کحل الجواہر ذکر و فکر، ریاضت و مجاہدہ اور محبت و عشقِ الٰہی سے روشن و مجلّٰی کر کے دیدار محبوب حقیقی کے قابل بنائے اور دیکھے کہ اس کا نورِ پاک ذرّہ ذرّہ پر چھایا ہوا ہے۔ قولہ تعالیٰ:

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط (النور آیت ۳۵ پ ۱۸) | اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

حدیث: انت نور السموات والارض ومن فیھن (بخاری و مسلم) | تو ہے نور آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ اُس میں ہے۔

ذاتِ احدیت کا نور کل چیزوں پر چھایا اور کل وسعتوں میں سمایا ہوا ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ باری تعالیٰ کے اس اظہار حقیقت میں جہاں اور بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں، وہاں یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کے طالب اس مشعل ہدایت کی روشنی میں اُس کے قرب و وصل کے لاہوتی خزانہ تک ذکر و فکر اور ریاضت و مجاہدہ کے ذریعے پہنچ جائیں اور مذکورہ بالا ارشاد پاک پر ایمان بالغیب رکھتے ہوئے، درجہ حق الیقین پر فائز ہوں۔

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ کا نور مادّیات سے متعلق نہیں۔ عام انسان جو کہ نورِ حق سے غفلت میں ہوتے ہیں، اپنے حواس سے مادی اشیاء کا ادراک کر سکتے اور کرتے ہیں، اور بعض اوقات مادی اشیاء کو بھی محسوس کرنے سے عاجز ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ہوا جس کو ہم اپنی قوتِ حس سے محسوس کرتے ہیں، ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ یہ ہمارے کرۂ ارض کو ہر وقت محصور کیے ہوئے اور ہمارے اردگرد ہر وقت موجود ہے۔ اگر ہوا ایک لمحہ کے لئے بھی دنیا سے ناپید ہو جائے تو کوئی ذی روح قائم اور زندہ نہیں رہ سکتا۔ لیکن موسم گرما میں جب حبس کی زیادتی ہوتی ہے، یعنی ہوا ایک حد تک ساکن ہو جاتی ہے، تو وہ محسوس نہیں ہوتی اور ہم کہتے ہیں کہ آج ہوا نہیں ہے۔ حالانکہ وہ ہر وقت ہمارے پاس موجود ہوتی ہے۔ جب پنکھے سے اُسے حرکت دی جاتی ہے تو فوراً اپنی موجودگی کا اظہار کرتی اور ہم کو محسوس ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ہوا پنکھے نے پیدا نہیں کی۔ بلکہ یہ وہی ہوا ہے جو ہمارے اردگرد موجود تھی۔ پنکھے کی حرکت کی وجہ سے متحرک ہو گئی اور ہماری قوتِ حس اسے محسوس کرنے لگی۔

اللہ تعالیٰ کا نور آسمان کی رفعت، زمین کی وسعت، پہاڑوں کی استقامت، دریا کی روانی، سمندر کے تلاطم، آبشار کی چادر، بلبل کے نغمہ، گل کی بو، آفتاب و ماہتاب کی تابانی، سبزہ زاروں کی رونق غرضکہ ہر شے کے ظاہر و باطن میں جلوہ فرما ہے۔ مگر عوام کی مادی آنکھیں کُحل الجواہر "مَازَاغَ الْبَصَر" سے محروم ہیں اور اس کی دید کی اہل نہیں۔ البتہ جب طالبِ مولیٰ رہبرِ کامل کی رہنمائی اور توجۂ باطنی کی امداد سے، اپنے حواس خمسہ کو ریاضت اور مجاہدہ کے گُل خن کے حوالہ کر دیتا ہے تو کثافتِ مادی اس کے قلب و دماغ سے زائل ہو جاتی اور تعینات کے حجاباتِ اکبر تار تار ہو کر پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی چشمِ بصیرت میں ایک ضیائے خاص پیدا ہوتی اور وہ اس نور کا بلا کوشش ادراک کرنے لگتا ہے۔ اُس کے لئے کوئی شے ایسی نہیں رہتی

Marfat.com

جو اس کو جلوۂ حق سے محجوب کر سکے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم (سرمدؒ)

(چاہے جس رنگ کا لباس پہن لے۔ میں تو تیرے قد کے انداز سے تجھ کو پہچانتا ہوں۔)

نورِ حقیقت کو اس طرح بے پردہ آشکارا دیکھ کر اُسکی آنکھوں میں مسرّت کے آنسو بھر آتے ہیں اور وہ زبانِ قلب سے پکار اُٹھتا ہے کہ اے میرے مولیٰ! میں تیرے فضل واکرام اور پیرِ طریقت کے توجہٗ باطنی کے صدقہ میں تعینات کے دامِ تزویر میں پھنس جانے سے مامون ومصئون ہوگیا۔ تیری تجلیاتِ انوار نے جن سے دُنیا کی کوئی شے خالی نہیں ظاہر ہو کر مجھ کو بحرِ کثرت میں گوہرِ وحدت کا مشاہدہ عطا فرمایا۔ مجھے اِس گراں بہا عنایت کا شکر ادا کرنیکی توفیق مرحمت فرما۔

جب سالک کی چشمِ بصیرت کے سامنے تجلّیاتِ انوار مسلسل اور مستقل رہنےلگتی ہیں، تو اس کی چشمِ بصیرت خیرہ ہو جاتی ہے۔ آفتابِ وحدت کے سوا وہ کسی طرف نہیں دیکھتا۔ یہاں تک کہ وہ آپ کو بھی اس منبع نور وضیا کا جزو لاینفک تصور کرنے لگتا ہے۔ نورِ وحدت سے ہٹ کر اس کو اپنا وجود عدم معلوم ہوتا ہے۔ رفتہ رفتہ وہ نورِ حقیقت کی لاانتہا گہرائیوں میں غرق ہو کر خود سے غائب ہو جاتا اور سراپا نور ہو کر نور کے علم سے خود کو اُس منبع نور کے علاوہ نہیں دیکھتا جس کی ذات سے کل عالم منور ہے۔ اِس کو اپنی ذات کا احساس اللہ تعالیٰ کی ذات کے بدولت ہوتا ہے۔ جب وہ اللہ کو ڈھونڈتا ہے، تو خود کو اور جب خود کو تلاش کرتا ہے، تو اللہ کو پاتا ہے۔

Marfat.com

گم کر دیا ہے دید نے یوں سر بسر مجھے
ملتی ہے اب انہیں سے کچھ اپنی خبر مجھے (اصغرؔ)

انوارِ حق برقی رو کی طرح کل عالم میں ساری وطاری ہوتے ہوئے بھی پردۂ اخفا میں ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت عظیم مضمر ہے جس کا شاہد تجلی طور کا قرآنی قصہ ہے۔ لسان العصر اصغرؔ نے سچ کہا ہے۔

کچھ غنیمت ہو گئے یہ پردہ ہائے آب و رنگ
حُسن کو یوں کون رہ سکتا تھا عریاں دیکھ کر

مگر عاشقانِ ذات کے لئے ''پردہ ہائے آب و رنگ'' بے معنی ہیں۔ وہ ہر ساعت اور ہر لحظہ انوارِ الٰہی کی تابش سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ اللہ والوں کے دلوں میں غیر حق کی رسائی نہیں۔ وہ دنیا کے فریب رنگ و بو سے آزاد ہیں۔

جو نقش ہے ہستی کا دھوکا نظر آتا ہے
پردہ پہ مصور ہی تنہا نظر آتا ہے (اصغرؔ)

اس منزل پر پہنچنے کے بعد سالک **وحدت فی الکثرت** اور **کثرت فی الوحدت یعنی وحدت الوجود** کے مرحلہ کو عبور کر جاتا ہے۔ اس حقیقت کے مطابق تمام کائنات ایک ہی اصل کی فرع، ایک ہی آفتاب کا پرتو اور ایک ہی صورت کا مرقع ہے۔ کل کائنات، جو ممکنات کی صورت میں نظر آتی ہے، اسی آفتابِ حقیقت کا پرتُو ہے اور اسی کی گردش کے ساتھ ساتھ گردش کرتی ہے۔ ہر اسم، صفت اور فعل جو اس عالم میں ظاہر ہے، اُن سب کی اصل وہی آفتابِ احدیت ہے۔

Marfat.com

کیفیاتِ مطالعہ

Marfat.com

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ (الحدید: ٤)
جہاں تم ہو، ہر وقت اللہ تمہارے ساتھ ہے۔
AL-HAQQ-UL-MUBIN (MAK)

Marfat.com

Marfat.com

بصارت اور بصیرت

عارف ادراکِ صفات سے بے نیاز ہے۔ کیونکہ ان کی انتہا نہیں۔ برعکس صفات کے اس کی نگاہ باطن ذاتِ خالقِ کُل اور فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۝ (البروج آیت ۱۶) ''ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا (اللہ)'' کو مشاہدہ کرتی ہے کہ وہ شاہدِ مقصود ہے۔ وہ اس کی صفات کو بہ سبب تقاضائے کمال کے ادراک نہیں کرتا اور نہ کبھی ان کی نسبت غور کرتا ہے۔ وہ خالقِ کائنات وموجودات کی ذات میں محو رہتا ہے۔

جب سالک مرتبہ کونیہ سے مضطربانہ وباجرأت رندانہ عروج کی راہ اختیار کرتا اور مرتبہ قدسیہ پر فائز ہو جاتا ہے، تو ذات کی طرف سے اس کو ادراک کی جلوہ نمائیاں ہوتی ہیں۔ جن کا نظارہ اس کو حیران کر دیتا ہے۔ اس حالتِ وارفتگی میں خودی کے دور ہو جانے کے بعد علم الٰہی سے اُس پر انکشاف ہوتا ہے۔ وہ اپنے ضمیر واحساس سے سمجھتا ہے کہ ذاتِ الٰہی عین اس کی ذات ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو ذات کا صحیح ادراک ہو گیا۔ اسلئے علمائے حقیقت کے سرتاج رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

''اذا عرف نفسه عرف ربه'' (دیلمی فی الفردوس) جس نے اپنے نفس، اپنی جان، اپنی روح، اپنی اصلیت یا اپنی حقیقت اور اپنی ذات کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ اے عزیز! اس سے انکار کرنا حقیقت پر پردہ ڈالنا ہے۔ اگر تو اپنی ذہنیت کی بے مائیگی اور شپّرہ چشمی سے ذات الٰہی کے حاضر وموجود ہوتے ہوئے یہ کہے کہ میں موجود ہوں، تو یہ تیرا صریح الفاظ میں جھوٹ بولنا کس درجہ خلافِ عقل ہوگا؟

Marfat.com

حق تعالیٰ کے علاوہ کوئی ایسا وجود نہیں ہوسکتا، جو بغیر علّت کے موجود ہو۔ جو بذات خود موجود نہ ہو وہ موجود کیسا۔؟ تیری خلقت اور تیری انسانی خصوصیت حقیقتاً نہیں صرف عاریتاً ہے۔ وجود والا سوائے ذاتِ احد کے کوئی نہیں۔ تو اپنی بے مایہ عقل اور تاریک ذہنیت کی وجہ سے اس سے غیر اور بیگانہ بنا ہوا ہے۔ تیرا وہمی وجود جو اَبر کے مانند آفتابِ حقیقی پر آ گیا ہے۔ تیرے لئے حجابِ حق ہوگیا ہے ورنہ تعینّات کی کیا مجال کہ اس کو محجوب کرسکیں۔ تیرے وجودِ خلقی کی اصل وجودِ حقیقی ہے۔ تجھ کو وہمی ہستی کا جو کشش انگیز خیال وراثتاً ملا ہے، وہ تیرے وہم، تیری عقل اور احساس کو اپنی پوری قوت سے ہستیِ موہوم کی طرف کھینچے لئے جاتا ہے۔ اس لئے تو اس کو پسندیدہ نظروں سے دیکھتا اور خودی کا دم بھرتا ہے۔ اس موجِ خودی میں مالک حُسنِ بے پناہ کی ذات اور ادائے جلوہ ریز تیرے لئے مفقود رہے گی۔ تیری بقا ذاتِ الٰہی میں فنا ہوجانے میں ہے۔

یہ قطعی یقینی امر ہے کہ تنوّع کے لحاظ سے صفات کا ادراک نہیں ہوسکتا۔ جب عارف کا دماغ بادۂ عرفان سے سرشار ہوتا ہے، تو اس کو صفت علمیہ حاصل ہوتی ہے، لیکن وہ صفات سے بالتفصیل آگاہ نہیں ہوتا، صرف ان کے متعلق اس قدر جانتا ہے، جتنا وہ غیر ارادی طور پر مشاہدہ کرچکا ہے۔ عارف کو کل حقیقی صفات کا علیٰحدہ علیٰحدہ علم اس لئے نہیں ہوتا کہ ان سے مطلع ہونا محال ہے۔ البتہ اس کو بسبیلِ اجمال انکی معرفت ہوتی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ذات مدرّک ہے اور صفات غیر مدرّک، کیونکہ صفات کا شمار اور ان کے متقضیات کی کوئی حد نہیں ہے۔

ذات کا ادراک یہ ہے کہ کشفِ الٰہی سے تو اپنی جداگانہ ہستی کو ذات میں گم کر کے یہ اچھی طرح سمجھ لے کہ بے شک میں وہی ہوں۔ یہ اور وہ۔ تو نہ اتّحاد ہے نہ حلول۔ بندہ بندہ اور رب رب ہی ہے۔ بندہ نہ رب اور نہ رب

Marfat.com

بندہ ہوسکتا ہے۔ جب تو نے اپنے معصوم جذبات اور کشفِ الٰہی سے ادراکِ ذات، جو مشاہدہ اور معائنہ سے بالاتر ہے، کرلیا، تو تیرے ذہن میں انقلاب پیدا ہوگیا۔ طبیعت بدل گئی۔ وجود کا علم نہ رہا۔ دریائے سرور میں ڈوب گیا اور منزلِ مقصود پر پہنچ گیا۔

حجاب ہوش اُٹھا اب کوئی حجاب نہیں
خیال یار سے اب ہمکنار ہم بھی ہیں (فانی)

جب سالک کو راہِ باطن میں ترقی ہوتی ہے تو پاکیزہ جذبات کے بڑھنے سے اُس کے دل و دماغ پر عشق کی داغ بیل پڑتی اور کشف پیدا ہوتا ہے۔ اس کے آغاز کا پہلا ثمر یہ ہے کہ ظہورِ رب کے باعث اپنی وہمی ہستی سے فانی ہو جائے۔ پھر اسرارِ ربوبیت کے ظہور کے سبب رب سے اور بعدۂ بہ ظہور متحققات ذات اپنے سابق صفات متعلقہ سے بھی فانی ہو۔ یہ مقام فنا عن الفنا ہے۔ تاکہ دماغ پر جو پہلے دھندلا سا احساس فنا باقی تھا، وہ مٹ جائے اور نمرودی ہستی کا خیال ذہن سے کلیتاً دور اور آنکھوں سے اوجھل ہو جائے۔

فانی طلسم راز حقیقت یہ ہے کہ ہے
تجھ پہ تری نگاہ کا پردہ پڑا ہوا

اے عزیز! جب احساس ہستی سے نجات مل جائے، تو سمجھنا چاہیئے کہ میں نے نفس کو شکست دی اور ذات کا ادراک کرلیا۔ اب تیرے نفس کے ادراک کا ورق اُلٹا۔ اور اس میں کسی منظر کا دل کش نقش اور خط و خال نہ رہا۔ روح میں سکون وراحت کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ اس سلسلہ میں سمع، بصر، علم، قدرت، عظمت اور کبریائی وغیرہ صفاتِ الٰہی جو امواج بحر کی طرح تیرے مرتبۂ وحدت کو لازم ہیں اور وہ آشنائے حقیقت ممتاز ہستی کی ذات سے ظہور میں آتی ہیں، یہ کل مدارکِ صفات کی

Marfat.com

ارتقائی قبیل کے سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ جب تخیل میں وسعت ہوتی ہے، تو علیٰ قدر قوتِ ارادی، علوِ ہمت اور اسرار الٰہی کے مخفی علم سے دل و دماغ بھر جاتے ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کا اِدراک صفاتِ موثرہ الٰہیہ و صفات متاثرہ خلقیہ کی طرف سے ہوتا ہے، جو ایک باخبر دماغ اور معرفت الٰہی سے لبریز دل کو خصوصیت کے ساتھ اپنے ذاتی احساس و محققانہ افکار کے تعلق سے اس بہتر و برتر جلیل القدر ہستی کے ذریعے سے ہوتا ہے جو حقیقت میں ایک ہی ذاتِ واحد کی ظاہراً دو ضدیں ہیں۔

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ ذات کا، جو نظروں سے پنہاں ہے، آنکھیں کس طرح اِدراک کرسکتی ہیں؟ بے شک اس کا یہ اعتراض ایک حد تک درست ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر فکر صالح سے دیکھا جائے، تو ذات ہی نمایاں طور پر صفات ہے۔ چونکہ آنکھیں صفات سے متعلق ہیں اس لئے اس کو نہیں پاسکتیں۔ مثلاً ہر شخص چند در چند صفات کا حامل ہے لیکن ان کا ادراک نہیں کرسکتا اور نہ دیکھ سکتا ہے۔ حالانکہ کل صفات اس میں موجود ہیں اور ان کا علم بھی اس کو ہے۔ وہ صرف اپنی روشن چشم فکر سے پیکر عزّ و حسن ہی کو دیکھتا ہے اور ذاتی صفات کی حقیقت کا ادراک نہیں کرسکتا۔ اس سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ ذاتِ الٰہی کا ادراک ممکن ہے لیکن صفات کے تمام گلوں اور اس کے نئے نئے رنگین جلووں کا اِدراک نہیں ہوسکتا۔ ان ہی معنوں میں ''لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ'' (الانعام) ''آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں'' قرآن مجید میں ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ صفات کا ادراک بالکل نہیں ہوسکتا، کیونکہ جو نگاہ صفات کا ادراک بالکل نہیں کرسکتی وہ آسمانِ معرفت سے گری ہوئی پریشان نظر، آفتابِ ذات کا بھی ادراک نہیں کرسکتی۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَمَنْ كَانَ فِىْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ○ (بنی اسرائیل آیت ۷۲ پ ۱۵)	اور جو اس زندگی میں اندھا ہو (حق دیکھنے سے) وہ آخرت میں اندھا ہے اور بھی زیادہ گمراہ۔

Marfat.com

جب عارف کامل کی پروازِ فکر اس نشیمن تک پہنچ جاتی ہے تو اُس کو ذاتِ دلربا چشمۂ نور وضیا اور مقیم جلوہ گاہِ راز کا نگاہِ بصیرت سے ادراک ہوتا ہے۔

ہر کہ روئے یار در دنیا ندید
ہم نہ بیند رو بعقبیٰ اے مرید (رومیؒ)

(جس نے اس دنیا میں یار کا دیدار نہ کیا تو اے مرید اس کو عقبیٰ میں بھی اس کا دیدار نہ ہوگا۔)

ہر کہ ایں جا ندید محروم است
در قیامت ز لذتِ دیدار (عطارؒ)

(جو اس دُنیا میں اس کے دیدار سے محروم ہے۔ وہ اس کی دید کی لذت سے قیامت کے دن بھی محروم رہے گا۔)

سلوک میں سالک پر جو تجلی اوّل ہوتی ہے، وہ تجلی افعال ہے۔ پھر تجلی صفات اور اسکے بعد تجلی ذات ہوتی ہے۔ کیونکہ افعال صفات سے زیادہ نزدیک ہیں اور صفات سے ذات قریب تر ہے۔ تجلّی افعال کو محاصرہ، شہود تجلی صفات کو مکاشفہ، اور شہود تجلی ذات کو مشاہدہ کہتے ہیں۔ مشاہدۂ حال روح، مکاشفۂ حال اسرار اور محاصرۂ حال قلب ہے۔ مشاہدہ اس شخص کا ٹھیک ہوتا ہے، جو وجود شہود کیساتھ قائم ہو، نہ کہ اپنے ساتھ۔ جب تک شاہد مشہود میں فانی اور اس کے ساتھ باقی نہ ہوگا، اس کو ہرگز مشاہدہ نہ ہوگا۔ حادث کو انوارِ قدیم کے مشاہدہ کی طاقت نہیں۔ جو فیض الٰہی طالب کو پہنچتا ہے، وہ محض اللہ کے کرم اور فضل سے ہے، نہ کہ ثمراتِ عبادت و ریاضت سے۔ یہ سب اُسکی جودو بخشش ہے۔ دلِ عارف عالَم میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ کو ایسے دیکھتا ہے جس طرح آفتاب کی روشنی باوجود اَبر کے بھی نظر آتی ہے۔ یاد رہے کہ حسنِ حقیقت ہمیشہ پردۂ مجاز میں ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ''رَأَیۡتُ رَبِّیۡ بِعَیۡنِ قَلۡبِیۡ'' ۔ میں نے

Marfat.com

اپنے رب کو چشمِ بصیرت سے دیکھ لیا۔ بصیرت دل کی بینائی کو کہتے ہیں اور بصر آنکھ کی بینائی کو۔ خبرِ شریف میں وارد ہے۔

سَبَقَ الْبَصِيْرَةُ عَلَى الْبَصَر	بصیرت سبقت رکھتی ہے بصارت پر۔

قلندران باخبر اور صوفیائے کاملین کا اس پر اتفاق ہے کہ اَلرُّؤْيَةُ بِعَيْنِ الْقَلْبِ حَقٌّ فِي الدُّنْيَا وَبِعَيْنِ الرَّأْسِ فِي الْاٰخِرَةِ لَقَوْلُهُ تَعَالٰى قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ. دل کی آنکھ سے حق تعالیٰ کو دُنیا میں دیکھنا حق ہے اور ظاہری آنکھ سے آخرت میں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے نبی ﷺ! آپ ﷺ یہ فرمادیں کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوسکتے ہیں؟ قولہٗ تعالیٰ:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (البقرۃ آیت ۲۵۷ پ ۳)	اللہ ایمان والوں کا کارساز ہے۔ ان کو ضلالت کے اندھیرے سے نکال کر نور (ایمان) کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کرم خاص سے طالب صادق کو نفس کی تاریکی سے نکال کر نورِ دل کی طرف لے جاتا، شک سے حق الیقین کے مرتبے تک پہنچاتا، فکر سے نکال کر معرفت کے درجہ تک لے جاتا اور صفاتِ بشریہ سے نکال کر صفاتِ ربوبیت تک پہنچا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار ہو کر جو اُس کی طلب میں خلوص نیت سے پوشیدہ طریقہ پر عمل وعبادت کرتے ہیں، اُن کے لئے حق تعالیٰ کے دیدار پاک اور تجلیات قدس کی جو اعلیٰ نعمتیں ہیں اُن کا ادراک عقول بشری سے ناممکن ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (السجدہ آیت ۱۷ پ ۲۱)	ان لوگوں کیلئے اُسکے بدلے میں جو یہ کرتے تھے جو آنکھوں کی ٹھنڈک پوشیدہ رکھی گئی ہے اُسے کوئی شخص نہیں جانتا۔

عارف افکارِ حق میں مستغرق رہنے اور اپنی تمام توجہ کو صرف ذاتِ واحد کے لئے جمع

Marfat.com

رکھنے کی وجہ سے اپنے سامنے حُسن دلآویز کو جگمگاتا ہوا دیکھتا ہے۔ اُس کی روح نشۂ تجلیات سے سرشار ہو کر اس منظرِ حُسن کی طرف پروانہ وار پرواز کرتی ہے۔ جس سے اُس کے جسمانی اعضاء بھی متاثر ہوتے ہیں۔ اس کی آنکھوں کی مخمور فضاؤں میں پتلیاں رقصاں رہتیں اور ہونٹوں پر مسکراہٹ کی بیتاب لہریں دوڑا کرتی ہیں۔ اس کی حسین زندگی کے لمحے جس کیف میں گزرتے ہیں اس کے خیال ہی سے طالبانِ صادق پر ذوق و شوق کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اُس کو جنت کی نعمتوں سے جو چاہتا ہے عنایت فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کی زبان سے فرمایا ہے کہ "میرے نیک بندوں کے واسطے اس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے جسے نہ آنکھ نے دیکھا، نہ کانوں نے سُنا، نہ آدمی کے دل میں اس کا خیال گزرا۔" اللہ تعالیٰ کے طالبوں کے لئے اُس کے دیدار پاک کی جنت سے بڑھ کر کوئی جنت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی جنتوں میں ایک ایسی بھی جنت ہے جس کی بابت حدیث میں وارد ہوا ہے:

لَیْسَ فِی الْجَنَّۃِ حُوْرًا وَّلَا قُصُوْرًا وَّلَا اَیْوَانٌ وَّلَا لَبَنٌ وَّلَا عَسَلٌ وَّلٰکِنْ یَتَجَلّٰی رَبُّنَا ضَاحِکًا (سرالاسرار)	جنت میں نہ حور و قصور، نہ رنگ، نہ دودھ اور شہد، بلکہ ہمارے پروردگار کے خندہ دلنواز کا جلوہ ہوگا۔

راز نشاطِ خلد ہے خندۂ دلنواز میں
غیب و شہود کے رموز نرگسِ نیم باز میں

عارف کا نفس تمام مادی آلائشوں، بشری میلانات، سفلی خواہشات اور باطل جذبات سے پاک و صاف ہو جاتا اور اس کو اس مادی دُنیا سے کوئی واسطہ نہیں رہتا۔ اس کو جنتِ دیدارِ رحمٰن کی طرف کھینچ لیا جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ:

Marfat.com

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ۝ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝ (الفجر آیت ۲۷ تا ۳۰ پ ۳۰)	اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف راضی خوشی سے چل۔ وہ تجھ سے خوش اور تو اس سے۔ خاص بندوں (انبیاء واولیاء کے گروہ) میں شامل ہو کر میری جنتِ (دید) میں داخل ہو۔

جو اپنے پروردگار کی مسرت بخش تجلی چشمِ بصیرت سے دیکھتا ہے، جس کا دل اپنے خالق کے "متبسّمانہ جمال" سے باغ باغ ہے، اس کا خیال کبھی مخلوق کی طرف نہ ہوگا۔ جس جان نثار فنافی اللہ کی رحمتِ الٰہی سے مقام عندیت تک رسائی ہوگئی اس کو جیتے جی دنیا ہی میں بہشت حاصل ہوگئی۔

امروز ایں جمالِ تو بے پردہ ظاہر است　　در حیرتم کہ وعدۂ فردائے براچیست
دیگراں را وعدۂ فردا بود　　عاشقاں را نقدہم اینجا بود

(آج تیرا جمال بغیر پردوں کے ظاہر ہے۔ میں محوِ حیرت ہوں۔ کہ تو نے جو کل اپنے دیدار کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ وہ کس لئے ہے۔ کل کا وعدہ تو ایسا لگتا ہے کہ دوسروں کے لئے ہے۔ لیکن عاشقوں کیلئے وہ وعدہ، وعدۂ فردا نہیں ہے۔ بلکہ نقد وعدہ ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں صاف ظاہر فرما دیا ہے کہ جنت کی تمام پاکیزہ نعمتوں میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے اعلیٰ ہے اور کلام الٰہی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت کی یہ اعلیٰ نعمت جس کو چاہتا ہے اسی عالم میں عطا فرما دیتا ہے۔ جب جنت میں داخلہ نصیب ہونے کے بعد اہل جنت سے دریافت کیا جائے گا کہ کچھ اور چاہتے ہو؟ تو وہ حیران ہونگے کہ اب کیا باقی ہے؟ اُس وقت ارشاد ہوگا کہ میں نے اپنے رضوان کی نعمتِ عظمیٰ تم کو عطا کی۔ تم پر کبھی ناخوشی نہ ہوگی۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا رضوان بہت بڑی نعمت ہے۔ کما قولہ تعالیٰ:

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ (التوبہ آیت ۷۲ پ ۱۰)	اللہ تعالیٰ کی طرف سے رضوان حاصل ہونا سب سے بڑھ کر ہے۔

Marfat.com

جن ظاہر بینوں نے شرفِ انسانی اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات قدس اور دوسری اعلیٰ نعمتوں کو دائرہ جنت میں محدود کر دیا ہے، غالباً ان کو یہ معلوم ہو کر تعجب ہوگا کہ اُس نے اپنے فضل سے یہ نعمت عظمیٰ صحابہ کرامؓ کو حیات جسمانی کے ختم ہونے سے پہلے ہی عطا فرما دی تھی۔ کما قولہٗ تعالیٰ:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط (المجادلہ ۲۲ پ ۲۸)	اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی۔

اصحاب شجرہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے حق میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ (الفتح آیت ۱۸ پ ۲۶)	یقیناً اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ تم سے درخت کے نیچے بیعت کرتے تھے۔ پس اُس کو جو اُن کے دلوں میں تھا معلوم کر لیا لہٰذا اُس نے اُن پر اطمینان نازل فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت کسی وقت مسدود نہیں ہوتا۔ اب بھی وہ اپنے خاص بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے اپنی اعلیٰ اور منتخب رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔

عارف کا ہر سانس قلب کی گہرائیوں سے اس طرح تحمید، تقدیس اور تسبیح میں مصروف رہتا ہے کہ اُس کے ذکر کی کراماً کاتبین کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ احادیث سے ثابت ہے کہ اہل جنت کو اللہ تعالیٰ کی ثنائے پاک کی تسبیح جنت میں بھی الہام ہوگی، یعنی بجائے سانس کے تسبیح ہوگی۔ اے عزیز! اللہ تعالیٰ کے علوم، اسرار و معارف اور اُس کی رحمتوں کے احاطہ کا زعم حد درجہ غلط ہے۔ تُو اپنے علم پر بھروسہ کے بجائے اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھروسہ کر۔ جو بدعمل شخص دُنیا میں عرفان اور توحید سے محروم ہے وہ نابینا، بد نصیب اور گمراہ کن تاریکی میں ہے۔ جو اپنی غلط فہمی سے بغیر منازلِ سلوک طے کئے ہوئے خود کو کامل ہدایت یافتہ گمان کرتا، جو اپنے زعم سے خود کو آخرت کے روز دیدارِ

Marfat.com

رب العزت کا مستحق سمجھتا ہے اور جو دُنیا میں رازِ دروں پردہ سے بالکل نا آشنا ہے وہ آخرت میں بھی جلوۂ شاہدِ حقیقی سے محروم رہے گا۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ○ (بنی اسرائیل آیت ۷۲ پ ۱۵)	اور جو اس دُنیا میں (حق کے دیکھنے سے) اندھا ہے تو وہ آخرت میں اندھا ہے اور بہت گمراہ ہوگا۔

واقفِ رازِ حقیقت حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رمز مَنْ کَانَ هٰذِهٖ اعمیٰ — بشنوید اے خراں کو دن سار
ہرکہ ایں جاندید محروم است — در قیامت ز لذت دیدار

(اے بے وقوفوں سنو۔ جو یہاں اندھا ہے، اور جس کسی نے آج اسکو نہ دیکھا وہ محروم رہے گا روزِ قیامت بھی لذّتِ دیدار سے۔ یہی رمز ہے۔)

کائنات کا ذرّہ ذرّہ گواہ ہے کہ ہر چیز اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو اپنی اصل کی طرف رجوع ہوتی اور اپنی حقیقت کی طرف بے تابانہ حرکت کرتی ہوئی نظر آتی ہے ہر نقش اپنے صانع کی طرف رمز و کنایہ سے اشارہ کر رہا ہے۔ اگر روشن دماغ عارف بھی اپنے فرائض کے لحاظ سے خلوتِ کبریائی کی طرف رجوع ہو جائے، تو کسی ذی فہم کو تعجب نہ ہونا چاہیئے۔ ہر صالح قلب کا فرض ہے کہ اپنے خالق کے مشاہدہ کی طرف آنکھیں لگائے رہے اور اُس کے دریائے تجلّیات میں ڈوب جائے۔

آنکھیں بے کار ہیں دیکھیں جو نہ صورت تیری
دل وہ کیا دل ہے نہ ہو جس میں محبت تیری

عارف ہی اس کے انوار کا آئینہ ہو سکتا ہے۔ اُس کے دل میں حق کے بیشمار جھلملاتے ہوئے جلوے منعکس ہوتے ہیں۔ وہ جس طرف بھی نظر اُٹھاتا ہے اس کو سوائے حق کے کچھ بھی نظر نہیں آتا۔

Marfat.com

ہر سنگ میں شرارہ ہے تیرے ہی نور کا
موسیٰ نہیں ہوں میں جو کروں سیر طور کی

حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو ایک مرتبہ کوہ طور پر ہستی لازوال کی تجلی ہوئی، لیکن اُمتِ محمدی ﷺ کے فقرائے فنا فی اللہ و بقا باللہ کے قلوب ہر دم جلوۂ حق سے نورانی رہتے ہیں۔ ان کی حیرت بھری آنکھیں ہر وقت اسی کی جانب لگی رہتی ہیں اور بس۔

دولتِ سرمدی عطائے خداست یافت آنکس کہ صاحبِ اقبال است
نیست اورا ازیں و آں کارے دین و دنیا ہست زیر پا خارے

(ہمیشہ کی دولت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، جو اسے پاتا ہے وہی صاحبِ اقبال ہے۔ اس لئے اس کو ہر اشیاء فانی اور زیرِ پا معلوم ہوتی ہے۔)

جب مصفّیٰ دل میں محبتِ الٰہی جاگزیں ہوتی ہے تو عاشق کی نگاہِ قلب، دولتِ عرفان کی تلاش میں وقف ہو جاتی ہے۔ ہر طرح اس کا دل عشقِ الٰہی سے سوخت ہو کر اس پر محویت و استغراق کا عالم طاری رہتا ہے وہ چار ترک اختیار کر کے مکمل فانی ہو جاتا اور سب سے بیخود ہو کر لطف و مسرّت کی کامیاب زندگی بسر کرتا ہے۔

دل اگر دانا بود اندر کنارش یار ہست چشم گر بینا شود در ہر طرف دیدار ہست
گوش اگر شنوا شود جز ذکر حق کے بشنود در زبان گویا بود در ہر سخن اسرار ہست

یار زیرِ بغل ہے لیکن نادانی نے متلاشی اور محروم بنا رکھا ہے۔ عارف اُس سے اس کے قرب و اتصال کو فہم کرتا ہے۔ وہ کان جو "بی یسمع" کی صفت سے متصف ہیں وہ کسی حالت میں بھی ذکر غیر حق نہیں سنتے۔ ان کے نزدیک غیر حق کچھ ہے ہی نہیں۔ وہ ہر ذکر اور ہر بات اور ہر حرکت کو اسی ذات کی حرکت دینے سے جانتے ہیں۔ ہر بات پُر اسرار ہے لیکن گویائی کو کسی زباں میں اسرارِ الٰہی کے اظہار کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔ "رُؤْیَةُ الْمَعْشُوْقِ هُوَ الْجَنَّةُ" "عاشقوں کی جنت دیدارِ حق ہے۔" اُن کو اپنے محبوب

Marfat.com

کے علاوہ کسی سے کام نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے فرمایا:
اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ (الفرقان آیت ۴۵) ''یعنی تو اپنے رب کی طرف کیوں نہیں دیکھتا کہ اُس نے کیسا سایہ پھیلایا ہے۔'' نور ذات الٰہی کے پرتو سے کوئی شے خالی نہیں ہے۔

واللہ نہیں اللہ جدا فی اَنفُسِکُم فِیْ اَنفُسِکُم — کہتے ہو جسے تم لوگ خدا فی اَنفُسِکُم فِیْ اَنفُسِکُم
وہ رازِ فنا اور سرِّ بقا فِیْ اَنفُسِکُم فِیْ اَنفُسِکُم — وہ ساقی بادہ نورِ لقا فِیْ اَنفُسِکُم فِیْ اَنفُسِکُم
سچ تو یہ ہے اہل دل کا کیسے نہ طواف کرے کعبہ — ہے ان سے کُھلا فرمانِ خدا فِیْ اَنفُسِکُم فِیْ اَنفُسِکُم
نَحنُ اَقرَبُ وَھُوَ مَعَکُم ہے جسنے کہا قرآن میں کُھلا — وہ قَابَ قَوسَینِ اَوْ اَدنیٰ فِیْ اَنفُسِکُم فِیْ اَنفُسِکُم
کل دیکھتے ہی جس کا جلوہ غش کھا کر گرے حضرت موسیٰ — وہ شعلۂ طور خدا بخدا فِیْ اَنفُسِکُم فِیْ اَنفُسِکُم
رگ رگ میں وہی ہے جلوہ نما، رقص میں ہر دم دل اپنا — جس دن سے کہا اے دردؔ اُسنے کہا فِیْ اَنفُسِکُم فِیْ اَنفُسِکُم

دیدۂ بینا لڑکوں کا کھیل نہیں ہے کہ اُسے قطرہ میں دریا اور جز میں کل دکھائی نہ دے۔ دیدۂ بینا حاصل کرنے کے لئے عالم خارجی سے فائدہ اٹھا کر، اعلیٰ اسلامی تعلیم کی روشنی میں فلسفہ زندگی کے مطالعہ میں غور و خوض کرنا چاہیئے۔ کل کائنات کی مابہ الاشتراک روح کی طرف جو برقی رو کی طرح سب میں رواں ہے، متوجہ ہو کر، اسے اچھی طرح پہچان لینا چاہیئے۔ اے عزیز! کمال توحید، عشق الٰہی کے بغیر حاصل کرنے کی کوشش مت کر۔ اس راہ میں عشق بہت مفید رہبر ہے۔ جب عاشق درجۂ کمال پر پہنچ جاتا ہے۔ تو وہ اپنے لباس اور اپنے آپ میں معشوق حقیقی کو دیکھتا ہے۔
شیخ المشائخ حضرت خواجہ معین الدینؒ فرماتے ہیں۔

نقابِ ہستی خود را تو از میان بردار — دگر بہ بین کہ جمالِ تو می شود پیدا
اگر تجلی نورِ قدم ہمی خواہی — معینؔ نقابِ حدوث از جمالِ خود بکشا

(اپنے وجود کے نقاب کو درمیان سے ہٹا دیا، تو تیرا ہی جمال پایا۔ پس اے معینؔ اگر نور حق کی تجلی

Marfat.com

چاہتا ہے تو نقاب خودی ہٹا، جمالِ دوست خود ظاہر ہو جائے گا۔)

بجلی کی دفعتاً چمک دیکھنے کے وقت انسان کو اپنی ذات کا شعور بالکل نہیں رہتا۔ اُس کی آب وتاب نظر کو خیرہ کر دیتی ہے اور کل چیزیں نظر سے غائب ہو جاتی ہیں۔ عارف کی فضائے دل پر جب آفتاب وحدت طلوع ہوتا ہے، تو کل اشیاء اس کے ذہن سے ایسی محو ہو جاتی ہیں جیسے قطرات دریا میں گر کر بے نشان ہو جاتے ہیں۔ تجلی ذات کے وقت عاشق کو اپنے وہم اور ہستی کا شعور نہیں رہتا۔ خود سے فنا ہونے کے بعد وہ کل اجرام ارضی وسماوی کو غائب ومحو دیکھتا ہے۔ سوائے تجلیات حق کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

جنت اربابِ دل رخسارِ جاناں دید نست
در چنیں جنت کہ گفتم سلسبیل و حور نیست

(محبوب کے چہرے کا دیدار اہل دل کی جنت ہے۔ اس جنت میں جس کا ذکر کر رہا ہوں، سل سبیل اور حور نہیں ہے۔)

جمال الٰہی کا دیدار ایسی بہشت ہے جس پر دونوں جہاں کی اچھی اچھی نعمتیں قربان ہیں۔ اس میں بے شمار لاہوتی بہاریں سمائی ہوئی ہیں۔

ع "ذوق گل چیدن اگر داری بگلزارے برو"

(اگر تجھے پھول چننے کی خواہش ہے تو پھر باغ میں جا۔)

قولہٗ تعالیٰ: عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ۙ (الحدید آیت ۲۱ پ ۲۷)	جس کی فراخی زمین وآسمان کے مانند ہے۔

یعنی بے انتہا وسیع ہے۔ زمین وآسمان محدود ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی معرفت کا گلشن لامحدود اور بیرون از وہم وقیاس ہے۔ اس میں بے شمار اقسام کے لاانتہا نورانی فواکہات ہیں۔ انوار الٰہی کے ان اثمار نے عارف کے دل کو مست اور روح کو بیخود بنا رکھا ہے یہ بالکل اچھوتے ہیں۔ آج تک اغیار کی نگاہ بھی ان تک نہیں پہنچی اور نہ

Marfat.com

آ سندہ پہنچ سکے گی۔ وہ سوختگان الٰہی کا حصہ ہیں، اور اُن کی طرف خود بخود آتے اور اپنے ذائقہ سے اُن کو سرورِ سرمدی اور حیاتِ ابدی عطا کرتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝ (الحاقہ آیت ۲۳ پ ۲۹) | اس کے میوے جھکے ہوئے ہیں۔

عارف کی نگاہِ باطن ہر وقت انوارِ قُدس کے ان فواکہات پر رہتی ہے اور اسکی نظروں سے ماسوا اللہ کی جھوٹی رنگینیاں، جو نفس پرستوں کا مطمحِ نظر ہیں، ہمیشہ کے لئے گر جاتی ہیں۔

اے عزیز! جو طالب حق ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو پسند نہیں کرتا۔ غیر اللہ کا خطرہ عارف کے پاس نہیں پھٹکتا۔

درصومعہ و مدرسہ و دیر و کنشت ترسندۂ دوزخ است وجویائے بہشت
آنکس کہ ز اسرارِ خدا با خبراست زیں تخم در اندروں دل ہیچ نکشت

(صومعہ، مدرسہ، دیر، کنشت یہ سب جنت کا لالچ دے کر یا دوزخ کا خوف دلا کر اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ اگر تو اللہ کی رازوں سے واقف ہونا چاہتا ہے تو اپنے دل میں محبت کا بیج بو۔)

وہ ذات پاک تو ہر ذرہ سے بے پردہ آشکارا ہے، لیکن کسی کے پاس دیکھنے والی آنکھیں بھی تو ہوں۔

جہاں تیرے جلوے سے معمور نکلا پڑی آنکھ جس کوہ پر طور نکلا

وہ جان صد ہزار آفتاب ہر ذرہ میں تاباں و درخشاں ہے۔ مادہ پرست اپنی آنکھوں پر خود بینی کی عینک لگا کر صرف سطحیات کو دیکھتے ہیں۔ اگر اُن کے پاس حق شنوا کان ہوتے، تو اُن کو معلوم ہو جاتا کہ مادّہ کے ہر چھوٹے سے چھوٹے جزو کی زبان سے دم ''اَنا'' مار رہا ہے—— کون—— ؟ آپ فانی کی محبت، لذّات نفس کی زنجیروں، سفلیات کی بندشوں اور خود بینی کی ظلمتوں سے کسی مرشد کامل کی رہنمائی میں آزادی حاصل کر لیجئے۔ اس کے بعد اس سوال کا جواب حقیقت کی زبان سے آپ کو خود بخود دل

Marfat.com

جائے گا۔حضرت عطارؒ فرماتے ہیں۔

اوبہ پیشِ تو ایستادہ چو سرو سر فرو براہِ تو نرگس وار
ایں سخن در تو کے کند تاثیر دارد آئینۂ دلت زنگار

وہ تو سرو کے مانند تیرے روبرو ہے۔مگر تو نے نرگس کی طرح سر جھکالیا ہے۔تجھ پر کلام کب اثر کرسکتا ہے، کیونکہ تیرے دل کا آئینہ تو ماسوا اللہ کے رنگ سے کالا ہوگیا ہے۔
اے عزیزو! حجابات غیر اللہ کو اللہ کا نام لیکر اُس سے نہایت عاجزی کے ساتھ التجا کر کے، ہٹانے کی کوشش کرو۔اسکے بتائے ہوئے راستہ پر چل کر اپنے دلوں کو صاف کر کے اس وہم کو جو تمہارے دلوں پر غفلت اور معصیت کے سبب چھا گیا ہے دور کرنے کے لئے کمر باندھ لو۔اللہ عزّ وجل کی مخلوق ہوتے ہوئے، وہم غیر کو دل میں جگہ دینا بڑی غفلت اور سخت جرم ہے۔تمہارا فرض ہے کہ ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق نفس اور شیطان کو شکست دیکر اور ماسوا اللہ کے حجابات کو پارہ پارہ کر کے فتح عظیم حاصل کرو۔تاکہ تم پر عرفانِ حق کے دروازے کھول دیئے جائیں۔قولہٗ تعالیٰ:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ (الفتح:۱/پ۲۶) | بے شک تمہیں ایک کھلی ہوئی فتح عنایت کی۔

سالک پر جب عرفان الٰہی کا دروازہ کُھلتا ہے، تو عالمِ الطف محسوس ہونے لگتا ہے۔عالمِ ناسوت سے عالمِ لاھوت تک جو لیل ونہار کے حجاب پڑے ہیں وہ فانی حق سے اُٹھا دیئے جاتے ہیں اسی فضائے ناسوتی کے صاف ستھرے نقشے نے، جس میں شبانہ روز مستقبل کی گھڑی کی سوئیاں ہر لمحہ چلتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں، چشم بصیرت رکھنے والوں پر ظاہر کردیا کہ یہی خوش نما دل آویز قدِ بالا شاہد حقیقی ہے، جو نظروں کے سامنے ہے۔
یہ ایک مسلم الثبوت مسئلہ ہے کہ دلائل سے وجود باری کو کوئی ثابت نہیں کرسکتا، اور نہ اس کا مشاہدہِ پاک ہوسکتا ہے۔البتہ دل اس کے وجود سے باخبر ہوسکتا ہے، جس کا

Marfat.com

ذریعہ تزکیۂ نفس اور ریاضتِ روحانی ہے۔ یہاں عقل وفہم سے کام نہیں چلتا۔ منطقی اصول سے وہ نہیں پہچانا جا سکتا۔

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں

ذات باری تعالیٰ ادراک سے افضل اور محسوسات سے باہر ہے۔ جب ریاضت ومجاہدہ درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے، تو انسانِ کامل کو اس کا مشاہدہ پاک میسر آتا ہے۔

قولہ تعالیٰ: سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ط أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ○ أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَاءِ رَبِّهِمْ ط أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ ○ (حٰمٓ السجدۃ آیت ۵۳-۵۴ پ ۲۵)

عنقریب ہم انہیں آفاق میں اور ان کی ذاتوں میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے تاکہ انہیں ظاہر ہو جائے کہ بتحقیق وہ حق ہے۔ کیا یہ بات کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار تمام چیزوں پر حاضر ہے۔ آگاہ ہو کہ یہ لوگ اپنے رب سے ملنے پر شک میں ہیں۔ آگاہ ہو کہ بتحقیق وہ ہر چیز پر محیط ہے۔

یہی وجہ ہے کہ طالب صادق۔ مرشد فاضل کی مبارک ذات کو حق تعالیٰ کا مظہر کامل سمجھتا ہے۔ قولہ تعالیٰ:

فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ ط إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ○ (البقرۃ آیت ۱۱۵ پ ۱)

پس جدھر کو منہ پھیرو پس اُدھر اللہ کا سامنا ہے۔ بے شک اللہ بڑی گنجائش والا، سب کچھ جانتا ہے۔

لیکن پندار ہستی، فریب رنگ و بو اور زینت دُنیا میں مشغول رہنے والی نگاہیں حق کی طرف کیسے اُٹھ سکتی ہیں۔؟ اس مقصد عظمیٰ کے لئے تو اور ہی آنکھیں مطلوب ہیں۔

دیدن روئے ترا دیدۂ جاں بین باید
ایں کجا مرتبہ چشم جہاں بین من است (حافظؒ)

Marfat.com

(جس نے تیرا دیدار کیا اس کو جان کی کیا پرواہ۔ یہ مرتبہ دنیا کو دیکھنے والی آنکھ کا نہیں۔)

اے عزیزو! جب ماسوا اللہ کے پردے ریاضت کے ذریعے ہٹ جائیں گے تو تمہاری آنکھیں حق بین ہوں گی۔ پھر تم ہر وقت اس کے ساتھ رہو گے اور تم کو وحدت فی الکثرت کا مشاہدہ ہوگا۔ قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید۔

شیخ المشائخ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ فرماتے ہیں۔

مگو کہ کثرتِ اشیا نقیض وحدت گشت
تو در حقیقت اشیا نظر فگن ہمہ اوست

(کثرتِ اشیاء وحدت سے الگ نہیں اگر تو چیزوں کی حقیقت کی طرف نگاہ ڈالے تو سمجھ جائیگا۔)

اس درجے کے سالک کا یہ خیال کہ میں اُس کو ہر جگہ دیکھتا ہوں، ایک حد تک صحیح کہا جاسکتا ہے، لیکن اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں ابھی غیریت باقی ہے جب وہ اس منزل سے عروج کرے گا اور اُس کی وہمی ہستی اُٹھ جائے گی تو وَفِيٓ اَنۡفُسِكُمۡ کے اسرار اور "وَ اللہ مَعَکُم" کے رازہائے معیت اس پر عیاں ہو جائیں گے۔

جلوۂ حق تمام مظاہر میں ظاہر، اور ذرّہ ذرّہ سے عیاں ہے۔ اس لئے سالک کی نظر جب کسی چیز پر پڑتی ہے اور جب وہ اُس پر گہرا خیال ڈالتا ہے، تو اسی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ لیکن افسوس کہ عام نگاہیں مظہر ہی تک محدود رہتی ہیں اور حقیقت کی طرف نہیں جاتیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اُس کا جمالِ حقیقت افروز ذرّہ ذرّہ سے آشکارا ہے، لیکن جیسا کہ قبل ازیں ظاہر کیا جا چکا ہے، اس کا مشاہدہ بغیر مناسب ریاضت و مجاہدے کے ناممکن ہے۔ جو انسان اس کی یاد، ایامِ مصیبت میں دنیاوی رنج والم کے رفع کرنے کے لئے اور ایامِ خوشی میں بقائے مسرت کے واسطے کرتے ہیں، اُن کا یہ عمل بلحاظ ترقی روحانیت بہت کم اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس میں خودغرضی کی جھلک نظر آتی ہے۔ مولانائے رومؒ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

دل کہ او بستہ غم و خندیدن ست
تو بگو کے لائق ایں دیدن ست

یعنی جو دل رنج وخوشی کی وجہ سے اللہ سے وابستہ ہو اور جو شخص اللہ کی یاد رنج ومسرت کی خاطر سے کرے وہ نہ صرف اُسکے مشاہدہ کے ناقابل ہے بلکہ اُسکی حالت افسوسناک ہے۔

اے دریغا! اے دریغا! اے دریغ!
کاں چناں ماہے نہاں شد زیر میغ

یہاں ماہے سے حقیقتِ انسانی اور میغ سے تعیّنات کا ابر سیاہ مراد ہے یعنی افسوس اس امر کا ہے کہ تعیّنات کے حجاب کے باعث مخلوق نابینا ہے۔ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں۔

جلوہ گاہِ رُخ او دیدہ من تنہا نیست
ماہ و خورشید ہمیں آئینہ می گردانند

میری ہی چشم بصیرت انوار وحدت سے بینا اور روشن نہیں ہے بلکہ مہر وماہ بھی اُس کے نورانی پرتوِ جمال سے چمک رہے ہیں۔ کل عالم اُسی سے روشن وپرنور ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک تمام جہان پر غالب اور نگراں ہے۔ اس کے سوائے کوئی مذکور نہیں اور اُس کے دیوانے کو اُس کے علاوہ چاہیئے بھی کیا ۔۔۔؟ سالک صادق کا خیال خواہش سے ارادہ میں اور ارادہ سے محویت حق میں تبدیل ہوگیا۔ تمام آرزوئیں ایک بن گئیں۔ عشق کا مرتبہ دیکھو کہ محبوب سے محبوب کے علاوہ اور کوئی آرزو نہیں۔ وہ اس مرتبہ پر اپنی لاکھوں تمناؤں کا خون کر کے پہنچا ہے۔

اے میری آرزو کے درخشاں آفتاب ۔۔۔! میری روح کے مالک!! میں سوائے تیرے کسی چیز کو قابل توجہ نہیں سمجھتا۔ میری گواہی میں تو کافی ہے۔

Marfat.com

اے میری تمناؤں کے واحد سہارے! اے وہ ذات پاک جس کا کسی طرح کسی حیثیت سے کوئی شریک نہیں! مجھ سے خودی اور وہمی کثرت دور فرما۔ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ــ! اے میرے قلب کے سکون ــ! تو میری نگاہِ ذوق کو حقیقت سے آشنا سمجھ کر، اپنے جمالِ پاک سے پردہ اُٹھا دے۔ اے آفتابِ حقیقت! تیرے انوارِ پنہاں صاف طور سے ظاہر ہونے کے لئے، میرا ذوق محبت یہ التجا کر رہا ہے کہ تیرے جلوے کی ہلکی سی کرن میری روح کو منوّر کر دے۔ اے اللہ رب العزت! تیری محبت کی نورانی امواج جملہ کثافتوں کو چھلنی کرتی ہوئی میری روح تک آ جائیں۔

اے عزیز ــ! جب تو مرشد واصل کی خدمت سے وابستہ ہو کر، اپنی عقل و فہم، علم و ہنر اور اپنی عقل سے سمجھے ہوئے مذہبی اصول و اعتقادات کو علیحدہ رکھ کے، بغیر چوں و چرا کئے ہوئے، اس کی ہدایت کی روشنی میں طلب حق کے لئے میدان عمل میں آئے گا، تو اس عقدۂ لاینحل سے واقف ہونے کے لئے تجھ میں اللہ کی توفیق اور رہبر عظیم کی رہنمائی سے حقیقی سمجھ پیدا ہو گی۔ علم کی صحیح روشنی میں ایک ایسی شاہراہ نکل آئے گی جس کی تلاش طالبِ صادق میں پہلے ہی سے فطرتاً موجود تو ہوتی ہے، لیکن ہوا و ہوس اور دُنیاوی آلائشوں کے انبار میں دبی رہتی ہے۔ مرشد کی رہنمائی اور امدادِ باطنی کے فیضان سے اس کا ذوق طلب اُجاگر ہو گیا۔ وہ خاص پُر کیف نتیجے پر پہنچا اور نشاط و سرور کی ایک نئی روح اُس کے دماغ میں دوڑنے لگی۔ آئینہ دل میں اُس بے نظیر اور بے بدل مقدس حقیقت، مسکنِ قلب کے بصیرت افروز جلوے کا احساس نمایاں ہوا۔ اُس کی کیفیات بتا رہی ہیں کہ حق کے انوار آنکھوں میں سمائے ہوئے

Marfat.com

ہیں۔ سانس کی آمد و شد سے پاکیزہ لاہوتی پھولوں کی لطیف خوشبو کا اثر دل میں پہنچ کر بس گیا ہے، جو اُس کے ہوش و خرد کو مست کر رہا ہے۔ تجلیات حق نے اُس کے دل کو مسخر و متحیر کر دیا۔ اُس کے دل سے راز ہائے گوہر بیز فوارہ کی طرح اُبلتے ہیں اُس کی نظر جسمانیت سے اُٹھ گئی۔ اُس کے ظنّی وجود کی بیخ و بُن اکھڑ گئی۔ اس کا خیالِ عبدیت سلب اور روحِ خلقی فنا ہو گئی۔ حق تعالیٰ اپنے اسم موجود کے ساتھ اُس حق شناس ملکوتی صفات کے روشن دل میں رہتا ہے۔

محبت کی گہرائیوں کا پتہ چل گیا۔ اور اس کا یقین اس حد تک پہنچ گیا کہ اُس کے درمیان سے حجاب اُٹھ گیا اور تفریق جاتی رہی یگانگت کے ظہور نے آشکارا ہو کر من و تو کا قصّہ ہی ختم کر دیا۔ ایک ذات، ایک نام بس۔ باقی ہوس۔ کسی کے دو نام ہونے کی وجہ سے اُس کی ذات میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔ ذات ایک ہی رہتی ہے۔ وہ بظاہر علیٰحدہ معلوم ہوتا ہے، لیکن از روئے حقیقت ایک جان ہے۔ جس نام سے اسے بلایا جائے اسی نام کے اعتبار سے وہ بولتا اور اپنی منزل ہستی سے جواب دیتا ہے۔ اے اپنے باطن کی حقیقت سے محجوب، عارف کی ذات و صفات کی حقیقت، محبوب کی ذات و صفات کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ دل میں جذبات کے طوفان اُٹھ رہے ہیں ــ کس کے ــ؟ رُوح انتہائی مسرّت اور خوشی کے سمندر میں ڈوبی ہوئی ہے ــ کس کی ــ؟ ؎

فہم و خرد کے یاں پر معنی ہی دوسرے ہیں
کون اب کسے بتائے، کس نے ہے کس کو پایا

عارف فنا عن النفس والخلق اور بقائے بالحق سے ایسا ہو جاتا ہے جیسے وہ کبھی تھا ہی نہیں۔ اور حق اپنے اس عظیم الشان مظہر احدیت پر اسم، صفت اور جمیع اعتبارات سے برتر، اعلیٰ اور غالب رہتا ہے۔ اس میں کسی قسم کا فرق نہیں

Marfat.com

آ تا۔ جیسا وہ ازل میں تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔ ویسا ہی آج بھی ہے۔ بخاری، احمد اور حاکم نے معمولی تغیرِ الفاظ سے حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

کان اللہ ولم یکن شَیْءٌ غَیْرُہٗ (بخاری)	اللہ تھا اور نہ تھی کوئی چیز اُس کے سوا۔
اور هو الآن کما کان (بخاری)	وہ اب بھی ویسا ہی ہے، جیسا پہلے تھا۔

حق ز ایجاد جہاں افزوں نہ شد انچہ اول آں نبود اکنوں نہ شد
در اثر افزوں شد و در ذات نے ذات را افزونی آفات نے

(حق اِس دنیا کے وجود میں آنے کی وجہ سے افزوں نہیں ہوا۔ وہ تو اوّل سے ہی جلوہ گر ہے۔ دنیا کو پیدا کرنے سے اس کی شان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، وہ ذات جو پہلے تھی ویسی ہی اب ہے۔)

اے عزیز! دل کی آنکھیں کھول کر نور الانوار کی لاانتہا تجلیات دیکھ۔ ہر وجود کے در و دیوار سے اس کا جلوہ پُر انوار نظر آتا ہے۔ اے ربُّ الکریم کے بندو! کیا تم میں کوئی سننے والا ہے، جو دل کے کانوں سے سنے۔ تم میں کوئی دیکھنے والا ہے جو دل کی آنکھوں سے دیکھے۔ وہ کل اشیاء پر چھایا ہوا اور کل وسعتوں میں سمایا ہوا ہے۔ تمہاری بہترین فلاح اسی میں ہے کہ نقوش و اشکال سے نظریں ہٹا کر، نورِ ذات کا شہود حاصل کرو۔ یہ رنگ ہائے بوقلموں اور مختلف صور و اشکال چشم ظاہر بین کے لئے حجابات حق بن گئے ہیں، حالانکہ ان میں وہی عیاں و نہاں ہے۔ شیخ فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں۔

چشم بکشا کہ جلوۂ دلدار متجلی ہست از در و دیوار
کُل شیءٍ محیط می بینم ہر چہ می بینشیں بہ نقش و نگار
چوں نشود پردۂ من و تو رُخ نماید ز ہر طرف آں یار

(چشم حقیقی کھول تجھے محبوب کا جلوہ ہر شے سے پھوٹتا ہوا نظر آئے گا۔ بمصداق ''اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ'' ہر چیز اس ہی کے نقش و نگار دکھا رہی ہے۔ جب میں اور تُو کا پردہ اٹھ جاتا ہے تو ہر طرف

Marfat.com

محبوب نظر آتا ہے۔)

جس شخص نے صُور واشکال اور ظاہری اسباب سے تعلق رکھا وہ عالم بقا سے محروم رہا اور جس نے اپنے وجود موہوم کے خیال کو ترک کر کے، ماسوا اللہ سے علاقہ منقطع کر دیا، وہ حریم قدس تک پہنچ گیا۔

سالک صادق کا جذبۂ طلب جب کافی بیدار ہو جاتا ہے، تو اُس میں الشہاب صفا یعنی نورانی شعلہ کی سی بھڑک پیدا ہو جاتی ہے، جس کو عشق سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس کی روشنی میں روح اپنے حسن وخوبی کی ترقی کا ذوق لئے ہوئے منزلوں پر منزلیں طے کرتی ہوئی اپنے نشیمنِ لاہوتی کی طرف عروج کرتی چلی جاتی ہے۔ آخر کار وہ ایسے مقام پر جا پہنچتی ہے، جس جگہ علم، عقل اور ہوش کی رسائی نہیں۔ وہاں وہ عجیب لطف اندوز اور ناقابل بیان لذّت سے بہرہ ور ہوتی ہے۔ اس مقام پر شاہد ومشہود، طالب ومطلوب اور عاشق ومعشوق کی تمیز بالکل نہیں رہتی وہ اپنے پیکر مادی کی بندشوں سے آزاد ہو کر، بحر لاہوتی میں غائب ہو جاتی ہے۔

اے عزیز!۔ اس عالم میں جو طرح طرح کے صور واشکال، کرشمہ ہائے ہستی اور افکار ہیں، وہ اسی حقیقت کے ساتھ وابستہ ہیں، جس کا وہ بظاہر حجاب معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً تسبیح کے دانے، جو ایک رشتہ میں منسلک ہیں، رشتہ کے لئے پردہ بن گئے ہیں۔ اسی طرح کل مظاہر کثرت، جلوۂ وحدت کے لئے حجاب ہو گئے ہیں۔ سونے کے مختلف زیورات بنتے ہیں، لیکن صورت کے بدلنے سے اُس کی ماہیت نہیں بدلتی۔ صورت سے ہٹ کر سونے کی انگشتری کو دیکھنا سونے کا دیکھنا ہے۔ اے عزیز! اپنے دل سے تفرقہ کو دور کر دے تا کہ نور وحدت تجھ پر آشکارا ہو۔ تفرقہ دل سے پیدا ہوتا ہے اور اس کی سعی ہی سے جاتا رہتا ہے۔ جیسے آگ ہوا سے مشتعل ہوتی ہے اور اسی سے فرو ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

اے عزیز! تم کو حقیقت کی طرف رجوع ہو کر ہمیشہ اس تصور اور خیال میں رہنا چاہیئے کہ میں بحرِ معرفت اور دریائے سرور ہوں۔ کل عالم میری امواج ہیں جو مجھ ہی سے اُٹھتی ہیں اور مجھ ہی میں فنا ہو جاتی ہیں۔ میری ذات میں ان لہروں کی آمد و رفت سے کسی قسم کی کمی، بیشی اور تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔

صاف آئینہ میں صاف شکل نظر آتی ہے، اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو دیکھنے والے کی صورت نے آئینہ میں نقل و حرکت کی اور نہ آئینہ ہی کی حرکت انسانی صورت کی طرف ہوئی۔ یہ صرف حجاب کے زائل ہو جانے کا کرشمہ ہے۔ حدیث:

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ (بخاری، ابوداؤد) ''مومن آئینہ ذات الٰہی ہے۔''

دل بود مرات وجہ ذوالجلال
در دل صافی نماید حق تعالیٰ (رومیؒ)

(دل ہی اُس کے جلال کا مظہر ہے۔ جب دل صاف ہو تو ظہورِ حق تعالیٰ ہوتا ہے۔)

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ظاہر اور نور محض ہے۔ جب نور سے کل چیزوں کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے تو نور کا اوجھل رہنا محال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو اپنے کلام پاک میں خود ظاہر فرما دیا ہے کہ وہی آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط (النور آیت ۳۵ پ ۱۸) | اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

نور حقیقی کا پوشیدہ رہنا کسی طرح ممکن نہیں۔ کیونکہ حقیقی اور سب سے اعلیٰ وہ نور ہے کہ اُس کے سبب سے اُس کے لئے، اُس سے انکشاف ہو۔ یہ اُسکے لئے فی ذاتہٖ، اپنی ذات سے ہے۔ اور وہ ذات پاک اللہ تعالیٰ کی ہے۔ البتہ نور کا عوام کی نگاہ بصیرت سے اوجھل ہونا اس وجہ سے ہو سکتا ہے کہ اس میں ہوا و ہوس اور دوسری بیماریوں کی وجہ سے ضعف اور کدورت پیدا ہو گئی ہے نتیجتاً وہ نور الانوار کا عظیم الشان جلوہ دیکھنے کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ بیمار اور دُکھتی ہوئی آنکھیں جگمگاتے ہوئے روشن لیمپ کے

Marfat.com

بجائے رات کی گہری تاریکی کو اچھا سمجھتی ہیں۔ چمگادڑوں کا گروہ نورِ آفتاب کو دیکھنے کے لئے کیسے آنکھیں کھول سکتا ہے۔۔۔؟

گر نہ بیند بروز شپرّہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ (سعدیؒ)

اگر طالب اپنے دل کو کدورت ماسوا اللہ سے پاک کر لے تو اس کی روحِ مصفّا اور قلبِ مطمئنہ میں ذاتِ الٰہی اس سے کہیں زیادہ اعلیٰ حیثیت میں جلوہ گر ہوتی ہے، جیسے صاف آئینہ میں انسان کو اپنی صورت نظر آتی ہے۔ اے عزیز! غور کر کہ امواج کی دریا سے کیا نسبت ہے۔۔؟ نادان ناموں کی وجہ سے ان کو علیحدہ علیحدہ خیال کرتا اور عارف موج کی حقیقت کو جانتا اور اس کو عین دریا کہتا ہے۔ اگرچہ بہ اعتبار ظاہر دریا اور موج میں نام کو فرق نظر آتا ہے لیکن، اگر غور سے حقیقت کی طرف نظر کی جائے تو دونوں کو ایک ہی سمجھنا کسی طرح غلط نہیں ہو سکتا۔ اے طالب حق۔۔! حق سُبحانہٗ تعالیٰ اور عبد میں اسمی مغائرت ہے نہ ذاتی۔ بہ اعتبار تعین ممکن ہے اور باعتبار حقیقت واجب۔ تجھ کو ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ عالم میں ظاہری اور باطنی طور پر حق تعالیٰ ہی حاضر و ناظر اور موجود ہے۔ سوائے ذاتِ واحد کے اور کوئی نہیں۔

شیخ عبدالرحمٰن جامیؒ فرماتے ہیں۔

ہمسایہ و ہمنشیں وہمرہ ہمہ اوست در دلقِ گدا و اطلس شہ ہمہ اوست
در انجمنِ فرق و نہاں خانۂ جمع باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

(ہمسایہ، ہمنشیں اور ہمراہ وہی ہے۔ خواہ فقیر کی گدڑی ہو یا بادشاہ کا چمکدار لباس۔ ظاہر و باطن کی انجمن میں مجموعی طور پر وہی ہے اور اللہ کی قسم ہر چیز میں وہی ہے۔)

طالب حق کو لازم ہے کہ اپنی حقیقت کی طرف کامل غور و خوص سے متوجہ ہو کر اپنی ذات کی حقیقت کو اعلیٰ صفات سے موصوف جانے اور اپنی حقیقت میں محو ہو کر،

Marfat.com

بقائے بالحق قائم کر کے ہمیشہ یہ خیال رکھے کہ میں بلاکم وکیف زندہ، دائم، عالم اور بذاتِ خود قائم ہوں۔ مجھ کو نہ کبھی زوال ہے، نہ انتقال۔ نہ سکون ہے اور نہ حرکت۔ میں خود ہمیشہ سے برقرار ہوں۔ مجھ کو نہ کسی پر اعتماد ہے، نہ کسی سے اُمید۔ میں نہ تغیر و تبدل رکھتا ہوں نہ ابتدا اور نہ انتہا۔ میں عیب ونقصان سے پاک وصاف اور از روئے ذات ارض وسما میں موجود ہوں۔ مجھ کو نہ کسی سے آمیزش ہے نہ کسی سے اختلاف۔ سوائے میرے کوئی موجود نہیں۔ میں ہی عابد ومعبود، میں ہی سمیع اور متکلم ہوں۔ میں آپ ہی اپنا مقصود ہوں۔ میں بحرِ علم ومعرفت، معدنِ عیش وراحت اور وہ دریائے ذخار ہوں، جو بے ساحل اور بے تھاہ ہے۔ کل ارواح واجساد میری شانیں ہیں۔ حُباب اور امواج مجھ ہی سے پیدا ہوئیں اور مجھ میں جذب ہوتی ہیں۔ جب میں موجزن ہوتا ہوں کل عالم ظاہر ہو جاتے ہیں، اور جب چاہتا ہوں فنا ہو جاتے ہیں۔ مجھ میں وجود وعدم سے کسی قسم کا تغیر وتبدّل نہیں ہوتا۔ میں نہ ظہور سے زیادہ ہوتا ہوں، نہ بطون سے کم۔ "اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ" (بخاری) میری شان ہے۔

مقصود کل ذکر وفکر الٰہی سے یہ ہے کہ توجہ الی اللہ ہو اور ہستی انسانی فانی ہو کر مرتبۂ بقا باللہ حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ○ (الواقعہ آیت ۸۵ پ ۲۷)	اور ہم بہ نسبت تمہارے اُس سے زیادہ قریب ہیں مگر تم نہیں دیکھتے۔

حضرت ابی قتادہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ (بخاری، مسلم، احمد)	جس نے مجھے دیکھا بے شک حق دیکھا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قالا اللہ تعالیٰ ان الدھر (بخاری۔مسلم)	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں ہی زمانہ ہوں۔

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ خلق آدم علی صورتہ (بخاری۔مسلم۔احمد۔نسائی)	بے شک اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر۔

شاہ صاحب نے تحفہ اثنا عشری میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے خطبہ کی مندرجہ ذیل عبارت درج فرمائی ہے۔

انا قلم و انا لوح المحفوظ و انا العرش و انا الکرسی و انا سبع سمٰوات و انا الارضون وانا حی لا یموت الخ	میں قلم، لوح محفوظ اور عرش و کرسی اور میں ساتوں آسمان اور زمین اور میں زندہ ہوں مروں گا نہیں۔

حضرت بہلول دانا رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

اے برادر غیر حق خود نیست کس　　اہل معنی را ہمی یک حرف بس
باتو گویم سرِّ اسرار نہاں　　اے برادرِ نقش را نقاش دان

(اے بھائی حق کے علاوہ کچھ بھی نہیں، سمجھنے والوں کے لئے ایک حرف ہی کافی ہے میں تجھ پر ایک راز فاش کرتا ہوں کہ نقش میں نقاش ہی ہوتا ہے۔)

حضرت نجم الدین محمود شبستری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

توئی تو نسخۂ نقش الٰہی　　بجواز خویش ہر چیزے کہ خواہی
روا باشد انا اللہ از درختے　　چرا نبود روا از نیک بختے

(تُو تو نشانِ الٰہی ہے۔ جو چاہتا ہے ہو جاتا ہے۔ جب کسی درخت سے ''میں اللہ ہوں'' کی آواز آ سکتی ہے تو کسی نیک بخت سے کیوں نہیں آ سکتی؟)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے۔

Marfat.com

معنی کز نظر خلق نہاں بود مدام نیک بنگر کہ نمودار ازیں صورت ماست

(یہ معنی مخلوق کی نظر سے چھپے ہیں کہ ہر نمودار چیز میں اپنی ہی صورت ہے۔)

حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

ابلہاں حیراں کہ آیا حق کجاست برزمین است یا کہ او خود برسماست

یا کہ در خلد بریں است جائے اُو یا کہ بر عرش بریں ماوائے اُو

حق تبو حق را تو مے جوئی کجا خویش را بشناس تایابی خدا

(لوگ حیران ہیں کہ حق کہاں ہے۔ وہ زمین پر ہے یا آسمان پر۔ جنت میں ہے یا عرش پر۔ تو کہاں حق کو ڈھونڈ رہا ہے۔ خود کو پہچان اللہ کو پالے گا۔)

انسان میں ایک خاصیت ایسی ہے کہ اگر کسی چیز کی طرف کامل طور پر مسلسل متوجہ رہتا ہے، تو اس پر ایسی محویت طاری ہو جاتی ہے کہ وہ غلبۂ تصور سے وہی بن جاتا ہے جس کا تصور کرتا ہے۔ خود میں اور اس میں کوئی تمیز نہیں رہتی۔ منشائے الٰہی اس خاصیت کے پیدا کرنے سے یہ ہے کہ انسان اپنے دل سے نقوش ماسوا اللہ دور کر کے اس کی طرف ایسا متوجہ ہو کہ شانِ حق نظر آ جائے، جملہ توہمات فنا فی الفنا ہو جائیں اور غیر اللہ باقی نہ رہے۔ مولانا جامیؒ فرماتے ہیں۔

او در نظر ست رُو بہر چیز کنی کوری تو چرا بخویش تجویز کنی

حق گفت چواَیْنَمَا تُوَ لُّوا باتو باید کہ نظر بسوے خود نیز کنی

(تم کسی بھی چہرے پر نظر ڈالو وہی نظر آئے گا۔ اندھے کی تجویز کی کیا اہمیت، تجھے چاہئے کہ اپنی نظر کو قابل بنا۔ کیونکہ حق خود یہ فرما رہا ہے کہ "اَیْنَمَا تُوَ لُّوا با تو۔")

الحدیث: اِنَّ فِی جَسَدِ اٰدَمَ لَمُضْغَةُ وَ فِی الْمُضْغَةِ قَلْبًا وَّ فِی الْقَلْبِ فُؤَادٌ وَّفِی الفؤاد روح وَفِی الرُّوْحِ سِرًّا وَّ فِی السِّرِّ خَفِیًّا وَّ فِی الْخَفِیِّ اَخفٰی وَفِی الْاَخْفٰی اَنَا ۔ (عین الفقر) انسان کے جسم میں ایک پارہ گوشت ہے۔ اس پارہ

Marfat.com

Marfat.com

اگر خموش رہوں میں تو تو ہی سب کچھ ہے
جو کچھ کہا گو ترا حسن ہوگیا محدود (اصغر)

ہر ہستی کا ظہور نیستی سے ہے۔ اور اسی وجہ سے ہر شے کے وجود کو موہوم کہا جاتا ہے۔ سالک اپنی ہستی کو ذات واحد میں فنا کر کے بالکل نیست ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی ہستی مٹا کر اُسی ذات سے اس کا ادراک کرتا ہے۔ خود کو مٹانے سے، جس کو مستی یا بیخودی کے نام سے موسوم کرتے ہیں، ذات کا اثبات ہوتا ہے اور اسی کا نام بیخودی اور مستی ہے۔

جملہ صفاتِ ظاہری عالمِ شہود نیست نما ہست معلوم ہوتی ہیں۔ یعنی ان کی ہستیوں سے نیستی کا سُراغ لگتا ہے۔ جو ذات اس تمام کائنات کی باعث و علت ہے۔ وہی ذاتِ مطلق ہے۔ کل عالمِ صفات بحیثیت مجموعی یا اس کا ہر ایک جزو دریا کی موجوں کی طرح اُس کی انانیتِ حقیقی کو ظاہر کرتا اور غائب ہوتا رہتا ہے۔

ہے مشتمل نمود صور پر وجود بحر
یاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں (غالبؔ)

دیکھو آسمان کی رفعت و بلندی، آفتاب و ماہتاب کی روشنی اور ستاروں کی چمک غرضکہ ہر ایک انانیت حقیقی کے اظہار کے لئے دمِ ''اَنَا'' مار رہا ہے۔ زمین اور اس پر چلنے والے تمام ذی روح غرضکہ سب دمِ ''اَنَـا'' مارتے اور اپنی وہمی ہستی کا سینہ چاک کر کے اپنے مسبّب اور صانع کے جلوۂ وحدت کی طرف نگاہِ حق بین کو متوجہ کرتے ہیں۔ پہاڑوں کی رفعت اور بلندی میں اِسی اَنَائیے پاک کا ظہور ہے۔ بادلوں کی کڑک اور بجلی کی بصارت رُبا چمک دمک سے صاف ظاہر ہے کہ ان پردوں میں اُسی کا جلوہ نہاں ہے اور وہی اپنی انانیت کا اظہار کر رہا ہے۔

تڑپنا برق کا بادل میں یہ کہتا ہے امیر
کوئی بیتاب ہے پردے سے نکلنے کے لئے

Marfat.com

قولہٗ تعالیٰ: لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ○ (الانبیاء، آیت ۲۵) ''میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھی کو پوجو۔'' اے عزیزو! سالکان پاک باز نے خود سے نہیں بلکہ رب سے رب کو پہچانا ہے۔ تم اپنی فانی عبودیت اور عارضی ہستی کو سبب قرار دیکر باقی کی طرف جانے والے راستے کو طے نہیں کر سکتے۔ حق کو غیر حق شناخت نہیں کر سکتا۔ اسی لئے ہمارے ہادی اور مرشدان برحق ﷺ نے ہدایت فرمائی ہے کہ ''تَخَلَّقُوْ بِاَخلَاقِ اللّٰہِ'' (سرالاسرار) یعنی اخلاق الٰہی حاصل کرو۔ اس ارشاد پاک کی گہرائیوں میں غوطہ لگاؤ اور انانیت حقیقی کی طرف عروج کرو۔ اُس کو قائم کر کے حقائق اشیاء کو دریافت کیا جا سکتا ہے۔ اسی سے معبودِ حقیقی کی یاد اور وجودِ مطلق کی فکر میں ہمہ وقت منہمک رہنے کی کوشش کرو۔ حقیقتاً فانی عبودیت اور ناپائیدار وجود کو سبب معرفت قرار دینا بڑا دھوکہ ہے جو اکثر سالکانِ راہ کو جلوۂ شاہد حقیقی سے محروم کر دیتا ہے۔؎

ہجر کن از خود وصال اینست و بس
بے خود از خود شو وصال اینست و بس

(اپنی ذات سے ایک ہو جا یہی وصال ہے، خود سے بے خود ہو جا یہی وصال ہے۔)

جو شخص نادانی سے طاغوت جسمانیت کے تعلقات میں جکڑا ہوا ہے، اُس کو تنگ نظری و پستی کے علاوہ اور کچھ نہیں ملے گا۔ وہ ہستیِ موہوم کے دام سے رہائی نہیں پا سکتا۔ لیکن جو نگاہ باطن بین حاصل کرنے کی کوشش کرتا اور آئینۂ روح کی طرف متوجہ ہوتا ہے، وہ ظرفِ عبودیت کی گہرائیوں میں جلوۂ الٰہی بفضلہٖ دیکھ لیتا ہے۔؎

پاک بین از نظر پاک بمنزل برسید
احول از چشم دو بیں در طمع عام افتاد (حافظؒ)

(پاک دیکھنے والا نگاہِ پاک سے منزل تک پہنچ جاتا ہے، چشم دوئی سے دیکھنے والا لالچی، پریشانی میں مبتلا رہتا ہے۔)

Marfat.com

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جو چیز اپنی اصل سے مجبوراً علیحدہ کردی جاتی ہے وہ اپنی اصل میں مل جانے کے لئے نہایت مضطرب اور پریشان رہتی ہے۔ ''کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ'' (المنجد) ''تمام اشیاء لوٹتی ہیں اپنی اصل کی طرف۔'' مولائے کائنات کے عاشق اور اللہ کے پیارے، لقاء الٰہی کے لئے بیتاب رہتے ہیں۔ اگرچہ ان کی روح جسم کی قید اور قفس عنصری میں گرفتار ہونے کے سبب لاکھ لاچار اور مجبور ہوتی ہے، لیکن وہ اپنے محبوب آقا کی محبت اور اس کے ذکر پاک میں مشغول رہتی ہے۔ اس کو فراقِ محبوب میں کسی طرح قرار نہیں آتا۔

طبیعت کے روحانی لگاؤ سے فطرتِ سلیم کو معلوم ہوتا ہے کہ خواہشات جسمانی اور لذاتِ حسّی کا عشق، انسان کو دیدارِ حق اور قربِ الٰہی سے دور کرکے اسفل السافلین میں لے جاڈالتا ہے۔ تنہا روح کی صحبت جو لوازماتِ جسمانی سے پاک ہے نفس انسانی کے لئے بہت سی نیک صحبتوں سے بہتر اور صحبتِ جسم بوجہ اشغالِ حسّی اُس کے لئے سخت مضر ہے۔

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند (رومیؒ)

(نیکوں کی صحبت تجھے نیک کردے گی۔ بروں کی صحبت تجھے برا کردے گی۔)

خواہشات نفسانی روح کو ترقی سے روکتیں اور اسفل کی جانب کھینچتی ہیں۔ وہ ان کی طرف رُخ کرکے اپنے اصل مقصد سے دور ہوکر اُن کی مسلسل یورشوں کی وجہ سے بہتر خیالات اور اعلیٰ کیفیات کو بھول جاتی ہے۔ اس کو حق کی طرف رجوع ہونے کا خیال بھی نہیں رہتا۔

انسان دو جزوں سے مرکب ہے۔ **ایک فانی دوسرا باقی**۔ جُز فانی فی زمانہ انسان پر غالب ہے اسی وجہ سے وہ ہمیشہ فانی اشیاء کے تعلقات اور ضروریات

Marfat.com

نفسانیت کی طرف رجوع رہتا ہے۔

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز (رومیؒ)

(ہم جنس، ہم جنس کے ساتھ ہی پرواز کرتا ہے۔ کبوتر، کبوتر کے ساتھ اور باز، باز کے ساتھ۔)

مادّی اشیاء اور ان کی اجزاء میں باہم کشش پائی جاتی ہے۔ ہر قسم کے مادّی اجزاء اپنے ہی نوع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مثلاً آگ کے ذرات آگ میں اور پانی کے ذرات پانی میں مل جاتے ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا کہ آگ کے ذرات پانی میں اور پانی کے اجزاء آگ کی طرف مائل ہوں۔ ہمیشہ قوی جزو — اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو — اپنی نوع کے کمزور جزو کو اپنے میں جذب کر لیتا ہے۔ لہٰذا اگر تزکیہ نفس میں پوری کوشش کی جائے تو روح سے پردے ہٹ جاتے اور وہ اپنے اصلی مبداء کی طرف صَعُود کر جاتی ہے۔ پھر اس عالمِ ناسوت میں بھی اس کو سوائے جمال دوست کے، جو اس کی اصل ہے، کسی سے کام نہیں رہتا۔

جان بے جمالِ جاناں میلِ جہاں ندارد
ہرکس کہ ایں ندارد حقا کہ آں ندارد (حافظؒ)

(جان جمالِ دوست کے علاوہ کسی اور طرف راغب نہ ہو۔ جس میں یہ صفت نہیں اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔)

اسکے برخلاف جب نفس انسانی جسم عنصری سے گہرا تعلق پیدا کر کے مادی رنگ اختیار کر لیتا ہے، تو روحانیت سے اس کو دلچسپی نہیں رہتی۔ وہ روحانی کمالات سے بے بہرہ ہو کر، حق سے غافل ہو جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں انسان کے ہاتھ سوائے اسفل السافلین کے اور کچھ نہیں آتا۔ آخر جو حق کی طرف متوجہ نہ ہو، اور جو اسکے مشاہدہ

Marfat.com

پاک کو پسند نہ کرے، وہ کیوں اور کیسے حق آگاہ ہوسکتا ہے ——؟ —— گہرے غار میں چھلانگ مار کر تو بلندی پر نہیں پہنچا جاسکتا۔ جس نے خود کو مجموعۂ عنصری سمجھ لیا ہے۔ اس کا دائرہ عمل عناصر کے پُر فریب رنگین کرشموں تک محدود رہتا ہے۔ جو خواہشات کا عاشق ہے، وہ جسم کی خدمت اور اس کی لذّت و آرام کے خیال سے ہٹ کر، کچھ اور سوچ ہی نہیں سکتا۔ یہاں تک کہ اس کے نزدیک جنّت اور نعیم الجنّت بھی سوائے اُس کی مرغوبہ محسوسات، حسّی لذّات کے اور کچھ نہیں۔

اے طالب حق ——! اپنے جزوِ باقی یعنی روح کے وسیلے سے حق کی جستجو کر۔ کثرتِ ذکر و فکر اور ریاضت و مجاہدہ کے ذریعہ منزل مقصود کو پالے۔ یہ کام جزوِ فانی کے ذریعے انجام پذیر نہیں ہوسکتا۔

از ملائک حصّہ داری وز بہائم نیز ہم
بگزر از حد بہائم کز ملائک بگزری (رومیؒ)

(تیری صفات میں فرشتوں کا حصہ بھی ہے، اور جانوروں کا بھی۔ بہتر یہ ہے کہ تو جانوروں کی صفات سے پرہیز کرتا کہ تجھ میں فرشتوں کی صفات رہ جائیں۔)

جب تو مرشد کامل کی رہنمائی میں عالمِ علیا کی طرف عروج کرے گا اور جسمانیات کے موہوم مگر سنگین قلعوں کو توڑ کے، خاشاک ماسوا اللہ کو شعلۂ ہائے عشق سے جلا کر بھسم کر ڈالے گا، تو تیرے لئے مشاہدہ حق کا دروازہ کھل جائیگا۔ تجھ کو نفسِ سرکش کی اطاعت اور غلامی سے نجات نصیب ہوگی۔

اے پیارے مولٰی کے پیارے طالب ——! اگرچہ یہ راستہ انتہائی کٹھن، پُر خار اور نہایت صبر آزما ہے، لیکن تجھ کو چاہیئے کہ ہمّت نہ ہارے اور اللہ تعالٰی کے فضل و کرم پر بھروسہ کیئے ہوئے ہر حالت میں آگے ہی کو بڑھتا چلا جائے۔

Marfat.com

یہ آستانِ یار ہے صحنِ حرم نہیں
جب رکھ دیا ہے سر تو اُٹھانا نہ چاہئیے (اصغرؔ)

ہر طالب صادق کا اس پر ایمان ہونا چاہئیے کہ اللہ ذرہ نواز ہے۔ وہ نیکو کاروں کا اَجر ضائع نہیں فرماتا۔ وہ عظیم الشان رحمت والا ہے۔ اگر تیرے خصائلِ ملکوتی نے قوت حاصل کر کے نفس پر فتح حاصل کر لی، تو تیرا نام اطمینان پانے والوں کی فہرست میں درج ہو کر، دیدارِ حق سے مشرف ہونے والے اُمیدواروں میں شامل ہو جائے گا۔ اور تو کسی وقت بحوائے حدیث: كُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا (متفق علیہ) "ہر کام (معاملہ) گروی رکھا ہوا ہے اپنے مقرر وقت پر۔" اپنے جذبۂ احترام سے چشمۂ فیضِ حق تک پہنچ کر آبِ حیات سے سیراب ہو کے، اپنی دلی مراد حاصل کر لے گا۔ لیکن اگر خصائل وصفاتِ انسانی کو شکست ہوئی اور خصائلِ بہائمی نے جذبات نفسانی کی امداد سے فتح پائی، تو دائمی مصیبت کے بھیانک اور سخت ترین پھندے میں اسیر ہو جائے گا۔ یہ انسان کے امتحان کا نہایت نازک وقت ہے۔ اگر نفس فریفتۂ لذّات رہا تو انسان بالکل نکما اور گیا گزرا ہو گیا اور اگر اس کو مغلوب کر لیا تو معرکۂ عظیم سر کر کے، مبداءِ حُسن وخوبی کو حاصل کر لیا۔ اس کے بعد انسان کو اپنے اندر ایسی دائمی راحت ملتی ہے، جو کسی ذی علم، ظاہر بین فلسفی کے وہم وخیال میں بھی نہیں آ سکتی۔ جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ خوش نصیب سالک کو حجاب جسمانیت اُٹھنے کے بعد جو کامل یقین اور علم، باطنی آنکھوں سے حاصل ہوتا ہے، وہ اُس علم سے بہت زیادہ صاف ہوتا ہے، جو ظاہری آنکھوں کو اجسام دیکھ کر ملتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ راحتِ دوام حاصل کرنے کے لئے مرشد کامل سے وابستگی ضروری ہے، جس کی رہبری ودستگیری کے بغیر اس کا میسّر آنا ممکن نہیں۔

Marfat.com

[illegible]

من عرف نفسه بنفسه فقد عرف [illegible]

ربه بنفسه [illegible]

[illegible]

من عرف نفسه [illegible]

[illegible]

[illegible] من عرف نفسه [illegible]

[illegible] من رآنی فقد رأی الحق [illegible]

[illegible] من عرفنی فقد عرف الحق ومن رآنی فقد رأی

الحق [illegible]

[illegible]

مصطفیٰ آمد درین راہ ذات حق [illegible] این کے داند کہ خواند آیت حق

[illegible]

[illegible]

(ذات حق کی راہ میں [illegible] حقیقت میں حضرت مصطفیٰ ﷺ کی ذات حق [illegible]

[illegible] جانتا ہے جو آیات قرآنی کو جانتا ہے [illegible] حقیقت میں احمد ﷺ کا ذکر

کرنا احد کہنا ہے اور میں نے [illegible] اصل میں کی اور عام کا ہے۔ اس

راز کو اندھا اور بہرا کیا جانے۔)

اے عزیز ـــــ! ہر انسان کی روح کُل مراتب اسما و صفات اور افعال خالق کے ظہور کا مقام ہے۔ یا یہ کہیئے کہ خالق ہی اپنی صفات و افعال سے انسان کی ذات ہے۔ روحِ انسانی کی گہرائیوں میں جامعیت اور تنزیہہ الٰہی کی نہ ختم ہونے والی تجلیات ہر وقت موجزن ہیں۔ وہ عارفوں کی پاک بیں نگاہوں کو ہر دم نت نئی حیرتیں بخشنے والا، خالقِ کل اور حقیقی پاکیزہ ترین خوبیوں کا سرچشمہ جیسے تخلیق عالم سے پہلے اپنے آپ کو کل مراتب کے ساتھ دیکھتا تھا ویسے ہی آج بھی اس شاندار تماشہ گاہ میں اپنے جمالِ پاک کا ملاحظہ کرتا ہے۔ وہ ذات پاک بلا امتیاز مذہب و ملت ہر جگہ اور ہر چیز میں جلوہ گر ہے اور ساری بزم تعینات کو جگمگا رہی ہے۔

بہ بینم کہ تا کردگارِ جہاں
دریں آشکارا چہ دارد نہاں

(اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ کا اِن ظاہر و چھپی ہوئی باتوں کو بنانے سے کیا مقصد ہے۔)

اسی ذات پاک کا پرتو انسان کو اپنی اصلیت کی جانب کھینچتا ہے۔ جس کی وجہ سے انسان کی روحانی ترقی اور اس کے باطنی کمالات کی نیرنگیاں مختلف اقوام اور مختلف فرقوں میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ یہ اُس طریقہ کار پر عمل کا نتیجہ ہے، جس کے ذریعے ان کے رہبروں نے ریاضت و مجاہدہ کر کے روحانیت سے کچھ نہ کچھ حاصل کیا۔ اُن کے معتقدین کو اُن کی روحانی تعلیم کا اتباع کرنا لازمی تھا۔ جس پر عملاً کار بند ہو کر، ریاضت کرنے سے روحانیت کا کسی نہ کسی شکل میں ظہور ہوا اور ان کے افعال میں کمالات نظر آنے لگے۔ اگر چہ یہ لوگ مدارجِ فقر سے قطعی نابلد رہے تاہم روحانیت میں انھوں نے ایک حد تک ترقی حاصل کر لی۔

عہدِ ماضی کے فلاسفروں اور دور حاضر کے حکماء (سائنسدانوں) کے حالات اس

Marfat.com

بات کا واضح ثبوت ہیں۔انھوں نے جس مسئلہ کے حل کرنے کی ابتداء کی اس میں وہ جلد یا بدیر کچھ نہ کچھ کامیاب ہو گئے۔کیونکہ اللہ کسی کی محنت رائیگاں نہیں کرتا۔

ایک گروہ ان مسمرائزرس کا ہے جو اپنی دیرینہ مشق سے اپنی قوتِ ارادی کو اس قدر مضبوط کرلیتا ہے کہ اپنے معمول کی روح کو دُنیا کے ہر مقام پر پہنچا کر وہاں کے حالات معلوم کرسکتا ہے۔لیکن عامل میں یہ قدرت نہیں ہوتی کہ اپنی قوت ارادی سے معمول کو کچھ نقصان پہنچا سکے۔اگر زیادہ دیر تک معمول پر عمل جاری رکھا جاتا ہے،تو عامل خود بخود اپنی قوتِ ارادی کو سلب ہوتا ہوا پاتا ہے۔یہ نظامِ قدرت ہے۔اسلام کے ابتدائی روحانی اصول کے برعکس عامل اپنی طاقت بڑھانے کے لئے دوسروں سے امداد طلب کرتا ہے تاکہ اس کی قوت ارادی ختم نہ ہو جائے۔اس کا مطمحِ نظر عالم جسمانیت سے آگے نہیں بڑھتا۔

دوسرا گروہ،ایسے مُرتاضوں کا ہے جن میں اکثر جوگی اور شاذو نادِر مشائخ شامل ہیں۔اس گروہ سے تعلق رکھنے والے حبسِ دم سے روح کو دماغ میں جمع کر کے آنکھوں یا منہ کے راستے سے نکال لیتے ہیں اور ان کی روح کچھ عرصہ یا ایک مقررہ مدت تک علیحدہ رہ کر جسم میں واپس آجاتی ہے۔اسی کو وہ اپنی معراجِ ترقی سمجھتے ہیں۔ہوسکتا ہے کہ اس طریقہ عمل کے نتیجہ میں،کسی منتظم کار کی روحانی طبقہ میں کمی ہونے پر محض دنیوی انتظام کے لئے،بلا قید مذہب وملت اس گروہ سے کسی کا انتخاب کرلیا جائے،لیکن اس حالت میں بھی ان کا تعلق سفلیات ہی سے رہتا ہے اور پاکیزہ روحانیت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

تیسرا گروہ اہل روحانیت کا،روحانیت میں مذکورہ بالا گروہوں سے بڑھا ہوا ہے۔اس گروہ کے افراد اپنی روح کو مسامات سے جس طرح چاہتے ہیں نکال لیتے ہیں اور ایک طاقت کے ماتحت رہتے ہوئے جس قدر وقت کی ضرورت ہوتی ہے اس

Marfat.com

عرصہ تک خلق اللہ کی خدمت کے لئے اپنی روح کو جسم سے علیحدہ رکھ سکتے ہیں۔اُن کی روح دوردراز مقامات تک جا کر اپنا کارمنصبی انجام دینے کے بعد جسم میں واپس آ جاتی ہے۔اس مرتبے کے اشخاص کی پرواز بھی حدِ سفلیات سے آگے نہیں۔ان کی عقل رسا عالمِ علویہ کے گنجینہ کی جویا نہیں۔بس اسی کو وہ اپنی معراجِ کمال سمجھتے ہیں ''اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہ''۔ان کو غوث وقطب۔وغیرہ جیسے متبرک ناموں سے عوام یاد کرتے ہیں۔

چوتھا گروہ فقراء، خاص اللہ والوں کا ہے۔جن کی روحِ مقدّس بعد تکمیل فقر عالمِ محویت میں جسدِ اطہر سے ہمہ وقت علیحدہ رہتی ہے۔ظلِ نوری جسم کے نظام میں رہتا اور اس کے کام کیا کرتا ہے۔ایسی حالت میں دور ونزدیک کی ہر چیز اُن کے سامنے ہوتی ہے۔جس شے پر نظر پڑی اس کا علم ہو گیا۔جب چاہا اس میں تصرّف کیا۔جس طرح ایک مسمرائزر اپنی نظر کے تصرف سے کاغذ یا چھوٹی میز کو حرکت دیکر سوال وجواب حاصل کرتا ہے، بجنسہٖ اسی طرح فقراء کی روح کے تصرفات کل اشیاء میں ظاہر ہوتے ہیں اگرچہ بعض فقراء کی روح مقدس، کثرتِ وُرودِ تجلّیات سے اس قدر محو ہو جاتی ہے کہ کسی ظاہری کام کے قابل نہیں رہتی اور بعض کی روح اس مقام پر بھی بہ سبب اپنی اعلیٰ ظرفی کے محویت طاری ہونے کے باوجود ترقی مدارج کرتی رہتی ہے۔قولہٗ تعالیٰ:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَاؕ (النحل آیت ۱۸ پ ۱۴)	اور اگر تم اللہ کی نعمت شمار کرو تو اس کا شمار نہ کر سکو گے۔

مراتبِ قرب وبُعد نسبتاً کم وبیش ہیں۔بعض اصحاب کسی مقام پر پہنچ کر محوِ تجلّیات ہو کے بے ہوش ہو جاتے ہیں۔دوسرے اعلیٰ مدارج پر تھوڑا سا سُکر پاتے ہیں۔بعض ابتدائی مقامات پر، بعض کچھ آگے بڑھ کر ایسے محو ہوتے ہیں کہ اعلیٰ تر مدارج پر ترقی نہیں کر سکتے۔اس وجہ سے مقاماتِ بالا کی رفعتوں سے محروم رہتے ہیں۔لیکن کچھ

Marfat.com

ایسے قلندرانِ بلا نوش ہوتے ہیں جو دریا کے دریا پی جاتے ہیں اور اعلیٰ ظرفی کی وجہ سے مدہوش نہیں ہوتے وہ اپنی بے نظیر استعداد کے موافق برابر آگے بڑھے چلے جاتے ہیں۔

خُم پی کے بھی ایسا ہے کہ دیکھی نہ ہو جیسے
اے رندِ بلا نوش تجھے کس کی دعا ہے

ان مقدس ہستیوں میں سے اکثر ظاہری پردہ کرنے کے بعد بھی خلقِ الٰہی کی ہدایت کے لئے گاہے گاہے جس طرح چاہتے ہیں، صورت اختیار کر لیتے ہیں۔لیکن بعض پردہ کرنے پر بوجہ محویت اور استغراق کے ہرگز مخلوق کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ وہ تمام خواہشاتِ جسمانی، لذاتِ نفسانی، میلاناتِ سفلی، رجحاناتِ بشری، خصائلِ ملکوتی غرض کہ ہر اعلیٰ سے اعلیٰ نورانی خطرے کو ہر آن فنا کر کے ایک ایسے عالم میں پہنچتے ہیں جس میں عالم دُنیا اور عالم آخرت کے خطرے کا بھی گذر نہیں۔ وہ دریائے احدیت میں غرق ہو کر اس کی حرکت سے متحرک اور اسکی روانی کے ساتھ رواں ہیں۔قولہ تعالیٰ:

وَاللّٰہُ یَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ط (البقرۃ آیت ۱۰۵ پ ۱)	جس کو اللہ چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کر لیتا ہے۔

تو چہ دانی زبان مرغاں را
کہ ندیدی گہے سلیمان را

(تو پرندوں کی زبان کو کیا جانے گا جب تک سلیمان علیہ السلام کے فرمان کو نہ سمجھے گا۔)

قَالَ وَمَاقَالَ۔

بسر قصہ ی مُرغ و قصہ ہدہد
کسے رسد کہ شناسائے منطق طیراست

(مرغ اور ہد ہد کے قصوں کو وہی بیان کر سکتا ہے جو ان کی زبان کی حقیقت سے واقف ہو۔)

Marfat.com

کیفیاتِ مطالعہ

Marfat.com

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (الرحمن: ۲۹)
اور وہ ہر روز نئی شانوں سے جلوہ گر ہے۔
الله
AL-HAQQ-UL-MUBIN (MAK)
Design by: GHANI Graphics Hyd.

Marfat.com

Marfat.com

رُوح اور اُس کی مَاہیت

انسان کی حقیقت، روح یا جان کے متعلق مختلف لوگ مختلف خیالات رکھتے ہیں۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ وہ عَرَض ہے یعنی وہ چیز جو کسی دوسری چیز کی وجہ سے قائم ہو، دوسرا کہتا ہے کہ وہ ابدی یعنی جسم لطیف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ ایک جوہرِ بسیط مُدرِک احساس ہے اور جسم سے جُدا، یعنی منتقل ہوتے وقت اس میں علوم کسبی کے نقوش مختلف اشکال وصور میں منقش ہو کر اس کے ساتھ باقی رہتے ہیں۔ حُکماء کا ایک ایسا طبقہ بھی ہے جس کے نزدیک روح خون کے لطیف اَبخرات کا نام ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ روح یا حقیقتِ انسانی کے متعلق گفتگو کرنا درست نہیں ہے اور اس سلسلہ میں غور وخوض کرنا نہیں چاہیئے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا (البقرۃ آیت ۳۱ پ ۱) | اور اللہ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔

اے عزیزو! آیتِ مذکورہ کو قرآن شریف میں پڑھو۔ اُس کے معنوں کو بغور حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم اسماء سے ممتاز فرما کر، اس کے مرتبہ کو ملائک کے مقابلے میں یہاں تک بڑھایا کہ وہ مسجودِ ملائک بن گیا۔ تمام مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کا بارِ امانت اُٹھانے کے لئے اسی کا انتخاب ہوا۔ آج غلط روی اور بد عملی کی وجہ سے اُس کی ذہنیت اس قدر مفلوج ہے کہ اس کو محسوسات کے دائرہ سے باہر جانے کی ہمت ہی نہیں ہوتی۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جو معرفتِ حق کے لئے پیدا ہوا ہو، وہ معرفتِ روح کے بھی نام سے ترساں ولرزاں ہو اور محسوسات کو اپنی ظاہری وباطنی

Marfat.com

جدو جہد کا مرکز بنالے۔ علم اسماء اس کو روزِ ازل اس لئے عطا فرمایا گیا تھا کہ اُس کی روشنی میں موجودات کی حقیقت کو دیکھے اور جانے کہ ہر مخلوق خواہ علوی ہو یا سفلی، جس اسم الٰہی کا مظہر ہے، اُسی اسم سے اپنے خالق کی تسبیح میں ہمہ وقت مصروف اور اُسی اسم کی تجلّیات کا مصدر ہے۔

اے طالب حق! تو رسول اللہ ﷺ کی اتباع پاک کر کے معرفت حق حاصل کر۔ آنحضرت ﷺ کو نفس انسانی، اسماءِ الٰہی اور روح کا علم کامل طور پر حاصل تھا۔ جو لوگ اپنی ناسمجھی سے اس کا انکار کرتے ہیں، اُن کی مت سُن۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○ (النساء آیت ۱۱۳ پ ۵)	اور اللہ نے آپ ﷺ پر کتاب اور حکمت اتاری اور سکھایا آپ ﷺ کو جو کچھ آپ ﷺ نہ جانتے تھے اور اللہ کا آپ ﷺ پر بڑا فضل ہے۔

آنجناب ﷺ نے تمام انسانوں کو معرفت حق کی طرف بلایا اور اپنے اعمال، اقوال اور افعال سے ہر طالب حق کو اس کی استعداد کے موافق راہِ حق کی ہدایت فرمائی۔ تجھے اس راہ میں اللہ تعالیٰ اگر توفیق عطا فرمائے تو تیری رہنمائی کے لئے کلام الٰہی کی یہ ایک آیت کافی ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِنِّىْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ○ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ○ (ص آیت ۷۱-۷۲ پ ۲۳)	میں بناتا ہوں ایک انسان مٹی کا اور پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اس میں اپنی روح سے تو تم گر پڑو اُس کے آگے سجدے میں۔

آیت بالا میں حق تعالیٰ نے "مِنْ رُّوْحِیْ" فرما کر روح کو اپنی طرف نسبت دی ہے۔ تجھ کو چاہیئے کہ یائے نسبتی کی وسعتوں پر منصفانہ غور کرے۔ کیا تعجب ہے کہ تجھ کو حقیقت کی طرف راہ عطا فرمادی جائے——؟

اے عزیز! یہ روحِ جسمانی نہیں، جو خون کے لطیف اَبخرات کا نام ہے۔ روحِ

Marfat.com

جسمانی تو اجزائے جسم سے مرکب ہے اور جسم کے ساتھ ہی فنا ہو جاتی ہے۔ روحِ انسانی، حق تعالیٰ کی صفت ذاتی ہے۔ اس کو جان، ذات اور انسان کامل کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ ارادہ کرنا، غور و فکر کرنا، حواس ظاہری و باطنی سے کام لینا اور حقائق و معارف کا علم حاصل کرنا، سب روحِ انسانی کے کام ہیں۔ چوں و چگونی کو اس میں دخل نہیں۔ وہ تمام کائنات کی جان ہے۔ موجودات کا وجود اور تنظیم اُسی سے وابستہ ہے۔ اشیائے عالم صورتوں اور رنگوں کی وجہ سے بظاہر ایک دوسرے سے علیحدہ نظر آتی ہیں، لیکن جب انسان کو صورت سے بے صورتی اور ظاہر سے باطن کی طرف رجوع ہونے کی سعادت و قوت عطا ہوتی ہے، تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ ایک حقیقت یا مرکزی قوت تمام کائنات میں ساری و طاری ہے اور اسی کی وجہ سے کل اشیا اور اُن کے اجزا منظّم اور مرتب ہیں۔ جو صورت کے مشاہدہ سے نجات پا جاتا ہے، اس کے نزدیک حقیقتِ واحد کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔

حجاب　چہرہ　جان　می　شود　غبارتنم

خوشادمیکہ　ازیں　چہرہ　پردہ　برفگنم

(میرے محبوب کے چہرے کا حجاب میری ذات کا غبار ہے، کیا ہی اچھا ہوگا وہ وقت جب غبار یعنی پردہ اُٹھ جائے گا۔)

نگاہِ حقیقت بین اس روشن حقیقت کو اس طرح موجودات عالم کی تنظیم کا باعث دیکھتی ہے، جیسے دھاگا تسبیح کے دانوں کو منظّم کیے ہوئے ہوتا ہے۔ روح چونکہ عالم محسوسات سے نہیں ہے، اس لئے نہ تو وہ قابل قسمت ہے اور نہ اس میں چونی و چگونی کو دخل ہے۔

''رُوح'' کو حق تعالیٰ سے وہی نسبت ہے جو موج کو دریا سے ہو سکتی ہے اور اُس کی حقیقت یا ماہیت سوائے حق تعالیٰ کے اور کچھ نہیں۔ اس قفسِ عنصری کی چار

Marfat.com

دیواری میں مقیّد ہونے کے باعث اُس کے ادراکات محدود ہوگئے ہیں اور تقاضائے جسمانیت اور لذّات نفسانی کے زور وشور نے اس کو عالم محسوسات سے ایسا وابستہ کر دیا ہے کہ وہ اپنی حقیقت سے غافل ہوکر تمام اعلیٰ صفات سے محروم ہوگئی ہے۔ نہ وہ جسمانی آنکھوں کے بغیر دیکھ سکتی ہے اور نہ بغیر گوشت کے کانوں کے سُن سکتی ہے۔ لیکن جس وقت سالک کتابِ اللہ اور سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مرشد واصل کی رہنمائی میں عمل کرتا اور ریاضت ومجاہدہ کے ذریعے شیطانی اور نفسانی اقتدار سے اس کو آزاد کر لیتا ہے اور اس میں صفات بشریت کی سیاہیاں اور ظلمتیں باقی نہیں رہتیں، تو وہ اپنی ماہیت سے آشنا ہوکر، حقیقت کو پالیتی ہے۔ اس کے ادراکات لامحدود ہوجاتے ہیں۔ بُعد اور قرب کا مرحلہ ختم ہوجاتا ہے۔ وہ کسی چیز کا ادراک کرنے کے لئے اعضاء، حواس اور دیگر آلات کی محتاج نہیں رہتی کسی قسم کی تاریکی یا حجاب اس کے منظور نظر کو اُس سے اوجھل نہیں کرسکتا۔ وہم وخیال سے مجرّد ہونے کے بعد، اُس کے علم میں غلطی کا امکان نہیں رہتا۔

سالک صراط مستقیم پر رہتے ہوئے، جس قدر جسمانی لگاؤ سے آزاد ہوتا جائیگا، اُسی قدر اُس کی رُوح کو اپنی حقیقت سے قُرب کا احساس ہوگا۔ جسمانی لگاؤ سے آزاد ہونے کے یہ معنی نہیں کہ موتِ قہری کو دعوت دی جائے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مادّی تعلقات کو رفتہ رفتہ کم کر کے اس قدر مختصر کر دیا جائے کہ وہ بقائے نوع یا بقائے جسم کے لئے کافی ہوں۔ جسمانی تعلقات کی طرف جو کچھ بھی توجہ ہو، وہ روحانی ترقی کی خاطر ہونا چاہئیے، نہ کہ مادی خواہشات کی تکمیل کے لئے، اچھے طالبعلموں کا کتابیں خریدنے سے مقصد علم حاصل کرنا ہوتا ہے، نہ کہ ردّی جمع کرنا۔

اے عزیز ــــ! جب روحِ انسانی کو اپنے مرکز کی طرف عروجِ کامل نصیب ہوتا ہے، تو سالک پر اس راز کا انکشاف ہوتا ہے کہ کُل موجودات میں ایک ہی جان

Marfat.com

برقی رو کی طرح رواں دواں ہے اور اسی سے نظام کائنات قائم ہے۔ اس کا وہم جس سے وہ اس نورِ اَحدیت کو منقسم خیال کرتا تھا، ختم ہو جاتا ہے، اس کو اس امر کا کامل یقین ہو جاتا ہے کہ روح کی ماہیت یا حقیقت حق عزّ وجل کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ روح اس سے اس قدر قریب ہے، جس قدر کوئی شے اپنی حقیقت و ماہیت سے قریب ہو سکتی ہے۔ یہ ایسا قرب ہے، جس سے زیادہ قرب کا وہم بھی نہیں کیا جا سکتا۔

اے طالب حق ——! اِس قرب کو آپ سے ہٹ کر آپ میں پالے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ○ (قٓ آیت ۱۶ پ ۲۶)	اور ہم اُس کی رگ جان سے بھی قریب ہیں۔

ہے منزل تجھ میں خود موجود، اپنا راہبر ہو جا
خود اپنی روح کی گہرائیوں سے باخبر ہو جا
ابھی تک تو نے رکھی ماسواہی پر نظر اپنی
تجھے کرنا ہے پیدا کچھ بھروسہ ذات پر اپنی (اقبالؔ)

قولہٗ تعالیٰ: وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ط اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ (الذّٰریٰت آیت ۲۱، پ ۲۶)	اور خود اپنے آپ میں کیوں نہیں دیکھتے۔

یہ میدان توحید ہے۔ یہاں دوئی تو کیا، اس کی بو کی بھی کسی طرح اور کسی نسبت سے گنجائش نہیں۔ عالمِ کثرت سوائے اُس جانِ وحدت کی جلوہ گری کے اور کچھ نہیں۔ وہ ہر جگہ بِالذّات موجود ہے۔ جس طرح کسی شے اور اس کی ماہیت میں صرف نام کا فرق ہے اور شے کا کوئی وہمی ذرہ بھی اس کی ماہیت سے جدا نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح ذات حق اور روح کو صرف گفتگو میں علیٰحدہ علیٰحدہ کہا جا سکتا ہے، ورنہ حقیقتاً یہ ایک ذات کے دو نام ہیں۔ اور ''اَلرُّوْحُ هُوَ اللهُ'' کے یہی معنی ہیں۔ (یعنی روح ہی اللہ ہے) لیکن۔۔۔

Marfat.com

این سخن در تو کے کند تاثیر
اُو در آئینہ دلت زنگار

(یہ بات کب تجھ پر اثر انداز ہوگی۔ تیرے دل کے آئینے میں تو زنگ لگا ہوا ہے۔)

روح انسانی از راہِ نفخ تنزیہہ سے انسان میں آتی ہے اور عالمِ امکان پہنچ کر خود کو غیرِ حق خیال کرتی ہے۔ جب عارف کامل مرشدِ واصل کسی طالب کو اَسرارِ تنزیہہ وتشبیہ اور رموزِ صورت و بےصورتی سے خبردار کرتا ہے، اس وقت اس کو اپنی حقیقت کا بقدرِ استعداد احساس ہوتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط (النور آیت۳۵ پ۱۸) | اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔

بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

گر تو غیر حق بہ بینی اے پسر در قیامت خستہ گردی کو رو کر
چوں تنت فانی شود در بحر نور محو گردی و شوی اندر حضور

(اے بیٹے! اگر تو غیرحق کو دیکھے گا تو قیامت کے دن بدحال ہوگا۔ اس لئے تو فنا ہو کر نور کے سمندر میں غرق اور محو ہو جا۔ اس طرح تجھ کو حضوری نصیب ہوگی۔)

اے عزیز ـــــ! دریائے نورِ الوہیت اپنی ذات سے، اپنی ذات میں، اپنی ذات کے لئے موجیں مار رہا ہے۔ تمام کائنات کا ظہور اُسی کے اسما وصفات کے تقاضے سے ہے۔ انسان کا اخلاق حسنہ سے متصف ہو کر عرفان حق حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف رہنا، اُس کی حالتِ عروج کا اور جسمانیت میں مشغول ہو کر، حق سے غفلت اختیار کر کے تکمیلِ نفسانیت کو مقصد زندگی سمجھتے رہنا، اس کے زوال کا مظہر ہے۔ کوئی عارف کامل ہو، یا مشرک جاہل، غرضکہ الوہیت حق سے کوئی شے، کوئی ظاہری و باطنی عمل، حالت، کیفیت اور کوئی روحانیت باہر نہیں۔ وہ سب کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ انسان کے روحانی عروج وزوال کی حالتیں اور مراتب بےشمار ہیں۔ اُن کی تفصیل وار

Marfat.com

وضاحت نہیں ہوسکتی۔ مختصراً صوفیاء کرام کی مشہور اصطلاحوں کے مطابق ان کو دائرہ مندرجہ ذیل سے ظاہر کیا گیا ہے۔ تاکہ طالبان حق کو حصولِ عرفان میں آسانی ہو۔

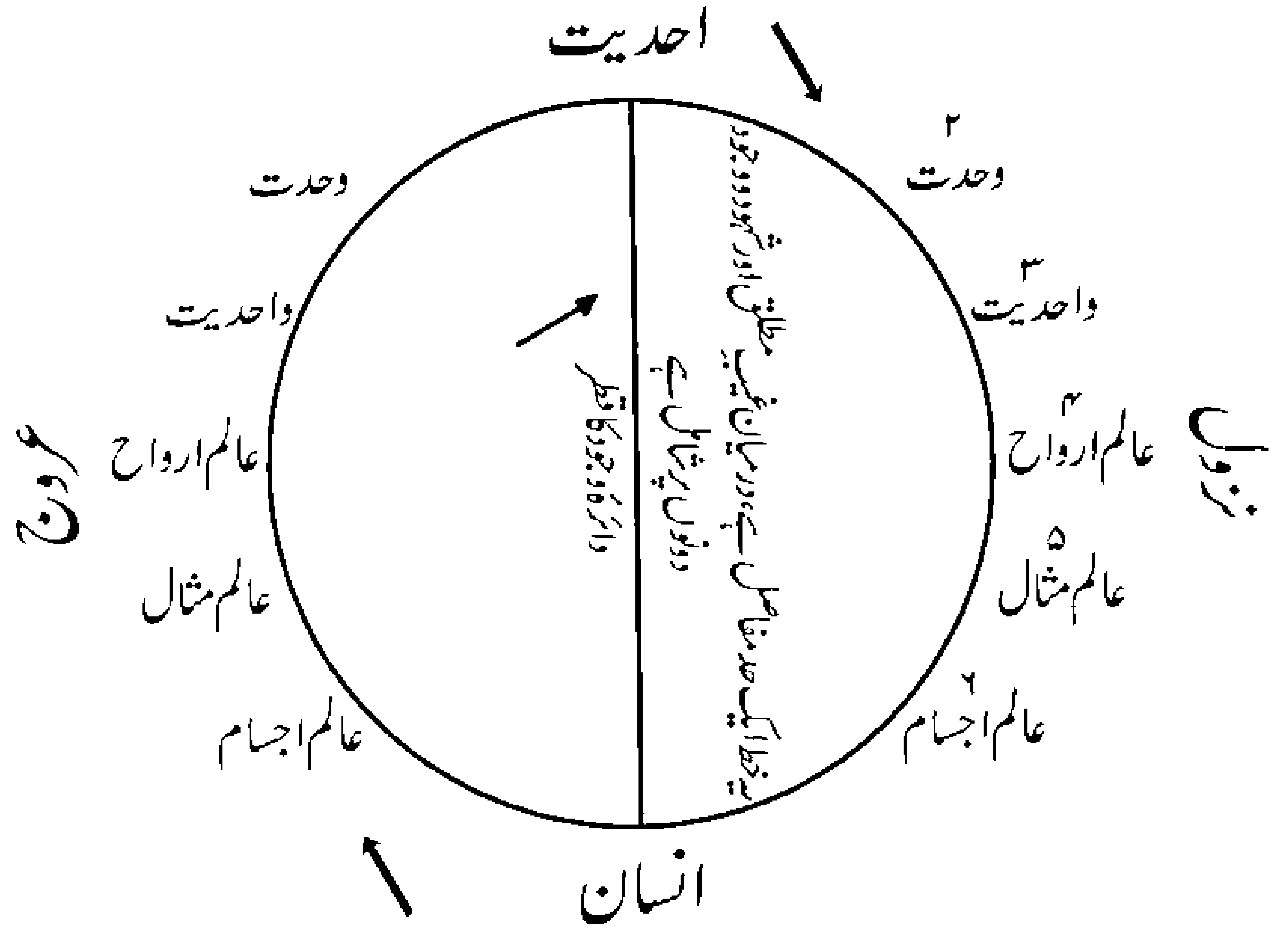

قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ (بنی اسرائیل) " تم کہو روح میرے رب کے حکم سے" اضافتِ بیانیہ ہے۔ اے عزیز۔! اظہار خودی گناہ ہے۔ اس سے باز آ۔ تری خودی طریقت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کفر ہے حقیقی راستہ میں جو اضافت حائل ہے، اس سے دور اور علیحدہ ہو۔ روحانی ہستی سے باخبر ہونے کے لئے بشریت سے نقاب اُٹھانا، وہم غیریت کو یقینِ وحدت کے ساتھ بدلنا اور محبت کا نقش کامل بن کر واصلِ حق ہونا ایسا ہے جیسا حُباب کا ٹوٹ کر دریا ہو جانا۔ اگر کوئی شخص اسفل درجہ سے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ کر تنزّل کی طرف اپنا رُخ پھیر لے اور اپنی کمزور ذہنیت اور نفسانی جذبات کے باعث نیچے درجے میں واپس چلا جائے، تو ایسا شخص کوئی اعلیٰ مرتبہ حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ وہ تیلی کے بیل کے مانند ہے جو صبح کو جہاں سے چلا تھا شام کو وہیں کھڑا

Marfat.com

ہوتا ہے۔اولیائے کرامؒ ترقی کر کے جس درجہ پر پہنچ جاتے ہیں، وہاں سے مقام سابق کی طرف رُخ کرنے کو گناہ سمجھتے ہیں۔نکتۂ فکر یہ:

حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ (سرالاسرار از سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ) | نیکو کاروں کے نزدیک جو نیکیاں ہیں وہ مقربین کے نزدیک بُرائیاں ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات اس عالم فانی میں آ کر اپنے آپ سے اجنبی ہو گیا اور اپنے مرتبے کی عظمت بھول گیا ہے۔ اس پر مادیات کا اثر غالب آ گیا اور وہ نفسانیت کی جھاڑیوں میں پھنس کر زنجیر علایق میں جکڑ گیا ہے۔تاوقتیکہ اس کو اللہ کے فضل سے کوئی مرشدِ واصل نصیب نہ ہو جائے اُس کی نجات کارے دارد ہے۔ جب اس کو رہبر کامل مل جاتا ہے تو وہ اس کے دل میں رُجُوْعِ اِلَى الْحَقِّ، کی محبت پیدا کرتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِيْمَانِ (بیہقی) | وطن کی محبت ایمان سے ہے۔

رفتہ رفتہ اس کو مرشد کی صحبت اور تعلیم سے یقین ہو جاتا ہے کہ دنیائے ناپائیدار سرائے ہے۔ وطن نہیں ہے۔حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں:

کہ اے بلند نظر شاہباز سدرہ نشین نشیمن تو نہ ایں کنج محنت آباد است

تراز کنگرہ عرش میزنند صفیر ندانمت کہ دریں دامگہ چہ افتاد است

(اے اولوالعزم مقامِ سدرہ نشین، "تیرا گھر" یہ مشکلات والی جگہ "دنیائے فانی" نہیں ہے۔ تجھے تو بلندی کی طرف بلایا جا رہا ہے مگر افسوس ہے کہ تُو کس آفت میں پھنسا ہے کہ تجھے مقام اصل کا خیال تک نہیں۔)

جب سالک کے دل و دماغ پر کثرتِ ریاضت اور مسلسل مجاہدہ کی وجہ سے محویت طاری ہو کر اس میں فکرِ الٰہی پیدا ہوتی اور سکرِ حقیقی کا ظہور ہوتا ہے، تو کشف پیدا ہو کر عالم علوی سے انبیاء المرسلینؑ، ملائکہؑ اور اولیائے کرامؒ کی رہنما آوازیں اس طرح اس کے باطنی

Marfat.com

کانوں میں آتی ہیں:

"اے بلند نظر سدرہ کے رہنے والے شہباز! مت گھبرا۔ تیرا عشق اور تحصیلِ عرفان کے ذریعہ کنگورۂ عرش تک پہنچنا ممکن ہے، تیرا نشیمن خلوتِ لاہوتی ہے۔ یہ رنج والم کا گھر، دار المِحَن اور دُنیائے ناپائیدار تیرا مسکن نہیں۔ تو اس کا گرویدہ نہ ہونا۔ تجھ کو اس خیال سے غافل نہ ہونا چاہئے کہ تو اس عالم فانی میں کہاں سے اور کیوں آیا؟ تیرا نشیمن تیرے سامنے ہے۔ روحانی حیثیت سے تیرا اسی نشیمن کی طرف لوٹنا سب سے بڑا فرض ہے۔ تو عالم فانی میں بندگی، محبت، عشق اور تحصیلِ عرفانِ حق کے لئے بھیجا گیا ہے۔"

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

اے عزیز! سب سے الگ تھلگ اور بے تعلق ہو کر اپنی اصل وحقیقت پر غور کر۔ ریاضت روحانی کے ذریعے اپنے مبدأ اپنی اصل یعنی اپنے عقب کو لوٹ۔ اسی میں تیری عاقبت بخیر ہے۔ تُو یہاں دنیوی لہو ولعب کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ معرفت حق کے لئے بھیجا گیا ہے۔

سِرّ من از نالۂ من دور نیست
لیک چشم وگوش را آن نور نیست (رومی)

(میرا راز (محبوب) میرے آنسوؤں سے دور نہیں مگر افسوس کہ مادی آنکھیں اور کان اس نور کو محسوس نہیں کرتے۔)

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَاءِ (دیلمی فی الفردوس)	جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچانا، اس نے اپنے پروردگار کو بقا سے پہچانا۔

Marfat.com

کل کائنات اور عالم موجودات کا ظہور ذاتِ حق سے ہے۔ جب بحرِ حقیقت موجزن ہوا، بیشمار نقوش اس میں ظاہر ہوئے۔ان سب کو بحرِ حقیقت سے جدائی نہیں۔اصل میں یہ سب ایک ہی ہیں۔ان پردوں میں ایک رازِ حُسن دلفریب جلوہ نما ہے۔سالک ماسوا اللہ سے یکسو ہوکر، عالم تعینات کی حقیقت پر مسلسل غور وفکر کرتا ہے، تو نصوص قطعی کی زبردست لہروں سے وہمی ہستی کا خیال اُس کے دل و دماغ سے غائب ہوجاتا ہے۔صداقت اور نورِ حق کی روشنی میں آکر وہ نورِ حق سے دیکھتا ہے کہ حق ہی روح کی حقیقت اور رب ہی ہماری روح ہے۔بحالت تنزیہہ ہم روح سے بھی وراُالورا ہیں۔ہماری روح اگر ہمارے ماتحت نہیں ہے تو اس کی اضافت ہماری طرف کیوں ہے___؟ حق عزّ وجل فرماتا ہے کہ میرا نفس یعنی میری روح۔اگر یہ روح حق سے فروتر ہے اور غیر ہے تو حق نے یہ اضافت کیوں لگائی ہے؟ ہمارے وجود میں ایک گراں بہا خزانہ ہے۔اسی سے ہمارے قیام کا ظہور اور اسی سے ہمارے وجود کی رونق ہے۔وہی بولتا ہے، تو میں بولتا ہوں۔وہی سنتا ہے، تو میں سنتا ہوں۔وہی دیکھتا ہے تو میں دیکھتا ہوں۔وہی علیم ہے تو میں جانتا ہوں۔وہ اور میں دو نہیں ایک ہیں۔وہ میں ہے۔میں وہ ہوں۔

اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا اَجْسَادُنَا اَرْوَاحُنَا (تذکرۃ الموتی والقبور، ص۲۱)	ہماری روحیں بمنزلہ جسم اور ہمارے جسم بمنزلہ روح ہیں۔

اس عالمِ کثرت میں رنگ برنگ کے نورانی لباسوں میں وہی آفتابِ حقیقت جلوہ گر اور ان گوناگوں صفات میں اُسی ذات واحد کا ظہور ہے۔پاک باز سالک نے خودی کو حذف کرکے نورِ حق سے اپنی ذات کو عین حق دیکھا۔وہم فنا ہوکر حقیقت باقی رہ گئی۔خود کچھ نہ رہا۔وہ اپنی اصل میں جذب ہوگیا۔خود کچھ نہ رہا، کہنا بھی صرف اس لئے

Marfat.com

ہے کہ جو یائے حق کو بات کے سمجھنے میں سہولت ہو۔ ورنہ کون جذب ہوا اور کس میں جذب ہوا ــــ؟

تعین بود کز ہستی رفع شد

نہ حق بندہ نہ بندہ باخدا شد

(اپنے ہستی کے انسانی تعین کو ختم کردے تا کہ حق، حق ہوجائے۔)

اے عزیز! اس سے زیادہ اچھی نشاندہی اور کیا ہوسکتی ہے کہ اس نے تیری رہنمائی کے لئے فرمایا ہے۔ قولہ تعالیٰ:

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ○ (ق آیت ۱۶ پ ۲۶)	میں اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہوں۔

تو جرأت کر کے اپنے حقیقی وجود سے جو خود کو اوّل، آخر، ظاہر اور باطن غرض کہ ہر طرح ظاہر اور ثابت کر رہا ہے، یکتائی قائم کرنے کے لئے، روح اور جسم دونوں کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جا۔ کیونکہ تیری روح اس لحاظ سے تجھ سے کمتر ہے کہ وہ تجھ سے منسوب اور تیری طرف اضافت کی جاتی ہے۔ تجھ کو چاہیئے کہ اپنے دیکھنے کو حق کا دیکھنا بنادے۔

آدمی دیدست باقی پوست است

دید آں باشد کہ دید دوست است (رومیؒ)

(آدمی خود دید ہے باقی وہم ہے۔ اس طرح دیکھ کہ تیرا دیکھنا دوست کا دیکھنا ہو جائے۔)

انسان کامل وہی ہے جس کی چشم دل سے غفلت کا پردہ اُٹھ جائے اور خود باقی نہ رہے۔ اس کا دیکھنا، سننا، بولنا، چلنا، پھرنا، غرض کہ کل افعال وحرکات حق کے افعال وحرکات ہو جائیں۔

دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَالَ خودی کو چھوڑ۔ وہمی ہستی سے گزر۔ بذریعہ فکر، بشریت سے نکل۔ بحرِ توحید میں غرق ہو کر معرفت حق کا نورانی موتی لیکر اوپر آ۔ اَلْعَارِفُ ھُوَ

Marfat.com

اَلَّذِیْ لَا تَعْرِفُ سِوَاکَ یعنی عارف وہی ہے جو حق کے سوائے کسی کو نہ پہچانے۔

جب سالک کے دماغ میں یہ سوال اور فکر پیدا ہوتا ہے کہ میں کون ہوں؟ اور کیا ہوں؟ تو وہ متحیر ہو جاتا ہے۔ اگر وہ جسم کو، جو آب و گل کا تودہ ہے، اپنا آپا کہتا ہے، تو اس کی ہستی یقین دلا رہی ہے کہ یہ چندروزہ ہے۔ اس کا فنا ہونا لازمی ہے، کیونکہ جسم اور اس کے صفات ہمیشہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اگر وہ روح کو اپنی ہستی خیال کرتا ہے، تو یہ مرنے کے بعد اس عالم سے منتقل ہو کر دوسرے عالَم میں چلی جاتی اور دوسری صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اس کا جسمانی صورت ختم ہونے کے بعد روحانی صورت اختیار کر لینا ظاہر کرتا ہے کہ تعین بذاتہٖ فنا نہیں ہوتا۔ جب روح کا تصرف جسم سے منقطع ہو جاتا ہے تو تعین جسمانی کی موت واقع ہوتی ہے۔ روح فنا نہیں ہوتی۔ صرف جسمِ حادث معدوم ہو جاتا ہے۔ اس روح یعنی انسان کی جان کی حقیقت قدیم، ازلی، ابدی، لا یزال لم یزل اور قائم بالذات ہے۔ لہٰذا جسم کو اپنا آپا سمجھنا غلط ہے۔

بہر حال اگر سالک مادہ کی حد سے تجاوز کر کے یہ خیال کرے کہ میں روح ہوں، تو جلد یا بدیر اُس کے سامنے یہ سوالات بھی آتے ہیں کہ پہلے میں کہاں تھا اور اب کہاں ہوں۔؟ اس قسم کے سوالات کے صحیح جوابات حاصل کرنے کے لئے اس کو اپنی حقیقت یعنی روح کی ماہیت سے باخبر ہونا لازمی ہے۔ جب وہ اپنی حقیقت کی دریافت میں فکر صالح سے کام لیتا ہے، تو وہ اپنا مبداء، احدیت کو پاتا ہے۔ احدیت وہ مقام ہے جہاں پر اسم وصفت، حالت و کیفیت، نام ونشان، وہم وخیال، ہوش وعقل، فعل وعمل غرض کہ کسی کا پتہ نہیں۔ جب وہ اس بے رنگی کے عالم میں قلب ودماغ کی اجتماعی قوتوں سے اپنی حقیقت کا کھوج لگانے میں مصروف رہتا ہے، تو تنزیہہ کے تند وتیز جھونکوں میں اپنی جسمانی حیثیت کو فراموش کر کے احساس

Marfat.com

ہستی سے بھی غائب ہو جاتا ہے۔اس طرح غور وفکر میں اپنا سب کچھ کھودیا۔ یہاں تک کہ اپنے غور وفکر کا بھی احساس نہیں رہا۔اس وقت اس کو یہ علم ہوا کہ اس نے ریشم کے کیڑے اور مکڑی کی طرح اپنے میں سے تار نکالے اور اپنے چاروں طرف جالا بنا کر مقید بن بیٹھا تھا۔اپنے پیدا کیے ہوئے اوہام کے جال میں پھنس کر اپنی حقیقت سے غافل ہو گیا تھا۔رہبرِ واصل کی باطنی توجہ اور ظاہری تعلیم سے جب خود ساختہ اوہام کا طلسم ٹوٹا، تو اعلیٰ معنی کا ظہور ہوا۔جسم سے علیحدہ اپنی اصلی صورت نظر آئی۔اس کے بعد انکشاف ہوا کہ ظہورِ عالم میری شہادت ہے اور عالم غیب میرا باطن۔جو مدرک ہے، وہ میرا ظاہر ہے۔جو غیر مدرک ہے، وہ میرا باطن ہے۔میں جس میں حیران تھا، یہ میری حقیقت کی دل لگی تھی۔ ورنہ پہلے بھی نہ کچھ میرے سوا تھا اور نہ اب کچھ ہے۔

چوں نمانی از توئی باتو اثر   بے گماں یابی ازیں معنی خبر
گر ہمی خواہی کہ یابی زیں نشان   سر بنہ بر خاک پائے کاملاں (رومیؒ)

(کسطرح وہ تجھ میں ظاہر ہوگا، اگر تو چاہتا ہے کہ وہ تجھ میں ظاہر ہو تو بے گماں ہونے کے معنی سیکھ۔ اگر تو چاہتا ہے کہ اس کا نشان مل جائے تو کاملین کی خاکِ پا پر سر رکھ دے یعنی خود کو فنا کردے۔)

قولہ تعالیٰ: وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ (الحدید۴) | اور وہ تمہارے ساتھ ہے، جہاں بھی تم ہو۔

اے عزیز۔! کیا اس سے زیادہ تعجب خیز اور کوئی بات بھی ہوسکتی ہے کہ حق تعالیٰ ہر وقت، ہر جگہ اور ہر حالت میں تیرے ساتھ ہو اور تو اس سے غافل رہے۔وہ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ۝ (ق) ''اور ہم تمہاری رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔'' فرمائے اور تجھ کو اس کا پتہ بھی نہ ہو۔وہ پر لطف اشاروں اور کنایوں سے تجھ کو تلاشِ حقیقت پر آمادہ فرمائے لیکن تو فانی جسمانیت کے مشاغل کو پسند کرے

Marfat.com

اور اسکی طرف متوجہ نہ ہو یہ بتانے پر بھی کہ اس پردۂ تصویر میں وہ راز ہائے سربستہ کے ساتھ ازخود ظاہر ہوا ہے تُو لباس کی رنگینیوں میں محو ہو کر صاحبِ لباس کو نہ دیکھے۔ جسم کی غلامی میں روح کو بھول جائے وہ تجھ کو فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ط (البقرۃ) ''پس تم جدھر کو منہ کرو اُدھر اللہ ہی کا سامنا ہے۔'' کا لاثانی آئینہ عطا فرمائے اور تو اس میں ذات حق کے بجائے اپنے اوہام اور پندارِ خودی کی بھیانک صورتیں دیکھے۔ اے عزیز۔! ہر شخص کا وجہ، صفات، علم و بصر، سمع و کلام سے منور اور وجہ اللہ سے ظاہر ہوا ہے۔ تیرے لئے سیدھا طریقہ یہ ہے کہ نور آفتاب سے آفتاب کو دیکھے۔

اے عزیز۔! نور تنزیہہ جو خلا میں بھرا ہوا اور محیطِ کائنات ہے، ہر دم براہِ راست پانی کے مدوجزر کی طرح پیکر عنصری میں آتا اور صورت تشبیہ اختیار کر کے، پھر اپنے اصل مبداء میں واصل ہو جاتا ہے۔ علمائے ربّانی اس کو تجدد امثال کہتے ہیں اور ان کی اصطلاح میں تشبیہ نام ہے جمال حق کی صورت کا۔ صورت اظہارِ حقیقت کا آلہ ہے۔ اسلئے اگر ذات حق کو جان کہا جائے تو رُوح اُس کی صورت ہے۔ اسماء و صفات بھی اس اعتبار سے صورتیں ہیں کہ اپنے مرتبۂ کمال میں ذات حق کا مظہر ہیں۔ ان کے معانی تجلیات و انوارِ حق ہیں، جن کا ادراک سالکِ باخبر کو نصیب ہوتا ہے۔

علمائے ربانی کے نزدیک حق تعالیٰ کی تجلیات صورت میں نہ صرف ممکن بلکہ واقع ہیں۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَأَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنَ صُوْرَتَ شَابَ اَمْرَدٍ (ترمذی، طبرانی، مشکوٰۃ)	میں نے اپنے رب کو ایک نوجوان کی اچھی صورت میں دیکھا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے اعتقاد کے مطابق اس کے ساتھ ہوں۔ وہ جیسا مجھ

Marfat.com

سے اعتقاد رکھے گا میں ویسا ہی ہوجاؤں گا۔ترمذیؒ ،بخاریؒ، مسلمؒ،ابن ماجہؒ،احمدؒ،ابن حبانؒ نے اس حدیث کو الفاظ کے معمولی تغیّر سے روایت کیا ہے۔غرضیکہ وہ ذات پاک جو جمیع موجودات سے نرالی اور ہر اعلیٰ کمال کی مالک ہے،حق اور خلق،تنزیہہ اور تشبیہ کی جامع ہے۔اس کا کمال الوہیت وجود وعدم اور کل اضداد کو محیط ہے۔یہ صورت جس سے تشبیہ مراد ہے،اس حسین پردہ میں،اُسی عظیم ترین ذات احد کی ہستی ہے۔نور الٰہی اپنے ظہور میں اپنی صورتِ جمال کو تشبیہ کے رنگ ہائے گوناگوں میں مشاہدہ کرارہا ہے۔اور اس تنزیہہ پر بھی ہے جس کے وہ لائق ہے۔قولہٗ تعالیٰ: كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۚ (الرحمٰن) کل اسماء وصفات کے حجاب میں اور نت نئی شان میں ہروقت انوار الٰہی جلوہ فگن ہیں۔

صورتے از بے صورتی آمد بروں
باز شد انا الیہ راجعون (رومیؒ)

(بے صورتی سے صورت وجود میں آ گئی اس کے بعد واپس اسی کی طرف جانا ہے۔)

اے عزیز! تو حق کو تنزیہہ وتشبیہ اور ظاہر و باطن میں سے کسی ایک میں مقیّد مت کر، ورنہ جامعیت فوت ہوجائے گی۔جو مجردِ ظاہر پر رہے وہ حشوی اور جو باطن کا ہولیا وہ باطنی ہے۔کامل وہ ہے جو تشبیہ و تنزیہہ یا ظاہر و باطن دونوں کو جمع کرتا ہے۔جس وقت سالک پر راہِ معرفت کھلتی ہے تو وہ نورِ تنزیہہ کو صورتِ روحانی میں مشاہدہ کرتا ہے۔اس کو سیر تنزیہہ فی التشبیہ کہتے ہیں۔ شُہود وتشبیہ دلِ عُشاق کے واسطے مقام تسکین ہے۔مدتوں کی صحیح جدو جہد اور ریاضت ومجاہدہ کے بعد سالک کو یہ مقام نصیب ہوتا ہے،جس کو حصولِ معنی کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

رو بمعنی کوش اے صورت پرست
زانکہ اہل معنی از دنیا برست (رومیؒ)

(اے صورت پرست ''چہرہ'' بہ معنیٰ ''تبدیلی'' یعنی بے صورتی ہے۔ جس نے یہ معنیٰ سمجھ لیے وہ دنیا سے علیحدہ ہوا۔)

سالک اس عطیۂ الٰہی سے فیضیاب ہو کر نفسِ منقبضہ کے حجاب ظلماتی سے نکل کر نورِ بسیط کو پہنچتا ہے۔ تشبیہ دلِ عشاق کے لئے مسیحا نفس ہے۔ اُس سے خوشبوئے دوست آتی ہے۔ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں۔

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید
کہ ز انفاس کسے بوئے خوشے می آید

(اے دل یہ خوشخبری ہے تیرا مسیحا آ رہا ہے جس کی سانسوں کی خوشبو میں سب کچھ بسا ہے۔)

اس تارِ نفس کی کشود اگر تشبیہ میں یعنی صورت میں ہو تو اس کو سیر تشبیہ اور اگر حالت اطلاق میں ہو، تو اس کو سیر تنزیہہ کہتے ہیں۔ پہلے کشود تشبیہ پردۂ چشم میں، جو مثل آئینہ کے ہے، ہوتی ہے اور پھر کشود تنزیہہ دل میں۔ اسی تارِ نفس کی راہ سے قطرۂ روح مقید (روح جزوی) بحرِ معنی مطلق میں محو ہو جاتا ہے، جس کو جزو کے کُل ہو جانے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ انسانِ کامل کی حق بین نگاہوں کے روبرو وہ ذات پاک ''الان کما کان'' کی شان سے ہر وقت جلوہ نما ہے، بلکہ وہ خود اُس کی حرکت سے متحرک اور دریائے وحدت میں اُسی سے موجزن ہے۔ وہ ظاہری اور باطنی کائنات کی جان موجودات اور روحانیات کی نئی نئی صورتوں کے ساتھ ہر جا جلوہ آرا ہے۔ جیسا وہ پہلے تھا، اب بھی اُسی شانِ قدس کے ساتھ اپنے تختِ الوہیت پر براج رہا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی موجود نہیں۔ اس کی شدتِ ظہور ہی اس کا حجاب ہے۔ ہماری آنکھیں اُس کے مشاہدہ کرنے سے عاجز ہیں۔ وہ اپنے انوار کے خزانے اپنے عشاق کے محبت

Marfat.com

بھرے دلوں کی آنکھوں کو اپنے کرم سے عطا فرماتا ہے۔ اندر، باہر، ظاہر، باطن، آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر، نیچے، غرضکہ جس طرف اور جہاں بھی اُن کی نظریں پڑتی ہیں، اس کا جمال ہوش ربا بصد ہزار رعنائی استقبال کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں صاحبِ نظر کی آنکھ ششدر و حیران رہ جاتی اور عقل و ہوش رخصت ہو جاتے ہیں۔ جذبات کی فراوانی میں محویت اور حیرت برابر بڑھتی رہتی ہے۔ کیا، کیوں اور کیسے کا پتہ نہیں رہتا۔

تری نگاہ کے صدقہ یہ کیا ہے حال مرا
کمالِ ہوش کہوں یا کمالِ بے خبری

اس کیفیت، سرور اور حالت کا اظہار کرنے سے الفاظ کلیتہً قاصر ہیں۔

پُرسید یکے کہ عاشقی چیست
گفتم کہ چو من شوی بدانی

(کسی نے عاشق سے پوچھا عاشقی کیا ہے؟ جواب دیا میرے جیسا ہو جا، سمجھ میں آ جائے گی۔)

بس اس جگہ اتنا ہی اظہار کر دینا کافی ہے کہ پاکباز طالبانِ مولا اور مردانِ راہِ حق جو دیدارِ رحمٰن کے لئے مناسب استقلال سے، مرشد کامل کے سایۂ عاطفت میں رہتے ہوئے، شب و روز ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہتے اور خودی کو فنا کر کے اپنے خیال کی گہرائیوں سے، جلوۂ حق کا سُراغ لگانے میں مستغرق ہو جاتے ہیں اور جو روحانی منازل طے کر کے عُروج پر عُروج حاصل کرنے میں مصروف ہیں اُن پر قولہٗ تعالیٰ۔ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ (الذاریت) کا راز بفضلہٖ کسی نہ کسی وقت کھل جائے گا۔

عاقبت دست بان سرد بلندش بر سد
ہر کرا در طلبش ہمت او قاصر نیست

Marfat.com

رو بمعنی کوش اے صورت پرست
زانکہ اہل معنی از دنیا برست (رومیؒ)

(اے صورت پرست ''چہرہ'' بہ معنی ''تبدیلی'' یعنی بے صورتی ہے۔ جس نے یہ معنی سمجھ لیے وہ دنیا سے علیحدہ ہوا۔)

سالک اس عطیۂ الٰہی سے فیضیاب ہو کر نفسِ منقبضہ کے حجاب ظلماتی سے نکل کر نورِ بسیط کو پہنچتا ہے۔ تشبیہ دلِ عشاق کے لئے مسیحا نفس ہے۔ اُس سے خوشبوئے دوست آتی ہے۔ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں۔

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید
کہ ز انفاس کسے بوئے خوشے می آید

(اے دل یہ خوشخبری ہے تیرا مسیحا آ رہا ہے جس کی سانسوں کی خوشبو میں سب کچھ بسا ہے۔)

اس تارِ نفس کی کشود اگر تشبیہ میں یعنی صورت میں ہو تو اس کو سیر تشبیہ اور اگر حالت اطلاق میں ہو، تو اس کو سیر تنزیہہ کہتے ہیں۔ پہلے کشود تشبیہ پردۂ چشم میں، جو مثل آئینہ کے ہے، ہوتی ہے اور پھر کشود تنزیہہ دل میں۔ اسی تار نفس کی راہ سے قطرۂ روح مقید (روح جزوی) بحر معنی مطلق میں محو ہو جاتا ہے، جس کو جزو کے کُل ہو جانے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ انسانِ کامل کی حق بین نگاہوں کے روبرو وہ ذات پاک ''الان کما کان'' کی شان سے ہر وقت جلوہ نما ہے، بلکہ وہ خود اُس کی حرکت سے متحرک اور دریائے وحدت میں اُسی سے موجزن ہے۔ وہ ظاہری اور باطنی کائنات کی جان موجودات اور روحانیات کی نئی نئی صورتوں کے ساتھ ہر جا جلوہ آرا ہے۔ جیسا وہ پہلے تھا، اب بھی اُسی شانِ قدس کے ساتھ اپنے تختِ الوہیت پر براج رہا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی موجود نہیں۔ اس کی شدتِ ظہور ہی اس کا حجاب ہے۔ ہماری آنکھیں اُس کے مشاہدہ کرنے سے عاجز ہیں۔ وہ اپنے انوار کے خزانے اپنے عشاق کے محبت

Marfat.com

بھرے دلوں کی آنکھوں کو اپنے کرم سے عطا فرماتا ہے۔ اندر، باہر، ظاہر، باطن، آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر، نیچے، غرضکہ جس طرف اور جہاں بھی اُن کی نظریں پڑتی ہیں، اس کا جمال ہوش ربا بصد ہزار رعنائی استقبال کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں صاحبِ نظر کی آنکھ ششدر و حیران رہ جاتی اور عقل و ہوش رخصت ہو جاتے ہیں۔ جذبات کی فراوانی میں محویت اور حیرت برابر بڑھتی رہتی ہے۔ کیا، کیوں اور کیسے کا پتہ نہیں رہتا۔

تری نگاہ کے صدقہ یہ کیا ہے حال مرا
کمالِ ہوش کہوں یا کمالِ بے خبری

اس کیفیت، سرور اور حالت کا اظہار کرنے سے الفاظ کلیتہً قاصر ہیں۔

پُرسید یکے کہ عاشقی چیست
گفتم کہ چو من شوی بدانی

(سچے عاشق سے پوچھا عاشقی کیا ہے؟ جواب دیا میرے جیسا ہو جا، سمجھ میں آ جائے گی۔)

بس اس جگہ اتنا ہی اظہار کر دینا کافی ہے کہ پاکباز طالبانِ مولا اور مردانِ راہِ حق جو دیدارِ رحمٰن کے لئے مناسب استقلال سے، مرشدِ کامل کے سایۂ عاطفت میں رہتے ہوئے، شب و روز ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہتے اور خودی کو فنا کر کے اپنے خیال کی گہرائیوں سے، جلوۂ حق کا سُراغ لگانے میں مستغرق ہو جاتے ہیں اور جو روحانی منازل طے کر کے عُروج پر عُروج حاصل کرنے میں مصروف ہیں اُن پر قولہٗ تعالیٰ۔ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ (الذاریت) کا راز بفضلہٖ کسی نہ کسی وقت کھل جائے گا۔

عاقبت دست بان سرد بلندش بر سد
ہر کرا در طلبش ہمت او قاصر نیست

Marfat.com

(آخرت کی بلندی کی انتہا متلاشی کی ہمت پر منحصر ہے اور باہمت کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں۔)

کسی خود بین کو لقاءِ رحمٰن سے کیا واسطہ ــ؟ اس کو اپنے دیکھنے اور دکھانے سے فرصت کہاں ــ؟ ہر شخص کو عموماً وہی ملا کرتا ہے، جس کا وہ طالب ہوتا ہے۔ اسرارِ وجود بغیر صالح غور و فکر کے ظاہر نہیں ہوتے۔

معشوق ہوں یا عاشقِ معشوق نما ہوں   معلوم نہیں مجھ کو کہ میں کون ہوں کیا ہوں
گوش ہوں شنوا تو میرے رمز کو سمجھیں   حق یہ ہے کہ میں سازِ حقیقت کی صدا ہوں
ہوں شاہدِ تنزیہہ کے رخسار کا پردہ   یا خود ہی میں شاہد ہوں کہ پردہ میں چھپا ہوں
انداز ہیں سب عاشق و معشوق کے مجھ میں   سوز جگر و دل ہوں کہیں ناز و ادا ہوں
یہ کیا ہے کہ مجھ پر مرا پردہ نہیں کھلتا   ہر چند کہ خود عُقدہ و خود عُقدہ کشا ہوں
اے مصحفیؔ شانیں ہیں مری جلوہ گری میں   ہر رنگ میں، میں مظہر انوار خدا ہوں

معشوق حقیقی ہر وقت تیرے سامنے سرو کی مانند کھڑا ہے، لیکن تو نرگس کے مانند سر جھکائے ہوئے ہے۔ آنکھیں کھول۔ ہمہ تن دید بن کر تو "اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط (النور) کا مشاہدہ کر۔

ایک دو آنکھ سے کیا کوئی تماشا دیکھے   ہمہ تن چشم بنے جب ترا جلوہ دیکھے
آنکھوں والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے   دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اس سے زیادہ نادانی، جہالت اور غفلت کیا ہے کہ حق سے باوجود اس کے اس طرح آشکارا ہونے کے، کہ اس سے زیادہ کسی شے کے ظہور کا گمان ہی نہیں ہوسکتا، کوئی جاہل رہے اور اُلّو کی طرح آفتاب کے مقابلے میں تاریکی کو پسند کرے۔

ہر کہ اندر حجاب جاوید است   مثل او چو بوم و خورشید ست
گر ز خورشید بوم بے نور است   از پئے ضعف خود نہ از پی دور است
نور خورشید درجہاں فاش ست   آفت از ضعف چشم خفاش است

Marfat.com

(وہ جس کے اندر حجاب ہمیشہ کے لیے داخل ہو گیا ہو۔ اِس کی مثال ایسی ہے جیسے اُلو اور سورج آمنے سامنے ہوں۔ سورج کی موجودگی میں اُلو کو کچھ دکھائی نہیں دیتا یہ اس کی اپنی کمزوری ہے نہ کہ کسی اور کی۔ سورج کی روشنی ساری دنیا کو منوّر کرتی ہے لیکن چمگادڑ کے لئے اس کی نگاہ کی کمزوری کے سبب، باعثِ پریشانی ہے)

اے عزیزو! طلب حق کے لئے صدق واخلاص کے پیروں پر کھڑے ہو جاؤ دل سے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرو اور حق کوشی وحق بینی میں مشغول ہو کر اس کے مقرب بن جاؤ، تاکہ اسرار الٰہی کا تم پر انکشاف ہو۔ اسلام کے چہرہ زیبا کو خود پسندی اور نفسانیت کی عینک سے نہ دیکھو۔ جو اسلام تم پیش کرتے ہو وہ حقیقی اسلام نہیں ہے۔ اس طرح تم کو فلاح حاصل نہیں ہو سکتی۔ منزل تک پہنچنے کا صرف صحیح راستہ وہی ہے جس سے رسول عربی ﷺ نے سینکڑوں سال پہلے انسان کو مطلع فرمایا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی تعلیم پاک پر عمل کر کے ذکر وفکرِ حق اور ریاضت ومجاہدہ بالنفس کے ذریعے خود بینی کی عینک آنکھوں سے ہٹتی اور قلب کا اندھا پن دور ہوتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ (الحج، آیت ۴۶ پ ۱۷)	آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر دل نابینا ہوتے ہیں۔

تمہاری باطنی آنکھیں اگر منور ہو جائیں تو شاہد حقیقی کا دیدار آج ہی ممکن ہے۔ لیکن یہ بینائی زعم ہمہ دانی سے اپنی پسند کی کتابیں پڑھنے سے نہیں ملتی۔ نورِ قلب اور بصیرتِ صالح صرف روحانیت کی ترقی کے بعد، علیٰ قدر مراتب میسر آتی ہے۔ گفتہ دورست گفتہ۔

آنکھوں میں ہو جو نور تو حاصل ہے آج بھی
کچھ کل پہ منحصر نہیں دیدار آپ کا

Marfat.com

اے عزیزو! اگر کوئی مدّت العمر تک تمہارے پاس اور تمہارے ہمراہ رہے اور تم اس کو پہچان بھی نہ سکو، تو کیا یہ تمہارے ذی ہوش اور ذی عقل ہونے کا ثبوت ہوگا؟ تم کہتے ہو کہ "روح ہم میں ہے۔ روح کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے۔ جسم سے روح کی جدائی کا نام موت ہے۔ جسم فانی اور روح باقی ہے"۔ لیکن انصاف سے غور کرو کہ اس عزیز کی تم کو اتنی بھی شناخت ہے، جتنی کسی کو اپنے دشمن کی ہوتی ہے۔؟ کیا تم کو اس کی صحت اور تندرستی کا اتنا بھی خیال ہے، جتنا کسی کو اپنی گائے بھینس کا ہوتا ہے۔

اگر از جان خود آگاہ گردی

برب الکعبہ بیت اللہ گردی (رومیؒ)

(اگر تو "روح" کے بارے میں باخبر ہو جائے، تو "رب کعبہ کی قسم" تُو بیت اللہ بن جائے گا۔)

اب تم ہی بتاؤ تمہارے اس طرزِ عمل سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔؟ تمہارے صرف یہ کہتے رہنے سے کہ ہم گناہ گار ہیں، تمہاری روح میں توانائی نہیں آ سکتی اس کی بیماریاں دور نہیں ہو سکتیں۔ اس طریقۂ عمل سے نہ تمہارے دنیاوی آلام دور ہو سکتے ہیں نہ تمہاری اُخروی زندگی شاندار ہو سکتی ہے۔ نفس کی غلامی، سفلیات کی الفت اور باطل کی پرستش سے کوئی انسان کامل نہیں بن سکتا۔ اگر تم کو لِقاءِ الٰہی کی آرزو ہے، تو بلا کسی دنیوی اور دینی غرض کے، خالص اللہ ہی کیلئے مجاہدہ کر کے، اسکی رحمت اور انوار کی دائمی مسرت سے مالا مال ہو جاؤ۔

دردل صافی تواں دیدن عیاں

انچہ پنہاں است از خلق و جہاں (عطارؒ)

(جب دل صاف ہوتا ہے تو سب کچھ کھل کر نظر آنے لگتا ہے خواہ وہ مخلوق میں پوشیدہ ہو یا جہان میں۔)

Marfat.com

طالبِ صادق مرشد کامل کی مدد سے اپنی تکمیل کے سوا کوئی دوسرا کام نہیں رکھتا۔ وہ اپنی حقیقت کی تلاش میں طریقت کے دشوار گزار مراحل نہایت ہوشیاری سے طے کرتا ہے۔ مرشد کی صحبت پاک اور تعلیم کا اس پر ایسا گہرا رنگ چڑھ جاتا ہے کہ کوئی شبہ یا وہم اس کو متزلزل نہیں کرسکتا۔ وہ ریاضت ومجاہدہ کرکے اپنی ہمت اور ذوقِ طلب کے مطابق کامیابی حاصل کرتا ہے۔ سوختگان عشق کو اجرام اور اجسام کی بھول بھلیاں مشاہدہ حق سے غافل نہیں کرسکتیں۔ کثرتِ وہمی ان کو سوائے تجلیاتِ حق کے اور کچھ نہیں دے سکتی۔ وہ نورِ حق سے نورِ حق کو دیکھتے اور احد سے احدیت کو پاتے ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جہاں وہم وشک، صدق ویقین، امید وبیم، خوف ورجا، وجود وعدم، اسم وصفت اور ''اَنْتَ وھُو'' کا گذر نہیں۔

اے عزیز! حق کا جمالِ جہاں آراء تو ذرہ ذرہ سے آشکارا ہے۔ تیرا اس کے دیکھنے سے آنکھیں بند کرلیناہی تیرے لئے حجاب اور ترے قلب کی سیاہی ہے۔ معاذاللہ ایسا کون ہوسکتا ہے، جو اس کے ظہور کو روکے یا جس سے وہ محجوب ہو۔۔۔؟ ؎

کہاں ہے پردہ، کدھر ہے مخفی کب اس کا مکھڑا نقاب میں ہے
قصور اپنی نگاہ کا ہے وگرنہ وہ کب حجاب میں ہے
کہا ہے قرآں میں نَحْنُ اَقْرَبُ نہ سمجھو اس کو نقاب میں ہے
نہیں وہ رکھتا کسی سے پردہ خودی سے تُو خود حجاب میں ہے
جو خوں پئے اور جگر جلائے یہ عشق اس کو مزہ دکھائے
نہ کیف ایسا شراب میں ہے نہ ایسی لذت کباب میں ہے

جاذبۂ حق کی فراوانی سے سالکان پاکباز، مجذوبان مطلق، عاشقانِ الٰہ اور

Marfat.com

قلندرانِ بے ریا کی بشری کدورتیں ختم ہوجاتیں اوران کے قلوب انوارِ جمالِ محبوب سے منور ہوجاتے ہیں۔

اِنَّ قُلُوبَ عِبَادِاللہ اَنْوَرُ مِنَ الشَّمْسِ	بہت سے اللہ کے بندے ایسے ہیں جن کے دل آفتاب سے زیادہ روشن ہیں۔

جب سالک کی خودی مٹ گئی اور قلب نورِ حق سے جگمگا اٹھا تو اس کو اسی نور کی رہنمائی میں بزم نورالانوار کی طرف عروج نصیب ہوا۔اس نے حق کا حق کی آنکھ سے مشاہدہ کیا اور جانا کہ ایک ہی حقیقت بے شمار صورتوں اور رنگ برنگ کے لباسوں میں ظاہر ہوکر اپنے حسنِ لازوال کو آئینہ صفات میں دیکھ رہی ہے۔وہ عین تشبیہ میں منزہ اور عین تنزیہہ میں مشبّہ ہے۔

صوفی کا بطن جب ضیا پاتا ہے
جو غیب ہے وہ سامنے آجاتا ہے
دیکھا نہیں جب ہوتا ہے خورشید طلوع
آنکھوں سے جو اوجھل ہے نظر آتا ہے (دردؔ)

یہاں تمام کائنات اوراسکی انفرادی ہستی سالک کی آنکھوں سے اس طرح اوجھل ہوجاتی ہے، جیسے کسی جگہ تیز چراغ روشن ہواور اندھیرے سے آنیوالے کی نظر سوائے لو کے، لیمپ کے کسی حصہ یعنی چمنی، تیل، بتی وغیرہ پر نہ پڑے۔

عارفان ہستند ایں جا بے نشان
بے بصر ، بے سمع ، بے حس ، بے زبان

(عارفوں کی ہستی اس مقام پر بے نشان یعنی فنا ہوجاتی ہے۔وہ محبوب کے علاوہ نہ کچھ دیکھتے، نہ کچھ سنتے، نہ کچھ محسوس کرتے اور نہ کچھ بولتے ہیں۔)

Marfat.com

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (الحدید)
وہی اوّل اور آخر ہے وہی ظاہر اور وہی باطن ہے۔
AL-HAQQ-UL-MUBIN (MAK)
Design by: GHANI Graphics Hyd.

Marfat.com

Marfat.com

توحید

حق تعالیٰ واحد اور لاشریک ہے۔ اس کی ذاتِ پاک اوّل، آخر، ظاہر اور باطن ہے۔ کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں وہ موجود نہ ہو۔ تمام پیارے پیارے اور اچھے اچھے نام اسی کے ہیں۔ وہ تمام اعلیٰ صفات کا مالک اور تمام موجودات میں طاری وساری ہے۔ مخلوقات کا ظہور اسی سے ہے۔ اعیان ہوں یا حقائق، کوئی اس کے ظہور اور نور سے خالی نہیں۔ عقلِ ناتواں کو اس کی بارگاہِ قدس میں رسائی نصیب نہیں۔ اس تک پہنچنے کا یہ بہترین طریقہ ہے، کہ اس کی وحدانیت پر ایمان بالغیب لایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس طریقۂ ہدایت کو اس کے لئے تجویز فرمایا ہے، جیسا کہ کلام الٰہی کی تلاوت کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ ایمان بالغیب رکھنے والا، اُس روحانی تاریکی سے بچ جاتا ہے، جو منکرین پر حقیقت کے انکار سے چھا جاتی ہے۔ جو شخص کسی اعلیٰ سے اعلیٰ اچھائی اور بہتر سے بہتر نیکی کے وجود پر یقین ہی نہیں رکھتا، وہ کسی طرح اُس کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرسکتا اور نہ اس کے بے انتہا فوائد سے مستفیض ہوسکتا ہے۔ کوئی شخص حج بیت اللہ کی سعادت اس وقت تک حاصل نہیں کرسکتا، جب تک اس کو بیت اللہ کے موجود ہونے کا یقین نہ ہو۔

انسان کی ترقی اور انسانیت کا شرف اسی میں ہے کہ وہ انبیاء والمرسلینؑ اور اولیاء عظامؒ کی تعلیم پاک کی سچائی کا انکار نہ کرے اور ان کی صداقت کا یقین رکھ کر، ان کی کامل پیروی کرے تاکہ اس تعلیم کے اعلیٰ فوائد، جو ابتداءً اس کی عقل سے باہر ہیں،

Marfat.com

ریاضت و مجاہدہ کی درجہ بدرجہ ترقی کے بعد اس پر ظاہر ہوں۔ اسی تعلیم پاک کی رہنمائی میں عارفانِ باللہؒ نے قابلِ مثال ترقی کی ہے اور انھوں نے آسمانِ حقیقت پر عروج کر کے صاحب وجود صرف ایک ہی ذاتِ پاک کو دیکھا ہے۔ وہ اپنی خودی کو فنا کر کے حق سے حق کے حضور میں پہنچے ہیں۔ انہوں نے غیب کی حدوں کو عبور کر کے اُس کی آنکھوں سے اس کے جمال پاک کو مشاہدہ کیا ہے۔ لیکن موتیا بند کا وہ مریض جو اپنی آنکھوں کا علاج کرنا پسند نہ کرے اور اوہام میں مبتلا رہ کر اپنی اسی حالت کو بہتر سمجھتا رہے، کبھی چشمِ بینا رکھنے والوں کی طرح دنیا کے دل کش مناظر سے لطف اندوز نہیں ہوسکتا۔

ایک شخص اندھا ہے۔ اس کو گلاب کا پھول پیش کیا جاتا ہے۔ وہ پھُول کی خوشبو اپنی قوتِ شامہ سے محسوس کرتا ہے۔ وہ اسکی پنکھڑیوں کو اپنی انگلی سے مَس کر کے اس کی نزاکت کو دریافت کرتا ہے۔ مگر بصارت سے محروم ہونے کی وجہ سے اس کے رنگ کو نہیں دیکھ سکتا۔ اس لئے وہ باور کرتا ہے کہ رنگ کوئی چیز نہیں۔ مگر اس کے ایسا یقین کر لینے سے رنگ پردۂ عدم میں نہیں پہنچ جاتا اور نہ آنکھ والے رنگ کا انکار کرسکتے ہیں۔ اسی طرح دوسرا شخص جو قوتِ شامّہ سے محروم ہے پھول کے رنگ اور نزاکت وغیرہ کو محسوس کرتا ہے، مگر خوشبو کو محسوس نہیں کرسکتا۔ وہ خیال کرتا ہے کہ دنیا میں بو کا وجود نہیں۔ لیکن اس کے اس خیال سے دنیا سے بو کی فضا معدوم نہیں ہوتی۔

انسان کو دُنیا کی ہر شے کا احساس حواس کے ذریعہ ہوتا ہے۔ مگر انسان کے حواس اُن ہی چیزوں اور کیفیات کو محسوس کرتے ہیں جو اُن کے دائرۂ اثر میں ہوں۔ وہ دیگر اشیاء کی ماہیت اور صفات دریافت کرنے سے قطعاً مجبور ہیں۔ جس طرح آنکھ موسیقی سے لطف اندوز نہیں ہوسکتی، ناک اشیاء کی صورتوں کا معائنہ کرنے سے مجبور ہے اور کانوں سے سونگھا نہیں جاسکتا، اسی طرح انسان کے

Marfat.com

حواس اللہ تعالیٰ کی ذات تک رسائی پانے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور وہ ان کومحسوس نہیں ہوتی۔لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کا وجود نہیں۔

ممکن ہے بعض حضرات کا یہ خیال ہو کہ اس بحث سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ کی ذات دنیا میں موجود ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک موجود ہے اور اس کا علم حاصل کرنے کیلئے صفائی قلب اور توانائی روح کی ضرورت ہے۔جس طرح اندھے کو پھول کی رنگت محسوس کرانا ممکن نہیں،اسی طرح روحانی اندھوں کو اللہ کی ذات کا احساس کرانا بھی ناممکن ہے۔مگر اس سے پھول کی رنگت اور اللہ کی ذات کا نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔جس نے شکر دیکھی اور چکھی ہی نہ ہو،کوئی اس کو اس کی مٹھاس سے کس طرح آگاہ کرے۔

ایک عمارت کو دیکھ کر کبھی یہ خیال نہیں ہوتا کہ یہ عمارت اپنے آپ عالمِ وجود میں آئی، بلکہ انسانی خیال فوراً اس کے تعمیر کرنے والے کی طرف منتقل ہوتا ہے۔اسی طرح یہ وسیع کائنات اور اس کی ہر شے مثلاً سورج، چاند، آسمان اور زمین وغیرہ خود بخود ظہور میں نہیں آسکتے کیونکہ علمِ منطق اور فلسفہ کا کلیہ ہے کہ کوئی نتیجہ بغیر سبب کے مرتّب نہیں ہوسکتا۔ ہر مصنوع کیلئے صانع کا ہونا ضروری ہے۔اس تمام کائنات کا بھی ایک خالق ہے،جس کو اصطلاحِ مذہب میں **اللہ** کہتے ہیں۔

اُس ذات پاک کی وحدانیت،اسماء وصفات وغیرہ کا علم حاصل کرنا ہر اعلیٰ اور اشرف علم کی انتہا ہے جو علمِ توحید کے نام سے موسوم ہے۔ اگر چہ تمام مسلمانوں کا اس پر اعتقاد ہے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے،لیکن اس کی حیثیت تقلیدی اعتقاد سے زیادہ نہیں۔رہا علمائے ظواہر کا اعتقاد تو اس کو بعض صورتوں میں استدلالی کہا جاسکتا ہے۔ لیکن اس قسم کا اعتقاد بھی بہت کم مفید ہوتا ہے اور پائے استدلال کا چوبین ہونا مشہور ہے۔البتہ علمِ توحید جو خواص کو کشف وحال سے حاصل ہوتا ہے، کسی شک اور

Marfat.com

وسوسہ سے زائل نہیں ہوتا۔اس طرح اعتقاد پیدا ہونے کے بعد سالک کو روحانیت کی طرف راہ ملتی ہے۔توحید کے معنی اہل ظاہر کے نزدیک ذات مطلق کو ایک کہنا، اہلِ طریقت کے مذہب میں عالم کثرت کو ذات واحد کے صفات سے جلوہ گر جاننا، صاحبان حقیقت کے نزدیک ایک دیکھنا اور اہل معرفت کے نزدیک ایک ہوجانا ہیں۔

حدیث قدسی ایں معنٰی بیاں کرد فبی یسمع وبی یبصر عیاں کرد

دریں جانیست عقل وجسم وادراک نمو دارست ایں جا صانع پاک

(حدیث قدسی میں یہ معنی ظاہر کیے گئے ہیں کہ وہ مجھ سے سنتا، مجھ سے دیکھتا ہے۔اس مقام پر عقل،جسم اورادراک کا دخل نہیں۔اس جگہ خالقِ حقیقی خود ظاہر ہوتا ہے۔)

توحید کی طرف صاف اور سُتھری راہ حاصل کرنے کیلئے تصور ہائے معلوم سے فائدہ اٹھانا بہت مفید ہے۔اس طریقہ سے نامفہوم تک پہنچا جا سکتا ہے۔

زترتیب تصور ہائے معلوم شود تصدیق نامفہوم مفہوم

(قلبِ سلیم کی حاصل شدہ معلومات کی بصیرت کی روشنی میں تصورات کی ترتیب (مراقبہ) کے ذریعے سے تصدیقِ قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہوجاتی ہے۔)

انفس عالم روحانی یا عالم باطنی کو کہتے ہیں اور آفاق، عالم اجسام یا عالم ظاہری کا نام ہے۔

انفس اور آفاق کے اعتبار سے توحید کو سمجھنے کیلئے دو اقسام پر محمول کیا جا سکتا ہے۔

(الف) توحیدِ انفسی (ب) توحیدِ آفاقی

توحیدِ انفسی کی چار قسمیں ہیں:

(۱) توحیدِ ذاتی (۲) توحیدِ صفاتی (۳) توحیدِ افعالی (۴) توحیدِ اقوالی۔

Marfat.com

(۱)توحید ذاتی: امین ایک شخص کا نام ہے۔ یہ شخص اپنی ذات میں ایک ہے۔اس کا اپنی ذات میں ایک ہونا توحید ذاتی ہے وہ اس کی ظاہری و باطنی ہستی کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

(۲)توحید صفاتی: امین خاص صفات کا حامل ہے۔اس میں رحم وغضب، انکسار وتکبر اور سمع و بصر وغیرہ صفات پائے جاتے ہیں اور ان صفات سے اس کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ اس کی توحید صفاتی کی مثال ہے۔

(۳)توحید افعالی: امین کی ذات سے جو افعال ظہور میں آتے اور اس کی یکتائی کو ظاہر کرتے ہیں،توحید افعالی کی مثال ہیں۔

(۴)توحید اقوالی: امین کی آواز اور طرزِ گفتگو دوسروں سے اسی طرح جداگانہ ہے، جس طرح اس کی ذات،صفات اور افعال دوسروں سے مختلف ہیں۔اسکا اپنے اقوال میں یکتا اور بے مثل ہونا،اس کی توحیدِ اقوالی ہے۔

توحیدِ آفاقی کی بھی چار قسمیں ہیں۔جن کو مندرجہ ذیل مثال سے سمجھا جا سکتا ہے۔

(۱) ذاتی: دریا کو دیکھو کہ وہ اپنی ذات میں واحد ہے۔اس کا اپنی ذات میں واحد ہونا اس کی توحیدِ ذاتی کا مظہر ہے۔

(۲) صفاتی: دریا کا لمبائی، چوڑائی، گہرائی اور رنگ وغیرہ میں یکتا ہونا،اُس کی توحیدِ صفاتی ہے۔

(۳) افعالی:اس کی روانی اور تلاطم سے اس کی توحیدِ افعالی ظاہر ہوتی ہے۔

(۴) اقوالی: دریا کی امواج کے ساحل سے ٹکرانے اور اس کی روانی سے جو دلکش آوازیں پیدا ہوتی ہیں وہ اس کی توحیدِ اقوالی کو ظاہر کرتی ہیں۔

Marfat.com

"اللہ واحد لاشریک" تمام مخلوقات ہی کا نہیں، بلکہ ان کی صفات، افعال اور اقوال کا بھی خالق ہے۔ کائنات کے پاس اپنا کچھ بھی نہیں۔ مخلوق کے پاس جو کچھ بھی نظر آتا ہے، خالق کا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام صفات، افعال اور اقوال اُسی کے ہیں۔ کیونکہ جو کمال خالق میں نہ ہو، وہ مخلوق میں نہیں آ سکتا۔ قولہ تعالیٰ:

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ○ (الصّٰفّٰت آیت ۹۶ پ ۲۳)	اور اللہ نے تم کو اور اس کو بھی پیدا کیا ہے جو تم عمل کرتے ہو۔

از ذات اوست ایں ہمہ اسماعیان شدہ — ازنور اوست ایں ہمہ انوار آمدہ
ایں جا حلول کفر بود اتحاد ہم — ایں وحدت است لیک بہ تکرار آمدہ

(یہ سارے نام اسی ذات سے ظاہر ہوئے ہیں۔ اور اُسی ذات کے نور سے یہ تمام انوار آئے ہیں۔ یہاں حلول واتحاد کی بات جھوٹ ہو جاتی ہے کیونکہ اس قسم کی تکرار سے وحدت خود ظاہر ہو جاتی ہے۔)

عارف اپنی آنکھوں سے کثرت میں وحدت کا مطالعہ کرتا ہے اور یقین کامل سے جانتا ہے کہ ہستی حقیقی کا نام ہے **اللہ واحد و لا شریک** — کائنات کا ذرہ ذرہ اُسی کی ذات اقدس میں اُسی سے دم ہستی مار رہا ہے۔

جب ذات حق کسی مرتبۂ ظہور میں کسی خاص تجلّی سے جلوہ نما ہوتی ہے تو یہ نسبت اس کی صفت کہلاتی ہے۔ ذات کا ظہور ہمیشہ پردۂ صفات میں ہوتا ہے۔

ہے مشتمل نمودِ صور پر وجود بحر
یاں کیا دھرا ہے قطرۂ و موج و حباب میں (غالبؔ)

یہ وہ بحر ناپیدا کنار ہے جس میں سالک شناوری کرتے کرتے قعرِ دریائے ذاتِ قدس میں غوطہ زن اور محو در محو ہو کر فنا در فنا ہوتا ہوا، اخص الخاص گوہرِ توحید کو حاصل کر لیتا

Marfat.com

ہے۔عارف کا کمال یہ ہے کہ دوست کے راستے میں اپنی ہستی سے گذر جائے اور صرف اس بات کا متمنی رہے کہ تمام اعمال وصفات میں محبوبِ حقیقی کا جمالِ جہاں آرا دیکھے۔

باقی نہ میں رہوں نہ مری آرزو رہے
دل میں یہ آرزو ہے کہ اِک تو ہی تو رہے

حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ پہچاننا کہ خلق کے تمام افعال، حرکات اور سکنات ایسے اللہ کے ہیں، جو واحد ہے، توحید ہے۔اور حضرت خواجہ ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں، ''جو شخص کدورتِ بشری سے دل کو صاف کر لیتا ہے وہ دنیا کی محبت اور خواہشاتِ نفسانی سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔وہ عارف ہے۔اس کو اللہ تعالیٰ اعلیٰ درجات مرحمت فرماتا ہے۔وہ دنیا کے سارے مخمصوں کو خیر باد کہہ کر اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر کے فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے سوائے سب سے گریز کرتا اور مالکِ حقیقی کی تجلیات سے شاد کام رہتا ہے''۔آپؒ نے یہ بھی فرمایا کہ۔''فقر و محبت کوئی رسمی یا رواجی بات نہیں جس کو ایک سے دوسرا سیکھ لے اور نہ ایسا علم ہے جو کسی کتاب سے حاصل ہو جائے۔یہ اللہ کی بخشایش میں سے ایک بڑی بخشش ہے جو اہل محبت کے انفاس کی برکت اور فقرائے کاملین کی خدمت سے حاصل ہوتی ہے تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ اور اِتَّصِفُوْا بِاَوْصَافِ اللّٰہِ سے مشرف ہونے کا نام فقر و تصوّف ہے''۔

ظاہر ہے کہ اخلاق الٰہی سے متصف ہونے کی صفت نہ رسم کی پابندی سے پیدا ہو سکتی ہے، نہ علوم کے حاصل کرنے سے۔یہ ایک ایسی چیز ہے جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل واکرام سے حاصل ہو سکتی اور ہوتی ہے۔قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط (المآئدہ آیت ۵۴، پ ۶)
یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

تو درو گم شو کہ توحید ایں بود
گم شدن گم کن کہ تفرید ایں بود

(تو اس کے اندر گُم ہو جا اسی کا نام توحید ہے اور پھر گُم ہونے کے خیال کو بھی بھول جا۔)

"**فناعن الفناء**" کے بعد مقام تفرید ہے۔ یہاں نہ اسم، نہ جسم، نہ فعل، نہ رسم، نہ عدم، نہ وجود، نہ عبارت، نہ اشارت، نہ عرش نہ فرش غرضکہ کسی کا پتہ نہیں۔ جو کچھ ہے بذاتہٖ، فی ذاتہٖ، لِذاتہٖ ہے۔ مولانا جامیؒ فرماتے ہیں۔

گہ بادہ و گاہ جام خوانیم ترا | گہ دانہ و گاہ دام خوانیم ترا
ہم کبھی تجھ کو شراب کبھی جام کہتے ہیں | کبھی دانہ، کبھی جال کہتے ہیں
جز نام تو بر لوحِ جہاں چیزے نیست | آیا بکدام نام خوانیم ترا
تیرے نام کے سوا دنیا میں کوئی چیز نہیں | اب یہ بتا کہ ہم تجھے کس نام سے پکاریں

توحید بیان و عبارت میں نہیں آ سکتی۔ توحید عالمِ قدس کی ایک حالت ہے۔ ہر چیز اپنے منتہا پر پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔ اور اسکا ختم ہونا بطور استحالہ کے ہے۔ وہی شے دوسری صورت میں ظاہر ہو جاتی ہے۔

کفر و اسلام کا جھگڑا ابھی یکسو ہو جائے | اے صنم پردہ بر انداز اگر تو ہو جائے
تیرا نقشہ تیری صورت تیری خو بو ہو جائے | میں تو پھر میں نہ رہوں یار اگر تو ہو جائے
تو جو شوخی سے کبھی نازِ انا اللہ کرے | پھر تو کچھ بھی نہ رہے صرف تو ہی تو ہو جائے
رازِ توحید جو کھل جائے تو اے پردہ نشین | ذرے ذرے میں نمودار تو ہی تو ہو جائے

"كُلُّ شَيْءٍ يَّرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ" کے مطابق ہر چیز اپنی اصلیت کی طرف رجوع ہو کر تشبیہ سے منزّہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے کل ظاہری وجود، اشکال، اسماء اور صفات

Marfat.com

ایک بحرِ واحد میں جذب ہو جاتے ہیں۔صرف ایک محیطِ حقیقت، جو کیفیات، جہات اور سمات سے پاک ہے، بے رو، بے کیف، موجزن نظر آتا ہے۔

كَانَتْ لِقَلْبِیْ اَهْوَاءٌ مُفَرَّقَةٌ فَاسْتَجْمَعَتْ اِذْ رَاَتْکَ الْعَیْنَ اَهْوَاءِیْ

فُصَارَ یَحْسِدُنِیْ مَنْ کُنْتُ اَحْسِدُهٗ وَصِرْتُ مَوْلَی الْوَرٰی اِذْصِرْتُ مَوْلَائِیْ

تَرَکْتُ لِلنَّاسِ دُنْیَاءَ هُمْ وَدِیْنَهُمْ شَغْلاً بِحُبِّکَ یَا دِیْنِیْ وَدُنْیَائِیْ

میرے دل کی خواہشات پراگندہ و پریشان تھیں۔جب میرے دل کی آنکھوں نے تجھ کو دیکھ لیا۔ سب ایک جگہ مجتمع ہوگئیں، وہ بھی جو میرا رشک کرتا اور وہ بھی جس کا میں حسد کرتا تھا۔جب تو میرا ہوگیا تو میں کُل خلق کا مولیٰ ہوگیا۔نہ حاسد رہا نہ محسود۔میں نے لوگوں کے لئے اُن کے دین و دنیا کو چھوڑا۔میں نے تیری دوستی کیلئے دین و دنیا دونوں کو ترک کردیا۔حضرت منصورؒ فرماتے ہیں۔

فَاِذَا اَبْصَرْتَنِیْ اَبْصَرْتَهٗ وَاِذَا اَبْصَرْتَهٗ اَبْصَرْتَنَا

اسی لئے جب وہ مجھے دیکھتا ہے میں اسے دیکھتا ہوں اور جب میں اسے دیکھتا ہوں وہ مجھے دیکھتا ہے۔

نہ کہیں گئے۔نہ کہیں آئے جیسے تھے ویسے ہی رہے۔ہم سے اسی عالم میں حساب کتاب ہوگیا۔کل سوالات کا جواب دیکر فارغ ہوئے۔خراج دے کر پروانہ حاصل کیا۔عبودیت کی منزلیں ختم ہوگئیں۔ربوبیت سے رب میں فنا ہو کر نئی روحانی زندگی پائی۔اس نے تجھے اپنی صورت پر پیدا کیا۔اپنے اوصاف سے آراستہ اور اپنے اسماء سے مسمّٰی فرمایا۔اس کے صفات مطلق ہیں اور تیرے صفات اضافی وہ حیّ ہے، تیرا نام بھی حیّ ہے۔وہ علیم ہے، تو بھی علیم ہے۔وہ سمیع ہے، تو بھی سمیع ہے۔وہ بصیر ہے، تو بھی بصیر ہے۔وہ متکلم ہے، تو بھی متکلم ہے۔وہ مرید اور صاحب ارادہ ہے تو بھی مرید اور صاحب ارادہ ہے۔وہ قادر ہے، تو بھی قادر ہے، وہ جامع ہے، تو بھی جامع ہے۔وہ ذات ہے، تو بھی ذات ہے۔وہ موجود ہے، تو بھی موجود ہے۔وہ قدیم

Marfat.com

ہے اور باقی رہے گا۔ اس کا علم قدیم ہے اور ہمیشہ رہے گا تو علم الٰہی میں موجود تھا اور اس کے علم میں رہے گا۔ اُس کے اوصاف کو عیاں کر کے تعینِ شخصی کے بت کو پامال کر ڈال۔ اس کے بعد کوئی تجھ کو اس سے کسی طرح علیحدہ نہیں کر سکتا۔

پچ حسنِ تعین سے ظاہر ہو کہ باطن ہو
یہ قید نظر کی ہے وہ فکر کا زنداں ہے (اصغر)

جب تو اپنی ذات، صفات اور افعال سے دست بردار ہو کر وحدت حق میں فنا ہو گیا، تو تیرے اور اس کے درمیان جو نسبت حدوث قائم تھی، وہ ساقط ہو گئی۔ تو جب تک موجود ہے، اس نسبت کی نفی کس طرح ہو سکتی ہے؟

تیرا حُسن و جمال تعیّن کے پردہ میں نہاں ہے۔ اس حجابِ ناسوتی سے نظر اُٹھا اور عاشقِ صادق کی طرح اُس کے وجود پاک کی محبت میں محو ہو کر، بصیرت کی نگاہ سے دیکھ کہ تو وہ تھا اور اب بھی وہی ہے۔ تو اس کا غیر نہیں۔

سالک اس مقصد کے حصول کے لئے ابتداءً اسماء وصفات میں فکر کر کے، ذات حق کی جستجو کرتا ہے۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ محقق ہو کر معرفتِ الٰہی میں یہاں تک ترقی کرتا ہے کہ اُس کی اپنی ہستی اُس کی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتی ہے اور وہ ذات حق میں مستغرق ہو جاتا ہے۔

ع عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

اے عزیز! طلبِ حق میں وہمِ دوئی اور نقوش غیریت کو اپنے دل سے محو کر دے۔ طالب حق کے لئے یہ عار ہے کہ حق کے علاوہ اپنے خیال اور دل میں کسی دوسرے کو جگہ دے۔ تجھ کو چاہیئے کہ اپنے ظاہری اور باطنی حواسوں کو پوری پوری قوت اور یکجہتی سے جمع کر کے خالص حق کے لئے یکسو ہو کر مخلص بن جائے۔ شیخ ابن عطارؒ نے کہا ہے

Marfat.com

کہ مخلص بندہ وہ ہے جو اپنے پر نظر کرنے سے خلاصی پا گیا ہو۔ اخلاصِ افعال، اخلاصِ قلب، اخلاصِ ظاہر، اخلاصِ باطن اور اخلاصِ روح جب تجھ کو حاصل ہو جائے گا، تو تیری زندگی حق سے حق کے لئے ہوگی۔ ماسوا اللہ کو تجھ تک کسی طرح گذر بھی نصیب نہ ہوگا۔ متقی وہ ہیں جنہوں نے اپنی چشمِ اسرار کو دونوں جہاں اور کون و مکان سے ہٹا کر بند کر لیا ہے اور اللہ عزوجل جو اُن کا مقصود ہے، اُن کے لئے موجود ہے۔ وہ جنابِ مشاہدۂ ذات اور صفات میں حق کے ساتھ مقیم ہیں۔ ہر طرح کا میل ان کے دلوں سے صاف کر دیا گیا ہے۔ وہ جمالِ الٰہی کے واسطے مخصوص ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَنَزَعْنَا مَا فِىْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ (الحجر آیت ۴۷ پ ۱۴)	اور جو میل ان کے سینوں میں ہوگا اسے ہم نکال دیں گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا ارشاد ہے کہ ''ملائکہ عین عقل اور بہائم محض شہوت ہیں۔ انسان دونوں سے مرکب ہے۔ اگر اس نے تابع عقل ہو کر، شہوت کو زیر کر لیا، تو معرفت کے درجہ پر ملائک سے افضل ہے اور اگر شہوت کے تابع ہو کر عقل کو خوار کیا تو وہ بہائم سے بدتر ہے۔'' جب تو سفلیات، نفسانیات اور کدوراتِ ماسوا اللہ سے پاک ہو جائے گا، تو تجھ کو علم ہوگا کہ حسینانِ بزمِ قدس میں تیرا مرتبہ کیا ہے ـــــ؟ ملائکہ نے تجھے کیوں سجدہ کیا ـــــ؟ وہ تو شب و روز تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے ہیں۔ عشقِ حق تجھ کو کہاں سے کہاں لے پہنچا۔ لطیفہ محبت نہ ہونے کی وجہ سے فرشتے اس سے محروم رہ گئے، جو تو نے عشقِ محبوب میں خود کو فنا کر کے پایا۔ ؎

نہ کر تقلید اے جبریل میرے جذب و مستی کی
تن آسان عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اولیٰ (اقبالؔ)

علماء میں کلام ہے کہ ملائکہ کے واسطے دیدار باری تعالیٰ جائز ہے یا نہیں۔؟ صورت حال کچھ بھی ہو لیکن اہلِ حق کہتے ہیں کہ آدم سے ظہور، شانِ الٰہی سبحانہٗ وتعالیٰ کا تھا اور

Marfat.com

اسی وجہ سے ملائکہ نے اس کو سجدہ کیا۔ قولہٗ تعالیٰ:

اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ○ (الحجر آیت ۲۸، ۲۹ پ ۱۴)	میں پیدا کرنے والا ہوں ایک بشر کھنکھناتی مٹی سے، پھر میں اسکو پورا کرلوں اور پھونکوں اُس میں اپنی روح سے تو گر پڑو اُس کے لئے سجدہ کرتے ہوئے۔

جب ملائکہ کو آدم کی ظاہری صورت حجاب ہوئی، جب وہ جمال ''روحی'' کو نہ دیکھ سکے، جب اُن کو مشاہدہ عین ملکوت و جبروت اس میں حاصل نہ ہوا اور آئینہ ناسوت میں حقیقتِ لاہوت نظر نہ آئی تو حق تعالیٰ نے حجاب غیریت کو چہرۂ آدم سے اُٹھا دیا تا کہ ملائکہ کو اس کا مرتبہ ظاہر ہو۔ جب انھوں نے آدم میں انوار اسماء وصفات دیکھے، روشنی سبحات ذات اُس کے چہرے سے پائی اور نورُ علیٰ نور اس میں مشاہدہ کیا، تو اُن کی عقلیں گم ہوگئیں، صورتِ جلال و جمال نے اُن کے قلوب کو کھینچا اور اُنھوں نے اسرار سے واقف ہو کر اس کے لئے سجدہ کیا۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَةُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۙ (الحجر ۳۰ پ ۱۴)	پس سب فرشتوں نے مل کر سجدہ کیا۔

ملائکہ کو جو نورِ حق آدم سے نظر آیا تھا، درحقیقت ملائکہ نے اُسی نورِ حق کے لئے سجدہ کیا تھا۔ اُسی نور ازلی و ابدی کے لئے، بلکہ محض ازلی و ابدی کے لئے وہ آدم کے آگے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے تھے، جو کج دل، بد باطن، غلط کار، خود بین اور ظاہر پرستوں کے اشارہ، وہم اور قیاس وغیرہ سے پاک اور منزہ ہے۔ ابلیس جو عالم قہر میں تھا، عالم جمال سے قطعی محجوب کر دیا گیا۔ وہ دعویٰ معرفت اور کمال علمی کے باوجود حقیقت آدم سے ناواقف رہا کیوں کہ معرفت کے دعویٰ پر لازم تھا کہ عبودیت سبحانہٗ تعالیٰ کا ظہور بوصفِ ربوبیت مشاہدہ کرے کہ جملہ مظاہر میں ظاہر خالق عزّ وجل ہے اور یہی معنی قولہٗ تعالیٰ: اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط (النور ۳۵) کے ہیں اور تاویل بوجہ

Marfat.com

نافہمی عوام کے ہے۔ ابلیس کا خیال تھا کہ عبودیتِ خالصہ یہی ہے کہ رکوع وسجود کی صورت پیدا ہو جائے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری ہی عبودیت ہے۔ اپنی مراد اور خوشی سے سروکار نہ رکھنا عشق کی شان ہے۔ (شیخ ابوبکر واسطیؒ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ (بخاری، احمد، مسلم)	تحقیق اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔
فان الوجہ الانسان عَلٰی صورۃ الرحمن (دارقطنی)	پس تحقیق وجہ انسان صورت رحمٰن پر ہے۔

علمائے ظواہر نے اس حدیث کے صاف اور واضح الفاظ کے باوجود اس کے معنوں میں عجیب وغریب تاویلیں کی ہیں۔ صورتہٖ کی ضمیر کو آدم کی جانب پھیر کر یہ معنی کیے ہیں کہ ''اللہ نے آدم کو آدم کی صورت پر پیدا کیا'' بلکہ متاخرین علماء تو اور بھی بعید از حقیقت تاویلات کرتے ہیں۔ جس کی زیادہ تر وجہ یہ ہے کہ وہ حق تبارک وتعالیٰ کو مرتبہ تنزیہہ میں مقیّد اور منحصر سمجھتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ صورتہٖ میں صورت کے معنی اسماء وصفات کے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنے علم سے علیم، اپنی بصر سے بصیر اور کلیم بنا کر اپنی صفت کلام سے متصف فرمایا۔ کیونکہ وہ شکل وشبیہ سے پاک ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ صورت کا اطلاق ایک صفت خاصہ پر ہے کیونکہ اگر ضمیر راجع بجانب آدم ہو اور یہی شکل مراد ہو تو تعلیل غیر مفید ہوئی جاتی ہے، کیونکہ دوسری صحیح حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے مارپیٹ کرے تو اُس کے چہرہ کو محفوظ رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو علی صورتہٖ پیدا فرمایا ہے۔ (مسلم)

بعض علماء نے اس کو احادیث صفاتِ متشابہ میں داخل کر کے خاموشی اختیار کی

Marfat.com

ہے۔ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ امام احمدؒ نے ابو ثورؒ سے صرف اس وجہ سے ترک تعلق کرلیا تھا کہ انہوں نے اس حدیث کے معنوں میں تاویل کی تھی۔

اِدْعَاؤہ التَاوِیْلِ فِیْ لَفْظِہ صِراح لا یَقْبَل (شفاء شریف)	یعنی صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا۔
لایلتفت لمثلہ وبعد ھذیانا الشرعیۃ (نسیم الریاض)	یعنی ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔

غواصان سلوک محمدی ﷺ نے اس حدیث میں دقیق معنی کا اشارہ کیا ہے جس کا ظہور اس مظہر آدم میں بشکل وصورت ہوا ہے۔ انہوں نے اس کے معنوں میں تاویل نہیں کی، کیونکہ وہ حق کو تنزیہہ میں مقید نہیں کرتے ہیں۔ وہ اس کو عین تنزیہہ میں مشبہ اور عین تشبیہ میں منزّہ جانتے اور کسی ایک حال کا پابند نہیں سمجھتے ہیں۔ اُن کے نزدیک شکل وصورت میں حق کا ظہور نہ صرف ممکن بلکہ واقع ہے۔ احادیثِ قیامت میں اس تجلی صوری کا بکثرت ذکر موجود ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّی رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنَ صُوْرَۃٍ شَابٍ اَمْرَدٍ (ترمذی وطبرانی)	میں نے اپنے رب کو ایک نوجوان کی اچھی صورت میں دیکھا۔

وہ صورت کے اصلی معنوں سے تجاوز نہیں کرتے، کیونکہ اُن کے نزدیک سوائے ذات پاک واجب الوجود کے اور دوسرا وجود ہی نہیں۔ اُن کا فیصلہ ہے کہ "اَلْوُجُوْدُ وَاحِدًا غَیْرُہٗ لَیْسَ بِمَوْجُوْدٍ"۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں۔

بخدا غیر خدا در دو جہاں نیست کسے
صد دلیل است ولے واقف ازاں نیست کسے

Marfat.com

(سچ کہتا ہوں اللہ کے سوا دونوں جہاں میں کوئی اور نہیں ہے واقفیت کے لئے یہ بات سو دلیلوں سے کہی جا سکتی ہے۔)

اے عزیز! تنزیہہ اور تشبیہ میں جامعیت سے عرفان حق حاصل کرنا کاملین کا طریقہ ہے۔ تجھ کو چاہیئے کہ اپنے ناقص علم پر اکتفا نہ کرکے، طالب حق بنے اور مسند علمِ ظاہری پر متمکن ہونے کے باوجود خوف کرتا رہے کہ کہیں ابلیس کے مانند استدراج میں نہ ہو۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرد فاجر سے اس دین کو تقویت دیتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دین میں لوگوں کو ایسے شخص سے نفع دیتا ہے، جس کے واسطے خود کچھ حصہ نہیں ہے۔

بزرگوں نے کہا ہے کہ جس نے علم، حال اور اعمال میں سے کسی پر نظر ڈالی وہ بندگی سے خارج ہے اور طاعت یہ ہے کہ سب چیزوں کو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے دیکھے اور سوائے رب عزّ وجل کے سب سے خارج ہو جائے۔ عبدیت سے اگر برائے نام بھی تعلق رہے تو مالک کی ملکیت میں نقص ہوگا۔ عبد کا صرف نام ہے۔ اس کے پاس اپنا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اس کا جو کچھ بھی نظر آتا ہے سب مالک کا ہوتا ہے۔ اس حقانی رابطہ کے سبب سے عبدیتِ مومن اعتباری ہو کر عین ربوبیت ہوگئی۔ عوام اگرچہ بصورت آدم ہیں، لیکن حقیقتاً یہ کل تعینات اعتباری ہیں اور اعتبارات کا اعتبار نہیں۔ اگر تجھ کو چشم حقیقت بین عطا کر دی جائے تو تو دیکھے گا کہ اس بزم کائنات میں نور احد نت نئی تجلّیوں میں جلوہ نما ہے۔ ؎

لَو شمع حقیقت کی اپنی ہی جگہ پر ہے
فانوس کی گردش سے کیا کیا نظر آتا ہے

Marfat.com

اے عزیز! کائنات کے ظاہر اور باطن میں وہی جلوہ نما ہے۔ لیکن جب تک تو تمام ''اعیان'' ممکنات اور کثرت در کثرت کو دیکھتا رہے گا اور خود بینی کو نہ چھوڑے گا، تجھ پر تیری حقیقت ظاہر نہ ہوگی۔ جب ''مَن وَ ما'' کا پردہ اٹھ جائے گا اور تیری خودی کا پردہ تجھ پر نہ رہے گا تو وہ کھلم کھلا ظاہر ہوگا جو تری رگِ جان سے بھی زیادہ تیرے قریب ہے۔

ہیچ کس تا نگر دد اُو فنا
نیست رہ در بارگاہ کبریا

(اپنے آپ کو فنا کردے کیونکہ فنا ہونا ہی بارگاہِ کبریا تک پہنچنے کا راستہ ہے۔)

شیخ عبدالکریم جیلیؒ فرماتے ہیں، عظمت آگ ہے۔ علم پانی ہے۔ قویٰ ہوا ہیں۔ حکمت مٹی ہے۔ ان چاروں عناصر سے ہمارا جوہر یکتا تیار ہوا ہے۔ اس جوہر کے دو عرض ہیں ایک اَزَل، ایک اَبَد۔ اُس کے دو وصف ہیں ایک حق دوسرا خلق۔ دو اسم ہیں ایک عبد دوسرا رَب۔ اُس کی تاریکیاں نور ہیں۔ وہ جوہر نہیں جو عرض کے مقابل ہے۔ وہ ایک ہو کر کثرت میں جلوہ گر ہے، رُلاتا ہے، خوش کرتا ہے۔ ہوش میں لاتا ہے، مست کردیتا ہے۔ نجات دیتا اور غرق بھی کر دیتا ہے۔ (انسان کامل)

آں راکہ خواستی تو میان حجاب ہا
ظاہر بہ خلق نیز ہمانست ہوش دار

(وہ ہستی جس کو تو نے حجابات کے درمیان پسند کیا ہے۔ ''ہوش کر'' وہ تو ظاہر میں بھی موجود ہے۔)

حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں۔

آدم معنٰی جمال دوست داں ہرچہ غیر آدم است آں پوست داں

Marfat.com

ہمیں آدم بود معبود عالم ہمیں آدم بود مسجود عالم
ہمیں آدم توئی گر باز دانی ہمہ عالم توئی گر راز دانی
بکرمنا ترا تشریف دادہ ازیں معنی درے بر تو کشادہ
ازیں در اندر آتا شاہ باشی بہ معنی گر رسی اللہ باشی

(جمالِ دوست سمجھنے والے آدم کے معنی جانتے ہیں آدم کے علاوہ ہر چیز بے معنی ہے۔ یہی آدم عالم کا معبود ہے اور یہی آدم مسجودِ عالم ہے، اگر تو راز جاننا چاہے تو یہ ہے کہ یہ عالم بھی آدم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے "بکرمنا" کے لفظ سے تجھے عزت دی اور اسی معنی سے تجھ پر دروازے کھول دیئے ہیں۔ اسی دروازے سے داخل ہو کر تو بادشاہ بن سکتا ہے اور اس معنی سے تو اللہ تک رسائی حاصل کرسکتا ہے۔)

اے طالبِ حق ـــــ! حق کو تلاش کرنے کے بجائے تو خود کو تلاش کر، کیونکہ تلاش اُس کی کی جاتی ہے، جو موجود نہ ہو یا پوشیدہ ہو۔ حق ہر جگہ موجود ہے اور کون ہے جو اس کے مقابلہ میں خود کو ظاہر کہہ سکے۔ البتہ تو بے نام و نشان ہے۔

فانی وہ میں ہوں نقطہ موہوم اتصال
دونوں حدیں ہیں جسکی عدم سے ملی ہوئی

اے عزیزو! توحیدِ الٰہی میں راہ پانے اور اپنے شکوک رفع کرنے کے لئے صحیح نصوص واحادیث نبوی ﷺ سے سبق حاصل کرو۔ اس کی ہزار ہا موحدینؒ اور اولیاء اللہؒ اشارۃً وکنایۃً اور قولاً وفعلاً شہادت دیتے آئے ہیں اور دے رہے ہیں۔ وہ خلاف حقیقت نہیں کہتے۔ توحید کو اچھی طرح ذہن نشین کر کے مطلوب حقیقی کی دریافت کے لئے کلمۂ توحید کا وظیفہ پڑھو۔ مگر اس وِرد میں لب کو جنبش نہ

Marfat.com

ہو۔ مخلوق حرکت لب کو نہ دیکھ سکے اُس کے تفکّر اور اُس کے مراقبہ میں ہمیشہ رہو۔ اس کی خاصیت سب کو ایک کر دیتی ہے۔ حضور علیہ السلام کی دعا تھی۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا ھِیَ (غزالی والدہلوی) ''مجھے اشیاء کی حقائق ایسے دکھادے جیسے وہ حقیقت میں ہیں۔'' اس دعا کی برکت سے جب کل اشیاء کی حقیقت ظاہر ہوکر تمہاری عمّیت رفع ہوجائے گی نظروں سے حجابات مادّی دور ہوجائینگے، روحانی علم وعرفان کا دروازہ کھل جائیگا اور جزو کل کا خیال نہ رہیگا تو تم کو وہ نصیب ہوگا جس پر انسانی تکمیل کا دارومدار ہے۔ اس مقام پر طالب اپنی صورت میں مطلوب کو منتقل ہوتا ہوا اور جلوہ گر محسوس کرتا ہے۔ عرفان، عارف اور معروف۔ علم، عالم اور معلوم سب ایک ہوجاتے ہیں۔ ایک حقیقت کے سوا، جو لاتعداد کثرتوں میں جلوہ گر ہے تمام مجازات اور اعتبارات ختم ہوجاتے اور بے رنگی کا منظر پیشِ نظر رہتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

(۱) اَلَآ اِنَّھُمْ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّھِمْ ؕ اَلَآ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ۝ (حٰم السجدۃ آیت ۵۴ پ ۲۵)	آگاہ ہو کہ وہ اپنے رب سے ملنے پر شک میں ہیں۔ خبردار وہ ہر ایک شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔
(۲) ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ (الحدید آیت ۳ پ ۲۷)	وہی اوّل اور آخر ہے وہی ظاہر اور وہی باطن ہے۔

ذاتِ حق ہر جگہ اور ہر چیز میں موجود ہے۔

(۳) فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ؕ (البقرۃ آیت ۱۱۵ پ ۱)	جس طرف تم منہ کرو گے اسی طرف وجہ اللہ ہے۔
(۴) وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ (الذاریات ۲۱)	اور خود اپنے آپ میں کیوں نہیں دیکھتے۔
(۵) وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ۝ (قٓ آیت ۱۶ پ ۲۶)	ہم اُس کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔

Marfat.com

اے عزیز! اپنے وہمی تعین سے نجات حاصل کر۔ حق سوائے اپنی ذات کے کُل کائنات کی نفی کررہا ہے۔ جیسا کہ قولہ تعالیٰ۔ "هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ" (الآیہ) سے ظاہر ہوتا ہے۔ تیرا تعین مثل کائی کے ہے جس کی تہہ میں پانی نہاں ہوتا ہے۔ حق تیری ذات میں پنہاں ہے۔ تیری نظر کائی پر پڑتی ہے۔ حقیقت کو نہیں دیکھتی۔ کائی کا وجود پانی ہی سے ہے۔ اگر پانی نہ ہو تو کائی کا وجود نہ ہوگا۔ اپنے وہمی تعین کو دور کر کے دیکھ، تُو کہاں وہی ذات ہے۔

(۶) وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ (الانعام آیت ۳ پ ۷)	اور وہ ذات جس کا نام اللہ ہے، آسمانوں اور زمین میں ہے۔
(۷) وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۝ (الواقعہ آیت ۸۵ پ ۲۷)	اور ہم بہ نسبت تمہارے اس سے زیادہ قریب ہیں مگر تم نہیں دیکھتے۔

ظہور وحدت کی وجہ سے کل صور واشکال اور رنگ وروپ اوجھل ہو جاتے ہیں۔ افعال میں بھی وہی نظر آتا ہے۔ موجودات میں کوئی فاعل سوائے ذاتِ مطلق کے نہیں۔

(۸) وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ (الانفال آیت ۱۷ پ ۹)	(اے نبی ﷺ) وہ کنکریاں کفار کی طرف آپ ﷺ نے نہیں پھینکیں بلکہ اللہ نے پھینکیں۔
(۹) اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ (الفتح آیت ۱۰ پ ۲۶)	(اے نبی ﷺ) جن لوگوں نے تمہاری بیعت کی انھوں نے اللہ کی بیعت کی۔ ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔
(۱۰) بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ (المائدۃ ۶۴ پ ۶)	اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں۔
(۱۱) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ (النساء ۱۳۶)	اے مسلمانو! تم اللہ پر ایمان لاؤ۔
(۱۲) مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (النساء آیت ۸۰ پ ۵)	جس نے رسول ﷺ کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

Marfat.com

توحید کی تمہید قل ھو اللہ ہے۔

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ ۙ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ (الاخلاص پ ۳۰)

تو کہہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ نراد ہار ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کے برابر ہے۔

ھو ، ضمیر شان کہلاتی ہے۔ گویا اپنی شان بندۂ مومن کے دل میں معرفت پیدا کرنے سے عطا فرماتا ہے۔ کیونکہ بندہ اور اس کے سب کام اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ خود بندہ اپنا کوئی کام پیدا نہیں کر سکتا۔ بندے کا کام رب عزّ وجل کی معرفت ہے، جو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں پیدا فرماتا ہے۔ مسلمان دو معبودوں کے قائل نہیں۔ وہ یزداں اور اہرمن، یعنی خالقِ خیر اور خالقِ شر، دو جداگانہ ذاتوں کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کو جو عقیدہ تعلیم کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ خالقِ خیر و شر ایک ہی ذات پاک ہے جس کا اسم مبارک **اللہ** ہے۔ بعض لوگ احد کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ وہ دو تین نہیں بلکہ گنتی میں ایک ہے۔ یہ غلط ہے کیونکہ گنتی سے مخلوق گنی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے گنتی کو پیدا کیا۔ اس کو گنتی نہیں گن سکتی۔ بلکہ وہ یکتا اور نرالا ہے یعنی وہی ہے، اس کے سوائے کچھ نہیں جس میں الوہیت ہو۔ اس کی الوہیتِ پاک وجود و عدم اور ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے اور ہر شے سے ظاہر ہے۔ اس میں جوف نہیں ہے۔ یعنی نہ وہ کسی چیز سے نکلا نہ اس سے کوئی چیز نکلی۔ کیونکہ جو کسی دوسرے سے نکلے یا اس سے کوئی نکلے، وہ کامل نہیں ناقص ہے، شیخ ابن عربیؒ نے فرمایا کہ احد ذات خالص ہے اور واحد ذات مع صفات کو کہتے ہیں۔ اس سورۃ میں اول 'ھو' فرمایا یعنی خالص حقیقت محضہ اور اس کا بدل '**اللہ**' فرمایا۔ یعنی ذات مع صفات کے۔ پھر فرمایا: '**احد**' تاکہ سمجھ لیا جائے کہ کثرت کوئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ وہ عین احدیت ہے۔ جیسے سمندر میں کوئی

Marfat.com

شخص قطرے اپنے وہم میں تصور کرے۔ تو اس کثرتِ قطرات سے سمندر کے ایک ہونے میں کچھ خلل نہیں ہو سکتا۔ "اللہ الصمد" یعنی ذات جامع الصفات جلّ جلالہٗ جمیع اشیاء کا مرجع ہے اور اسی سے سب کا قیام ہے۔ کیونکہ ہر شے اسی کی طرف محتاج ہے۔ جب وہ پیدا کرے اور اپنی قدرت میں باقی رکھے تب ہماری نظروں میں باقی رہتی ہے۔ جب اس نے یہ ظہور تبدیل کر دیا تو وہ دوسرے جہاں میں ظاہر ہے۔ کسی میں وجود ذاتی نہیں ہے۔ کیونکہ جو چیزیں ہیں وہ اسکے پیدا کرنے سے ظاہر ہیں اور اپنی ذات سے نیست ہیں۔ نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ جورو ہے اور نہ کوئی ہمسر ہے۔ ذاتِ قدیم کے مقابلہ میں سب چیزیں محض عدم اور نیست ہیں۔ (مواہب الرحمٰن)

"ھو" ضمیر ہے اور ضمیر سے ذات کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور ہذا اسم اشارہ سے صفت بھی ملحوظ ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہی ہے۔ اس کے بعد نام پاک بیان میں لاؤ "اللّٰہ" اور صفات بیان کرو۔ احد، صمد، لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ "ھو" کا مرجع کیا ہے۔ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی تھا اور کچھ نہ تھا۔ پھر اپنی معرفت عطا فرمانا چاہی تو ظہورِ مخلوقات فرمایا لیکن "ھو" ذات احدیت کا پہچاننے والا کہاں ہے۔ اس لئے کہ جس نے پہچانا اس نے آثار قدرت و احکام صفت کے واسطے سے پہچانا اور یہ حجاب ہے۔ اس لئے خلاصۂ موجودات میں سے ایک خاص فرد ﷺ اختیار فرما کر اس کو زبان فصاحت اور ربوبیت عطا کی اور اس کے قلب کو معرفت سے منور کیا۔ اس کو عین حقیقت کشف مرحمت فرما کر حکم دیا کہ میرے بندگان اولیاء سے کہہ دے کہ وہ "اللّٰہ" احد ہے۔ (شیخ رکن الدین شیرازیؒ)

اسی لئے حضور خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ﷺ نے اپنی زبانِ مبارک سے خود فرمایا ہے کہ میں پیدائش میں سب سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب سے آخری ہوں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۸ ص ۸۹، کنز الاعمال مجلد ۶ ص ۱۱۳)

Marfat.com

اے عزیز! معرفت کا نور بے بہا حاصل کر۔ اپنی روح کو جو مخزنِ شادمانی ہے اس جسم ناشاد کی حقیقت سے جدا سمجھ۔ اُس نے اسم پاک ''احد'' میں میم کو ظاہر فرما کر طالبان پاکباز کے لئے اپنی معرفت لازوال کا راستہ پیدا کر دیا۔ احمد سے میم کا پردہ اٹھا کر دیکھ اور اپنی ہستی حقیقی کے علم کو سفینہ کے مانند بحر وحدت کے بہاؤ پر جذبۂ مسرت سے بے تابانہ لے جا۔ پھر تجھ پر اسرارِ احمدی ﷺ منکشف ہو جائیں گے اور تجھے صحیح طور پر اپنی ہستی کے عمیق راز سے آگاہی ہوگی۔ سورۂ اخلاص حضرت محمد مجتبیٰ ﷺ کی تعریف میں ہے۔ حضرت عطارؒ فرماتے ہیں۔

قل ہو اللہ وصف احمد داں
از میانش و لیک میم برآر

(قل ھواللہ، احمد ﷺ کی تعریف ہے۔ میم کو ہٹا دیں تو اسرار احد ظاہر ہو جائیں گے۔)

ترا چنان کہ توئی دیدۂ کجا بیند بقدرِ بینش خود ہر کسے کند ادراک

میرے حضور ﷺ جیسا کہ آپ ﷺ ہیں آپ ﷺ کو پہچاننے والی نگاہ کہاں ہے جس کو جتنی بینائی ملی اس نے آپ ﷺ کو اُسی قدر جانا ہے۔

ذات و روح صرف کہنے میں دو، لیکن حقیقت میں ایک ہی ہیں۔ مثلاً دریا اور امواج لفظاً دو ہیں مگر حقیقتاً ایک۔ اسی طرح بحر وحدت اور اسکا سلسلۂ امواج جو ہر متنفّس میں ہر وقت رواں ہے اور روح سے تعبیر کیا جاتا ہے، اسماً دو لیکن حقیقتاً ایک ہے۔ یہ علم کبھی نمایاں اور کبھی پوشیدہ طور پر ہوتا ہے۔ مگر کبھی تلف اور ضائع نہیں ہوتا۔ جسم کے ماں باپ ہیں اور یہ تولّد اور فنا ہوتا رہتا ہے۔ اُس ذاتِ بے نشان ''حی وقیوم'' میں کسی کے ظاہر یا فنا ہونے سے کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا۔ روح، یا بالفاظِ دیگر ذات، نہ کسی سے پیدا ہوئی نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔ وہ ذات بے نیاز، بے رو، بے جہت، بے دست و پا، کل صفاتِ فانی سے پاک، نہ کھاتی، نہ پیتی، نہ چلتی، نہ سوتی،

Marfat.com

نہ پھرتی، اور نہ مرتی ہے۔ یہ جملہ افعال جسم ناسوتی کے ہیں۔ روح کسی آلہ سے کٹ نہیں سکتی، آگ میں جل نہیں سکتی اور پانی میں گل نہیں سکتی۔ یہ محیط، قدیم اور لازوال ہے۔ اس کے مانند کوئی دوسرا نہیں۔ یہ ذات یکتا اور واحد ہے۔

اے عزیز! ذاتِ وحدہٗ لاشریک کے علاوہ کسی طرح کسی کو موجود اور ظاہر نہ جان۔ شرک فی الوجود سے نجات حاصل کر۔ ہستی موہوم، اعتبارات اور اضافات کو ساقط کر دے۔ حقیقت پر پردے ڈالنا عقلمندوں کا شعار نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سے بھی نورِ ہدایت حاصل کرنا نہیں چاہتا، اس کیلئے کہیں بھی ہدایت نہیں۔ اغیار پرست کا توحید حق سے بے بہرہ رہنا تعجب خیز نہیں ہو سکتا۔ وحدت الوجود کے مخفی اسرار جو پردۂ خفا میں تھے خود نبی کریم ﷺ نے ان کو طالبان حق کی رہنمائی کیلئے ظاہر فرما دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

(۱) مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ (بخاری)	جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔

حق کے متلاشی جو آنکھیں رکھتے ہیں وہ حدیث پر غور خوض کرنے سے دریافت کر لیں گے کہ اللہ، رسول اکرم ﷺ کی زبانی اپنی انواع واقسام کی شیون کا عالمِ کثرت میں اعلان کر رہا ہے۔

(۲) قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ فَتَجَلّٰی فِیْهِ بِذَاتِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَاَفْعَالِهٖ	اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اسمیں اپنی ذات، صفات اور افعال ظاہر کئے۔
(۳) قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ حَاکِیًا عَنِ اللّٰهِ یَاعَبْدِیْ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ وَسَاَلْتُکَ فَلَمْ تُعْطِنِیْ (مسلم)	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بندے میں بیمار ہوا لیکن تو نے مجھے نہیں پوچھا میں نے تجھ سے سوال کیا مگر تو نے کچھ نہیں دیا۔

(۴) حدیث قدسی۔ یَامُحَمَّدُ اُخْرُجْ بِصِفَاتِیْ اِلٰی خَلْقِیْ فَمَنْ رَاٰکَ فَقَدْ لَظَانِیْ فَمَنْ قَصَدَکَ فَقَدْ قَصَدَنِیْ وَمَنْ اَحَبَّکَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ (طبرانی، مسند فردوس)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مع میری صفتوں کے تم مخلوق کی طرف جاؤ جس شخص نے تم کو دیکھا بے شک اس نے مجھے دیکھا۔ جس شخص نے تمہارا قصد کیا اس نے میرا قصد چاہا اور جس شخص نے تم سے محبت کی۔ اس نے مجھ سے محبت کی۔

(۵) ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّکُمْ اَدْلَیْتُمْ بِحَبْلٍ اِلَی الْاَرْضِ السُّفْلٰی لَهَبَطَ عَلَی اللّٰہِ ثُمَّ قَرَءَ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ الآیہ (ترمذی)

پھر فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر بہ تحقیق چھوڑو رسّی کو طرف زمین۔ آخر کے البتہ پڑے گی وہ رسی اللہ تعالیٰ پر۔ پھر پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت هو الاول والآخر.

خلق کا نام ونشان بھی نہ رہا۔ ذات حق خود جلوہ آراء ہے۔

(۶) لَاتَسُبُّوا الدَّهْرَ فَاِنَّهٗ هُوَ اللّٰہُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاِنَّ اللّٰہَ هُوَ الدَّهْرُ (بخاری ومسلم)	تم زمانہ کو گالی نہ دو تحقیق زمانہ خود اللہ کا ظہور ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ تحقیق اللہ دہر ہے۔

حق کے علاوہ کل تعینات معدوم ہو گئے سوائے حیّ القیوم کے کوئی باقی نہیں۔

(۷) قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَا تُسَمِّیْ عَلَی الْاَرْضِ مُحَمَّدٍ وَّفِی السَّمَاءِ بِاَحْمَدٍ وَّفِی الثَّرٰی بِمَحْمُوْدٍ وَعَلَی الْعَرْشِ بِاَحَدٍ	میرا نام زمین پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تحت الثریٰ میں محمود اور عرش پر احد ہے۔

(۸) ان لی اسماء انا محمد و انا احمد و انا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی و انا العاقب الذی لیس بعدہ نبی. (اجلہ ائمہ بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وامام مالک وامام احمد وابوداؤد وطیالسی و ابن سعد طبرانی وحاکم وبیہقی وابونعیم وغیرہم عن حضرت جبیر بن مطعمؓ) ''بیشک میرے متعدد نام ہیں میں محمد

Marfat.com

ﷺ ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے میں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جسکے بعد کوئی نبی نہیں۔''

احمد است ایں جا احد اے مرد کار — سر حق را با تو گفتم آشکار
ہست ایں اسرار از جائے دگر — سر ایں را کے شنا سد کور دکر (عطارؒ)

(اے شخص جو یہاں احمد ﷺ ہے حقیقت میں وہ احد ہے۔ یہ راز حق کھلم کھلا بیان کر رہا ہوں یہ راز یہاں کا راز نہیں ہے۔ بلکہ کسی اور مقام کا راز ہے اور اس بھید کو کوئی نا سمجھ ہی رد کر سکتا ہے۔)

(۹) قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰهَ يَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرٍ (متفق علیہ) | رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق عمر کی زبان پر اللہ بولتا ہے۔

عارف پردہ ہے جس میں حق جلوہ گر ہے۔

(۱۰) لَا يَقُوْلُ اللّٰهُ اِلَّا اللّٰهُ | کوئی اللہ نہیں کہتا بلکہ اللہ خود اپنا نام لیتا ہے۔

اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ نے طالبان حق کو ذکر و فکر اور عرفان و توحید کے ذریعے انسانیت کی بلند ترین سطح پر لانے کیلئے بڑی کوشش سے حقیقت کی طرف متوجہ کر کے اس سے کماحقہٗ روشناس کیا اور اس کو مستور رہنے نہ دیا، تاکہ ارباب فہم اپنی حقیقت کی اہمیت کو سمجھیں، بلند خیالی سے کام لیں اور ژرف نگاہی اختیار کریں۔ جب درمیان سے عدم واقفیت کا پردہ اٹھ جائے گا، ذات سے طمانیت بخش یک رنگی کا معنوی رشتہ قائم ہو جائے گا، تو شرک فی الوجود، جو گناہِ عظیم ہے، معدوم ہو جائے گا۔ یہ حقیقت ہے لیکن خود بیں و خود پرست طبقہ ان فضائل اور کمالات کو نہیں سمجھ سکتا، جو نبی کریم ﷺ کی ذات ستودہ صفات میں ودیعت تھے۔

اس روشن تعلیم سے صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور اولیائے امّتِ مرحومہؒ نے خود سے گزر کر روحانی ترقیاں حاصل کی ہیں۔ اُن برگزیدہ ہستیوں نے بھی وحدت الوجود کا انکشافی علم حاصل کر کے اپنے مشاہدات سے طالبان حق کو آگاہ کیا تاکہ وہ بھی ہمت

Marfat.com

واستقلال سے مجاہدہ کر کے اپنی اصل وحقیقت سے روشناس ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے:

(۱) مَارَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا رَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ	میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جس میں اللہ نہ ہو۔
(۲) مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا اللّٰہ.	میں نے سوائے اللہ کے کسی چیز کو نہیں دیکھا۔
(۳) اَنَا حَیٌّ لَایَمُوْتُ وَاَنَا مُقِیّمُ الْقِیَامَۃِ وَاَنَا عَاقِدُ نُطْفَۃٍ فِی الْاَرْحَامِ وَاَنَا بَاعِثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ (تحفہ اثنائے عشری)	میں زندہ ہوں نہ مروں گا اور میں ہی قیامت قائم کروں گا میں ہی وجود بناتا ہوں اور میں ہی مردوں کو قبروں سے اٹھاؤں گا۔

صورتِ انساں خدارا دیدہ ام
من خدارا آشکارا دیدہ ام (رومیؒ)

(میں نے اللہ کو انسانی صورت میں دیکھا ہے۔یعنی اللہ کا میں نے کھلم کھلا دیدار کیا ہے۔)

حضرت امام جعفرؓ فرماتے ہیں:

(۴) اِنِّی اَنَا اللّٰہُ۔ تحقیق میں اللہ ہوں۔

جو نقش ہے ہستی کا دھوکہ نظر آتا ہے
پردہ پہ مصور ہی تنہا نظر آتا ہے (اصغرؒ)

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں:

(۵) لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِیْ وَسُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمُ شَانِیْ	میں اللہ ہوں میری بندگی کرو میں پاک ہوں میری شان بڑی ہے۔

الوہیت کے بحرِ ذخار میں عالم صغیر وکبیر خس وخاشاک کی طرح بہہ گئے۔اور صرف ایک ذات رہ گئی۔

Marfat.com

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں:

(٦) لَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ اِلَّا اللہُ ''میرے جبہ میں سوائے اللہ کے کوئی چیز نہیں ہے''

اسی ذاتِ بحث کا وجود رہ گیا۔

حضرت ابو بکر شبلیؒ فرماتے ہیں:

(۷) اَنَا اَقُوْلُ وَاَنَا اَسْمَعُ هَلْ فِی الدَّارَیْنِ غَیْرِیْ | میں ہی کہتا ہوں اور میں ہی سنتا ہوں کیا میرے علاوہ دونوں جہان میں کوئی اور بھی ہے۔

وحدہٗ لاشریک مالکِ وجود اپنے ظہور کی عالم کثرت میں مع صفات کے خبر دے رہا ہے۔

حضرت غوث الاعظم قطب ربانی محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(۸) اَنَا الرَّؤُفُ ۔''میں بڑا مہربان اور شفیق ہوں''۔

(۹) حضرت منصورؒ کا ''اَنَا الْحَقُّ'' کہنا علم الیقین کی منزل سے گزر جانا اور شاہد مقصود کے چہرہ سے حجاب کا اٹھا دینا تھا۔ ذات واجب الوجود بحر کے مانند اور عارف کی ذات مثل قطرہ ہے۔ بحرِ حقیقت کبھی گم نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ بے کیف، بے رو اور بے جہت موجزن رہتا ہے۔ عارف کا فرضی قطرہ وجود عشق حقیقی کے باعث اس میں محو ہو جاتا ہے عارف ''اَنَا الْحَقُّ'' نہیں کہتا۔ بلکہ وہ کہتا ہے جو بمقتضائے آیت ''وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ'' کے اس کے نفس میں جلوہ گر ہے۔

سمجھے نہ جہاں والے الفت کے مدارج کو
بس ان کو اناالحق میں تکفیر نظر آئی

جب وہ ہے تو عارف کا وجود کہاں اور کیسا؟ یہ حق کی آواز ہے جو کہتا ہے۔ میں ہی ہوں اور میرے سوائے کسی کا وجود نہیں۔ حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

من خدایم من خدایم من خدا
فارغم از کبر و کینہ وز ہوا

(میں اللہ ہوں میں اللہ ہوں میں اللہ۔ میں کبر و کینہ اور حواس سے فارغ ہوں۔)

حضرت تاج العارفین فخر الاولیاء مولانا محمد گل صاحبؒ قلندر اویسی فرماتے ہیں۔

(۱۰) اَنَا ھُوَ۔ "میں وہی ہوں"۔

اے عزیزو۔۔۔۔! تم کو میرا یہی پیغام ہے کہ تم ریاضت و مجاہدہ، ذکر و فکر اور اعمال صالح کے ذریعے ایسی کوشش کرو کہ تمہارے اندر اللہ نے جو طاقت اور خوبی ودیعت کی ہے اس کو ترقی دیکر عروج کے درجہ پر پہنچ جاؤ۔ انسان بنو اور اللہ کی عطا کی ہوئی شاندار نعمت یعنی اپنی پوشیدہ قوت کو چمکاؤ۔ جو شخص اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کی جدوجہد میں مصروف رہتا ہے، وہ اپنی حقیقت سے آشنا نہیں ہوسکتا۔ وہ اپنے آپ سے اجنبی بنا رہنا پسند کرتا ہے۔ ایسا شخص زندگی کی حقیقت سمجھنے میں غلطی کرتا اور اپنے اشرف المخلوقات ہونے کے وصف سے ناواقف ہے۔ اسکو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا سر سب سے اونچا کیا ہے۔ اگر وہ نفس کی حقیقت کو پہچان لے، تو اس کو اپنی قدر و منزلت کا صحیح احساس ہوجائے۔ بے شک جس نے پہچانا اپنے آپ کو اس نے پہچانا اپنے رب کو یہی عروج انسانی حاصل کرنے کی تعلیم ہے۔ میری بھی تمام کوششوں اور اسلامی تعلیمات کے روشن حقائق اور معارف بیان کرنے کا مقصد یہی ہے کہ طالبانِ حق حقیقت شناس ہو کر رجوع الی اللہ ہوں۔

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ توحید وجودی حقیقتاً صحیح ہے لیکن اس کے اظہار سے

Marfat.com

مخلوق میں گمراہی پھیلنے کا امکان ہے۔ان کی یہ احتیاط موجودہ وقت اور حالات میں مناسب نہیں معلوم ہوتی ۔اس وقت اسلام کی حقیقی تعلیم تقریباً انسان کی نظروں سے اوجھل ہوچکی ہے۔ظاہر پرستی نے مسلمانوں کو حقیقت سے دور کر کے اس جگہ لے جا کر کھڑا کر دیا ہے کہ روحانیت کی طرف متوجہ ہونا اور جسمانیت میں عدم انہماک ان کو اسلامی تعلیم کے خلاف معلوم ہوتا ہے اور اگر کوئی جو یائے حقیقت اپنی فطرت کے تقاضے سے حق کا متلاشی ہوتا ہے تو وہ بھی ظاہری شور وشغب اور منطقی استدلالوں کی بھول بھلیوں میں پھنس کر نور حقیقت کو نہ پانے سے پریشان خاطر رہتا ہے ۔نفس پرستوں کیلئے مذہب، دنیاوی اقتدار،لذات جسمانی اور دنیاوی نام نمود حاصل کرنے کا ایک آلہ ہے اور بس ۔علامہ ابوالکلام آزاد نے حضرت سرمدؒ کی شہادت پر تبصرہ کرتے ہوئے اس حقیقت کا صحیح اظہار کیا ہے کہ ایشیا میں مذہب کو حصول اقتدار کا ذریعہ بنایا جاتا رہا ہے۔

اب جبکہ لوگ مجاہدہ بالنفس اور معرفتِ حق کی برکتوں سے غلبۂ نفس کی بناء پر، برابر محروم ہوتے چلے جارہے ہیں، اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ زیادہ سے زیادہ تیز الفاظ میں ان کے سامنے اسلام کی پیش کردہ اعلیٰ روحانی تعلیم کو بے نقاب کیا جائے۔

ع ''حُدی را تیز تر میخواں چو ذوق نغمہ کم یابی''

(اے منادی کرنے والے تیز پکار کہ پکار سننے والے کمیاب ہیں۔)

اس کے علاوہ۔ ؎

گرچہ ہے افشائے رازِ اہلِ نظر کی فغاں
ہو نہیں سکتا کبھی شیوۂ رندانہ عام (اقبالؔ)

Marfat.com

حضور علیہ السلام نے حقائق و معارف اور اسرارِ غیب کو طالبان حق سے کبھی نہیں چھپایا۔ آنحضرت علیہ السلام کی اتباعِ پاک میں کاملانِ طریقت کا فرض ہے کہ طالبانِ حق سے امرِ حق اور اسرارِ غیبی پوشیدہ نہ رکھیں، کیا تعجب ہے کہ کسی محبت حق میں بے قرار، شکستہ دل اور مضطرب جان کو حق کی طرف راستہ مل جائے۔ ٹوٹے ہوئے دل اور جلی ہوئی جان کو مرہم ملے۔ قولہ تعالیٰ:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۚ (التکویر ۲۴ پ ۳۰) | اور وہ ہرگز غیب پر بخیل نہیں ہے۔

اولیاء کرامؒ، واصلانِ حق، نائبان رسول الثقلین علیہ السلام اور ہادیانِ طریقت جو رسول اکرم علیہ السلام کے سچے پیرو ہیں، سلسلۂ محبت کی غیر مرئی اور ناقابل شکست کڑی سے دامن رسالت علیہ السلام سے وابستہ ہیں اور اس مسرت کی نورانی کڑی کا دوسرا سرا بتوسّل حضور خاتم النبیّین علیہ السلام ذات وحدہٗ لاشریک تک پہنچتا ہے۔

اُمتیوں کے ہاتھ تو ہیں اولیاء کے ہاتھ میں
اولیاء کے ہاتھ ہیں خیر الوریٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں
دستگیری کل کی ٹھہری مصطفےٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں
جب سے دستِ مصطفےٰ علیہ السلام پہنچا خدا کے ہاتھ میں

اہل اللہ اسرارِ وحدت کو ظاہر کرنے میں اس لئے کوتاہی نہیں کرتے کہ وہ اس کو اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ ذکر، فکر، عرفان اور رازِ وحدت یعنی وحدت الوجود اور توحید کا اظہار امرِ حق کا اظہار ہے۔ جو مدعی حق الامر کو سمجھتے ہوئے عرفان اور توحیدِ حق کو غیر اہم خیال کر کے اگر ظاہر نہ کریں، تو ان کی یہ کج فہمی ہر حال میں گمراہی کا باعث ہے۔ اے عزیز! جب سالک کی آنکھوں سے تعینات کے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ میں وہی ہوں جس کو میں تلاش کرتا تھا۔ میں وہی ہوں

Marfat.com

جس کو میں یاد کرتا تھا۔ میں وہ ہی ہوں جس کی فکر میں رہتا تھا۔ میں وہ خود تھا اور کچھ نہیں۔

کسی کا شعبدہ ہے میں نہیں ہوں تجھے دھوکہ ہوا ہے میں نہیں ہوں
چڑھا منصورؒ سولی پر یہ کہہ کر انا الحقّ کی صدا ہے میں نہیں ہوں
قبا پہنے ہوئے مٹی کے رنگ کی کوئی بہروپیا ہے میں نہیں ہوں
رہ عرفان اور توحید کو سمجھو خدا خود کہہ رہا ہے میں نہیں ہوں
تری بگڑی بنانے کا طریقہ فقط ذکر خدا ہے، میں نہیں ہوں
مرے عادات و اطوار و چلن میں وہی جلوہ نما ہے، میں نہیں ہوں

ریا کار زاہد، جو خود پسندی، خود بینی اور ظاہر پرستی کو چھوڑ کر حق پرست بننا نہیں چاہتا، اس کو کوئی بہتر سے بہتر تعلیم نہیں سدھار سکتی۔ خود بین کس طرح حق بین ہو سکتا ہے۔؟

ریا کار زاہد نہ سمجھے گا یہ
وہ کہتا ہے اللہ، میں اللہ ہوں (مؤلفؔ)

حضرت مولانا خواجہ نجم الدین صاحب فتحپوریؒ خلیفہ حضرت شاہ سلیمان صاحب تونسویؒ فرماتے ہیں۔

جنگل میں پہاڑوں میں بیابان میں میں ہوں
ہر شکل میں ہر بھیس میں ہر شان میں میں ہوں

جب بزرگانِ دینؒ کے قلوب میں امواجِ وحدت کی جولانی ہوتی ہے تو اکثر اس قسم کے کلمات کا جوشِ وحدت میں ان کی زبان پر بے ساختہ آ جانا، گویا حق کا اپنی یگانگت کا اظہار کرنا ہے۔ ایسی حالت میں ان کو محتسب اور مفتیوں کا خیال بھی نہیں رہتا۔ اور ویسے بھی۔

Marfat.com

از قولِ عابد کردیم توبہ
و ز فعلِ زاہد استغفراللہ (حافظؒ)

(عابد کی بات سے ہم توبہ کرتے ہیں اور زاہد کے عمل سے استغفراللہ کرتے ہیں۔)

آیات و احادیث اور اقوال اولیاء کرام سے صاف ظاہر ہے کہ ذات واجب الوجود سب موجودات کی اصل ہے۔ یہ رنگین اور نظر فریب چھلکا، جس کو تو جسمانی آنکھوں سے دیکھتا ہے، یہ مغز کائنات پر پردہ ہے۔ اس چھلکے کو سراپا جستجو بن کر توڑ دے اور محبت بھری حقیقت شناس نگاہوں سے قلبِ کائنات کو دیکھ۔ تیرا اپنی ہستی کا جداگانہ تخیل اور تیری مخصوص انداز کی عبودیت اُس جانِ کائنات اور حقیقتِ بے نقاب کے چہرہ کا، جس کے انوار سے ذرّہ ذرّہ منور ہے، نقاب ہے۔ تیری خودی تیری زندگی کیلئے جال اور تیری ہستی لوہے کی زنجیر کی مانند تیرے گلے کا طوق ہے۔ اس کی وجہ سے تو اپنے مرکز یا آشیانۂ قدسی کی طرف پرواز سے محروم اور قعرِ مذلت میں پڑا ہوا ہے۔ خود بینی کی عینک آنکھوں پر سے اتار۔ ہدایت کی مسرت افزا روشنی کو اپنے چاروں طرف دیکھ۔ اپنی ظاہری و باطنی صلاحیتوں کو جمع کر کے اور فکر صالح کو اپنا حامی و مددگار بنا کر، گمراہی کی ظلمت سے نکل آ۔ توحید حق سے فیضیاب ہو کر اپنی عارضی ہستی کا خیال چھوڑ۔ حقیقی مغز کیلئے وہمی چھلکے پر سے نگاہیں ہٹا اور اپنی ہستی عزیز کو فنا فی المحبوب کر کے عالمِ کائنات میں اشرف المخلوقات کا شرفِ امتیازی اور افتخارِ دائمی حاصل کر۔ انانیت حقیقی کی جلوہ گاہ میں دیدۂ بصیرت اور صالح جذبات کے کیف سے اپنی اصل موجودات کو غور سے دیکھ۔ اس ربانی دعوت کے جواب میں صدائے لبیک بلند کر، تا کہ تجھے رازِ سربستہ پر عبور حاصل ہو۔

جس شخص نے اپنے حرکات، سکنات اور افعال سے نسبت چھوڑ دی اور خودی سے

Marfat.com

نجات پا کر دریائے نیستی میں غرق ہو گیا، اس کو خراباتی کہتے ہیں۔ وہ عاشقِ الٰہی، حقیقت آشنا اور میخانہ الست کا بلا نوش ہے۔ اس نے روزِ ازل بھی ''بلیٰ'' کہہ کر اپنے جان و دل اور دین و ایمان کو صدائے ''الست'' پر قربان کر دیا تھا اور آج بھی عشقِ حق میں اپنی جان و دل لٹائے ہوئے میدان الفت میں سربکف نظر آتا ہے۔

کیا فرض تھی نگاہ مکرر ازل کے بعد
یہ جان ہے، یہ دل ہے تقاضا نہ کیجئے (فانی)

اس شوریدہ سر اور آشفتہ دل نے اپنی عزیز ہستی کو فنا فی المحبوب کر کے، اس کی زبان سے، اس کے راز کو طشت از بام کر دیا۔

من نمی گویم انا الحق یار می گوید بگو
چوں نگویم چوں مرا دلدار می گوید بگو

(میں انا الحق نہیں کہتا، میرا دوست کہلواتا ہے۔ میرا دلدار مجھ سے کہلوائے تو میں کیوں نہیں کہوں۔)

وہ سرابِ دنیا اور میدانِ آخرت سے گذر گیا۔ اس نے ماسوا اللہ کے جاں سوز وہم سے نجات پالی۔ اب وہ اشرف المخلوق کہلانے کا مستحق اور ذات واجب الوجود کا مظہر کامل ہے۔

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید باز ازیں من دیگرم تو دیگری (خسرو)

(میں تو ہوا، تو میں ہوا، میں تن ہوا، تو جان ہوا۔ تا کہ کوئی اب یہ نہ کہے میں اور ہوں، تو اور ہے۔)

جب وادی ایمن میں درخت پر تجلی حق کا ظہور ہوا تھا، تو وہ پکار اٹھا تھا۔

قولہ تعالیٰ: یٰمُوْسٰۤی اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ (النمل ۹ پ ۱۹)	اے موسیٰ تحقیق میں ہی اللہ ہوں

اسی طرح جب طالب حق جسمانی کثافت سے گزر کر لطافتِ روحانی حاصل کر لیتا ہے، تو اس کی خودی ختم ہو جاتی ہے اور اس کا عارضی تعین آفتابِ حقیقت کے طلوع

Marfat.com

ہوتے ہی قطرۂ شبنم کی طرح لاپتہ ہو جاتا ہے۔ وہ آفتاب سے آفتاب کا نظارہ کرتا ہے۔ نامحرموں کی پندونصیحت اور ہوش وعقل کی باتیں اس کو افسانہ درافسانہ معلوم ہوتی ہیں۔ نیستی اور ہستی کی بھی اہمیت باقی نہیں رہتی۔

اک قطرۂ شبنم پر خورشید ہے عکس آرا
یہ نیستی و ہستی افسانہ ہے افسانہ (اصغر)

کان اس کے کہے جاتے ہیں، لیکن سننے والا حق ہوتا ہے۔ آنکھیں اس کی کہی جاتی ہیں، لیکن دیکھنے والا حق ہوتا ہے۔ زبان اس کی نظر آتی ہے، لیکن بولنے والا حق ہوتا ہے۔

روا باشد انا الحق از درختے
چرا نبود روا از نیک بختے

(جب درخت سے ''انا الحق'' کی آواز آسکتی ہے تو ایک نیک بخت سے یہ آواز کیوں نہیں آسکتی۔)

آدمی کا مُنہ ہے جو دعویٰ خدائی کا کرے
بولتے ہیں آپ حضرت نام ہے منصورؒ کا

اے عزیزو۔! آؤ میں تمہارے کانوں میں تمہاری زندگی کا راز جو ہمارے پیارے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تلقین کیا ہے، کہہ دوں۔ شاید تم اپنے جذباتِ سفلی کو چھوڑ کر حقیقت کی طرف عملاً اقدام کرو اور منزل مقصود تک پہنچ جاؤ۔ حدیث:

اِذَا عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔ (دیلمی فی الفردوس)	جس نے پہچانا اپنے نفس کو تو اس نے پہچانا اپنے رب کو۔

اے عزیز۔! تو اللہ کی بہترین مخلوق ہے۔ اس لئے تیرا سب سے بڑا فرض ہے کہ نشاطِ روحانی اور سرورِ ابدی کیلئے اپنے آپ کو پہچانے۔ اے مظہرِ حق۔! اگرچہ ظاہر

Marfat.com

میں تیرا جسم خاکی ہے۔لاریب تو حقیقت کا درخشاں نور ہے۔اے عزیزو۔! تم ماسوااللہ کی تحصیل میں کیوں عمر برباد کرتے ہو؟ تم مختلف قصوں اور بحث ومباحثہ میں کیوں اپنا وقت خراب کرتے ہو؟ تنزّل کی راہ سے بچو۔ترقی کی راہ پرقدم رکھو۔ پامالی اور ذلت کے مقام سے نکل کرعزت وبلندی کے زینہ پر چڑھو۔اپنی زندگی کے مقصد کو ہروقت نگاہ کے سامنے رکھو۔زندگی کا ہرلحہ قیمتی ہے،اسکو اپنی حقیقت پہچاننے میں صرف کرو۔مضبوط ارادہ کرلو کہ ہم انسان بنیں گے۔اپنے فضائل اور خصائل حاصل کریں گے۔اُس راستہ کو اختیار کرو،جو ہم سب کے پیارے ہادی ﷺ تلقین فرماگئے ہیں۔وہی طریقہ اختیار کرو،جس کی اتباع کرکے تمام اولیائے کرامؒ فنافی الحق کے مرتبے کو پہنچے۔

ہرکہ خود راشناخت شد مخدوم　　من عرف نفسہ شود معلوم
توئی موجود ما ہمہ معدوم　　خود توئی خادم و توئی مخدوم

(جس نے خودکو پہچانا وہ مخدوم ہوگیا جس نے اپنے نفس کو پہچانا وہ خود معلوم ہوگیا تو خود موجود ہے،تیرے علاوہ سب معدوم ہیں۔تو خود ہی خادم ہے اور خود ہی مخدوم ہے۔)

خودی کو چھوڑو۔غیریت کی قیدوبند میں کب تک پھنسے رہو گے۔اپنے نفس اپنی اصلیت،اپنی روح اور اپنی حقیقت کی طرف رجوع ہو۔ذوق بھری آنکھوں سے حیرت زدہ ہوکر اپنی حقیقت کو دیکھو اور پہچان لو۔بے خودی کے ہاتھوں عالم فانی کے پھندوں کو توڑ دو۔آزادی حاصل کرکے اپنے نشیمنِ لاہوتی میں آشیانہ بناؤ۔ کب تک ہست نمانیست کیلئے گریہ وزاری کرتے رہوگے۔اے مخزنِ حقیقت کے حسین گوہر۔! تو غیر مجسم اور لازوال ہے۔جسم کو اپنا آپا سمجھ کے خود کو برباد نہ کر۔اے واقعات وحوادث کے پابند۔! اسباب وعلل کے ماتحت زندگی بسر

Marfat.com

کرنے والے!!! اپنی اصلیت سے ناواقف انسان!!! سراپا توجہ بن کر دیکھ اور ہمہ تن گوش ہو کر سن اور اطاعت کر۔ میری آواز اگرچہ انسانی آواز ہے۔ مگر حقیقتاً وہ میری آواز نہیں۔ کیونکہ ہر ایک اچھا پیغام اور نیک خیال اللہ کی طرف سے ہوا کرتا ہے۔ اگر تو نادان ہے، فکر مت کر۔ میں تجھے دانائی اور حکمت سے مالا مال کر دونگا۔ تیری زندگی کیلئے (اسلامی تعلیمات کا) ایک نہایت مفید اور جامع دستور العمل تیار کر کے تجھے ہدایت کرتا ہوں ـــ اگر تو اس کے ذکر و فکر میں مستغرق رہے اور اس پر کامل طور سے عمل کرے، تو تجھے دونوں جہاں کی کثیر التعداد نعمتیں مل جائیں گی۔ تو حقیقت اور اسرار معرفت کا راز داں ہو جائیگا۔

باید کہ تو عین خویش دانی حق را

فانی شدنت چہ کار حق می آید

(تجھ کو یہ چاہیئے کہ حق بات کو سمجھے۔ فانی ہو جا حق خود ظاہر ہو جائے گا۔)

اس وقت تم صحیح رہبری کے ہمیشہ سے زیادہ محتاج ہو۔ اس لئے تم کو مناسب ہے کہ اپنے خیال کو وسیع کرو۔ نبی اکرم ﷺ نے جو فلسفہ حیات ذی ہوش، روشن دماغ، بلند خیال اور عالی مقام صحابہؓ کے روبرو پیش کیا ہے، وہ کامل طور پر حقیقت کی طرف لیجانے والا ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ خاموشی سے معمۂ وجود کے اسرار حل کرنے کی کوشش کرو۔ جب تمہاری ذہنیت سے عارضی ہستی کا خیال دور ہو جائے گا، تو تم اپنی حقیقی عظمت سے واقف ہو جاؤ گے۔ تم نے ہستی کے مسائل حل کرنے میں دھوکا کھایا۔ بس ایک ہی ذات ہے دوسرا کہاں ـــ؟ ہمت سے کام لو۔ فردانیت کے تخت پر بیٹھو۔ مولیٰ بن جاؤ۔ مولیٰ نہیں ہوتے ہو، تو خود مت رہو۔ تمہارا اصلی تعین (روح)

Marfat.com

جوترکیب عناصر سے بلند اور اعلیٰ ہے، عالم وحدت سے عالم وجود میں خود آیا ہے۔ یعنی اللہ ہے۔

جذبہ وعشق کی فراوانی اور حقیقت کے ظہور سے وحدت کا حقیقی راز طشت از بام ہوگیا۔ چھپائے نہ چھپ سکا۔ اگر تم اس عالم کثرت میں نہ آتے، تو تمہارا لاہوتی راز فاش نہ ہوتا۔ یا اگر عالم کثرت میں آتے بھی، تو صحیح الحواس ہونے پر بھی مجذوبانہ حالت میں ہروقت رہتے، تو بہتر ہوتا۔ خودی کی ظلمتوں میں پھنس کر اپنی اصلیت سے دور تو نہ ہوتے۔

چوں خودی رفت شد خدا موجود
نحن اقرب الیہ خود فرمود

(جب خودی ختم ہوئی اللہ ظاہر ہوگیا۔ اُس نے خود فرمایا ہے ”میں رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہوں“۔)

حقیقت یہ ہے کہ نام نہاد علماء تعلیم اسلام کو صرف طہارت جسم ہی تک محدود سمجھتے ہیں اور سمجھنا بھی چاہئیے کیونکہ عوام کی خوشنودی حاصل کرنا انکی دنیاوی خواہشات کی تکمیل کے لئے ضروری ہے عوام سے خراجِ عقیدت اور منافع تو ان کو محسوسات کی بھول بھلیوں میں پھانس کر ہی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ اولیاء اللہ اسلام کے پیش کردہ ضابطۂ حیات سے اس واقعی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جب انسان خود کو پہچان لیتا ہے، اس کا جسمانی ارتقا ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ترقی روحانی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ جسم کے انسان کی شکل اختیار کر لینے کے بعد بھی، انسانِ کامل ہونے کے لئے بہت کچھ بننا اور ترقی کرنا باقی رہتا ہے۔ ان مدارج کو حاصل کرنے کے لئے بزرگوں کے بتائے ہوئے طریقۂ عمل کے موافق باذوق وشوق ذکرِ الٰہی میں محو اور اُس کی فکر میں منہمک رہ کر ثمرِ معرفت حاصل کرنا چاہئیے۔

Marfat.com

ایک شخص تاجِ سلطانی زیبِ سر کئے نہایت شان وشوکت سے تماشا گاہِ عالم میں اسٹیج پر آتا اور سریرِ جہاں بانی پر جلوہ فرما ہوتا ہے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد وہی شخص مضحکہ خیز کاسۂ گدائی ہاتھ میں لئے فقیرانہ لباس میں ظاہر ہوتا ہے، لیکن وہ خود کو نہ بادشاہ تصور کرتا ہے اور نہ فقیر۔ وہ اصل میں جو کچھ ہے، اس کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ بلکہ وہ کوشش اس امر کی کرتا ہے کہ جو سوانگ اور روپ میں نے بھرا ہے اُس میں کوئی دقیقہ باقی نہ رہے۔ اس کا حق پورے پورے طور سے ادا ہو جائے۔ اسی طرح انسان، جو بہروپ بھر کر اس دنیا میں آیا ہے، اگر اپنے اصلی رازِ سربستہ کو سمجھ لے اور قرار واقعی اس کو جان لے کہ میں مجموعۂ عناصر نہیں بلکہ نورِ ابدی اور سرورِ سرمدی ہوں، تو اس وجود وہمی اور اس کے افعال سے دلبستگی چھوٹ جائیگی اور وہ اپنے صدق واخلاص کے ذریعے مادّیت کے دلفریب مناظر سے لطافتِ روحانی کی طرف بتدریج عروج کرتا ہوا منزلِ مقصود پر پہنچ جائے گا۔ مدت کا بچھڑا ہوا ہرجائی مل جائیگا۔ بے رنگی کے رنگ میں ڈوب کر حقیقتِ بے رنگ کا ایسا وصل نصیب ہوگا، جس کے بعد جدائی نہیں۔ تمام اعتبارات ختم ہو کر حقیقت ہی حقیقت رہ جائیگی۔ ابن عربیؒ فرماتے ہیں:

لَا آدَمَ فِی الْکَوْنِ وَالِاَبْلِیْسِ لَامُلْکُ سُلِیْمَانَ وَلَا بِلْقِیْسِ

فَالْکُلُّ عِبَارَتٌ وَاَنْتَ الْمَعْنٰی یَا مَنْ هُوَ لِلْقُلُوْبِ مَقْنَاطِیْسِ

نہ آدم ہے جہاں میں نہ شیطان۔ نہ ملک سلیمان ہے نہ بلقیس۔ یہ سب عبارات ہیں۔ اور اے وہ ذات جو کہ قلوب کے لئے مقناطیس ہے۔ تو ہی معنی ہے۔

چونکہ عارف صفات سے گزر کر ذات میں فنا حاصل کرتا اور اُسی سے باقی ہوتا ہے، اس لئے وہ اپنے آپ کو فنا سے آزاد سمجھتا ہے۔ جسمِ ظاہری فانی ہے، جس کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں۔ گو حق مخفی ہے، لیکن فنا سے منزّہ ہے۔ جان یعنی روح کی حقیقت حق ہے۔ اس کو کبھی فنا نہیں۔ جسمِ فانی کا حقیقی وجود نہیں۔ اس کا ظہور امواج

Marfat.com

دریا کی طرح حق سے ہوتا اور مٹتا رہتا ہے۔ علمائے باطن ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''حق سے حق ظاہر ہوا ہے''۔ وہ کسی حالت میں باطل نہیں ہوسکتا۔ امواج کی صورت فانی ہوسکتی ہے، لیکن امواج کی فنا سے اُن کی حقیقت نہیں مٹتی۔ عالَم، حق سے ظاہر ہوا ہے، اس کی حقیقت کو باطل نہیں کہہ سکتے۔ عالَم کی مثال عکس اور معکوس کی طرح ہے۔ جیسے آئینہ میں اپنی ہی شکل دکھائی دیتی ہے۔

لوگوں کی نگاہ جسم پر اور ان کا خیال تندرستی، بیماری، راحت، درد، نفع ونقصان تکلیف اور آرام پر ہے۔ یہ سب ذات کی صفات ہیں۔ یہ کل صفات مع ذاتِ شخص اس کا سایہ ہے۔ ذات ہمیشہ ایک حال پر قائم رہتی ہے۔ صفات متغیّر یعنی بدلتی رہتی ہیں۔ ہمیشہ ایک حال پر قائم نہیں رہتیں۔ عالَم چونکہ صفات سے ہے اس لئے متغیّر ہوتا رہتا ہے۔ لہٰذا یہ قابلِ اعتبار نہیں۔ انسان کو اپنے غیر فانی وجود پر نظر رکھ کر عمل کرنا چاہئیے۔ اس سے دل بستگی باعثِ سرور ابدی ہے۔ اس حقیقت کو ''نیک کردار اور بد کردار'' دونوں نہیں سمجھ سکتے۔ ؎

بھید کُھل جائے گا خدائی کا
پردہ اُٹھے اگر جدائی کا

اگر ظاہری حجاب اور تعینات کے پردے درمیان سے اُٹھ جائیں تو کل موجودات خود زبان حال سے یہ کہتی نظر آئے گی۔ عطارؒ فرماتے ہیں: ؎

آفتابم آفتابم آفتاب! ذرہ ہا دارند از من رنگ و تاب
ہرکہ ازوے نزد انا الحق ہر ہست او از جماعتِ کفار

(میں آفتاب ہوں، آفتاب ہوں آفتاب! ذرّوں میں رنگ و تاب اور چمک، میری وجہ سے ہے۔ جس نے راز کو جانے بغیر انا الحق کہہ دیا وہی اصل میں کفار کی جماعت سے ہے۔)

حدیث قدسی میں بروایت حضرت ابو ہریرہؓ ہے:

Marfat.com

یُوْذِیْنِی اِبْنُ اٰدَمَ لَیَسُبُّ الدَّهْرَ وَاَنَا الدَّهْرُ۔ (بخاری تفسیر حاشیہ جلد ۲)	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''مجھ کو ابن آدم ایذا دیتا ہے زمانہ کو بُرا کہہ کر اور میں ہی زمانہ ہوں۔''

''قَالَ ابْنِ عَرَبِیُّ. اَلْخَلْقُ مَعْقُوْلٌ وَّالْحَقُّ مَحْسُوْسٌ'' تمہارا وجود یعنی تمہاری روح جس ذاتِ مخفی کے زیرِ اثر ہے۔ وہی وجود حق ہے یعنی صاحب وجودِ حقیقی صرف حق ہے۔ خلق کا بذاتہ کوئی وجود نہیں۔ جب یہ امر مسلّم ہے کہ اس محیط اعظم کا وجود قائم ودائم ہے، تو اس کے مقابلے میں اشیاء کے وجود اور اشکال کی ہستی و نیستی وہمی ہے۔ جو حقیقتاً موجود نہ ہوں، ان کی بقا اور فنا کیسی؟

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گِلِ کوزہ خود رندِ سبوکش

خود برسرِ آن کوزہ خریدار برآمد بشکست و روان شد

(خود صراحی خود ہی صراحی کا بنانے والا خود صراحی بنانے والی مٹی اور خود ہی پینے والا بن گیا۔ خود ہی صراحی کا خریدار بن گیا، خود اُسے توڑ دیا یعنی مٹی میں مٹی مل گئی۔)

تمہیں لازم ہے کہ خلق کو بے خالق مت دیکھو۔ خطرۂ خلق، خالق کی وسیع عظمت اور شان و شوکت کا پتہ دیتا ہے۔ تم اپنی وُسعتِ نظر سے کُل عالم کو ایک ذات سمجھو اور دیکھو اس طرح تمہاری توحید درست ہو جائے گی۔ اگر تم نے خالق اور مخلوق میں فرق کیا تو تمہاری توحید ناقص رہے گی۔ توحید کا مسئلہ اس قدر نازک ہے کہ اعتقاد کی معمولی تبدیلی سے پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ توحید کے معنی ایک کہنا، ایک دیکھنا اور ایک ہو جانا ہیں۔ توحید الٰہی اوصاف بشری کا گم اور نابود ہونا ہے، تاکہ صفاتِ حق مُوحِد میں نمایاں ہوں۔ توحید کا احساس عینیّت ہی سے ہو سکتا ہے، نہ کہ علم سے۔ اگر غور کیا جائے تو گفتار اور چیز ہے، دیکھنا اور شے ہے اور ہو جانا اور بات ہے۔ اگر خلق کو

Marfat.com

سامنے رکھ کر حقیقت کا خیال کیا جائے، تو آپ اس کو دو حالتوں سے خالی نہ پائیں گے۔ایک عین حق اور دوسرا غیر حق۔اگر خلق عین حق ہے تو خلق کو ایک لفظ بے معنی سمجھنا چاہئے۔اور اگر غیر حق ہے تو یہ کھلا ہوا شرک ہے۔کیونکہ غیر حق کا صاحب وجود ہونا غیر ممکن ہے۔

توحید کی بناء معرفت الٰہی پر ہے۔معرفت کا مقدس تخم زمانہ ازل میں حضرت آدم علیہ السلام کے مزرعۂ قلب میں بویا گیا ہے۔حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں اس کا کلّا پھوٹا۔حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے زمانے میں گویا یہ درختِ انگور مرتبۂ کمال پر پہنچا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اس سے خوشے برآمد ہوئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد میں اس میں انگور آئے اور حضرت محمد ﷺ کے زمانہ میں اس سے مئے ناب کشید کی گئی اور آنحضرت ﷺ کی اُمت کے رندانِ قدح خوار اس صہبائے ناب کے جام نوش فرما کر بے خود ہو کر باخود ہو گئے۔

اے عزیزو۔!اگر تم دیدارِ حق چاہتے ہو تو مرنے سے پہلے مرجاؤ۔حدیث میں وارد ہوا ہے۔

اِنَّ اَحَدَکُمْ لَمْ یَرٰی رَبَّہٗ حَتّٰی لَا یَمُوْتُ | جب تک تم نہ مروگے رویت رب نہ ہوگی۔

موت نام ہے جسم سے روح کا تعلق منقطع ہو جانے کا۔جب کثرتِ ذکر و فکر سے سالک پر استغراقی حالت طاری ہوتی ہے تو اس کو جسم وجسمانیت اور نفس ونفسانیت کا خیال نہیں رہتا ہے۔ماسوائے حق اس کے خیال وفکر اور دل ودماغ سے غائب ہو جاتا ہے سالک کی یہ حالت موتِ جسمانی سے مشابہ ہوتی ہے۔اس حالت کو اصطلاح صوفیاءؒ میں موتِ اختیاری کہتے ہیں۔موتِ ارادی سے لحاظ غیریت عینیت سے تبدیل ہو جاتا ہے۔سالکان راہ حق

Marfat.com

کو یہ موت روح کی جسم سے جدائی ہونے سے پہلے حاصل ہوتی ہے یہ دوست کو دوست تک پہنچانے کا راحت رساں ذریعہ اور حیات ابدی کا وسیلہ ہے۔ یہ کل اعتبارات اور مظاہر میں ایک وجود کو دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اعتبارات عدمین کے درمیان واقع ہوئے ہیں۔ جو شے دو عدموں کے درمیان ہو وہ کسی طرح ہست نہیں کہی جا سکتی۔

سالک کا دل و دماغ حقیقت کی جستجو میں ہر وقت کامل غور و فکر سے لگا رہا۔ حقیقت نے عیاں ہو کر اس پر موتِ ارادی طاری کر دی۔ وہ "مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا" یعنی مرنے سے پہلے مر کر اپنی وہمی ہستی کی دردناک تکالیف سے آزاد ہو گیا۔ یہ موت اس کے لئے نئی زندگی لائی۔ حقیقی راحت اور حیات ابدی کا دروازہ کُھل گیا وہ جو پہلے تھا، اب نہیں رہا۔ اس کو معلوم ہوا کہ وہ غیر فانی ہستی ہے اور اس کا وجود "نوراً علیٰ نور" حُسنِ قدرت، نور کا سمندر اور حق ہے۔ سوائے حق کے جو کچھ ہے باطل ہے۔ حق تعالیٰ خود ہی اپنے آپ کو انواع و اقسام کے رنگین لباس اور طرح طرح کی صور و اشکال میں ظاہر کر رہا ہے۔ باوجود کثرت کے یکتا ہے۔ کل تعینات مقیّد اور محدود ہیں۔ مقیّد ہی باعثِ اظہارِ حق ہے۔ ہر مقیّد حق کا محتاج ہے اور حق محتاج الیہ۔ حق کے لئے تقیّد اور اطلاق کی کوئی حد نہیں ہے۔ مزید برآں وہ ہر طرح مطلق و مقیّد دونوں سے منزّہ ہے اور پھر اس سے بھی منزّہ اور پاک ہے۔ حدیث قدسی:

اِنَّ فِیۡ جَسَدِ اٰدَمَ لِمُضۡغَةَ قَلۡبًا فِیۡ الۡقَلۡبِ فُوَأداً وَّفِی الۡفُوَادِ رُوۡحاً وَّ فِیۡ الرُّوۡحِ سِرًّ وَّفِیۡ السِّرِ خَفِیاً وَّفِیۡ الۡخَفِیّ اَخۡفیٰ وَفِیۡ الۡاَخۡفیٰ اَنَا (عین الفقر)	"انسان کے جسم میں ایک پارۂ گوشت ہے۔ اس پارۂ گوشت میں قلب اور قلب میں فواد ہے۔ فواد میں روح اور روح میں سرّ اور سرّ میں خفی۔ اور خفی میں اخفیٰ اور اخفیٰ میں اَنَا ہے۔

Marfat.com

غرضیکہ اس جسمِ خاکی اور صورتِ خارجی میں جسمِ خیال اور اس میں جسم خواہشات یہ کل وجود فانی ہیں۔ ان میں جسمِ شعاعی، اور اس میں جسمِ علت، جس کو جسمِ استغراق بھی کہتے ہیں یہ مذکورہ بالا اجسام کا خلاصہ ہے۔ اس میں سرور محض، بے باک اور بے نیاز وجود ہے، جس کو انسانِ کامل اپنی فکر کی نگاہوں سے قلب کی گہرائیوں میں محسوس کرتا ہے۔ جو شخص ان ہدایات پر متفکرانہ انداز سے عمل کرے گا اس کو قدرت کا راز معلوم ہو جائے گا۔ اس کا آئینۂ دل تجلیات ربانی کے جلوؤں سے جگمگا جائے گا۔ اس پر مسرت اور خوشی کی لہروں سے بیخودی طاری رہے گی۔ جذبات کے تلاطم سے رسمی عقائد اور ضوابط کی مضبوط دیواریں منہدم ہو جائیں گی اور اس کی روح غلامی کی قید سے آزاد ہو جائیگی۔

اس مادی دُنیا میں انسان کی دانائی صرف اس میں ہے کہ قانونِ الٰہی کے موافق اپنی خودی کو پورے طور سے حذف کر کے مدارج روحانی کے ظہور کے لئے مستقل مزاجی اور قوت کے ساتھ ان مراحلِ باطنی کو طے کرے اور حدیثِ مذکورہ کی روشنی میں اپنی قوتِ ارادی اور جذباتِ دلی سے روح کو مندرجہ بالا اجسامِ خارجیہ، خیالیہ اور شعاعیہ وغیرہ کُل لباسوں سے یکے بعد دیگرے علیحدہ کردے۔ اس کو انوار ذاتِ باری سے منوّر کر کے اس لاانتہا نور اور علم کے سمندر میں غائب ہو جائے۔

اے عزیزو! تصفیۂ قلب اور تزکیہ نفس ہی سے تم اس مسرت افزا مقصد کو حاصل کر سکتے ہو، جو تمہاری نجات کا باعث ہے۔ اس کے بعد تم کو کشفِ حقیقی سے معلوم ہوگا کہ سوائے ذاتِ باری تعالیٰ کے کوئی صاحبِ وجود نہیں۔

وھی الحق عین الخلق ان کنت ذا عین
وھی الخلق عین الحق ان کنت ذاعقل

Marfat.com

فان کنت ذاعین وعقل معا فما
ترک غیر شیء واحد فیه بالفعل (ابن عربیؒ)

(چشم بینا کے لئے حق میں عین الخلق ہے، صاحب عقل کے لئے خلق میں عین الحق ہے۔ پس صاحب بصیرت عاقل بالفعل ہر شے میں جلوۂ واحد کے علاوہ اور کچھ نہیں۔)

میں جلوۂ ناز سے نکل کر بھیس اپنے فراق کا بدل کر
خود اپنی تلاش کو چلا ہوں واقف نہیں کون ہوں کہاں ہوں
گم ہو کے بنا ہوں اپنا جویا میں خود نہیں ہوں دوسرا ہوں گویا
بیگانہ کوشی میری عجب ہے اپنے کو بھلا دیا غضب ہے

عارفِ سرشارِ وحدت کا کثرتِ ظلمات اور نورِ وحدت غرضکہ کل منزلوں پر عبور ہوتا ہے۔ اسلئے وہ باطن میں کل کائنات کی گوناگوں اشیاء کو ذات واحد دیکھتا اور ظاہر میں قدرت کے بوقلموں مظاہر پر جب نظر ڈالتا ہے، تو اس کی نگاہ انوارِ ذاتِ واحد کو مختلف صور و اشکال یعنی کثرت میں عیاناً دیکھتی ہے۔ ممکنات حقیقتاً عین واجب ہیں اور اعتباراً اس کے غیر۔ وہ نہ جمیع وجوہ سے عین ہیں اور نہ ہر لحاظ سے غیر۔ مثلاً زید جو حقیقتاً عین انسان ہے، اپنے تعین زید کے اعتبار سے غیر انسان بھی ہے۔ عصائے موسیٰ علیہ السّلام باوجود یہ کہ عصا ہی تھا، لیکن سانپ نظر آتا تھا۔ وہ جس حالت میں عصا تھا سانپ نہ تھا۔ اور جب سانپ تھا عصا نہ تھا۔ لیکن وہ اصل میں عصا ہی تھا۔ سانپ عین عصا اور عصا عین سانپ تھا۔ پھر لطف یہ کہ عصا اور سانپ دونوں متغائر ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۚ (الرحمٰن ۲۹ پ ۲۷) | وہ ہر روز اِک نئی شان سے جلوہ افروز ہے۔

اے عزیز! عالم حق کے اندر گم ہے۔ اہل تصوّف فرماتے ہیں:

اَلْعَالَمُ مَا شَمَّتْ رَائِحَةُ الْوُجُوْدِ | عالَم نے وجود کی بو نہیں سونگھی۔

حق مع انفس و آفاق کے فی الخارج ہے۔ ملک، ملکوت، روحانیت، عالم امر، شجر اور حجر

Marfat.com

وغیرہ سب کی حقیقت ہے۔آ ثارِ اشیاء حق کے آ ثار ہیں،لیکن حق تنزیہہ سے پاک اور تشبیہ سے مبرّا ہے۔

الوہیتِ حق حادث وقدیم اور تمام آ ثار وصفات کا احاطہ کئے ہوئے اور ذرّہ ذرّہ کے ظاہر و باطن میں طاری وساری ہے۔بلحاظ جسمانیت ہر شے فانی نظر آتی ہے،لیکن باعتبار حقیقت فنا نہیں ہوتی۔صرف صورت تبدیل ہو جاتی ہے۔فنا کے ذریعے نیا وجود ملتا ہے۔قولہٗ تعالیٰ:

بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ (ق آیت ۱۵ پ ۲۶) | لیکن وہ نئی پیدائش کے لباس میں شک پر ہیں۔

هفت صد و هفتاد قالب دیده ام
همچو سبزه بارها روئیده ام (رومیؒ)

(کئی سینے اور قلب یعنی متعدد اشکال کا ظہور دیکھا۔میں سبزے کی طرح بار ہا پیدا ہوا۔)

یہ مسائل تجدّد امثال سے متعلق ہیں۔

سوال۔ ہر شے کو شے کیوں نہیں کہتے؟

جواب۔ اس لئے کہ ہر آن اس میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے اور اس کی کسی حالت کو قیام نہیں۔

سوال۔ ہر لمحہ شے وجود کا دعویٰ کرتی کیوں نظر آتی ہے؟

جواب۔ تمہیں اس امر کا یقین کرنا چاہئیے کہ وجود بذات خود حق ہے اور ہر شے کا وجود اس کے آ ثار وصفات ہیں۔صنعت میں فکر کر کے صانع کی طرف رجوع ہو اور اس کو پہچانو۔

سوال۔ یہ تو معمولی غور وفکر سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ہر شے کا وجود حادث ہے لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا کیوں ہے اور اس کا وجود کیوں مستقل نہیں ہے؟

Marfat.com

جواب۔　ہر شے کے حادث ہونے کی صرف یہی ایک وجہ ہے کہ شے کا وجود "فِیْ نَفْسِہٖ" نہیں ہے۔ تم کو چاہئیے کہ حادث کے وجود کو نظر انداز کردو۔ کوئی شے بذاتِ خود کچھ بھی نہیں۔

سوال۔　اب صرف ایک بات رہ گئی۔ کہ ہر شے وجود میں کیوں آتی ہے؟

جواب۔　اگر شے کی حقیقت کو نظرِ غائر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر شے ظہور حق ہے۔ جہاں تک تمہاری عقل وفہم اور فکر ونظر کی رسائی ہے، وہاں تک اور اُس کے آگے بھی کوئی شے ایسی نہیں جس سے الوہیت حق ظاہر نہ ہو لیکن۔

تعیّن ہر یکے را کرد محبوس
ز جزویّت بکلّی گشت مایوس

(تعیّن کرنے سے ہر شے محدود ہو جاتی ہے۔ جزویّت سے کلّیت واضح نہیں ہوسکتی۔)

جو شخص اُلفتِ الٰہی کا لباس پہن کر اپنی وہمی ہستی کو بھول جائے اور درمیان سے خود کو اُٹھادے اس کی نگاہ اور خیال میں بجز وجود حق کے اور کوئی شے نہ رہے گی۔

ہمارا اٹل عقیدہ ہے کہ حق ہر جگہ موجود ہے۔ وہ ہمہ دان سب کچھ جانتا اور سب کچھ کرتا ہے۔ یہ امر تعجب خیز ہے کہ وہ عدیم المثال کس طرح سمجھتا اور کرتا ہے۔ آفاق میں محض اشیاء کے تاثرات معلوم ہوتے ہیں اور نفسِ انسان مجموعی اوصاف کا نمونہ ہے اور خود فاعل معلوم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (بنی اسرائیل ۷۰ پ۱۵)	ہم نے اولادِ آدم کو بزرگ کیا۔

آدم کے علاوہ اور کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو حق کے اسمِ اوّل اور آخر کا مظہر ہو اور اسم

Marfat.com

اول وآخر ہونے کے ساتھ بعینہ اسم ظاہر اور باطن لئے ہوئے ہو۔ طالب حق کا فرض ہے کہ اشرفُ المرسلین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پاک کی روشنی میں اپنی مخفی اصلیت اور پوشیدہ حقیقت کو پہچاننے کی کوشش کرے۔ حدیث:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ (دیلمی فی الفردوس)	جس نے اپنے نفس، (ذات) کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔
اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ (بخاری، ابوداود)	مومن آئینہ ذاتِ الٰہی ہے۔

اگر حقیقت اور صحیح فکر کی عینک لگا کر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہم کو اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے اس شکل سے باہر جانے کی ضرورت نہیں۔ جو کچھ ہے ہمارے اندر ہی ہے۔

نہیں تجھ سے باہر جو عالم میں ہے
طلب آپ سے کر جو درکار ہے

جس حالت میں ہم حق کو اپنے سوا دیکھتے ہیں وہ ہمارا ہی غیبی مقام ہے۔

اے عزیز! جب تو آئینہ قلب کو ریاضت ومجاہدہ سے مجلّی کرلے گا۔ اس وقت تیری چشم ہائے بصیرت ذاتِ تقدس مآب کی فرحت بخش اور نور پاش تجلیاں دیکھیں گی اور آشنائے حقیقت ہوں گی۔ پھر یہ تیرا گمان درجہ یقین تک پہنچ جائے گا اور تو خود کہے گا کہ میں ذاتِ وحدت سے جدا نہ تھا بلکہ میں حقیقت کا ایک راز ہوں۔ میں آپ اپنی حقیقت ہوں۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

صورتِ انسان خدا را دیدہ ام   من خدا را آشکارا دیدہ ام

(میں نے انسانی صورت میں اللہ کو دیکھا ہے۔ میں نے اللہ کا کھلم کھلا دیدار کیا ہے۔)

امیرؔ اُس بے نشاں کو دل میں پایا   جسے ڈھونڈا کئے تھے چار سو ہم

Marfat.com

ملا جب وہ کھلا تب یہ معمہ کیا کرتے تھے اپنی جستجو ہم

طالب جب ظہور اسماء و صفات یعنی ممکنات سے گذر جاتا ہے اور نیست و نابود ہو کر اپنی حقیقت سے آشنا ہوتا ہے تو وہی وہ باقی رہ جاتا ہے۔ سوائے ذاتِ واحد کے کچھ نہیں رہتا۔ جب حجاباتِ کثرت ظہورِ حق کی وجہ سے اُٹھ جاتے ہیں تو نفسِ واحد، غیر مخلوق اور ذاتِ حق اپنی وحدتِ ذاتی سے جلوہ آرا نظر آتی ہے۔ کرشمۂ عناصر، تعینات اور اشکال مادی جن کو عالمِ کثرت کہا جاتا ہے، سب مٹ جاتے ہیں۔ مردِ کامل وہی ہے جو خود کو گم کر کے خود کو پالے۔

اے آنکہ شب و روز خدا می طلبی کوری اگر از خویش جدا می طلبی
حق با تو بہر حال عیاں می گردد از سر تا بقدم اوست کرا می طلبی (سرمد)

(اے رات دن اللہ کو مانگنے والے کیا تو اندھا ہے جو اُس کو اپنے سے الگ سمجھ کر طلب کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہر حال میں ظاہر ہے۔ سر سے پاؤں تک وہ خود ہے تو کس کو مانگتا ہے۔)

جو اپنی ہستی کو ہستی حق کے علاوہ مستقل ہستی سمجھتا ہے، وہ بحرِ شرک فی الوجود میں غرق ہے۔ ایسے شخص کی نگاہ، اگر چہ وہ رات دن سر نیاز خم کرے، منور نہیں ہو سکتی وہ اللہ سے دور اور نابینا ہی رہے گا۔ انسانِ کامل حق کا مظہرِ اتم ہے۔ اسلئے خاص ذات کا ظہور صرف انسانِ کامل کی نورانی شکل کے پردے میں ہوتا ہے۔ طلب غیر کی ہوا کرتی ہے۔ جب سر تا پا بالکل وہی حقیقت ہے، تو طلب کیسی اور کس کی ---؟

ع "شکل انسان میں خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انّ اللّٰہ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ (بخاری، احمد، مسلم)	تحقیق اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔

Marfat.com

فان الوجه الانسان علیٰ صورة الرحمن (دارقطنی)	پس تحقیق وجہ انسان صورت رحمٰن پر ہے۔

تو اپنے آپ کو مت غیر بوجھ اے ناداں یہ شکلِ پاک تیری شکلِ دلربا ہے یہی (دردؔ)

خود شدہ طوطی و خود آئینہ
خود شدہ پیش طوطی آئینہ دار (عطارؔ)

(خود طوطی (ذات) اور خود ہی آئینہ (عبد) ہے اور خود ہی طوطی کے آگے آئینہ رکھنے والا ہے۔)

جس نے کثرت سے یادِ الٰہی کی اور ہر وقت فکرِ الٰہی میں محو رہا، اس کی نظر خود بینی سے اُٹھ گئی اور وہ ماسوا اللہ کو بھول گیا۔ اللہ عزوجلّ واعلیٰ نے اُس کو فنا کر دیا اور کلمہ "اُذْکُرُکُمْ" نے ذاکر کو اپنے جمالِ باکمال سے مشرّف فرمایا۔ ذاکر و مذکور اور عاشق و معشوق ہم رنگ ہو گئے۔ عبودیت ربوبیت میں جلوہ گر ہوگئی۔ عارف کے دل میں جب دریائے عشق موجزن ہوتا ہے، تو بشریت اور عبودیت کے لباس سے ایسا باہر نکل جاتا ہے، جیسے کینچلی سے سانپ۔ پھر وہ مقام کلّیت میں داخل ہوتا ہے اور عین کُل اور کُل عین ہو جاتا ہے۔ اس کے محبت بھرے ارشاد "نَحْنُ اَقْرَبُ" پر قربان۔ اس کی رحمت اور محبت بھرے اشارے پر نثار۔ نہ بغیر خالق کے بندہ کا وجود اور نہ بغیر بندہ کے اس کی شان کا ظہور — یہ کیسی مسرت انگیز خبر یا حقیقت ہے —!

ع چوں خودی رفت شد خدا موجود

جب ہماری خودی کی بیخ کنی ہوگئی اور انانیتِ شخصی مٹ گئی، تو ہم ہی عین عیاں اور بالکل حق ہیں۔ ہم ذات ہیں۔ ہماری جان عین جسم اور ہمارا وجود عین جان ہے۔

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا (غالبؔ)

اے عزیزو —! شاہدِ حقیقی بے حجاب و بے نقاب ہے، لیکن تم اپنی غلط فہمی سے حجاب

Marfat.com

میں ہو۔ اگر تمہیں اسی کی دید کا شوق ہے تو اپنی دید کو محو کرو۔ صرف باتوں سے کام نہیں چلے گا۔ مولانا جامیؒ فرماتے ہیں۔ ؎

از ساحتِ دل غبارِ کثرت رفتن بہتر کہ بہرزہ دُرِ وحدت سفتن
مغرورِ سخن مشو کہ توحیدِ خدا واحد دیدن بود نہ واحد گفتن

(دل کی وسعتوں سے غبار کی کثرت کو صاف کر دینا اس بات سے بہتر ہے کہ وحدت کے موتیوں کو پرو یا جائے۔ اللہ کو واحد کہہ کر مغرور نہ ہو، اس کو واحد دیکھنا بہتر ہے، نہ کہ واحد کہنا۔)

سالک اپنے دل کے میدان کو کثرت غبار ماسوا اللہ سے صاف کر کے فائدہ اٹھا سکتا ہے، نہ کہ خود بینی کی سطح پر پڑے رہ کر راحت کی زندگی بسر کرنے سے۔ زبانی دلائل اور ذہنی کوشش سے اسرارِ وحدت کے دقیق نکات حل کرنا ناممکن ہے۔ اے عزیز۔! صرف توحیدِ زبانی پر مغرور مت ہو۔ تجھے یہ علم نہیں کہ اصل توحید ربّ العرش کے جھلملاتے ہوئے انوار کے منظر کو روح کی فرحت کے لئے دیکھنا فرض ہے۔ یہ توحید یادِ حق کے اثر اور مجاہدہ کے نتیجے میں نصیب ہوتی ہے، نہ کہ زبانی قیل وقال سے۔ بلا تصدیق قلب ایک کہنا بے سود ہے۔ اس ذریعے کے معقول اور درست ہونے میں کس کو مجالِ انکار ہے۔ ؎

تا من و تو باہم و یکجا شوند
عاقبت مستغرقِ جاناں شوند (مولانا رومؒ)

(میرا اور تیرا ایک ہو جانا ہی انجامِ کار جلوۂ حقیقی میں مستغرق ہونا ہے۔)

عبادت میں ایک سربستہ راز ہے۔ سالک کو چاہیئے کہ اس کے ذریعے ممکنات سے، جو ظہورِ حق کا آلہ ہیں، گذر جائے اور توحید کی وادی میں خود بھی نہ رہے۔ من وتو چھوڑ کر فنا ہو جائے تا کہ جس قدر کثرت کے مناظر ہیں، ایک ہو جائیں اور اُس کی نظروں کے

Marfat.com

سامنے صرف جلوۂ جاناں ہی رہے۔ تجلّیات حق میں غرق ہو کر فنا فی الذات ہو جائے اور حجاب تعینات کو ختم کر کے خود کو جلوہ آرا دیکھے۔ مثلاً کل آدمی کعبہ کے اندر اُس کے چاروں طرف سجدہ کرتے ہیں۔ اگر اس حجاب کو درمیان سے اُٹھا دیا جائے تو معلوم ہوگا کہ سب ایک دوسرے کو سجدہ کر رہے ہیں۔ خود ہی عابد، خود ہی معبود۔ غیر کون۔؟ کس کی عبادت کی جائے۔؟

توحید نسبتوں کو دور کرنا ہے۔ کمال توحید ایک جاننا ایک دیکھنا نہیں بلکہ ایک ہو جانا ہے۔

یکے بین و یکے دان و یکے شو
یکے خواہ و یکے خوان و یکے گو

(ایک ہی چاہو، ایک ہی پڑھو، ایک ہی بولو، ایک ہی دیکھو، ایک ہی سمجھو اور ایک ہی ہو جاؤ۔)

نکتۂ فکریہ: اَلتَّفْرِیْدُ الَّذِیْ لَا یَکُوْنُ لَہٗ ثَابِتًا اِلَّا ھُوْ	اللہ تعالیٰ وہ اکیلی ذات ہے نہیں ہے کوئی ثابت مگر وہی۔

عارف کی نظر میں بجز اللہ عز و جل و اعلیٰ کے کچھ باقی نہیں رہتا۔ وہ خرمنِ خودی میں آگ لگا کر، ہستی کے مسائل کو حل کر کے شخصیت سے علیحدہ ہو کر بے نام و نشان ہو جاتا ہے۔ اپنی ہستی کا جو بندہ کے لئے معمہ ہے، سمجھنا، گویا ہستی مطلق کا پانا اور خود سے بے نام و نشان ہو جانا ہی تفرید ہے۔ یعنی جس طرح وہ پہلے تھا، اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی، اب بھی اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں ہے۔

انسان کی ذات عدم ہے، اور اللہ کی ذات موجود۔ جب سالک جو بالذات عدم اور نیستی محض تھا، رازِ سربستۂ روحانیت پر پہنچ گیا اور جب وہ حقیقی سماعت اور بصارت کی مشابہت سے متصف ہونے کی وجہ سے، سرورِ ازلی کے مقابل ہوا، تو خود عدم العدم

Marfat.com

ہو گیا۔ اس مسئلہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جو چیز عدمین کے درمیان ہوتی ہے، وہ بھی عدم ہی ہے۔ "اَلْوُجُوْدُ بَیْنَ الْعَدَمَیْنَ عَدَمٌ"۔ اے عزیز ___! تو اب بھی اپنی حقیقتِ حال کو نہ سمجھا۔ اللہ نے تجھے نیست سے ہست کیا اور ہست سے نیست کرے گا۔ یعنی پہلے عدم پھر ہست اور اس کے بعد پھر عدم۔ دو عدموں کے درمیان ہست نہیں ہو سکتا۔

اپنے ہی تصور سے ہیں یہ جملہ طلسمات — نے حق ہے نہ باطل ہے نہ سافل ہے نہ عالی
جب زور ہوا وہم کا سب ہو گئے موجود — نے نیک نہ بد ہے نہ جلالی نہ جمالی
ہر چند مٹھائی کے بکثرت ہیں کھلونے — سب قند ہیں جب ٹوٹ گئی شکلِ مثالی

اپنی مغرور اور ممتاز ہستیٔ موہوم کو مٹانا، اضافتِ بشری کو بھول جانا، خودی کی نسبت سے جو وسواس ہیں، ان کو نظر انداز کرنا، خود کو ایک نورانی ہستی سمجھنا اور دُنیائے عبودیت پر الوہیت کی بے شمار ضیا پاشیوں کا ثابت ہوتے ہوئے دیکھنا توحید ہے۔ یہ سب اپنا ہی خیال ہے جو چاہا بن گئے لیکن طالب کو چاہئیے دوئی کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اس کے بکھیڑے میں نہ پڑے من و تو کو چھوڑ کر اصل میں جو کچھ ہے وہی بن جائے۔ حدیث: کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَّعَهٗ شَیْئًا۔ اور اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ "جس طرح وہ پہلے تھا۔ اسکے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔ اسی طرح اب بھی اس کے ساتھ کچھ نہیں۔" (بخاری، احمد)

اپنے وجود کو مستقل دیکھنا خودی اور خود پسندی ظاہر کرنا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تیرا وجود، جو عدمین کے درمیان واقع ہوا ہے، ایک موجِ حادث ہے۔ یہ ایک ناقابلِ بیان جسدِ بے روح ہے، جو عدم محض ہے۔ تجھے وسیع نظر ہو کر اُس مقام پر پہنچنا ہے کہ جو کچھ کائنات میں نظر آتا ہے۔ اور جملہ نقوش جو تیرے ذہن و تصور میں ہیں سب نفی ہو جائیں۔ کل اعتبارات لایعنی و لاشے نظر آئیں۔ تا کہ تجھ کو یقین کامل

Marfat.com

ہو جائے کہ بجز اللہ کے کوئی موجود نہیں ہے۔اے عزیز اپنے وجود کو مستقل سمجھ کر جو شخص حق کو اپنے باہر ڈھونڈتا اور دیکھتا ہے، وہ مشرک ہے۔

ہر کہ نا دیدہ نام او گوید　　مشرک ست آں فضول ناہموار
ہر کہ از وے نہ زد اناالحق سر　　ہست او از جماعتِ کفّار　(عطارؒ)

(جو بغیر دیکھے اُس کا نام لیتا ہے۔وہ فضول ناہموار مشرک کی مثل ہے۔جس نے انا ھو الحق کے بھید (راز) کو جانے بغیر اناالحق کہہ دیا وہی اصل میں کفار کی جماعت سے ہے۔)

اس مقام پر اگر طالب کے دماغ میں کوئی خطرۂ غیریت گزرے، یا اس کو رجوع الی الحقیقت ہونے سے روکے، تو یہ حجاب خودی کو مضبوط کرنے والا اور وہم محض ہے۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۠ (الحجر آیت ۹۹ پ ۱۴)	اپنے رب کی یہاں تک عبادت کر کہ تجھے یقین آ جائے۔

جو فنافی اللہ اور فنا عن الفنا ہے اور اپنے وجود میں اللہ تعالیٰ کے تنزیہہ وتشبیہ کی معرفت حاصل کرتا ہے، وہی دلدادۂ ساغرِ مئے عشق وعرفان اس کلام سے فائدہ اُٹھائے گا۔

حق شناسی کی حقیقت کو اُنہی نے جانا
اے امیر اپنی حقیقت کو جو پہچان گئے　(امیر مینائی)

"لَيْسَ فِي الدَّارِ غَيْرُهُ دَيَّار" عالم میں اُسی ذات واحد کا جلوہ ہے اس کے سوائے اور کوئی نہیں۔وہ ذاتِ پاک وہم وقیاس، عقل وفہم اور دید وشُنید سے برتر ہے۔طالب کو چاہیئے کہ خود کو فنا کر کے سلطنتِ توحید کا خالص اپنے غلبۂ عشق اور اقتدارِ روحانی کے اثرات سے مالک بنے۔جس نے حقیقی جذبات سے دل کی گہرائیوں میں بحر انوار کو موجزن دیکھا وہ جوش مسرت سے حیرت واستعجاب کے سمندر میں غرق ہو گیا۔پھر اس نے پیکرِ خاکی کی طرف کبھی رُخ نہ کیا۔

Marfat.com

آدمی دیدست و باقی پوست است
دید آں باشد کہ دید دوست است (رومیؒ)

(آدمی خود دیکھنے کا ہے باقی بیکار ہے۔ دیدار تو وہی ہے کہ جس میں دوست نظر آ جائے۔)

مرتبۂ حقیقت کل مراتب کا جامع ہے۔ پاک ہے وہ ذاتِ اعظم جو عالموں کا رب اور رب الا رباب ہے۔ وہ انوار اور ظلمت کے پردوں میں پوشیدہ اور نمایاں ہے۔ اس کے وجود پاک کی عجب شان ہے کہ موجودات کی صورت میں متمثّل ہو کر حسب موقع و محل ظہور پذیر ہوتا ہے اور باوجود ایسے عظیم الشان تغیّر ظاہری کے اپنی حالتِ اطلاق پر قائم رہتا ہے۔ اس نے اپنی ذات پر آپ متجلّی ہو کر اپنے اسماء وصفات کے رموز ظاہر فرمائے۔ وہ ذاتِ پاک حالتِ تنزیہہ میں صور و اشکال سے منزّہ، بحالت تشبیہ تعیّن کی صفت سے مُشبّہ اور ہر مقام تشبیہ یا تنزیہہ میں مقیّد ہونے سے پاک ہے۔ وہ عین تشبیہ میں منزہ اور عین تنزیہہ میں مشبّہ ہے۔

یک روئے دو صد ہزار بُرقعہ یک زلف دو صد ہزار شانہ
یک شمع دو صد ہزار پر تو یک طائر و بے حد آشیانہ

(چہرہ ایک ہے، سیکڑوں اسکے حجاب ہیں۔ زلف ایک ہے، اسکی ہزاروں کنگھیاں ہیں۔ ایک شمع ہے اسکے ہزاروں عکس ہیں۔ ایک پرندہ ہے اسکے بے شمار آشیانے ہیں۔)

شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ فرماتے ہیں۔

آستیں بر رُخِ کشیدہ ہمچو مکار آمدی با خودی خود در تماشا سوئے بازار آمدی
در بہاراں گل شدی در صحنِ گلزار آمدی بعد ازاں بلبل شدی با نالۂ زار آمدی
شورِ منصور از کجاؤ دارِ منصور از کجا خود زدی بانگِ انا الحق بر سرِ دار آمدی
خویشتن را جلوہ کردی اندریں آئینہ ہا آئینہ اسمے نہادی خود باظہار آمدی
گفت قدوسیؔ فقیرے در فنا و در بقا خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

Marfat.com

(کبھی اپنا چہرہ حجاب میں چھپا دیا تو کبھی کھلم کھلا ظاہر ہو گیا۔ جب بہار آئی تو خود ہی پھول بن کر باغ میں آ گیا اور اس کے بعد بلبل بن کر فریاد کرنے لگا۔ نعرہ منصورؒ کہاں اور سولی منصور کہاں۔ نعرہ انا الحق اور سولی سب تُو ہی ہے۔ آئینۂ کائنات کے اندر خود ہی جلوہ گر ہوا، خود ہی اس کا نام آئینہ رکھا اور پھر خود ہی ظاہر ہو گیا۔ قدوسیؒ نے کہا کہ فقیری فنا اور بقا میں ہے، خود ہی آزاد تھا اور خود ہی گرفتار ہو گیا۔)

ذاتِ باری تعالیٰ کی شان بے نظیر و بے مثل ہے۔ وہ ہر طرح کے جسم سے پاک ہے۔ جسم کے لئے محاط لازم ہے۔ حق تعالیٰ محاط نہیں بلکہ کل موجودات پر بذات خود محیط ہے۔ اس محیط کُل کا ظہور صبح ازل کی روشنی ہے۔ اس کا جمال پاک صبح دوم کے روشن انوار کی جان اور اُس کی شان جلال دوپہر کی تیز ترین اور نگاہِ قلوب کو چندھیا دینے والی ضیاء پاشیاں ہیں۔ وہ جان قدس کا مالک اس سے پاک ہے کہ اُس کی طرف کسی طرح کوئی اشارہ کیا جا سکے یا کسی طرح اُس کی شان تنزیہہ بیان میں لائی جائے۔ ''سُبحان الله عما یصفون''۔ وہ جلال و جمال کا جامع، عظیم الشان لاثانی انوار کا مخزن اور رونق بزم کائنات اپنی تجلیات پاک سے ذرّہ ذرّہ کو جگمگا رہا ہے، لیکن سالک اُس کے مشاہدہ پاک سے اُس وقت تک فیضیاب نہیں ہو سکتا، جب تک اس کو سکون قلب میسر نہ ہو جائے۔

دل چوں آلودست از حرص و ہوا
کے شود مکشوف اسرارِ خدا

(دل جب تک حرص و ہوا میں آلودہ رہیگا اللہ تعالیٰ کے اسرار ظاہر نہیں ہونگے۔)

جب تیرے قلب و روح سے عنصری کثافتوں، نفسانی لذّات اور ماسوا اللہ کا وہم و خیال دور ہو جائے گا اور محض روح ہی روح رہ جائیگی اُس وقت پُر لطف گنجینۂ اسرار ''جمال الجمال'' اور ''جلالِ کُل'' کا جمال تیری محبت و خلوص سے لبریز آنکھیں کھلم کھلا مشاہدہ

Marfat.com

کریں گی۔اس کے دیکھنے کا ثبوت آرزو اور تمناؤں کا خون شدہ دل اور اس روشن و یکتا نور کو بے تابانہ ڈھونڈنے والی آنکھیں دیتی ہیں۔

سالکِ باخبر کو ذاتِ باری کا مشاہدہ کرنا ایسا آسان ہے جیسا کہ آفتاب کا، جبکہ اس کی شعاعیں نمودار نہ ہوں۔ مگر ظہورِ صفات میں اس کا نظارہ ایسا دشوار ہے، جیسا کہ بوقت دوپہر آفتاب کا، جب کہ اس کی کرنیں عالم کو منور کرتی ہوتی ہیں۔ اس وقت اس کی طرف نظر جما کر دیکھنا مشکل ہے۔ صفاتِ جمالی میں فنا ہونا اور ان تجلّیات کا نظارہ کرنا آسان ہے۔ مگر صفاتِ جلالی و شانِ قہاری کی تجلّیات کا برداشت کرنا بفضلہٖ اولیائے عظام ہی کا حصہ ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

كُلَّ يَوۡمٍ هُوَ فِىۡ شَاۡنٍ ۚ (الرحمٰن ۲۹ پ ۲۷) | وہ ہر روز ایک نئی شان میں (جلوہ افروز) ہے۔

اول وہم در آں دم آخری — باطنی وہم در آں دم ظاہری
تو محیطی بر ہمہ اندر صفات — از ہمہ پاکی و مستغنیٰ بذات

(اے وہ جو ازل سے ابد تک ہے اور ظاہر و باطن بھی۔ تیری صفات نے سب کو محیط کیا ہوا ہے اور تیری ذات، پاک و بے نیاز ہے۔)

ہزار ہا انواع و اقسام کی صورتوں اور طرح طرح کے مکروں سے ظاہر ہوا۔ جہاں دیکھو نیا رنگ، نئی آن۔ نیا جلوہ، نئی شان۔

بہر شکلے کہ آید دل بر آید
بہر رنگے کہ آید دل بر آید

(جس شکل میں بھی تو آئے گا۔ اس پر دل فریفتہ ہو جائے گا اور جس رنگ میں تو آئے گا اس پر دل فریفتہ ہو جائے گا۔)

اس کا تصرّف ایسا ہے کہ اگر چاہے تو ایک لمحہ میں ہزار ہا عالم پیدا کرے۔ اور اگر ارادہ کرے تو ایک چھوٹے سے ذرے سے کُل عالم کو آن واحد

Marfat.com

میں اُلٹ پلٹ کر کے نیست و نابود کر دے۔ وہ اپنے کاشانۂ کبریائی سے حیا اور نہایت سادگی کے ساتھ بُرد باری کی چادر میں اپنی عظمت و شان کو چھپائے ہوئے روحانی قبا میں ملبوس ہو کر نکلا اور اپنے نور کی شعاعوں سے اپنے دیوانوں کے قلب کو منوّر فرما رہا ہے۔ یہ بھی اس کا مکر ہے۔ لیکن سب سے اچھا اس کا یہ کرشمہ ہے کہ وہ درویش کے حرکات، سکنات، سماعت، بصارت اور افعال یعنی اُس کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ فرماتے ہیں۔

آستین بر رُخ کشیدہ ہمچو مکار آمدی
باخودی خود در تماشا سوئے بازار آمدی

(کبھی اپنا چہرہ حجاب میں چھپا دیا تو کبھی سر بازار خود کو ظاہر کر دیا۔)

لیکن اس کے دیوانوں کی نگاہیں بھی کچھ اس طرح بنی ہیں کہ وہ ہر جگہ، ہر رنگ اور ہر صفت میں اپنے پیارے کو پہچان ہی لیتے ہیں۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من اندازِ قدت را می شناسم (سرمدؒ)

(تو جس رنگ کا بھی لباس پہن کر آ جائے میں تو تیرے قد کے انداز کو پہچانتا ہوں۔)

وہ عالم اجسام اور عالم ارواح میں سوائے حق کے اور کچھ نہیں دیکھتے۔ وہ کسی کو نہیں جانتے۔

اَرْوَاحُنَـا اَجْسَادُنَـا وَاَجْسَادُنَـا اَرْوَاحُنَا (تذکرۃ الموتی والقبور)	ہماری روحیں بمنزلہ جسم ہیں۔ اور ہمارے جسم بمنزلہ روح۔

کیا میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں ؟ نہیں، نہیں، ہر گز نہیں۔ دھوکہ

Marfat.com

نہیں ہے۔میں بیدار ہوں۔ پورے ہوش میں ہوں۔ میں خوب پہچانتا ہوں۔ یہ اسی باعثِ آفرینشِ عالم، رفیق حیات، اُسی ہمدرد، اُسی پیارے کی آواز ہے۔اسی آواز کو کان ترستے تھے۔ یہ آواز دماغ پر ثبت ہے۔ پیمانۂ دل شرابِ محبت سے لبریز ہے۔تیری محبت میں ڈوبی ہوئی باتیں میرے دل کی گہرائیوں میں اثر کر گئیں۔ تیرے شیریں الفاظ نے روح پر پاکیزہ جذب اور لاہوتی کیفیت طاری کردی ۔تو نے خود آکر اپنے بے انتہا کرم سے غیریت کے پردے چاک کرڈالے۔ مجھے یہ کیا پلا دیا کہ تیرے سوائے اب نہ کسی کا خیال آتا ہےاور نہ کوئی نظروں میں سماتا ہے۔اب نگاہیں نگاہیں نہیں رہیں۔سانسیں سانسیں نہیں معلوم ہوتیں۔ تیرے قربان! میرا نام ونشان بھی نہیں رہا۔میں نہیں، تو ہی تو ہے۔میں وتو کا ذکر کہاں؟ میرے پیارے! پیارے۔پیا......رے

رہا ندی تو مرا از شر ہستی
چو پیمودی پیاپے جام مے را

(تو نے لگاتار شرابِ معرفت کے پیالے پلا کر مجھے ہستی کے شر سے بچالیا۔)

ذہنِ رسا اپنی فکرِ باریک، دقیقہ سنج طبیعت، جذبۂ نفسی، قوتِ ارادی اور طاقتِ قلبی سے مظاہر قدرت کی بوقلموں تصویروں کا نہایت گہری نظر سے مطالعہ کرتا اور متلاطم قلزم وحدت کی تہہ تک غوطہ لگاتا اور وہاں کے پوشیدہ خزانوں اور چمکدار موتیوں تک رسائی حاصل کرتا ہے ۔اس فرحت بخش منظر کی تصویر کو بمقتضائے آیت: بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ع صنائع وبدائع کے زیور سے آراستہ دیکھتا ہے، جس سے اس پر خود

Marfat.com

محویت کی حالت اور فراموشی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

نورالحق جو سالک ہے وہ قبل از ریاضت و مجاہدہ اپنے باطل خیالات اور کم فہمی کے باعث اپنے آپ کو حامد تصوّر کرتا تھا۔ اور نورالحق کا متلاشی تھا۔ اس کا سابق خیال چونکہ غلط تھا، وہ بامِ عرفان تک بلند پرواز نہ ہو سکا۔ جب تطہیر القلب حاصل ہونے پر اُس سے جسمانیت کا وہمی غلبہ جاتا رہا اور اُس کی روح سے روحانیت کا حجاب اُٹھ گیا تو وہ اپنی خودی کی دید سے فارغ ہو گیا اور اُس کو اپنی حقیقت صحیح طور سے معلوم ہو گئی۔ اس نے اپنے آپے کو خوب پہچان لیا کہ میں ہی نورالحق ہوں۔ اس سے پہلے وہ اپنے سے ناآشنا تھا۔ کچھ نہ جانتا تھا کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں۔ اب اس نے اپنی خوش فہمی سے اپنے ہی آپے سے سلسلۂ رسائی قائم کر کے اپنی حقیقت سے آشنائی پیدا کر لی۔ نورالحق جیسے پہلے تھا اب بھی ویسا ہی ہے۔ ہمارا خارجی وجود گو بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ مگر فی الحقیقت وہ معدوم ہے۔ ہم موجود نہیں بلکہ موجود برحق حق ہے۔

یہی سالک کے لئے معراج ہے کہ اپنی کثرتِ ریاضت اور مسلسل فکرِ الٰہی کے معصوم جذبات سے جسمانی دنیا کو اپنی نگاہوں سے یہاں تک نظرانداز کر دے کہ اپنے پیکر ہستی اور حسین صورت کو بھی ایسا بھول جائے کہ اس کا وہم و خیال کبھی دل میں نہ آئے۔ سوائے ذات کے کچھ نہ رہے اور ہر طرح کے شرک و بُت پرستی سے نجات حاصل ہو۔ قولہ تعالیٰ:

اِنۡ هِیَ اِلَّاۤ اَسۡمَآءٌ سَمَّیۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَ اٰبَآؤُكُمۡ (النجم آیت ۲۳ پ ۲۷)	یہ نام تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے رکھ لئے ہیں۔

ایک حقیقت کے علاوہ جو جہات، سمات اور کیفیات سے منزّہ ہے دوسرے کا پتہ نہیں۔

حباب وار ز بہرِ نظارہ آمدہ ایم
کہ سر زنیم و تماشا کنیم و باز رویم

Marfat.com

(ہم بلبلے کی شکل میں آتے ہیں، دنیا کا نظارہ کرتے ہیں، سر اُٹھاتے ہیں دنیا کو دیکھتے ہیں واپس چلے جاتے ہیں۔)

سالک دریائے توحید میں مثل حباب کے ہے۔ کوئی دوسرا اس کی ظاہری صورت اور باطنی حالت میں اس کے مشابہ نہیں نظر آتا۔ اُس کے حرکات و افعال سے اس کی یکتائی ظاہر ہوتی ہے۔ جب اپنے عارضی وجود کو فنا کر دیتا ہے، تو وہ مثلِ حباب مٹ کر اپنی اصل سے مل جاتا ہے۔ سوائے حق کے کچھ باقی نہیں رہتا۔ وہ اپنا نظارہ خود کرتا اور خود ہی تماشا اور خود ہی تماشائی ہے۔ بندہ کو چاہیئے کہ خود پرست نہ بنے۔ خود درمیان میں نہ رہے۔ اپنا نام نہ لے۔ اگر اپنی ہستی، خودی، خودنمائی اور خود پسندی سے گزر جائے، تو خود ہی وہ ہو جائے گا جس کا آرزومند ہے۔

صانع حقیقی نے اپنی اعلیٰ ترین صنعت یعنی انسان کی لاجواب حسین صورت کو صورتِ قُدس پر بنایا ہے، جو اُس کے مرتبہ کی بلندی کا مکمل ثبوت ہے اِس دل کش صورت یا جیتی جاگتی تصویر کے اندر ایسی طاقتیں ودیعت رکھی ہیں، جن کی بدولت انسان اشرف المخلوقات کہلانے کا مستحق ہوا ہے۔ اس کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ان طاقتوں کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جس رُخ پر چلانا چاہے چلا سکتا اور جو چاہے وہ بفضلہ بن سکتا ہے۔

اے عزیزو! بزرگانِ سلف نے خاص اسلامی تعلیم کی پیروی میں جو ذکر، فکر، مراقبہ، تلاوتِ وجود اور محویتِ فی الحق کی ورزش کی ہے ان سب کا ماحصل یہ ہے کہ حق آشنا ہو جائیں اور تمام ظاہری و باطنی حجابات چاک کر کے دیدارِ حق سے مشرّف ہوں۔

میانِ عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست
تو خود حجاب خودی حافظؔ از میاں بر خیز (حافظؒ)

(عاشق و معشوق کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ اے حافظؔ تو خود اپنا حجاب ہے اسکو درمیان

Marfat.com

سے ہٹا دے۔)

تمہاری خودی تمہارے چہرۂ حقیقت کا نقاب ہے۔اس لئے تم کو جلوۂ شاہدِ حقیقی میسر نہیں۔خود بین نہ بنو۔خود بین اسی تاریک خانقاہِ زندگی میں محبوس رہتا ہے۔تمہارا فرض ہے کہ خود بینی سے گزر کر اُس ذاتِ سراپا نور کے جلوہ کے لئے بے تاب اور نالہ وگناں زندگی بسر کرو۔عبادت سے غرض یہ ہے کہ سالک کی روح میں انانیتِ حقیقی پیدا ہو جائے۔جو شخص اپنی ناقص خودی اور انانیت کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے گویا وہ اپنے خالق سے قریب ہوتا جاتا ہے۔وہ اپنی پیدائش کی غائیت کو انجام دیتا، حیاتِ ابدی حاصل کر کے سرورِ سرمدی کا حِظ اُٹھاتا اور جلوۂ الٰہی سے محظوظ ہوتا ہے۔جو اس کے برعکس کرتا ہے، وہ خود کو فراق، جہالت اور گمراہی کے دردناک عذابوں کے لائق بناتا ہے۔

جویائے معرفتِ الٰہی اِدھر آؤ! میں راہِ حقیقت بتاتا ہوں۔اس صحیفہ کی غایت یہی ہے کہ تم سمجھ جاؤ کہ حق سے دور رہنا، اپنی حقیقت سے غفلت اختیار کرنا اور راہِ حق کو غلط طریقے پر طے کرنا کس قدر پُر خطر ہے۔تمہاری فلاح کے خیال سے وہ ربّانی راہِ عمل جو میں نے تمہارے سامنے پیش کی ہے، تمہارے عظیم الشان مقصد کے لئے نہایت بہتر، آسان اور مختصر ہے۔

اے عزیزو! تمہاری نجات حق طلبی، حق کوشی اور حق شناسی کے علاوہ کسی دوسرے کام میں نہیں۔تم اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پاک سے حقیقی فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو، تو اس پر صدق و اخلاص سے عمل کرو۔

اسلام کی بنیادی تعلیم کلمہ ''لَا اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کے معنوں کو سمجھو۔اس کلمہ کی خاصیت مُوحّد کے فکر و خیال سے نقشِ دوئی کو مٹا دینا ہے۔کفارِ قریش جن کو اس کلمۂ

Marfat.com

پاک کے ذریعے توحید الٰہی کی طرف دعوت دی گئی تھی، صاف اقرار کرتے تھے کہ حضور انور ﷺ مکارم اخلاق، نیک افعال اور صالح اعمال کی جانب ہدایت فرماتے ہیں۔ وہ چونکہ اہل زبان تھے۔ اس کلمہ کے معنی بخوبی سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ اس شخص نے سب معبودوں اور دیوتاؤں کو ایک بنا دیا اور اس کو اپنی عدم بصیرت کی وجہ سے نہایت اچنبھے کی بات سمجھتے تھے۔ نگاہِ بصیرت نہ ہونے اور وہمِ کثرت میں مقید ہونے کی بناء پر وہ ذات "وحدہٗ لاشریک" کو کائنات کے ذرّہ ذرّہ میں کارفرما نہیں دیکھ سکتے تھے ان کی عقل کو اس حقیقت تک رسائی نہ تھی کہ لاانتہا تعینات کے پردوں میں اپنی عظیم الشان صفات کی ساتھ ایک اور صرف ایک ذات "وحدہٗ لاشریک" جلوہ گر ہے وہاں دوئی کی گنجائش ہی نہیں۔ وہ کہتے تھے کہ تمام معبود اس کلمۂ پاک کی تعلیم کے مطابق کس طرح ایک بن سکتے ہیں؟ ہم نے تو یہ بات کسی دین میں نہیں سنی۔ اسلام سے اُن کے اختلاف کی بڑی وجہ یہی تھی۔ قولہٗ تعالیٰ:

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ○ (صٓ آیت ۵ پ ۲۳)	کیا اس نے سب معبودوں کو ایک معبود بنا دیا۔ بے شک یقیناً یہ ایک عجیب بات ہے۔

ابوسفیان نے کفر کی حالت میں ہرقل شاہ روم سے بھی یہی بیان کیا تھا کہ وہ ہم کو صدق وعفاف اور مکارم اخلاق کی ہدایت فرماتا ہے، لیکن سب معبودوں کو ایک بناتا ہے۔ (الصحیح)

اے عزیز! اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور اس کی جامع توحید کا انکار کیا یا اس میں شک کیا، تو اس کے اعمال چاہے خود اس کو یا دوسروں کو بظاہر کیسے ہی اچھے نظر آئیں لیکن حقیقت میں بالکل برباد ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ جو لوگ بتوں سے مُرادیں مانگتے ہیں ان کو بت مرادیں دیتے ہیں؟ اگر کوئی مراد پوری ہوتی ہے۔ تو حق تعالیٰ ہی پوری کرتا ہے۔ مشرک بتوں کو غیر حق سمجھتے ہیں

Marfat.com

اسلئے کلمہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' سے غیریت کی نفی فرمائی گئی ہے۔ اس کے تسلیم کرنے میں کسی ذی ہوش کو انکار نہ ہونا چاہیئے کہ واجبُ الوجود وجود مطلق ہے اور تمام مظاہر کو باعتبار حقیقت اس سے عینیت ہے۔ ''لَااِلٰهَ غَیْرُکَ'' اور ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ'' (مشکوٰۃ) سے اگرچہ بہت سے معبود ثابت ہوتے ہیں لیکن غیریت کی نفی ہوجاتی ہے کیونکہ ''لَا اِلٰـهَ غَیْـرُکَ'' کے صاف یہ معنے ہیں کہ کوئی معبود تیرا غیر نہیں ہے۔ کلمہ ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' صاف ظاہر کرتا ہے کہ غیراللہ کی کبھی پرستش ہی نہیں کی گئی جس کی مندرجہ ذیل آیات شاہد ہیں۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (بنی اسرائیل آیت ۴۴ پ ۱۵)	اسکی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں۔ اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اسکی پاکی نہ بولے۔
سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الحدید آیت ا پ ۲۷)	اللہ کی پاکی بولتے ہیں جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ (النور آیت ۴۱ پ ۱۸)	کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی کی پاکی بیان کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے صف بستہ ہوکر ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح کو جانتا ہے۔

اور دیگر آیاتِ کثیرہ بھی شاہد ہیں۔ جو چیز مخلوق میں سے ہے وہ حق تعالیٰ کی مطیع ہے۔ طاعت اُسی کے لئے واجب اور خالص ہے کسی غیر کی طاعت تو کسی حال میں نہیں پائی گئی۔ کسی کو مجال نہیں کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت کے خود رائے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ؕ (النحل آیت ۵۲ پ ۱۴)	اور اسی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اُسی کی عبادت دائم ہے۔

Marfat.com

دنیا میں تمام مذاہب کے پیرو چاند، سورج، ستاروں، انسانوں اور بتوں کو پوجنے والے ان کو معبود سمجھ کر پوجتے ہیں لیکن چونکہ وہ اپنی پسند میں معبودِ حقیقی کو مقیّد اور محصور کر دیتے ہیں، اس وجہ سے کافر ہیں۔ چونکہ تنزیہہ میں اللہ کی معرفت سے بے بہرہ ہیں، مشبّہ ہیں اور چونکہ اپنے زعم باطل میں اپنے پسندیدہ مظہر ہی کو اللہ تصور کرتے ہیں لہٰذا مشرک ہیں۔ کلمہ "لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ" سالک کی اس طرح رہنمائی کرتا ہے کہ وہ ظاہر اور باطن، اول اور آخر، تشبیہ اور تنزیہہ میں جلوہ آرا ذات "وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ" کی پرستش کرتا اور ریاضت و مجاہدہ، فکر و محبت کے ذریعے رفتہ رفتہ اس بلند ترین مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں وہ آفتاب، ماہتاب، ستاروں، انسانوں، اجسام و عناصر، حرکات و افعال اور روحانیت، غرضکہ اپنی ذات میں بھی حق سے حق کو دیکھتا ہے۔ ذاتِ واحد کے علاوہ نہ اس کیلئے کسی دوسرے کا کسی حیثیت سے نام و نشان رہتا ہے نہ خود اسکا اپنا۔

توحید بگویم از بفہمی یارا   موجود نگشتہ ہیچک غیر خدا
اینہا کہ تو مے بینی و مے دانی غیر   در ذات ہمہ یکست رو ر نام جدا

(اے دوست میں اپنے خیال کے مطابق تیری یکتائی بیان کرتا ہوں۔ بے شک سوائے اللہ کے کوئی بھی موجود نہیں۔ ہر نظر آنے والی چیز، ہر علم اس سے غیر نہیں ہے، وہ ذات میں ایک ہی ہستی ہے لیکن نام جدا جدا ہیں۔)

حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ فرماتے ہیں۔

احدست اوگر تو بشماری   واحدیت رساندت بہزار
ہمہ یک قطرہ ایست ایں دریا   ہمہ یک دانہ ایست ایں خروار
اسپ و فیل و پیادہ و فرزیں   بہ تنِ واحد آں سپہ سالار
می نماید بہ چشمِ احولِ تو   شتر و اسپ و فیل و گاؤ حمار
زاغ و طاؤس و مار و مور مگس   بلبل و قمری و چکادک و شار

Marfat.com

کافر و گبر و مومن و ملحد متقی و شقی و بد کردار
ہر چہ بینی از جماد و نبات وز وحوش و طیور حیوان وار
آسمان و زمین نشیب و فراز ازخبیثات و طیبات انگار
ایں ہمہ ذات پاک یزدان ست می کند جلوہ ہا بریں اطوار

(وہ ایک ہی ذات واحد ہے لیکن جب تو شمار کرے تو اسکی یکتائی کا ظہور تیرے خیال کو کثرت تک پہنچادے گا چونکہ عارف کا چہرہ ہر وقت شاہدِ حقیقی کی طرف رہتا ہے اسلئے وہ کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کرتا ہے۔اس دریا (کثرت) کی حقیقت ایک قطرہ (وحدت) ہے اور ان تمام موجودات کی اصل ایک دانہ (ذاتِ واجب الوجود) ہے۔گھوڑا، ہاتھی، پیادہ، فرزین وغیرہ سب کی ہستی اُس سپہ سالار کی ذات واحد سے قائم ونمایاں ہے۔ تجھ کو کج نظری کی وجہ سے غیر حقیقی نظر آتا ہے۔جو شخص اللہ سے پھر جاتا ہے اسکو حق نظر نہیں آتا۔ بلکہ اس احوال کی نظر مظہرات (اونٹ، گھوڑا، ہاتھی) پر پڑتی ہے۔کوا، مور، سانپ، چیونٹی، مکھی، بلبل، فاختہ، چنڈول، مینا، کافر، آتش پرست، مومن، بے دین، پرہیزگار، بدبخت فاسق بدکردار تو جو کچھ از قسم جمادات، نباتات، حیوانات دیکھتا ہے اور دنیا کی اچھی بری چیزیں۔آسمان وزمین و مافیہا جو تیرے پیشِ نظر ہیں جانتا ہے انکی حقیقت کیا ہے۔لے ہم تجھ کو بتاتے ہیں۔حقیقتاً یہ ذاتِ پاک وحدہٗ لاشریک ہے جو ان طریقوں (صورتوں) میں دکھائی دیتی ہے۔)

اے عزیز! اگر تو چاہتا ہے کہ جسم اور مادیت کی تاریکیوں سے نجات پا کر لافانی حقانیت کی روشنی میں آجائے اور تیرا دل باطل کی محبتوں اور نقوشِ ماسوا اللہ کے رنگ سے صاف وپاک ہو جائے، تو تجھ کو کسی قلندر پاکباز کی صحبت اور عقیدت اختیار کرنا چاہئیے، نقوشِ غیر اللہ کو مٹانے اور سفلی بندھنوں سے نجات دینے والی تعلیم تجھ کو کسی قلندرِ عارف کے حجرۂ قلب یا اس کے ارشادات کے مطالعے سے مل سکتی ہے۔قیل وقال میں مبتلا رہنے والے جو خود ہی بے شمار آلائشوں اور اوہامِ غیریت میں ڈوبے ہوئے ہیں، کسی دوسرے کو خودی اور نفسانیت کی گندگیوں سے کس طرح باہر نکال سکتے ہیں۔

Marfat.com

گوشہ گوشہ علم وحکمت کا ہے سب دیکھا ہوا
یہ غنیمت ہے درِ میخانہ اب تک باز ہے (اصغر)

کسی حقانی تعلیم سے فائدہ اٹھانے کیلئے طبیعت میں ذوقِ طلب اور جستجوئے حقیقت کا کچھ نہ کچھ مادہ ہونا شرط ہے۔ تاکہ دل کو تعصب سے خالی کر کے اس کا مطالعہ کیا جا سکے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ جب مرشد کسی کو اپنے کرم سے سیراب کرتا ہے تو اُسے صفات کی الجھنوں میں ہرگز نہیں رہنے دیتا۔ اسمِ اعظم تلقین فرما کر خودی سے آزاد کر کے صاحبِ اسرار بنا دیتا ہے اور بحرِ توحیدِ ناپیدا کنار میں ایسا غرق کر دیتا ہے جس طرح قطرہ دریا میں مل کر بے نام ونشان ہو جاتا ہے۔ مرشدِ کامل کی رہنمائی میں طالب کو فنا فی اللہ ہو کر ''من تو شدم'' کا مرتبہ حاصل کر لینا چاہیئے تاکہ ''من دیگرم تو دیگری'' کی الجھن باقی نہ رہے اور رازِ حقیقت آشکارا ہو جائے۔

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ (سرالاسرار) | انسان میرا راز ہے اور میں اس کا۔

اسکا مطلب یہ ہے کہ طالب عبودیت سے گزر کر منتہائے حقیقت پر پہنچ کر ربوبیت کے مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے۔ یہی انسان کا بلند ترین منصب اور یہی غایتِ کمال ہے۔

اے عزیز! وجودِ حقیقی سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کا نہیں۔ ہمارے وہمی وجود کی مثال ایسی ہے جیسے کہ آنکھ کو کچھ عرصہ تک زور سے دبانے کے بعد کھول کر دیکھا جائے تو مختلف رنگ کے ستارے یا تتلیاں سی آنکھوں کے سامنے معلوم ہوتی ہیں، جن کی اصل حقیقت کچھ بھی نہیں۔ اسی طرح ذاتِ مطلق کے مقابلے میں تمام کائنات کا وجود موہوم اور ناپید ہے۔ لیکن ہمارا وجودِ حقیقی تحقیق کی رو سے برحق ہے۔ وہ ہر وقت اور ہر

Marfat.com

حال میں ہمارے ساتھ ایسا حاضر ہے کہ اُس کے مقابلے میں ہمارا تعین بھی دور ہے۔

قولہ تعالیٰ: وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ○ (قٓ آیت۱۶پ۲۶)	ہم تمہاری شہہ رگ (رگِ جان) سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہیں۔

قریب رگِ جان ترا نور نکلا
مری جان تو تو بہت دور نکلا

مفتی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنویؒ فرماتے ہیں۔

لاکھ پردوں میں تو ہے بے پردہ سو نشانوں پہ بے نشان تو ہے
تو ہی خلوت میں تو ہی جلوت میں کہیں پنہاں کہیں عیاں تو ہے
نہیں تیرے سوا یہاں کوئی میزباں تو ہے مہماں تو ہے
نہ مکاں میں نہ لامکاں میں کچھ جلوہ فرما یہاں وہاں تو ہے
رنگ تیرا چمن میں بُو تیری خوب دیکھا تو باغباں تو ہے

قولہ تعالیٰ: هُوَ الۡاَوَّلُ وَالۡاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالۡبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ○ (الحدید۳پ۲۷)	وہی اول اور آخر وہی ظاہر و باطن ہے۔ اور وہی کل اشیاء کو جانتا ہے۔

اس فرمان پر غور کرنا چاہیئے۔ اسمیں ایسے اعلیٰ اسرارِ الٰہی نہاں ہیں، جس کے دریافت کرنے سے عقولِ انسانی قاصر ہیں۔ گو علمائے ظاہر نے حسب عادت اس آیت کے معنوں میں زبردست تاویلات کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن نبی اکرم ﷺ کی روشن اور غیر مبہم وضاحت کے بعد یہ دُور از کار تاویلات کسی طرح قابل توجہ نہیں رہتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَوْ اَنَّكُمْ اَدْلَیْتُمْ بِحَبْلٍ اِلَی الْاَرْضِ السُّفْلٰی لَهَبَطَ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی ثُمَّ قَرَءَ عَلَیْهِ السَّلَامُ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ هُوَ الظَّاهِرُ

Marfat.com

وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (ترمذی)

اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر بہ تحقیق تم سب سے نیچے کی زمین پر رسی کو چھوڑو تو البتہ وہ اللہ پر پڑے گی۔ پھر آنجناب ﷺ نے آیت "هو الاول والاخر" پڑھی۔

جہاں تیرے جلوہ سے معمور نکلا — پڑی آنکھ جس کوہ پر طور نکلا
ہر اک گل میں بو ہو کے تو ہی بسا ہے — صدا ہائے بلبل میں تیری نوا ہے
چمن فیضِ قدرت سے تیرے ہرا ہے — بہارِ گلستاں میں جلوہ ترا ہے
نباتات میں تو نمو ہے شجر کی — جمادات میں آبرو بحر و بر کی
تو حیوان میں طاقت ہے سیر و سفر کی — تو انسان میں قوت ہے نطق و نظر کی
گھٹا تو ہی اُٹھتا ہے گھنگور ہو کر — چھپا تو ہی ہے بحر میں شور ہو کر
زمیں آسماں تجھ سے معمور ہے سب — زماں و مکاں تجھ سے بھرپور ہے سب

اے عزیز! ہر شان و ہر مظہر کے ظہور و تغیر کے ساتھ، ہر اعتبار کے پردہ میں، اور انصرام فنائے تام کے بعد جو حقیقت باقی غیر فانیہ ہے، وہی ظاہر اور وجہ اللہ ہے۔ جو اوّل ہے وہی آخر اور اسی طرح جو ظاہر ہے وہی باطن بھی ہے۔ وہی جملہ صفات کا موصوف ہے۔ نکتۂ فکر یہ:

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَالسِّرُّ صِفَتِیْ وَالصِّفَةُ لَا یُنْفَکُّ عَنِّیْ۔	انسان میرا ایک سِرّ ہے اور سِرّ میری صفت ہے اور صفت کا مجھ (موصوف) سے جدا ہونا محال ہے۔

نزولِ تعین کے مرتبے میں ہر ذرّۂ موجودات کسی اسم کا محتاج ہے اور یہ امر تحقیق ہو چکا کہ تعینات میں غیر کا ہونا محال ہے۔ لہٰذا ہر تعین میں وہی ساری اور طاری ہے، وہی حقیقت الحقائق ہے اور بالتحقیق موجودات کا تعین ہی اس کا پردہ ہے۔ ہر ذرّہ کا ظاہر و

Marfat.com

باطن وہی ذات پاک ہے، یعنی عالم تعینات عین حقیقت ہے اور بمقتضائے۔ اَلْاَسْمَاءُ تَتَنَزَّلُ مِنَ السَّمَآءِ ''اسماءالحسنٰی نازل ہوتے ہیں آسمان سے۔'' کے اگر کوئی فرد مرتبہ تنزل وتعینات میں اعیان ثابتہ سے کسی اسم کے ساتھ موسوم ومعروف ہوکر مقبولِ خلائق ہوجائے تو وہ فرد اپنی یکتائی اور یگانگت پر آپ ہی دلیل ہوتا ہے۔

ع آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

کہیں تو ہے معشوق عاشق کہیں ہے — کہیں رند میکش کہیں شیخ دیں ہے
دلوں میں طبائع میں تو جاگزیں ہے — غرض کوئی جا تجھ سے خالی نہیں ہے
مکاں تیرا ہر ایک اے لا مکاں ہے — نشان ہر جگہ تیرا اے بے نشاں ہے
نہ خالی زمیں ہے نہ خالی زماں ہے — کہیں تو نہاں ہے کہیں تو عیاں ہے
جو عرفاں سے عارف شناسا ہے تیرا — تو عابد عبادت سے جویا ہے تیرا
ریاضت سے مُرتاض شیدا ہے تیرا — غرض جو ہے رستہ وہ رستہ ہے تیرا
تیرا لا مکاں نام زیبا نہیں ہے — مکاں کونسا ہے تو جس جا نہیں ہے
کہیں ماسوا تیرے دیکھا نہیں ہے — مجھے غیر کا وہم ہوتا نہیں ہے
عبث دیر میں دید کی آرزو ہے — عبث مسجدوں میں تیری جستجو ہے
ترا جلوہ اے جلوہ گر کُو بکُو ہے — حضوری ہے ہر وقت تو روبرو ہے

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

دُنیا میں سوائے ذات واجب الوجود کے کہیں بھی کسی کا وجود نہیں۔ لیکن ؎

آنکھوں والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے — دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے
چشم مجنوں سے اگر پردۂ غفلت اُٹھ جائے — اپنے دل ہی میں جمالِ رُخِ لیلیٰ دیکھے

قولہ تعالیٰ: اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ع (حٰم السجدہ آیت ۵۴ پ ۲۵)	آگاہ ہو کہ وہ ہر چیز پر محیط ہے۔

Marfat.com

شانِ سُبحان ہے انسان بنے بیٹھے ہیں دیدہ دانستہ وہ نادان بنے بیٹھے ہیں
کُل طریقت کے بتائے ہیں طریقے اور پھر کچھ نہیں جانتے انجان بنے بیٹھے ہیں
آپ محبوب بنے آپ بلایا سرِ عرش اپنے گھر آپ ہی مہمان بنے بیٹھے ہیں
آپ ہی بھیج دیا پہلے ہدایت کے لئے آپ ہی پڑھتے ہیں قرآن بنے بیٹھے ہیں
کل تو مندر میں برہمن کو دیئے تھے درشن آج مسجد میں مسلمان بنے بیٹھے ہیں
اکبر اسرارِ حقیقت سے ہے عاجز ادراک دونوں عالم ہیں کہ حیران بنے بیٹھے ہیں

اے اللہ رب العزت! میں اپنی ہستی اور نیستی دونوں سے بیزار ہوں۔ میں تیرے در کا فقیر ہوں۔ اپنے حُسن کی زکوٰۃ میں سے مجھے وہ حیرت عطا فرما، جو تیری بارگاہِ قدس میں باریابی کی نشانی ہے۔

جس طرح انسان گہری تاریکی سے جب برقی لیمپ کی تیز روشنی میں اچانک آتا ہے، تو اُس کی آنکھیں چُندھیا جاتی ہیں، اسی طرح سالک جب علوم ظاہری، مادی ماحول اور اوہام کی ظلمتوں سے نکل کر تجلی زارِ حقیقت میں داخل ہوتا ہے، تو اُس کی عقل وفہم جواب دے دیتی ہے اور اس کو حیرت دامن گیر ہوتی ہے۔ اس حالت میں اس کو حقائقِ اشیاء کا صحیح ادراک ہوتا ہے۔ حواس خمسہ اور اسباب ظاہری اس منزل کی رہنمائی سے عاجز ہیں۔ اس مقام پر سالک کے لئے حضور خواجۂ دو جہاں ﷺ کی دُعائے مبارک اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ تَحَیُّرًا فِیْکَ (البخاری) ''یاالٰہی (اپنے عرفان میں) میری حیرت بڑھا۔'' نہایت بصارت افروز ہے۔

آنحضرت ﷺ پر بسا اوقات ایسی اعلیٰ ترین حیرتِ محمودہ طاری ہوتی تھی کہ تمام عالمِ جسمانیت اور عالمِ روحانیت آپ ﷺ کے سامنے سے معدوم ہو جاتا تھا۔ جیسا کہ حدیث مندرجہ ذیل سے ظاہر ہوتا ہے۔

Marfat.com

لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ (تفسیر روح البیان پ ۱۶ سورۂ مریم، مواہب الہٰی، جواہر ج جلد ۳)	میرے لئے اللہ کے ساتھ ایک خاص وقت ایسا ہے کہ اس میں نہ کسی مقرب فرشتہ کی گنجائش ہے اور نہ نبی مرسل کی۔

شانِ نزول اس حدیث کا یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ حجرہ شریف میں داخل ہوئیں تو حضور سیّدِ عالم ﷺ نے فرمایا "مَنْ اَنْتِ" تو کون ہے؟ حضرت صدیقہؓ نے عرض کیا۔ "بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍؓ"۔ آپ ﷺ نے پھر دریافت فرمایا "مَنْ اَبُوْ بَکْرٍؓ"۔ کون ابوبکرؓ؟ عرض کیا "صِدِّیْقُ مُحَمَّدٍ ﷺ"۔ حضور ﷺ نے فرمایا "مَنْ مُحَمَّدٌ ﷺ"۔ کون محمد ﷺ؟ حضرت صدیقہؓ نے جانا کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت دوسرے عالم میں ہیں اور متحیر لوٹ آئیں۔ جب کچھ عرصہ کے بعد آنحضرت ﷺ سے اس واقعہ کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "لِیْ مَعَ اللّٰہُ وَقْتٌ"۔ "الخ"

جس وقت انسانِ کامل پر غلبہ وحدانیت ہوتا ہے، اس وقت کل اشکالِ علمیہ وصورِ جسمانیہ اُس کے نزدیک وہم وخیال ہوجاتے ہیں۔ اس کے علم کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔

(۱) جس میں صورِ علمیہ متموّج اور متمثل ہوتی ہیں۔

(۲) جس میں کُل اشکالِ علمیہ سلب ہوجاتی ہیں۔

پہلی حالت کو انفصالی اور دوسری کو اجمالی کہتے ہیں۔ جس وقت عارف کی نظر صورِ مجسمہ اور اعیانِ ثابتہ پر پڑتی ہے، تو کل مخلوقات فی نفسہٖ اس کا علم ہوتا ہے۔ اس وقت وہ روح کو دیکھتا ہے۔ جب ذاتِ واحد کے علم میں محو اور مراقب ہوتا ہے، تو کُل اشکالِ علمیہ اُس سے سلب ہوجاتی ہیں۔ اُس وقت اس کو وجودِ حق کا حق سے ادراک ہوتا اور حق کو حق سے دیکھتا ہے۔ اس کے قلب و دماغ اور ذہن وفکر سے جسم و صورت، رنگ وبو، کیف وحال، ہوش وخرد اور عالم جسمانیت وروحانیت سب غائب

Marfat.com

ہو جاتے ہیں۔

توحید کی راہ میں ہے ویرانہ سخت آزادی و بے تعلقی ہے یک لخت
دُنیا ہے، نہ دیں ہے، نہ دوزخ نہ بہشت تکیہ نہ سرائے ہے، نہ چشمہ نہ درخت

اس کی حالت حدِ ادراک سے باہر ہو جاتی ہے۔ عام انسان تو کیا کراماً کاتبین کو بھی اس کا پتہ نہیں ہوتا۔

میانِ عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

(عاشق اور معشوق کے درمیان ایک راز ہوتا ہے جس کی کراماً کاتبین کو بھی خبر نہیں ہوتی۔)

اے عزیز! حال کا وارد ہونا امرِ اختیاری نہیں۔ لیکن اتنا ضرور یاد رکھنا چاہیئے کہ جادۂ یک رنگی اور راہِ قلندری میدانِ نیستی میں قدم رکھے بغیر طے نہیں ہو سکتی۔ جس وقت سالک پر تجلیاتِ الٰہی اور جاذبۂ حق کا مسلسل بکثرت ورود ہوتا ہے، اس پر ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے، جس سے وہ ازخود رفتہ ہو جاتا ہے۔ بغیر جذب اور استغراق کے صحیح حال کا وارد ہونا محال ہے۔ بغیر جذب و استغراق کے جو حال محسوس ہو، وہ قابل اعتنا اور کسی شمار میں نہیں۔ موجودہ زمانہ میں صاحبِ حال شاذ و نادِر ہیں اور مدعی حال ہزار ہا موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کو یہ حالت نصیب فرمائے وہی اس کا صحیح اندازہ کر سکتا ہے۔

جو عارف ہے وہ کہتا ہے میں حق کو کیا جانوں؟ میں اس سے بے خبر ہوں۔ جو حق سے جاہل ہے، وہ کہتا ہے کہ میں عارف ہوں۔ جب عارف پر غلبۂ حال ہوتا ہے، تو وہ بالکل بے خبر اور نیست ہو جاتا ہے۔ وہ خود سے غائب اور ذات حق میں محو رہتا ہے۔ وہ اسی سُکر و استغراق کی حالت میں علیٰ قدرِ مراتب وہی دُنیا کی بنظرِ حقیقت سیر کرتا

Marfat.com

ہے۔اس کے نورِ عقل کی شعاعیں مغربی افق تک پہنچ جاتی ہیں اور وہ مطلع حقیقت ذات میں ایسی چھپ جاتی ہیں جیسے خاک کے ذروں کی چمک سورج کے متابلے میں کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔جب آفتابِ احدیت کی روشنی نصف النہار پر ہوتی ہے اور عارف کا قلب وروح جگمگا اُٹھتا ہے تو اس پر خودفراموشی کی حالت طاری ہوتی اور اس کو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ حالتِ خواب میں ہو اور اس کے سامنے سب کچھ ہو رہا ہو۔بظاہر تو وہ گفتگو یا کوئی کام کرتا نظر آتا ہے۔لیکن اس کے تمام اعمال وافعال غیرارادی طور پر اس سے صادر ہوتے ہیں۔اس کی محویت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ اس کو اپنی محویت کی بھی خبر نہیں ہوتی۔ظاہری اور باطنی آداب واعمال کا بھی اس کو خیال نہیں رہتا۔وہ عبودیت کی ظاہری پابندیوں سے بری ہوجاتا ہے۔توحید شرع کی ظاہری روشنی جو مثل شمع کے ہے،آفتابِ احدیت کے طلوع ہونے کے بعد اس کے ذہن وفکر میں نہیں رہتی۔جب آفتابِ جہاں آراء بے نقاب ہوتا ہے تو اس کی عالم تاب روشنی اور لاہوتی شعاعوں کی جگمگاہٹ سے تمام انوار معدوم ہوجاتے ہیں۔

جس بزم میں وہ رخ سے اٹھا دیتے ہیں پردہ
پروانہ وہاں شمع پہ مائل نہیں ہوتا

جب تک بشریت کی تاریک خانقاہ میں عقل وحواس کے تاروں کی روشنی اور دانشمندی کا اُجالا باقی ہے اسوقت تک سالک کو اوامر ونواھی کی پابندی لازمی ہے۔لیکن جب آفتابِ ذات مطلق اپنی پوری شان وشوکت سے سالک کے اجڑے اور ٹوٹے ہوئے دل پر طلوع ہوتا ہے تو عقل وحواس اور ہوش وخرد کے تاروں کی جگمگاہٹ اور علم ودانش کے مہتاب کی روشنی غائب ہوجاتی ہے اور خود بینی کا اندھاپن باقی نہیں رہتا۔نادان لوگ زعم ہمہ دانی اور خود بینی کی تاریکی میں مبتلا ہوکر سوختگان

Marfat.com

محبت کی ایسی حالتوں پر معترض ہوتے، ان پر اتہام لگاتے اور ان کو بلا وجہ خود بھی ستاتے اور دوسروں کو ان کی تحقیر اور تکلیف دہی پر آمادہ کرتے ہیں۔ ان کے اس قسم کے افعال سے قہرِ الٰہی کو جنبش ہوتی اور ان کا ماحول ظاہری و باطنی مصائب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد (رومیؒ)

(بے ادب اپنے ہی لئے برائی پیدا نہیں کرتے بلکہ پوری دنیا کو اس برائی میں مبتلا کر دیتے ہیں۔)

صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جس نے اللہ کے دوست سے دشمنی رکھی اس نے گویا اللہ سے جنگ کی۔ نیز حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص نے میرے ولی کو اذیت دی میں اس سے لڑائی کا اعلان کرتا ہوں۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

قولہ تعالیٰ: وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ع (الاحزاب ۵۸ پ۲۲)

اور جو لوگ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو ایذا دیتے ہیں بغیر اس کے کہ انھوں نے (کچھ برا کام) کیا ہو وہ ایک بہتان اور صریح گناہ (اپنے سر پر) اٹھاتے ہیں۔

جو شخص خودی اور شعور سے گذر گیا اور اپنے آپے سے بے نشان ہو گیا اس کے نزدیک سوائے حق کے کچھ بھی نہیں یہ وہ مقام ہے جہاں پر سالک کو نشۂ حق میں عابد، معبود، ساجد، مسجود، کفر و اسلام، دنیا و دین، بہشت اور دوزخ، جسم و روح اور اپنی ہستی کا بھی احساس نہیں رہتا وہ ماسوا اللہ سے مردہ اور زندہ برب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ وہ اس کو جس طرح چاہے متحرک رکھے۔ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا: ''اَنَـــا بِکَ وَاِلَیْکَ'' (مسلم) میں تجھ سے اور تیری طرف قائم ہوں۔ وہ ارادتِ الٰہی کے تحت طالبانِ صادق کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس میں تعصب ونفرت کا نام ونشان بھی نہیں رہتا۔ وہ توحید وعرفان کی تلواروں سے طالبان صادق کے دلوں پر قبضہ کر کے دانائی اور حکمت سے ان کو عرفان حق کی طرف موڑ دیتا ہے۔ قولہ تعالیٰ:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ (الضحیٰ ۱۱ پ۳۰)	اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

اے عزیزو! اپنی عقلوں اور خیالات کو اپنے باطن کی درستی کے لئے صرف کرو۔ اپنے ایمان کی طاقت کے بل پر کھڑے ہو۔ اسم اعظم کا سہارا پکڑو اور اس مقدس فرض کی ادائیگی میں، جو تم کو تعلیم کیا گیا ہے، گرم جوشی سے لگ جاؤ۔ تاکہ سایۂ رحمت تمہیں ڈھانک لے اور تم پر رازِ حقیقت کھل جائے۔ نفسانیت اور نام ونسب پر فخر کے بجائے، رشتۂ حقیقی کا ظہور ہو کر ہر طرح کی بت پرستی سے نجات ملے۔

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

(اے جامی عشق کا بندہ بن اور نسب نسق کو چھوڑ، اس راہ میں فلاں اور ابنِ فلاں کی کوئی اہمیت نہیں۔)

قولہ تعالیٰ: اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ (النجم آیت ۲۳ پ۲۷)	یہ نام تو تم نے اور تمہارے آباؤاجداد نے رکھ لئے ہیں۔

اے عزیز! اسلام کی منشاء یہ ہے کہ انسان درجہ بدرجہ ترقی کر کے حقیقت شناس ہو جائے لیکن چونکہ ہر انسان کی عقل وہمت یکساں نہیں ہے اس لئے اس کی ترقی اس

Marfat.com

کی فہم وعقل اور حوصلے کے مطابق ہوتی ہے۔ مرشدان کامل کی صحبت اور تعلیم پاک سے صرف طالبان صادق ہی اعلیٰ مراتب تک پہنچ سکتے ہیں۔ کم ہمت اور چوں وچرا میں مبتلا خود بین اور نااہلوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

فائدہ کیا کرے صحبت جو نہ ہو استعداد
باغ میں جا کے کبھی زاغ خوش الحان نہ ہوا

اگر تجھ کو واقعی حق کی طلب ہے اور تو ظلماتِ بشریت اور نفسانیت کی تاریکیوں سے نکل کر انوار حقیقت کی روشنی میں آنا چاہتا ہے تو ریاضت اور مجاہدہ سے مت بھاگ۔ تن آسانی اور سہل پسندی کو چھوڑ۔ سر بکف ہو کر دنیاوی عزت و ناموس کے بتوں کو توڑ دے اور دیوانہ وار حق کی طرف قدم بڑھا۔

بے مشقت نہیں ہوتی کوئی راحت حاصل
غرقِ دریا ہوا غوّاص تو گوہر پایا

جب تک تو باقی ہے تو دوئی اور شرک فی الوجود سے نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ تیرے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ایک تو، ایک رب۔ ایک بندہ ایک معبود اور نہ جانے کیا کیا۔ ایک متلاشی اور دوسرا غائب۔ کثرت پرستی احد پرستی نہیں ہے۔ جلد سے جلد اثراتِ ماحول اور علم وخرد کی وجہ سے تجھ میں جو خودی پیدا ہوگئی ہے اس کو عشقِ الٰہی کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال کر بھسم کر دے تاکہ تیرے اور اللہ کے درمیان کوئی غیریت نہ رہے۔ حدیث:

وَجُودُکَ ذَنبٌ لَا یُقَاسُ بِهَا ذَنبٌ (سرالاسرار)	تیری ہستی ایسا گناہ ہے جس کے مقابل دوسرا گناہ قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

خویشتن را تو درمیانہ مبین
سدّ اسکندر از میان بردار

Marfat.com

(اپنے آپ کو درمیان سے ہٹادے، سب سے بڑی رکاوٹ تو خود ہے۔)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے علمِ اوّلین و آخرین کا وارث بنایا اور مختلف علوم کی مجھے تعلیم دی۔ ایک علم وہ ہے کہ جس کا چھپانا مجھ پر لازم قرار دیا کیونکہ وہ ایسا علم ہے کہ جس کو میرے بغیر کوئی نہیں اٹھا سکتا۔ دوسرا علم وہ کہ جس کے بتانے اور چھپانے میں مجھے اختیار دیا، تیسرا علم وہ ہے کہ جس کے متعلق یہ حکم ہوا کہ خاص و عام کو تبلیغ کردو۔ (تفسیر روح البیان جلد نمبر۳، صحائف السلوک)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وِعَائَیْنِ، اَمَّا اَحَدُهُمَا فَقَدْ بَثَثْتُهٗ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهٗ لَقُطِعَ الْبُلْعُوْمُ.

میں نے رسول اللہ ﷺ سے علم کے دو ظرف یاد کیے ہیں۔ ایک تو میں نے ظاہر کر دیا اور اگر دوسرے کو ظاہر کروں تو یہ ٹینٹوا کاٹ ڈالا جائے۔

(بخاری کتاب العلم حدیث نمبر۱۲۰ نیز بخاری کتاب الفتن)

ظاہر بینی اور جسمانی اعمال سے انسان عالمِ ظاہر اور جسمانیت ہی کی طرف ترقی کر سکتا ہے۔ روحانیت اور حقیقت کی طرف جسم اور عالمِ ظاہر سے آنکھیں بند کیے بغیر ایک انچ بھی نہیں بڑھا جا سکتا۔ جب تک تو سدِّ سکندر یعنی اپنے وجود کو درمیان سے نہیں اُٹھائے گا تو ذاتِ واجب الوجود لاتعین سے دور ہی رہے گا۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ فرماتے ہیں۔

اے عالم نادانی چندیں بچہ میخوانی   آں علم مفید است دانم کہ نمی دانی
سرِ موئے تو شد برنے در علم نحو و صرفے   معلوم نہ شد حرفے زاں علم کہ ربّانی

(اے نادان تو بچے کی طرح اتنا بھی نہیں جانتا کہ تیرے لئے کون سا علم مفید ہے اور کونسا غیر مفید۔ ایسا لگتا ہے کہ علم نحو و صرف پڑھنے کی کوشش میں تیرے بال سفید ہو گئے، پھر بھی تجھے علمِ ربانی کا ایک حرف نہیں آیا۔)

Marfat.com

اے عزیزو! جو کچھ تم اپنے آپ کو دیکھتے اور سمجھتے ہو تم وہ نہیں ہو بلکہ اس تمام ظہور کے مظہر تم ہی ہو۔ اگر تمہاری نظر علوّ کی طرف پرواز کرے، تو چشم ظاہر بین خود بخود باطن کی طرف متوجہ ہو جائے گی۔ تمہاری فکر میں قوت پیدا ہوگی اور پھر تم کو اپنی اصل وحقیقت کا سمجھنا آسان ہو جائے گا۔ یہ وہمی ہستی کا مرقّع جو تمہارے دل میں جما ہوا ہے، بیوقوفوں کے مکالمے اور اندھوں کے خیالات کا نقشہ ہے۔ اس وہم اور خیال کو پوری ہمّت اور یکسوئی سے دور کر دو، ورنہ باوجود کوششِ بلیغ کے تم ذات کو نہیں پا سکو گے۔ شاہراہ معرفت وحقیقت یہ ہے کہ ما سواحق سے پاک ہو کر ذات میں محو ہو جاؤ۔

جس طرح ایک مَـخـزنِ روشنی یعنی پاور ہاؤس کی طاقت سے لاکھوں قمقمے رات کی تاریکی میں روشن نظر آتے ہیں اور ہم قمقموں کی روشنی سے روشنی کے مَـخـزَن یعنی پاور ہاؤس تک پہنچتے ہیں اور عقل سے یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ ان سب کا تعلق ایک مَـخُـزَن سے ہے، جہاں سے ان میں برقی رو آ کر ان کو روشن کرتی ہے۔ اسی طرح سالکانِ باخبر عروجِ روحانی حاصل کر کے تعینات واعتبارات میں انوارِ وحدت کا پتہ لگا کر نگاہِ بصیرت سے دیکھتے ہیں کہ تمام اجسام واجرام میں بحرِ وحدت کے انوار جلوہ آراء ہیں۔ تمام عالمِ کثرت ذاتِ وحدہٗ لا شریک کے اسماء وصفات کے ظہور کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید۔ ”قلندر جو کہتا ہے دیکھ کے کہتا ہے“ یہ تیری خودی ہے، جو تجھ کو روشنی کے بجائے تاریکی اور نور کے مقابلے میں ظلمت کو اچھا دکھاتی ہے۔ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں۔

تو کز سرائے طبیعت نمی روی بیروں — کجا بکوئے حقیقت گزر توانی کرد

حجاب چہرۂ جان می شود غبار تنم — خوشادمیکہ ازیں چہرہ پردہ بر فگنم

(ابھی تک تجھ کو اپنی طبیعت کے مقام تک رسائی حاصل نہیں ہوئی ہے تو تُو حقیقت تک کیسے پہنچ سکتا

Marfat.com

ہے۔اپنے نفس (جان) کے چہرہ سے پردۂ غبار ہٹادے پھر تجھ پر اصل چہرہ ظاہر ہوگا۔)

اے عزیز۔! تو اپنی اصل اور حقیقت کو بھول گیا۔کیا تھا اور کیا ہو گیا؟ اپنی عقل اور فکر سے ہمّت کے ساتھ اس وہمی اور خاکی خرقہ کو پُرانے لباس کی طرح اتار کر پھینک دے اور پھر دیکھ کون کس کے روبرو ہے۔؟ اس کیفیت کا نام روحِ عشق ہے اور یہی عبادت اور یادالٰہی کی جان ہے جب تو کہتا ہے کہ میں فلاں شخص ہوں اور یہ میرا جسم ہے، اس وقت غور کرنا چاہیئے کہ یہ نام والا شخص کون اور کہاں ہے۔جسمانی موت کے بعد کہا جاتا ہے کہ فلانے کا انتقال ہو گیا حالانکہ جسم موجود ہوتا ہے۔ پھر کس کا انتقال ہوا یا کون منتقل ہوا۔؟ اس سے معلوم ہوا کہ تو نہ نام ہے نہ جسم۔جسم چار عناصر کا پتلہ ہے جس کو تو خودی کی وجہ سے اپنا آپا سمجھتا ہے اور خودی سہ گانہ ہو کر علم، عالم اور معلوم یا نظر، ناظر اور منظور کی صورت ہوگئی ہے۔جسم پیدا ہوتا اور فنا ہو جاتا ہے۔تو ہست نما نیست ہے۔نیستی کہنے میں آتی اور ہستی کلام سے باہر ہے جو کہتا ہے کہ نیست ہے۔وہی ہست ہے۔ جب توحید کامل ہو جاتی ہے تو سالک کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لافانی ہے۔" اَلتَّوْحِیْدُ اِسْقَاطُ الْاِضَافَاتِ"۔تمام ظاہری و باطنی مصیبتوں، دکھوں اور آفات کا صرف یہی واحد علاج ہے کہ دریائے وحدت میں غرق ہو کر خود سے بیخود اور باہوش سے بے ہوش ہو جائے۔حدیث:

اَلسَّلَامَةُ فِی الْوَحْدَةِ وَلَا فَاتُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ (بخاری)	وحدت میں سلامتی اور دوئی میں آفات ہیں۔

اسلامی یا حقیقی توحید حاصل کرنے کا ذریعہ تصوّف کی تعلیم پر کسی مرشد کامل کی رہنمائی میں عمل کرنا ہے۔حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ فرماتے ہیں کہ علوم متداولہ کا خلاصہ علم تفسیر، حدیث اور فقہ ہے۔ان تینوں علموں کا خلاصہ علم تصوف ہے۔

Marfat.com

اے عزیز—! حق تعالیٰ ہی اپنے وجود حقیقی کے ساتھ موجود ہے، خلق کا بذاتہٖ کوئی وجود نہیں۔ تیری نگاہیں ہر وقت فانی کو تکتی رہتی ہیں اور تیرے دل میں عالمِ محسوسات بسا ہوا ہے، اس لئے تو خالقِ کائنات سے غافل ہے۔ عالَم حقیقت میں دوئی کا گذر نہیں۔ اس عالم میں وہی راہ پاتے ہیں، جو اپنے دامن سے خودی، خود بینی اور خود فروشی کی گرد جھاڑ چکے ہیں۔

خود پرست اللہ پرست نہیں ہوسکتا۔ اجرام، اجسام اور محسوسات کی لذّات کے عاشق، طالبِ دنیا اور نفسانیت کے مرید کو دُنیا و مافیہا کی فانی دلفریبیوں کی پرستش سے فرصت کہاں کہ وہ انوارِ حقیقت کا مشاہدہ کر سکے؟ تیرا قلب بیت اللہ ہے، لیکن اس کو تو نے بت خانہ بنا رکھا ہے۔ حُبِ جاہ، نام و نمود، فانی لذات، پندارِ ہستی اور دوسرے بے شمار بُت اُس میں بھرے پڑے ہیں۔ جب ان بتوں کو توڑ دے گا، تو اس میں تجھ کو ذات وحدہٗ لا شریک کے انوار جگمگاتے نظر آئیں گے۔ جب سالک کا عارضی وجود عشق الٰہی میں جاذبۂ حق کے باعث نابود ہو جاتا اور اُس کے پندارِ ہستی کا طلسم ٹوٹ جاتا ہے، تو وہ عالمِ کثرت کے گونا گوں مظاہر میں ظاہری آنکھوں سے جلوۂ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط (النور ۳۵) ''اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا'' کو بے حجابانہ دیکھتا ہے۔ مَا رَاَیْتَ شَیْئًا اِلَّا رَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ۔ ''میں نے نہیں دیکھی کوئی شے مگر تو دیکھے گا اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہر اس چیز میں جو شے ہے۔'' حضرت عطارؒ فرماتے ہیں۔

ہر کہ نادیدہ نام اُو گوید — مشرک ست آں فضول نا ہموار
ہر کہ از وے نزد انا الحق سِرّ — ہست او از جماعت کفار

(جو اُسکو بغیر دیکھے اُس کا نام لیتا ہے۔ وہ شخص فضول، ناہموار ہے ایسا کرنا شرک کی مثل ہے۔ جس نے اناھو الحق کے راز کو جانے بغیر انا الحق کہہ دیا وہی اصل میں کفار کی جماعت سے ہے۔)

جو شخص طلسم رنگ و بو اور اپنی جداگانہ ہستی کی زنجیروں سے آزاد ہو کر نقوشِ غیر

Marfat.com

اللہ سے پورا پورا پاک وصاف ہو جائے ، یہاں تک کہ اپنی ہستی میں بھی سوائے حق کے غیر حق کو نہ دیکھے، وہی صراط المستقیم پر ہے۔ جب سالک وہمِ غیریت سے آزاد ہو جاتا ہے، تو اس کو ہر رنگ ، ہر صورت اور ہر کیفیت میں سوائے تجلیاتِ حق کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ بلکہ جب وہ بقا بالحق سے ممتاز ہو جاتا ہے، تو اس کو سب کچھ اپنے سے اپنے میں اور اپنے لئے موجزن نظر آتا ہے۔ حضرت عبدالرحمن جامیؒ فرماتے ہیں۔

گویم بہر زبان بہر گوش بشنوم　　　ایں طرفہ ترکہ گوش وزبانم پدید نیست
طُرفہ نیرنگی کہ دارد رنگ ہائے بے شمار　　　طرفہ بے شکلے کہ دارد شکلہائے صد ہزار
ہر زباں سے بولتا ہر کان سے سنتا ہوں میں　　　اس پہ یہ طرّہ کہ خود کان وزباں رکھتا نہیں
طُرفہ بے رنگی تو دیکھو رنگ رکھے بے شمار　　　طُرفہ بے شکلی تو دیکھو شکل رکھے سو ہزار

عارف کامل بمقتضائے حدیث قدسی ''بِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَسْمَعُ'' (بخاری) کے ناطق بہ نطق حق ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری و باطنی رہنمائی میں اپنی ہستی سے کلّیتہً فانی ہو کر لافانی مسرت حاصل کر کے اپنے نشیمن میں خودی اور ماسوا سے آزاد ہو کر گوشہ نشین ہوتے ہیں۔ ان کو ہر تعین اپنا وجود معلوم ہوتا ہے۔ وہ تمام صور واشکال میں حق سے حق کو سنتے اور دیکھتے ہیں۔

خشک تار و خشک چوب وخشک پوست　　　از کجا می آید ایں آواز دوست
نے زتار و نے زچوب و نے زپوست　　　خود بخود می آید ایں آواز دوست

(بانسری بظاہر خشک تاروں، خشک لکڑی اور خشک چھلکوں سے بنی ہوئی ہے مگر حیرت ہے کہ اس سے دوست کی آواز کہاں سے آرہی ہے۔ یہ آواز نہ تار، نہ لکڑی، نہ چھلکے کی ہے بلکہ حقیقتاً اسی دوست کی آواز ہے۔)

خود ہی طالب، خود ہی طلب، خود ہی مطلوب اور خود ہی عاشق ، خود ہی عشق، خود ہی معشوق۔

Marfat.com

کلّ شیءٍ محیط می بینم

ہر چہ بینی بنشیں بہ نقش و نگار (عطار)

یہ دنیا جو نقش و نگار کی صورت میں دکھائی دیتی ہے وہ ایک ذات سے محیط اور اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

یہ نقش و نگار رنگ برنگی پردوں سے کسی کے حسن جہاں کی گنگناہٹ سنائی دیتی ہے۔ جس سے عارف کے قلب و روح پر ذوق و جذبات کا عجیب ترنم ہمیشہ سکون چھایا رہتا ہے۔

اے عزیز — تیری ہستی کی حقیقت، تیری امیدوں کا مرکز تجھ سے برائے نام بھی دور نہیں ہے بہت سے قدم بڑھا۔ اپنی ہستی اور کل کائنات کی دل سے نفی کر دے تجھے پر خود بخود وحدت جو پردۂ کثرت میں مخفی ہیں ظاہر ہو جائیں گے۔ تیرا یہ معاملہ اپنی خودی کا نفی کرتا ہے۔ یہی مقصود وصل کرنے کے لئے مرتبۂ کثرت میں وحدت کو تلاش کر۔ تلاش سے تمام کی جستجو میں مصروف ہوں۔ تجھ کو چاہیئے کہ وہ ہستی اور وجود میں اپنے ہستی وجود کی نفی کرتا رہے۔ تاکہ وہ ذات جس سے زیادہ تو کوئی ہستی نہیں ہے تجھ پر ظاہر ہو جائے۔ ذات وہ جب وجود سب موجودات کی اصل ہے۔ جب سب وجود اسی ذات حق کے وجود ہیں۔ مخلوق کا وجود ظاہر ہے۔ تو کس طرح محسوس کرتے ہیں یہ ہستی کی تجلی ظاہر ہوتی ہیں ان کے لئے وہ تمام تر تجلیاں ہیں۔ اور ہستی کے عدم ظاہر ہوں اور ان کے لئے جو ظلمت اور کثرت معدوم ہیں۔ غور کرو کہ تمام ہستی کے خدا پر ان تمام کی یہ حیثیت اور حق سے الگ ہو کر وجود کی جستجو کی بہت تاریکیوں میں رہ جاتے ہیں —

اے عزیز — تو جو تجھے محسوس ہوتا ہے وہ کل نہیں اور تجھ سے غیر ہے۔ اسے ذات حق جو وجود ہے سب ہستی ہے۔ وہ جو تجھے حق کی ذات سے مخلوق کی ہستی کا وجود ظاہر ہے نہیں۔ ہستی کی جگہ وہ ذات حق ذات کے قرب میں مخلوق کا نہیں ہے

سوائے نادانی کے اور کچھ نہیں۔

قولہٗ تعالیٰ: کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ط (القصص آیت ۸۸ پ ۲۰) | سوائے ذات الٰہی کے سب چیزیں فانی ہیں۔

اس آیت میں ''ھَالِکٌ'' فرمایا گیا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اشیاء اب بھی فانی ہیں۔ اگر فنائے آیندہ مراد ہوتی تو ''یُھلِکُ'' ارشاد ہوتا ہے، ''ھَالِکٌ'' نہ فرمایا جاتا۔

جب تعیّنِ اعتباری کا پردہ درمیان سے اُٹھ جاتا ہے، تو ذاتِ واحد کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہتا ہے۔ اگر خلق کو موجود مانا جائے تو بھی یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اُس کی ہستی بذاتہٖ نہیں ہے اور اس کی ہستی کسی دوسرے کے ساتھ قائم ہے۔ جس کے ساتھ یا جس کی وجہ سے خلق ہست نظر آتی ہے یا جس کی ہستی بذاتہٖ قائم ہے اور اپنے قیام میں کسی دوسرے کی محتاج نہیں، وہی ہست حقیقی ہے۔ لہٰذا حقیقت کے مقابلہ میں دھوکے اور کامل کے مقابلے میں ناقص کی طرف متوجہ رہنا کسی طرح بھی عقل و ہوش کا کام نہیں ہوسکتا۔ باقی کے مقابلے میں فانی کی محبت کو دل میں جگہ دینا دانائی نہیں۔ خلق ہر حال میں فانی ہے۔ اس کو کسی وقت موجود نہ خیال کرنا چاہیئے۔ خلق کا وجود اسی وقت تک حق سے علیحدہ معلوم ہوتا ہے، جب تک طالب انوارِ حق سے غافل ہے۔ جب نظر وجودِ حقیقی کی طرف متوجہ ہوتی ہے، تو تمام تعینات اور اعتبارات سے انوارِ الٰہی کے فوارے سے اُبلتے نظر آتے ہیں۔

آئینہ خانہ ہے کثرت اور وحدت عکس ہے
لاکھوں تصویریں کھنچی ہیں ایک ہی تصویر ہے

دریا کی بے تاب لہروں کی طرح موجودات فنا ہوکر ذات میں غائب ہو جاتے ہیں۔ حق اپنے ارادہ کے مطابق جمالی پہلوؤں سے ہمیشہ جدید مناظر کے نقوش دکھاتا

Marfat.com

رہتا ہے۔تمام عالمِ کثرت کی حق سے علیحدہ کوئی ہستی نہیں۔جب بلا نوش، میخانۂ الفت کے خراباتی کی ذہنیت سے افعال، اوصاف، خطرات اور توہمات اُٹھ جاتے ہیں، تو مالکِ حسنِ بے پناہ، جس کی طورِ سینا پر ہزارہا پردوں میں نہاں تجلی کا ظہور ہوا تھا، بے حجاب آشکارا معلوم ہوتا ہے۔قولہ تعالیٰ۔اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ O (البقرۃ آیت ۲۸)

''پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے''۔وہ بیخود۔میخانۂ ازل کا مست۔رضا و تسلیم کا بندہ۔اپنی فرطِ محبت و بیخودی سے پروانۂ جانباز کی طرح تڑپ کر عالمِ غیب کی طرف بازگشت کر جاتا ہے۔وہ حق کی صفت اور اس کا فعل ہے اور فعل سے فاعل کا اور صفت سے موصوف کا علیحدہ ہونا محال ہے۔اپنی حقیقت سے آشنا ہوکر، جو کچھ اس کی زبان سے نکلتا ہے، وہ اُس کا قول نہیں ہوتا۔اگرچہ زبان اس کی معلوم ہوتی ہے، لیکن کہنے والا حق ہوتا ہے۔

من نمی گویم اَنَا الۡحَق یار می گوید بگو
چوں نگویم چوں مرا دلدار می گوید بگو

(میں انا الحق نہیں کہتا بلکہ میرا دوست مجھ سے کہلوا تا ہے۔مجھ سے میرا دلدار کہے تو میں کیوں نہ کہوں۔)

مقامِ توحید پر پہنچنے کے بعد اگر تم سب سے بلند ہوکر زندگی بسر کرو، تو موحّد بن جاؤ گے۔تم کو غیر کے وجود کا گمان بھی نہ رہے گا۔تم نہ ہو گے بلکہ وہی ہوگا۔اگرچہ بظاہر تم عبد ہو معبود نہیں، لیکن للّٰہیت تمہاری شان اور حقیقت ہے۔حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے، حضرت امام حسینؓ سے ارشاد فرمایا تھا:

یَاوَلَدِیۡ فِکۡرُکَ فِیۡکَ یَکۡفِیۡکَ دَائُکَ وَدَوَائُکَ فِیۡکَ لَیۡسَ شَیۡءٌ خَارِجاً مِّنۡکَ اَنۡتَ اُمُّ الۡکِتَابِ یَاوَلَدِیۡ اَنۡتَ جِسۡمٌ صَغِیۡرٌ وَّ فِیۡکَ عَالَمٌ اَکۡبَرُ.

Marfat.com

بیٹے! تیرا فکر تجھ میں تیرے لئے کافی ہے۔ تیرا درد اور تیری دوا تجھ میں ہے کوئی چیز تجھ سے باہر نہیں۔ تو ہی اُم الکتاب ہے۔ اے فرزند تو ایک چھوٹا سا جسم ہے اور تیرے اندر ایک بڑا جہان ہے۔

اتزعم انک جرم صغیر   وفیک انطوی العالم الاکبر

(کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم چھوٹے سے جسم ہو حالانکہ تم میں تمام عالم اکبر سمٹ گیا ہے)

لیس علی اللہ بمستنکر   ان یجمع العالم فی واحد

(حق تعالیٰ کی قدرت سے کوئی بعید نہیں کہ تمام عالم کو کسی ایک فردِ واحد میں جمع کرے۔)

جب تمہاری نظر مظاہر پر پڑتی ہے تو تم عین حق کو مشاہدہ کرتے ہو۔ حقیقت کی رو سے حق ہی حق کو پہچانتا اور اسے دیکھتا ہے۔ اگر ذاتِ مطلق کو فقط حالت تنزیہہ میں بے چوں ہی مدِ نظر رکھو اور خلق کو اللہ سے جدا سمجھ کر علیحدہ سمجھو، تو اس سے ایک زبردست جذبۂ عشق دب جائے گا اور ذات حالت تنزیہہ میں محدود ہو جائے گی۔

اگر ذات کو فقط تشبیہ سے نسبت دی اور مرتبہ تنزیہہ سے اسے دور کر دیا اور اپنے پندار سے یہ کہا کہ وہ موجودات کے ساتھ ظاہر ہے تو اس صورت میں بھی ذات کو تشبیہ میں مقید کر دیا۔ جب سالک نے اپنی ہستی کو مٹا کر تنزیہہ اور تشبیہ دونوں مرتبوں میں ذاتِ حق کی نسبت کو معلوم کر لیا، تو وہ عالم ربانی یا عارفِ کامل ہو کر دنیا اور آخرت کا سردار بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ یہ مرتبہ اپنے مظہرِ اتم انسانِ کامل کو عقل و عرفان کی وجہ سے عطا فرماتا ہے۔ عقل اسی لئے مرحمت ہوئی ہے کہ انسان اپنے دورِ زندگی میں عالمِ کثرت سے وحدت کی طرف رجوع ہو کر اس میدان میں جوش و ہمت سے قدم بڑھاتا چلا جائے، اور اپنی حقیقت اور مبداء سے واقف ہو کر وہم غیریت سے آزادی حاصل کر لے۔ آب آمد تیمم برخاست۔

Marfat.com

عالم اندر من و بہوش من خیر انند
من ذر آں کس کہ ترا بیند و حیراں شود

(کُل عالم میرے اندر موجود ہے۔ اور مجھے دیکھنے والے میری بے ہوشی پر حیران ہیں۔ مجھے ان پر تعجب ہے کہ تجھے دیکھتے ہیں اور حیران نہیں ہوتے۔)

هُوَ الشَّاهِدُ ،هُوَ الْمَشْهُوْد ،هُوَ الْعَابِدُ ،هُوَ الْمَعْبُوْد، هُوَ الْعَاشِقُ ،هُوَ الْمَعْشُوْق.

آپ ہی ناظر، آپ ہی منظور، آپ ہی موجود۔ آپ ہی عبادت کرنے والا آپ ہی معبود۔ خود ہی عاشق اور خود ہی معشوق۔ خود ہی وحدت، خود ہی کثرت اور پھر سب سے اعلیٰ اور سب سے بالا۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

ایں من و ما بہرِ آں ساختی　　تا تو با خود نردِ خدمت باختی

(یہ میرا اور تیرا بنا کر تو نے خود ہی لطف لیا ہے۔)

ممکنات کو اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ یہاں آ کر جان بوجھ کر مسکنت کی حالت میں اپنی خدمت آپ کرے۔ تعین کے لباس میں اس مٹنے والے نقش کی آڑ میں ٹھیک طور پر انتہائی انہماک سے خود اپنی عبادت کرے اور اپنے حُسن ''ذاتی'' پر فریفتہ ہو۔

حُسنِ خویش از روئے خوباں آشکارا کردہَ
پس بچشم عاشقاں خود را نظارہ کردہَ

(اپنے حسن کو محبوب کے چہرے سے ظاہر کر دیا ہے پس خود عاشق بنکر اپنے حسن کا نظارہ کرتا ہوں۔)

وہ تعینات کے رنگین لباس میں اپنی بے شمار صفات اور شاندار جلوہ کو اپنے اندر چھپائے ہوئے ہے اور کائنات کے مظہر میں ظاہر ہو کر آئینہ مظاہر میں اپنی محبت بھری نظروں سے اپنے عرفانی حُسن کے ظہور کو دیکھ رہا ہے۔ وہ اپنے حُسن پر آپ ہی عاشق ہے۔ باوجود حقیقت بین تماشائی ہونے کے اپنے حجابِ ظاہری میں ہر

Marfat.com

لمحے اس کا جلوہ اُس کے پیش نظر ہے۔ ثاقبؔ جودھپوری فرماتے ہیں۔

در لباس دیگراں دلدار ما خویشتن را طالب دیدار شد
یار من با کمال رعنائی خود تماشا و خود تماشائی

(میرا محبوب مختلف لباس میں ظاہر ہوکر اپنے دیدار کا طالب ہوگیا، میرا محبوب کمالِ رعنائی سے خود تماشا اور خود تماشائی ہے۔)

سالک اگر مقام توحید پر پہنچنے کے بعد وجودِ غیر کے خیال سے کلیّتاً پاک وصاف ہو جائے تو موحد بن جائے گا۔ ان اشکال کے نقاب میں ایک حقیقتِ باقی پنہاں ہے۔ سالک کی بلند حوصلگی سے جب نفسانی خواہشات دب کر مر جاتی ہیں، اور اس کے جسمانی احساسات مردہ ہو جاتے ہیں تو اس کا نفس عناصر کی حدود سے آگے بڑھ جاتا اور اُن کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے۔ جاذبۂ حق کی کشش اس کی ہستی کو کھینچ کر بحر وحدت میں غرق کر دیتی ہے اور وہ فنا ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر تمام نقوش اور صورتیں بھی گم ہو جاتی ہیں اور سوائے ذات الٰہی کے کچھ نہیں رہتا۔

خلعت خلّتِ حق پوش خلیل اللہ وار
کن نظر باز بخود نور توئی نار توئی (ثاقبؔ جودھپوری)

تکمیل کے بعد جب واہمۂ ہستی کی تاریکی دور ہو جاتی ہے اور انانیتِ غیرِ فانی کی روشنی پھیلنے لگتی ہے تو روح یعنی ذات اور وجود میں کوئی مغائرت نہیں رہتی۔ وہمی دوئی مٹ جاتی ہے اور عارفِ بےخود کی زبان سے حق۔ رازہائے توحید کو طشت از بام کر دیتا ہے۔

من خدایم من خدایم من خدا
فارغم از کبر و کینہ و ز ہوا (عطارؔ)

(میں اللہ ہوں، میں اللہ ہوں، میں اللہ۔ میں کبر و کینہ اور ہوس سے فارغ ہوگیا۔)

Marfat.com

''الرَّبُّ رَبٌّ وَلَوْ تَنَزَّلْ''۔ اگرچہ اس نے عبودیت کی صورت میں تنزل فرمایا لیکن رب، رب ہی ہے۔

اس حقیقت پر اہل تصوف کا اتفاق ہے کہ بجز ذاتِ حق کچھ نہ تھا۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ ''اللہ تھا اور اُس کے علاوہ کچھ نہ تھا''۔ (بخاری) ذاتِ حق سے بجز حق کے اور کچھ ظہور میں نہیں آ سکتا۔ وہاں باطل کی گنجائش نہیں۔ اس عالم ظاہر میں جو شک وشبہ پیدا ہوا ہے یہ وہم یعنی ممتنع الوجود صفات میں ہے۔ اسی سے عالم کا ظہور ہوا یہ عالم ممتنع الوجود (وہم) کے سبب نظر آتا ہے ورنہ حقیقت میں سوائے حق کے کچھ نہیں۔ جب طالب ذوقِ حق کے ساتھ مادیت سے آگے بڑھ جاتا اور عشق نمودار ہوتا ہے، تو اس کا تفکر اور خیال حقیقت آشنا ہو کر نفسِ عنصری کا پابند نہیں رہتا۔ وہ روحانیت سے آگے بڑھ کر یہاں تک اوجِ کمال پر پہنچتا ہے کہ تمام وہمی طلسم ٹوٹ جاتے ہیں اور وہ اپنے مقصود سے بہرہ ور ہو جاتا ہے۔ جو مادہ کے اظہار تنوّع کو اپنا آپا قرار دیتا اور اسی کا پابند رہتا ہے، وہ حق آشنا ہونے کی بلند ترین آرزو نہیں رکھتا۔

اے عزیز! راہِ حقیقت معلوم کرنے کا یہ بہترین طریقہ ہے کہ تو اپنی ہستی کی کامل طور پر نفی کر دے۔ خودی کو مٹا کر ہی اللہ کو پانا ممکن ہے۔ حضرت شیخ المشائخ خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں۔

اگر بقا طلبی اولت فنا باید — کہ تا فنا نشوی رہ نمی بری بہ بقا
نقابِ ہستی خود را تو از میاں بر دار — دگر بہ بین کہ جمالِ تو می شود پیدا
اگر تجلی نور قدم ہمی خواہی — معینؔ نقابِ حدوث از جمال خود بکشا

(اگر بقا کی طلب ہے تو فنا ہو جا، جب تک فنا نہیں ہو گا بقا حاصل نہیں ہو سکتی تیری ہستی ہی نقاب

Marfat.com

ہے اس کو ہٹا دے۔ جمال تجھ میں ہی ظاہر ہو جائے گا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تجلیِ نور ہو تو اے معینؔ پردۂ ہستی ہٹا دے۔ جمال خود ظاہر ہو جائے گا۔)

اگر تو واصلِ ذات ہونا چاہتا ہے، تو ظاہری حرف و نام سے گزر جا۔ انانیتِ شخصی کو دور کر دے۔ اوصافِ رذیلہ اور اخلاقِ ذمیمہ سے پاک وصاف ہو جا۔ اس طریقے سے تو بے شک آئینہ ذاتِ الٰہی ہو جائے گا اور اپنی ذات کو مظہرِ ذاتِ حق اور اُس کے انوار نامتناہی کو موجیں مارتا ہوا دیکھے گا۔ پاک کی صحبت اور محبت تجھ کو ماسوا سے پاک کر دے گی اور علمِ پاک سے تجھ کو معلوم ہو جائے گا کہ تیری ذات دراصل پاک ہے۔

لوح دل راز نقش غیر بشوے
خویشتن را خدائے خود انگار (عطارؔ)

(دل کی کتاب سے اپنے غیر کے نقشہ کو دھو ڈال، اللہ خود ظاہر ہو جائے گا۔)

ایک مرتبہ سرشارِ محبت مست الست حضرت بایزیدؒ کے ایک ناآشنائے رازِ وحدت ناقص العقیدت ارادتمند نے جو غوامضِ شریعت، ماہیتِ طریقت اور روحِ اسلام کی حقیقت سے بے بہرہ تھا۔ عرض کیا حضور آپ کلماتِ کفر "سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ" فرمایا کرتے ہیں۔ آپؒ نے جواباً فرمایا۔ بایزید کا کیا مُنہ ہے جو ایسے کلمات زبان سے نکالے۔؟ اگر آئندہ یہ کلمات اس کی زبان سے نکلیں، تو فوراً اس کو سزا دو۔ اس کے بعد جب آپؒ پر جذبۂ وحدت کا غلبہ ہوا، تو آپؒ نے پھر یہی الفاظ بے اختیارانہ دہرائے۔ حسنِ اتفاق سے وہ مرید بھی موجود تھا اس نے فوراً چاقو نکال کر دستِ مبارک پر حملہ کیا۔ لیکن اپنے ہاتھ کو زخمی دیکھا اور آپؒ کے دستِ مبارک کو کوئی گزند نہ پہنچا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب بندہ جسم خاکی کی بندش اور ہوا وہوس کے

Marfat.com

گرداب کو طے کر کے دریائے حقیقت میں غوطہ زن ہوتا ہے، تو اُس وقت عبد و معبود میں کوئی فرق نہیں رہتا۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری (خسروؒ)
میں تو ہوا، تو میں ہوا، میں تن ہوا، تو جان ہوا
اب کون کہہ سکتا ہے کہ، میں اور ہوں تو اور ہے

غرض یہ کہ جب انسانِ کامل کے دل و دماغ پر جذب الٰہی اور حقیقی سکر کی حکومت قائم ہو جاتی ہے، تو اس کا جسم ذاتِ حق میں اور اسکے افعال مشیتِ حق میں جذب ہو جاتے ہیں۔ وہ جسمانی قید سے آزاد اور کثافتِ مادی سے مبّرا ہو کر ذاتِ حق کا جو عالمِ کثرت میں ساری اور طاری ہے، ایک مظہر بن جاتا ہے۔ ظرف عبدیت میں الوہیت جلوہ افگن ہوتی ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذات بے انتہا ارفع و اعلیٰ اور جزو کُل ہونے سے پاک ہے۔

آنرا کہ فنا شیوہ و فقر آئین است نے کشف و یقین نے معرفت نے دین است
رفت اُو ز میان ہمیں خدا ماند خدا اَلْـفَـقْـرُ اِذَا اَتَـمَّ هُـوَ اللهُ این است

درویشی کا انتہائی مقام ربوبیت ہے اور اس لحاظ سے صوفیاء کرام کا یہ قول ''اَلْـفَـقْـرُ اِذَا اَتَـمَّ فَهُـوَ اللهُ'' صحیح ہے۔ اس سے کمالِ فنا فی اللہ کے معنی نکلتے ہیں۔ عاشقِ صادق اپنے کل تصرّفات کو فنا کر کے ارادت حق سے رنگین ہو کر باقی باللہ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر آن حاضر و ناظر اور سمیع و علیم ہے۔ ذاکر کثرتِ ذکر و فکر سے جب منازلِ روحانی کو طے کرتا ہوتا ہے، تو اس کو یہ صفات معلوم و مفہوم ہوتے ہیں۔ اس منزل سے گزرنے پر اوصاف اور افعالِ حق اس میں جلوہ گر ہوتے ہیں اور اُس کا

Marfat.com

دامن دوئی سے بےلوث ہوجاتا ہے۔ جب تک دوئی اور وہمِ غیریت باقی ہے کمالِ حقیقت حاصل نہیں ہوسکتا۔ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

که تا باخودی در خدا راه نیست　　ازیں نکته جز بے خود آگاه نیست
مے صرف وحدت کسے نوش کرد　　که دُنیا و عقبیٰ فراموش کرد
چو سلطان غیرت علَم بر کشد　　جہاں سرّ بجیب عدم در کشد
ز دعویٰ تہی آئی تا پُر شوی　　تو از خود پری زان تہی سیروی

(جب تک تو خودی کے ساتھ ہے اللہ کا راستہ نہیں مل سکتا اور جب تک بے خود نہ ہوگا اس نکتہ کو نہیں سمجھ سکے گا۔ جس نے وحدت کی شراب پی اس نے دنیا اور عقبیٰ کو بھلا دیا۔ اس کے لئے دنیا کی چیزیں معدوم ہوگئیں۔ اپنے آپ کو دعویٰ خودی سے خالی کرلے از خود بھر جائے گا اس سے جس سے تجھے بھر جانا چاہیئے۔)

انکشافِ حقیقت اور بے نظیر گنجینہ راز بشریّت

ایک روز میں ابتدائی زمانۂ سلوک میں محویت اور استغراق کے عالم میں تھا کہ یکایک وہ فصیح زبان صریح الفاظ میں میری طرف متوجہ ہوکر میرے راز کی نسبت باتیں کرنے لگا۔ یاد ہوتا ہے کہ اس کے خطاب کا مفہوم یہ تھا کہ ''میں وہی ہوں جس نے ''نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْـوَرِیْـد'' کہا تھا۔ (یعنی میں تیری رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہوں)۔ تو میرے رموز میں سے راز اور تو میرے انوار میں سے نور ہے۔ تو ممکنات کا خلاصہ ہے اپنی طاقت سے زیادہ میرے شہود کی طرف بڑھنے کا

Marfat.com

حوصلہ کر میں اپنی ذات سے تیرے نزدیک ہوں۔اپنی رفیق، حیات کے کسی بیش بہا اور عزیز لمحے میں بھی مجھ سے علیٰحدہ نہ ہو۔اپنی نافہمی سے اسم عبدیت میں نہ اُلجھ۔تیرا وجود وجودِ عنقا کے مانند،جس کا نام کے علاوہ کوئی وجود نہیں،عنقا ہے۔اسی طرح تو جو کچھ اپنی گمراہ ذہنیت سے اپنی ہستی کی نسبت مخصوص اعتقاد و یقین رکھتا ہے وہ صرف خیالی ہے۔اپنے نفس کے دھوکے میں مت آ۔اے آفتابِ ابدی کی ضیاء اگر تو اپنے احساسِ انانیت وتعیّن کو ختم کردے تو تجھ پر تیری مخفی حقیقت ظاہر ہو جائے کہ تو حق ہے، جو خلق کی صورتِ رعنا میں ظاہر ہو رہا ہے۔صفات کا لباسِ منقش اُتار۔اپنے تعیّن سے نگاہ اُٹھا اور اجنبیت کی راہ اختیار نہ کر۔

اپنے وہمی خیالات اور بحرِ خطرات میں نہ پڑ۔یہ توحید کے خلاف شرک میں غرق ہونا ہے۔میں تیرا اسم ہوں۔میں تیری ذات وصفات ہوں اور تو میری۔میرے غیر کا خیال شرک ہے اپنی اُوالعزمی کے ساتھ بشریت کے مکدّر دریا کو عبور کر کے محقّق بن اور بصیرت کی نگاہ سے دیکھ۔اس صورت کے پردہ میں میری ہی حسین ہستی،جس کو پورا کمال حاصل ہے،موجود ہے اس میں کوئی نقص نہیں۔انسانیت کے لئے اپنی حقیقتِ ازلی اور سرچشمۂ نورِ اصلی کے رشتۂ مُوالفت پر غور نہ کرنا باعث شرم ہے۔تو نے کبھی فانی اور ابدی میں تمیز نہیں کی۔اس حقیقت کو تسلیم کر کہ اگر میں نہ ہوتا، تو بھی نہ ہوتا۔میں نے تجھے ظاہر کیا تو میرا ظہور ہے۔اگر

Marfat.com

تیری عبودیت نہ ہوتی میری ربوبیت بھی ظاہر نہ ہوتی اپنے جذبات سے علو کی طرف بڑھ اور میرا قرب حاصل کر۔ میں نے تجھے اپنے لئے بنایا۔ میں نے اپنے گنجینۂ اوصاف اور حُسن کی جو خوبیاں تجھ میں ودیعت رکھی ہیں، ان کے سبب تجھ کو چاہا۔ اپنی ذات آلودۂ غیر اور نفس کے حوالے نہ کر۔ میری ذات سب مظاہر سے برتر و اعلیٰ ہے۔ بشری کدورتوں کی منازل سے برابر نکلتا چلا جا۔ محقق بن اور اپنے تحقیق کے نتائج پر پہنچ کر کمال مطلق حاصل کر۔

میری ہدایت کو تسلیم کر۔ مجھ سے عقیدت رکھ۔ جسم و جوارح اور نہایت ہی حقیر اور عرضی ہستی کے پریشان کُن خیالات چھوڑ۔ اپنے ساتھ غفلت نہ برت۔ کُل غیر حقیقی خیالات کی قید سے آزاد ہو۔ تُو بہترین مخلوقات میں سے ہے۔ میں تجھ کو بہترین تعلیم دیتا ہوں۔ اگر تو ہدایت کی روشنی میں زندگی کے مسئلہ کو پیش نظر رکھ کر اس کے لئے چشمِ سر کے بجائے صرف بصیرت سے کام لے تو ناسوتی کرشمہ میں حقیقت لاہوتی دیکھے۔"

مجھے یقین ہوگیا کہ جب بندہ قرب الٰہی میں پہنچ جاتا ہے، تو اس کا نفس نقائص محدّثہ سے پاک وصاف اور خالص ہوجاتا اور صفات الٰہی سے متصف ہوجاتا ہے۔ جب نورِ تنزیہہ اپنی جلیل القدر جلوہ ریزیوں کے ساتھ سالک کے لئے عیاں کیا جاتا اور رحمت الٰہی سے ہردم اس کی آنکھوں کے سامنے رہتا ہے، تو وہ اپنی اصل اور رازِ حقیقت سے آگاہ ہوکر، بحرِ وحدت میں غرق ہوجاتا اور حقیقت کے رنگ میں شور بور ہوکر من تو شدم کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ پھر من دیگرم اور تو [illegible]

Marfat.com

کا نقص باقی نہیں رہتا۔ یہی اعلیٰ ترین انسانی منصب اور یہی اس کا انتہائی کمال ہے۔حق تعالیٰ کی شان تنزیہہ میں اس سے کوئی فرق نہیں آ تا۔ وہ ذات پاک اس سے بھی پاک ہے کہ اُس کی شانِ قدس اور پاکی کو کسی کا خیال وقیاس چھو بھی سکے۔ وہ مہتمم بالشان رفعتوں کا مالک اپنی اسی بے مثال لطافتِ تنزیہہ پر رہتا ہے، جس میں اسکے غیر کو شرکت نہیں، بلکہ وہ اسی ذات وحدہٗ لا شریک کو خصوصیت کے ساتھ زیبا ہے جو ہر طرح منفرد ہے۔ وہ جسکو چاہتا ہے اپنے فضل وکرم سے اپنا قربِ خالص عطا فرماتا ہے اور وہی اپنے سچے طالبوں کے قلوب کو وہم غیریت سے پاک کر کے اپنے دیدار کی لاثانی دولت مرحمت فرما کر اپنی پاکیزہ اور منتخب رحمتوں کی بارش فرماتا ہے۔ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْن۔(یوسف) ''اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔''

اے عزیز! اعتبارات اور مظاہرِ تعینات میں جلوۂ حق برنگ تشبیہ آشکارا ہے۔ لیکن تشبیہ کی صداقت کی سوائے نفوسِ کاملہ کے اور کوئی شہادت نہیں دیتا اور نہ دے سکتا ہے۔حق کی شان تنزیہہ، وہ عینی حقیقت ہے، جس کو سوائے عارفِ کامل کی چشم بصیرت کے کوئی مشاہدہ نہیں کرسکتا ۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں اقسام کے مشاہدے سے طالبان صادق کو مطلع فرمایا ہے۔

رایت ربی عزّوجل فی احسن صورة (مسلم۔ترمذی۔دارمی۔مشکوٰۃ ص۶۹)	میں نے دیکھا اپنے رب عزّ وجل کو اچھی صورت میں۔
انی رایت ربی فی احسن صورةشاب امرد (ترمذی۔طبرانی)	میں نے اپنے رب کو ایک نوجوان کی اچھی صورت میں دیکھا۔
رایت ربی عزّو جل لیس کمثله شیء (احمد)	دیکھا میں نے اپنے رب عزّ وجل کو جس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے۔

Marfat.com

رایت نور اانی اراہ (مسلم)

میں نے اس کا نور دیکھا......

رایت ربی فی احسن صورۃ فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردانا مله بین ثدی فعلمت علم الاولین والاخرین۔ (احمد، ترمذی عن معاذؓ، طبرانی، وبزاز عن ثوبانؓ، خطیب عن ابی عبیدۃ ابن الجراح وابن نصر من ابن عباسؓ)

میں نے اپنے بزرگ و برتر رب کو بہترین شکل وصورت میں دیکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے مونڈھوں کے درمیان رکھا، جس کی انگلیوں کی سردی کو میں نے اپنے سینہ میں پایا اور واقف ہوگیا میں اوّلین اور آخرین کے علم سے۔

من رانی فقد رأی الحق (بخاری، مسلم، احمد)

جس نے مجھے دیکھا بے شک حق دیکھا۔

قولہ تعالیٰ: مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ○ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ○ (النجم آیت ۱۲ پ ۲۷)

دل نے جو کچھ دیکھا اس کے متعلق جھوٹ نہیں بولا۔ کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو۔

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں ابن عباسؓ نے کہا کہ محمد ﷺ نے اپنے پروردگار کو دیکھا۔ عکرمہؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ سے کہا کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ (الانعام) ''آنکھیں اسے احاطہ نہیں کر سکتیں۔'' پھر اس کو دیکھنا کیسے ممکن ہے اس کے جواب میں ابن عباسؓ نے کہا کہ عکرمہ تجھ پر افسوس ہے۔ یہ اسوقت کیلئے ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کی تجلی فرمائے اور وہ اپنے نور کے ساتھ ظاہر ہو کہ وہ نور اس کی ذات کا خاص نور ہے۔ (ترمذی۔ مشکوۃ)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ میں حدیث ابن عباسؓ کے مطابق (عقیدہ رکھتے ہوئے) کہتا ہوں کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کو اسی آنکھ سے دیکھا، دیکھا، دیکھا یہاں تک فرماتے رہے کہ سانس ٹوٹ گئی۔ (شفا شریف ج ا ص ۱۲۰)

Marfat.com

اے عزیز۔! صاحبِ وجود ایک ہی ذات پاک ہے۔اعتبارات ، اجسام اور تعینات اس کے مختلف اور عارضی ظہورات ہیں۔تعینات کی انفرادی طور پر ابتدا اور انتہا ہے لیکن ذاتِ حق ہمیشہ زندہ اور قائم بالذّات ہے۔ ہماری حقیقت عالمگیر اور ابدی ہے اور اس کی فنا کا خیال کرنا نادانی ہے۔شمس تبریزیؒ فرماتے ہیں۔

آدم نبود و من بدم ،حوا نبود و من بدم عالم نبود و من بدم، من عاشق دیرینہ اَم

(آدم نہیں میں تھا، حوا نہیں میں تھا، عالم نہیں میں تھا، میں خود عاشقِ دیرینہ کی صورت میں موجود تھا۔)

تیری حقیقت تجھ سے علیحدہ نہیں۔اپنی وہمی ہستی کے تانبے سے ہاتھ اٹھا لے اور عشق کی کیمیا حاصل کر کے سونا بن جا۔نقل ہے کہ شیخ شرف الدین احمد منیریؒ کے ایک مرید مولوی نظام الدینؒ صاحب ایک روز وعظ فرما رہے تھے۔شیخ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس محفلِ وعظ میں موجود تھے۔انھوں نے اپنے وعظ میں یہ دو شعر پڑھے۔

اے قوم بہ حج رفتہ کجا ئید کجائید معشوق ہمی جاست بیائید بیائید

آنا کہ طلبگار خدائید خدائید حاجت بطلب نیست شمائید شمائید

(اے وہ قوم جو حج پر گئی ہے، کہاں ہے، کہاں ہے۔معشوق تو تم میں ہی ہے اور تم اس کے طلب گار ہو۔اپنی حاجت اور طلب کو مٹا دو، تو وہ تم ہی ہو، تم ہی ہو۔)

اشعار سن کر شیخؒ کی یہ حالت ہوئی اور ایسی کیفیت کا ظہور ہوا کہ اپنے سر کو ستون سے اتنا ٹکرایا کہ مجروح ہو گیا۔(سیرت اشرف)

سالک کے دل سے جب میلِ بشریت ، وہمِ خودی اور پندارِ ہستی دور ہو جاتا ہے، تو عالَم عالَم نہیں رہتا۔اجرام واجسام رنگ وبو حرکات وسکنات اور احوال وکیفیات سب کچھ غائب ہو کر ہر جگہ انوارِ وحدتِ الٰہی نظر آتے ہیں۔

Marfat.com

قولہ تعالیٰ: فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمُوْسٰى اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (النمل آیت ۸۔۹ پ ۱۹)

پس جب موسیٰ وہاں آئے، تو انہیں آواز دی گئی کہ مبارک ہے وہ جو اس (نورانی) آگ میں جلوہ فرما ہے۔ اور جو اس کو گھیرے ہوئے ہے اور اللہ رب العالمین پاک ہے۔ اے موسیٰ یہ تو ہم اللہ ہیں زبردست حکمت والے۔

اے طالب پاکباز۔۔۔! اگر تو تجلیاتِ تشبیہ اور تنزیہہ کو نصوصِ قطعیہ سے حاصل کرنا چاہتا ہے، تو آیتِ مذکورہ بالا کے معنوں میں فکرِ صالح سے غور کر۔

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (النور آیت ۴۶ پ ۱۸)

اور اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت فرماتا ہے سیدھے راستے کی طرف۔

Marfat.com

کیفیاتِ مطالعہ

Marfat.com

كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ فَمَا لِهَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا (النساء)
سب اللہ ہی کی طرف سے ہے ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ کوئی بات سمجھتے ہی نہیں۔
AL-HAQ [MAK]
Design hics Hyd.

Marfat.com

Marfat.com

قضاوقدر

تقدیرِ علم الٰہی ازلی ہے، جس کیلئے کوئی ابتداء اور انتہا نہیں ہے۔ قضاوہ حکم الٰہی ہے جو دفعتاً روزِ ازل مخلوق کے حق میں واقع ہوا اور قدر مخلوق کے اعمال، افعال، اوصاف، موت وحیات اور رزق وغیرہ کی بابت اللہ تعالیٰ کا اندازہ ہے۔ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں مسخر اور مقہور ہے اور وہی کائنات کا خالق ہے۔ صالحین کا ایمان ہے کہ ان کے اعمال اور افعال کا خالق سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے کوئی دوسرا نہیں۔ جو کچھ بھی ہے وہ اسی کی مِلک ہے۔ وہ قادر اور توانا ہے۔ اور کسی کی مجال نہیں، جو اس کی ملکیت میں تصرّف کر سکے، کسی کی مِلک میں دوسرا اُسی وقت تصرّف کرسکتا ہے، جبکہ اصل مالک میں کسی طرح کی کمزوری ہو اور وہ اپنی حسب منشاء اپنی مِلک میں تصرف کرنے سے عاجز ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہر طرح کے عیوب اور نقائص سے پاک ہے۔ وہی خالقِ مطلق اور فاعلِ حقیقی ہے۔ اس کا وہم بھی غلط ہے کہ کوئی اس کی مِلک میں بغیر اسکی منشاء اور اجازت کی تصرف کرنے والا ہو۔ بلکہ اس کے مقابلے میں سب معدوم محض اور بے بود ہیں۔ جو کچھ ہے، وہی ہے۔

انسان جو اس کی مخلوق اور مِلک ہے، بغیر اس کی ارادت کے اپنے لئے کوئی فلاح اور بہتری یا بدی پیدا نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت اس کے ہر فعل اور صفت میں کار فرما ہے۔ جو چیز اس کے قبضے اور قدرت میں مسخر ہو، اس پر دوسرے کا

Marfat.com

تصرف کیسے ہوسکتا ہے ---؟ کیونکہ تصرف کرنے والے کا اگر گمان بھی کیا جائے تو وہ اللہ کی مخلوق ہی ہوسکتا ہے اور اس کا تصرف بھی اللہ تعالیٰ ہی پیدا فرماتا ہے۔

نورالٰہی نے ارض وسما، چاندوسورج، اجرام وعناصر، غرضکہ تمام مخلوق کے وجود اور احکام وآثار کو ظاہر فرمایا ہے۔ عالم میں اشیاء کی کثرت، اختلاف اور اچھائی برائی کا ظہور اسی کے اسماء وصفات کا عکس ہے۔ اسماء وصفات اگرچہ بحسب حقیقت ذات سے جدا نہیں بلکہ عین ذات ہیں، لیکن ظہور میں ایک دوسرے کے مخالف اور ضد معلوم ہوتے ہیں۔ وہی محی اور وہی ممیت ہے۔ وہی ھادی اور وہی مضلّ ہے۔ ظاہر ہے کہ ان اسماء کے مظاہر بھی ایک دوسرے کی ضد ہوں گے۔ جو کچھ بھی نقوشِ مخالف اور اضداد نظر آتے ہیں، وہ ایک ہی صنّاع اور ایک ہی قلم کی گل کاریاں ہیں۔ تمام اشیاء کی حقیقت ایک ہی ہے۔ عالمِ شہادت میں بعض چیزوں کو اچھا اور بعض چیزوں کو جو برا کہا جاتا ہے، وہ اشیاء کے باہمی تعلق کی وجہ سے ہے۔ حقیقت میں نہ کوئی چیز اچھی ہے، نہ بری۔ کوئی چیز صرف باہمی تعلقات کی وجہ سے مفید یا مضر کہی جاتی ہے۔ عمدہ غذا جو کسی بھوکے شخص کیلئے اچھی اور مفید چیز ہے، ایسے شخص کیلئے جو بیمار اور شکم سیر ہو، مضر ہے۔ انسان کا قتل جس کو مذموم اور معیوب خیال کیا جاتا ہے، اگر کسی مظلوم مقتول کے قصاص میں واقع ہو، تو قابل تعریف ہے۔

اللہ تعالیٰ خیرِ محض ہے۔ اس نے جو کچھ بھی بنایا، وہ سب اچھا ہے۔ اسی کی ذاتِ پاک تمام خوبیوں کا سرچشمہ ہے۔ کچھ لوگ نیکی کو پسند کرتے اور راہ ہدایت کو اختیار کرکے مسرور رہتے ہیں اور کچھ انسانوں کو اِرتکاب جرائم میں لطف آتا ہے۔ کوئی ننگ ونام کا دلدادہ ہے، تو کوئی مال ودولت کو ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کوئی راحتِ دنیا کے لئے کوشاں ہے، تو کوئی فلاح اُخروی کا۔ کوئی ایسا بھی ہے، جو حق کی یافت کیلئے سب کچھ قربان کردینے میں راحت محسوس کرتا ہے۔ غرضکہ ہر شے، اور

Marfat.com

ہر شخص سے وہی ظہور میں آ رہا ہے، جو اُس اسم الٰہی کا مقتضا ہے، جس کا وہ مظہر ہے۔ ہر مظہر میں تجلیاتِ اسماء وصفات کی متضاد کششیں کارفرما ہیں اسی وجہ سے انسان رنج وراحت وغیرہ کو محسوس کرتا ہے۔ جس انسان میں تجلی اسم ہادی غالب ہوتی ہے۔ اسکے لئے اسم مُضل کی معمولی کشش بھی تکلیف دہ ہو جاتی ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔

ہر اسمِ الٰہی رب ہے اور اپنے مربوب کا متقاضی ہے۔ اگر ہدایت یافتہ نہ ہوں، تو ہادی کا وجود ثابت نہیں ہوتا۔ خالق وہی ہے، جس کی مخلوق ہو۔ بغیر مخلوق کے خالق کی ہستی عیاں نہیں ہو سکتی۔ غفور کا تقاضا ہے کہ گناہگار ہوں۔ اِس عالم تعینات میں ایک شخص دوسرے کو اچھا یا برا کہتا ہے اور اُس کے افعال وکردار پر معترض ہوتا یا سراہتا ہے، تو یہ ان متضاد اسماء کی تجلیات اور کشش کی وجہ سے ہے، جو اس میں کارفرما ہیں۔ جب انسان اعتبارات، تعینات، اسماء اور صفات سے گذر کر دریائے وحدت میں غرق ہو جاتا ہے، تو تمام دکھوں، تکلیفوں اور مصیبتوں سے اس کو نجات ملتی ہے اور وہ تمام مظاہر کو بہ نظر حقیقت دیکھتا ہے اور اس کی نظر میں کچھ بھی اچھا اور برا نہیں رہتا۔

وہ دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے، جو تمام اعلیٰ صفات میں کامل ہے، مخلوق اور اس کے اعمال وافعال کو پیدا فرمایا ہے اور اپنی نفسانیت وخودی سے کسی کو برا کہنا مخلوق کو برا کہنے تک محدود نہیں رہتا، بلکہ بات خالق تک جا پہنچتی ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (الصّٰفّٰت آیت ۹۶ پ ۲۳)	اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا۔
وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِىْ عُنُقِهٖ ؕ (بنی اسرائیل آیت ۱۳ پ ۱۵)	اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اُسکے گلے سے لگا دی ہے۔

Marfat.com

وہ فاعل حقیقی کو ہر شخص کے ساتھ کارفرما دیکھتا ہے۔ ہر شخص، خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم اس سے، جو بروزِ ازل اس کے لئے مقرر ہو چکا ہے، باہر نہیں جا سکتا۔ تقدیر کا لکھا، اسکی گردن کا طوق ہے۔ عارف کامل کو حسنات و ہدایات میں اللہ تعالیٰ کی شانِ جمالی اور ضلالت و سیّئات میں شان جلالی جلوہ گر نظر آتی ہے۔ خَیْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللہ تَعَالیٰ (بخاری و مسلم) ''خیر اور شر من جانب اللہ تعالیٰ ہے۔'' مسلمانوں کا ایمان ہے۔ ان حالات میں، جبکہ کوئی شخص اپنی ذاتی قوت کے باعث گناہ سے محفوظ نہیں رہ سکتا، نفسانیت کی بنا پر کسی کی تحقیر و تذلیل کرنا، کسی ذی ہوش کا کام نہیں ہو سکتا۔ جو شخص گناہ سے بچتا ہے، وہ صرف اللہ تعالیٰ کے بچانے ہی سے بچتا ہے۔

در کوئے نیک نامی مارا گذر ندادند
گر تو نمی پسندی تغیّر کن قضا را (حافظؒ)

(نیک نامی کے راستے میں میرا گزر نہیں تیری پسند کے بغیر مجھ میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔)

ہر شخص وہی اعمال کریگا جو اُس کی فطرت کے مقتضی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ احادیث سے واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مشرکین کی ہدایت میں کوشش فرمائی لیکن وہ توحیدِ حق پر ایمان نہ لائے۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۚ (القصص آیت ۵۶ پ۲۰)	(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہدایت نہیں کر سکتے جسکو چاہیں۔ لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جسکو چاہے۔

سوائے ذات باری کے ہدایت و ضلالت کی دوسرے میں طاقت نہیں۔ چنانچہ قدر کی آیات کلام مجید میں بہت سی ہیں۔ انسان اس کے دستِ قدرت میں ایسا ہے جیسے کاتب کے ہاتھ میں قلم۔ کاتب جس طرف قلم کو پھیرنا چاہتا ہے، قلم اس کے حسب منشاء پھر جاتا ہے۔ اور جو کچھ وہ لکھنا چاہتا ہے لکھتا ہے۔ قلم اپنی قوتِ ارادی سے نہ کسی طرف پھرتا نہ کچھ لکھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت و دوزخ پیدا کر کے ان

Marfat.com

دونوں کے لئے ان کے مکین بھی پیدا کیے اور ہر ایک کے حق میں سعادت یا شقاوت لکھ دی۔ اُس کے لکھے ہوئے میں تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا۔ یہ کسی کو معلوم نہیں کہ اس کے حق میں سعادت لکھی گئی ہے، یا شقاوت کوئی نہیں جانتا کہ اس کا خاتمہ کس طرح ہوگا۔ اس لئے بجائے دوسروں پر معترض ہونے کے سالک کو اپنی اصلاح کی کوشش کرنا اور اللہ تعالیٰ سے ہروقت ترساں ولرزاں رہنا چاہئے۔

بخاری وصحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے اس مفہوم کی روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ عالم ارواح میں حضرت آدمؑ اور حضرت موسیٰؑ کا باہم مکالمہ ہوا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ اے جدّی! تم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے یدِ قدرت سے بنایا اور تم میں اپنی روح پھونکی۔ فرشتوں سے سجدہ کرایا اور جنت میں رکھا۔ مگر آپؑ نے آدمیوں کے لئے گناہ کا راستہ نکالا۔ اگر آپؑ ایسا نہ کرتے تو وہ زمین پر کیوں آتے ---؟ آدمؑ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ! اللہ تعالیٰ نے تم کو پیغمبری دیکر برگزیدہ کیا۔ تمہارے ساتھ ہم کلام ہوا اور تمہیں اس نے توریت عطا فرمائی جس میں ہر چیز کا کھلا بیان لکھ دیا تم کو کچھ یہ بھی معلوم ہے کہ میری پیدائش سے کتنی مدت پہلے توریت لکھی گئی تھی۔ موسیٰؑ نے فرمایا ۴۰ برس پہلے۔ آدمؑ نے فرمایا کیا تم نے اُس میں نہیں پایا کہ آدمؑ نے اپنے پروردگار کا حکم بھلایا تو راہ بھٹک گیا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا ہاں۔ آدمؑ نے فرمایا کہ پھر تم ایسی چیز پر ملامت کرسکتے ہو، جو میری پیدائش سے چالیس برس پہلے لکھ دیا گیا تھا۔ (بخاری کتاب القدر باب ۸۷۰ حدیث ۱۵۲۴، مسلم) قولہ تعالیٰ:

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۖ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝ (النساء ۷۸ پ۵)

سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ان لوگوں کو کیا ہوگیا کہ کوئی بات سمجھتے ہی نہیں۔

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ (قٓ آیت ۲۹ پ ۲۶)

میرے یہاں بات بدلتی نہیں اور نہ میں بندوں پر ظلم کروں۔

Marfat.com

حدیث: عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ ﷺ کتب اللہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السموٰت والارض بخمسین الف سنۃ

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے مخلوقات کی تقدیروں (اندازوں) کولکھ دیا تھا۔'' (صحیح مسلم جلد ۷ حدیث نمبر ۶۶۲۴)

کائنات کی حکومت کی باگ بہت سے ہاتھوں میں نہیں ہے۔ بلکہ ذاتِ واحد ہی کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے قوانین میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ اس کے احکام اٹل ہیں۔ اس میں چوں وچرا کی گنجائش نہیں۔ اس کی مرضی کے آگے سرکوخم ہونا اور اس کے قوانین کی پورے طور سے متابعت کرنا چاہیے۔ لَا رَیْبَ فِیْہِ (اس میں کوئی شک نہیں) اللہ تعالیٰ ہی ھادی و مضلّ ہے۔ اہل سعادت ہمیشہ باادب رہتے ہیں۔

گناہ! گرچہ نبود اختیارِ ما حافظ
تو در طریق ادب باش گو گناہ منست

(اے حافظ اگرچہ گناہ کرنا ہمارے اختیار میں تو نہیں لیکن تیرے بس میں طریقۂ ادب ہے یہی گناہ سے بازرکھتا ہے۔)

اے عزیز ـــ! حقیقی وجود صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ تجھ کو جو اپنی ہستی اور عالمِ کثرت کا جداگانہ وجود نظر آتا ہے، اس کی بذاتہٖ کوئی حقیقت نہیں۔ یہ سب معدوم ہے۔ بذات ظہور کا مرتبہ صرف ذاتِ واجب الوجود کے لئے ہے۔ اس کا نور اُس سے، اس میں اور اسی کے لئے ظاہر ہے۔ یہ جس کو اعتبارات، تعینات اور ممکنات کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اُسی ذات پاک کے ظہور کے تنوعات ہیں۔ اس کثرت کی حقیقت اس کی ذات پاک ہے۔ الحق وہی فاعل وہی مفعول اور وہی ناظر ومنظور ہے۔ تمام افعال واعمال منشائے الٰہی سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ وہ

Marfat.com

غالب حکمت اور قدرت والا ہے اُس کی مشیت میں کسی کو چون و چرا کی مجال نہیں۔ افسوس ہے اُن نادانوں پر جو برائی کو شیطان سے اور نیکی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے اور دو معبود بناتے ہیں۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ شیطان بُرائی پر برانگیختہ کرتا ہے لیکن گمراہ کر دینا اس کے اختیار میں نہیں ہے اور میں نیکی کی طرف دعوت دینے والا ہوں، کسی کو واصل کر دینا میرے قبضے میں نہیں ہے۔ نیز حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قلوب اللہ کی دو انگلیوں کی گرفت میں ہیں۔ وہ جس طرح اس کا جی چاہتا ہے، ان کو حرکت میں لاتا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُس کے ہاتھ میں (رزق کی) ترازو ہے وہی اس کو اُونچا نیچا کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

اللہ تعالیٰ نے جس کی جیسی سرشت بنائی ہے، اُس سے اُسی طرح کے افعال و اعمال کا ظہور ہو کر رہے گا۔ اسی وجہ سے تعلیمِ ہدایت کو صرف وہی لوگ بہ سبب حسبِ استعداد قبول کرتے ہیں، جن میں روزِ ازل سے اس تعلیم پاک کو قبول کرنے کی صلاحیت ودیعت کی گئی ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

مَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ‌ ۚ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرۡشِدًا ۝ (الکہف آیت ۱۷ پ ۱۵)	اور جسے اللہ ہدایت دے تو وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کرے تو اس کے لئے نہ کوئی ولی نہ کوئی مرشد۔

وہ لوگ جن کی فطرت قبولِ حق کے پاکیزہ جوہر سے محروم ہے، کبھی کسی رسول، نبی یا ولی کی تعلیم و ہدایت کو قبول نہیں کر سکتے بلکہ اُن کی مخالفت کرتے اور اُن کو طرح طرح سے ایذاء دیتے ہیں۔ کسی انسان کی اصل فطرت چونکہ تبدیل نہیں کی جاسکتی، لہٰذا انبیاء المرسلینؑ کو صرف پیغامِ ہدایت پہنچا دینے کا حکم فرمایا گیا ہے اور

Marfat.com

بس۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ آنحضرت ﷺ یا صحابہؓ نے کسی کو قبول اسلام کے لئے مجبور نہیں کیا۔! برسولاں بلاغ باشد وبس۔ تعلیم رُشد و ہدایت سے وہی سعید ازلی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں، جن کی روحیں قفسِ عنصری کی قید میں بے چین اور رجوع الی الحقیقت کے لئے بیتاب ہیں۔ پانی کی قدر کچھ پیاسا ہی جانتا ہے۔ بلبل سے پوچھو کہ گل کیا ہوتا ہے۔؟

جن کے قلوب پر اللہ تعالیٰ نے روزِ ازل اپنے نور و کرم کی بارش فرمائی ہے، وہ دُنیا کے کسی مقام اور کسی گوشے میں ہوں، ہدایتِ آسمانی سے مالا مال ہونے کے لئے خود بخود کھنچے چلے آتے ہیں اور جن کا اس میں حصہ نہیں ہے، وہ کسی نورانی رہنمائی کے مرکز میں رہتے ہوئے بھی اُس سے فائدہ نہیں اُٹھاتے۔

حسنؒ ز بصرہ، بلالؓ از حبش صہیبؓ از روم
زخاک مکّہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبیست (حافظؒ)

(حسنؒ بصرہ سے بلالؓ حبش اور صہیبؓ روم سے عجیب بات ہے کہ ابوجہل کی خاک مکّہ کی تھی۔)

اے عزیز۔۔۔! شیطان کی مجال نہیں کہ کسی میں افعال بد پیدا کر سکے یا کسی کو گمراہ کر سکے۔ قرآن مجید سے صاف ظاہر ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے کوئی ہادی ومضل نہیں ہے۔ ہدایت وضلالت بھی اُسی کی پاکیزہ حکمتوں اور اُسی کی ذات پاک سے ہے۔ وہی فاعلِ حقیقی ہم میں موجود اور ہمارے ساتھ ہے۔ جو کچھ اُس کو منظور ہے، وہی دُنیا میں ہو رہا ہے۔ ابوالمنتہیٰ فقہ اکبر کی شرح میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ مسئلہ تقدیر پر مکالمہ کر رہے تھے۔ دونوں جب رسول کریم ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ نیکی اللہ کی طرف سے ہے اور بدی ہمارے نفس کی شامت

Marfat.com

ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ نیکی و بدی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ یہ سُن کر حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسی مسئلہ تقدیر پر قبل تخلیقِ مخلوق کے حضرت جبرائیلؑ و میکائیلؑ میں بحث ہوئی تھی۔ اے ابوبکرؓ تم نے جبرائیلؑ کی تقلید کی اور عمرؓ نے میکائیلؑ کی۔ جس کا فیصلہ اسرافیلؑ نے کیا تھا کہ نیکی و بدی دونوں منجانب اللہ ہیں میں بھی یہی کہتا ہوں۔ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللهِ تَعَالٰى "یعنی خیر و شر منجانب اللہ ہیں۔" (بخاری و مسلم)

جب سالک کی ریاضت کامل ہو کر تکمیل راہِ سلوک ہو جاتی ہے تو اس پر رازہائے حقیقت منکشف ہوتے ہیں۔ وہ موجد خیر و شر کو دریائے وحدت میں غرق ہو کر پالیتا ہے اور تقدیر الٰہی سے وہ پوشیدہ حکمتیں ظاہر ہوتی ہیں جو لباسِ الفاظ میں نہیں سما سکتیں۔

ہر چہ عارف خواندہ از دل خواندہ است ازکتاب و درس دست افشاندہ است

ہر کہ او در بندِ قال و قیل شد ہمچو فرعوں غرق اندر نیل شد

(چونکہ عارف مدعو ہے، اسکا دل بھی حرف شناس ہے، اس لیئے اس نے درس و کتاب پر عبور حاصل کیا۔ اُس پر ہر دروازہ بند ہو گیا جس نے قال و قیل کی، جس طرح فرعون دریائے نیل میں غرق ہوا۔)

وجود بہ نفسہٖ خیر ہے اور کوئی شے بہ اعتبارِ حقیقت بُری نہیں ہو سکتی۔ مجاز اعتباری ہے اور اعتبارات کا اعتبار نہیں۔ زاہد تنگ نظر اپنے خیال کو نہایت ہوشمندی سے ظاہر کرتا اور کہتا ہے کہ میں ایسے معبود سے بیزار ہوں جو شر اور بُرائی میں حلول کرے۔ مواحد وسیع النظر کا قول ہے کہ میں ایسے معبود سے بری ہوں جو شر اور نجاست سے ملوّث ہو۔ اول الذکر زاہد مرتبۂ تقدیس اور تنزیہہ حق کو

Marfat.com

نہیں سمجھتا وہ اس ظہور میں نقصان سمجھتا ہے اور آخر الذکر مواحد اپنے کمالِ جذبات سے خیال کرتا ہے کہ اس ظہور تنزیہہ میں کچھ نقص نہیں آ سکتا۔ بلکہ مظاہر میں اُس کے عدم ظہور کو کمال تنزیہہ کا نقصان سمجھتا ہے۔ اس لئے وہ معبودِ ناقص سے بیزار ہے۔ حقیقت محض خیر، رحمت، پاک اور منزّہ ہے۔ یہ مُسلّم ہے کہ نیک سے نیکی کا ظہور ہوتا ہے۔ عالَم میں بدی کی تخلیق بھلائی کی شناخت کا ذریعہ ہے۔

تنزیہہ کی خوبیوں کے متعلق صرف یہ کہہ دینا کافی ہے کہ وجود کی موجودگی بلا کثافت ظاہر نہیں ہوسکتی۔ آئینہ میں چہرے کا عکس بلا کثافت ظاہر نہیں ہوتا۔ اعمال صالح کی شناخت بغیر اعمال سیّئہ کے محال ہے۔ جان جو روحانی اور الطف ہے بلا کثافت رحم میں قائم نہیں ہوتی۔ بول و براز اور سڑی کیچڑ میں کیڑے جن میں حیات ہے، بغیر کثافت پیدا نہیں ہوتے۔ غذا تنزلات میں جا کر غلیظ ہوجاتی ہے اور وہی غلاظت باغوں اور کھیتوں میں جا کر نباتات کی روح ہوجاتی ہے۔ اس سے زیادہ کثافت کی، جس کو بُرا کہا جاتا ہے، اور کیا خوبی ہوسکتی ہے کہ وہ ظہور روحانیت کا باعث ہو اور اُس کے پردے میں نور حقیقت ہر وقت پیشِ نظر رہے۔

لطافت بے کثافت جلوہ آرا ہو نہیں سکتی
چمن زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا (غالبؔ)

اے نفسانیت اور خودی کی روشنی میں دوسروں کو بد اعمال سمجھنے والو۔! اے اللہ کو چھوڑ کر نفرت، کینہ اور دوسروں کی ذات کو دل میں بسانے والو!'' لَا تَحَرَّکَ ذَرَّةً اِلَّا بِاِذْنِ اللهِ '' نہیں حرکت کرسکتا کوئی ذرہ بغیر حکم اللہ کے۔ اور قولہٗ تعالیٰ: وَاللهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (الصّٰفّٰت۔ آیت ۹۶) ''اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو'' سے

Marfat.com

عبرت حاصل کرو۔مخلوقات اوران کے تمام افعال مخلوقِ الٰہی ہیں۔جس شخص سے جو کچھ ظاہر ہورہا ہے اس کا خالق اللہ عزّ وجل ہے، تمام کائنات، انسان، حیوان، جن، فرشتے، جمادات اور نباتات غرضکہ ذرّہ ذرّہ اُس کے قبضہ قدرت میں مسخر ہے۔ سب اس کی اطاعت میں مصروف ہیں۔خالق نے جس کو جس کام کے لئے پیدا کیا ہے وہ بلاعُذر اس کو انجام دے رہا ہے۔نافرمانی اور مخالفت کی کسی کو مجال نہیں۔ ۔

قسمت کیا ہر ایک کو قسّام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

شیطان گمراہ کرنے میں، عابد عبادت میں، برہمن بت پرستی میں اور غافل کھیل کود میں مشیت الٰہی کے مطابق مشغول ہیں۔مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔ ۔

ہر کسے را بہر کارے ساختہ
سیلِ اورا در دلش انداختہ

(ہر شخص کو کسی نہ کسی کام کیلئے پیدا کیا گیا ہے اور اس کام کے انجام دینے کا خیال اس کے دل میں ڈال دیا جاتا ہے۔)

جس کام میں جو مصروف ہے۔اکثر اسی کو کرتے کرتے فنا ہو جاتا اور اپنی کمائی لیکر جہاں سے آیا تھا وہیں پہنچ جاتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۝ ناممکن ہے کہ اللہ بندے سے کوئی کام چاہے اور وہ اُس کے خلاف عمل کرے۔نقش ہمیشہ نقاش کی موافقت کرتا ہے۔اس کے خلاف نہیں جاتا۔اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص جس شغل میں مصروف ہے، اللہ اُس سے وہی چاہتا ہے، جو قسمت میں لکھا ہے وہی پیش آتا ہے۔کم ہوتا ہے نہ زائد۔انسانی زندگی ایک بیاض ہے جو بیاض میں لکھا ہے وہی ظاہر ہورہا ہے۔اہل توحید فنائے تام حاصل کر کے شر سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

اُن کے لئے خیر و شر کا علٰیحدہ علٰیحدہ وجود نہیں رہتا، سب کچھ خیر ہی خیر ہو جاتا ہے۔ بے شک اللہ وحدہٗ لا شریک غالب حکمت والا اور خیر محض ہے۔

سر نوشتِ ما بدست خود نوشت   خوشنویس است اُونخواہد بد نوشت

(یہ تحریر میرے اپنے ہاتھوں کی تحریر ہے اور اچھی تحریر لکھنے والا کبھی بری تحریر نہیں لکھتا۔)

دوئی کے ماننے والے خیر و شر کو جداگانہ سمجھتے ہیں اور ذاتِ باری تعالیٰ پر عیب و ثواب لگاتے ہیں۔ نظام عالم میں جو حکمتیں رب العالمین نے پوشیدہ رکھی ہیں، اگر اُن کا انکشاف ہو جائے، تو حقیقت سے آگاہی نصیب ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی صالح غور و خوض سے کام لے، تو معلوم ہو جائے کہ جو ترتیب خلّاقِ عالم نے فرمائی ہے، وہ بلحاظ نظام کے ہے نہ بُرائی اور بھلائی کی حیثیت سے۔ دِن اور رات دونوں اچھے اور ضروری ہیں۔ اپنے اپنے مواقع پر لطف دیتے ہیں۔ بھلا بتاؤ رات بُری ہے یا دن۔؟ عاشق یا بندۂ مخلص اپنے محبوب یا مالک کی کسی چیز کو بُرا نہیں کہہ سکتا۔

بد و نیک پیشم برابر بود   کہ ہر کار از حکم داور بود
زحق بے خبر غافل از خویشتن   شناسد کہ ہرکار آید زمن
گرفتار جہل است خبطش رساست   بر احوال او حیف خوردن رواست
بزشتی اعمال دل رامنہ   زکف دامنِ پاک نیکی مدہ
تکبر مکن خوشنما بندگی ست   کمالِ عزیزاں سر افگندگی ست
بداند حقیقت شناسائے راز   کہ ہرکار رامی کند کار ساز

(برائی اور اچھائی میرے نزدیک ایک ہی جیسی ہیں کیونکہ ہر کام اسکے حکم سے ہوتا ہے۔ اللہ سے بے خبر غافل یہ سمجھتا ہے کہ ہر کام میرے ہاتھوں انجام پا رہا ہے۔ وہ جہالت میں گرفتار اور خبط میں مبتلا ہے۔ ایسے شخص کے حالات سننے کے بعد افسوس ہوتا ہے۔ برے اعمال پر دل کو مائل نہ کر، دامنِ پاک تھامے رہنا بھی نیکی ہے۔ تکبر نہ کر، بندگی کرنا اچھائی ہے۔ کمالِ اچھائی یہ ہے

Marfat.com

کہ تیرا سر جھکا رہے۔راز کو جاننے والا ہی اس حقیقت سے واقف ہے کہ ہر کام کا کرنے والا وہی کارساز ہے۔)

قولہ تعالیٰ: مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّىْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (ھود آیت ۵۶ پ۱۲)

کوئی جاندار نہیں مگر یہ کہ اللہ اُس کی پیشانی کے بال پکڑے ہوئے ہے۔ بیشک میرا پروردگار سیدھی راہ پر ہے۔

مذکورہ بالا آیت اور دوسری آیات کلام الٰہی جو گذشتہ صفحات میں مذکور ہوئی ہیں، اللہ تعالیٰ کی نہایت پاکیزہ حکمتوں کو ظاہر کرتی ہیں۔حق تعالیٰ کو اختیار ہے کہ ان میں سے جس کو جس قدر چاہے حصہ عطا فرمائے۔ان آیات مقدسہ کا جب کوئی ایسا شخص، جو ہوا وہوس،خودی اور نفسانیت کی تاریکیوں میں گھرا ہوا ہے، مطالعہ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے۔میں اپنی حسب منشاء کوئی کام نہیں کرسکتا۔میں اسکے قبضے میں ہوں۔وہی جو چاہتا ہے مجھ سے کراتا ہے جنتی یا دوزخی ہونا میرے اختیار میں نہیں۔بُرے افعال جب اس نے مجھ میں پیدا کردیئے تو میں ان سے کیسے بچ سکتا ہوں۔

عالم متقی اور عابد صالح ان آیات کو پڑھ کر کہتا ہے کہ پاک ہے وہ اللہ جس نے مجھے بداعمالیوں سے محفوظ رکھا اور ایسے کاموں سے بچایا جو اس کی ناراضگی کا باعث ہوں۔میرے رب نے مجھ پر بڑی مہربانی کی اور اپنے کرم سے میرے لئے ایسے اعمال پیدا فرمائے جو اُمید ہے کہ میری اُخروی زندگی کے لئے باعث راحت ہوں گے۔ میں اس کی مشیت کا شکرگزار ہوں۔اگر وہ میرے اوپر رحم نہ فرماتا اور مجھ کو اعمال صالح کی توفیق نہ دیتا، تو میں برباد ہوجاتا۔ وہ بجائے کسی گناہگار اور بداعمال کو بنظر حقارت دیکھنے کے اس سے عبرت حاصل کرتا اور بداعمالی

Marfat.com

سے بچنے کی بنا پر اپنے خالق کا شکر گزار رہتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ خیر وشر سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

ان ہی آیات کی بھنک جب کسی سوختہ محبتِ الٰہی اور اللہ کے دیوانہ کے کان میں پڑتی ہے، تو اس کے قلب میں پاکیزہ جذبات کا طوفان اُمنڈ آتا اس کی روح میں تھرتھری پیدا ہوتی ہے، بجلی سی کوندتی اور آنکھوں سے محبت کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میری پیشانی کے بال اور ــــ میرے دل و جان کے مالک، اور میرے پیارے محبوب کے ہاتھ میں ــــ! اور وہ بھی ہر وقت اور ہر حال میں ...... ! یہ عطیۂ قرب، یہ شانِ رہنمائی، اور نہ ختم ہونے والی لاثانی رحمت، اسکے باقی ماندہ رہے سہے ہوش وحواس کو بھی اس سے چھین لیتی ہے اور وہ خود سے بیخود ہو جاتا ہے۔ جس کا مالک، جس کا ہادی اور جس کا رب، اس کی پیشانی کے بال پکڑے ہوئے سیدھے راستے پر لئے جا رہا ہو، اس کی گمراہی کا کوئی امکان نہیں رہتا۔ عاشق پاکباز کو اللہ تعالیٰ کے کسی کام میں شر نظر نہیں آتا۔ وہ ہر حال میں اپنے لاثانی جلال و جمال والے کے پاکیزہ حُسن سے مسرور رہتا ہے۔

اُلفت میں برابر ہے وفا ہو کہ جفا ہو
ہر بات میں لذّت ہے اگر دل میں مزا ہو

عارف پاکباز ان آیات کی روشنی میں اپنے افعال، اعمال، اوصاف اور نفی غیر اللہ کر کے اپنی ہستی کا ادراک مٹا کر ''مَـا وَ مَـن'' سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اس کو تمام موجودات، واجب الوجود کے مقابلہ میں معدوم نظر آتے ہیں۔ وہ اپنی حرکات، سکنات اور ہستی سے بے خبر ہو کر کل ممکنات کے وجود، افعال، اوصاف

Marfat.com

غرضکہ تمام اجرام واجسام میں حق تعالیٰ کے افعال، اسماء اور صفات کی تجلیات کو آشکارا پاتا ہے۔ وہ ہر فعل کو بہ تقاضائے فطرت ہوتا دیکھتا اور خود کلّی طور پر آزاد رہتا ہے۔ اس کو نتائج سے نہ مسرت ہوتی ہے نہ رنج۔ اس کو حق تعالیٰ کسی خاص عقیدہ میں مقیّد ومحدود نظر نہیں آتا بلکہ وہ اس کا جلوۂ پاک ہر عقیدہ میں دیکھتا ہے۔ حضرت عطارؒ فرماتے ہیں۔ ؎

چشم بکشا کہ جلوۂ دلدار
متجلی ست از در و دیوار

(اے کورِ باطن دل کی آنکھ کھول کر دلدار (معشوقِ حقیقی) کا جلوہ دیکھ جو ہر دَرودیوار (کُل اطراف ومقامات) سے نظر آرہا ہے۔)

قولہ تعالیٰ: اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ۝ (حٰم السجدۃ آیت ۵۴ پ ۲۵)	آگاہ ہو جاؤ کہ وہ ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے۔

اے عزیز! جس طرح کوئی ایام بیماری میں مرض سے نجات پانے اور تلاش رزق کی جدوجہد کو ترک نہیں کر دیتا اور سب کچھ تقدیر کے حوالے کر کے خاموش نہیں بیٹھ جاتا، اسی طرح تجھ کو لازم ہے کہ سعادت حاصل کرنے اور شقاوت سے بچنے کے لئے، ذکر، فکر، ریاضت اور مجاہدہ میں سرتوڑ کوشش کیے جا۔ تجھ کو کسی طرح یہ گمان نہیں کرنا چاہئے کہ حق تعالیٰ تیرے لئے برائی چاہتا ہے اور اس نے تیری تقدیر بُری بنائی ہے۔ حق تعالیٰ بے انتہاء قدرت والا ہے۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اس کو اختیار ہے کہ اپنی مخلوق میں جس طرح چاہے تصرف کرے۔ تیرا فرض ہے کہ اس کو خوف اور اُمید سے پکارتا رہے۔ تیری فلاح اور بہبودی اسی میں ہے کہ اُس کی یاد پاک سے کسی وقت غافل نہ ہو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی نہیں مگر آنکہ اس کا ٹھکانہ جنت سے یا جہنم

Marfat.com

سے لکھ دیا گیا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ پھر ہم لوگ اپنے نوشتہ (قسمت) پر بھروسہ نہ کرلیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ عمل کرو۔ ہر ایک کو وہی میسر ہوگا جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ (بخاری)

عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ عمرؓ ابن خطاب نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ آگاہ فرمائیں کہ ہم لوگ جو کچھ کرتے ہیں آیا ایسے امر میں عمل کرتے ہیں کہ اس سے فراغت ہوچکی یا ایسے امر میں جو ابتداء سے ایجاد ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے امر میں جس سے فراغت ہوچکی ہے۔ اے ابن خطاب! عمل کر کیونکہ ہر ایک کو عمل میسر کیا جاتا ہے۔ جو کوئی اہل سعادت میں ہے اس کو سعادت کا عمل میسر ہوتا ہے اور جو اہل شقاوت میں سے ہے اس کو شقاوت کے واسطے میں عمل میسر ہوتا ہے۔ (ترمذی)۔

قولہٖ تعالیٰ: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰىۙ ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰىۙ ○ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰىؕ ○
(الیل آیت ۵ تا ۷ پ ۳۰)

"تو جس نے دیا اور تقویٰ کیا اور سچ جانا بھلی بات کو، تو
اس کو ہم سہج سہج پہنچادیں گے آسانی میں۔"

Marfat.com

فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ
(البقرة)
پس جدھر کو منہ پھیرو اُدھر اللہ ہی کا سامنا ہے
AL-HAQQ-UL-MUBIN [MAK]

Marfat.com

Marfat.com

فقر

تذکرت لیلیٰ فاعترتنی حیاتہٖ
وکاد صیم القلب لایتصدع

میں نے لیلیٰ کو یاد کیا تو مجھ پر جوش عشق چھا گیا۔ اور قریب ہوا کہ قلب کا جوف پھٹ جائے اور بندش ٹوٹ جائے۔

اے عزیز! فقر کی تعریف الفاظ میں نہیں آ سکتی، اس کو کچھ فقیر ہی محسوس کرتا ہے۔ حدیث میں وارد ہوا ہے "اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَلَوْ کَانَ مِنِّیْ" (عیاض فی الشفا، سرالاسرار)۔ فقر کی قدر و قیمت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فخر فرمایا ہے۔ لغت میں فقیر اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس اپنا کچھ بھی نہ ہو۔ صوفیاء کاملین کی اصطلاح میں فقیر وہ ہے جس کے پاس اس کے افعال ہوں نہ اوصاف۔ نہ حرکات ہوں نہ سکنات۔ جو، ہر عمل، ہر آرزو، ہر حالت، ہر کیفیت اور تمام وہم وخیالات حتیٰ کہ اپنی ہستی اور نیستی سے بھی درویش ہو۔ جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کسی کو جانے اور نہ کسی سے واسطہ رکھے۔ جس کو جاذبۂ حق نے الوہیت حق کے بحرِ ذخار میں ڈبو کر وہمِ خودی، اور نقوشِ ماسوا اللہ سے ہر طرح پاک وصاف کر دیا ہو۔

فقر حق است و نہ حق ازوے جدا
فقر لا یحتاج باشد از خدا

(فقر وہ کھلی ہوئی سچائی ہے جو ہر جھوٹ سے جدا ہے۔ فقر اللہ کی وہ نعمت ہے جو کسی کی محتاج نہیں۔)

Marfat.com

جب سالک ریاضت ومجاہدہ سے فارغ ہو جاتا ہے تو مرشد اس کو شاہراہ توحید وعرفان پر پہنچا کر اس کے دل سے حجابات غیریت اُٹھا کر فقر سے روشناس فرماتا ہے۔فَقر کے درجے پر پہنچنے کے بعد حجابات کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔

حجابات کی دو قسمیں ہیں۔(۱) حجابات ظلمانی۔(۲) حجابات نورانی۔

(۱) حجابات ظلمانی وہ اُمور ہیں جو سالک کو جسم اور جسمانیت میں مشغول رکھتے ہیں۔ مال ومنال اور اہل وعیال کی محبت اور نفسانیت میں انہماک وغیرہ اسی قبیل کے حجابات میں داخل ہیں۔قولہ تعالیٰ:

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ط (التغابن آیت ۱۵ پ ۲۸)	تمہارا مال اور اولاد تمہارے لئے فتنہ ہیں۔

(۲) حجابات نورانی وہ ہیں جن کی وجہ سے سالک عالم روحانیت کی لذتوں میں پھنس کر اپنے اصلی مقصد سے غافل ہو جاتا ہے۔لذّتِ ذکر وفکر، خیالِ حور وقصور، کیفیاتِ صوم وصلوٰۃ اور انکشافات عالم ملکوت وغیرہ سب نورانی حجابات ہیں۔شیخ ابوبکر واسطیؒ نے فرمایا ہے کہ خبردار عبادت کی لذّت اور طاعت پر فریفتہ نہ ہو جانا کہ وہ زہر قاتل ہے اور جب تک تو یہ جانتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوں، شرک کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس سے بزرگ تر ہے کہ اس سے اس فعل کے ذریعہ سے مل سکیں۔اسلئے کہ ملنا یا علیحدہ ہونا ان حرکات پر موقوف نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس کو چاہتا ہے اپنی حریم قدس میں باریابی عطا فرماتا ہے۔جو اعمال پر نظر رکھتا ہے وہ معمول سے محجوب ہو جاتا ہے۔

انسان کیسے ہی دُنیاوی مشغلہ میں مصروف ہو لیکن اگر وہ اپنی خودی سے فانی اور ذاتِ مطلق سے باخبر اور زندہ ہو تو کچھ بھی اس کے لئے حجاب نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ سے غافل رہ کر بظاہر عبادت کرتا رہے تو یہ معصیت ہے، جو اس کے اور اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے درمیان حجاب بن کر حائل ہو جاتی ہے۔ جہاں دل پر پردۂ غفلت پڑتا ہے سالک فوراً حق سے محجوب ہو جاتا ہے۔ اے عزیز! تو جب تک اپنے نفس، اپنی خودی، اپنی خواہشات، اپنے ارادوں اور اپنی ہستی کو پورا پورا فنا نہ کرے گا اور بمقتضائے "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" جسمانی موت آنے سے پہلے موت ارادی سے بقا باللہ حاصل نہ کرے گا، اس وقت تک حجابات ماسوا اللہ ہرگز دور نہ ہوں گے اور مرتبۂ فقر حاصل نہ ہوگا۔

حصولِ فقر کے لئے تمام حجاباتِ غفلت اور قیدِ دوئی سے رہائی پانا ناقابلِ ترمیم شرط ہے۔ اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے عشاق دین و دُنیا اور تمام ماسوا اللہ کو بوسیدہ لباس کی طرح اُتار کر پھینک دیتے ہیں۔

زدہ ام بر سر جہاں پا پوش
بے سبب ایں برہنہ پائی نیست

(میں بے سبب ننگے پاؤں نہیں ہوں۔ بلکہ میں نے دنیا کی چیزوں پر جوتا مار دیا ہے۔)

جس کو ذات کا عشق ہے، جو مخلوق کے مقابلہ میں خالق کو چاہتا ہے اور جو نعمت کا نہیں بلکہ منعم کا دیوانہ ہے، وہ سوائے ذات وحدہٗ لا شریک کے کسی طرف ایک لمحہ کے لئے بھی متوجہ ہونا عذاب خیال کرتا ہے اس کو فعل اور اس کی جزا سے سروکار نہیں رہتا۔ وہ جو کچھ بھی کرتا ہے بے تعلق ہو کر کرتا ہے۔

جس کا عمل بے غرض ہوتا ہے اس کی جزا حور و قصور نہیں ہو سکتی۔ وہ منزل مقصود پر پہنچ کر اپنی حقیقت کو پا لیتا ہے۔

اے عزیز۔! فقر اللہ تعالیٰ کی وہ بہترین نورانی خلعت ہے، جس سے مشرف ہو کر عارف نفس اور شیطان کی دسترس سے باہر ہو جاتا ہے۔ اس کو فراق اور قطعیت کا خوف نہیں رہتا ہے۔ کسی بڑے سے بڑے گناہ کی تاریکی اس کے انوارِ توحید کے پاس نہیں

Marfat.com

پھٹک سکتی۔ یہ دولت جب کسی خوش نصیب کو میسر ہو جاتی ہے، تو نہ شراب سے جاتی، نہ چوری سے خراب ہوتی اور نہ زنا سے بگڑتی ہے۔ کوئی اس کو مٹا نہیں سکتا۔ وہ لازوال اور پائیدار نعمت ہے۔

من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں
تن کی دولت چھاؤں ہے، آتا ہے دھن جاتا ہے دھن (اقبال)

فقیر کا حال عام آدمیوں جیسا نہیں ہوتا۔ عام انسانوں کے ارادات عموماً جسم، حواس، نفسانی خواہشات اور خودی سے وابستہ ہوتے ہیں۔ جن کے موافق اُن میں نیک و بد افعال اللہ عزّ وجل کی قدرت سے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جس شخص کا تعلق محسوسات سے ہوتا ہے، اُس کی خواہشات بھی محسوسات سے متعلق ہوتی ہیں۔ جس وقت انسان میں سفلی خواہشات کا اس قدر شدید زور ہوتا ہے کہ وہ اخلاق اور روح کے تقاضوں کو پس پشت ڈال دیتا ہے، تو اس پر سفلیات کی تاریکی چھا جاتی، اُس کی عقل پر نفسانیت کا رنگ چڑھ جاتا اور اس سے گُناہ کا ارتکاب عمل میں آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام حالتیں ایسی ہیں، جو گُناہ کرنے والے کو روحانیت کی بجائے جسمانیت سے اور رضائے حق تعالیٰ کے مقابلے میں رضائے نفسانیت سے قریب کرنے والی ہیں۔

فقیر چونکہ فنا فی الحق ہونے کی وجہ سے نفس، خودی اور محسوسات سے بے خبر ہوتا ہے، اگر اُس سے بموجب ارادات الٰہی، جو ازلی تقدیر کے مطابق کل مخلوقات میں جاری ہیں، کسی گناہ کا ارتکاب ہو جائے، تو اس کے لئے باعث مہجوری و عذاب نہیں ہوتا۔ وہ مثل اُس معصوم بچّے کے ہوتا ہے، جو بلا لحاظ نتائج اچھے بُرے کام بغیر سوچے سمجھے بے اختیارانہ کرتا رہتا ہے۔ اُس کے کاموں کا محرک اور مانع نہ خیال ثواب ہوتا ہے نہ خوفِ عذاب۔ ایسے ہی حالات کی بنا پر چھوٹے بچوں کو شریعتِ مطہرہ نے ناقابل مواخذہ قرار دیا ہے۔

Marfat.com

تفسیر فتح العزیز میں ہے کہ اہل دل کو کوئی گناہ مضر نہیں۔ حدیث میں ہے کہ:

اِذَاحَبَّ اللهُ عَبْدًا لَمْ یُضِرُّہٗ ذَنْبٌ (دیلمی فی الفردوس عن حضرت انسؓ)	جب اللہ کسی کو دوست رکھتا ہے، تو اس کو گناہ ضرر نہیں پہنچا سکتا۔
قولہٗ تعالیٰ: مَاعَلَی الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ سَبِیْلٍ (توبہ آیت ۹۱ پ ۱۰)	نیکی کرنے والوں پر کوئی الزام (مواخذہ) کی سبیل نہیں۔

دولتِ فقر کو کوئی چیز نہیں بگاڑ سکتی، کیونکہ فقیر کا فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے۔ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ ہمیشگی نوافل کے ساتھ میرا تقرب حاصل کرتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، پس جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا وہ کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور وہ ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ کام کرتا ہے اور وہ پیر ہوجاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ (بخاری)

جس طرح شرک کی آگ سے تمام حسنات غیر مفید اور خاکستر ہوجاتے ہیں اسی طرح نورِ توحید کی موجودگی میں کوئی گناہ گناہ نہیں رہتا ہے۔

حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریلؑ نے کہا اپنی اُمت کو بشارت دیدیجئے کہ جو شخص شرک سے پاک مرگیا وہ ضرور جنتی ہے۔ میں نے کہا کہ اگرچہ اُس نے چوری اور زنا کیا ہو، انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے پھر دوبارہ کہا، انھوں نے کہا ہاں، میں نے سہ بارہ کہا اُنھوں نے کہاں ہاں اگرچہ شراب بھی کیوں نہ پی ہو۔ (بخاری)

جب سالک راہِ حق میں مجاہدہ پر مجاہدہ اور ریاضت پر ریاضت کر کے اپنی خودی کو

Marfat.com

ختم کر دیتا اور اللہ تعالیٰ کے دامنِ رضا میں چھپ جاتا ہے، تو اس کو کوئی گناہ مضرت نہیں پہنچا سکتا۔ اس کی لغزشیں بھی دوسروں کے لئے کسی نہ کسی حیثیت سے باعث رحمت ہو جاتی ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ایسی برگزیدہ ہستیوں سے گناہِ کبیرہ سرزد نہیں ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اولیاء اللہ اور قلندران باصفا سے کسی غلطی اور جرم کے ارتکاب کا بہت ہی کم امکان ہے لیکن اگر مشیت الٰہی کی بنا پر ان سے کوئی ایسا گناہ بحالت مدہوشی و سکر سرزد ہو جائے جو خلاف شریعت ہو تو وہ کسی طرح قابل تعزیر نہیں۔ اصحاب بدر رضی اللہ عنہم کے متعلق ارشاد ہوا ہے اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ (حم السجدۃ) یعنی تمہارا جو جی چاہے سو کرو۔ میں نے تمہارے واسطے جنت واجب کر دی ہے۔ نیز حدیث میں ہے کہ جیشِ عسرۃ کی تیاری کے زمانہ میں حضرت عثمانؓ نے جب سازوسامان رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج کے بعد عثمان جو گناہ کریں گے وہ ان کو ضرر نہ پہنچائے گا۔ (احمد۔ مشکوٰۃ) صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے کہ ''اصحابِ شجرۃ میں سے کوئی شخص دوزخ کی آگ میں داخل نہ ہوگا''۔ (بخاری و مسلم)

احادیث سے ظاہر ہے کہ حضور انور ﷺ بعض باتیں اہل مکّہ سے پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے لیکن حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے مشرکین مکّہ کو خفیہ خط لکھا جس میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق کچھ خبریں تھیں۔ غور کرنے کی بات ہے کہ اس سے بڑا گناہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کوئی آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کے رازوں سے اس نازک وقت میں دشمنوں کو مطلع کر دے۔ ایسے جرائم کی سزا قانونی اعتبار سے بہت سخت ہے اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ پوری قوم کے مفاد کی تباہی و بربادی کا معاملہ ہے۔ لیکن یہ اقدام بھی مومنِ کامل کے لئے مضرت بخش نہ ہوا۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور

Marfat.com

حضرت ابو مرشدؓ کو ایک عورت کی تلاش میں جو مشرکینِ مکہ کے پاس خط لیکر جاری تھی بھیجا۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ہم نے اُس عورت کو جالیا اور اُس سے خط لیکر حضور ﷺ کی خدمت میں آئے۔ جب وہ خط پڑھا گیا، تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ (حاطب نے) اللہ اور رسول ﷺ کی خیانت کی۔ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اُس کی گردن ماروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے حاطب! تجھ کو اس فعل پر کس چیز نے آمادہ کیا۔؟ حاطبؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو کیا ہوا ہے کہ میں اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ ایمان نہ رکھوں۔؟ میں نے یہ چاہا تھا کہ قوم (کفار مکہ) پر احسان ہو اور اُس کے سبب سے اللہ میرے اہل اور مال کو ان سے محفوظ رکھے۔ آپ ﷺ کے جس قدر اصحاب ہیں، اُن سب کی قوم کے لوگ وہاں موجود ہیں جن کے سبب سے اللہ تعالیٰ اُن کے اہل اور مال سے (دشمن کو) دفع کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ تم نے سچ کہا۔ (اے لوگو) تم سوائے بھلائی کے اُن کو کچھ نہ کہنا۔ (حضرت علیؓ) فرماتے ہیں پھر حضرت عمرؓ نے دوبارہ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے اللہ ورسول ﷺ اور مومنین کی خیانت کی ہے۔ مجھ کو اجازت دیجئے، میں اس کی گردن ماروں۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کیا یہ اہل بدر میں سے نہیں ہے اور تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کے دلوں سے آگاہ ہو گیا اور اُس نے فرمایا ہے، تمہارا جو جی چاہے سو کرو۔ میں نے تمہارے واسطے جنت واجب کر دی ہے۔ (یہ سُنکر) عمرؓ کی آنکھیں آنسوؤں میں ڈبڈبا گئیں اور کہنے لگے کہ اللہ اور رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ (بخاری)

اللہ تعالیٰ کا درِ رحمت ہر وقت کشادہ ہے۔ وہ اب بھی اپنے فضل و کرم سے جس کو چاہتا ہے اپنے قرب اور رضائے پاک کی دولت سے مالا مال فرماتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم سے بھی کوئی بہتر

Marfat.com

ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ ایمان لائے اور جہاد کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں ایک قوم ہے جو تمہارے بعد آئے گی۔ وہ مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ اُنھوں نے مجھ کو نہیں دیکھا۔ (احمد)

قولہ تعالیٰ: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْ ؕ (الحدید آیت ۱۹ پ ۲۷)	اور جو لوگ اللہ پر اور اسکے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں وہی اپنے پروردگار کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ ان کے لئے ان کا بدلہ اور نور ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایسے زمانہ میں ہو کہ اگر تم میں سے کوئی شخص اللہ کے احکام کا دسواں حصّہ بھی چھوڑ دیگا تو ہلاک ہوگا لیکن ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ اگر کوئی احکام کا دسواں حصّہ بھی عمل میں لے آئیگا تو نجات پا جائے گا۔ (ترمذی مشکوٰۃ)

اے عزیز! میری تجھ کو نصیحت ہے کہ کسی کلمہ گو کی تحقیر اور تذلیل نہ کر۔ اس کو کسی بداعمالی کی وجہ سے کافر نہ کہہ۔ حضرت اَنسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنی زبان سے ''لا الٰہ الا اللہ'' کہا ہے تو کسی گناہ کے سبب اس کو کافر قرار نہ دے اور نہ اسلام سے خارج ٹھہرا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

تجھ سے جس قدر بھی ہو سکے توحید حق تعالیٰ کا بلند ترین انکشافی مرتبہ حاصل کرنے کی کوشش کر۔ تمام فرائض، سنن، نوافل اور ریاضت و مجاہدۂ بالنّفس سے سالک کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ وہ اپنی خودی، نفسانیت اور ماسوا اللہ سے پاک ہو کر اللہ تعالیٰ کے بحرِ وحدت کا مزا چکھے اور ہر رنگ اور ہر حال میں اسی کی طرف انتہائی اخلاص سے متوجہ رہے۔ جس نے توحید الٰہی میں نہ مٹنے والی استقامت حاصل کر لی، اس نے اپنے مقصدِ حیات کو پالیا۔ قولہ تعالیٰ:

Marfat.com

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (حم السجدة آیت ۳۰ پ ۲۴)	بے شک جنہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے ۔ پھر ثابت قدم رہے۔ ان پر فرشتے نازل ہوں گے۔

حضرت ابوبکرؓ سے استقامت کے معنی پوچھے گئے تو یہ فرمایا کہ شرک نہ کرنا، استقامت ہے اور حضرت عثمانؓ نے استقامت کو بمعنی اخلاص لیا ہے۔ (معالم التنزیل)

اے عزیز! جس طرح آگ پتھر سے، گلاب پھولوں سے اور روغن شیر سے نکالتے ہیں، اسی طرح روح کو جسم سے علیحدہ رکھ کر، قالب کے کاموں سے اس کو نسبت نہ دے۔ کیونکہ جسم اور چیز ہے اور روح اور ہے۔

سرمد غم عشق بو الہوس را ندہند سوز دل پروانہ مگس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بکنار ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

(سرمد! غمِ عشق بوالہوس کو نہیں دیتے ہیں پروانے کے دل کا سوز شہد کی مکھی کو نہیں دیتے۔ ایک عمر چاہیئے کہ دوست کا وصل ہو۔ یہ دولت، سرمد! ہر ایک کو نہیں دیتے۔)

اہل دنیا جنہوں نے راہ سلوک میں قدم ہی نہیں بڑھایا ہے اور توحیدِ حق تعالیٰ سے قطعاً ناواقف ہیں۔ اہل اللہ کے احوال اور حقائق و معارف کو نہیں سمجھ سکتے۔ وہ ہر وقت حُب دنیا و زینتہا کی محبت کی زنجیریں اپنے گلے میں ڈالے رہتے ہیں۔ مال واسباب اور عیال واطفال وغیرہ کی اُلفت اُن کے دلوں میں ایسی سمائی ہوتی ہے کہ انوارِ حقیقت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ عہد حاضرہ میں لوگوں کی نفس پرستی، بے شرمی، بے حیائی اور اللہ ورسول ﷺ کے احکام سے صریح غفلت اُن احادیث کو لفظ بلفظ ثابت کر رہی ہے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قُربِ قیامت کے بارے میں منقول ہیں۔ مسلمان مذہب کی پاکیزہ تعلیمات سے دور ہو کر ہر قسم کی بداخلاقیوں کو خوش آمدید کہہ رہا ہے۔ مادّہ پرستی کے لئے اُس نے اپنے دل کے دروازوں کو خوشی خوشی کھول دیا ہے۔ اس کے

Marfat.com

رہنما اسلامی قانون کو عملاً برباد کر رہے ہیں۔ جس کو دیکھو اپنی باطل بین عقل پر نازاں و فرحان ہے۔ اس کے نزدیک صرف وہی بات قابل علم اور قابل قبول ہے، جو اُس کی حیات جسمانی کے لئے مفید معلوم ہو اور اُس کی عقل میں آتی ہو۔

مسلمانوں کے دل اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول پاک ﷺ کے احکام سے متاثر نہیں ہوتے۔ اُن کو حق طلبی اور اپنی حقیقت کی دریافت کا شوق نہیں رہا۔ اُنہوں نے جسم اور اس کے متعلقات ہی کو اپنا آپا سمجھ رکھا ہے۔ اُن کی عقل غفلت کی نیند سو رہی ہے اور جگائے نہیں جاگتی۔ قحط عمل ہونے کی وجہ سے دنیائے تصوّف بھی ویران ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اگر یہی حالت رہی اور دُنیا نے حقیقی انسانیت سے منہ موڑ کر اعلیٰ اخلاق اور روحانیت کو دفتر پارینہ سمجھ کر، اپنی نفسانیت اور حیوانیت کے ہاتھوں خود برباد کرنے کا کام جاری رکھا اور اللہ عزّ وجل کے احکام سے بغاوت اور سرکشی کو جلد از جلد ترک نہ کیا، تو اب وہ دن دور نہیں کہ وہ اپنے اعمال کی آگ میں جل کر بھسم ہو جائے۔ اور اس کی پسندیدہ نفسانیت کے زہریلے اثرات اس کو موت کے گھاٹ اُتار دیں۔

گندم از گندم بروید جو ز جو ‏ ‏ ‏ از مکافاتِ عمل غافل مشو

(گندم سے گندم اور جو سے جو ہی پیدا ہوگا۔ اسلئے اعمال کے نتیجے سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔)

یہ کائنات ابھی نا تمام ہے شاید ‏ ‏ ‏ کہ آ رہی ہے دمادم صدائے کن فیکون

قولہٗ تعالیٰ: كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۝ (المدثر آیت ۳۸ پ ۲۹)
ہر شخص اپنے اعمال میں رہن ہے۔

اَيُّهَا الْقَوْمُ لَّذِیْ فِی الْمَدْرِسَه ‏ ‏ ‏ كُلَّ مَاحَصَّلْتُمُوْ هَا وَسْوَسَه
فِكْرُكُمْ اِنْ كَانَ فِی غَيْرِ الْحَبِيْبِ ‏ ‏ ‏ مَالَكُمْ مِنْ نَشَاةَ الْاُخْرٰی نَصِيْبِ
فَغْسَلُوْا يَاقَوْمُ عَنْ لَوْحِ الْفُؤَاد ‏ ‏ ‏ كُلُّ عِلْمٍ لَيْسَ يَنْجِیْ فِی الْمَعَادِ

Marfat.com

اے مدرسہ والو! تم نے جو کچھ علم مدرسہ میں حاصل کیا ہے، وہ سب وسوسہ ہے۔ اگر تمہاری فکر دوست کے سوائے اور کسی کی طرف ہے، تو تم کو آخرت میں کچھ نصیب نہ ہوگا۔ اے قوم! اپنی لوح دل سے ان علوم کے اسباق، جو آخرت میں نجات دینے والے نہیں، دھو ڈال۔

جُز یاد دوست ہر چہ کُنی عمر ضائع است　　جز سر عشق ہر چہ نخوانی بطالت است
سعدی بشوئے لوح دل از نقش حُب غیر　　علمے کہ رہ بحق نہ نماید جہالت است

(یادِ دوست کے علاوہ جو کچھ کیا وہ عمر کا ضیاع ہے، مگر جو کچھ عشق کے راز کے ساتھ کیا وہ اطاعت ہے۔ سعدؔی اپنے دل کی تختی کو غیر کی محبت سے دھو ڈال کیونکہ وہ علم جو اللہ کا راستہ نہ دکھائے جہالت ہے۔)

دنیا اور اُس میں جو کچھ بھی ہے، سب فانی ہے۔ تمام علوم و فنون جن کا تعلق دنیا سے ہو یا جو حواس جسمانی کی وجہ سے قائم ہوں، پائدار نہیں ہیں۔ جب تک حواس صحیح حالت میں موجود رہتے ہیں، وہ معاملاتِ جسمانی میں مفید معلوم ہوتے اور اکثر جسمانی موت سے پہلے ہی بڑھاپے کے زمانے میں، حواس کے خراب ہوتے ہی، غائب ہو جاتے ہیں۔ موت کے بعد جبکہ روح کا تعلق جسم سے ختم ہو جاتا ہے، جسمانیت سے متعلقہ علوم و فنون کا نام و نشان بھی نہیں رہتا۔ روحانی عالم میں جہاں اس عنصری جسم کا وجود نہ ہوگا، جسمانیت کی بہترین ترقیاں ایک لمحے کے لئے بھی کارآمد نہیں۔ اُس عالم میں علیٰ قدرِ سعی و عمل وہی کامیاب رہیں گے، جنہوں نے دنیاوی زندگی میں تزکیۂ نفس کر کے اپنی روح کو میلِ بشریت اور مادی رجحانات سے پاک و صاف کر لیا ہے۔

اے عالم دانا کہ بدیں علم غروری　　نزدیک بہ مطلوب نئی بلکہ تو دوری
تاخانہ دل رانہ کُنی مخزن توحید　　حق را نشاسی تو بدیں کنز و قدوری

Marfat.com

(اے علم کے جاننے والے، علم پر غرور کرنا مطلوب کے نزدیک نہیں بلکہ دور کرتا ہے۔ جب تک تو اپنے دل کو توحید کا مخزن نہیں بنائے گا حق کو نہیں پہچان سکے گا بلکہ اس سے دور ہوگا۔)

اے عزیز! فانی میں انہماک عالمِ روحانی کے لئے مفید نہیں بلکہ سخت مضر ہے۔ تجھ کو وہ علم حاصل کرنا چاہیئے، جو عالم آخرت میں کار آمد ہو۔ وہاں علم صَرف ونحو، علم کلام، سیاست، ریاضی، سائنس، منطق اور علمِ بیان وغیرہ کسی طرح کار آمد نہیں۔ وہاں قلبِ سلیم، صدق، اخلاص، توحید الٰہی اور معرفت حق حاصل کرنے والے شاد کام نظر آئیں گے۔ تیری حقیقی فلاح اور نجات اسی پاکیزہ تعلیم پر عمل کرنے میں ہے۔ جو تمام انبیاء المرسلینؑ اور اولیائے کاملینؒ نے بنی نوع انسان کی بہبودی کے لئے پیش فرمائی ہے۔ تو خود بینی اور خود نمائی سے بچ اور اپنی عقلِ خام کی ترازو میں اُن کی تعلیمِ پاک کو نہ تول۔ اس جاہل بیمار کی پیروی نہ کر، جو مہلک امراض میں مبتلا ہونے کے باوجود بہتر سے بہتر حاذق طبیب کی تشخیص اور تجویز کے مقابلے میں، اپنی نفسانیت کی تحریک پر بد پرہیزی کو پسند کرتا، خود کو عقل مند کہتا اور مرض کو بڑھا کرنا قابل علاج ہو جاتا ہے۔

فکر خود، رائِ خود در عالم رندی نیست
فکر است دریں مذہب خود بینی و خود رائی (حافظؒ)

(عالمِ رندی میں اپنی فکر، اپنی سمجھ کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس قسم کی فکر تو مذہبِ خود بینی اور خود رائی میں ہوتی ہے۔)

حق تعالیٰ کی یاد اور اس کی فکرِ پاک کے علاوہ دنیا کی کسی چیز یا کام میں مصروف رہنا اور عشقِ الٰہی اور علم توحید و معرفتِ حق کو چھوڑ کر، ماسوا اللہ کو طلب کرنا سب سے بڑی جہالت اور نادانی ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

فَاَعۡرِضۡ عَنۡ مَّنۡ تَوَلّٰی ۙ عَنۡ ذِکۡرِنَا وَ لَمۡ یُرِدۡ اِلَّا الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا ؕ ذٰلِکَ مَبۡلَغُہُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ ؕ (النجم آیت ۲۹۔۳۰پ ۲۷)	پس جو کوئی ہمارے ذکر سے مُنہ موڑے اور سوا دُنیا کی زندگی کے اُس کا کچھ مقصد نہ ہو، اُس سے اِعراض کرو۔ یہی اُن کے علم کی انتہا ہے۔

اے دل طلب کمال در مدرسہ چند   تکمیل اصول و حکمت و ہندسہ چند

ہر فکر کہ جُز ذکر خدا وسوسہ است   شرمے زخدا بدار وایں وسوسہ چند

(اے دل مدرسے میں طلبِ کمال، اصول، حکمت، حساب کتاب کی تکمیل، غرض کہ ہر ایسی فکر جو اللہ کے ذکر کے علاوہ ہے وہ وسوسہ ہے۔ یہ وسوسہ تمہیں کب تک اللہ سے شرمسار کرتا رہے گا۔)

جو علم، عقل، فعل اور عمل حق تعالیٰ سے محجوب کرے، وہ روشنی نہیں تاریکی ہے۔ اکسیر نہیں زہر ہے۔ حضرت شاہ شرف الدین قلندر پانی پتیؒ فرماتے ہیں۔

دل چو آلودہ است از حرص و ہوا   کے شود مکشوف اسرار خدا

صد تمنا در دل بست اے بوالفضول   کے کند نور خدا در دل نزول

(جو دل حرص و لالچ سے آلودہ ہے اُس میں اللہ کے راز کیسے ظاہر ہونگے تیرے دل میں تو سو فضول باتوں کی تمنائیں بھری ہوئیں ہیں ایسے دل میں اللہ کا نور کیونکر نازل ہوگا۔)

اے عزیز! حق اور باطل میں تمیز کر۔ محبت اور ہوس کے فرق کو پہچان۔ وہم اور حقیقت کے معنی سمجھ۔ تاریکی کا تعاقب کر کے روشنی کو نہیں پایا جا سکتا۔ تفرقہ میں جمعیت نہیں۔ سُراب سے کسی نے پانی نہیں پایا ہے۔ نفس اور جسم کی سُننے سے روح میں توانائی نہیں آسکتی۔ اسم کی مسمّٰی کے روبرو اور صورت کی حقیقت کے مقابلہ میں کوئی اصل نہیں۔ جسم کی محبت تاریکی اور حق تعالیٰ کا عشق نہ ختم ہونے والا اُجالا ہے۔

دل ترا در کوئے اہل دل کشد   تن ترا در حبس آب و گِل کشد

کوئے نومیدی مرو اُمید ہاست   سوئے تاریکی مرو خورشید ہاست (رومیؒ)

Marfat.com

(تیرا دل تجھے اہل دل کی گلی کی طرف کھینچتا ہے تو تیرا جسم، پانی اور مٹی (مادی چیزوں) کی طرف۔ تو ناامیدی کی راہ چھوڑ کر امیدی کے راستے پر چل، تاریکی کی راہ چھوڑ کر منبع نور کی طرف جا۔)

دنیا میں جو کچھ بھی ہے وہ امتحان اور عبرت ہے۔ جو سالک ہر حال میں منفرد ہو کر حق تعالیٰ کی طرف رجوع رہتا ہے وہ واصل ہو جاتا ہے۔ شیخ شبلیؒ نے کہا ہے کہ سالک کو چاہئے کہ دُنیا کی اِزار بنائے اور آخرت کی چادر، پھر دونوں سے مجرد ہو جائے۔ تجرید قیدِ ہستی سے رہائی پانا اور تفرید میدانِ نیستی میں پہنچ جانا ہے۔ قرب اور بُعد تیری موجودگی سے ہے۔ جب تو خود کو فنا کر دے اور اپنے آپ کو اپنے آپے سے علیحدہ کر دے تو نہ بُعد باقی رہیگا اور نہ قُرب۔ حق تعالیٰ موجود تھا، موجود ہے اور موجود رہے گا۔ آ ___ میں تجھ کو بتاؤں کہ اس راستے میں ہجر و فراق کیا ہے؟ تیرا ہونا۔ ہجر و فراق اور جدائی کی جانسوز مصیبتیں اور قیامت خیز غم اسی وقت تک ہیں جب تک تو موجود ہے جب تو نہ رہا، تو وصال ہی وصال ہے۔ جب حق کے علاوہ کوئی موجود ہی نہیں، تو اغیار کو دیکھنا صرف تیرا وہم و خیال ہے اور یہی تیری زندگی کا تباہ کرنے والا وبال ہے۔

تا ہستی و نیستی است ہستی باقی است　　افسانہ گو رواج پستی باقی است
تا نقد ذات نثارِ جاناں نہ کنی　　دستک چہ زنی کہ تنگ دستی باقی است

(ہستی اور نیستی میں ہستی باقی رہتی ہے۔ افسانہ کہنے والوں کے رواج میں پستی باقی رہتی ہے۔ جب تک اپنی ذات کی نقدی کو جاناں پر نثار نہ کرے گا خواہ کتنی ہی دستک دے تنگ دستی باقی رہے گی۔)

دُنیا میں بہت کم چیزیں ایسی ہیں جن سے نفس کو اتنی توانائی ملتی ہے جتنی اپنی تعریف اور ستائش کے سننے سے۔ یہی وجہ ہے کہ سالک باخبر ایسی صورتیں اور حالات اختیار کر لیتا ہے کہ اُس کا نفس اپنی تعریفیں سُن کر خود پرست ہونے سے محفوظ

Marfat.com

رہے۔اُس میں اللہ عزّ وجل کی عظمت اور جلال کا خیال ایسی عجیب عجیب کیفیات پیدا کرتا ہے کہ اس کو اپنی خوبیوں کے اظہار سے گھن آنے لگتی ہے۔اپنی ہستی کے احساس سے اس کو وحشت ہوتی اور ''میں'' کہنا اس کو انتہائی گراں گزرتا ہے۔

بیاد ہستی حافظ تو ازمیاں بردار
کہ باوجود تو کس نشند زمن کہ منم

(اے حافظ تو اپنی ہستی کو درمیان سے ہٹالے، کیونکہ بظاہر یہ موجود ہے لیکن اصل میں نہیں ہے۔)

نفس کی ذلت اس کے لئے راحت بن جاتی ہے۔اس کو سکون گمنامی میں ملتا ہے۔اگر ضروریاتِ جسمانی کی بناپر وہ مخلوق سے ملتا جلتا ہے تو ایسے حال میں کہ دیکھنے والوں کی نظریں اس کی کمزوریوں پر رہیں، تاکہ وہ اس کی ستائش کر کے اس کی نفسانیت اور خودی کے بندھنوں کو مضبوط نہ کر سکیں۔نفس اپنی تعریف سے ایسا پھولتا ہے، جیسا مرنے کے بعد گدھا۔برخلاف اس کے لوگوں کی نظروں میں جس قدر اس کا جاہ ومرتبہ کم ہوتا ہے، اسی قدر اس کی فرعونیت میں کمی ہوتی ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ عاقل وہ ہے جو اپنے نفس کو ذلیل اور قابو میں رکھے۔(ترمذی۔ابن ماجہ۔مشکوٰۃ)

سفیان ثوریؒ نے فرمایا ہے کہ ''تمام بزرگان دین نے شہرت کو خوار جانا ہے۔'' جو انسان اپنی تعریف سننے کا خوگر ہو جاتا ہے اور دنیاوی نام ونمود اور عزت وشہرت کو پسند کرتا ہے۔اس میں رعونت، پندار، خودی، ریاکاری، دروغ گوئی اور حُبِ جاہ ومرتبہ غرضکہ تمام بداخلاقیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔وہ کوئی عبادت یا کارِ خیر کرتا بھی ہے تو صرف اس وجہ سے کہ لوگوں میں اس کی شہرت ہو اور تعریف کی جائے۔گویا وہ ہیرے کے عوض گندگی خریدتا ہے۔کوئی نیکی اس وقت تک نیکی نہیں کہی جاسکتی جب تک اس کا محرک کوئی نیک جذبہ نہ ہو۔کامل آزادی اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی، جب تک انسان فانی کی محبت میں گھرا ہوا، جسمانی علائق میں گرفتار اور نفسانی زنجیروں میں جکڑا

Marfat.com

ہوا ہے۔ خواہشات، خواہ ظلمانی ہوں یا نورانی، جب تک موجود ہیں، اس وقت تک سالک کامل حریت پا کر اپنے نشیمن قدس تک نہیں پہنچ سکتا۔

حق تعالیٰ کی طلب میں نہایت مردانگی، بیباکی اور دلیری سے نفسانیت کی زنجیروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے قدم بڑھانے کو اصطلاحِ صوفیاء میں رندی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس راہ میں ایسے بے شمار مقامات آتے ہیں جہاں سالک مادی شرم وحیا، نفع ونقصان، عزت وذلت اور جنت ودوزخ کے خیال کو پیش نظر رکھ کر عمل کرنے اور بعض اوقات مقتضائے وقت اور ماحول کے لحاظ کی وجہ سے وہ حق سے محجوب ہو جاتا ہے۔ رندی کا منشا یہ ہے کہ اس طرح کی ہر جھجک اور کمزوری کو دور کر دیا جائے تاکہ ہر حال میں حق تعالیٰ کے علاوہ اور کسی طرف نظر نہ رہے۔ کیونکہ نفع ونقصان کا خیال کرنے والا تاجر تو کہا جا سکتا ہے لیکن وہ حق پرست نہیں ہو سکتا۔

انبیاء والمرسلینؑ اور اولیائے کاملینؒ کے حالات کا بنظرِ غور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے اکثر وبیشتر راہِ ملامت سے گزرے ہیں۔ ملامت، اللہ تعالیٰ کا وہ پاکیزہ خلعت ہے کہ وہ جس طالب صادق کو عطا فرما دیا جاتا ہے، اس میں نفسانیت باقی نہیں رہتی، اللہ تعالیٰ کے لئے ملامت کا برداشت کرنا عوام کا نہیں خواص کا کام ہے۔ ملامت سے جس قدر نفس کی تاریکی دور ہوتی اور اس میں نورانیت آتی ہے اس کو کوئی رندِ پاکباز ہی سمجھ سکتا ہے۔

ایں ہمہ تہمت جہال نہ برباد تو رفت
یوسف ایں را متحمل شد و مریم برداشت

(تو اپنی رفتار کو جہلا کی تہمتوں سے کم نہ کر۔ یہ تو حضرت یوسفؑ کو بھی ملی ہیں اور حضرت مریمؑ نے بھی انہیں برداشت کیا ہے۔)

جب تک رواجی نیک نامی وبدنامی کے بت دل میں بھرے ہوئے ہیں، اس کو خانۂ الٰہی نہیں کہا جا سکتا۔ جو انسان یہ چاہتا ہے کہ اپنا نفسانی مقصد حاصل کر لوں اور

Marfat.com

پاک دامنی پر دھبہ نہ آنے پائے اس کا منزلِ حقیقت پر پہنچنے کا ارادہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نیکی اور منکسر مزاجی کے پردے میں دُنیا کمائی جائے۔ طالبانِ حق کی حالت اس کے بالکل برعکس ہوتی ہے۔ وہ اپنے نیک اعمال کو پوشیدہ رکھتے اور حق کی فرمانبرداری میں کسی کے بُرا بھلا کہنے کی پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ:

وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ (المائدہ آیت ۵۴ پ ٦)	اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

در عشقِ تو از ملامتم ننگے نیست
با بیخبراں دریں سخن جنگے نیست

(تیرے عشق میں مجھے ملامت سے کوئی عار نہیں۔ اس معاملے میں بے خبر لوگوں سے کوئی لڑائی، مقابلہ نہیں۔)

شیخ شبلیؒ نے کہا ہے کہ کوئی شخص حقیقت کے درجے پر نہیں پہنچ سکتا جب تک ہزار صدیق اس بات کی شہادت نہ دیں کہ وہ زندیق ہے۔ حضرت ابوالحسن حصریؒ سے دریافت کیا گیا کہ ملامت کیا ہے۔؟ آپؒ نے ایک نعرہ مارا اور فرمایا اگر اس زمانہ میں پیغمبری جائز ہوتی تو لازم تھا کہ ایک پیغمبر ملامتیوں میں سے ہوتا۔ مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ لکھتے ہیں کہ بعضے گفتہ اند الملامتی " هو الذی لا يُظهِرُ خيراً ولا يضمُ شراً"، یعنی ملامتی وہ ہے جو نیکی کا اظہار نہیں کرتا اور بدی کو پوشیدہ نہیں رکھتا۔

اُن لوگوں کی حالت کس قدر قابل تعجب ہے جو حق کے طالب بنتے ہیں اور اپنے نیک اعمال کو عوام کے سامنے ظاہر کر کے ان کی نظروں میں وقار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ تعریف اور حمد کے قابل اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے، لوگوں سے اپنی تعریف کرانا پسند کرتے ہیں۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ نہیں؟ حضرت ابن

Marfat.com

زبیرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ تم مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گھر کے اندر دفن نہ کرنا کیونکہ میں اپنی تعریف کیے جانے کو بُرا سمجھتی ہوں۔ (بخاری)

طالب حق کو کیا غرض ہے کہ وہ مخلوق کی طرف دیکھے اور اللہ عزّ وجل کو چھوڑ کر دوسروں کی خوشنودی چاہے۔ کوئی بُرا کہتا ہے تو کہے۔ اگر وہ اللہ کی نظر میں بُرا نہیں ہے تو کسی کے کہنے سے بُرا نہیں ہو سکتا۔ وہ طالب ہی کیا ہوا جو مخلوق کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے حق کو طلب کرے۔

دل در پئے ایں و آں نہ نیکو است ترا ۔ یک دل داری بس است یک دوست ترا

(جس دل میں کیوں، کیسے، اور دیگر بھرا ہو وہ تیرا مخلص نہیں۔ تیرے سینے میں دل ایک ہے تو دوست بھی ایک ہونا چاہئے اور بس۔)

طالب صادق کو مخلوق سے کیا واسطہ؟ وہ تو اپنے پیارے کا ہر رنگ اور ہر حال میں متلاشی ہے۔ وہ حق کے علاوہ نہ کسی کو دیکھنا چاہتا ہے اور نہ کسی کی باتیں سُننے کا آرزومند ہے۔ اس کے لئے اس کا پیارا مالک، آقا اور محبوب کافی ہے جو اس کے عقل وہوش اور قلب وروح پر چھایا ہوا ہے۔ خواجہ عثمان ہارونیؒ فرماتے ہیں۔

خوشا رندی کہ پامالش کند صد پارسائی را
زہے تقویٰ کہ من باجبہ و دستاری رقصم
منم عثمان ہارونی کہ یارے شیخ منصورم
ملامت می کند خلقے و من بردار می رقصم

یعنی رندی کیسی اچھی ہے کہ جس سے پندارِ پارسائی کی پامالی ہوتی ہے۔ یہ تقویٰ کیسا اچھا ہے کہ میں جبّہ اور دستار کے ساتھ رقص کرتا ہوں۔ میں عثمانی ہارونی شیخ منصورؒ کا دوست ہوں۔ لوگ ملامت کرتے ہیں اور میں دار پر رقصاں ہوتا ہوں۔

مکتوباتِ شاہ عبدالرحیم صاحب دہلویؒ میں یہ عبارت صاف موجود ہے کہ فقیر کو وہ

Marfat.com

طریق اختیار کرنا چاہیئے جو اس وقت کے اُمرائے فاسق اور غربائے فاجر کا ہو۔ صاحب قول الجمیل فرماتے ہیں کہ افعال فقراء اگرچہ بظاہر خرمہرہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے لیکن حقیقت میں وہ نعمت عظمٰی ہیں۔ اگر کسی کو اصلی مالا بدمنہ کی کوئی جِلد مل جائے تو وہ اس میں یہ لکھا ہوا دیکھ سکتا ہے کہ فقراء کو کوئی خلاف شرع نہ سمجھے شریعت اس طریقے میں بھی جلوہ گر ہے۔ ؎

از دروں شو آشناو زبُرون بیگانہ باش
ایں چناں زیبا روش کمتر بود اندر جہاں

(اندر سے اپنے دل کو تو آشنا کرلے اور باہر سے تو اپنے آپ کو بیگانہ کرلے اس روشن طریقہ کو اپنالے کہ یہ دنیا میں بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے۔)

مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔ ؎

عاشقاں را ہر نفس سوزیدنی است — بردہ ویران را خراج و عشر نیست
گر خطا گوید و را خاطی مگو — گر شود پر خون شہید آں را مشو
خوں شہیداں راز آب اولیٰ تر است — ایں خطا از صد ادب اولیٰ تر است
ملّت عشق از ہمہ دیں ہا جداست — عاشقاں را مذہب و ملّت خداست
راہ رو ایں جا در ناکامی است — کار مرد نیک در بدنامی است
نامرادی را کنی گر پیشۂ — فارغ آئی از غم اندیشۂ

(عاشقوں کا ہر سانس پھونک دینے، جلادینے والا ہوتا ہے۔ جس زمین (گاؤں) میں ویرانی آجاتی ہے اس پر خراج اور عشر نہیں لگتا۔ ان کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ بظاہر یہ خطاوار معلوم ہوتے ہیں لیکن تم ان کو خطاوار نہ کہو جیسے کہ شہیدوں کے خون کے بارے میں ہے کہ انہیں غسل دینا ضروری نہیں کیونکہ شہیدوں کے خون میں یہ راز ہے کہ پاک پانی بھی اس سے کمتر ہے۔ عشق کا مذہب وملت بھی الگ ہے، عاشقوں کا مذہب وملت تو اللہ ہے۔ یہ راستہ ناکامی کی راہ نہیں ہے

Marfat.com

کیونکہ اچھے کام کرنے والے کو کیسی بدنامی کیسی ناکامی اس بات کو اپنا پیشہ سمجھ کر اپنا لو تو ہر لحاظ سے تمام غم اور اندیشوں سے فارغ ہو جاؤ گے۔)

کبر و نخوت، غرور و تکبّر، خود بینی و خود نمائی اور بعض اوقات نیک اعمال اور پاک دامنی کے پندار کے باعث سالک حق تعالیٰ سے محجوب ہو جاتا ہے۔ ان حجابات کو چاک کرنے کے لئے سالک کے واسطے مرشد کامل کی رہنمائی میں راہ ملامت سے گزرنا اکثر ضروری ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب تک نفسانیت کا شائبہ بھی باقی ہے، بارگاہِ قدس میں رسائی نہیں ہو سکتی۔ شیخ ابو بکر واسطیؒ نے فرمایا ہے کہ جس کسی میں ایک صفت نفسانی بھی باقی ہے، وہ مثل مکاتب کے ہے، آزاد نہیں۔ نقل ہے کہ حضرت بایزیدؒ کا ایک دوست جو تزکیۂ نفس میں مصروف تھا، ایک روز کہنے لگا کہ میں تیس برس سے رات کو نماز پڑھتا اور دن کو روزہ رکھتا ہوں اور یہ حالت جو آپؒ بیان فرماتے ہیں اُن میں سے کوئی حالت مجھ پر ظاہر نہیں ہوئی۔ حضرت بایزیدؒ نے فرمایا اگر تیس سو برس تو عبادت کرے گا، تو بھی ظاہر نہ ہو گی۔ اُس نے پوچھا اس کا کیا سبب ہے؟ آپؒ نے فرمایا تو اپنی خودی کے سبب محجوب ہے۔ پوچھا پھر اس کا کیا علاج ہے؟ فرمایا تو اس کا علاج نہ کر سکے گا۔ اس نے کہا آپؒ ارشاد فرمایئے۔ میں وہ علاج کروں گا۔ فرمایا تو نہیں کر سکے گا۔ جب وہ نہایت بضد ہوا تو حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ نائی کے پاس جا کر ابھی ڈاڑھی منڈا دے اور ننگا رہا کر۔ فقط ایک تہبند کمر سے باندھ لے اور ایک اخروٹ بھرا توبڑا گلے میں لٹکا لے اور بازار میں جا کر منادی کر کہ جو لڑکا میری گدی میں گدگدائے گا اس کو ایک اخروٹ دونگا اور اسی طرح قاضی شہر اور متشرع لوگوں کے پاس جا۔ اس شخص نے یہ سن کر کہا۔ سبحان اللہ یہ کیا بات ہے، جو آپؒ نے فرمائی۔ حضرت بایزیدؒ نے کہا یہ جو تو نے سبحان اللہ کہا، شرک کیا۔ کیونکہ یہ اپنی تعظیم کی راہ سے کہا۔ وہ بولا اور کچھ علاج بتایئے یہ مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ فرمایا پہلا

Marfat.com

علاج یہی ہے ، جو میں نے کہا۔اس نے کہا کہ یہ علاج تو میں نہیں کر سکتا۔آپؒ نے فرمایا کہ میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ تجھ سے علاج نہ ہو سکے گا۔(کیمیائے سعادت)

ملامت اسی لئے جزو سلوک رکھی گئی ہے کہ طالب کی خودی اور نفسانیت کامل طور پر پائمال ہو جائے اور بہتر سے بہتر نورانی اور بابرکت انکشاف کے مقابلے میں بھی نگاہیں ذاتِ حق پر جمی رہیں۔کما قولہٗ تعالیٰ: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۝ (النجم:۱۷)۔

ہر کہ رنج دید گنجے شد پدید

ہر کہ جدے کرد در جدہ رسید (رومیؒ)

(جس نے رنج دیکھا اس نے قیمتی خزانے پائے جس نے محنت کی وہ جدہ پہنچ گیا۔)

اعمال وعبادات اور ریاضت ومجاہدہ میں اخلاص حاصل کرنا، نفس کو نفع ونقصان، آرام وراحت، رنج ومسرت اور امید وبیم کے خیال سے روک کر، کامل خلوص سے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر رکھنا اور ہر حال، ہر رنگ اور ہر کیفیت میں خود پر میلِ نفسانیت اور شرکِ خفی کے دروازے بند کئے رہنا سخت مشکل ہے۔ماحول کے اثرات اور میلِ بشریت کی وجہ سے سالک اکثر ذاتِ رب عزّ وجل اور اس کے صفات وافعال سے محجوب ہو جاتا اور تقویٰ وطہارت، اعمال وعبادت اور نیکی وپارسائی کا پندار اس کے لئے زبردست حجاب بن جاتا ہے۔اس قسم کے حجابات کو رفع کرنے کا بہترین طریقہ قلندران شطّار نے راہ روی کوئے ملامت کو قرار دیا ہے۔اگر کسی کے معاملات حق تعالیٰ کے ساتھ اچھے ہیں، تو مخلوق کے بُرا کہنے سے وہ بُرا نہیں ہو سکتا۔ اگر ظاہر آراستہ وپیراستہ اور باطن حق سے دور ہو، تو اس کے مقابلے میں وہ قلندر پاک باز کہیں اچھا ہے، جس کا ظاہر دوسروں کو خلافِ حقیقت آلودۂ معصیت نظر آئے اور اس کا باطن نشۂ صدق، اخلاص، عشق اور معرفتِ حق سے سرشار ہو۔

Marfat.com

دل و جانم بتو مشغول و نظر در چپ و راست
تانہ دانند رقیباں کہ تو منظور منی

(میرا دل و جان ہر دم تجھ میں مشغول اور نظر میں تیری دیدِ مسلسل، رقیبوں کو معلوم ہو کہ تو ہی میرا سب کچھ ہے)

جس طرح ظاہر کی صفائی اور ستھرائی کسی کے باطن کی پاکیزگی اور لوثِ غیر اللہ سے پاک و صاف ہونے کی دلیل نہیں ہے، اسی طرح رہ روانِ راہِ ملامت کی ظاہری بوسیدگی اور پراگندگی کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ ان کا باطن حق تعالیٰ سے بیگانہ ہے یا ان کے قلوب محبت اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہیں۔ وہ علیٰ قدرِ مراتب کوشاں رہتے ہیں کہ ''اُن کے اعمال و عبادات مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ اور ان کے اذکار ''کراماً کاتبین'' کے علم سے بھی باہر رہیں۔'' (احیاء العلوم) ان کا ان کے محبوب سے جو تعلق ہے، وہ دوسروں کو اس کی کیوں خبر کریں اور اپنے صدق و اخلاص کو گردِ ماسوا اللہ سے کیوں آلودہ ہونے دیں۔؟

رکھوں چھپا کے یوں گل داغِ جگر کو میں
آئے تو دوں ہوا بھی نہ بادِ سحر کو میں

لوگوں کا کسی کو اہلِ جہنم کے سے اعمال کرتے ہوئے دیکھنا، اس کو جہنمی نہیں بنا دیتا اور نہ کسی کو اہل جنت کے سے اعمال کرتے ہوئے دیکھنے سے وہ جنتی ہو جاتا ہے۔

حضرت سہلؓ ابن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان لوگوں کے روبرو جنتیوں کے کام کرتا ہوتا ہے اور وہ جہنّمی ہوتا ہے اور کوئی شخص لوگوں کی نظر میں جہنمیوں کے کام کرتا ہوتا ہے، حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔ عملوں کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔ (بخاری)

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ قَالَ

Marfat.com

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْـجَنَّةَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ۔ (بخاری ومسلم) اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو اپنی خالص توحید عطا فرمادی اس کو کوئی گناہ مضرت نہیں پہنچا سکتا اور مشرک کی کوئی بڑی سی بڑی نیکی اللہ کی بارگاہ قدس میں قابل قبول نہیں۔ باغی کے بہتر سے بہتر تحائف کو قبول کرنا کسی غیور بادشاہ کی شان نہیں۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور کوئی اس کا شریک نہیں اور اس بات کی کہ محمد ﷺ اُس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں اور اس بات کی کہ عیسیٰ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں اور اُس کا کلمہ ہیں جو اللہ نے مریم کی طرف پہنچایا اور اُس کی روح ہیں اور اس بات کی کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے، اللہ اُسے جنت میں داخل کرے گا، چاہے وہ جس قسم کے اعمال کرتا ہو۔ (بخاری)

افسوس ہے کہ بہت کم انسانوں نے توحید الٰہی کی اہمیت کو سمجھا اور ان لوگوں کی تعداد اور بھی کم رہی، جنہوں نے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کی۔ توحید الٰہی کا انکشافی مرتبہ پانے کے لئے کوشش کرنے والے مجاہدین میں سے بہت سے صرف اس وجہ سے ناکام رہے کہ ان کو صحیح طریقۂ عمل معلوم نہ ہو سکا۔ آج کل تو یہ حالت ہے کہ جن لوگوں کو مذہب سے کچھ لگاؤ ہے، ان میں سے اکثر و بیشتر فرائض ونوافل کے مسائل کی باریکیوں میں اُلجھے ہوئے نظر آتے ہیں اور بہت کم ایسے ہیں جو حور وقصور، جنت و دوزخ اور عذاب وثواب کے خیالات کو ہٹا کر خالص اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت کی اہمیت کو سمجھتے ہوں۔ تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کا شعور لوگوں میں معدوم ہوتا جارہا ہے۔ بعض لوگ ذکر وفکر، نماز وروزہ اور دوسری عبادات میں مشغول تو رہتے ہیں، لیکن یہ نہیں جانتے کہ ان عبادات کا مقصد کیا ہے اور نفسِ انسانی کی اصلاح کے لئے یہ عبادات کس طرح اور کس حیثیت سے مفید ہیں۔

Marfat.com

وہ قریب و بے حجاب اور تو ہے دور
پھر بھلا کیا ہو نماز اے بے شعور

جن پاکبازوں کو دیدارِ الٰہی کی آرزو ہے، ان کو چاہیے کہ اپنے غرورِ علم اور زعم ہمہ دانی کو دور کر کے کسی قلندرِ واصل کے دامن کو عقیدت سے تھام لیں اور کسی کامل انسان سے راہِ حق کا سبق حاصل کر کے اس کی رہنمائی میں پوری ہمت اور خلوص کے ساتھ میدانِ مجاہدہ میں قدم رکھیں۔

ذوقؔ جو مدرسہ کے بگڑے ہوئے ہیں ملّا
ان کو میخانے میں لے آؤ سنور جائیں گے

جب طالبِ صادق کسی مرشدِ کامل کی تعلیم کے مطابق اور اس کی رہنمائی میں طلبِ حق کے لئے مجاہدہ کرتا ہے تو رفتہ رفتہ اپنی استعداد کے مطابق رازہائے وحدت کے انکشاف سے لذّت اور سرور پاتا ہے۔ سالک پاکباز کو بالتحقیق معلوم ہو جاتا ہے کہ حق تعالیٰ ہر وقت، ہر جگہ اور ہر حال میں اس کے ساتھ موجود اور ذرّہ ذرّہ کو گھیرے ہوئے ہے۔ وہی ہر اوّل کا آخر اور ہر آخر کا اوّل ہے۔ وہی ظاہر ہے اور وہی باطن۔ وہی خالق اور فاعلِ مطلق ہے۔ وہ کسی فعل کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتا اور جانتا ہے کہ افعال فطری تقاضے کے تحت اس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ نفس کا شائبہ مٹ جانے کی وجہ سے وہ تعینات اور تقیدات کی زنجیروں سے آزاد ہو کر تمام ماسوا اللہ سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔

جب وہ عالمِ کثرت میں وحدتِ حق کو جلوہ گر دیکھتا ہے، جب اس کی نظروں کے سامنے سے تعیّنات کے پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں اور جب اس کو حق تعالیٰ کے اسماء وصفات کی ہوشربا تجلیات کا مسلسل مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ تو اس کے ہوش وحواس کے ساتھ اس کی باقی ماندہ خودی بھی رخصت ہو جاتی ہے۔ آفتاب الوہیتِ حق پوری

Marfat.com

آب وتاب سے طلوع ہوتا نظر آتا ہے۔ حیرت کا زور ہوتا ہے۔ کون اور کیا کو جانے بغیر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی کھینچے لئے جا رہا ہو۔ طرح طرح کی تجلّیاں اس کو محو در محو کیے جاتی ہیں۔ جمال اور جلال کا امتیاز فنا ہو جاتا ہے۔ وہ ہر وقت دوست سے دوست کے مشاہدے میں ڈوبا رہتا ہے۔ مشاہدۂ وحدت در کثرت کے باعث ممکنات کی جداگانہ ہستی کا خیال تک باقی نہیں رہتا۔ جس ذرّہ اور جس پتّے پر نظر پڑتی ہے۔ محبوب حقیقی نظر آتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط (البقرۃ ۱۱۵ پ ۱) | پس جدھر کو منہ پھیرو، ادھر اللہ ہی کا سامنا ہے۔

جاں نداد بادہ نوشی رندان ہے شش جہات
غافل گمان کرے ہے کہ گیتی خراب ہے

ذاتِ حق وحدہٗ لا شریک کی جانب کبھی اس کی پشت نہیں ہوتی۔ اس کے وجودِ عارضی کا کمزور اور شکستہ سفینہ انوار وحدت کے طوفانی ظہور سے نقش بر آب کی طرح مٹ جاتا ہے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ ہاتھ پاؤں اور جسم اُس کا ہے لیکن اس کو اپنے ہونے کا بھی علم نہیں رہتا۔ اس کو اپنے اعضاء اور روح میں بھی جلوۂ حبیب ہی نظر آتا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

بینم رُخِ ساقی ظاہر شدہ در خود مفتوں شدہ بر خود مدہوش خود افتم
چو دیدم روئے زیبائے تو جاناں ز تشویش وجود خویش رستم

(جب میری نظر رخِ ساقی پر پڑی تو میرے اندر سے وہ ظاہر ہو گیا۔ میں خود پر ایسا قربان ہوا کہ مدہوش ہو گیا۔ اے میرے محبوب تیرے نورانی جلوے کی دید مجھے اپنے سے فارغ کر دیتی ہے۔)

لوگ کہتے ہیں وہ دیکھتا ہے، بولتا ہے، سنتا ہے، چلتا ہے، پھرتا ہے اور کام کاج کرتا ہے لیکن وہ احساسِ ہستی سے بھی فانی ہو چکا۔ اس کو افعال، اعمال، حرکات اور سکنات سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس کا جو کچھ بھی ہے سب حق کے لئے ہے۔

Marfat.com

جب نفسانیت ہی نہیں رہی تو ماسوا اللہ کو کون دیکھے اور طلب کرے۔ اس کی ذات اور احوال کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جانا بے جا نہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ میں بیمار ہوا لیکن تو نے میری عیادت نہیں کی۔ (مسلم)

مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

گفت آرے بندۂ پاکے گزیں نیست او بلکہ منم نیکو بیں

ہست رنجوریش رنجورّی من ہست معذوریش معذورّی من

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا او نشیند در حضور اولیا

یک زمانہ صحبتے با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

خدمت من طاعت و حمدِ خدا ست تا نہ پنداری کہ حق از من جدا ست

(بات یہ ہے کہ بندے میں وہ پاک ہی موجود ہے، تو خود فنا ہو جا وہ نظر آنے لگے گا۔ وہ بیمار نہیں ہے بلکہ بیمار میں ہوں۔ وہ معذور نہیں ہے معذوری مجھ میں ہے۔ اللہ کی ہم نشینی چاہتا ہے تو تُو اولیاء اللہ کے حضور حاضری دے۔ ایک لمحہ اولیاء اللہ کی صحبت سو سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ اُن کی خدمت کرنا اللہ کی اطاعت و حمد کرنا ہے کیونکہ اللہ ان سے اور وہ اللہ سے کبھی بھی جدا نہیں ہوتے۔)

اس مقام پر من و تو کا جھگڑا مٹ جاتا ہے۔ احوال کا خلل نہیں رہتا۔ ہستی و نیستی، اتصال وانفصال، فنا و بقا اور ناظر و منظور، غرضکہ سب کچھ غائب ہو جاتا ہے۔ آفتاب طلوع ہونے کے بعد رات کی تاریکیاں کیسے زندہ رہ سکتی ہیں۔

تا من بودم مرا بود ماؤ منے ماؤ منے ساختہ بود انجمنے

چوں یار آمد ماؤ منے ہا برخاست نے انجمنے ماند نہ جانے نہ تنے

(جب میں نے ''میں ہوں'' کہا تو اپنی ذات میں دونوں داخل کر لیے اور بڑھتے بڑھتے میرا

Marfat.com

وجود ایک انجمن بن گیا۔ پر جب دوست کی آمد ہوئی تو، من و ما سب ختم ہو گئے نہ انجمن رہی نہ جان رہی نہ تن رہا۔)

ذات الٰہی ظہور اور بُطون سے پاک اور ہر قید سے منزہ ہے۔ اُس کی ذات پاک میں غیر کے ظہور کا نام و نشان ممکن ہی نہیں۔ وہ نوراً یا علماً اور شہوداً اپنی ذات سے اپنی ذات میں اور اپنی ذات کیلئے جلوہ آرا ہے۔ فقیر ظاہر و باطن میں یکساں، اور جان و تن اور ظاہر و باطن سے پاک ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

مبتلائے حیرتم جاں گوئمت یا جانِ جان　　اصطلاح شوق بسیار است من دیوانہ ام
اے امیں بر ہستیم نام تجدد تہمت است　　در ازل پیش از زماں تعمیر شد میخانہ ام

(حیران ہوں کہ تجھ کو جان کہوں یا جانِ جاں، شوق کی اصطلاحات تو بہت ہیں لیکن میں دیوانہ ہوں، اے امیں میرے وجود کا نام رکھنا ایک تہمت ہے۔ میرا ازل سے اس زماں میں آنا میخانے کی تعمیر کرنا ہے۔)

ہویدا شد در امکاں صورت حق　　ہاں صورت جہاں را نام کر دند
حقیقت را کہ مستور از نظر بود　　بما مشہود خاص و عام کر دند

(عالمِ امکان صورتِ حق میں ظاہر ہوئی اس کا نام ''جہاں'' رکھا گیا۔ جو حقیقت نظروں سے پوشیدہ تھی، عام و خاص پر ظاہر کر دی گئی۔)

امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ مخلوقات کے معراج کی انتہا فردانیت کا مِلک ہے۔ جب کثرت اُٹھ جاتی ہے تو وحدت ثابت ہوتی ہے۔ اضافت جاتی رہتی ہے اور اشارہ اُڑ جاتا ہے۔ پھر نہ بلندی رہتی ہے نہ پستی۔ نہ اُترنے والا نہ چڑھنے والا۔ ترقی محال ہو جاتی ہے اور چڑھنا مشکل۔ اعلیٰ سے پرے کوئی بلندی نہیں ہے لیکن اس کے لئے اسفل موجود ہے۔ اب اس کے نزول کو آسمانِ دُنیا کی طرف فرشتہ کا نزول کہا جائے یا اس سے زیادہ بُعد کا وہم کیا جائے ـــــ جیسا کہ بعض عارفین نے کیا ہے۔ یہ اس کا

Marfat.com

نزول استعمال حواس یا تحریک اعضاء کی طرف ہے۔اور اس کی طرف حدیث قدسی میں کہ ''میں ہاتھ بن جاتا ہوں، کان بن جاتا ہوں'' اشارہ ہے۔(مسلم۔بخاری)

مُوَحِّد کی روح آسمانِ عقل سے مخلوق کے معراج کی انتہا تک ترقی کرتی ہے۔ اس کے بعد عرشِ وحدانیت پر مستوی ہوتی ہے۔اور وہاں سے حکم کی تدبیر آسمانوں کے طبقات تک کرتی ہے۔اور اکثر اس کا دیکھنے والا یہ کہتا ہے کہ'' اِنَّ اللہَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ'' ۔یہاں تک کہ اس میں گہری نگاہ ڈالتا ہے۔پاک ہے وہ، جو مخلوق سے بوجہ اپنے ظہور کے مخفی ہے اور اپنے نور کی وجہ سے ان سے پردے میں ہے۔(مشکٰوۃ الانوار)

عارف کامل اسماء وصفات سے گزر کر بحرِ احدیت میں غرق ہو کر خود سے بے نام ونشان ہو جاتا ہے۔حتیٰ کہ مرتبۂ بقا میں اپنی ذات کو اُس سے اُس کی ذات دیکھتا ہے۔اُس کا اسم حق کا اسم اور اُس کی صفت حق کی صفت ہو جاتی ہے۔اُس کا صرف نام ہی نام ہوتا ہے لیکن حقیقتاً اُس کی خوشنودی حق تعالیٰ کی خوشنودی اور اُس کی ناراضگی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہوتی ہے۔قولہٗ تعالیٰ:

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ (المؤمنون آیت ۱۰۹ تا ۱۱۰ پ ۱۸)	میرے خاص بندوں کا ایک گروہ یوں کہا کرتا تھا کہ اے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش اور ہم پر رحم کر۔تم نے انھیں ہنسی میں اُڑایا یہاں تک کہ انہوں نے تمہارے دل سے میری یاد کو بھلا دیا۔

مولانائے رومؒ فرماتے ہیں۔ ؎

آیۂ اَنْسَوْکُمْ ذِکْرِیْ بخوان　قوت نسیاں نہادن شاں بدان
چوں بتذکیر و نسیاں قادر اند　برہمہ دلہائے خلقاں قاہر اند

Marfat.com

(آیت "حَتّٰی اَنۡسَوۡكُمۡ ذِكۡرِیۡ" کو پڑھ اور سمجھ کہ نسیان کی قوت تیرے اندر رکھنے کی حکمت کیا ہے جو ذات "تذکیرونسیان" یعنی یاد دلانے اور بھلوا دینے پر قادر ہے۔ وہ ساری مخلوق کے دلوں پر بھی غالب ہے۔)

حضرت عمرؓ راوی ہیں کہ ایک روز وہ مسجد نبوی ﷺ کی طرف گئے تو حضرت معاذ ابن جبلؓ کو رسول اللہ ﷺ کی قبر (مبارک) کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ اس وقت رو رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا، معاذ تم کو کون چیز رُلا رہی ہے؟
معاذؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ تھوڑا ریا بھی شرک ہے اور یہ کہ جو شخص اللہ کے دوست سے دشمنی رکھے اس نے گویا اللہ سے جنگ کی اور مقابلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں، پرہیزگاروں اور ان مخفی حال کے لوگوں کو پسند کرتا ہے کہ جب وہ نظروں سے غائب ہوں تو ان کو پوچھا نہ جائے اور جب موجود ہوں تو ان کو بلایا نہ جائے اور پاس نہ بٹھایا جائے۔ ان لوگوں کے دل چراغ ہدایت ہیں اور یہ لوگ ہر تاریک زمین سے ظاہر اور پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ (ابن ماجہ۔ بیہقی۔ مشکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کو مدد نہیں دی جاتی اور تم کو رزق نہیں دیا جاتا مگر تمہارے انہی کمزوروں اور فقیروں کی دُعا کی برکت سے۔ (بخاری، مشکوٰۃ)

طالب صادق کو عشق الٰہی نے ایسا جلایا کہ اس کی ہستی کا نام و نشان بھی نہ چھوڑا اور اس کے دل سے اس کے معدوم ہونے کا احساس تک ختم کر دیا۔ جب وہ نہ رہا تو اس کا سب کچھ فنا ہو گیا۔ نہ مذہب کا خیال رہا نہ دین کا۔ زمان و مکان کی قید ختم ہو گئی۔ ماضی و مستقبل ایک ہو گئے۔ ؎

زانکہ آنسو جملہ ملت ہا یکے است صد ہزاراں سال و ساعت ہا یکے است
لامکانے کندران نورِ خدا است ماضی و مستقبل و حالش کجاست

(تمام ملت، لاکھوں سال اور ساعتیں سب برابر ہیں۔ لامکاں میں تو صرف نورِ الٰہی ہے، اس میں

Marfat.com

ماضی، مستقبل اور حال کہاں ہیں۔)

صبغتہ اللہ نے یہاں تک رنگا کہ تمام کائنات میں سوائے ذاتِ حق کے انوار و تجلیات کے کچھ باقی نہ رہا۔ امتیازات اور اعتبارات ختم ہو گئے ۔ یہاں رغبت و نفرت، تعصّب و محبت، خیر و شر، تقیّد و اطلاق اور جلال و جمال یکساں ہو جاتے ہیں۔ اُس مبارک ہستی نے حق کو حق سے پا کر جب حق سے آنکھ کھولی، تو دیکھا کہ سب کچھ اس سے اس کے اندر جلوہ نما ہے۔ کس کو اچھا کہے اور کس کو بُرا۔

جز و درویش اند جملہ نیک و بد ۔۔۔ گر نباشد ایں چنیں درویش نیست

آنکہ سُبحانی ہمیں گفت آں زماں ۔۔۔ این معنی گشتہ بود اور اعیاں

چونماند از توئی با تو اثر ۔۔۔ بے گماں یابی ازیں معنی خبر

رو کہ بی یسمع و بی یبصر توئی ۔۔۔ سِر توئی چہ جائے صاحب سر توئی

(سب نیکی و بدی درویش میں ایک ہی جز بن گئی ۔ یہ اس لئے ہوا کہ درویش خود نہیں ہے۔ میں سبحان ہوں یہ میں ہی بول رہا ہے، پر یہ معنی سب پر عیاں ہیں کہ مجھ سے تُو ہی دیکھتا ہے اور تُو ہی سنتا ہے، تُو ہی راز اور تُو ہی صاحبِ راز ہے۔)

اے عزیز! جب تک تجھ میں ذرّہ برابر بھی خودی موجود ہے تو بحرِ کثرت کے بھنور میں چکر کھاتا رہے گا اور تیری جانبری ناممکن رہیگی ۔ہستی کے مدعی کو جو انانیتِ شخصی کی رسی میں جکڑا ہوا ہے، دریائے حوادثات سے فطرتِ سلیم کو بچا کر نکل آنے کی اُمید نہ کرنی چاہیئے۔ حقیقی زندگی بمقتضائے "مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا" مرنے سے پہلے احساسِ خودی اور وہمِ ہستی کو مٹانے سے نصیب ہوتی ہے۔ اوصاف بشری کے فنا ہونے کے بعد راز ہائے الٰہی کا انکشاف ہوتا اور سالک بصورت قطرہ محو ہو کر سمندر ہو جاتا ہے۔ بغیر حصولِ فنا مرتبۂ بقا یعنی وصالِ الٰہی ناممکن ہے۔

Marfat.com

محو می باید نہ نحو اینجا بداں گر تو محوی بے خطر در آب راں
آب دریا مردہ را برسرنہد گر بود زندہ زدریا کے رہد
چوں بمردی تو ز اوصاف بشر بحر اسرارت نہد بر فرق سر

(تو قطرے کی طرح اپنے کو کل میں گم کرلے اس طرح بے خطر دریا (وحدت) میں تیر سکے گا۔ دریا کا پانی مردے کو اپنے اوپر اٹھائے رکھتا ہے، زندہ کو یہ مقام نہیں۔ اگر تو اپنے ظاہری بشری اوصاف ختم کردے تو تیرنے کے لئے باطنی رموز واسرار کا سمندر بھی کوئی معنی نہیں۔)

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ (مسلم) | جو اللہ کا ہوجاتا ہے اللہ اس کا ہوجاتا ہے۔

جب سالک اپنی خوشی اور مسرت کے سرچشمے کو اپنے میں رواں دواں دیکھتا ہے، تو شرف ذاتی سے مالا مال ہوکر علم کی انتہا تک پہنچ جاتا ہے۔ جو کچھ حقیقت الحقائق میں ہے، وہی حیرت انگیز ہستی اس میں موجود ہے۔ ذات واحد بے شمار صفتوں کے باعث لاتعداد ناموں سے موسوم ہے۔ اُس سے پہلے علم، پھر ارادہ، قدرت، سمع، بصر اور کلام کا ظہور ہوتا ہے۔

جس کو فقر کی گراں قدر دولت مل گئی، اس کا کل وجود "نورٌ عَلٰی نُورٌ" ہوگیا۔ اُس کے ذکر وفکرِ الٰہی کے چمن میں بہارِ جاوداں آئی۔ عشق کی آتش فشانیاں اور تند وتیز آندھیاں، جنھوں نے اُس کے عارضی وجود کو بیخ وبُن سے جلا کر خاکستر کردیا تھا اور اُس کی خاک کو منتشر کرکے اس کا نام ونشان بھی نہ چھوڑا تھا، چاندنی سے ہزاروں گُنا ٹھنڈے انوار اور حیات دائمی عطا کرنے والی پُر رحمت ہواؤں میں، مبدّل ہوگئیں۔ کریم العفو کی بارگاہِ ذرّہ نواز سے اس کی وفاداریوں اور فداکاریوں کے انعام میں اس پر آبِ حیات چھڑکا گیا اور جام وصال پلا کر اس کو مُوحد کا خطاب مرحمت ہوا۔ اب اُس پر ہر وقت سُکرِ حقیقی اور بیہوشی کی حالت طاری رہتی، اُس کو اپنا جسم سایہ کی طرح نظر آتا اور وہ اپنے تعین اور کل حرکات وسکنات کو حق کے ساتھ

Marfat.com

معصومانہ دیکھتا ہے۔

عارفِ فنافی الذّات کے کل افعال واوصاف سے تجلیاتِ حق آشکارا ہوتی ہیں۔ فانی ہونے کی وجہ سے اس کا کچھ نہیں رہتا، سب اللہ کا ہوتا ہے وہ اصحاب کہف کی طرح خود سے بیخود ہوکر، بحالتِ بیخودی و بے ہوشی، حق سے استفادہ کرتا ہے۔ اگر کسی وقت موجِ بے خودی اس کو ساحل علم وہوش پر لا ڈالتی ہے اور وہ ہوشیار نظر آتا ہے، تو یہ علم وہوشیاری اس کی نہیں ہوتی بلکہ منجانب اللہ ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کل حواس قوتِ متفکرہ کے مطیع ہیں اور حواس ہی انسان کو محسوسات کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ جس شخص کا خیال، افعال اور محسوسات کی طرف متوجہ رہتا ہے، تو وہ محسوسات سے اثر پذیر ہوکر اُن سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ سالک اپنے حواس کو قابو میں رکھنے کی وجہ سے محسوسات سے متاثر نہیں ہوتا اور بحرِ وحدت کی طرف بڑھا چلتا ہے۔ اس کا خیال اس کے افعال کی طرف نہیں جاتا۔ ذاتی عقل وشعور باقی نہ رہنے کی وجہ سے کردنی اور ناکردنی کی تمیز اُٹھ جاتی ہے۔ اس حالت میں مرشد کامل، جو نقطۂ منتہیٰ پر پہنچا ہوا ہے، جس کا ظاہر و باطن حق تعالیٰ ہے اور جو حالت تنزیہہ اور تشبیہ میں حق کا مظہر اَتم ہے، ساقی بن کر طالب کو جامِ بے خودی پلا کے کامل بے خود بنا کر مست اور سرشار بنا دیتا ہے۔

یقین کر محتسب اُن کی نگاہِ مست شاہد ہے
کہ واقف بادہ و خم سے نہیں ہے بیخودی میری

اس کے بعد سالک صفات سے گذر کر ذات میں مستغرق ہو جاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْکَ (مسلم) | اے اللہ میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

یہ حالتِ رندانہ اور مقامِ قلندری چھپائے نہیں چھپتا۔ پُر سکر حرکات اور کیف میں

Marfat.com

ڈوبی آنکھیں شیفتہ گانِ حق کو اس حالت کی غمازی کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

آنکھیں یہ کہہ رہی ہیں کہ جاگے ہو رات بھر
ان ساغروں میں رنگ شراب وصال ہے

سالکِ کامل کا سب کچھ فنا ہو گیا۔ اب اس کی زبان سے "ھُوَ اللّٰہ" یا "اَنَا اللّٰہ" کا نکلنا یکساں ہے۔

چوں جملہ فنا گشت زتو ہیچ نماندہ — خواہی تو انا اللہ بگو خواہ ہو اللہ

جب عارف دریائے ذات میں ڈوب کر اپنے وجود کو فنا کر کے حق سے اُبھرتا ہے، تو حق تعالیٰ کی لامحدود اور لا انتہا صفتوں میں سے جو صفت بالخصوص اس میں کارفرما ہوتی ہے، اسی صفت کے آثار کا اس سے ظہور ہوتا ہے۔ کوئی صفتِ کلام سے اور کوئی صفتِ حیات سے مشرف نظر آتا ہے۔ کسی میں خلّت کے اور کسی میں زُہد کے انوار درخشاں ہوتے ہیں، تو کسی میں عبودیت کی تجلیات اور کسی میں فقر کا لاہوتی جلوہ...... کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو رنگِ توحید میں ڈوبا ہوا وحدانیتِ حق سے سرشار نظر آتا ہے۔ اے عزیز! اس بات کو اگر وضاحت سے سمجھنا چاہے، تو انبیاء المرسلینؑ اور اولیائے کاملینؒ کی حالاتِ زندگی کا بغور مطالعہ کر۔ اگر تجھ کو توفیق دی جائے تو اسی بات سے رسولوں، نبیوں اور اہلِ اللہ کے معجزوں اور ظہورِ کرامت کے فرق کو معلوم کر سکتا ہے۔ عارف جس وقت بحرِ احدیت کی جس موج سے متعلق ہوتا ہے، اس کے علاوہ اس وقت اس سے کسی دوسری صفت کا ظہور نہیں ہوتا۔ اگر کوئی انسانِ کامل مصروفِ تبلیغ دین نظر آتا ہے اور کوئی کونے میں بیٹھا ہوا مخلوق سے بے نیاز معلوم ہوتا ہے، تو اسکی یہی وجہ ہے کہ مختلف صفاتِ الٰہی ان میں کارفرما ہیں۔ عارف خود سے فانی اور حق سے باقی ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ کو اختیار ہے کہ جسکو جس حال میں چاہے رکھے۔

Marfat.com

اے عزیزو! فقیر کی حالت کو اپنے علم وقیاس کے معیار پر جانچنا اور اُس کے افعال پر معترض ہونا تاریکی کو روشنی سمجھنا ہے۔خودی اور زُعم ہمہ دانی میں ڈوبے ہوئے شخص کو قربِ حق نصیب نہیں ہوتا۔اگر تم کو تلاشِ حق ہے تو عرفان اور توحید کے سلسلہ میں، جو کچھ میں نے لکھا ہے اس کو سمجھو۔اپنی زندگی کی چیستاں سے واقف ہونے اور انسانیت کے بلند مقامات حاصل کرنے کے لئے ہمت ومردانگی کے ساتھ میدان عمل میں آ جاؤ۔قیل وقال کا راستہ اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جاتا۔ اگر تم مردوں کے مقامات حاصل کرنا چاہتے ہو،تو خواجہ سراؤں کی صحبت سے دور رہنا اپنا فرض سمجھو۔اس راستے میں عمل اور پیہم عمل کی ضرورت ہے۔تصوّف کی باتیں کرنا سیکھ لینے سے روحانیت میں نہیں، بلکہ نفسانیت میں ترقی ہوتی ہے۔شکر یا نمک کا صرف نام لیتے رہنے سے منہ میٹھا یا نمکین نہیں ہو جاتا۔اُجالا چراغ روشن کرنے سے ہوتا ہے، چراغ چراغ کہتے رہنے سے نہیں۔

اے اللہ کے پیارے طالب ـــ! اللہ عزّ وجل سے توفیق مانگ اور اس کی توفیق سے اُس سے اُس کو طلب کر۔اُس کے دامنِ رحمت میں چھپ کر خود کو بھول جا،اسی میں تیری دائمی راحت اور جاودانی مسرت کا راز پنہاں ہے۔

وَلَقَدْ نَصَحْتُکَ اِنْ قَبِلْتَ انَصِیْحَتِیْ
فَانْصَحُ اَعْلٰی مَا یُبَاعُ وَیُوْهَبُ

اگر تو میری نصیحت مانے تو میں نے نصیحت کر دی ہے (سچی) نصیحت خرید و فروخت اور بخشش کی چیزوں سے افضل ہے۔

Marfat.com

اے خداوند عالم تیری ہی ہستی موجود ہے اور میری ہستی موہوم۔ تو اسے فنا کر دے۔ تیری موجودگی میں یہ نہیں کہنا چاہتا ہوں کہ میں بھی کچھ ہوں۔ مجھے اس شرک فی الوجود سے پناہ دے۔

آمین ثم آمین۔

وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

تَمَّــــتْ بِالْخَیْر

Marfat.com

نظم

(از محبّی جناب اشرف خاں صاحب اشرفؔ رامپوری)

خدا کے سوا جس کو یاں کچھ نہیں ہے　　وہی غرق دریائے ہو بالیقیں ہے
ہمارے نبی ﷺ کا ہے وہ اعلیٰ رتبہ　　کمر بستہ خدمت میں روح الامیں ہے
شراباً طہورا یہیں پر ہے واعظ!　　جسے آج تک تو نے چکھا نہیں ہے
مئے جام وحدت سے پُر خُم کے خُم ہیں　　پلائیں کسے پینے والا نہیں ہے
ہر اک کو ہے دُنیا و دین کی تمنا　　کوئی طالبِ مولا بندہ نہیں ہے
نفی دین و دنیا ہیں سب اس کے آگے　　بجز ذات باری کے اور کچھ نہیں ہے
اگر گر گیا راہِ وحدت سے کوئی　　بجز پھر سقر کے ٹھکانہ نہیں ہے
حدیث اور قرآن کی تلقین یہ ہے　　جو منکر ہے اس کا نہ مذہب نہ دیں ہے
جو جلتا ہے یاں سوز عشق خدا میں　　تو بے شک خدا کا وہی ہم نشیں ہے
نظر باز کرتے ہیں ہر دم نظارا　　نظر پر وہ اندھوں کو آتا نہیں ہے
تری شانِ والا پہ قربان یا رب　　کہ تو ذرے ذرے میں جلوہ گزیں ہے
قلندر کا ہے میکدہ آؤ یارو　　کوئی طالبِ مئے اگر بالیقیں ہے
لکھی جذبۂ دل سے توحید واحد　　زبان پر فرشتوں کے صد آفریں ہے

کسے فکر دنیا و عقبیٰ کی اشرفؔ
مرا دین و ایمان مرا نازنیں ہے

Marfat.com

قطعات تاریخ از مشفقی جناب اشرف خاں صاحب اشرفؔ رامپوری

کیا لکھی حضرتِ نظام الحق گل سُبحان نے — واہ الحق المبین یہ شرح ہے عرفان کی
مسلکِ توحید و عرفان کا بیان ہے سربسر — یہ رسالہ کیا ہے گویا جان ہے عرفان کی
کلمتہ التوحید ہے حرف اس کا لا کلام — گویا ہے شرح کلامِ سید ذی شان کی
عارفِ باللہ نے اس کو مرتب جب کیا — فکر تھی ایک مصرعۂ تاریخ خوش عنوان کی
ناگہاں یہ دی صدا ہاتف نے اسے اشرفؔ تو لکھ — ہے یہ ایک تفسیر ہمدم آئینۂ عرفان کی

۱۳۴۷ھ

قطعۂ تاریخ از عزیزی مولوی پیر ابو محمد ﷺ عبدالغنی انصاری ثاقبؔ جودھپوری

جب نظام الحق شہ وقت نے — یہ رسالہ نافعِ سالک لکھا
سال ترتیب اس کی ثاقبؔ نے مجھے — رہبر راہ طریقت ہے کہا

۱۳۴۷ھ

دیگر

نظام الحق والدین شیخ دوران نے ہمیں ثاقبؔ — بیان دلکش عرفانِ وحدت کیا سُنایا ہے
لب الحق سے الحق ہے زبانِ خلق پر جاری — گل خوش رنگ سبحان مرحبا ب رنگ لیا ہے

۱۳۴۷ھ — ۵۸۲

۲۹ ء ۱۹

جناب منشی سید جمیل احمد صاحب طاہرؔ حسنی الحسینی گلاوٹھوی - بلند شہری

خوشا عارف نظام الحق اویسی — کہ تصنیفش ہمہ نورمبین است
سراپا گویمش جانِ تصوف — سراسر مظہر عین الیقین است
پئے جوہر شناسانِ معانی — بقدر افزوں ترا ز دُرِ ثمین است
حکم ہا را جوامع ہمچو مصحف — محیط جملہ از دنیا و دین است
نوشتم بہرسال طبع طاہرؔ — کتاب فائق الحق المبین است

۱۳۴۷ھ

Marfat.com

قطعۂ تاریخ جانب حکیم شب سہائے متخلص بہ مشفق رامپوری

در سلسلۂ اویس عاشق این فیض نظام حق مآب است
منقوط بحرف گفت مشفق تصنیف کتابِ لاجواب است
۱۳ ھ ۴۷

قطعۂ تاریخ نتیجہ فکر مولوی شریف احمد خانصاحب منصرم توشہ خانہ ریاست رامپور

شہ نظام الحق کتاب معرفت خوش گفتۂ ہر سخن صد نکتہ دارد ہر کلام اسرابین
فکر تاریخش چو احمد کرداریں ہاتف بگفت سرحق توحید حق حق دان از الحق المبین
۱۳ ھ ۴۷

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر مولوی کرامت اللہ خاں صاحب رامپوری

برادر مکرم نظام الحق ایں کتاب مبارک نوشتہ عجیب
سر حرف منقوطہ تاریخ سال کتابِ صداقت عجیب و غریب
۱۹ ء ۲۹

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر بابوراج کشور ورما المتخلص بہ راجہ رامپوری

شہ حضرت نظام الحق چوفرمود دریں حق المبین حق البیان است
شگفت از سال طبعش طبع راجہ ہمیں گل از بہار بے خزان است
۱۳ ھ ۴۷

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر منشی للتا پرشاد بخشی فوج ریاست رامپور

تصنیف شہ نظام الحق الحق مبین حدیث اطہر
از بخشی فوج سال تاریخ تفسیر قرآن پاک اکبر
۱۳ ھ ۴۷

Marfat.com

قطعات تاریخ نتیجہ فکر مولوی قاسم علی خاں صاحب رامپوری - آزاد

شاہ مولانا نظام الحق عزیز کرد تصنیفِ کتاب لاکلام
من چہ دارم طاقتِ وصفش کہ من کم بضاعت کم لیاقت عقل خام
گر رود بوئے معارف در دماغ نافۂ تاتار گردارند مشام
ہست ایں شمعِ ہدیٰ نورِ صفا از برائے طالبانِ حق امام
پس ہمیں آزاد گو تاریخ سال گویا حق کردہ بہ پیغمبر کلام
۱۳۴۷ھ

قطعہ تاریخ ریختہ کلک نیاز سلک مصنف

للہ الحمد ایں در معنے بسفت از پئے عشاق حسنِ اولیں
از سرّ الحق نظام الحق بگفت تحفہ ایں درویش الحق المبین
۱۳ ھ ۴۷

نمبر شمار	مختصر عنوان	صفحہ نمبر
	الف	
۱	اختلاف عقائدِ مذاہب کی بناء پر قتل و تحقیر ناجائز ہے۔	۴۸، ۴۹
۲	ادراکِ جسم و جاں۔	۶۰، ۶۱
۳	الرحم الراحمین بے عمل اور بے طاعت کو بھی بخش دے گا۔	۳۱ تا ۳۳
۴	اسرار علوم الٰہیہ بغیر تصفیہ و تزکیہ نفس و قلب کے نامعلوم رہتے ہیں۔	۷۳، ۷۶
۵	اسرار وحدت الوجود کا والہانہ بیان۔	۹۶ تا ۱۰۹، ۱۱۸، ۱۱۹
۶	اسوۂ حسنہ پر کاربند چند درخشاں اور پائندہ حضرات کے اسماء گرامی۔	۲۹
۷	اسوہ حسنہ کی پیروی کا قرآنی حکم۔	۴۰
۸	اسوہ حسنہ میں سالکانِ راہ سلوک کو رہنمائیاں، اور ہر صنف و ہر طبقہ ہر نوع اور ہر اہل فن کے لیے مکمل ظاہری و باطنی اعمال کا نمونہ۔	۱۴، ۱۵
۹	اطاعت مرشد کامل اور روحانی ترقی۔	۸۱،۸۲،۹۴
۱۰	اظہار عجز۔	۱
۱۱	اعمال جز و ایمان نہیں ہیں، فیصلہ امام اعظم ابوحنیفہؒ۔	۳۴، ۳۵
۱۲	الآیہ عُسْرِ یُسْرًا کی تفسیر (ہر مشکل کے بعد راحت)۔	۹۱،۹۲
۱۳	امام غزالیؒ کا علوم باطنیہ کی طرف راغب ہونا۔	۵۸
۱۴	امراض قلبی و نفسانی کے ماہر اطباء روحانیاں کا بیان۔	۲۷، ۲۸
۱۵	انا، انسان اور روح کا بیان۔	۵۹ تا ۶۶
۱۶	انفرادی عقل و فہم اور خود رسائی کی بے اعتباری۔	۷۳،۷۴
۱۷	اہلِ اسلام کے مختلف فرقے باعتبار تصدیق مسلمان ہی ہیں۔	۳۴
۱۸	اہل بیت کا فقر و فاقہ۔	۴۱
۱۹	اہل ظاہر کے اعمال باطنیہ پر اعتراضات فضول ہیں۔	۴۵، ۴۶
۲۰	اہل قبلہ، کلمہ گو کو کافر کہنے کی ممانعت کا سبب۔	۳۰، ۳۱
۲۱	اہل ہوا و نفس پرستوں پر مہر لگ گئی ہے۔	۴۵
۲۲	اہل شکوک کی حرمان نصیبی اور محرومی کا بیان۔	۲۴
۲۳	ائمہ اسلام کا صوفیان کرام کی صحبت سے فیضیاب ہونا۔	۵۷، ۵۸
۲۴	ایمان و عمل کے احکام جداگانہ ہیں (امام اعظمؒ)۔	۳۵

Marfat.com

	ب	
۲۵	بارگاہ مرشد ہادی کریم میں عقیدت مند غلاموں کی درخواست کی قبولیت اور لسانِ فیض ترجمان سے اسرار کا انکشاف۔	۱۶، ۱۷
۲۶	بخشش و عطا عام ہے مگر کوئی جھولی تو پھیلائے۔	۲۳
۲۷	بدگمانی گناہ ہے۔	۱۱۰
۲۸	بدنیہ و باطنیہ اعمال حسنہ کا مقصد حصولِ توحید ہے۔	۸۳، ۸۴
۲۹	بغیر حصول کمال باطنی دوسروں کی رہبری باعث فتنہ ہے۔	۷۶ تا ۷۸
۳۰	بنی نوع انسان کی دنیاوی و اُخروی حیات کے لیے ہدایت ابدی۔	۱۵
۳۱	بیمار انسانیت یعنی روح اور بیمار قلب کا علاج۔	۷۰، ۷۶
	پ	
۳۲	پیامِ لاہوتی زمزمۂ ابدی ارشادات قلندر صحیفہ مبارک الموسومہ ''الحق المبین'' کا تعارف اور سبب تالیف۔	۱۶
۳۳	پیغمبروں کے قصص پر غور و فکر اور اخذِ نتائج۔	۱۱۴ تا ۱۱۶
۳۴	پیہم جستجوئے حق کا مشورہ اعلیٰ۔	۲۴
	ت	
۳۵	تجسس انسانی کا ایک عجیب تضاد (اپنی حقیقت سے بے خبر)۔	۵۹ تا ۶۱
۳۶	تربیت جسم کی حدود۔	۶۲، ۶۳
۳۷	تربیت جسم میں محویت اور تربیت روح سے غفلت کا انجام۔	۶۴، ۶۵
۳۸	تزکیۂ نفس۔	۶۸ تا ۷۸
۳۹	تصوف اور مقاصد تصوف۔	۵۴ تا ۵۸
۴۰	تغذیۂ جسمانی و روحانی کے نتائج اہلیت اور ظرف پر منحصر ہیں۔	۲۱
۴۱	تلاش حق میں حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مجاہدۂ خلوت۔	۱۱، ۱۲
	ج	
۴۲	جسم انسانی میں قوت باطنیہ کی جستجو، اور تکمیلِ روحانیت کا ذریعہ۔	۶۰ تا ۶۲
۴۳	جسم و روح کی تربیت جداگانہ نوعیت کی ہے۔	۶۳، ۶۴
۴۴	جنگ جمل میں شامل مسلم فریقین کا احوال۔	۳۳

Marfat.com

۴۵	جو کچھ کیا ہے سامنے آئے گا۔	۳۷
	ح	
۴۶	حصول تزکیہ نفس و قلب کا عامی ذریعہ اور اس کی خامیاں۔	۷۱ تا ۷۳
۴۷	حصول علم کے لئے جہد و مشقت اور تفکر کی ضرورت۔	۶۷، ۶۸
۴۸	حصول علم لدنی کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سفر عجیب۔	۵۰ تا ۵۲
۴۹	حضرت ابوذر غفاریؓ کی ادائیگی صلوٰۃ کا ذکر۔	۱۱۲ تا ۱۱۴
۵۰	حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت۔	۱۱۴
۵۱	حضرت مجدد الف ثانیؒ کا کلمہ طیبہ کی بابت بیان۔	۳۳
۵۲	حضور سراپا نور مسیح العارفین مرشدِ ہادی کریم دام فیوضہم کی حیات کا اجمالی تذکرہ۔	۱۶ تا ۲۰
۵۳	حمد الٰہی و نعت رسول مقبول ﷺ۔	۱، ۲
۵۴	حیات حقیقی۔	۸۲
۵۵	حیات النبی ﷺ کی سیرت طیبہ کا اجمالی بیان۔	۸ تا ۱۵، ۳۸ تا ۴۱، ۵۴ تا ۵۶، ۸۵، ۸۹
۵۶	حیات النبی ﷺ میں حیات ظاہری و باطنی کا عادلانہ امتزاج۔	۱۰، ۱۲
	خ	
۵۷	خالصتاً اقرار توحید کرنے والا جنتی ہے۔	۳۲ تا ۳۳
۵۸	خاتم النبیین ﷺ کی صحبت پاک کے فیوض و برکات۔	۸۵
۵۹	خلیفۃ اللہ فی الارض کی وضاحت۔	۳۹
	د	
۶۰	دامن الٰہی میں پناہ گزین خاص الخاص بندوں کا ذکر۔	۹۵، ۹۶
۶۱	درجات و فضیلت میں تفاوت حکمت الٰہیہ کے سبب سے ہے۔	۸۵
۶۲	درس حیات بعد الممات ازل سے جاری ہے۔	۲۷
۶۳	درِ یتیم و یسر اور اُمی بچہ ﷺ کا اعلیٰ معیاری اخلاق۔	۸، ۹
۶۴	دنیا پر آخرت کی ترجیح (روایت حضرت عمرؓ)۔	۴۱
۶۵	دنیا کی حقیقت۔	۵۶
۶۶	دورِ حاضر کی مادی ترقیوں کی ہلاکت خیزیاں۔	۳، ۴

Marfat.com

۶۷	دوسری صدی ہجری میں اخلاقی انحطاط کی ابتداء کی وجہ۔	۵۷
۶۸	دیدارِ حبیب پاک ﷺ محب صادق کے لئے مقدر ہے۔	۸۵،۸۶
۶۹	دیگر راں را نصیحت خود را فضیحت۔	۴۵ تا ۴۶
۷۰	دعوت توحید استقلال محکم، ابتلا ظلم پر صبر و شکر۔	۱۳ تا ۱۴
	ذ	
۷۱	ذکرِ الٰہی کے فیوض و برکاتِ دنیا و اخروی کا بیان۔	۸۰ تا ۸۲، ۹۶
	ر	
۷۲	راہِ سلوک میں حصول منزل مقصود کی شرط اولین۔	۹۶
۷۳	رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہونے پر بخشش ہوگی۔	۳۱
۷۴	رحمت اللعالمین ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کی ایک مثال۔	۴۶
۷۵	رسول پاک ﷺ کی تعلیم پاک موجب ارتقاء انسانیت ہے۔	۸
۷۶	روحانی مراتب کا حصول۔	۳۷
۷۷	ریا کارانہ وعظ و پند کا درجہ۔	۴۴، ۴۵
۷۸	ریا کار روحانی اطباء سے علاج روحانی ممکن نہیں۔	۷۷
۷۹	ریا کار نام نہاد علماء کو دعوتِ خود احتسابی۔	۴۲، ۷۹
	س	
۸۰	سالک صادق کی حالت و کیفیات، انکشافِ اسرار وحدۃ الوجود۔	۹۷ تا ۱۰۹
۸۱	سراپائے مقدس، حلیہ مبارک رسالت مآب ﷺ کا والہانہ ذکر۔	۸۶ تا ۸۸
۸۲	سرتاج الفقراء کاملین ﷺ کا فقر و فاقہ۔	۴۰، ۴۱
	ش	
۸۳	شرک کے علاوہ ہر گناہ بعد مواخذہ یا بلا مواخذہ معاف ہوگا۔	۳۱
۸۴	شمس العارفین ﷺ کا مجاہدۂ غار حرا۔	۱۱، ۱۲
۸۵	شکوک و اوہام۔	۲۱، ۲۲
	ص	
۸۶	صحابہ کرامؓ کی بزرگی، فضیلت اور کرامات کی چند مثالیں۔	۸۹ تا ۹۰
۸۷	صحابہ کرامؓ کی خوش قسمتی۔	۸۵، ۸۶

Marfat.com

۸۸	صدقِ دل سے کلمۂ طیبہ پڑھنے والے جنتی ہیں۔	۳۳
۸۹	صوفیاء کرامؒ کے اعمال اور طریقہ، حیاۃ النبی ﷺ میں موجود ہے۔	۱۰ تا ۱۲
	ط	
۹۰	طالبان صادق کو کسی کی ہرزہ سرائی کی پرواہ نہیں۔	۴۶، ۱۱۲
۹۱	طالب صادق کی حالت و کیفیت۔	۹۴
۹۲	طالب صادق کی نظر معنی و مطلب پر مرکوز ہوتی ہے۔	۲۲
	ظ	
۹۳	ظاہر پرست بندۂ نفس کی فریب کاریاں۔	۴۰
۹۴	ظاہر پرستوں کے دقیقہ نوسی اعتراضات۔	۱۱۰
۹۵	ظہور اضداد کی حکمت بالغہ۔	۶۳ تا ۶۴
۹۶	ظاہری و باطنی نجاستوں کا بیان۔	۷۰، ۷۱
۹۷	ظہور تجلیات کا جذب استعداد تدریجی طور پر وارد ہونے کی حکمت۔	۹۲، ۹۳
	ع	
۹۸	عدم علم، عدم وجود کو ملتزم نہیں۔	۲۶ تا ۲۷
۹۹	عقل انسانی کی مادی تحقیقات کی بے ثباتی اور خالق اکبر سے دوری۔	۵ تا ۷
۱۰۰	علم باطن کی بابت ارشادات۔	۱۱۷، ۱۱۸
۱۰۱	علم لدنی۔	۴۹ تا ۵۰، ۵۳
۱۰۲	علم نافع کی تعریف۔	۶۳
۱۰۳	علوم عقلیہ و دانش کی نارسائی اور بے بضاعتی۔	۴۷
۱۰۴	علوم کی اقسام۔	۶۶
۱۰۵	عمل صالح کے بغیر عالمی امن و سلامتی ناممکن ہے۔	۶، ۷
۱۰۶	عہد رسالت ﷺ میں صحابہ کرامؓ کا دنیا سے بے تعلق ہونا۔	۵۵ تا ۵۷
	غ	
۱۰۷	غفلت عن الذکر الٰہی کے نتائج پر محرومیوں کا بیان۔	۴ تا ۵
	ف	
۱۰۸	فتاویٰ کفر و الحاد کی بے بنیادی کا ذکر۔	۳۰

Marfat.com

۱۰۹	فلسفہ وحدۃ الوجود کی بابت سلف صالحین رحیم اللہ اجمعین کے فرمودات۔	۱۱۸ تا ۱۱۹
	ق	
۱۱۰	قرآن مجید کی تعلیم ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔	۸
۱۱۱	قصہ حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہ السلام سے مسائل تصوف کا اثبات	
۱۱۲	(اتباع مرشد صادق، اہل باطن کا مرتبہ علم لدنی اور اسکے حصول کی سعی)۔	۵۰ تا ۵۳
	ک	
۱۱۳	کفر و ایمان کے بارے میں ائمہ مجتہدین و سلف صالحین کی آراء گرامی۔	۳۵ تا ۳۶
۱۱۴	کلام پاک اور احادیث نبوی ﷺ مثل بارش رحمت کے ہیں۔	۹۱
	م	
۱۱۵	مادہ پرستوں کی کور باطنی۔	۱۰۹ تا ۱۱۰
۱۱۶	ماسوا اللہ کو مطلوب و مقصود بنانے کا نتیجہ۔	۶۴ تا ۶۶
۱۱۷	محبین و مطاع، دنیا و آخرت میں ایک ساتھ رہیں گے۔	۹۵، ۹۶
۱۱۸	مُردوں کی حرمت۔	۳۶
۱۱۹	مرشد کامل اور نام و نہاد طبیب روحانی کا موازنہ۔	۷۳ تا ۷۷
۱۲۰	مرشد کامل سے محبت اور اطاعت حب الٰہی کا سبب ہے۔	۹۵ تا ۹۶
۱۲۱	مرشد واصل کے اوصاف مخصوصہ۔	۸۱، ۸۲
۱۲۲	مطالعہ صحیفہ پاک (الحق المبین) کے سبب قرب حق۔	۱۲۰
۱۲۳	مقام محبوبیت پر فائز المرامی وصول الی اللہ۔	۱۳
۱۲۴	مقصد مقدمۃ الکتاب پاک الحق المبین۔	۲۰، ۲۳
	ن	
۱۲۵	نبی اُمی ﷺ کا کلام مبارک اور تعلیم بے مثال اور بے نظیر ہے۔	۱۰
۱۲۶	نفس پرست مثل مردے کے ہیں۔	۸۲
	ہ	
۱۲۷	ہرزہ سرائیوں سے بے اعتنائی کی تلقین۔	۱۱۰ تا ۱۱۱
	ی	
۱۲۸	یقینِ بخشش۔	۲۳، ۳۱ تا ۳۳

Marfat.com

اشاریہ اصل کتاب

آ

آبِ حیات۔ ۴۷۶، ۵۳۲، ۹۰۸

آتشِ عشقِ الٰہی۔ ۵۰۴، ۵۱۴

آثار کی حقیقت۔ ۸۰۹

آخرت کی کھیتی۔ ۱۷، ۱۰۶، ۱۰۷، ۳۰۱

آدابِ صحبتِ صالحین وفقراءِ کاملین۔ ۵۳، ۶۴، ۶۶، ۸۲ تا ۸۵، ۱۰۹ تا ۱۱۰، ۳۱۹، ۳۴۲ تا ۳۴۳، ۳۶۸، ۵۰۱، ۵۸۸، ۵۹۰، ۵۹۷، ۶۵۰ تا ۶۵۲

آدابِ گفتگو۔ ۵۸۹، ۵۹۰، ۶۳۲

آدم علیہ السلام کی حقیقت۔ ۵۳۸، ۷۸۱، ۷۸۷

آدم علیہ السلام کیلئے سجدہ۔ ۵۳۶، ۷۷۵ تا ۷۸۱

آدم علیہ السلام کے سہو کی حقیقت۔ ۸۶۶

آزادی از ہستیٔ وہمی۔ ۸۰۴ تا ۸۰۷، ۸۴۳ تا ۸۴۴، ۸۴۸ تا ۸۵۴

آزادیٔ کامل۔ ۳۳ تا ۳۵، ۸۹۳

آزمائش وابتلا۔ ۴۹۸

آلۂ ظہورِ حق۔ ۸۱۴

آئینہ۔ ۴۶۶، ۴۹۵ تا ۴۹۶، ۵۱۴، ۵۲۵، ۶۲۲، ۶۸۳، ۷۲۶ تا ۷۲۷، ۸۰۳، ۸۱۱، ۸۱۹، ۸۵۰، ۸۵۳، ۸۷۱

آئینۂ انوار۔ ۷۱۳

آئینہ اور طوطی۔ ۴۹۵ تا ۴۹۶، ۸۱۳

آئینہ خانہ اور عکس۔ ۸۴۷، ۸۵۰

آئینۂ دل۔ ۵۲۵

آئینۂ ذاتِ الٰہی۔ ۵۹۱، ۸۵۳

آئینۂ عقل۔ ۱۷۱

آیات واحادیث کے معنوں میں غور وفکر۔ ۲۴۷، ۳۸۷، ۴۲۱، ۴۲۸

الف

ابلاغِ حکمت ونصیحت۔ ۵۲۹، ۶۱۵

ابلیس (شیطان)۔ ۳۰، ۵۶، ۹۸، ۹۹، ۲۲۰، ۲۵۸، ۲۶۰، ۲۶۳، ۲۹۰، ۳۰۹ ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۹، ۳۴۲، ۳۵۴، ۳۵۸، ۳۶۳، ۳۹۹، ۴۰۲، ۴۰۸ تا ۴۱۰، ۴۲۴، ۴۳۲، ۶۳۲، ۷۷۶، ۸۶۸ تا ۸۷۲

ابوابِ بہشت۔ ۲۰۸، ۲۰۹

ابوذر غفاریؓ کا مسلک۔ ۶۳۶ تا ۶۳۸

اپنی سفارش آپ کر۔ ۳۳۲

اتباعِ انبیاء، صلحا وفقراءِ کاملینؒ۔ ۷۱، ۷۲، ۸۰ تا ۸۳، ۱۱۶، ۱۱۷، ۲۹۱، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۲۴، ۱۴۳، ۱۷۱، ۴۸۶ تا ۴۸۷، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۴۹، ۵۶۲، ۵۸۰ تا ۵۸۲، ۵۹۷، ۶۵۳، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۸۹ تا ۶۹۲، ۷۶۳، ۷۶۵ تا ۷۶۶، ۷۸۹، ۸۴۳ تا ۸۴۵، ۹۰۱

اتباعِ مرشد کیلئے حکم۔ ۲، ۳، ۳۳۱ تا ۳۳۴، ۴۲۵، ۶۹۱، ۶۹۲، ۷۲۲

اثباتِ عبودیت۔ ۴۳۹، ۴۴۱

اثباتِ وجودِ اللہ (بلا دلیل)۔ ۵۸۵، ۷۱۸، ۷۶۶، ۷۶۷

اثراتِ تصور وتخیل۔ ۴۸۶، ۴۸۷

اثراتِ ذکرِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ۔ ۲۴۴، ۳۳۴ تا ۳۴۱، ۳۹۴ تا ۳۹۵، ۳۹۸ تا ۴۰۶، ۴۲۴ تا ۴۲۷

Marfat.com

اثرات صلوٰۃ پنجگانہ۔ ۲۰۰، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۳تا۲۳۴، ۲۴۲، ۲۵۳، ۲۹۶

اجتماعی ذکرِ الٰہی۔ ۳۷۱، ۳۹۷، ۳۹۸، ۴۰۶، ۴۳۵

اجرت بہ عوض تعلیمِ دین۔ ۱۵۲

اجسامِ خارجیہ وخیالیہ وشعاعیہ۔ ۸۰۷

احاطۂ نور۔ ۴۵۸، ۷۰۱تا۷۰۳، ۷۴۸

احترام سائل۔ ۶۰، ۶۱

احد و واحد۔ ۷۰۳، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۴۷، ۷۴۹، ۷۵۴، ۷۶۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۸۶۷

احساسِ رنج ومسرت۔ ۸۶۴

احسان جتانا۔ ۶۰، ۶۱

احسنِ تقویم۔ ۵۳۰، ۷۴۴

احکام کے دسویں حصے پر عمل کرنے پر نجات۔ ۸۸۵

احوال اسلاف اکرام۔ ۳۳۵ تا ۳۳۷، ۳۸۶، ۳۸۹، ۵۴۰تا۵۴۲، ۶۳۲تا۶۳۹

احکام الٰہی کا اٹل ہونا۔ ۳۷۱، ۳۷۲

اختلافِ عقائد و مذاہب کا راز۔ ۴۸، ۴۹، ۴۱۸ تا ۴۲۳

اخفاءِ سرِ الٰہی۔ ۲۰۳، ۲۰۴، ۵۴۰

اخفاء وخفی وسر وفواد وغیرہ۔ ۷۳۰، ۷۳۱

اخلاقیات۔ ۵۱، ۶۰ تا ۶۲، ۲۰۶، ۲۳۱ تا ۲۳۴، ۲۵۷، ۲۷۰، ۲۸۷، ۲۹۴، ۳۰۲، ۳۶۳تا۳۶۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۲۹، ۱۳۷، ۱۳۸، ۵۵۱، ۶۰۷، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۲۰، ۶۴۸، ۸۶۵

اخلاقیاتِ مذاہبِ عالم۔ ۱۹، ۳۵، ۴۶ تا ۵۲، ۳۹۷تا۴۲۳، ۴۲۸، ۴۲۹

اخلاص ومحبت (افکار واعمال میں)۔ ۲۵، ۴۱تا ۴۳، ۶۰، ۶۹، ۱۱۷، ۲۲۷، ۲۴۳، ۲۴۹، ۲۵۱، ۲۸۳، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۲۰، ۴۶۰، ۵۱۶، ۵۵۴، ۵۶۸، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۷۵، ۸۹۸

اخوتِ اسلامی۔ ۲۳۱، ۲۳۲، ۱۶۶، ۱۶۷

ادبِ حقیقی۔ ۵۷۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۸۶۷

ادراکاتِ روح۔ ۷۴۴تا۷۵۰

ادراک حقائق الاشیاء۔ ۴۳۹، ۷۳۲

ادراکِ ذات وصفات۔ ۷۰۴، ۷۰۷

ادنیٰ واعلیٰ مقاصد۔ ۳۰۴، ۳۳۵، ۳۴۲

ارادتِ الٰہی۔ ۸۶۲

اربابِ سکر کی شرعی معذوریاں۔ ۴۲، ۱۰۹، ۲۴۴ تا ۲۴۸، ۳۹۰، ۳۹۱، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۹۴، ۴۹۵، ۵۳۵، ۵۶۶، ۵۸۲، ۵۹۲، ۶۰۵، ۶۲۴ تا ۶۳۰، ۶۶۱، ۶۸۸، ۶۹۲، ۶۹۳، ۷۸۳، ۸۸۳، ۹۰۶تا۹۰۹

ارکانِ صلوٰۃ دائمون۔ ۲۴۲تا۲۴۴، ۶۸۹

ارکانِ صلوٰۃ کی باطنی حکمتیں۔ ۲۲۵ تا ۲۳۱، ۲۴۴، ۶۷۳، ۶۷۹، ۶۸۹

ارکانِ ثلاثہ فی الذکر اسلام۔ ۴۰۲، ۴۰۳

ارکان کی پابندیوں کو حاصل نماز سمجھنا۔ ۲۲۵

ارکان نماز۔ ۲۱۷تا۲۲۴

ازروئے شہیدِ حق۔ ۶۳تا۶۴

ازلی سعادت وشقاوت۔ ۵۶، ۷۱، ۷۶، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۲، ۵۲۳، ۶۹۰، ۶۹۱، ۸۶۲، ۸۶۴تا۸۶۹

اسبابِ پستی وتنزلی ملتِ اسلامیہ۔ ۵۶، ۶۹ تا ۷۳، ۸۴، ۱۱۰ تا ۱۱۴، ۱۱۹ تا ۱۲۰، ۳۲۳ تا ۳۲۴، ۳۳۶، ۳۴۳، ۳۷۲، ۳۷۹، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۳۸تا ۱۴۲، ۱۷۶، ۱۷۷، ۴۴۰، ۶۳۵

استقبال طالبِ حق۔ ۴۸۹

Marfat.com

استغراق۔ ۴۴۳ تا ۴۴۷، ۴۷۶، ۵۱۸ تا ۵۱۹، ۸۳۶،۸۰۵،۶۹۴،۶۸۴

استغفار۔ ۱۲۷تا۱۲۸، ۱۳۰تا۱۳۱، ۳۷۵تا۳۷۶، ۴۲۸

اسرار سورۃ فاتحہ۔ ۶۷۲

اسرار سورۃ اخلاص۔ ۷۸۴تا۷۸۶

اسرار کا افشاء۔ ۵۵۳، ۷۴۵، ۷۴۹ تا ۷۵۶، ۹۰۴،۸۱۵،۸۱۴،۷۷۸

اسرارِ ''میم'' فی الاسم احمد ﷺ۔ ۷۸۶

اسفل السافلین۔ ۱۸۲، ۵۳۸، ۶۵۴، ۷۳۴

اسلام اور ایمان۔ ۲۳، ۲۵تا۲۸، ۴۲۳

اسلامی تعلیمات ومنشا دستور العمل۔ ۱۸، ۲۳، ۲۵ تا۲۶، ۴۵، ۵۰تا۵۱، ۵۶، ۱۲۶، ۳۲۷تا۳۲۸، ۳۳۲ تا ۳۳۳، ۳۵۴، ۳۶۴، ۳۷۰، ۴۱۱، ۴۲۲، ۴۴۰، ۴۶۲، ۵۱۹، ۶۳۰، ۶۳۲تا۶۳۳، ۷۶۱، ۸۱۱، ۸۳۹

اسم اعظم۔ ۸۳۰، ۸۳۹

اسمِ اعظم کی تعریف۔ ۳۶۸تا۳۶۹

اسم ''اللہ'' کے حروف کی شرح۔ ۲۶۸

اسماء کی حقیقت۔ ۷۲۳، ۷۲۷، ۷۴۴، ۸۳۹، ۸۶۴، ۸۶۵

اسماء وصفات کی تجلیات۔ ۵۵، ۴۲۲، ۵۲۷، ۷۲۵، ۷۴۵، ۷۵۶، ۸۱۰، ۸۶۳، ۸۶۴، ۹۰۵، ۹۰۸، ۹۱۰

اسماء وصفات کا باہم متضاد ہونا۔ ۴۲۲

اسم، مسمّٰی وصفات۔ ۳۹۲ تا ۳۹۳، ۴۵۱، ۴۲۲، ۴۳۰تا۴۳۱

اسم و مسمّٰی۔ ۴۳۹، ۴۴۸، ۴۴۹، ۸۹۰، ۹۰۵

اشرف المخلوقات اور اس کی حقیقت۔ ۲۱۶، ۳۵۴، ۷۹۶، ۸۱۰، ۸۲۴، ۸۵۳تا۸۶۰

اصحاب شجرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ۷۱۲، ۸۸۳

اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ۵۶۲، ۶۳۴تا۶۴۳

اصحاب کہف رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ۵۹۵، ۵۹۶

اطاعت مرشد۔ ۲، ۳، ۸۲، ۳۳۱، ۳۳۴ تا ۳۳۴، ۴۲۵، ۶۹۱، ۶۹۲

اظہار خودی۔ ۷۴۹

اعتبارات وتعینات وظہورات وممکنات و اعیان۔ ۴۵۹، ۴۸۴، ۴۸۵، ۶۴۴، ۶۶۲، ۶۶۳، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۳۹، ۷۵۱ تا ۷۵۴، ۷۸۰ تا ۷۸۳، ۷۸۸، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۳، ۸۰۶، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۴، ۸۳۱تا۸۳۳، ۸۳۵، ۸۴۲، ۸۴۵تا۸۴۷، ۸۵۰، ۸۵۸، ۸۶۷، ۸۷۰تا ۹۰۷

اعتکاف۔ ۳۳۷، ۳۵۰

اعلیٰ ترین اعمال وعبادت۔ ۳۵۶ تا ۳۵۷، ۳۶۱، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۳۰ تا ۴۳۱، ۴۳۹ تا ۴۵۷، ۴۸۷

اعلیٰ ترین مقصدِ حیات۔ ۳۰۶

اعمال کی روح۔ ۱۸۱تا ۱۸۳، ۲۰۶ تا ۲۰۷، ۲۱۰، ۲۱۷، ۲۳۸، ۳۰۷، ۴۱۱، ۴۱۳، ۴۱۶، ۴۲۳، ۴۷۶ تا ۴۸۰، ۵۷۸ تا ۵۸۱، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۲۸، ۶۶۷، ۷۷۵، ۸۲۴، ۸۲۵، ۹۰۰، ۹۰۸، ۹۰۹

اغیار سے دل کو صاف کرنا۔ ۳۲۰تا۳۲۲

افشاء سرِّ حقیقت۔ ۴۶۰، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۹، ۴۹۰، ۵۶۵، ۵۶۶، ۶۳۱، ۶۶۳ تا ۶۶۵، ۷۰۲، ۷۰۴، ۷۱۵، ۷۲۷، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۵۲، ۷۷۸تا۷۸۰، ۸۵۲، ۹۰۱

افضل العباد۔ ۲۱۳تا۲۱۴، ۳۶۲، ۴۲۶

افضل الجہاد۔ ۲۰۹، ۳۱۱، ۴۰۲، ۵۴۶

افعالِ روح۔ ۷۴۵، ۷۴۶

اقسام احکام اسلامی۔ ۴۶۲

Marfat.com

اقسامِ اطاعت ـ ۳۰

اقسامِ اہلِ ریاضت ـ ۴۰۷تا۴۲۷

اقسامِ مقاصد ـ ۳۰۴

اکثیرو مجرب ـ ۴۳۰

اکلِ حلال وصدق مقال ـ ۶۱۸

التحیات ـ ۲۲۲تا۲۲۳

الحمدللہ کے معنیٰ ـ ۲۲۱، ۲۲۷، ۲۶۹، ۳۷۱

الفلاح ـ ۴۶۹، ۴۷۰، ۵۱۴

اللہ اکبر کے معنیٰ ـ ۲۲۰، ۲۲۷، ۲۶۸

اللہ تعالیٰ بت نہیں ـ ۳۵۵

اللہ تعالیٰ ذاکر کو یاد کرتا ہے ـ ۳۵۸، ۳۷۰، ۳۸۳، ۳۹۲، ۳۹۳، ۴۰۰، ۴۳۵

اللہ تعالیٰ کو دینِ اسلام ہی پسند ہے ـ ۲۳

اللہ تعالیٰ کی حمد وثناءِ اقدس اور صفات ـ ۱، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۶۹، ۳۵۵، ۳۸۳، ۴۵۸تا۴۶۰، ۵۰۸تا۵۱۱، ۵۲۸، ۵۸۴تا۵۸۸، ۶۱۹، ۶۲۲تا۶۲۳، ۶۷۲، ۷۲۰تا۷۲۱، ۷۲۶، ۷۳۷تا۷۳۸، ۷۵۷تا۷۵۹، ۷۸۲تا۷۸۵، ۸۱۸تا۸۲۱، ۸۳۱تا۸۳۴، ۸۴۴

اللہ جسے ہدایت دے ـ ۳، ۶۶، ۸۶، ۱۹۳، ۸۶۸

اللہ کے پیارے ـ ۵۸، ۵۹، ۶۶تا۷۱، ۴۰۸

اللہ تعالیٰ کا ذاکر کی تصدیق کرنا ـ ۴۳۴

اللہ کے غضب کو مول لینا ـ ۴۱۳

الوجود الواحد ـ ۳۹، ۷۹۶تا۸۰۰، ۸۰۴تا۸۰۷، ۸۴۴تا۸۴۷

الوجود بین العدمین عدم ـ ۸۱۶، ۸۱۷

امامتِ مسجد ـ ۱۶۹

امانت ـ ۶۷۹تا۶۸۲

امتثالِ صُور ـ ۸۱۸

امتِ حقیقی ـ ۴۱۷

انا ـ ۳۹، ۳۴۳، ۳۸۵، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۶۴، ۷۱۷، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۴۹، ۸۰۶، ۸۴۳، ۹۰۷

انانیتِ حقیقی ـ ۵۰۱، ۵۲۸، ۵۴۴، ۶۶۳، ۶۸۷، ۷۳۱تا۷۳۳، ۸۲۵

اَنَا ھوُ ـ ۴۶۴

ارشاداتِ گرامی احوال وقصص
ملائک وانبیاء ومرسلین علیہم السلام

احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ ـ ۱، ۶، ۱۰، ۲۱، ۲۳تا۲۶، ۳۰، ۴۳، ۴۷، ۵۲، ۵۷تا۵۹، ۶۲، ۶۴، ۷۵تا۷۷، ۷۹تا۸۴، ۸۸، ۸۹، ۹۲، ۹۴تا۹۸، ۱۰۱تا۱۰۳، ۱۰۶تا۱۱۴، ۱۱۵، ۱۲۱، ۱۲۶، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۶تا۱۴۸، ۱۵۰تا۱۵۵، ۱۶۴، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۷۰، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۹، ۱۹۱، ۱۹۳، ۱۹۴، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۵تا۲۰۱، ۲۱۳تا۲۲۸، ۲۳۲تا۲۳۵، ۲۴۰، ۲۴۲، ۲۴۴، ۲۵۲، ۲۵۶تا۲۶۵، ۲۷۳تا۲۷۷، ۲۸۴تا۲۸۸، ۲۹۵تا۳۰۱، ۳۰۹تا۳۱۱، ۳۲۴تا۳۲۵، ۳۳۴تا۳۴۱، ۳۴۴، ۳۵۷، ۳۶۱تا۳۶۵، ۳۶۷، ۳۶۹، ۳۷۷، ۳۷۸تا۳۸۷، ۳۹۰تا۴۰۲، ۴۰۴تا۴۰۶، ۴۰۹، ۴۱۳، ۴۱۵تا۴۲۱، ۴۲۳تا۴۲۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۸، ۴۵۱، ۴۵۳، ۴۵۵، ۴۶۲تا۴۶۶، ۴۷۴، ۴۷۷تا۴۸۰، ۴۸۵، ۴۹۰، ۴۹۶، ۴۹۹، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۵، ۵۱۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۳۴، ۵۴۰، ۵۴۵، ۵۴۷، ۵۴۹، ۵۵۳، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۶۹تا۵۷۲، ۵۸۱، ۵۸۴، ۵۸۹، ۵۹۳، ۵۹۷، ۶۰۱، ۶۰۷، ۶۱۴، ۶۱۷، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۳۲تا۶۴۲، ۶۵۶، ۶۸۸، ۶۹۱، ۶۹۵، ۷۰۰، ۷۰۴، ۷۰۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۸۲، ۷۸۷تا۷۸۹، ۷۹۸، ۸۰۴تا۸۰۶، ۸۱۱تا۸۱۳، ۸۲۶، ۸۳۲، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۹تا۸۴۱، ۸۴۳، ۸۵۸تا۸۵۹، ۸۶۶تا۸۷۰، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۸۴تا۸۸۵، ۸۹۹، ۹۰۳، ۹۰۵، ۹۰۶

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام۔ ۵۳۶، ۷۴۳، ۷۷۶ تا
۷۸۱، ۸۰۵، ۸۶۶

حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ ۲۴، ۲۷، ۹۳، ۲۴۴،
۴۴۶، ۴۶۳، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۹۱، ۵۹۴، ۸۰۵

حضرت اسرافیل علیہ السلام۔ ۸۷۰

حضرت ایوب علیہ السلام۔ ۳۷۵

حضرت جبرائیل علیہ السلام۔ ۱۷۶، ۳۹۴،
۸۷۰، ۸۸۲

حضرت خضر علیہ السلام۔ ۳، ۳۱۹، ۳۳۲، ۵۰۴،
۵۷۱، ۶۰۰

حضرت داؤد علیہ السلام۔ ۳۵۰، ۳۷۱، ۶۰۱

حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ ۷۰، ۹۳، ۹۸، ۲۰۴،
۲۷۶، ۳۱۳، ۵۹۴، ۸۰۵

حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ ۳، ۱۳، ۷۰ تا ۷۱، ۹۳،
۳۱۹، ۳۴۷، ۴۲۵، ۵۰۲ تا ۵۰۴، ۵۷۱، ۷۱۴، ۸۶۶

حضرت میکائیل علیہ السلام۔ ۸۷۰

حضرت نوح علیہ السلام۔ ۹۳، ۱۶۸، ۸۰۵

حضرت یحییٰ علیہ السلام۔ ۱۴۱، ۴۲۶

حضرت یعقوب علیہ السلام۔ ۲۴

حضرت یوسف علیہ السلام۔ ۵۱۳، ۸۹۳

حضرت یونس علیہ السلام۔ ۳۷۶

انبیاء علیہ السلام کا امتِ محمدی ﷺ میں شامل
ہونا۔ ۷۰

انبیاء رسولوں اور صالحین کا ذکر عبادت اور
گناہوں کا کفارہ ہے۔ ۶۴ تا ۶۶، ۶۵۳

انسان اور اس کی حقیقت۔ ۵۵ تا ۵۶، ۱۷۳،
۴۷۴، ۵۱۵، ۵۲۴، ۵۲۶، ۵۳۸، ۵۵۰، ۶۶۵،
۶۶۸، ۷۲۵، ۷۲۸ تا ۷۳۸، ۷۴۳ تا ۷۵۴، ۷۵۷،
۷۷۵، ۸۰۰، ۸۱۰ تا ۸۱۲، ۸۵۵ تا ۸۵۷، ۸۵۹

انسان اور ملائکہ۔ ۵۵ تا ۵۶، ۲۲۳، ۷۰۹

انسان کی نسبت ذاتی والہیہ۔ ۳۵۸

انسان نما بھیڑیئے۔ ۱۳۹ تا ۱۴۲

انسانوں کی وجہ تخلیق۔ ۳۵۴

انسانوں کی حالتیں۔ ۱۰۵، ۱۰۶

انسانی ترقی کے معنیٰ۔ ۴۶

انسانی زندگی (تدریجی ارتقاء)۔ ۱۲۴ تا ۱۲۸،
۵۷۳ تا ۵۷۷، ۷۱۹، ۷۸۰

انسانی وجود کا جزو اعلیٰ۔ ۴۷۴

انعامات و نعماء الہیہ بوجہ ذکر پاک۔ ۳۲۴ تا
۳۲۵، ۳۷۶، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۹، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۴،
۳۹۵، ۳۹۹، ۴۰۱، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۱۱، ۴۳۰، ۴۳۱،
۴۳۴ تا ۴۳۶، ۴۶۳، ۴۹۲، ۵۵۱، ۵۵۳، ۶۰۴،
۶۰۵، ۶۶۰، ۶۹۹، ۷۰۹

انعامات بوجہ نماز۔ ۲۳۵، ۲۳۴، ۲۴۲، ۲۵۱ تا ۲۵۲،
۲۵۸، ۶۷۳ تا ۶۷۸، ۶۸۲

انفاس زندہ و مردہ۔ ۴۶۴

انفاق علی الاولاد۔ ۴۶۹، ۴۷۰

انفاق علی المساکین۔ ۴۷۰، ۵۱۶، ۵۸۳

انکشاف حقیقت و رازِ بشریت۔ ۱۱۲ تا ۱۱۳، ۱۱۵،
۱۲۱ تا ۱۲۲، ۳۲۷، ۳۳۳، ۵۹۳، ۸۶۶ تا ۸۵۷

اِنّی أَنَا اللّٰہُ (صدا از شجر)۔ ۵۴۴، ۷۹۷

اولوالالباب۔ ۶۰۲

اولوالامر۔ ۸۲

اولیاء اکرام کی مدتِ مجاہدات و مقامات۔
۳۳۵، ۳۳۶

Marfat.com

اولیاء اکرام ارشاداتِ گرامی

احوال وقصص

حضرت ابراہیم ادھمؒ ۔ ۳۳۵
حضرت ابراہیم تیمیؒ ۔ ۶۳۳
حضرت ابراہیم نخعیؒ ۔ ۱۵۱
حضرت ابن ابی ملیکہؒ ۔ ۶۳۳
حضرت ابن سالمؒ ۔ ۵۶۷
حضرت ابوالحسن بوشنگیؒ ۔ ۱۵۸
حضرت ابوالحسن حصریؒ ۔ ۸۹۴
حضرت ابوالحسن نوریؒ ۔ ۳۳۵، ۵۴۲
حضرت ابوالعباس قصابؒ ۔ ۲۳۹
حضرت ابوبکر واسطیؒ ۔ ۳۱۱
حضرت ابوسعید خرازؒ ۔ ۵۴۲
حضرت ابوسلیمانؒ ۔ ۵۴۲
حضرت ابوعبداللہ محمد بن فضلؒ ۔ ۵۴۲
حضرت ابوعلی فارمدیؒ ۔ ۱۷۳
حضرت ابونصر سراجؒ ۔ ۵۶۷
حضرت امام ابوثورؒ ۔ ۷۷۸
حضرت امام احمد بن حنبلؒ ۔ ۱۷۰، ۳۳۸، ۳۵۹، ۶۳۴، ۷۷۸، ۸۵۹
حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ ۔ ۱۵۳، ۱۶۱
حضرت امام راضیؒ ۔ ۵۵۵
حضرت امام زہریؒ ۔ ۶۳۳
حضرت امام شافعیؒ ۔ ۳۷۷، ۵۴۰، ۵۴۵، ۵۹۰
حضرت امام غزالیؒ ۔ ۲۷۶، ۳۴۷، ۷۷۸، ۹۰۴
حضرت امام قیصریؒ ۔ ۳۱۱، ۶۸۷
حضرت امام مالکؒ ۔ ۱۷۰، ۵۴۵
حضرت امیر خسروؒ ۔ ۲۵۲، ۳۴۱
حضرت بایزید بسطامیؒ ۔ ۱۱۹، ۲۶۳، ۵۴۲، ۷۹۰، ۸۵۳، ۸۹۷
حضرت بشر حافیؒ ۔ ۱۵۱، ۱۵۵، ۶۱۷
حضرت بوعلی دقاقؒ ۔ ۳۶۱
حضرت بوعلی شاہ شرف الدین قلندر (پانی پتی) ۔ ۴۲، ۱۳۵، ۲۶۳
حضرت بہلول داناؒ ۔ ۷۴۸
حضرت حارث محاسبیؒ ۔ ۳۳۵
حضرت حسن بصریؒ ۔ ۳۳۵، ۶۳۳
حضرت حکیم سنائیؒ ۔ ۷۴، ۱۲۲، ۳۹۲
حضرت خاقانیؒ ۔ ۴۰۷
حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ ۔ ۲۴۵
حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ ۔ ۸۴۳
حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ ۔ ۸۹۵
حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ ۔ ۳۳۶
حضرت خواجہ فرید الدین عطارؒ ۔ ۳۶، ۳۸، ۴۰، ۱۰۷، ۱۱۴، ۱۳۱، ۲۴۲، ۴۷۳، ۴۹۳، ۵۲۵، ۶۴۷، ۶۶۶، ۶۶۸، ۶۷۴، ۷۱۳، ۷۱۸، ۷۲۴، ۷۳۸، ۷۷۴، ۷۸۰، ۷۸۶، ۷۹۱، ۸۰۳، ۸۱۳، ۸۲۸، ۸۷۶
حضرت خواجہ قطب الدینؒ (بختیار کاکی) ۔ ۸۴۱
حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ ۔ ۷، ۱۲۰، ۳۳۶، ۳۹۰، ۴۳۰، ۴۵۲، ۷۱۵

Marfat.com

حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلویؒ۔۶۶۲
حضرت داؤد طائیؒ۔۳۰۲
حضرت ذوالنونؒ۔۱۳۲، ۷۷۱
حضرت سفیان ثوریؒ۔۸۹۲
حضرت سری سقطیؒ۔۱۳۳، ۳۳۵
حضرت سعدیؒ۔۸، ۵۱، ۵۳، ۶۳، ۷۵، ۸۳، ۹۱،
۱۲۸، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۷۲، ۲۸۹، ۳۰۰، ۳۳۰، ۳۶۸،
۳۷۴، ۸۵۵، ۸۸۸
حضرت سلیمان تونسویؒ۔۷۹۵
حضرت سمنون محبؒ۔۵۴۲
حضرت سہل بن عبداللہؒ۔۵۴۲
حضرت سہل تستریؒ۔۵۷۷
حضرت سید الطائفہ جنید بغدادیؒ۔۱۱۲، ۱۳۳،
۲۶۸، ۳۳۶، ۴۰۹، ۴۹۴، ۵۴۲، ۷۷۱، ۷۹۱
حضرت سیدنا اللہ نور خان صاحب قلندر
اویسیؒ قدس سرہ العزیز۔۳۶۷
حضرت شیخ غوث الاعظم عبدالقادر جیلانیؒ۔
۶۱، ۸۰، ۸۳، ۱۲۲، ۱۳۴، ۱۷۲، ۱۹۵، ۲۴۳، ۲۷۰،
۳۳۵، ۴۷۴، ۴۸۰، ۵۷۷، ۶۵۵، ۶۸۲، ۷۹۱
حضرت سیدنا سبحان شاہ صاحب قلندر
اویسیؒ قدس سرہ العزیز۔۳۶۸
حضرت شاہ شجاع کرمانیؒ۔۳۳۶
حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ۔۱۵۸
حضرت شاہ ولی اللہ محدثؒ۔۱۵۸، ۴۱۲، ۹۰۲
حضرت شمس تبریزؒ۔۵۴۲، ۶۹۴، ۸۶۰
حضرت شیخ ابن جریرؒ۔۱۸۶

حضرت شیخ الوانؒ۔۳۸۹
حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ۔ ۱۵۸، ۱۶۰، ۲۰۱، ۲۸۹،
۳۶۷، ۴۸۷، ۵۴۲، ۶۰۸، ۷۹۱، ۸۹۱، ۸۹۴
حضرت شیخ ابوبکر واسطیؒ۔ ۱۵۸، ۵۴۲، ۷۷۷،
۸۷۹، ۸۹۷
حضرت شیخ استادؒ۔۶۶۱
حضرت شیخ رکن الدین شیرازیؒ۔۷۸۵
حضرت شیخ فارسؒ۔۶۶۱
حضرت شیخ عبداللہ ابن ابی حمزہؒ۔۵۴۲
حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ۔۴۷۶، ۶۱۹،
۶۵۶، ۷۸۴، ۸۰۲، ۸۰۴، ۸۰۸
حضرت شیخ مصلح الدین حافظ شیرازیؒ۔۱۵۴،
۱۸۱، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۳، ۳۰۱، ۷۵۰، ۸۴۲، ۸۹۲
حضرت طاؤسؒ۔۵۶۷
حضرت ظفر علی شاہؒ۔۴۹۶
حضرت مولانا رومؒ۔۲، ۲۲، ۳۰، ۳۴، ۳۶، ۴۶،
۵۳، ۵۶، ۸۲، ۹۲، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۵۴، ۱۹۵، ۲۳۶،
۲۴۲، ۲۴۶، ۲۴۹، ۲۷۱، ۲۸۸، ۲۸۹، ۳۲۹، ۳۶۶،
۳۸۹، ۴۲۳، ۵۲۶، ۵۳۷، ۵۴۲، ۵۴۴، ۵۹۱، ۶۱۰،
۶۱۸، ۶۲۲، ۶۵۲، ۷۳۰، ۸۷۲، ۸۹۶، ۹۰۳
حضرت عبداللہؒ۔۶۰۶
حضرت عبداللہ مغربیؒ۔۴۳۶
حضرت عبدالرحمان جامیؒ۔۱۷۵، ۷۲۷، ۷۳۰،
۷۷۲، ۸۱۴، ۸۴۵، ۸۹۴
حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ۔۸۱۸، ۸۲۱
حضرت عبدالکریم الجیلیؒ۔۷۸۰
حضرت عراقیؒ۔۲۶۳
حضرت علامہ ابن کثیرؒ۔۴۲۶، ۷۸۵

Marfat.com

حضرت علی بن سہیل اصفہانیؒ۔ ۲۲۹
حضرت علی قاریؒ۔ ۵۴۵
حضرت عین القضاد حمدانیؒ۔ ۴۱
حضرت فضیل ابن عیاضؒ۔ ۳۳۶، ۶۹۴
حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ۔ ۱۱۶
حضرت محمد بن اسلم طوسیؒ۔ ۱۵۸، ۱۷۳
حضرت محمد گُل صاحب قلندر اویسی قدس سرہ العزیزؒ۔ ۷۹۲
حضرت مسلم بن یسارؒ۔ ۲۲۹
حضرت ممشاد دینوریؒ۔ ۴۳۶
حضرت منصور بن حلاجؒ۔ ۳۶، ۱۵۸، ۳۳۶، ۵۴۴، ۶۹۲، ۷۹۱، ۷۹۵
حضرت مولوی نظام الدینؒ۔ ۸۶۰
حضرت نجم الدین کبریٰؒ۔ ۴۶۴
حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ۔ ۳۴۱
اہل خرد (اولی الباب) کی تعریف۔ ۴۰۸، ۶۰۲
اہل دنیا کا خسران (خسارہ)۔ ۹۶، ۹۸، ۱۱۲، ۱۱۶، ۳۸۷، ۵۲۱، ۵۳۷ تا ۵۳۹، ۵۹۳، ۵۹۶، ۶۰۷، ۶۳۷، ۶۳۸
اہل اللہ پر مظالم۔ ۵۴۲ تا ۵۴۴
اہل اللہ کو ستانے پر وعیدیں۔ ۵۶، ۶۹ تا ۷۱، ۸۴، ۸۵، ۱۵۵، ۴۱۳، ۸۳۸، ۹۰۳، ۹۰۵
ایفائے عہد۔ ۸۱، ۱۷۳، ۴۶۷
ایفائے عہدِ میثاق۔ ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۷، ۴۶۷، ۶۱۲، ۶۱۳
ایمان۔ ۲۴ تا ۳۰، ۳۹، ۴۰، ۴۷۵، ۶۱۶، ۶۶۵، ۷۶۵، ۸۸۵، ۹۰۰

ب

باعثِ ایجادِ عالم۔ ۴۷۴، ۵۲۸
باغہائے بہشت۔ ۳۹۵، ۶۳۹
باطنی سفر۔ ۱۲۶، ۳۴۲
باطنی بہتری قلندرانِ باصفا کی صحبت میں۔ ۸۴، ۸۵، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۴۲، ۳۴۳
باقیات الصالحات۔ ۶۱۷
بت خانۂ قلب۔ ۸۴۴
بچپن جوانی بڑھاپا۔ ۱۲۴ تا ۱۲۷
بحرِ عشقِ الٰہی۔ ۴۳۷، ۴۶۸، ۸۱۳
بحرِ محبت۔ ۴۶۸
بحرِ معرفت کی ندیاں۔ ۶۲۵ تا ۶۲۷
بحرِ وحدت۔ ۴۱۵، ۴۱۶، ۶۶۴، ۸۶۴
برکاتِ صحبتِ صالحین۔ ۳۶۷، ۳۶۸، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۶۱، ۵۶۲، ۷۶۳، ۸۲۹، ۸۵۳
برکاتِ ذکر و محبتِ صالحین۔ ۵۸، ۵۹، ۶۴ تا ۷۱
بزمِ حسن و عشق۔ ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۹۳ تا ۴۹۷، ۵۰۶، ۵۳۱ تا ۵۳۲، ۵۵۶، ۵۵۷، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۵، ۷۶۳، ۷۶۴
بسم اللہ۔ ۲۲۰، ۲۶۸ تا ۲۶۹
بصارت و بصیرت۔ ۷۰۴ تا ۷۰۹
بغیر مشقت مراتبِ عالیہ کا حصول۔ ۶۴ تا ۷۱
بقا بعد از فنا۔ ۴۶۸، ۴۸۹ تا ۴۹۱
بقائے طلبی۔ ۸۵۲، ۸۵۳
بگوشِ دل۔ ۳۸۲

Marfat.com

بلند پرواز مراتب ہستیاں۔۷۰،۳۳۴،۳۳۶ تا ۳۳۶

بندہ۔۲۱۰،۲۴۰،۴۷۷،۴۹۵،۵۰۵،۵۱۷،۵۰۵،۷۰۵ تا ۷۰۶

بندۂ وفا۔۲۴۰،۴۹۰ تا ۴۹۷

بنیاد اعمال خیر وشر۔۴۷۹

بنیاد توحید۔۸۰۵

بنیاد مذاہب حق۔۴۹۴

بہترین مال،۳۹۹

بہروپیا انسان۔۸۰۲

بہشت عشاق الٰہی۔ ۹۹، ۲۷۵، ۳۴۲، ۴۷۳،
۵۵۸، ۵۵۹، ۵۸۸، ۷۱۰، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۲۲، ۷۲۳

بیاض حیات۔۸۷۲

بیت العنکبوت۔۵۷۵، ۷۵۵

بیعت مرشد کامل۔۶۶، ۶۷، ۳۳۴

بے ہمہ وباہمہ۔۵۸۴

بِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ
(تفسیر)۔۵۰۵، ۶۵۸، ۷۱۴، ۷۶۸، ۸۴۵، ۹۰۷

پ

پاس انفاس۔۴۶۶ تا ۴۶۸

پاور ہاؤس۔۶۳۴، ۸۴۲

پل صراط۔۵۵۶، ۵۷۹

پہچان بندۂ خالص۔۳۲، ۳۳، ۵۸، ۴۹۲ تا ۴۹۴

پیر ناقص۔۱۵۰ تا ۱۵۲، ۱۸۴ تا ۱۸۷، ۴۸۶، ۴۸۷، ۷۱۲

ت

تاثیر نانِ وقف (صدقات)۔۱۶۸

تجارت قرآنی آیات۔۱۷۱

تجرید۔۱۱۴ تا ۱۲۲، ۸۹۱

تجلیات۔۷۰۸

تجویز طبیبِ روحانی۔۲۹۱، ۲۹۵، ۳۲۸، ۳۳۱،
۳۴، ۳۵۲

تخریبِ ظاہری کا ثمرِ شیریں۔ ۷۵، ۳۳۲،
۳۳۴، ۳۴۲، ۳۴۳، ۵۲۳

تخلقو باخلاق و تصفو باوصاف اللہ
(تفسیر)۔۵۴۶، ۷۳۳، ۷۷۱

تخم معرفت کی آبیاری۔۸۰۵

تذکر۔۴۵۷ تا ۴۵۸

تربیتِ صحابہ کرامؓ۔۵۶۲، ۶۳۴ تا ۶۴۲

ترجمہ وتفسیر میں تاویل کی کوشش۔۷۷۷ تا ۷۷۸

ترقیٔ درجات بقدر استعداد۔۸۳۹، ۸۴۰

ترکِ دنیا کے فوائد۔۸۷ تا ۱۲۳، ۳۳۸ تا ۳۳۹،
۵۱۶، ۵۱۷، ۶۱۶، ۶۹۶، ۶۹۷

ترکِ جنس۔۱۱۹، ۱۲۰، ۲۸۲، ۲۸۳

ترکِ ماسوا اللہ۔۶۶۸

تزکیۂ نفس و روح۔۱۱۲، ۱۱۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۵۱۶،
۶۱۳، ۶۱۵ تا ۶۲۱، ۷۱۸، ۷۳۴ تا ۷۳۸، ۷۴۴ تا ۷۴۶

تشبیہ، مشبہ وتنزیہہ۔۴۳۹، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۴ تا
۷۵۸، ۷۶۴، ۷۷۲، ۷۷۷، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۲۸،
۸۴۹، ۸۵۷، ۸۶۱، ۸۸۰، ۸۸۱، ۹۰۹

تصور حقیقت۔۴۸۶، ۷۲۶، ۷۲۷

تصور وتصرف فقراء کاملین۔۳۷۸، ۷۴۱ تا ۷۴۲

تصوفِ اسلامی۔۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۹ تا ۴۰۲، ۵۷۶،
تا ۵۸۷، ۶۰۲، ۶۰۷، ۶۲۴ تا ۶۳۱، ۸۲۵ تا ۸۳۰،

۸۴۳،۸۴۴
تعبیر رویا، وحی والہام کے مدعی ۔ ۷۲
تعداد ذکرِ الٰہی ۔ ۴۰۰،۴۰۱
تعلیم خاص ۔ ۱۰۰،۱۰۱،۱۹۹ تا ۲۱۲، ۳۶۸ تا ۳۷۰، ۴۲۲ تا ۴۲۶، ۴۴۱ تا ۴۵۸، ۵۲۸، ۵۲۹
تعلیماتِ رسول ﷺ کا خاص دستور العمل ۔ ۵۰ تا ۵۲
تعصب از مذہب وملت ۔ ۴۶ تا ۵۱
تعصب از تصوف ومجاہدہ ۔ ۳۹۹ تا ۴۰۱، ۴۱۳، ۵۱۸ تا ۵۱۹
تعمیرِ انسانیت ۔ ۵۲۱ تا ۵۲۶، ۹۰۴، ۹۰۵
تعمیرِ مرید ۔ ۳۱۲ تا ۳۳۴
تعوّذ عن الشیطان ۔ ۳۱۱ تا ۳۱۲، ۴۰۸ تا ۴۱۱
تفرقہ ۔ ۴۸۵، ۷۲۵، ۸۹۰
تفرید ۔ ۷۷۲، ۸۹۱
تفکُّر ۔ ۱۱۸، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۴۱، ۴۵۹ تا ۴۶۲، ۶۰۱ تا ۶۰۳، ۸۰۷
تلاشِ علم باطن ۔ ۳۲۸
تقدیر ۔ ۷۶، ۸۶۳ تا ۸۷۷
تقلید ۔ ۴۴، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۸۷
تقویٰ کی تعریف واقسام ۔ ۲۳۸ تا ۲۴۱، ۲۸۶ تا ۲۸۷، ۲۹۲
تکبر ۔ ۴۱۸
تکبیر اولیٰ ۔ ۲۲۰، ۲۹۵، ۶۷۴، ۶۷۵
تکمیلِ انسانیت ۔ ۱۲۶، ۷۸۲
تین اقسام ۔ ۱۰۱ تا ۱۰۴، ۱۲۹، ۱۳۴، ۲۰۱ تا ۲۰۳،

۲۷۹ تا ۲۷۸، ۶۴۹
تمثیلات ظہور حق ۔ ۳۸ تا ۴۳، ۸۱۰
تمسخر، تجسس وبدگمانی ۔ ۴۲۸ تا ۴۲۹
تناسخِ مادّی ۔ ۵
تنبیہات ۔ ۵۶، ۶۹، ۷۰، ۸۴ تا ۸۵، ۱۰۵، ۱۳۲ تا ۱۴۴، ۲۳۹ تا ۲۷۰، ۳۱۸ تا ۳۱۹، ۳۶۸، ۵۳۸، ۵۵۰، ۵۵۱، ۷۲۷، ۷۳۶ تا ۷۳۷، ۸۰۰
تنزیل ۔ ۶۲۸، ۶۶۵، ۶۹۳، ۸۳۲، ۸۵۲، ۹۰۴، ۹۰۵
توبہ ۔ ۱۲۴ تا ۱۳۶، ۲۹۶ تا ۲۹۷
توبۂ اخصّ الخواص ۔ ۱۳۳، ۶۷۴، ۶۷۵
توبۃ النصوح ۔ ۱۲۸، ۱۲۹
توبہ کی اقسام ۔ ۱۳۱ تا ۱۳۲
توبۂ عوام وخواص ۔ ۱۲۷ تا ۱۳۰
توحید ۔ ۷۶۷ تا ۷۷۳، ۷۸۱، ۸۰۴ تا ۸۸۹
توحید کا مقصدِ اعلیٰ ۔ ۳۳ تا ۳۴، ۴۲۳، ۵۵۹، ۵۶۰، ۷۸۹، ۷۹۰
توحید کی قسمیں باعتبار انفس وآفاق ۔ ۷۶۸، ۷۶۹
توحید کے معنیٰ ۔ ۷۶۸
تیلی کا بیل ہونا ۔ ۷۴۹

ث

ثواب اور بہتر بدلہ ۔ ۴۳۴ تا ۴۳۵، ۴۹۵، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۴۸، ۶۶۷
ثمراتِ افعال بد (حب جاہ) ۔ ۳۷۹، ۶۱۶، ۸۸۶ تا ۸۸۸، ۸۹۴ تا ۸۹۷
ثمراتِ نمازِ پنجگانہ وذکرِ الٰہی ۔ ۲۲۶ تا ۲۲۸، ۲۳۲ تا ۲۳۵، ۲۶۶، ۲۸۷، ۲۹۵ تا ۲۹۶

Marfat.com

ج

جادۂ حق کی حقیقت۔۲۶۵، ۲۹۱ تا ۲۹۲
جامِ بادۂ عشق۔۴۸۳ تا ۴۸۶، ۶۹۰ تا ۶۹۲، ۹۰۹
جامع دستور العمل۔۵۰ تا ۵۱، ۷۹۸ تا ۸۰۱
جامِ معرفت و توحید۔۲۵۰، ۳۳۲ تا ۳۳۳
جُب الحزن۔۳۰۰
جدول شریعت و طریقت و حقیقت۔۶۲۶
جذبۂ حق۔ ۶۵۷ تا ۶۷۱، ۶۸۴، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۷۲، ۷۷۵
جذبۂ عشق و محبت۔۴۹۷ تا ۵۰۳
جزاءِ اخلاص۔۲۵۰ تا ۲۵۲، ۳۳۰، ۳۴۰ تا ۳۴۱
جزو کل۔۶۶۳، ۶۸۶ تا ۶۸۸، ۷۵۸، ۸۱۱ تا ۸۱۳
جسم و روح۔۸۹، ۹۲، ۱۲۶ تا ۱۲۷، ۶۶۵ تا ۶۶۸، ۶۹۸، ۷۵۴، ۷۸۶، ۸۰۰، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۴۳، ۸۸۶
جکڑ بندیاں۔۳۸۴
جلوۂ الٰہی تشبیہ و تنزیہہ۔۷۵۵ تا ۷۶۴
جلوۂ وحدت۔۶۹۵ تا ۷۰۳، ۷۱۱ تا ۷۱۸، ۷۵۷
جماعت کی فضیلت۔۳۳۲ تا ۳۳۳
جمال و جلال۔۸۶۵
جنت حقیقی۔۹۲، ۳۰۷، ۵۵۲ تا ۵۵۹، ۷۱۱
جنت کے دروازے۔۲۰۸ تا ۲۰۹
جنت کی طمع اور خوفِ دوزخ سے عبادت کرنا۔ ۵۱۹، ۵۵۴
جنتی و جہنمی۔۸۸، ۳۶۴ تا ۳۶۵، ۴۷۷، ۸۹۹
جنونِ حقیقی۔۵۰۲، ۵۰۴
جنیئو و زنار۔۳۲۱
جوگیوں وغیرہ کی روحانیت۔۷۴۰
جوہر انسانی کی ترکیب۔۷۸۰
جویائے حق کی رکاوٹیں۔۱۴۲ تا ۱۴۴، ۷۹۲، ۷۹۳
جہادِ اکبر۔۳۰۹ تا ۳۱۴، ۳۳۴ تا ۳۴۲، ۵۴۶
جہاد سے افضل ذکرِ الٰہی۔۲۰۹، ۳۵۶، ۴۰۲
جہادِ ظاہری و باطنی۔۳۱۰ تا ۳۱۴
جہل عن الصفات۔۷۰۴ تا ۷۰۷
جہل مطلق۔۲۳۴ تا ۲۳۸
جہنمِ حقیقی۔۹۲، ۳۲۹، ۵۵۴ تا ۵۵۵

چ

چار ترک۔۱۳۵
چشم بینا۔۷۶۰، ۷۶۴
چشم بصیرت۔۵۵۹، ۷۰۸ تا ۷۱۰
چمنِ محبت۔۴۸۵، ۴۸۶
چند ماہ میں ذکر کے روحانی اثرات۔۴۰۰

ح

حادث و قدیم۔۴۱۵ تا ۴۱۸، ۵۶۳، ۷۰۸
حالتِ محمودہ۔۲۵۲
حال و کیف کا وُرود۔۸۳۶
حباب۔۸۲۴
حبِ جاہ۔۸۹۲، ۸۹۳
حتی المقدور منشائے ذکر کو سمجھنا۔۴۳۰ تا ۴۳۱
حجابات۔ ۴۱، ۱۶۴، ۴۲۳، ۴۴۲، ۵۵۴ تا ۵۶۶،

Marfat.com

۷۲۳،۷۷۶،۸۰۳

حجاباتِ خیال فنا۔۴۴۳تا۴۴۴

حجاباتِ سالکِ راہ۔۸۹۲تا۸۹۸

حجاباتِ کفر وایمان۔۴۷

حجابات کی قسمیں۔۱۳۴،۸۷۹

حزب الشیطان۔۹۵،۴۱۰

حَسَنَاتُ الْاَبْرَار۔۱۳۱،۷۵۰

حشر خطیب وعالمِ بےعمل۔۱۵۰

حشر ونشر۔۳۸۷،۴۹۸،۵۴۹،۷۱۳

حصولِ فقر کی ناگزیر شرط۔۸۸۰

حق میں فنا اور بقا۔۸۰۲تا۸۲۱،۸۲۴،۸۳۲

حقیقتِ اشیاء۔۴۶۹تا۴۷۰

حقیقتِ روح۔۴۴تا۴۷،۷۶۲،۷۸۶

حقیقت الحقائق۔۸۳۲

حقیقتِ انفاس۔۴۶۴تا۴۶۸

حقیقتِ باقی غیر فانیہ۔۸۳۲

حقیقتِ بندۂ مومن۔۴۹۶

حقیقت غیر حق۔۶۸۲تا۶۸۳

حقیقتِ کرامات۔۳۷۸تا۳۷۹

حقیقتِ محمدیہ ﷺ۔۷۳۸،۷۸۶تا۷۸۹

حقیقت وجودِ شخصی۔۴۴۵،۸۱۱تا۸۱۲

حکایت پیر چنگی۔۱۳۲تا۱۳۴

حکایت سلطان محمود غزنویؒ اور اسکی کنیز۔۶۵۰

حکایات فرنگی درویش۔۵۳

حکایاتِ مصلحین۔۲۲۸تا۲۲۹،۲۵۲،۲۶۳،۳۰۲

حکایت موسیٰ اور چرواہا۔۵۰۲

حکمِ درود شریف۔۲۲۳،۳۶۹،۳۹۹

حکمِ ذکرِ الٰہی۔۲۵۷تا۴۷۲،۴۵۰تا۴۵۷،۴۹۸

حکم دوری تعصّبات۔۵۱،۵۲،۳۷۳

حکمت اور حکمت کے اصول۔۵۲۹،۵۳۰

حکمت خیر وشر۔۸۶۴تا۸۷۷

حکمت طریقت وملامت۔۸۹۱تا۸۹۸

حکمت فی المصیبت۔۴۹۷

حکمِ زیادتیٔ گفتگو سے متعلق۔۳۶۷،۴۲۶

حکمِ نماز۔۲۱۳تا۲۳۱

حکمتِ اخفاءِ رازِ حقیقت۔۲۰۳ تا ۲۰۵، ۳۲۶ تا ۳۲۸،۵۳۹

حکمت فی الذکر الٰہی۔۳۶۱تا۳۶۵،۴۳۰

حکمت فی المذاہب کثیرہ۔۴۱۹تا۴۲۱

حکمتِ نماز۔۲۲۹تا۲۳۰،۲۵۲تا۲۵۳

حلول معنوی۔۷۰۲

حواسِ ظاہری۔۶۴۴،۶۹۶،۸۴۶،۸۸۸،۹۰۸،۹۰۹

حواس کی نارسائی۔۶۴۴،۶۶۰،۷۶۶،۸۸۸

حوصلہ افزائی از سیدنا حضرت مسیح العارفین قلندر اویسی قدس سرہ العزیز۔۵۶۰، ۶۳۶، ۷۲۳، ۷۵۱،۷۹۹،۸۰۰،۸۴۶

حیات انسانی کی ابتداء وانتہاء۔۵۷۴تا۵۷۶

حیاتِ حقیقی۔۴۵۵،۴۶۴،۸۰۶،۹۰۸

Marfat.com

حیاتِ حقیقی کی پہچان۔۳۹۱

حیات وممات۔۱۲۴تا۱۲۵، ۷۵۴

حیثیت وافادیت علومِ ظاہری۔۸۸۸، ۸۸۹

حیرت محمودہ۔۴۸۵، ۵۵۷، ۶۸۷، ۷۵۹، ۸۳۴

خ

خدمتِ خلق۔۵۱، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۶۷

خطابات۔۹۹، ۱۴۰، ۱۴۲تا۱۴۴، ۱۴۸، ۱۵۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۲۲۴، ۲۹۳، ۳۱۳، ۳۳۱، ۳۸۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۲۹، ۴۳۱، ۴۳۳، ۴۸۳، ۴۸۸، ۵۶۹، ۵۷۹، ۶۱۴، ۶۲۳، ۶۴۰، ۶۴۸، ۶۵۳، ۶۷۳، ۶۷۲، ۷۹۲، ۷۹۸، ۸۰۵، ۸۷۱، ۸۸۵، ۸۸۹تا۸۹۱، ۹۱۱

خشوع وخضوع۔۲۲۹تا۲۳۰، ۲۴۲تا۲۴۳، ۲۵۲، ۲۷۶، ۴۳۴، ۶۷۳، ۶۸۱

خطبۂ جمعہ اورذکرِالٰہی۔۳۸۲

خطرہ خلق۔۸۰۴، ۸۰۵

خطیرۃ القدس۔۵۹۹، ۶۰۰

خلوت۔۶۲۱، ۶۹۵تا۷۰۳

خواہشات کا معبود بنانا۔۱۴۰، ۱۴۲، ۲۷۰، ۳۳۱

خودی۔۶۰۳، ۸۴۳، ۸۹۱، ۸۹۷، ۸۹۸، ۹۰۷، ۹۱۲

خودی سے کامل رہائی۔۴۳۷

خوشبوئے ذکرِ پاک۔۴۶۰، ۷۲۳

خیالات وتفکراتِ ذہنی کادور ہونا۔۳۶۹

د

دانا، دانائی۔۵۰۸، ۵۸۴، ۶۴۳، ۸۰۷

دائرہ ارتقاوتنزلِ روح۔۷۴۹

درسِ بے بہا۔۴۶۷تا۴۶۸

درستی بطون وتکمیلِ انسانی کا مقصد۔۱۲۶

درسِ معرفت الٰہی کی پہلی عملی یونیورسٹی۔۶۳۴

دعا سے بہتر ذکرِالٰہی ہے۔۳۹۴تا۳۹۶

دعا کا مقبول اور نامقبول ہونا۔۸، ۱۷۸، ۲۵۴تا ۲۵۵، ۳۷۷، ۳۷۸تا ۴۲۷

دعاومناجات بحق امت محمدی ﷺ۔۱۰تا۱۱

دعااورعارفِ کامل کاتصورِحکمیہ۔۳۷۷تا۳۷۸

دعائیں:

۴تا۵، ۶۳، ۶۴، ۷۰تا۷۱، ۲۶۱، ۳۵۲، ۴۲۴تا۴۲۵، ۴۸۱، ۴۸۲، ۵۲۵، ۵۹۴تا۵۹۵، ۶۲۱، ۶۷۶، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۹۹، ۷۲۱، ۷۲۲، ۸۳۴، ۹۰۹

دعوتِ شرابِ روحانی۔۳۸۱، ۳۹۰، ۴۸۸

دل ودماغ، عقل فکر پرحق کا چھاجانا۔۲۰۰تا۲۰۱

دنیا آخرت کی کھیتی۔۸۹، ۱۰۶

دنیا۔۲۰، ۸۵، ۸۹، ۹۲، ۹۶، ۱۱۰، ۱۱۶تا ۱۱۷، ۱۲۰تا ۱۲۱، ۵۴۸تا۵۴۹، ۶۵۰تا۶۵۱، ۸۸۶تا۸۹۲

دنیااورمسافرِروحانی۔۸۹تا۹۳

دنیا کی حقیقت۔۱۰۴تا۱۰۸

دنیا کی لذات باعث غفلت۔۸۷تا۹۸

دنیاہے جائے عبرت۔۱۲تا۱۴

دوخزانے۔۶۵۳

دولتِ سرمدی۔۱۴، ۷۰۴، ۹۱۰

دولت کالاناگ ہے۔۳۸۷

دوئی۔۴تا۲۷۵، ۲۷۴، ۲۷۷تا۴۲۹، ۷۲۳، ۷۲۳تا۷۲۴، ۸۰۵، ۸۱۶تا۸۱۷

دیدارِحقیقت۔۷۰۱تا۷۱۱، ۸۵۸، ۸۶۱، ۸۱۵تا۸۱۹

Marfat.com

دیدۂ بینا۔۷۱۵تا۷۲۰
دینِ حقیقت کا زریں اصول۔۴۲۰
دین میں جبر نہیں۔۲۰۶تا۲۰۷، ۴۱۷تا۴۲۲
دیوانۂ الٰہی۔۵۰۲تا۵۰۸

ذ

ذات وروح۔۷۸۶
ذاکر، ذکر اور مذکور کا مخفی رشتہ۔۴۰۲، ۴۵۶، ۵۲۲، ۵۵۵تا۵۵۸، ۷۲۱، ۸۱۳
ذاکر کا مقام جنت میں۔۳۹۸
ذاکرِ حقیقی کے لئے بے شمار فضائل۔۵۷تا۵۹، ۳۲۴، ۳۲۶، ۴۲۹تا۴۳۰، ۴۳۵، ۶۳۵، ۹۰۸، ۸۱۲تا۸۱۳
ذرائع حصولِ معرفتِ حق۔۴۴۱تا۴۴۳
ذکرِ اضطراری ہر شے کا۔۴۲۰تا۴۲۱
ذکرِ الٰہی بلاقیدِ زمان ومکان۔۴۳۲
ذکرِ الٰہی سے روگردانی کا وبالِ عظیم۔۶۱، ۱۵۳، ۳۲۵، ۳۲۸تا۳۲۹، ۳۵۸، ۳۶۵، ۳۷۱تا۳۷۲، ۳۸۰تا۳۸۱، ۳۹۹، ۴۰۱، ۴۰۹تا۴۰۱، ۸۹۰
ذکرِ اسمِ اعظم کا طریقہ رائج سلسلہ اویسیہ۔۳۶۸تا۳۶۹
ذکرِ الٰہی کا حقیقی مقصد ومطلب۔۲۱۰، ۴۰۲تا۴۰۴، ۴۲۶تا۴۲۷، ۴۳۰تا۴۳۸، ۷۲۸
ذکرِ الٰہی کا طریقہ۔۲۵۷تا۲۵۹، ۲۸۴تا۲۸۵، ۳۵۷تا۳۶۴، ۳۶۸تا۳۷۱، ۳۹۴تا۴۰۰، ۴۲۸تا۴۵۷
ذکرِ الٰہی کا نماز سے افضل ہونا۔۲۳۴، ۳۵۷، ۴۲۳، ۴۵۰تا۴۵۱
ذکرِ الٰہی کی اہمیت سے غفلت۔۳۵۸، ۳۶۵، ۳۷۲، ۳۸۱، ۳۸۷، ۳۹۴، ۳۹۹، ۴۰۱، ۴۰۹، ۴۰۱، ۴۵۴
ذکرِ الٰہی کی تاثیر وصلہ۔۲۳۴، ۳۳۵تا۳۴۲، ۴۰۲تا۴۰۴، ۴۲۵تا۴۲۶، ۴۵۷، ۴۶۹، ۴۹۱، ۴۹۸، ۶۶۰، ۶۸۴، ۶۸۸
ذکرِ الٰہی کی تعداد۔۳۹۹تا۴۰۰، ۴۶۴تا۴۶۵
ذکرِ الٰہی کی تعدادِ یومیہ مبتدی کیلئے۔۳۶۸تا۳۶۹
ذکرِ الٰہی کی توفیق مانگنا۔۴۲۴تا۴۲۵
ذکرِ الٰہی کی فرضیت۔۳۵۷، ۳۵۹ تا ۳۶۱، ۳۶۳، ۳۶۸ تا ۳۷۲، ۳۸۰، ۳۸۲، ۳۸۸، ۳۹۰، ۳۹۶، ۴۲۴، ۴۵۱، ۴۵۴، ۴۶۵
ذکرِ الٰہی کی فضیلت۔۶۳ تا ۶۵، ۲۰۹، ۲۱۰، ۳۵۶، ۳۵۸، ۳۷۰تا۳۷۱، ۳۸۸تا۳۸۹، ۳۹۸ تا ۴۰۲، ۴۴۹تا۴۵۶، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۷۹، ۵۸۰
ذکرِ الٰہی کرنے والوں کے انعامات۔۴۲۵ تا ۴۲۶، ۱۷۰تا۱۷۱
ذکرِ الٰہی کی منازلِ ارتقائی۔۲۵۸، ۲۶۵ تا ۲۶۶، ۳۲۶ تا ۳۲۷، ۳۶۱ تا ۳۶۲، ۴۴۲ تا ۴۴۴، ۶۸۵تا۶۸۹
ذکرِ الٰہی کی منزلیں۔۳۵۹تا۳۶۰
ذکرِ الٰہی کے واسطے تمام عبادات کا ہونا۔۲۰۱، ۲۱۷، ۳۵۵، ۳۶۱تا۳۶۲، ۳۹۴
ذکرِ الٰہی مضبوط قلعے کی مانند ہے۔۴۲۶
ذکرِ الٰہی میں آسانیاں۔۲۰۶تا۲۰۷، ۳۶۱تا۳۶۲
ذکرِ اولیاء اللہ کے فضائل۔۶۵، ۶۸
ذکرِ پاک از عامل۔۸۰۰
ذکرِ پاک کی فرضیت۔۴۵۱، ۴۶۵
ذکرِ پاک سے پریشان کن تفکرات ذہنی کا دور ہونا۔۳۶۹، ۴۳۴تا۴۳۵
ذکرِ خفی۔۴۵۵تا۴۵۷

Marfat.com

ذکرِ دائمون ۔ ۳۹۰ تا ۳۹۱، ۴۵۳

ذکرِ روحی وسرّی میں فرق ۔ ۶۸۶ تا ۶۸۷

ذکر کی مجالس میں ملائکہ کا آنا ۔ ۴۰۵ تا ۴۰۶، ۴۳۵

ر

رازِ حیات ۔ ۷۹۸

رانِ قلب ۔ ۱۸۶

راوی احادیث، احوال وقصصِ صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

ام المؤمنین سیدہ طاہرہ عائشہ صدیقہؓ (حمیرہ) ۔ ۷۱، ۲۰۸، ۲۸۴، ۳۳۸، ۳۹۰، ۳۹۸، ۸۳۵، ۸۹۵

امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیقؓ ۔ ۵۷، ۲۰۹، ۲۱۹، ۳۰۷، ۴۲۶، ۵۸۳، ۵۸۶، ۶۴۱، ۶۹۲، ۸۶۹، ۸۸۶

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ ۔ ۴۷، ۱۳۳، ۲۷۶، ۲۹۷، ۳۰۲، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۶۹، ۴۲۶، ۴۷۸، ۴۹۹، ۵۴۴، ۷۰۸، ۷۸۹، ۸۶۹، ۸۷۷، ۸۸۴

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنیؓ (ذوالنورین) ۔ ۲۱۸، ۶۳۷، ۸۸۳، ۸۸۶، ۹۰۶

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ۔ ۳، ۶۳، ۸۲، ۹۶، ۱۴۶، ۲۰۵، ۲۵۱، ۲۵۲، ۳۱۷، ۳۳۰، ۳۵۳، ۴۴۱، ۴۴۸، ۵۴۰، ۵۴۵، ۵۸۷، ۶۰۷، ۶۳۲، ۷۲۹، ۷۹۰، ۸۴۸، ۸۸۳

امام سلسلۂ اویسیہ حضرت سیدنا خواجہ اویس قرنیؓ ۔ ۳۷، ۵۰۹

حضرت ابودرداءؓ ۔ ۳۵۶

حضرت ابوذر غفاریؓ ۔ ۵۷، ۱۹۴، ۳۸۷، ۴۹۰، ۶۳۶، ۶۳۸، ۸۸۹، ۸۹۹

حضرت ابوسعیدؓ ۔ ۲۰۹

حضرت ابوسعید خدریؓ ۔ ۱۰۲، ۱۹۳، ۶۰۷، ۶۳۹

حضرت ابی مالکؓ ۔ ۶۷

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ۔ ۳۹۷، ۵۹۳

حضرت ابوہریرہؓ ۔ ۸۰، ۸۲، ۱۰۳، ۱۴۸، ۱۵۵، ۱۸۶، ۲۰۵، ۲۰۸، ۲۱۱، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۱، ۲۲۸، ۲۳۳، ۲۸۶، ۳۰۰، ۳۴۷، ۳۴۹، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۵، ۴۱۶، ۴۳۵، ۴۶۷، ۵۴۰، ۵۵۳، ۵۶۹، ۶۳۲، ۶۳۶، ۶۳۸، ۶۴۱، ۶۸۰، ۷۲۱، ۷۲۸، ۷۵۶، ۷۷۷، ۸۰۳، ۸۱۲، ۸۳۸، ۸۴۱، ۸۶۶

حضرت ابن ابی لیلیٰؓ ۔ ۳۰۷

حضرت ابن عباسؓ ۔ ۲۵۱، ۳۰۶، ۳۰۹، ۳۹۹

حضرت ابن عمرؓ ۔ ۳۱۰، ۴۰۲، ۴۲۶، ۵۴۶

حضرت ابن مسعودؓ ۔ ۱۱۰، ۱۴۴

حضرت ابی ابن کعبؓ ۔ ۱۵۲، ۳۹۹

حضرت ابی عبیدہؓ ۔ ۸۵۹

حضرت ابی قتادہؓ ۔ ۷۲۸

حضرت احنف بن قیسؓ ۔ ۶۳۷

حضرت اسامہؓ ۔ ۱۵۰، ۵۹۶

حضرت اسامہ بن زیدؓ ۔ ۱۱۵

حضرت ابن اسحاقؓ ۔ ۳۰۷

حضرت اعز مزنیؓ ۔ ۴۲۸

حضرت امام جعفر صادقؓ ۔ ۱۳۲، ۷۹۰

حضرت امام حسنؓ ۔ ۵۸۳

حضرت امام حسینؓ (سید الشہداء) ۔ ۸۴۸

حضرت امام زین العابدینؓ ۔ ۹۶، ۲۲۸

Marfat.com

حضرت امام مسلمؒ۔۲۸۴

حضرت امیر معاویہؓ۔۳۸۸،۴۰۰،۶۳۷

حضرت امیہ بن خالد بن عبداللہ بن اسدؓ۔۶۳۵

حضرت امیہ بن خالد بن عبداللہ بن اسیدؓ۔۶۸

حضرت انس بن مالکؓ۔ ۱۴۶، ۱۵۰، ۲۰۶، ۳۴۸، ۳۹۵، ۴۹۹، ۵۴۱، ۶۲۰، ۶۳۳، ۶۳۹، ۸۶۸،۸۸۴،۸۸۵

حضرت بلالؓ۔۵۷،۱۰۳،۱۵۵،۳۹۷،۴۹۹،۶۳۵

حضرت ثوبانؓ۔۱۶۷،۲۹۹،۶۳۶،۸۵۹

حضرت جابرؓ۔۳۰۹،۶۲۱

حضرت جبیر بن معظمؓ۔۷۸۸

حضرت جندب بن عامرؓ۔۲۷۳

حضرت جویریہؓ۔۳۹۷

حضرت حارث اشعریؓ۔۴۰۸

حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ۔۸۸۳

حضرت حذیفہؓ۔۳۰۷

حضرت حسانؓ۔۲۰۸

حضرت حمران مولا عثمانؓ۔۲۱۸

حضرت خبابؓ۔۶۳۶

حضرت زبیرؓ۔۸۸۳

حضرت زبیر بن کعبؓ۔۳۵۹

حضرت زیدؓ۔۳۰،۶۹۷

حضرت زید بن وہبؓ۔۶۳۷

حضرت سدیؒ۔۳۰۷

حضرت سعد بن وقاصؓ۔۲۶،۳۹۷

حضرت سعید بن مسیبؓ۔۳۰۷

حضرت سلمان فارسیؓ۔۵۷

حضرت سہیل بن سعدؓ۔۱۴۸،۸۹۹

حضرت سیدنا ذوالجادینؓ۔۴۷۸

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ۔۱۱۳

حضرت شداد بن اوسؓ۔۲۹۸

حضرت صہیبؓ۔۵۷

حضرت ضحاکؓ۔۳۰۷

حضرت عبادہ بن صامتؓ۔۱۵۲،۹۰۰

حضرت عبدالرحمان بن ابی بکرؓ۔۶۴۰

حضرت عبدالرحمان بن حارثؓ۔۲۱۹

حضرت عبداللہؓ۔۲۲۲

حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ۔۸۹۵

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ۔۱۴۳

حضرت عبداللہ بن بُسرؓ۔۳۶۱،۴۰۴،۴۵۳

حضرت عبداللہ بن عباسؓ۔ ۱۵۰،۵۲۲، ۵۲۵، ۵۵۲،۸۵۹

حضرت عبداللہ بن عمروؓ۔۲۰۸،۸۶۷،۸۷۷

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔۸۸،۱۰۱،۲۲۲،۲۲۳، ۳۳۸

حضرت عبداللہ بن ہشامؓ۔۴۹۹

حضرت عبیدؓ۔۱۱۰

حضرت عتبہ بن عامرؓ۔۹۸

حضرت عکرمہؒ۔۳۰۷،۸۵۹

حضرت عمارؓ۔۶۳۶

Marfat.com

حضرت عمران بن حصینؓ۔۲۴۷
حضرت فضل بن عباسؓ۔۱۶۷
حضرت قتادہؓ۔۳۰۷
حضرت مجاہدؒ۔۳۰۷
حضرت معاذ بن جبلؓ۔ ۴۷، ۶۴، ۲۵۴، ۲۷۶، ۲۷۶،
۳۵۷، ۳۶۱، ۳۹۴، ۶۲۱، ۷۵۶، ۹۰۶
حضرت مقدام ابن معدی کربؓ۔۱۰۳، ۶۹۵
حضرت نعمان بن بشیرؓ۔۵۲۵
راس المال۔۴۶۷
راہِ توحید۔۸۳۵، ۸۳۶
راہِ حقیقت معلوم کرنے کا طریقہ۔۸۵۲
راہِ سلوک کی سدِ سکندری۔۸۴۰
راہِ فلکِ معرفت۔۳۸۸تا۳۸۹
ربّ و مربوب۔۸۶۴
رجوع الی الاصل۔ ۵۲۴، ۷۲۵، ۷۳۴، ۷۷۲،
۸۴۷، ۸۴۸
رضا و رضوانِ الٰہی۔۵۵۲، ۷۱۹، ۷۱۲
رکوع و سجدہ۔۲۱۶، ۲۱۸، ۲۲۱تا۲۲۲، ۶۷۷، ۶۸۹
رند اور رندی۔۶۲، ۸۹۳تا۸۹۵
روحِ انسانی۔ ۱۲۵، ۴۴۴، ۵۴۷، ۶۰۵، ۶۶۵ تا
۶۶۸، ۷۲۵، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۴۳ تا ۷۴۹، ۷۵۲،
۷۵۴، ۷۶۲، ۷۸۶، ۸۰۰، ۸۰۲، ۸۸۶
روح اور ذاتِ حق۔۷۴۶تا۷۶۳
روح بمقابلہ انسان۔۷۵۳
روح جسمانی کی حقیقت۔۷۴۴تا۷۴۵
روحِ عشق۔۱۸۱تا۱۸۲
روحِ ذکر۔ ۲۴۳، ۳۵۷، ۳۶۰، ۳۶۶، ۳۶۷،
۳۸۳، ۴۳۰تا۴۳۱
روح کا سایہ۔۶۶۵
روح کا سفر۔۱۲۴تا۱۲۶، ۷۲۵
روح کی غذا۔۱۸۲
روح کی ماہیت۔۵۴۷، ۵۴۸، ۷۴۳تا۷۶۴
روح کی مختلف تشریحات۔۷۴۳
روحِ موحد۔۹۰۵
روحِ نماز۔ ۲۲۷، ۲۴۳، ۲۶۶، ۶۷۲، ۶۷۷تا۶۸۲
روزِ قیامت نابینا۔۴۰۱، ۷۱۳
روزہ۔۲۷۶، ۳۴۴تا۳۵۱
روزہ دار کی مسرت۔ ۳۴۸
روزۂ داؤدی۔ ۳۵۰
روزۂ موسیٰ کلیم اللہ۔۳۴۷
روزۂ عوام و خواص۔ ۳۵۰تا۳۵۱
روزی کا رازق و فضیلتِ رزق۔۳۲۲، ۳۱۴
روزے کا بھید۔ ۳۴۶
روزے کے فوائد و جزا۔۲۳۲، ۳۴۸تا۳۴۹
راہ ہدایت برائے سالک۔ ۴۳۵تا۴۳۸
رہبری مرشدِ کامل و فقراء باصفا کی اہمیت۔
۵۷۵ تا ۵۷۶، ۵۷۹ تا ۵۸۲، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۵۳،
۶۹۱، ۶۹۲، ۷۲۲، ۷۳۶ تا ۷۳۷، ۷۶۱ تا ۷۶۳،
۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۹، ۸۴۰، ۹۰۱
رہنمائے اعظم ﷺ کا پیغامِ عمل۔۱۹۹تا۲۱۲

Marfat.com

ریاضت و مجاہدہ لوجہ اللہ۔ ۶۵تا۲۶۶، ۴۷۲

ریا۔ ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۷، ۲۶۲، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۵تا۲۷۸

ریاکار زاہد۔ ۲۵۷، ۲۶۱، ۲۹۲تا۳۰۱

ز

زاہد کامل۔ ۶۱۲

زاہد کی نادانی۔ ۶۲۸، ۸۷۰

زاہد و مقصدِ زہد۔ ۱۰۲

زُہدِ حقیقی۔ ۶۶۶

زُہد کی اقسام۔ ۱۰۳، ۱۰۴

زہرِ قاتل۔ ۸۷۹

زِیَادَۃً کی تفسیر۔ ۳۰۷

زینتِ دنیا۔ ۹۷تا۹۸، ۱۰۲

س

سالکِ باخبر۔ ۷۱۷

سالکِ راہ کے مجاہدہ کا مقصد۔ ۸۸۵تا۸۸۶

سانس کے اسرار۔ ۴۶۴تا۴۶۸، ۴۹۳، ۵۰۷، ۷۱۲، ۷۵۸

سالک کے لئے ہدایات۔ ۹۴، ۳۷۹، ۶۱۶، ۶۲۸، تا۶۷۱، ۶۹۵تا۶۹۹

سالک کے منازل و مقامات۔ ۴۸۱، ۵۶۳، ۶۳۱، ۸۲۳، ۸۳۴

سائنسی ایجادات اور اعمالِ باطنی۔ ۳۰۶تا ۳۰۷، ۶۹۸

سایہ۔ ۴۴۵، ۶۶۵

سببِ تالیف کتاب الحق المبین۔ ۶تا۹، ۷۹۲تا

۷۹۳، ۸۲۵

سپردگیٔ کامل بدستِ مرشدِ واصل۔ ۷۲۲

سپوت، کپوت۔ ۵۳۷

سجدہ۔ ۵۶، ۲۱۵تا۲۱۶، ۲۱۸، ۲۲۲، ۲۶۳، ۲۸۸، ۲۹۶، ۶۷۷تا۶۷۸، ۶۸۱

سجدہ گاہ۔ ۶۸۹

سجدۂ ملائکہ۔ ۵۳۶، ۵۳۸، ۷۷۶

سدِّ راہِ معرفت۔ ۴۰، ۳۹۴، ۷۰۰

سرِّ ہستی۔ ۴۴۵، ۷۳۱تا۷۳۲

سرایتِ نور۔ ۷۰۱تا۷۰۲

سرِّ عجیب۔ ۴۸۱تا۴۸۵، ۸۲۱تا۸۲۴

سرمۂ حقیقی (کحل الجواہر)۔ ۷۰۰

سرِّ وجودِ انسانی۔ ۸۱۱، ۸۳۰، ۸۳۲

سفرِ حیاتِ انسانی۔ ۱۵تا۱۶، ۸۸تا۹۰، ۱۳۷

سُکر۔ ۵۷۳تا۵۷۴

سُکرِ انبیاء علیہم السلام۔ ۵۳۵

سگِ اصحابِ کہف۔ ۵۹۵تا۵۹۶

سلسلۂ ولایت کا قیامت تک قائم رہنا۔ ۵۲

سُلوک۔ ۵۵۶تا۵۵۷

سوختگانِ عشقِ الٰہی۔ ۵۰۴تا۵۰۵، ۵۸۲

سوختگانِ عشقِ الٰہی کو ستانے کے ہولناک نتائج۔ ۵۶، ۵۷، ۸۴، ۱۰۹تا۱۱۰، ۴۱۳

سورۃ النّاس کا ورد۔ ۴۱۰

ش

شاہدِ حقیقی کا جلوہ۔ ۴۴۶تا۴۴۷، ۴۷۲، ۶۲۳،

Marfat.com

۷۱۶تا۷۲۰

شاہراہِ معرفت (توحید)۔ ۸۴۲تا۸۴۳

شجرِ انانیت۔۵۰۰

شجرِ تعلقات۔ ۱۱۷

شجرِ طور سینا۔۵۴۴،۷۹۷

شجرۃ المعرفت۔۶۶۰،۶۶۱،۸۰۵

شرائط مبلغین کیلئے۔۱۵۰تا۱۵۱،۵۲۹

شرح اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ......الخ۔۴۴۸

شرح اَلْفَقْرُ اِذَا تَمَّ۔۸۵۳،۸۵۴

شرح اَلْکُلُّ فِی الْکُلِّ۔۳۴،۳۵،۸۱۴

شرح اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ......۔۷۷۷،۸۶۴

شرح تُوْبُوْآ اِلَی اللّٰہِ۔۱۹۱

شرح حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ۔۶۶۱

شرح سورۂ اخلاص۔۷۸۴تا۷۸۵

شرح سورۃ فاتحہ۔۲۶۹تا۲۷۰،۶۷۲تا۶۷۶

شرع شریف کا اطلاق۔۶۲۹تا۶۳۲

شرح صدر۔ ۱۲۰

شرح صلوٰۃ۔ ۲۲۹،۲۶۶

شرح فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ۔۵۵۷، ۷۱۹،۹۰۲

شرح لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ ...الخ۔۴۶۹تا۴۷۰

شرح مسائل تجدد امثال۔۸۰۹،۸۱۰

شرح مِنْ رُّوْحِیْ وَ اَمْرِ رَبِّیْ۔۷۴۴تا ۷۴۵،۷۴۹

شرح نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ۔ ۷۶۳،۸۱۳تا۸۱۴،۸۳۰تا۸۳۱،۸۵۵

شرح نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ......الخ۔۷۴۴

شرح وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا۔ ۱۱۵

شرفِ ذاتی۔۵۵۱

شرکِ توحید۔ ۳۰،۴۲۳

شرک جلی و خفی۔ ۳۸ تا ۳۹، ۶۴۳، ۶۶۰، ۸۱۲، ۸۱۷،۸۷۹،۸۸۰،۸۸۲

شرک سے رہائی۔ ۳۹ تا ۴۲،۲۱۰

شرک فی الحقیقت۔۶۶۶

شرک فی الوجود۔۲۱۰،۲۲۵،۶۶۱تا۶۶۶،۷۸۷، ۷۸۹،۸۱۲،۸۱۶

شریعت۔ ۸۸، ۸۹، ۱۰۳، ۱۲۱، ۱۴۴، ۱۵۴، ۱۸۲، ۲۱۳، ۳۳۷ تا ۳۳۹، ۳۴۵ تا ۳۴۷، ۳۵۰، ۳۵۲، ۳۵۶، ۳۵۹، ۳۶۲، ۳۶۵، ۳۶۹، ۳۹۰، ۳۹۵، ۴۱۷، ۴۲۶، ۴۲۹، ۵۲۰، ۶۲۱، ۶۳۰، ۸۱۷، ۹۱۲

شریعتِ باطنی۔ ۴۱۶،۴۱۷

شریعتیں جدا دین ایک۔ ۴۲۳

شفاعت کے حصول کا طریقہ فی القرآن۔۱۷۸

شکر۔۳۷۱،۵۲۸،۵۲۹

شناوری بحرِ محبت و وحدت۔۴۱۵،۵۲۰،۶۹۰،۷۷۰

شہادت تشبیہ و شانِ تنزیہہ۔۸۵۸

شہرت اور نام ونمود۔۸۹۲تا۸۹۳

شہود و مشہود۔ ۲۸تا۲۹،۲۵۲

شیطان کا لقمہ۔۶۶۹

Marfat.com

ص

صابر کی ترقی کا راز۔ ۴۳۴
صانع ومصنوع۔ ۷۱۳، ۷۶۷
صبغۃ اللہ۔ ۳۹، ۴۵تا۴۶، ۵۵، ۴۶۹، ۶۲۹، ۶۵۵تا۶۵۷، ۸۴۵، ۹۰۷
صحبت صالح و طالح۔ ۸۱، ۱۴۳، ۲۵۵ تا ۲۵۶، ۳۳۰تا۳۳۱، ۵۹۲تا۵۹۴، ۶۰۶، ۶۱۱، ۸۲۹، ۹۰۳
صدائے ہاتف غیب۔ ۳۸۲تا۳۸۳، ۴۸۱، ۴۸۹، ۵۳۱تا۵۳۲، ۸۴۵
صراط مستقیم و جادۂ مستقیم۔ ۱، ۱۹، ۲۳، ۵۴، ۶۰، ۱۴۲تا۱۴۵، ۲۲۱، ۲۶۴تا۲۶۹، ۴۵۱، ۴۵۹تا۴۷۳، ۶۷۵، ۸۴۴، ۸۴۵
صفاتِ الٰہی کا ظہور۔ ۷۷۰
صفات اولیاء اکرامؒ۔ ۳۳، ۳۵، ۴۷، ۶۹تا۷۱، ۱۵۵، ۱۷۲، ۴۹۰، ۴۹۴تا۴۹۶، ۵۰۵، ۵۱۳، ۵۸۹تا۵۹۰
صفت و موصوف کا تعلق۔ ۸۴۸
صلوٰۃ دائمون۔ ۲۲۲، ۲۲۴ تا ۲۲۵، ۳۸۴، ۳۹۱، ۴۵۰تا۴۵۵، ۶۷۲تا۶۹۸
صلوٰۃ وسطیٰ۔ ۲۸۴تا۲۸۵
صُمٌّ بُکْمٌ وَعُمْیٌ۔ ۶۰۸تا۶۰۹
صمد۔ ۵۳۶
صورت از بے صورتی۔ ۶۲۵، ۷۵۷
صُور و اشکال۔ ۴۴۵، ۴۴۶، ۶۶۳، ۷۵۲، ۷۷۷تا۷۷۹، ۸۰۶، ۸۰۸، ۸۴۵
صوفی تصنع ساز۔ ۷۲تا۷۳، ۱۸۴تا۱۷۸
صوفی شطار۔ ۳۸تا۴۰
صوفی کی سیرت۔ ۳۳تا۳۴، ۲۴۲
صیقل وصفائے قلب۔ ۴۰۲تا۴۰۳، ۴۲۷

ض

ضیاع عمر عزیز۔ ۸۸۸تا۸۸۹

ط

طاعت اور اس کی اقسام۔ ۳۰
طالبِ ذات حق۔ ۹۶تا۱۰۵، ۱۶۱، ۶۰۱ تا ۶۰۳
طالبِ صادق۔ ۸۹۵
طالب کی اقسام۔ ۹۶، ۱۰۱
طالبِ مولیٰ کا گناہ اور توبہ۔ ۱۲۹تا۱۳۳
طالب وطلب ومطلوب کا باہمی تعلق۔ ۴۷۵، ۴۸۰، ۴۸۲، ۷۸۲، ۸۴۵
طریقت۔ ۱۸۲، ۵۱۹، ۶۲۶، ۶۴۷
طریقت کی منازل۔ ۳۱تا۳۳، ۷۷تا۷۸
طریقۂ استغفار۔ ۳۷۵تا۳۷۶
طریقۂ نماز۔ ۱۲۶تا۲۳۱، ۲۴۲، ۲۵۲، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۲، ۶۷۳تا۶۸۳
طریقۂ قلندران شطار۔ ۸۳۶تا۸۳۷، ۸۹۷تا۸۹۸
طریقۂ ہدایت۔ ۵۴۷تا۵۵۵
طوطی و چغد۔ ۵۵۸، ۵۹۷، ۵۹۸
طہارت ظاہری و باطنی۔ ۳۳، ۱۲۹تا۱۳۰، ۲۱۷، ۲۳۴تا۲۳۸، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۹۴، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۸۱، ۶۷۴، ۸۹۸

ظ

ظالم وظلم۔ ۴۳۳
ظاہری اعمال۔ ۵۷۹، ۵۸۱، ۵۹۸، ۶۰۱

Marfat.com

ظاہری و باطنی تعلیم کا مقررہ نظام ۔ ۳۶۱ تا ۳۶۲
ظلمتِ حقیقی ۔ ۶۶۴ تا ۶۶۵
ظلوماً جھولا ۔ ۱۲۶، ۶۱۹
ظہورِ الٰہی ۔ ۴۲۲، ۴۷۵، ۶۲۲، ۶۶۳، ۶۹۷، ۸۰۸، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۸ تا ۸۳۵، ۸۶۲ تا ۸۶۵
ظہورِ حادث و قدیم ۔ ۴۱۸
ظہورِ کونین ۔ ۴۷۴، ۷۱۷ تا ۷۱۸

ع

عابد کی اقسام ۔ ۲۸۰
عابد ریا کار ۔ ۲۶۱ تا ۲۶۲
عابد و معبود کا باہمی تعلق ۔ ۶۸۷، ۸۴۵
عارف کے معنیٰ ۔ ۲۰۱، ۶۴۵
عارفین کی نماز ۔ ۲۴۲
عاشق ۔ ۷۴، ۴۸۸ تا ۴۹۵
عالم استغراق ۔ ۶۰۲، ۶۰۴
عالم صغیر و کبیر ۔ ۵۲۶
عالمِ قدس ۔ ۶۰۰
عالمگیر تعلیم اخلاق ۔ ۳۴ تا ۳۵، ۴۷، ۵۴ تا ۴۷۰، ۴۷۱ تا ۴۷۱
عالم ملکوت، عالمِ ناسوت، عالم لاہوت و لامکان و بے نشان و عالم حقیقت ۔ ۳۱، ۳۲، ۷۸، ۱۵۷، ۴۴۴، ۴۴۵، ۵۲۴، ۵۹۸ تا ۶۰۰، ۶۲۶ تا ۶۲۷، ۷۴۷، ۸۱۲
عبادات باطنی کے نام ۔ ۲۳۵ تا ۲۳۷، ۴۱۳ تا ۴۱۴
عباداتِ تصوف کے نتائج ۔ ۶۰۴ تا ۶۰۵، ۸۵۴، ۸۸۹
عبادت بے معرفت ۔ ۶۴۳ تا ۶۴۴
عبادت حقیقت ۔ ۴۵۴، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۸۴
عبادتِ روحانی کا انعام ۔ ۲۵۰
عبادت کا سربستہ راز ۔ ۸۱۴
عبادت و اعمال کا مقصد ۔ ۲۳۱ تا ۲۳۲، ۲۳۵، ۲۴۵، ۲۶۱ تا ۲۶۲، ۲۸۱ تا ۲۸۴، ۳۶۱، ۴۲۱ تا ۴۲۲، ۸۲۴
عبد ۔ ۴۸۲ تا ۴۸۳، ۷۷۷ تا ۷۸۰
عبد و معبود ۔ ۳۸ تا ۳۹، ۲۱۵، ۳۵۴ تا ۳۵۵، ۵۰۵، ۷۲۷، ۸۱۳، ۸۱۵، ۸۴۵
عبد و معبود کے درمیان تعلق کا ذریعہ ۔ ۳۸ تا ۳۹، ۴۵، ۲۱۳ تا ۲۱۴، ۳۴۹، ۴۲۴
عبدِ مقرب ۔ ۳۸ تا ۴۰، ۴۱ تا ۴۲، ۵۲ تا ۵۳، ۵۰۵، ۵۰۹
عجز و انکساری ۔ ۲۱۵، ۴۱۷ تا ۴۱۸، ۵۸۵ تا ۵۹۰، ۸۹۴
عدالت اُخریٰ اور عالم وحی وغیرہ ۔ ۲۷۷
عداوت، بغض و کینہ ۔ ۱۰۵، ۳۶۵، ۴۲۲، ۴۳۰، ۵۵۱، ۶۲۰
عدمیت خیر و شر ۔ ۸۶۳ تا ۸۶۵، ۸۷۰
عرش ۔ ۴۲۰، ۵۲۶، ۵۲۷
عرفانِ نفس وغیرہ ۔ ۴۸۹، ۵۴۷، ۷۰۴، ۷۰۶، ۷۳۸، ۷۵۱، ۷۹۴ تا ۸۰۰، ۸۰۹ تا ۸۱۱
عُسر و یُسر ۔ ۶۳۰
عشق حقیقی و مجازی ۔ ۴۹۲ تا ۴۹۴
عشق، عاشق و معشوق ۔ ۴۵، ۲۹۶، ۴۶۸ تا ۴۷۷، ۴۸۰ تا ۴۸۴، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۴، ۸۵۰
عصائے موسیٰ ۔ ۸۰۸
عطائے شمشیر بُرّاں ۔ ۵۳۵
عطائے نعمت بقدرِ ظرف ۔ ۴۸۵ تا ۴۸۶

Marfat.com

عظمتِ قلب مومن۔ ۵۲۵تا۵۲۷

عقائدِ تقلیدی و استدلالی و حقیقی۔ ۷۶۷تا۷۶۸

عقائد و اعمال۔ ۴۱۶، ۴۱۸تا۴۲۲، ۴۳۰

عقل، اس کی معراج اور نارسائی۔ ۱۷۱، ۴۱۲، ۴۳۶ تا ۴۳۷، ۴۴۰ تا ۴۴۲، ۴۸۰، ۴۸۵، ۵۵۲، ۵۶۱، ۵۸۶، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۹۸، ۷۰۴، ۷۰۵

علاجِ کامل ملت کی زبوں حالی کا۔ ۱۵۳

علم انسانی کی ترقی۔ ۴۶، ۲۹۵، ۳۰۶

علم اولین و آخرین۔ ۲۰۵، ۵۴۰، ۸۴۱

علماءِ بے عمل اور عذاب۔ ۱۳۹ تا ۱۴۲، ۱۴۵ تا ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۷۶، ۵۹۷

علماءِ باعمل اور انعام: ۱۳۹، ۱۴۳، ۱۴۷، ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۷۲تا۱۷۳، ۶۳۵، ۵۴۶

علمِ عارفؒ۔ ۵۷۳، ۶۰۹تا۶۱۰، ۸۳۵

علمِ ظاہری و باطنی۔ ۱۴۸، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۹تا۱۷۳، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۵۰، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۹۸، ۶۰۹، ۶۱۷، ۶۶۶، ۶۶۹، ۸۸۸تا۸۹۰

علم لدنی۔ ۱۷۰، ۶۶۹

عید حقیقی۔ ۴۴۳، ۵۸۸، ۷۰۹تا۷۱۱، ۷۱۸، ۸۱۷تا۸۲۲

عین الیقین۔ ۲۷تا۲۹، ۴۳۱

غ

غارت گرِ عقل و ہوش۔ ۶۹۸، ۷۱۶، ۸۳۷

غارِ حرا۔ ۳۳۴، ۳۳۷، ۴۱۷، ۴۴۷، ۶۲۱

غایتِ ممکنات۔ ۸۵۰

غیریت و معیت۔ ۱۸۰تا۱۸۱، ۴۸۰تا۴۸۱، ۶۶۵، ۷۲۰، ۸۱۳

غسل۔ ۲۴۳تا۲۴۴، ۵۲۰، ۵۳۹

غفلت کا خسارہ۔ ۱۲۰، ۳۵۸، ۴۶۷تا۴۶۸، ۶۱۲، ۷۰۷، ۸۸۶تا۸۸۷

غلام کا فرض۔ ۴۷۵

غلبۂ وحدانیت۔ ۸۳۵

غیبی مقام۔ ۸۱۱، ۸۱۲

ف

فاعلِ حقیقی۔ ۵۰۸تا۵۰۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۸۶۲تا۸۷۲

فاعل و فعل و مفعول۔ ۸۴۸، ۸۶۷

فتنہ اہل و عیال و مال۔ ۱۰۵، ۱۱۰تا۱۱۷

فرض دائمی۔ ۴۴۹تا۴۵۶، ۵۷۹تا۵۸۰

فرعونی خصلت۔ ۶۹تا۷۰

فرقہ و مذہب۔ ۴۸تا۵۰

فطرتِ اطفال۔ ۴۳تا۴۴

فطرتِ معصومیت۔ ۴۳تا۴۵

فضیلتِ صلحا متاخرین۔ ۸۸۵

فضیلتِ فقر۔ ۵۵تا۶۸

فضیلت کلمہ طیبہ۔ ۲۹۷، ۲۱۰، ۸۸۵

فطرت (فطرت الناس)۔ ۴۳ تا ۴۴، ۶۵۶، ۸۶۵تا۸۶۸

فعل باتعلق اور بے تعلق۔ ۵۰۸

فقر۔ ۵۷، ۸۷۸، ۸۸۲

فقراءِ کاملین۔ ۶۷تا۶۹، ۸۲تا۸۴، ۵۰۹، ۷۴۱تا۷۴۲، ۸۷۸تا۸۸۶، ۹۰۵

فقرائے مہاجرین کی تربیت۔ ۵۶۲، ۶۳۴

فقر کے حصول کی تدابیر۔ ۸۸۰

Marfat.com

فقیر ملامتی۔ ۸۷۵ تا ۸۷۷، ۸۹۷، ۸۹۸

فکر اور اسکا طریقہ۔ ۱۸۰، ۴۳۱، ۴۳۹، ۴۴۱ تا ۴۴۵، ۴۴۸ تا ۴۵۱، ۴۵۳ تا ۴۵۵، ۶۵۴، ۷۵۰ تا ۷۵۵، ۸۴۲ تا ۸۴۳

فکرِ سالک۔ ۷۵۱ تا ۷۵۶

فلسفۂ ارکانِ اسلام۔ ۲۳۱ تا ۲۳۲

فلسفۂ ارکانِ نماز۔ ۲۲۵، ۲۲۶

فلسفۂ ذکرِ الٰہی۔ ۴۳۰ تا ۴۳۱

فلسفۂ منطق کی ناکامی۔ ۷۱۸، ۷۱۹

فنا کی حقیقت۔ ۴۱۵ تا ۴۱۶، ۴۴۴ تا ۴۴۵، ۴۶۸، ۵۰۶، ۸۰۲، ۸۰۹، ۸۴۳، ۸۴۶ تا ۸۴۷، ۸۵۴

فنا عن الفنا۔ ۵۰۶، ۷۰۶

فنا فی اللہ بقا باللہ۔ ۴۴۳، ۴۴۶، ۴۶۰، ۴۶۶، ۴۶۹، ۵۰۶، ۵۰۹، ۵۱۹، ۵۵۷، ۶۵۹، ۷۰۶، ۷۲۸، ۷۳۰، ۸۲۴، ۸۵۴، ۹۰۹

فنائے حقیقی۔ ۸۲۲ تا ۸۲۳

فنائے مخلوق۔ ۸۴۶، ۸۴۷

فواد۔ ۲۹، ۷۳۰ تا ۷۳۱

فِیۡٓ اَنۡفُسِکُمۡ ...... الخ۔ ۵۰۷، ۵۵۷، ۷۱۵، ۷۲۰، ۷۵۹، ۷۹۱

فیضانِ الٰہی عاشق حقیقی پر۔ ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۹۱ تا ۴۹۲، ۵۸۵ تا ۵۸۶

فیض ولایت از نبی کریم ﷺ۔ ۶۳، ۳۳۰، ۴۴۸، ۵۷۴، ۶۲۸

ق

قبض وبسط۔ ۵۳۳ تا ۵۳۴

قدرت انسانِ کامل۔ ۷۴۱ تا ۷۴۲، ۸۲۴، ۹۰۵

قدسُ اللاھُوت۔ ۴۴۶

قرآن مجید۔ ۱۹ تا ۲۰، ۲۳، ۱۱۴، ۲۱۷، ۲۶۷، ۴۱۹

قرآن مجید و دینی تعلیم کی اجرت۔ ۱۵۲، ۱۷۱

قرآنی آیات میں جھگڑنا کفر ہے۔ ۲۱۱

قربِ سنن۔ ۴۸۳

قربِ فرائض ونوافل۔ ۶۷۱

قرب عنداللہ۔ ۴۹۵، ۵۰۱ تا ۵۳۴

قرب وبُعد۔ ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۶۵، ۷۴۱، ۷۴۲، ۸۹۱

قضاوقدر۔ ۸۶۲ تا ۸۷۷

قطب وغوث۔ ۷۴۱

قفس۔ ۷۳۸

قلبِ انسانی۔ ۲۹، ۲۸۹ تا ۲۹۰، ۶۶۸، ۷۳۰ تا ۷۳۱

قلب پر سیاہ وسپید نقطہ۔ ۴۲۷

قلب کی حالتیں (زندہ ومردہ)۔ ۲۹۰، ۴۵۵، ۸۶۸

قلبِ مریض۔ ۲۱ تا ۲۲، ۴۲۷، ۵۲۵، ۷۶۱

قلبِ مومن، عارفِ کامل۔ ۲۱ تا ۲۲، ۱۱۹، ۱۶۵، ۵۲۵ تا ۵۲۸، ۵۹۱، ۷۰۸، ۷۳۰ تا ۷۳۱، ۷۶۴

قلبی اعمال۔ ۲۵، ۴۱۳ تا ۴۱۷

ک

کافر۔ ۱۸۴، ۳۹۱، ۴۱۸ تا ۴۱۹، ۵۴۴، ۵۶۷

کاملین طریقت کا فرض تبلیغ۔ ۵۲۹، ۷۹۴

کامیابی کامیابی میں فرق۔ ۲۱۱ تا ۲۱۲

کبروغرور۔ ۴۱۸

کثرت و وحدت۔ ۵۲۸، ۸۶۷، ۸۶۸

Marfat.com

کراماً کاتبین کی عدم آگاہی۔ ۴۵۶، ۵۹۱، ۷۱۲، ۸۳۶
کسی چیز کو قرار نہیں۔ ۱۲
کفر کی اقسام۔ ۳۷، ۲۱۱
کِلَابُ الدُّنیَا۔ ۵۳۷
کُلُّ امْرِءٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا۔ ۷۳۷
کُلَّ شَیْئٍ هَالِک (الآیه)۔ ۵۱۵
کلمۂ طیبہ کے معنی پر غور۔ ۸۲۵ تا ۸۲۸
کلیت۔ ۳۳ تا ۳۴، ۴۲۰ تا ۴۲۲، ۸۱۳
کمالِ توحید۔ ۸۱۵ تا ۸۱۶
کم کھانا، کم سونا، کم بولنا۔ ۶۹۵، ۶۹۶
کھوٹے سکے۔ ۲۹۳، ۶۵۴
کیف و احوال سالکین باصفا۔ ۴۸۱ تا ۴۸۶، ۷۰۲، ۸۳۴ تا ۸۳۹

گ

گروہِ انسانی کی اقسام۔ ۹۶ تا ۹۷، ۱۳۴، ۲۰۱ تا ۲۰۲، ۲۷۹
گروہ روحانیاں اقوامِ مختلفہ۔ ۴۰۷
گفتگو سے خود کو روکنا۔ ۳۶۷، ۴۲۶
گلوخلاصی بسبب ذکرِ الٰہی۔ ۲۷۴
گم کردہ گانِ راہِ عرفان۔ ۶۱
گناہِ ہستی۔ ۳۹، ۴۴، ۸۴۰
گوہرِ توحید۔ ۷۷۰

ل

لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ...... الخ۔ ۳۸، ۱۳۵، ۲۱۰، ۴۰۱، ۴۳۵، ۶۵۴، ۸۲۵ تا ۸۲۷
لَاتُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ۔ ۷۰۷
لباسِ تقویٰ۔ ۲۸۶ تا ۲۸۸
لقاءِ الٰہی۔ ۶۹۵ تا ۶۹۸
لہو و لعب۔ ۵۶۱
لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُهٗ دَیَّارٌ۔ ۸۱۷
لِیَعْبُدُوْنَ کی تفسیر۔ ۲۵۱

م

ماہرین حبسِ دم و مسمریزم وغیرہ۔ ۷۳۹ تا ۷۴۰
مبداء و منبع انوار۔ ۵۴۸، ۷۰۲، ۷۵۴، ۸۴۶
مجالسِ ذکرِ الٰہی۔ ۳۹۸، ۴۰۵ تا ۴۰۶، ۶۳۹
مجاہداتِ اولیاء کرام کی تفصیل۔ ۳۳۵ تا ۳۳۶
مجاہدۂ نبی کریم ﷺ۔ ۳۳۴ تا ۳۳۹، ۳۹۰، ۴۱۷، ۴۴۸، ۴۶۴
مجاہدۂ نفس میں دشواریاں۔ ۵۵۸ تا ۵۶۱، ۵۶۸، ۷۳۳ تا ۷۳۶، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۷ تا ۸۹۸
مجاہدہ و ریاضت۔ ۳۲۲ تا ۳۲۶، ۳۳۴ تا ۳۳۵، ۳۴۰، ۳۵۲ تا ۳۵۳، ۴۶۳ تا ۴۶۴، ۵۴۷، ۵۵۴، ۶۱۳، ۷۵۹
محاصرہ و مکاشفہ و مشاہدہ۔ ۷۰۸
محاط و محیط۔ ۸۱۹
محبت اور ذکرِ محبوب۔ ۴۸۰
محبت اور عداوت۔ ۸۰، ۴۲۱، ۴۱۳
محبت باعثِ خلق ہے۔ ۴۷۴، ۴۷۶
محبت روحِ اسلام ہے۔ ۶۳۰
محبت کا صلۂ عظیم۔ ۴۷۷، ۴۸۱ تا ۴۸۴

Marfat.com

محبت کی اقسام۔ ۴۸۷
محبت کی تعریف۔ ۴۸۷
محبت کی علامت۔ ۳۶۵
محبت کے اعتبار سے انسان کی قسمیں۔ ۶۴۹
محبت مابین اللہ تعالیٰ و بندہ وفا۔ ۴۷۷تا۴۷۸
محبت حقیقی۔ ۴۸۶، ۴۹۶تا۵۰۸
محبت نور ایمان ہے۔ ۴۷۷
محبِّ حقیقی کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد۔ ۴۷، ۵۷تا۵۹
محبوبانِ حق کے ذکر پر رحمتوں کا نزول۔ ۶۶
محبوب حقیقی سے پیارے مرشدِ اعظم موجود بالحق، قبلہ مسیح العارفین قدس اللہ سرہٗ کا محبت بھرا کلام۔ ۳۲۳، ۳۲۴، ۴۸۱تا۴۸۲، ۴۸۸، ۶۸۲تا ۶۸۳، ۷۲۱تا۷۲۲، ۸۲۱تا۸۲۲، ۸۳۴
محبّ ومحبوب۔ ۴۷۴، ۴۸۷، ۴۹۶
محرومِ حقیقی۔ ۳۲۸تا۳۲۹، ۵۴۸، ۵۵۵، ۷۱۲، ۷۱۳
مُدرَک وغیر مُدرَک۔ ۷۰۵، ۷۵۵
مدصرف اشیاء۔ ۴۶۹تا۴۷۰
مراتبِ قُرب۔ ۷۴۱
مراقبہ۔ ۱۳۰، ۴۴۸تا۴۵۰، ۷۸۱تا۷۸۳
مرأة المؤمنین۔ ۸۰، ۴۹۶، ۵۹۱، ۷۲۶، ۸۱۱
مرتبہ کونیہ وقدسیہ۔ ۷۰۴
مرشدِ کامل کا وجود پاک اللہ تعالیٰ کی بہترین نعمت ہے۔ ۳۰۲، ۳۱۲تا۳۱۹، ۳۲۴تا۳۳۲
مرید ناقص۔ ۸۴۴
مسافر۔ ۱۵تا۱۶، ۲۳، ۸۹
مسافر کی اقسام۔ ۲۰۲
مست الست۔ ۷۰۹تا۷۱۰
مسجد۔ ۱۵۶تا۱۵۷، ۱۶۹، ۵۹۰تا۵۹۱، ۶۷۴
مسجد وامامت۔ ۱۶۹
مسجد میں داخل ہونے کے فیوض و برکات۔ ۲۹۵
مسجودِ ملائک۔ ۵۳۸
مسخ سیرت وحواس۔ ۴۳۲، ۴۳۳، ۵۳۰
مسرّتِ حقیقی۔ ۵۳۰
مسلمان۔ ۲۳تا۲۶، ۹۰۰
مسلمانوں کو ظاہری وباطنی اتباع کا حکم۔ ۴۱۷
مشاہدہ فی الذات والصفات والموجودات۔ ۴۷۲ تا ۴۷۳، ۵۲۵، ۶۸۵، ۶۸۶ تا ۷۰۱، ۷۰۴، ۷۶۳تا۷۶۴، ۸۶۳
مشرکِ ظاہری و باطنی۔ ۳۸ تا ۴۰، ۸۱۶ تا ۸۱۷، ۸۲۶تا۸۲۸، ۸۷۹
مظاہر عالم کی حقیقت۔ ۴۷۴، ۵۲۴، ۷۲۴
مظاہرِ کائنات۔ ۱۴
معاملات شغل و اشغال اور اسم اعظم رائج سلسلۂ اویسیہ۔ ۳۶۸تا۳۶۹
معراج المؤمنین۔ ۳۲، ۲۱۳، ۲۲۶، ۲۵۲، ۲۵۷، ۶۷۸، ۹۰۴
معراجِ سالک۔ ۸۲۳
معراجِ عشق۔ ۳۹، ۴۵، ۱۹۷

Marfat.com

معراجِ محبّ الفقراء ﷺ ۔ ۲۱۳، ۲۵۷، ۵۷۰، ۶۷۸، ۶۹۱

معمۂ وجودِ بشری کا حل ۔ ۸۰۰، ۸۱۵ تا ۸۱۷

معیّتِ الٰہی ۔ ۴۶۱، ۴۸۰ تا ۴۸۱، ۴۸۳، ۵۰۵ تا ۵۰۸، ۶۱۸، ۶۱۹، ۷۲۰، ۷۵۴، ۷۵۶، ۹۰۱

مقامِ محمود ۔ ۳۳۷

مقامِ وصال ۔ ۳۸۶، ۳۹۰

مترب حق کے تصرف سے واصل حق ہونا ۔ ۳۶۷ تا ۳۶۸

مقصد عبادات و اعمال ۔ ۲۳۱ تا ۲۳۲، ۲۳۵، ۲۴۵، ۲۸۲، ۲۹۱

مکتبِ روحانی الوانیہ ۔ ۳۸۹

ملامتیہ درویش (مسلک) ۔ ۷۵، ۸۹۲ تا ۸۹۵

ملتِ اسلامیہ کا مستقبل ۔ ۴۸

مناجات بجناب مجیب الدعوات ۔ ۴ تا ۵

مناجات بحق امتِ محمدیہ ﷺ ۔ ۱۰ تا ۱۱

منازل ذکرِ الٰہی ۔ ۳۵۷ تا ۳۶۰

منازل شریعت و طریقت و عرفان و حقیقت ۔ ۴۷۰ تا ۴۷۳، ۶۲۶، ۶۲۷

منافق اور کافروں کے دل ۔ ۳۸۱

منزہ عن تنزیہہ و تشبیہ ۔ ۷۵۷

منزہ عن منزہ ۔ ۸۰۶

مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ ۔ ۹۰۸

مَن و تُو ۔ ۶۶۹، ۷۵۲، ۷۲۳، ۷۶۳، ۸۱۶، ۹۰۳

موتِ اختیاری ۔ ۴۵۷، ۴۷۳، ۴۸۱، ۵۷۳، ۵۷۶، ۵۷۹، ۶۱۸، ۶۶۱، ۸۰۵ تا ۸۰۶، ۸۸۰، ۹۰۷

موحد کی تعریف ۔ ۷۷۴، ۸۴۸ تا ۸۵۱، ۹۰۵

مومن ۔ ۲۶ تا ۲۷، ۳۰، ۴۷، ۱۵۴، ۲۸۷، ۴۴۱، ۴۵۵، ۴۷۹، ۴۹۶، ۵۲۶ تا ۵۲۷

مومن کا درجہ ۔ ۲۱۰، ۲۸۶ تا ۲۸۷

مہاجرِ حقیقی ۔ ۳۱۰

مےخانۂ وحدت و حقیقت ۔ ۴۸۳ تا ۴۸۸

میری نصیحت کو فراموش نہ کرنا ۔ ۳۷۹

میں آرزومند ہوں ۔ ۳۷۵

میں پکارنے والے کی آواز سنتا ہوں ۔ ۳۸۳

مےنوشی الست ۔ ۸۲۲

ن

ناروا اعتراز برکلامِ صوفیاء کرامؒ ۔ ۲۴۵ تا ۲۴۹

نام کی حیثیت ۔ ۸۳۹، ۸۴۳، ۹۰۵

نام نہاد علما و جہلاء کی تعلیم ۔ ۱۸۸، ۳۱۴

نجاستِ حقیقی ۔ ۲۸۶ تا ۲۸۸

نجران کے نصرانیوں کا وفد ۔ ۴۲۹

نخلِ مراد ۔ ۶۶۹

نصابِ روحانی ۔ ۲۴۴

نظر و ناظر و منظور ۔ ۸۴۳، ۸۵۰، ۸۶۷

نفاق و نفاق کی گواہی ۔ ۴۲۸، ۶۳۳

نفسِ امارہ ۔ ۲۶، ۱۵۴، ۱۶۲، ۶۶۸، ۷۳۴ تا ۷۳۵، ۸۹۱

نفسانی خواہشات کا منبع و اسباب ۔ ۳۴۴ تا ۳۴۵

نفسِ عارف ۔ ۷۰۶، ۷۱۰

نفس کا پہچاننا ۔ ۳۰ تا ۳۱

Marfat.com

نفس کی ارتقائی منازل۔ ۶۱۷

نفسِ مطمئنۃ۔ ۹۹، ۵۵۸تا۵۵۹

نفی کائنات۔ ۸۴۶

نقش ونقاش۔ ۷۲۹، ۸۷۲

نماز انبیاء وصلحا۔ ۴۵۴، ۴۶۶

نماز بے روح وبے حضور۔ ۲۵۸ تا ۲۶۱، ۲۸۰ تا ۲۸۴، ۶۴۳، ۶۵۳ تا ۶۵۴، ۶۷۳، ۶۷۸، ۶۷۹، ۸۷۹

نماز پنجگانہ کی حقیقی ادائیگی۔ ۲۶۸ تا ۲۶۹، ۲۸۳ تا ۲۸۵، ۶۹۸

نمازِ پنجگانہ (موقتہ)۔ ۲۱۳ تا ۲۲۵، ۳۵۶، ۴۵۳، ۴۵۴، ۶۷۳

نماز پنجگانہ میں تلاوت سورۂ فاتحہ۔ ۶۷۶ تا ۶۷۷

نماز جمعہ وعیدین۔ ۲۳۱ تا ۲۳۲

نماز حقیقت۔ ۴۵۰ تا ۴۵۵، ۶۷۲ تا ۶۷۸

نماز سالک راہ معرفت۔ ۶۷۲ تا ۶۷۹

نمازِ شریعت، طریقت وحقیقت کی حیثیت۔ ۲۵۲، ۴۴۹ تا ۴۵۶، ۵۲۰، ۶۷۲

نماز عارف باللہ۔ ۲۴۲ تا ۲۴۳، ۲۴۵، ۲۵۰ تا ۲۵۱، ۴۵۴، ۶۸۲، ۶۸۹

نماز کا طریقہ شہادت فی القرآن والحدیث۔ ۲۱۴، ۲۱۶ تا ۲۲۸، ۲۳۳ تا ۲۴۲، ۲۵۷، ۲۵۹ تا ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۸۴ تا ۲۸۵

نماز کی سجدہ گاہ۔ ۶۸۹

نماز کی نیت۔ ۲۱۹، ۶۷۵

نماز کے دونوں سجدے۔ ۶۷۷ تا ۶۸۱، ۶۸۹

نماز کے فوائد وفضائل۔ ۲۲۶ تا ۲۲۹، ۲۳۳ تا ۲۳۴، ۲۶۵ تا ۲۶۶، ۲۸۷، ۲۸۸ تا ۲۹۵، ۶۷۲ تا ۶۷۳

نماز کے لفظی حروف کے مرادی معنی۔ ۲۲۵ تا ۲۲۶

نماز کے مقاصد۔ ۲۲۹ تا ۲۳۲، ۲۳۴، ۲۶۶، ۶۷۲ تا ۶۷۳

نماز میں تکبیر اولیٰ۔ ۲۶۸، ۲۹۵، ۶۷۵

نماز میں ثناء کی تلاوت۔ ۲۲۰، ۶۷۵

نماز میں رکوع۔ ۶۷۵، ۶۸۹

نماز میں سلام۔ ۶۷۸ تا ۶۸۹

نماز میں قعدہ۔ ۶۸۹

نماز میں قیام۔ ۲۱۵، ۲۶۸، ۲۹۵

نماز، تکمیل انسانیت اور انکشاف حق۔ ۳۳۶ تا ۳۳۷

نمازیٔ غافل پر لعنتِ ملائکہ۔ ۲۵۴ تا ۲۵۵

نمودِ بے بود۔ ۹۰

نورانی پیکر۔ ۶۹۰

نورانی خلعت۔ ۶۷۲

نور کا چھڑکاؤ۔ ۶۵۶، ۸۶۹

نور ہدایت۔ ۱۲۰، ۱۲۱، ۲۹۸، ۴۴۶، ۴۵۸، ۵۱۱، ۵۲۵ تا ۵۲۶، ۶۹۸ تا ۷۰۲، ۷۲۱، ۷۲۴، ۷۲۶ تا ۷۲۸، ۸۶۳

نئی شان ہر دم نئی آن وبان۔ ۶۲۲، ۷۵۷، ۸۲۰

نیت کی اہمیت۔ ۲۵، ۲۸۸ تا ۲۸۹، ۲۹۵، ۳۱۶، ۴۷۰، ۵۵۴، ۵۶۸، ۶۲۹، ۶۵۰، ۶۷۰

نیست نماہست۔ ۷۰۱، ۷۹۷ تا ۷۹۹، ۸۴۳

نیستی وہستی۔ ۱۲۴، ۵۵۷، ۶۴۴، ۶۵۴، ۶۵۵ تا ۶۹۴، ۶۹۷ تا ۷۳۱، ۷۹۸، ۸۰۴، ۸۱۲، ۸۱۶، ۸۴۲، ۸۴۷ تا ۸۹۲، ۹۰۳، ۹۰۶

نیک وبد۔ ۸۲۰ تا ۸۷۷، ۹۰۷

Marfat.com

نیکیوں پر فخر مت کر۔ ۴۱۸

و

واجب العزت ہستیاں۔ ۴۷

وادیٔ ایمن ـ ۵۹۲، ۷۹۷

واصل بحق۔ ۳۶۷ تا ۳۶۸

واقعہ فرنگی فقیر۔ ۵۳

واقعہ مردودِ بارگاہ۔ ۴۰۹ تا ۴۱۰

وجودِ انسانی کی ترکیب۔ ۶۶۸، ۷۰۴ تا ۷۰۵، ۸۳۰ تا ۸۳۱

وجودِ خلق ـ ۶۴۴، ۷۰۴ تا ۷۰۵، ۷۵۲، ۸۴۶ تا ۸۵۰

وحدت الوجود، واجب الوجود ـ ۲۸ تا ۲۹، ۳۳ تا ۳۴، ۳۸ تا ۳۹، ۵۹۲، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۵۷، ۷۰۰ تا ۷۰۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۸۰۲، ۸۳۴، ۸۴۲، ۸۵۰ تا ۹۰۱

وسوسہ شیطان۔ ۴۱۰ تا ۴۱۱، ۴۳۴

وسیلہ رہبر کامل۔ ۳۳۴

وسیلہ فی الدعا۔ ۶۷ تا ۶۸

وصال الٰہی ـ ۳۲۸، ۳۹۱، ۵۳۲، ۶۰۴ تا ۶۰۵، ۶۸۲، ۸۹۱، ۹۰۷

وصالِ حق کا طریقہ۔ ۴۳۰ تا ۴۳۴

وضو و تیمم فی القرآن والحدیث ـ ۲۱۷ تا ۲۱۸

وضوءِ ظاہری و باطنی ـ ۲۹۵، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۸۹

ولا تکن من الغافلین (الآیہ) ـ ۳۱۶، ۳۵۵، ۳۹۴، ۴۰۱

ھ، ہ

ہادی کا محبت بھرا لہجہ۔ ۳۸۳

ہادی و مصلی ـ ۸۶۵، ۸۶۹

ہادی ہر قوم کے لئے۔ ۴۷، ۵۱، ۵۲

ہجرت ظاہری و باطنی۔ ۳۱۰

ہجر و فراق ـ ۸۹۱

ہر عبادت سے مقصد ذکرِ الٰہی ہے۔ ۲۰۶، ۲۱۰

ہر کسے راہ بہر کارے ساختند ـ ۵۹۷، ۵۹۸، ۸۷۲

ہستِ حقیقی ـ ۸۴۷

ہمہ اُوست ـ ۷۲۷، ۷۵۲، ۷۷۰، ۸۱۲

ھُو ھُو ھُو ـ ۶۵۷

ی

یار با یار ـ ۴۷۷ تا ۴۷۸، ۴۸۰، ۴۹۸ تا ۴۹۹

یا رزاق کے معنی کی تشریح۔ ۴۱۴

یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ ـ ۴۹۵

یزدان و اہرمن ـ ۷۸۴

یقین اور درجات ـ ۲۷ تا ۲۹، ۲۰۰، ۲۹۵، ۶۶۱، ۷۰۰، ۷۰۹، ۸۱۶ تا ۸۱۷

یہودی، نصرانی، عیسائی وغیرہ ـ ۴۳، ۴۴، ۴۷، ۴۹، ۴۲۱، ۵۶۸

Marfat.com

اسم وہ شے ہے جو مسمّٰی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اسم کو مسمّٰی سے وہ ہی نسبت ہے جو ظاہر کو باطن سے۔ اسم مسمّٰی کو فہم میں معیّن، تخلیل میں مصّور، وہم میں حاضر فکر میں ترتیب دیتا ہے۔ حافظے میں اسے محفوظ رکھتا اور عقل میں اسے موجود کرتا ہے۔ اسم مسمّٰی کی حقیقت سے شناسا کرتا ہے۔ مسمّٰی حاضر ہو یا غائب عقل وفکر میں موجود ہوتا ہے اور یہی ایک ذریعہ ہے مسمّٰی کی معرفت کا۔

اسماء و صفات کے علاوہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی معرفت کی کوئی رہنمائی نہیں ہے۔ کیونکہ اسم اور صفت کے سوا مسمّٰی تک پہنچنے کی نہ کوئی راہ ہے اور نہ اس کی معرفت کی کوئی سبیل۔ اسمِ الٰہی انسان کے لئے آئینہ ہے، اسماء اور صفاتِ الٰہی کے انوارِ کسب فیض کا ذریعہ ہیں۔ ہم جس حد تک اس کسب وفیض میں ترقی کریں گے، ہماری روحانی ترقی کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اللہ کو پکارنا، محبت بھرے دل کا سکون مضطرب اور مہجور روح کا قرار ہے۔ یہ ہی ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ'' کا محبت و نیاز بھرا جواب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہے کہ اس نے اپنے چند نورانی اور مبارک اسماء سے ہمیں آگاہ فرما کر اپنی معرفت پاک کی طرف راہیں کھول دیں۔ اُس کے اسماء و صفات بے انتہا ہیں اور انکا کوئی شمار نہیں ہے ہم صرف ان ہی اسماء و صفات سے واقف ہیں جن سے اُس نے حضور رحمت للعالمین نبوت و رسالت کے آخری معلّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے ہمیں آگاہ فرمایا۔ حدیث میں ہے:

اے اللہ تیرے ہر اس نام کے وسیلے سے جو تو نے اپنا رکھا، یا اپنی کتاب میں اتارا، یا کسی مخلوق کو سکھایا یا اپنے لئے، اپنے غیب میں اُس کو چھپا رکھا، میں تجھ سے مانگتا ہوں..........۔

حضرت عائشہؓ کو یہ الہامی دُعا تعلیم ہوئی: اے اللہ! تیرے سب اچھے ناموں کے وسیلے سے جن میں سے کچھ کو ہم نے جانا اور جن کو نہیں جانا، درخواست ہے۔ (بیہقی، کتاب اسماء وصفات)

Marfat.com

اسماء الحسنیٰ

اَللّٰہُ جل جلالہ	وہ ہستی جس کی پرستش کی جائے۔ وہ ذات جس کی حقیقت ومعرفت میں عقل انسانی حیران و سرگرداں ہو۔ بعض کی تحقیقات میں وہ ذات جو اپنی مخلوقات سے ایسی شفقت رکھے جو ماں کو اپنے بچوں سے ہوتی ہے۔ بہت ہی پیارا۔
اَلرَّحْمٰنُ جل جلالہ	رحمت والا - بڑا ہی مہربان۔
اَلرَّحِیْمُ جل جلالہ	بہت رحم کرنے والا۔
اَلْمَلِکُ جل جلالہ	بہت زبردست۔ طاقت والا۔ دونوں جہان کا مالک۔
اَلْقُدُّوْسُ جل جلالہ	بہت پاک۔ ہر عیب ونقصان سے۔
اَلسَّلَامُ جل جلالہ	سلامت رکھنے والا اور بے عیب۔ سلامتی میں کامل اور سلامتی رکھنے والا۔
اَلْمُؤْمِنُ جل جلالہ	ہر مصیبت میں امان دینے والا۔ امن بخشنے والا خوف سے نجات دینے والا۔
اَلْمُھَیْمِنُ جل جلالہ	ہر چیز کا نگہبان سب پر شاہد۔
اَلْعَزِیْزُ جل جلالہ	سب پر غالب۔ بے مثل اور عزت والا۔

Marfat.com

اَلْجَبَّارُ جل جلاله	جبروت والا۔ جس کے سامنے کوئی دم نہ مار سکے۔ ٹوٹے پھوٹے کا جوڑنے والا۔
اَلْمُتَكَبِّرُ جل جلاله	عظمت۔ کبریائی اور بڑائی والا۔
اَلْخَالِقُ جل جلاله	اندازہ کرنے والا خلق کا عدم سے پیدا کرنے والا
اَلْبَارِئُ جل جلاله	پیدا کرنے والا۔
اَلْمُصَوِّرُ جل جلاله	صورت بنانے والا۔
اَلْغَفَّارُ جل جلاله	چُھپانے والا۔ عیب کا ڈھکنے والا۔ نہایت بخشنے والا اور بے پرواہ۔ پانے والا۔
اَلْقَهَّارُ جل جلاله	سب پر غالب اور قابو رکھنے والا۔
اَلْوَهَّابُ جل جلاله	بلا معاوضہ بہت دینے والا۔ دائم العطاء صوری معنوی۔ دنیاوی و اُخروی نعمتیں عطا کرنے والا
اَلرَّزَّاقُ جل جلاله	جسمانی و روحانی روزی دینے والا۔
اَلْفَتَّاحُ جل جلاله	ہر مشکل کو آسان کرنے والا۔ رحمت کے دروازے کھولنے والا۔
اَلْعَلِيْمُ جل جلاله	ہر چیز کا جاننے والا۔
اَلْقَابِضُ جل جلاله	سمیٹنے والا۔ تنگ کرنے والا روزی اور دلوں کا۔
اَلْبَاسِطُ جل جلاله	روزی اور دلوں کو کشادہ کرنے والا۔ جاری کرنے والا ارواح کا ابدان میں۔

Marfat.com

اَلْخَافِضُ جل جلالہ	نیچا دکھانے والا۔ پست کرنے والا۔
اَلرَّافِعُ جل جلالہ	بلند کرنے والا۔
اَلْمُعِزُّ جل جلالہ	عزت دینے والا۔
اَلْمُذِلُّ جل جلالہ	ذلت دینے والا۔
اَلسَّمِیْعُ جل جلالہ	سننے والا۔
اَلْبَصِیْرُ جل جلالہ	دیکھنے والا ظاہر و باطن کا۔
اَلْحَکَمُ جل جلالہ	ایسا فیصلہ کرنے والا جس کے فیصلے کو کوئی ٹال نہ سکے۔
اَلْعَدْلُ جل جلالہ	عادل - انصاف کرنے والا۔
اَللَّطِیْفُ جل جلالہ	لطف و مہرباں۔ باریک بین۔
اَلْخَبِیْرُ جل جلالہ	دلوں کے رازوں سے آگاہ۔
اَلْحَلِیْمُ جل جلالہ	بردبار۔ چشم پوشی کرنے والا۔
اَلْعَظِیْمُ جل جلالہ	ذاتی عظمت والا۔ جس کی بڑائی وہم و خیال سے باہر ہے۔
اَلْغَفُوْرُ جل جلالہ	معاف کرنے والا۔ چھپانے والا۔ بخشنے والا۔ پردہ پوش۔
اَلشَّکُوْرُ جل جلالہ	وہ ذات جو تھوڑے سے عمل پر بے پناہ اجر عطا کرے۔
اَلْعَلِیُّ جل جلالہ	سب سے اونچا۔ بلند مرتبہ۔

Marfat.com

اَلْکَبِیْرُ جل جلالہ	سب سے بڑا۔ زمان و مکان سے اعلیٰ۔
اَلْحَفِیْظُ جل جلالہ	حفاظت کرنے والا۔ تمام موجودات کا نگہبان۔
اَلْمُقِیْتُ جل جلالہ	محافظ با قدرت اور قوت دینے والا قوی بدن اور قویٰ روحانی کو توانائی دینے والا۔
اَلْحَسِیْبُ جل جلالہ	حساب کرنے والا۔ تمام عالم کو کافی۔
اَلْجَلِیْلُ جل جلالہ	بہت ہی بزرگ۔ قدر و عزت اور جاہ والا۔
اَلْکَرِیْمُ جل جلالہ	کرم کرنے والا۔ بہت شریف۔ صاحب جود وسخا۔
اَلرَّقِیْبُ جل جلالہ	نگہبان اور بندے کا حال جاننے والا۔
اَلْمُجِیْبُ جل جلالہ	دُعا قبول کرنے والا۔ پکار کا جواب دینے والا۔
اَلْوَاسِعُ جل جلالہ	بے انتہا فراخی اور وسعت دینے والا۔ وہ جو ہر چیز کو سمائے ہوئے ہے۔
اَلْحَکِیْمُ جل جلالہ	حکمت والا۔ عقل والا۔ افضل علوم کا جاننے والا۔ جس کا حکم جملہ اشیاء پر لازم ہو۔
اَلْوُدُوْدُ جل جلالہ	محبت کرنے والا۔ پیار کرنے والا۔ اہل معرفت کا
اَلْمَجِیْدُ جل جلالہ	بزرگی والا۔ گرامی۔
اَلْبَاعِثُ جل جلالہ	اٹھانے والا۔
اَلشَّهِیْدُ جل جلالہ	حاضر اور موجود ہر شے سے آگاہ اور شے پر ظاہر۔

Marfat.com

اَلْحَقُّ جَلَّ جَلَالُہٗ	سچا۔ الوہیت والا۔ جس کے سوا سب باطل ہے۔ جس کے ذات و صفات میں کچھ بھی دھوکہ نہیں۔
اَلْوَکِیْلُ جَلَّ جَلَالُہٗ	کارساز۔ کام بنانے والا۔
اَلْقَوِیُّ جَلَّ جَلَالُہٗ	زبردست۔ بے انتہاء قوت والا۔
اَلْمَتِیْنُ جَلَّ جَلَالُہٗ	درست کرنے والا۔ مضبوط۔
اَلْوَلِیُّ جَلَّ جَلَالُہٗ	دوست حمایتی۔ تدبیر و قُدرت والا۔
اَلْحَمِیْدُ جَلَّ جَلَالُہٗ	بہت تعریف والا۔ خیر محض۔ اچھا ہی اچھا۔
اَلْمُحْصِیُ جَلَّ جَلَالُہٗ	ہر چیز کا گھیرنے والا۔
اَلْمُبْدِئُ جَلَّ جَلَالُہٗ	عالم کو ایجاد کرنے والا۔
اَلْمُعِیْدُ جَلَّ جَلَالُہٗ	فنا شدہ چیز کو دوبارہ وجود میں لانے والا۔
اَلْمُحْیِیُ جَلَّ جَلَالُہٗ	زندہ کرنے والا۔
اَلْمُمِیْتُ جَلَّ جَلَالُہٗ	مارنے والا۔
اَلْحَیُّ جَلَّ جَلَالُہٗ	بذاتِ خود ہمیشہ زندہ صفت حیات ہمہ موجود۔
اَلْقَیُّوْمُ جَلَّ جَلَالُہٗ	قائم کرنے والا۔ تمام کائنات کو اپنے سہارے سے۔ بذاتِ خود قائم۔
اَلْوَاجِدُ جَلَّ جَلَالُہٗ	پانے والا۔

Marfat.com

اَلْمَاجِدُ جَلَّ جَلَالُہٗ	عزت اور بزرگی والا۔ بڑائی والا۔
اَلْوَاحِدُ جَلَّ جَلَالُہٗ	یگانہ۔ ایک۔ کوئی اس کی مثل نہیں۔
اَلْاَحَدُ جَلَّ جَلَالُہٗ	یکتا اپنی صفات و ذات میں۔
اَلصَّمَدُ جَلَّ جَلَالُہٗ	جس میں جوف نہ ہو۔ بزرگی کی ہر صفت میں کامل - بے نیاز۔
اَلْقَادِرُ جَلَّ جَلَالُہٗ	صاحب قدرت۔
اَلْمُقْتَدِرُ جَلَّ جَلَالُہٗ	بڑے اقتدار والا۔ جس کے سامنے کوئی چوں وچرا نہ کر سکے۔
اَلْمُقَدِّمُ جَلَّ جَلَالُہٗ	آگے بڑھانے والا۔
اَلْمُؤَخِّرُ جَلَّ جَلَالُہٗ	پچھلا۔
اَلْاَوَّلُ جَلَّ جَلَالُہٗ	وہ پہلا جس سے پہلے کوئی نہیں۔
اَلْاٰخِرُ جَلَّ جَلَالُہٗ	وہ پچھلا جو ہمیشہ باقی رہے گا۔
اَلظَّاهِرُ جَلَّ جَلَالُہٗ	جس کا وجود کھلا اور نمایاں ہے۔
اَلْبَاطِنُ جَلَّ جَلَالُہٗ	جو بذاتیہ چھپا اور مخفی ہے۔
اَلْوَالِیْ جَلَّ جَلَالُہٗ	مالک۔ صاحب حکومت۔
اَلْمُتَعَالِ جَلَّ جَلَالُہٗ	بہت بلند ذات وصفات میں۔

Marfat.com

اَلْبَرُّ جل جلالہ	نیکوکار۔ فلاح والا۔
اَلتَّوَّابُ جل جلالہ	بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا۔
اَلْمُنْتَقِمُ جل جلالہ	بدلہ لینے والا۔
اَلْعَفُوُّ جل جلالہ	معاف کرنے والا۔ درگذر کرنے والا۔ گناہوں کا مٹانے والا۔
اَلرَّؤُفُ جل جلالہ	نہایت مہربان۔
مَالِکُ الْمُلْکِ جل جلالہ	ہر شے کا مالک۔ چھپانے والا۔ راہ دکھانے والا۔
ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ جل جلالہ	صاحب تعظیم۔ جلال والا وتکریم۔
اَلْمُقْسِطُ جل جلالہ	انصاف کرنے والا۔ عادل۔
اَلْجَامِعُ جل جلالہ	جمع کرنے والا۔ شامل۔ حاوی۔
اَلْغَنِیُّ جل جلالہ	بے پرواہ۔
اَلْمُغْنِیُّ جل جلالہ	جس کو چاہے غنی اور بے پروا بنادے۔
اَلْمَانِعُ جل جلالہ	روکنے والا۔ منع کرنے والا۔
اَلضَّارُّ جل جلالہ	نقصان وضرر پہنچانے والا۔
اَلنَّافِعُ جل جلالہ	نفع پہنچانے والا۔

Marfat.com

اَلنُّوْرُ جَلَّ جَلَالُهٗ	روشنی والا - نور سراپا۔
اَلْهَادِیُ جَلَّ جَلَالُهٗ	ہدایت کرنے والا۔
اَلْبَدِیْعُ جَلَّ جَلَالُهٗ	نئی نئی چیزیں ایجاد کرنے والا۔ عالموں کو پیدا کرنے والا۔
اَلْبَاقِیُ جَلَّ جَلَالُهٗ	ہمیشہ رہنے والا۔
اَلْوَارِثُ جَلَّ جَلَالُهٗ	کل مخلوق کا مالک۔
اَلرَّشِیْدُ جَلَّ جَلَالُهٗ	عالم کا رہنما۔ سیدھی راہ پر چلانے والا۔
اَلصَّبُوْرُ جَلَّ جَلَالُهٗ	بردبار۔ نافرمانی پر جلد سزا نہ دینے والا۔

مندرجہ ذیل اسماء الحسنٰی بھی
علماء اور محدثین نے اسماء الحسنٰی میں شامل کیے ہیں۔

اَلْقَدِیْمُ جَلَّ جَلَالُهٗ	جس سے پہلے کوئی موجود نہیں۔ جو ہمیشہ سے ہے۔
اَلْمَوْجُوْدُ جَلَّ جَلَالُهٗ	وجود والا۔ ہست۔
اَلْقَدِیر جَلَّ جَلَالُهٗ	ہر طرح کی قدرت والا۔
اَلْمُحِیْطُ جَلَّ جَلَالُهٗ	احاطہ کرنے والا۔
اَلْمُرِیْدُ جَلَّ جَلَالُهٗ	ارادہ کرنے والا۔

Marfat.com

اَلْمُتَكَلِّمُ جل جلالہ	بولنے والا اپنے علم اور ارادوں کو ظاہر کرنے والا۔
اَلْجَمِيْلُ جل جلالہ	بہت اچھا۔ جمال والا۔
اَلْكَفِيْلُ جل جلالہ	کفالت کرنے والا۔ دینے والا۔
اَلْحَنَّانُ جل جلالہ	مثل والدہ۔ بچوں پر شفقت کرنے والا۔
اَلْمَنَّانُ جل جلالہ	احسان کرنے والا۔
اَلنَّصِيْرُ جل جلالہ	حامی۔ مددگار۔
اَلْكَافِيْ جل جلالہ	اپنے بندے کے لئے کافی۔
اَلْمُنْعِمُ جل جلالہ	نعمتیں عطا کرنے والا۔
اَلشَّافِيْ جل جلالہ	شفا دینے والا۔
اَلْحَاكِمُ جل جلالہ	فیصلہ کرنے والا۔
اَلرَّبُّ جل جلالہ	پرورش کرنے والا۔
اَلْوِتْرُ جل جلالہ	جس کا کوئی جوڑ نہیں۔

Marfat.com

اسماءِ ذاتیہ:

اَللّٰہُ جل جلالہ - اَلْوَاحِدُ جل جلالہ - اَلْاَحَدُ جل جلالہ - اَلْوِتْرُ جل جلالہ

اَلصَّمَدُ جل جلالہ - اَلْحَقُّ جل جلالہ - اَلْقُدُّوْسُ جل جلالہ - اَلنُّوْرُ جل جلالہ

اسماءِ وجودیہ:

اَلْقَیُّوْمُ جل جلالہ - اَلْحَیُّ جل جلالہ - اَلْقَدِیْمُ جل جلالہ - اَلْمَوْجُوْدُ جل جلالہ

اَلْبَاقِیْ جل جلالہ - اَلْاَوَّلُ جل جلالہ - اَلْاٰخِرُ جل جلالہ - اَلظَّاھِرُ جل جلالہ

اَلْبَاطِنُ جل جلالہ - اَلرَّحْمٰنُ جل جلالہ

بہ حصول تجلی و دیدار حقیقی، سلسلہ اویسیہ میں بطور التجا و ذریعہ حصولِ معرفت، مروّجہ اسماء الحسنٰی

یَا اَللّٰہُ - یَا اَحَدُ - یَا صَمَدُ - یَا اِلٰـہَ الْاَوَّلِیْنَ

یَا اِلٰـہَ الْاٰخِرِیْنَ - یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ - یَا وَھَّابُ

یَا کَرِیْمُ - یَا بَاسِطُ - یَا عَزِیْزُ - یَا اَعْظَمُ - یَا اَکْبَرُ

یَا قَادِرُ یَا مُقْتَدِرُ - یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

Marfat.com

رابطہ و کتاب ملنے کا پتہ

حیدر آباد

محمد سلیمان احمد / محمد عمران احمد

دکان نمبر B-3/1759، اکال بھونگا لین، فوجداری روڈ، حیدر آباد

کراچی

(۱) صہیب احمد خان (ایڈوکیٹ)

روم نمبر 303، 304 برہانی چیمبر، عبداللہ ہارون روڈ، صدر، کراچی

(۲) حکیم عبدالحیٔ

H-131/9، اردو نگر، اردو چوک، نزد مسجد بیضا، سعود آباد، ملیر کالونی، کراچی

ای میل: alhaqulmubin@yahoo.com
info@alhaq-ul-mubin.com.pk

ویب سائٹ: www.alhaq-ul-mubin.com.pk

Marfat.com

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝

بے شک ضرور یہ یقینی صحیح ہے۔ پس اپنے بزرگ پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھا کرو۔

الحق المبین

حضرت مسیح العارفین سیّدنا قبلہ نوری محمد نظام الحق صاحب

قلندر اویسی قدس سرّہ العزیز

Marfat.com